﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت سیّدِ الاُمم ﷺ

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ و تاریخ

جلد ۴

مولوی محمد اصغر ہاشمی

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۵ بعثت نبوی	
مضامین سورۂ الکہف	۱۵۸۶

سورۂ کہف کی فضیلت	۱۵۸۹
نبی کریم ﷺ کو تسلی اور دلاسہ	۱۵۹۱
قصہ اصحاب الکہف	۱۵۹۵
موت کے بعد زندگی	۱۶۰۲
دوبارہ جینے کی عینی دلیل	۱۶۰۳
ان شاء اللہ کہنے کا حکم	۱۶۰۷
فخر وغرور	۱۶۱۶
مفلس مسلمان	۱۶۱۸
ناشکری کا انجام	۱۶۲۱
متاع دنیا کی حقیقت	۱۶۲۲
اولین وآخرین سب میدان محشر میں	۱۶۲۷
خالق کو چھوڑ کر اس کے دشمن سے دوستی	۱۶۳۲
روز محشر مشرک شرمندہ ہوں گے	۱۶۳۵
بڑا ظالم کون؟	۱۶۳۹
دھمکی	۱۶۴۰
الٰہی مصلحتیں	۱۶۴۲
قصہ ذوالقرنین	۱۶۴۹
مغرب کی طرف مہم	۱۶۵۰

مشرق کی طرف مہم	۱۶۵۲
یاجوج وماجوج	۱۶۵۲
دیوار کی تعمیر	۱۶۵۳
قیامت کا منظر	۱۶۵۹
مضامین سورۂ الزمر	۱۶۶۴
درمیانی واسطوں کی تلاش، بنیاد شرک ہے	۱۶۶۷
اللہ وحدہ لاشریک ہے	۱۶۷۰
تخلیق کائنات اور عقیدہ توحید	۱۶۷۲
کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا	۱۶۷۴
مشرک کا کردار	۱۶۷۹
مشرک اور موحد برابر نہیں	۱۶۸۰
اہل تقویٰ کو تین نصیحتیں	۱۶۸۱
چار اہم اعلان	۱۶۸۳
نیک اعمال کے حامل لوگوں کے لیے محلات	۱۶۸۵
زندگی کی بہترین مثال	۱۶۸۷
قرآن حکیم کی تاثیر	۱۶۹۰
شرک کی قباحت، ایک سادہ سی مثال	۱۶۹۴
اللہ پر کامل بھروسہ	۱۷۰۰
حیات بعد الموت کی ایک مثال	۱۷۱۱
مشرکین کی مذمت	۱۷۱۳
انسان کا ناشکرا پن	۱۷۲۰
توبہ، گناہوں کی معافی کا ذریعہ	۱۷۲۲

مشرکین کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے	۱۷۲۹
کفر و ایمان میں سمجھوتہ نہیں ہوسکتا	۱۷۳۲
کفار کی آخری منزل	۱۷۳۹
متقیوں کی آخری منزل	۱۷۴۲
مضامین سورۂ المومن	۱۷۴۵
دنیاوی مال و اسباب کی حقیقت	۱۷۴۹
اہل ایمان کے لئے مقرب فرشتوں کی دعائیں	۱۷۵۱
کفار کی دوبارہ زندگی کی لاحاصل آرزو	۱۷۵۴
حشر کے دن صرف اللہ کی حکومت ہو گی	۱۷۵۹
شرک کی تردید	۱۷۶۴
دھمکی	۱۷۶۵
ایک اہل ایمان سردار کا مشورہ اور ڈرانا	۱۷۶۹
فرعون کی سرکشی اور تکبر	۱۷۷۵
مومن سردار کی قوم کو دعوت	۱۷۷۷
مومن سردار کے خلاف اقدام	۱۷۸۰
دوزخیوں کا ایک مکالمہ	۱۷۸۵
صبر کی تلقین	۱۷۸۷
انسان کی دوبارہ پیدائش کے دلائل	۱۷۸۷
عبادت کی روح دعا ہے	۱۷۹۰
توحید کی دلیل	۱۷۹۳
رسول اللہ ﷺ کی مشرکین کو دعوت توحید	۱۷۹۸
کفار کو عذاب جہنم اور طوق و سلاسل کی وعید	۱۸۰۰

اللہ کے وعدے قطعاً حق ہیں	۱۸۰۲
معجزے کا مطالبہ	۱۸۰۳
ہر مخلوق خالق کائنات پر دلیل ہے	۱۸۰۴
مقام عبرت	۱۸۰۶
مشرکوں کا انجام	۱۸۰۶
عمرو بن مرہ جہنی کا قبول اسلام	۱۸۰۷
مضامین سورۂ مریم	۱۸۱۳
زکریا علیہ السلام کا دعا کرنا	۱۸۱۴
خوشخبری پر تعجب	۱۸۱۷
قرآن مجید میں یحییٰ علیہ السلام کے اوصاف	۱۸۱۹
انجیلوں میں یحییٰ کے اوصاف	۱۸۲۰
مریم پر قوم کا تہمت لگانا	۱۸۳۰
شرک فی الذات کی نفی	۱۸۳۲
قیامت کا دن دوزخیوں کے لیے یوم حسرت	۱۸۳۶
باپ کی دھمکی	۱۸۴۱
ترک نماز کا نتیجہ شہوات کی پیروی	۱۸۵۰
قیامت یقیناً آئے گی	۱۸۵۴
کثرت مال فریب زندگی	۱۸۵۸
کافروں کو مہلت	۱۸۶۰
اہل ایمان کو تسلی	۱۸۶۱
عیار مقروض اور خباب رضی اللہ عنہ بن ارت	۱۸۶۲
معبودوں کا اظہار لاتعلقی	۱۸۶۴

اللہ تعالیٰ کے معزز مہمان	۱۸۶۶
شرک کی تردید	۱۸۶۸
تباہ شدہ قوموں سے عبرت	۱۸۶۹
مضامین سورۃ العنکبوت	۱۸۷۰
نیکیوں کی کوشش	۱۸۷۵
اہل باطل کا ایک فریب	۱۸۸۱
نبی اکرم ﷺ کی حوصلہ افزائی	۱۸۸۸
شرک کی تردید کے لئے ایک مثال	۱۹۱۱
نسخہ استقامت	۱۹۱۵
بحث ومباحثہ میں تعلیم وتربیت	۱۹۱۸
توحید الوہیت	۱۹۳۱
توحید ربوبیت	۱۹۳۲
احسان کا بدلہ احسان	۱۹۳۴
پہلی ہجرت حبشہ	۱۹۳۶
مضامین سورۃ طٰہٰ	۱۹۳۹
قبولیت دعا	۱۹۵۱
اندیشے	۱۹۵۳
جادوگر بلانے کا فیصلہ	۱۹۶۵
جادوگروں کو دعوت حق	۱۹۶۶
مقابلہ حق وباطل	۱۹۶۷
جادوگروں کا قبول حق	۱۹۶۹
احسانات کی یاددہانی	۱۹۷۷

انجام سامری	۱۹۸۱
قرآن حکیم سب سے بڑا معجزہ	۲۰۰۴
مضامین سورۂ الواقعہ	۲۰۰۶
اصحاب یمین اور ان پر انعامات	۲۰۱۷
اصحاب شمال اور عذاب الٰہی	۲۰۲۱
مسئلہ تقدیر	۲۰۲۵
عالم نزع کی بے بسی	۲۰۳۳
مضامین سورۂ الشعراء	۲۰۳۶
فرعون کا تحقیر و تنقیص کرنا	۲۰۴۲
فرعون کی دھمکی	۲۰۵۶
درباریوں سے مشورہ	۲۰۵۶
جادوگروں کا جمع ہونا	۲۰۵۷
مقابلہ حق و باطل	۲۰۵۸
جادوگروں کو موت کی دھمکی	۲۰۶۰
حکم ہجرت	۲۰۶۲
فرعون کا غرق ہونا	۲۰۶۵
مضامین سورۂ النمل	۲۱۱۱
قیامت کے منکر	۲۱۴۷
دابتہ الارض	۲۱۵۰
مضامین سورۂ القصص	۲۱۵۹
قارون اور اس کا انجام	۲۲۱۰
مضامین سورۂ الروم	۲۲۲۰

غلبہ روم اور غلبہ اسلام، دو معجزاتی پیشگوئیاں	۲۲۲۰
معرکہ روم و فارس	۲۲۲۴
شرک کی تردید کے لئے ایک مثال	۲۲۴۲
زمین کی اصلاح اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مضمر ہے	۲۲۵۳
اللہ کے پسندیدہ دین پر مستحکم ہو جاؤ	۲۲۵۷
مضامین سورۂ النجم	۲۲۶۳
پہلے صحیفوں کی تعلیم	۲۲۷۷
ایک ضعیف روایت	۲۲۸۴
دوسری ہجرت حبشہ	۲۲۹۰
مشرکین نجاشی کے دربار میں	۲۲۹۸
ابوطالب کو علانیہ دھمکی	۲۳۰۶
ابوطالب کو ایک اور تجویز	۲۳۰۸

۵ بعثتِ نبوی

مضامین سورۃ الکہف:

رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کو شرک چھوڑ کر توحید اختیار کرنے اور دنیا پرستی چھوڑ کر آخرت پر یقین دلانے کی دعوت دے رہے تھے، مگر قوم کے بڑے بڑے سردار اپنی دولت اور شوکت وحشمت کے زعم میں نہ صرف آپ کی دعوت کورد کر رہے تھے بلکہ ان چند راست پسند انسانوں کو بھی جنہوں نے یہ دعوت قبول کر لی تھی، ان کو اپنی مشرکانہ ملت پر لانے کے لئے انسانیت سوز ظلم وستم اور تحقیر و تذلیل کا نشانہ بنا رہے تھے، اور ان کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہ تھا، مگر راست پسند، سلیم الفطرت یہ چند انسان اللہ کی وحدانیت وربوبیت اور رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی میں ایمان کی دولت سے سرشار تھے، اور کفار مکہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ انہیں کس طرح اس راہ سے روکا جائے،

قَالَ: بَعَثَتْ قُرَيْشٌ النَّضْرَ بْنَ الْحَارِثِ، وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ إِلَى أَحْبَارِ يَهُودَ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالُوا لَهُمْ: سَلُوهُمْ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَصِفُوا لَهُمْ صِفَتَهُ، وَأَخْبِرُوهُمْ بِقَوْلِهِ، فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ الْأَوَّلِ، وَعِنْدَهُمْ عِلْمُ مَا لَيْسَ عِنْدَنَا مِنْ عِلْمِ الْأَنْبِيَاءِ. فَخَرَجَا حَتَّى قَدِمَا الْمَدِينَةَ، فَسَأَلُوا أَحْبَارَ يَهُودَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَصَفُوا لَهُمْ أَمْرَهُ وَبَعْضَ قَوْلِهِ، وَقَالَا: إِنَّكُمْ أَهْلُ التَّوْرَاةِ، وَقَدْ جِئْنَاكُمْ لِتُخْبِرُونَا عَنْ صَاحِبِنَا هَذَا، قَالَ: قَالَ: فَقَالَتْ لَهُمْ أَحْبَارُ يَهُودَ: سَلُوهُ عَنْ ثَلَاثٍ نَأْمُرُكُمْ بِهِنَّ، فَإِنْ أَخْبَرَكُمْ بِهِنَّ فَهُوَ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ، وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَالرَّجُلُ مُتَقَوِّلٌ، فَرُوا فِيهِ رَأْيَكُمْ

آخر قریش نے مدد کے لئے اہل کتاب یہود ونصاریٰ کی طرف نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ کے یہودی علماء کے پاس روانہ کیا اور انہیں فہمائش کر دی کہ وہ ان علماء سے محمد ﷺ کے بارے میں سوال کریں، ان کے سامنے آپ ﷺ کے اوصاف بیان کریں، اور انہیں آپ کے دعویٰ نبوت کی اطلاع دیں، وہ پہلے اہل کتاب ہیں اور ان کے پاس علم ہے اور ان کے پاس اگلے انبیاء کا علم نہیں ہے، یہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے، احبار مدینہ سے ملے، رسول اللہ ﷺ کے حالات واوصاف بیان کیے، آپ ﷺ کی تعلیم کا ذکر کیا اور کہا تم اہل تورات ہو بتاؤ ان مدعی نبوت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ احبار یہود نے کہا دیکھو ہم تمہیں (اپنی تاریخ سے) ایک فیصلہ کن بات بتاتے ہیں تم جا کر ان سے تین سوالات کرو (جن کا حجاز میں کوئی چرچا نہ تھا) اگر وہ جواب دے دیں تو ان کے سچے ہونے میں کچھ شک نہیں، بے شک وہ اللہ کے نبی اور رسول ہیں اور اگر ان سوالات کے جوابات نہ دے سکیں تو ان کے جھوٹا ہونے میں کچھ شک نہیں، پھر تم جو چاہو کرو۔

سَلُوهُ عَنْ فِتْيَةٍ ذَهَبُوا فِي الدَّهْرِ الْأَوَّلِ، مَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِمْ فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ لَهُمْ حَدِيثٌ عَجِيبٌ. وَسَلُوهُ عَنْ رَجُلٍ طَوَّافٍ، بَلَغَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، مَا كَانَ نَبَؤُهُ؟ وَسَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ مَا هُوَ؟ فَإِنْ أَخْبَرَكُمْ بِذَلِكَ، فَإِنَّهُ نَبِيٌّ فَاتَّبِعُوهُ، وَإِنْ هُوَ لَمْ يُخْبِرْكُمْ، فَهُوَ رَجُلٌ مُتَقَوِّلٌ، فَاصْنَعُوا فِي أَمْرِهِ مَا بَدَا لَكُمْ. فَأَقْبَلَ النَّضْرُ وَعُقْبَةُ حَتَّى قَدِمَا مَكَّةَ عَلَى قُرَيْشٍ، فَقَالَا: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ: قَدْ جِئْنَاكُمْ بِفَصْلِ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ، قَدْ أَمَرَنَا أَحْبَارُ يَهُودَ أَنْ نَسْأَلَهُ، عَنْ أُمُورٍ، فَأَخْبِرُوهُمْ بِهَا،

ان سے پوچھو اگلے زمانے میں جو نوجوان اپنا شہر چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کا واقعہ بیان کرو، وہ ایک عجیب واقعہ ہے (یعنی اصحاب کہف کون تھے؟) اور اس شخص کے حالات دریافت کرو جس نے زمین کا گشت لگایا تھا اور مشرق و مغرب ہو آیا تھا (یعنی ذوالقرنین کا کیا قصہ ہے؟) اور روح کی ماہیت دریافت کرو کہ وہ کیا ہے؟ اگر وہ ان سوالات کے جوابات بتلادیں تو انہیں نبی مان کر ان کی اتباع کرو اور اگر وہ نہ بتا سکیں تو وہ فضول گفتگو کرنے والے ہیں پھر تم ان کے ساتھ جو چاہو سلوک کرو، نضر بن حارث اور عقبہ بن ابومعیط معلومات اور سوالات لیکر مکہ واپس آگئے اور بولے اے گروہ قریش! ہم تمہارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان حق و باطل کا فیصلہ کرنے والی باتیں لے کر آئے ہیں، احبار یہود نے کہا ہے کہ تم ان سے یہ سوالات کرو اور پھر ساری روئیداد ان کے گوش گزار کی،

فَجَاءُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنَا، فَسَأَلُوهُ عَمَّا أَمَرُوهُمْ بِهِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أُخْبِرُكُمْ غَدًا بِمَا سَأَلْتُمْ عَنْهُ وَلَمْ يَسْتَثْنِ فَانْصَرَفُوا عَنْهُ، فَمَكَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، لَا يُحْدِثُ اللَّهُ إِلَيْهِ فِي ذَلِكَ وَحْيًا، وَلَا يَأْتِيهِ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، حَتَّى أَرْجَفَ أَهْلُ مَكَّةَ، وَقَالُوا: وَعَدَنَا مُحَمَّدٌ غَدًا، وَالْيَوْمَ خَمْسَ عَشْرَةَ قَدْ أَصْبَحْنَا فِيهَا لَا يُخْبِرُنَا بِشَيْءٍ مِمَّا سَأَلْنَاهُ عَنْهُ. وَحَتَّى أَحْزَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُكْثُ الْوَحْيِ عَنْهُ، وَشَقَّ عَلَيْهِ مَا يَتَكَلَّمُ بِهِ أَهْلُ مَكَّةَ.ثُمَّ جَاءَهُ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، بِسُورَةِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ

پھر یہ سب جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد (ﷺ)! ہمیں ان تین سوالات کے جواب دیں اور وہ سوالات پوچھے جو وہ پوچھ کر آئے تھے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم نے پوچھا ہے اس کے بارے میں میں تمہیں کل سب کچھ بتاؤں گا مگر آپ ﷺ نے ان شاء اللہ نہ فرمایا، وہ لوگ یہ سن کر واپس لوٹ گئے، دوسری طرف رسول اللہ پندرہ دن تک انتظار فرماتے رہے ،اس دوران اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی وحی نہ بھیجی اور نہ ہی جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے یہاں تک کہ مکہ والوں نے لوگوں کو بھڑکانا شروع کر دیا کہ محمد نے ہم سے ایک دن کا وعدہ کیا تھا اور آج پندرہ دن ہو گئے ہیں مگر انہوں نے ہمارے سوالات کے جوابات نہیں دیئے، اہل مکہ کے یہ طعنے اور وحی کا انقطاع رسول اللہ ﷺ پر بہت گراں گزرا، پندرہ دن کے بعد جبرائیل علیہ السلام سورۂ کہف لے کر حاضر ہوئے۔[1]

جس میں کفار کی باتوں کا جواب تھا اور جس میں فرمایا گیا کہ انسان کو علم غیب نہیں کہ وہ آئندہ حالات کے بارے میں اپنے قطعی اور یقینی علم کے ساتھ کچھ کہہ سکے اور نہ ایسا طاقتوار ہے کہ جو چاہے سو کرلے، اس لئے اگر ایسی بات کہنی ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ وابستہ کرتے ہوئے ان شاء اللہ کہنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے ان سوالات کا جواب میں اصحاب کہف کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو اہل توحید تھے جن کے ساتھ بادشاہ دقیانوس، اس کی حکومت کے امراء اور ان کے اہل خاندان نے توحید کے جرم میں تمہاری طرح ان کے ساتھ تحقیر آمیز رویہ اختیار کیا، انہیں ڈرایا اور جان سے مار دینے کی دھمکیاں دی گئیں، دوسری طرف انہیں مال و دولت کے انبار، اونچے عہدوں پر تقرر اور معیار زندگی کی بلندی جیسی ترغیبات دی گئیں لیکن ان نوجوانوں نے ایمان کی حفاظت کو ہر چیز پر مقدم جانا اور اسے بچانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مخلص بندوں کو تو دشمنوں کے شر سے بچالیا مگر ان کے خلاف چلنے والے انجام کار فنا ہو گئے، اگر تم

[1] تفسیر طبری ۵۹۲؍۱۷، تفسیر ابن کثیر ۱۳۶؍۵

نے اپنی اصلاح نہ کی تو تمہارا انجام بھی اس وقت کے لوگوں جیسا ہی ہوگا اور پھر روز قیامت تم سے مسلمانوں پر اس ظلم وستم کی سختی سے باز پرس بھی کی جائے گی، مسلمانوں کو اصحاب کہف کے کرداروں سے متعارف کرا کر ہمت افزائی کی گئی کہ گو وہ بہت ہی قلیل التعداد اور کمزور تھے مگر انہوں نے شیطان کے پجاریوں کے سامنے ہمت ہار کر اپنا سر نہیں جھکایا تھا بلکہ رب کی بھروسے پر اپنا گھر بار، عزیز واقارب اور اپنا وطن تک چھوڑ کر چل دیئے تھے، کفار مکہ پہلی امتوں کی طرح آخرت پر یقین نہیں رکھتے تھے، اس واقعہ کو بیان کر کے موجودہ مختصر زندگی کے بعد ہمیشہ کی زندگی پر استدلال کیا گیا کہ جب وہ رب ان چند نوجوانوں کو ایک لمبے عرصے تین سو نو سال کے بعد دوبارہ زندہ کر سکتا ہے تو کیا وہ تمہیں زندہ نہیں کر سکے گا، ایک منکر اور ایک اہل ایمان کا واقعہ بیان کر کے اہل مکہ کو تنبیہ کی گئی کہ جس دولت پر تم اتراتے ہو وہ تو بہت ہی ناپائیدار شے ہے، اس کی تو کوئی حقیقت ہی نہیں ہے، موسیٰ اور خضر کے واقعہ کو بیان کر کے مسلمانوں کو تسلی دینے کے لئے بتایا گیا کہ کسی بھی مصلحت ومشیت ایزدی کی وجہ سے جو واقعات ظاہر ہوتے ہیں وہ انسان کی بے خبری کی وجہ سے حیران کن ہوتے ہیں، ذوالقرنین کے بارے میں بتایا گیا کہ تم ایک معمولی تجارت اور معمولی جاگیر وحویلی اور مختصر علاقہ کی حاکمیت پر اتراتے ہو اور خود کو نہ جانے کیا سمجھتے ہو مگر ذوالقرنین ایک مسلمان انصاف پسند بادشاہ تھا جسے ہم نے ہر طرح کا مال واسباب مہیا کیا تھا مگر وہ اس پر اترانے کے بجائے ہمارے حضور سربسجود رہتا تھا اور ہمارا شکر گزار بندہ تھا اور ظاہری اسباب کے طور پر جو مضبوط دیوار اس نے تیار کی تو اس کا بھروسہ رب پر ہی تھا نا کہ اپنی تیار کردہ دیوار پر، ان سوالوں کے جواب کے بعد توحید وآخرت کے فوائد کا ذکر کیا گیا اور رسالت کے سلسلے میں بتایا گیا کہ ہر نبی ورسول کی طرح محمد ﷺ بھی تم میں سے ہیں مگر ان کا مرتبہ وعظمت یہ ہے کہ ان کی طرف وحی کی جاتی ہے، اگر تم لوگ ان تعلیمات پر عمل کرو گے تو اس دنیا اور اخروی زندگی میں فلاح وکامیابی تمہارا مقدر رہو گی ورنہ ذلت کی ہمیشگی والی زندگی تمہاری منتظر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰى عَبۡدِهِ الۡكِتٰبَ وَلَمۡ يَجۡعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ ۜ ﴿۱﴾

تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے سزاوار ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ قرآن اتارا اور اس میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی

قَيِّمًا لِّيُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِيۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡهُ وَيُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ

بلکہ ہر طرح سے ٹھیک ٹھاک رکھا تاکہ اپنے پاس کی سخت سزا سے ہوشیار کر دے، اور ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو

اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ۙ ﴿۲﴾ مّٰكِثِيۡنَ فِيۡهِ اَبَدًا ۙ ﴿۳﴾ وَّيُنۡذِرَ الَّذِيۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

خوشخبریاں سنا دے کہ ان کے لیے بہترین بدلہ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور ان لوگوں کو بھی ڈرا دے جو کہتے

وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّ لَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے، درحقیقت نہ تو خود انھیں اس کا علم ہے نہ ان کے باپ دادوں کو، یہ تہمت بڑی بری ہے جو ان

مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ (الکھف ۱تا۵)

کے منہ سے نکل رہی ہے، وہ نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔

سورۂ کہف کی فضیلت:

الْبَرَاءَ،يَقُولُ:قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَنَظَرَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ، أَوْ سَحَابَةٌ، قَدْ غَشِيَتْهُ. قَالَا: فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اقْرَأْ فُلَانُ، فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ، أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی (اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر یا ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس) نے سورۂ کہف کو پڑھا اس وقت گھر میں ایک جانور بھی تھا اس نے بدکنا شروع کر دیا، اس آدمی نے دیکھا تو ایک بادل سا تھا جس نے اسے ڈھانپ رکھا تھا، اس نے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں! اسے پڑھتے رہتے یہ تو سکینت (اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ایک شئے جس میں اطمینان اور رحمت ہے) تھی جو قرآن کے پاس یا قرآن کے لیے نازل ہوتی ہے۔[۱]

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ،أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات حفظ کر لے وہ (فتنہ) دجال سے محفوظ ہو جائے گا۔[۲]

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

اور جامع ترمذی میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نے سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیات پڑھ لیں وہ (فتنہ) دجال سے محفوظ ہو جائے گا۔[۳]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ

ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے تو یہ سورت دونوں جمعوں کے درمیان

[۱] مسند احمد ۱۸۴۷۴،صحیح بخاری كِتَابُ المَنَاقِبِ بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ ۳۶۱۴،صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ نُزُولِ السَّكِينَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ ۱۸۵۶

[۲] مسند احمد ۲۷۵۴۰،صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ ۱۸۸۳،سنن ابوداودكِتَاب الْمَلَاحِمِ بَابُ خُرُوجِ الدَّجَّالِ ۴۳۲۳، السنن الکبری للنسائی ۱۰۷۲۱

[۳] جامع ترمذی أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ سُورَةِ الكَهْفِ ۲۸۸۶

اس کے لیے نور کا باعث ہو گی۔ [1]

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ كَمَا أُنْزِلَتْ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سورۂ کہف کو اس طرح پڑھا جس طرح یہ نازل ہوئی ہے تو قیامت کے دن یہ اس کے لیے نور ہو گی۔ [2]

اللہ وحدہ لاشریک ہی قابل حمد و ستائش، لائق ثنا اور ہر طرح کی تعریفوں کا سزاوار ہے جس نے اپنے بندے اور پیغمبر آخر الزمان محمد ﷺ پر دینی و دنیاوی مصالح کی رعایت و حفاظت کرنے والی جلیل ترین نعمت قرآن مجید فرقان حمید نازل کی اور اس میں کوئی کجی، کوئی کسر اور کوئی کمی نہ رکھی تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے بدکاروں کو اللہ کے دنیاوی اور اخروی دردناک عذاب سے خبردار کر دے، جیسے فرمایا

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ⑯ [3]

ترجمہ: ان کے اوپر بھی آگ کی چھتریاں اوپر سے بھی چھائی ہوں گے اور ان کے نیچے بھی، یہ وہ انجام ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ،پس اے میرے بندو! میرے غضب سے بچو۔

اور جو اللہ کے اس پر پاکیزہ کلام پر یقین کرے اور ایمان لا کر اعمال صالح اختیار کرے اسے اجر عظیم کی خوشخبری دے دے کہ ان کے لئے اللہ کے ہاں جنت کا بہترین بدلہ ہے، جس کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے تصور میں اس کا گزر ہوا ہے، جس کی غیر فانی نعمتوں میں وہ ابد الآباد تک رہیں گے، اور یہ نعمتیں ہر وقت بڑھتی ہی رہیں گی۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑰ [4]

ترجمہ: پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔

اور یہودیوں، نصاریٰ اور مشرکین کو ڈرا دے جو عزیر علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتوں کو اللہ کا بیٹا اور بیٹیاں قرار دیتے ہیں، حالانکہ اس بات کا نہ ان کے باپ دادا کو کوئی علم تھا اور نہ انہیں کوئی علم و یقین ہے، بلکہ وہ محض اپنی عقیدت مندی کے ظن و گمان میں اپنے منہ سے بڑی گمراہی کی بات نکالتے ہیں، اور محض جھوٹ بکتے ہیں جو صدق کے منافی ہے، جبکہ اللہ کی ربوبیت والوہیت میں غیر اللہ کی شراکت اللہ پر بہتان طرازی کی متقاضی ہے، جیسے فرمایا

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ... ㉑ [5]

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹا بہتان لگائے یا اللہ کی نشانیوں کو جھٹلائے؟۔

[1] مستدرک حاکم ۳۳۹۲

[2] السنن الکبری للبیہقی ۵۹۹۶

[3] الزمر ۱۶

[4] السجدة ۱۷

[5] الانعام ۲۱

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝

پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اس رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے؟

جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝

روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے کہ ہم انھیں آزمالیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا

وَ اِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝ (الکہف ٦ تا ٨)

ہے، اس پر جو کچھ ہے ہم اسے ایک ہموار صاف میدان کر ڈالنے والے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو تسلی اور دلاسہ:

رسول اللہ ﷺ شدید خواہش رکھتے تھے کہ آپ کی قوم گمراہی اور اخلاقی پستی سے نکل کر دین اسلام قبول کر لے اور روز قیامت اللہ کے عذاب سے بچ جائے، مگر رات دن کی انتھک کوششوں اور ہر طرح کے دلائل و براہین کے باوجود ان کے اعراض و گریز سے رحم و شفقت کی بنا پر ان کی حالت پر متاسف اور غم زدہ ہوتے تھے،

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا، فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا، فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَهُمْ يَقْتَحِمُونَ فِيهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی، جب آگ نے اپنی آس پاس کی چیزیں روشن کر دیں تو پتنگے اور پروانے وغیرہ اس میں گر گر کر جان دینے لگے، وہ انہیں ہر چند روکتا ہے لیکن بس پھر بھی وہ برابر گر رہے ہیں بالکل یہی مثال میری اور تمہاری ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر تمہیں روکتا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ آگ سے پرے ہٹو لیکن تم میری نہیں سنتے، نہیں مانتے، مجھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گرے چلے جاتے ہو۔[1]

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اسی کیفیت اور جذبے کا اظہار فرما کر لطیف انداز میں تسلی فرمائی کہ اے نبی ﷺ! اگر یہ قرآنی تعلیمات پر ایمان نہ لائے تو شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھو دو گے، جیسے ایک اور مقام پر فرمایا

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ [2]

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! شاید تم اس غم میں اپنی جان کھو دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

[1] صحيح بخاری كتاب الرقاق بَابُ الِانْتِهَاءِ عَنِ المَعَاصِي ٦٤٨٣،صحيح مسلم كتاب الفضائل بَابُ شَفَقَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمَّتِهِ وَمُبَالَغَتِهِ فِي تَحْذِيرِهِمْ مِمَّا يَضُرُّهُمْ ٥٩٥٧، مسند احمد ٨١١٧

[2] الشعراء ٣

...فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ... ﴿۸﴾ (۱)

ترجمہ: پس (اے نبی ﷺ!) خواہ مخواہ تمہاری جان ان لوگوں کی خاطر غم وافسوس میں نہ گھلے۔

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ... ﴿۷۰﴾ (۲)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! ان کے حال پر رنج نہ کرو۔

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ (۳)

ترجمہ: طٰہٰ، ہم نے یہ قرآن تم پر اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ، یہ تو ایک یاد دہانی ہے ہر اس شخص کے لیے جو ڈرے۔
ان کے ایمان نہ لانے کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے، آپ کا اجر وثواب تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہو چکا ہے، اس لیے ان لوگوں کی حالت پر آپ اس قدر غم وغصہ، رنج وافسوس نہ کریں، آپ بس اپنا فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہیں، کسی کو ہدایت دے دینا اللہ کا کام ہے، جیسے فرمایا

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ (۴)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم جس کو چاہو ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اعتراف کیا تھا

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ... ﴿۲۵﴾ (۵)

ترجمہ: موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میرے اختیار میں کوئی نہیں مگر یا میری اپنی ذات یا میرا بھائی۔

ایک مقام پر فرمایا

فَذَكِّرْ ۣ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ (۶)

ترجمہ: اچھا تو (اے نبی ﷺ) نصیحت کیے جاؤ، تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو۔

اگر یہ ایمان لاکر عمل صالحہ اختیار کریں گے تو اپنا ہی بھلا کریں گے اور اگر گمراہی پر اڑے رہیں گے تو اپنا ہی برا کریں گے، ہر انسان کا عمل اس کے ساتھ ہے، واقعہ یہ ہے کہ روئے زمین پر لذت بھرے ماکولات ومشروبات، خوبصورت ملبوسات، اشجار وانہار، کھیتوں، باغات، دلفریب مناظر، خوش منظر باغیچوں، سحر انگیز آوازوں، خوبصورت چہروں، سونے چاندی، اونٹوں اور گھروں، ان سب کو دنیا کی زینت، فتنہ اور آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے تاکہ ہم ان لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

(۱) فاطر ۸

(۲) النمل ۷۰

(۳) طٰہٰ ۱ تا ۳

(۴) القصص ۵۶

(۵) المائدہ ۲۵

(۶) الغاشیۃ ۲۱، ۲۲

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا (ظاہر میں) میٹھی اور سبز رنگ ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ بنا کر دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے اعمال اختیار کرتے ہو، پس دنیا (کی رونقوں، رنگینیوں، دلفریبیوں) سے اور عورتوں سے بچو، بنواسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کا ہی تھا۔[1]

آخر کار ایک وقت مقررہ پر یہ دنیا اپنی تمام تر رونقوں، دلفریبیوں اور رنگینیوں سمیت نیست ونابود ہو کر ایک بے آب وگیاہ اور بنجر ہموار چٹیل میدان کی طرح ہو جائے گی، جیسے فرمایا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝۱۰۶ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝۱۰۷ [2]

ترجمہ: اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنادے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

جس میں ہم تمام لوگوں کو جمع کریں گے اور لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزادیں گے۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ

کیا تو اپنے خیال میں غار اور کتبے والوں کو ہماری نشانیوں میں سے کوئی بہت عجیب نشانی سمجھ رہا ہے؟ ان چند نوجوانوں نے

اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا

جب غار میں پناہ لی تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لیے

رَشَدًا ۝۱۰ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝۱۱ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ

راہ یابی کو آسان کردے، پس ہم نے ان کے کانوں پر گنتی کے کئی سال اسی غار میں پردے ڈال دیئے، پھر ہم نے انھیں اٹھا

لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝۱۲ (الکہف۹تا۱۲)

کھڑا کیا کہ ہم یہ معلوم کرلیں کہ دونوں گروہ میں سے اس انتہائی مدت کو جو انہوں نے گزاری کس نے زیادہ یاد رکھی ہے۔

اللہ کی بے شمار نشانیاں ہیں انہی نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی اصحاب کہف کی ہے۔ یہ بلند وبالا بغیر سہاروں پر قائم آسمان وہموار پھیلی ہوئی زمین کی پیدائش، بلند وبالا ٹھوس رنگ برنگ کے پہاڑ، وسیع وعرض سمندر، پہاڑوں سے میدانوں کی طرف بہتے ہوئے دریا، خشک، ٹھنڈی اور مرطوب ہوائیں، برسات اور ان کا عقل کو حیران کر دینے والا انظام، ہواؤں میں اڑتے رنگا رنگ کے چھوٹے بڑے پرندے، جنگلوں میں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ ۶۹۴۸، مسند احمد ۱۱۱۶۹، السنن الکبری للنسائی ۹۲۲۴

[2] طہ۱۰۷،۱۰۶

رہتے بے شمار قسم کے حیوانات ودرندے، زمین پر رینگتے ہوئے بے شمار قسم کے حشرات الارض، ایک ہی زمین اور ایک ہی پانی سے پیدا ہوتے انواع واقسام کے رنگوں اور ذائقوں والے پھل، سورج چاند اور ستاروں کی تسخیر، رات اور دن کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا جانا اور چھوٹا بڑا ہونا اور ایسی دیگر بے شمار نشانیاں بڑی ہی تعجب انگیز ہیں، اسی طرح یہ واقعہ بھی اللہ کی ایک نشانی ہے جب وہ چند توحید پرست نوجوان اپنے ایمان کی سلامتی کے لیے اپنی بستیوں کو خیر باد کہہ کر ایک غار میں پناہ گزین ہوئے اور انہوں نے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے رحمت اور اس کے لطف وکرم کے حصول کی دعا کی اے ہمارے پروردگار! ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور رشد وہدایت تک پہنچانے والا ہر راستہ ہمارے لیے آسان فرمادے اور ہمارے دینی اور دنیاوی امور کی اصلاح کر دے، رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ دعا سکھلائی تھی ہم نے ان کی دعا کو قبولیت بخشی اور انہیں اسی غار میں تھپک کر سالہا سال کے لیے گہری نیند سلا دیا، پھر ہم نے انہیں ان کی نیند سے بیدار کیا تا کہ ہم جانیں کہ ان دو گروہوں میں سے کون اپنی مدت قیام کا ٹھیک شمار کرتا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ۝۱۳

ہم ان کا صحیح واقعہ تیرے سامنے بیان فرما رہے ہیں، یہ چند نوجوان اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں ترقی

وَّ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا

دی تھی، ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیئے تھے جبکہ یہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار تو وہی ہے

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۝۱۴

جو آسمان وزمین کا پروردگار ہے، ناممکن ہے کہ ہم اس کے سوا کسی اور کو معبود پکاریں، اگر ایسا کیا تو ہم نے نہایت ہی غلط بات کہی،

هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْ لَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ

یہ ہے ہماری قوم جس نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں، ان کی خدائی کی یہ کوئی صاف دلیل کیوں پیش نہیں کرتے،

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۱۵ وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ

اللہ پر جھوٹ افترا باندھنے والے سے زیادہ ظالم کون ہے؟ جبکہ تم ان سے اور اللہ کے سوا ان کے اور معبودوں سے کنارہ کش ہو گئے

اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ

تو اب تم کسی غار میں جا بیٹھو، تمہارا رب تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لیے تمہارے کام میں

مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝۱۶ (الکہف ۱۳ تا ۱۶)

سہولت مہیا کر دے گا۔

قصہ اصحاب الکہف:

جس زمانے میں ان توحید پرست نوجوانوں نے توحید کی آواز بلند کی اس وقت شہر افسس ایشائے کوچک میں بت پرستی اور جادوگری کا سب سے بڑا مرکز تھا، وہاں ڈائنا دیوی (چاند دیوی) کا ایک عظیم الشان مندر تھا جس کی شہرت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی اور دور دور سے لوگ اس کی پوجا کے لئے آتے تھے، وہاں کے جادوگر، عامل، فال گیر اور تعویذ نویس دنیا بھر میں مشہور تھے، شام و فلسطین اور مصر تک ان کا کاروبار چلتا تھا، اور اس کاروبار میں یہودیوں کا بھی اچھا خاصا حصہ تھا جو اپنے فن کو سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے، اس وقت وہاں دقینوس یا دقیانوس یا دقیوس یا بقول گبن قیصر ڈیسیس (**Decius**) حکمران تھا جس نے ۲۴۹ء سے ۲۵۱ء تک سلطنت روم پر فرمانروائی کی ہے، یہ لوگوں کو بتوں کی عبادت کرنے اور ان کے نام کی نذر و نیاز دینے کی ترغیب دیتا تھا، اپنے دور حکمرانی میں اس سرکش و ظالم شہنشاہ دقیانوس نے ایک قانون نافذ کیا جس کے تحت ہر شخص پر رومی دیوتاؤں کو قربانی پیش کرنا اور اس کا تصدیقی ثبوت حاصل کرنا ضروری تھا، چنانچہ ہر شخص حکومتی کارندوں کو جب وہ طلب کرتے تصدیقی ثبوت دکھاتا تھا اور جو قربانی کا تصدیقی ثبوت نہ دکھاتے انہیں سزا دی جاتی تھی، جو لوگ اس بت پرستی کے عمل سے انکار کرتے تھے وہ دوسری جگہ پناہ کی تلاش میں ہجرت کر جاتے تھے، اس طرح رومی حکومت اہل توحید کی سخت دشمن ہو رہی تھی اور مسیح علیہ السلام کے پیروکاروں پر ظلم وستم کرنے کے معاملہ میں اس کا عہد بہت ہی بدنام ہے، شرک اور اوہام پرستی کے اس ماحول میں شہر افسس یا افسوس یا بقول گبن افسس (**Ephesus**) جو ایشائے کوچک کے مغربی ساحل پر رومیوں کا سب سے بڑا شہر اور مشہور بندرگاہ تھا، اس کے کھنڈرات موجودہ ٹرکی کے شہر ازمیر (سمرنا) سے بیس پچیس میل دور جنوب کی طرف پائے جاتے ہیں،

أَنَّهُمْ خَرَجُوا يَوْمًا فِي بَعْضِ أَعْيَادِ قَوْمِهِمْ، فَلَمَّا خَرَجَ النَّاسُ لِمُجْتَمَعِهِمْ ذَلِكَ، وَخَرَجَ هَؤُلَاءِ الْفِتْيَةُ مَعَ آبَائِهِمْ وَقَوْمِهِمْ،وَنَظَرُوا إِلَى مَا يَصْنَعُ قَوْمُهُمْ بِعَيْنِ بَصِيرَتِهِمْ ، عَرَفُوا أَنَّ هَذَا الَّذِي يَصْنَعُهُ قَوْمُهُمْ مِنَ السُّجُودِ لِأَصْنَامِهِمْ وَالذَّبْحِ لَهَا لَا يَنْبَغِي إِلَّا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

ایک مرتبہ قوم کے لوگ عید منانے میلے میں گئے، جب شہر کے لوگ اپنے میلے میں شرکت کے لیے باہر نکلے تو یہ نوجوان بھی اپنے باپ داداؤں اور قوم کے لوگوں کے ساتھ نکلے اور انہوں نے بصیرت کی آنکھ سے اپنی قوم کے افعال کو دیکھا تو انہیں یہ حقیقت معلوم ہوگئی کہ ان کی قوم کا طرز عمل غلط ہے کہ وہ بتوں کو سجدہ کرتی اور ان کے نام پر جانوروں کو ذبح کرتی ہے، کیونکہ یہ کام تو صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کی ذات گرامی ہی کے لیے سرانجام دینے چاہئیں جو آسمان وزمین کا خالق اور کائنات کا رب ہے، یہ مختلف دھاتوں، لکڑی وغیرہ کے ہاتھوں سے اپنی من مرضی کے تراشے ہوئے بت اور خود ساختہ معبود اس کائنات کے خالق نہیں ہو سکتے جو کسی چیز کو پیدا کر سکتے ہیں نہ رزق دے سکتے ہیں ،وہ نہ کسی نفع و نقصان کے مالک ہیں، موت وحیات کے اور نہ موت کے بعد دوبارہ اٹھانے پر قادر ہیں، جیسے فرمایا

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝۳ [1]

ترجمہ:لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان

---

[1] الفرقان ۳

کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں، نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

اس طرح انہوں نے توحید ربوبیت سے توحید الوہیت پر استدلال کیا

فَجَعَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يَتَخَلَّصُ مِنْهُمْ يَتَخَلَّصُ مِنْ قَوْمِهِ، وَيَنْحَازُ مِنْهُمْ وَيَتَبَرَّزُ عَنْهُمْ نَاحِيَةً. فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ جَلَسَ مِنْهُمْ [وَحْدَهُ] أَحَدَهُمْ، جَلَسَ تَحْتَ ظِلِّ شَجَرَةٍ، فَجَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ عِنْدَهُ، وَجَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ إِلَيْهِمَا، وَجَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ إِلَيْهِمْ، وَجَاءَ الْآخَرُ، وَجَاءَ الْآخَرُ، وَجَاءَ الْآخَرُ، وَلَا يَعْرِفُ وَاحِدٌ مِنْهُمُ الْآخَرَ، وَإِنَّمَا جَمَعَهُمْ هُنَاكَ الَّذِي جَمَعَ قُلُوبَهُمْ عَلَى الْإِيمَانِ

اس سوچ کے بعد ان میں سے ہر ایک نے اپنی قوم سے الگ ہونا شروع کر دیا، پس ان میں سے جو شخص اس سوچ کے بعد سب سے پہلے الگ ہوا اور سرکتا ہوا دور ایک درخت کے سائے میں جا کر بیٹھ گیا پھر ایک اور نوجوان سرکتا ہوا اسی درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گیا، کچھ دیر میں ایک اور نوجوان وہاں سے سرک کر اسی درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا، پھر ایک اور نوجوان وہاں آ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا، پھر ایک اور آ گیا، پھر ایک اور آ گیا، پھر ایک اور نوجوان آ کر اس درخت کے نیچے بیٹھ گیا حالانکہ یہ جوان ایک دوسرے سے شناسا نہ تھے لیکن اس ذات گرامی نے انہیں ایک دوسرے سے ملا دیا تھا جس نے ان کے دلوں کو ایمان سے بھر دیا تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے، روحوں کے جھنڈ الگ الگ ہیں پھر وہاں جن روحوں میں آپس میں پہچان تھی ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھیں یہاں بھی وہ خلاف رہتی ہیں۔[1]

وَالْغَرَضُ أَنَّهُ جَعَلَ كُلَّ أَحَدٍ مِنْهُمْ يَكْتُمُ مَا هُوَ فِيهِ عَنْ أَصْحَابِهِ خَوْفًا مِنْهُمْ وَلَا يَدْرِي أَنَّهُمْ مِثْلُهُ، حَتَّى قَالَ أَحَدُهُمْ: تَعْلَمُونَ وَاللَّهِ يَا قَوْمِ إِنَّهُ مَاأَخْرَجَكُمْ مِنْ قَوْمِكُمْ وَأَفْرَدَكُمْ عَنْهُمْ، إِلَّا شَيْءٌ فليظهر كل واحد منكم بِأَمْرِهِ،فَقَالَ آخَرُ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي [وَاللَّهِ] رَأَيْتُ مَا قَوْمِي عَلَيْهِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ بَاطِلٌ، وَإِنَّمَا الَّذِي يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ [وَحْدَهُ] وَلَا يُشْرَكَ بِهِ شَيْءٌ هُوَ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ: السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

الغرض ان میں سے ہر شخص خوف کی وجہ سے اپنے دین کو اپنے ساتھیوں سے چھپائے ہوئے تھا اور نہیں جانتا تھا وہ بھی اسی کی طرح قوم کی اس احمقانہ اور مشرکانہ رسوم سے بے زار ہے، آخر ایک دانا اور جری نوجوان نے کہا واللہ! کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے کہ لوگوں کے اس عام شغل چھوڑ کر تم ان سے یکسو ہو کر یہاں آ بیٹھے ہو میرا تو جی چاہتا ہے کہ ہر شخص اس بات کو ظاہر کر دے جس کی وجہ سے اس نے قوم کو چھوڑا ہے، اس پر ایک نوجوان نے کہا واللہ! بات یہ ہے کہ میں نے اپنی قوم کو دیکھا ہے کہ وہ باطل پرستی میں مبتلا ہے، کیونکہ جو اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ شرک نہ کیا جائے وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات گرامی ہے جس نے آسمان و زمین اور ان کے مابین

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابٌ الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ ٣٣٣٦، صحیح مسلم کتاب البروالصلة بَابُ الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ٦٧٠٨

ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے، جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ... ﴿٨٥﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمان کو اور ان کی موجودات کو حق کے سوا کسی اور بنیاد پر خلق نہیں کیا ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ... ﴿٥٩﴾ (۲)

ترجمہ: وہ جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا جو آسمان وزمین کے درمیان ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ... ﴿٤﴾ (۳)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا... ﴿٢٧﴾ (۴)

ترجمہ: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور اس دنیا کو جو ان کے درمیان ہے فضول پیدا نہیں کر دیا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿٣٨﴾ (۵)

ترجمہ: یہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہم نے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنادی ہیں۔

وَقَالَ الْآخَرُ: وَأَنَا وَاللَّهِ وَقَعَ لِي كَذَلِكَ ،وَقَالَ الْآخَرُ كَذَلِكَ، حَتَّى تَوَافَقُوا كُلُّهُمْ عَلَى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ، فَصَارُوا يَدًا وَاحِدَةً وَإِخْوَانَ صِدْقٍ، فَاتَّخَذُوا لَهُمْ مَعْبَدًا يَعْبُدُونَ اللَّهَ فِيهِ، هَؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ أَيْ: هَلَا أَقَامُوا عَلَى صِحَّةِ مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ دَلِيلًا وَاضِحًا صَحِيحًا؟!فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

یہ بات سن کر دوسرے نے کہا اللہ کی قسم! یہی نفرت مجھے یہاں لے آئی ہے، تیسرے نوجوان نے بھی یہی کہا جب سب نوجوانوں نے ایک ہی وجہ بتلائی توسب کے دل میں محبت کی لہر دوڑ گئی اور سب سچے بھائی بھائی بن گئے، چنانچہ انہوں نے عبادت کی ایک جگہ مقرر کر لی اور قوم سے چھپ کر وہیں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے لگے، کچھ عرصہ بعد انہوں نے قوم کو شرک سے تائب اور توحید ربی کی دعوت دیناشروع کر دی اور قوم کے نظریات وعقائد پر ناراضگی کا اظہار کیا اور ان پر اچھی طرح واضح کیا کہ ان کے مشرکانہ عقائد ونظریات یقین پر مبنی نہیں ہیں بلکہ اس کے برعکس وہ جہالت اور ضلالت میں مبتلا ہیں، اور قوم سے کہا کہ اگر تم اپنے باطل عقائد کے حق میں کہ اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں کوئی کھلی دلیل پیش کر سکتے ہو تو کرو، جب تم کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے تو پھر باطل معبودوں کے مطابق تمہارے عقائد ونظریات، رسوم ورواج اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور بہتان طرازی ہے، اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے، اور ایسے

(۱) الحجر ۸۵

(۲) الفرقان ۵۹

(۳) السجدة ۴

(۴) ص ۲۷

(۵) الدخان ۳۸

مسائل اور عقائد بتلاتا ہے جو اللہ نے نہیں بتلائے، جیسے فرمایا

۔۔۔فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ [1]

ترجمہ: پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تاکہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط راہ نمائی کرے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۔۔۔ ﴿۳۷﴾ [2]

ترجمہ: ظاہر ہے کہ اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو بالکل جھوٹی باتیں گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے یا اللہ کی سچی آیات کو جھٹلائے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۔۔۔ ﴿۱۷﴾ [3]

ترجمہ: پھر اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو ایک جھوٹی بات گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے یا اللہ کی واقعی آیات کو جھوٹا قرار دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق کہ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اس کو مزید توفیق خیر عطا فرماتا اور دلوں کو مضبوط کرتا ہے، اس انتہائی پریشان کن حالت میں ان کو بھی صبر و ثبات اور طمانیت قلب سے نوازا، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ [4]

ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کی راہ اختیار کی، اللہ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں ان کے حصے کا تقویٰ عطا فرماتا ہے۔

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۔۔۔ ﴿۷۶﴾ [5]

ترجمہ: اس کے برعکس جو لوگ راہِ راست اختیار کرتے ہیں اللہ ان کو راست روی میں ترقی عطا فرماتا ہے۔

۔۔۔لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۔۔۔ ﴿۴﴾ [6]

ترجمہ: تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ وہ ایک ایمان اور بڑھا لیں۔

۔۔۔فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ [7]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورت نے) اضافہ ہی کیا ہے اور وہ اس سے دلشاد ہیں۔

مگر ان کی قوم توحید پر ایمان نہیں لائی تھی، آہستہ آہستہ لوگوں میں ان کے عقیدہ توحید کا چرچا ہوا تو بات قیصر ڈیسیس تک پہنچ گئی

فَاسْتَحْضَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَسَأَلَهُمْ عَنْ أَمْرِهِمْ وَمَا هُمْ عَلَيْهِ، فَأَجَابُوهُ بِالْحَقِّ وَدَعَوْهُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، إِنَّ مَلِكَهُمْ لَمَّا دَعَوْهُ إِلَى الْإِيمَانِ بِاللَّهِ أَبَى عَلَيْهِمْ، وتهددهم وَتَوَعَّدَهُمْ، وَأَمَرَ بِنَزْعِ لِبَاسِهِمْ عَنْهُمُ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِمْ مِنْ زِينَةِ قَوْمِهِمْ،

[1] الانعام ۱۴۴

[2] الاعراف ۳۷

[3] یونس ۱۷

[4] محمد ۱۷

[5] مریم ۷۶

[6] الفتح ۴

[7] التوبة ۱۲۴

وأجّلهم لِيَنْظُرُوا فِي أَمْرِهِمْ، لَعَلَّهُمْ يُرَاجِعُونَ دِينَهُمُ الَّذِي كَانُوا عَلَيْهِ، وَكَانَ هَذَا مِنْ لُطْفِ اللَّهِ بِهِمْ، فَإِنَّهُمْ فِي تِلْكَ النَّظْرَةِ تَوَصَّلُوا إِلَى الْهَرَبِ مِنْهُ. وَالْفِرَارِ بِدِينِهِمْ مِنَ الْفِتْنَةِ

قیصرڈیسیس نے ان کو طلب کر کے ان کے مذہب کے بارے میں پوچھا،ان نوجوانوں کو خوب معلوم تھا کہ قیصر مسیح علیہ السلام کے پیروکاروں کے خون کا دشمن ہے مگر اس کے باوجود انہوں نے نہایت دلیری سے برملا اپنی توحید اور اپنا مسلک بیان کر دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جو کائنات کا رب ہے جس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے، ہم اس کے سوا کسی اور باطل معبود کی پرستش نہیں کریں گے اور نہ ہی اپنی مشکلات میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو پکاریں گے اور قیصرڈیسیس اور اہل دربار کو اللہ عزوجل کی دعوت پیش کی،ان نوجوانوں نے جب بادشاہ کو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت پیش کی تو اس نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کی اور قتل کرنے دھمکیاں دیں،اور حکم دیا کہ اس فاخرانہ لباس کو ان کے جسموں سے اتار دیا جائے جو انہوں نے زیب تن کر رکھا تھا، قیصرڈیسیس نے اپنے موقف پر نظر ثانی کرنے کے لیے انہیں مہلت دے دی کہ شاید یہ اپنے سابقہ دین کی طرف لوٹ آئیں،اور یہ مہلت ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کا سبب بن گئی کیونکہ اس دوران میں ان کے لیے یہ ممکن ہوا کہ اپنے دین کو محفوظ کرنے اور اپنے آپ کو کسی فتنے سے بچانے کے لیے بھاگ جائیں،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ المُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الجِبَالِ وَمَوَاقِعَ القَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الفِتَنِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ وقت قریب ہے جب مسلمان کا (سب سے) عمدہ مال (اس کی) بکریاں ہوں گی، جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور برساتی وادیوں میں اپنے دین کو بچانے کے لئے بھاگ جائے گا۔[1]

اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر یہ نوجوان دربار سے باہر نکل آئے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ہماری قوم تو رب کائنات کو چھوڑ کر دوسرے الٰہ بنا بیٹھی ہے جبکہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے جب تم نے دینی طور پر اپنی قوم کے معبودوں سے کنارہ کشی کر لی ہے تو سنگسار ہونے یا مجبوراً مرتد ہو جانے سے بچنے کے لیے جسمانی طور پر بھی ان سے علیحدگی اختیار کر لو اور کسی وسیع غار میں جا کر چھپ جاؤ،اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے تمہیں نوازے گا اور تمہارے کام میں سہولت مہیا کر دے گا، چنانچہ یہ رائے سب کو پسند آئی اس کے بعد وہ شہر سے نکل گئے، راستے میں ایک کتا بھی ان کے ساتھ لگ گیا تھا جو کسی طرح بھی ان سے جدا نہ ہوا، جان وایمان کے خوف سے تیز تیز چلتے ہوئے شہر سے بہت دور گہرے غار میں (جسکا نام حیزوم کہا جاتا ہے) جبکہ دن کا پہلا پہر تھا چھپے اور کتا غار کے دہانے پر بیٹھ گیا،وہاں انہوں نے اپنے رب سے دعا کی اور اس کے حضور ملتجی ہوئے اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے راہ یابی کو آسان کر دے۔

(اصحاب کہف کی قیام کی جگہ طرطوس بیان کی جاتی ہے،اس شہر کے شمال مغرب میں این کی لس یا بین کی لس نامی پہاڑ میں قرآن مجید میں بیان کردہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ مِنَ الدِّينِ الفِرَارُ مِنَ الفِتَنِ ۱۹،سنن ابوداود کتاب الفتن والملاحم بَابُ مَا يُرَخَّصُ فِيهِ مِنَ البَدَاوَةِ فِي الْفِتْنَةِ۴۲۶۷، مسنداحمد۱۱۰۳۲،صحیح ابن حبان ۵۹۵۸،مصنف ابن ابی شیبة۳۷۱۲۶، مسندابی یعلی ۹۸۳، شرح السنة للبغوی ۴۲۲۷

تفصیل سے مماثل اصحاب کہف کا ایک غار موجود ہے، کئی مسلم محققین کے مطابق یہ تصور درست ہے، امام طبری نے اصحاب کہف کی پہاڑی کا نام بین کی لس بیان کیا ہے اور شہر کا نام طرطوس لکھا ہے، مفسر محمد امین نے پہاڑ کا نام پین کی لس اور شہر کا نام طرطوس ہی لکھا ہے، امام رازی لکھتے ہیں کہ اگرچہ اس جگہ کو الفیی سس کہا جاتا ہے مگر اس سے مراد طرطوس ہی ہے کیونکہ یہ بھی طرطوس ہی کا دوسرا نام ہے، اس کے علاوہ قاضی بیضاوی، امام نسفی، جلالین، التبیان، المالی، نصوحی بلمن اور بہت سے دوسرے محققین کے مطابق یہ جگہ طرطوس ہی ہے، سورج طلوع کے وقت غار کے دائیں اور غروب کے وقت بائیں طرف جھک جاتا تھا اس غار کا دھانہ شمال کی طرف واقع ہے، سلطنت عثمانیہ کے دور میں بھی یہ غار تحقیق کا موضوع رہی، نیشنل کونسل کی طرف سے کی جانے والی تحقیق میں لکھا گیا کہ طرطوس کے شمال میں صوبہ ادانہ میں طرطوس سے دو گھنٹے کے فاصلے پر پہاڑی پر ایک غار ہے جس کا دھانہ قرآن مجید کی تفصیل کے مطابق شمال کی طرف ہی واقع ہے، تاہم دستیاب معلومات سے کسی غار کو بھی یقینی قرار نہیں دیا جاسکتا)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهَا هَذَا الدُّعَاءَ:اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا سکھلائی، اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں ساری بہتری دنیا کی اور آخرت کی جو مجھ کو معلوم ہے اور جو معلوم نہیں ہے، اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری تمام برائیوں سے دنیا کی اور آخرت کی جو مجھ کو معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں ہیں، اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ بھلائی جو تجھ سے مانگی تیرے بندے اور تیرے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے، اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری اس برائی سے جس سے پناہ مانگی تیرے بندے اور تیرے نبی نے، اے اللہ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جو چیز جنت کی طرف نزدیک کرے، قول ہو یا فعل، اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری دوزخ سے اور اس چیز سے جو دوزخ کی طرف نزدیک کرے قول ہو یا فعل، اور میں مانگتا ہوں تجھ سے یہ کہ تو ہر قضا (حکم الٰہی اور تقدیر) کو جو تو نے میرے لیے کی ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا مقبول فرمائی اور انہیں اپنی بے پایاں رحمت سے ڈھانپ لیا اور ان کے معاملے میں آسانی پیدا فرما دی، ان کی زندگی اور ان کے دین کی حفاظت فرمائی اور خلائق کے لئے انہیں ایک بڑا معجزہ بنا دیا، کیونکہ وہ شہر سے باہر غار تک ایک لمبا سفر کر کے آئے تھے اور تھکاوٹ سے چور چور تھے اس لئے جیسے ہی لیٹے فوراً ہی معجزانہ طور پر بے خبر ہو کر سو گئے اور برسوں سوتے ہی رہے، جب ان کے غائب ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو ہر چند تلاش کیا گیا لیکن وہ ناکام رہے، تقریباً ۱۹۶سال بعد وہاں کا حکمران تیذوسیس اور بقول گبن قیصر تھوڈوسیس

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء بَابُ الْجَوَامِعِ مِنَ الدُّعَاءِ ۳۸۴۶، مسند احمد ۲۵۰۱۹، صحیح ابن حبان ۸۶۹، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۹۳۴۵

(Theodosius) دوم تھا جو ۴۰۸ء تا ۴۵۰ء تک روم کا قیصر رہا، رومی سلطنت مسیحت اختیار کر چکی تھی اور شہر افسوس کے باشندے بھی بت پرستی ترک کر چکے تھے، مگر لوگوں کے درمیان زندگی بعد از موت اور حشر نشر کے معاملہ پر سخت اختلاف برپا تھا اور قیصر اس پر بہت فکر مند تھا۔

وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ

آپ دیکھیں گے کہ آفتاب بوقت طلوع ان کے غار سے دائیں جانب کو جھک جاتا ہے اور بوقت غروب ان کے بائیں جانب

ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ

کترا جاتا ہے، اور وہ اس غار کی کشادہ جگہ میں ہیں، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ جس کی رہبری فرمائے وہ راہ راست

وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّ هُمْ

پر ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے ناممکن ہے کہ آپ اس کا کوئی کارساز اور رہنما پاسکیں، آپ خیال کرتے کہ وہ بیدار ہیں

رُقُوْدٌ ۖۗ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ

حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے، خود ہم انھیں دائیں بائیں کروٹیں دلایا کرتے تھے، ان کا کتا بھی چوکھٹ پر اپنے ہاتھ

بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا

پھیلائے ہوئے تھا، اگر آپ جھانک کر انھیں دیکھنا چاہتے تو ضرور الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے

وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ (الکہف ۱۸، ۱۷)

اور ان کے رعب سے آپ پر دہشت چھا جاتی۔

سورج طلوع کے وقت دائیں جانب اور غروب کے وقت بائیں جانب کو کترا کر نکل جاتا تھا جس سے دونوں وقتوں میں ان پر سورج کی تمازت نہیں پہنچتی تھی، حالانکہ وہ کشادہ جگہ پر محو استراحت تھے (یعنی ان کے غار کا دہانہ شمال کی جانب تھا جس کی وجہ سے کسی موسم میں بھی سورج کی تمازت اور روشنی اندر نہیں پہنچتی تھی جس کی وجہ سے کسی کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ غار کے اندر کوئی ہے) ان نوجوانوں کو غار میں پہنچانا، انہیں معجزانہ طور پر ایک لمبے عرصہ کے لیے سلا دینا، زندہ رکھنا اور باوجود کشادہ جگہ ہونے کے سورج کا دونوں وقتوں میں اس طرح کترا کر نکل جانا اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جو اس کی قدرت اور رحمت پر دلالت کرتی ہے، جس کی اللہ تعالیٰ رہبری فرمائے وہی راہ راست پر ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے ناممکن ہے کہ آپ اس کا کوئی کارساز اور رہنما پاسکیں، جیسے فرمایا

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ [1]

[1] الاعراف ۱۷۸

ترجمہ: جسے اللہ ہدایت بخشے بس وہی راہ راست پاتا ہے اور جس کو اللہ اپنی رہنمائی سے محروم کر دے وہی ناکام ونامراد ہو کر رہتا ہے۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۔۔۔ ﴿٩٧﴾ [1]

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے، اور جسے وہ گمراہی میں ڈال دے تو اس کے بعد ایسے لوگوں کے لیے تو کوئی حامی وناصر نہیں پا سکتا۔

اگر تم انہیں دیکھتے تو یہ سمجھتے کہ وہ توحید پرست جوان جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے، اور ہم انہیں وقتاً فوقتاً دائیں بائیں کروٹیں دلواتے رہتے تھے تاکہ ان کے جسموں کو مٹی نہ کھا جائے، اور ان کی حفاظت کے لیے ان کا کتا غار کے دہانے پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا، اگر تم کہیں جھانک کر انہیں دیکھتے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے اور تم پر ان کے نظارے سے دہشت بیٹھ جاتی۔

وَ كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ

اسی طرح ہم نے انھیں جگا کر اٹھا دیا کہ آپس میں پوچھ گچھ کر لیں، ایک کہنے والے نے کہا کہ کیوں بھئی تم کتنی دیر ٹھہرے رہے؟

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ

انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم، کہنے لگے کہ تمہارے ٹھہرے رہنے کا بخوبی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا

اب تم اپنے میں سے کسی کو اپنی یہ چاندی دے کر شہر بھیجو وہ خوب دیکھ بھال لے کہ شہر کا کونسا کھانا پاکیزہ تر ہے پھر اسی میں

فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَ لْيَتَلَطَّفْ وَ لَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿١٩﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا

سے تمہارے کھانے کے لیے لے آئے اور وہ بہت احتیاط اور نرمی برتے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے، اگر یہ کافر تم پر غلبہ

عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَ لَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿٢٠﴾ (الکہف ١٩،٢٠)

پالیں تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا تمہیں پھر اپنے دین میں لوٹا لیں گے، اور پھر تم کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکو گے۔

موت کے بعد زندگی:

جس طرح اللہ قادر مطلق نے انہیں اپنی قدرت کاملہ سے جس عجیب طریقے پر سلا دیا تھا اور دنیا کو ان کے حال سے بے خبر رکھا گیا ویسے ہی عجیب کرشمہ قدرت سے انہیں (تقریباً ٤٤٥ یا ٤٤٦ عیسوی میں) جب دن کا آخری پہر تھا گہری لمبی نیند سے جگا دیا اور اس حال میں اٹھایا کہ ان کے جسم اسی طرح صحیح تھے جس طرح سوتے وقت تھے، بیدار ہونے پر ایک ساتھی نے پوچھا کہ ہم کتنا وقت سوتے رہے؟ دوسروں نے کہا شاید دن بھر یا اس سے کچھ کم وقت سوتے رہے ہوں گے، جب انہیں اشتباہ ہوا تو وہ بولے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ

---

[1] بنی اسرائیل ٩٧

ہمارا کتنا وقت نیند کی حالت میں گذرا، اب انہیں بھوک و پیاس محسوس ہوئی تو خوراک کا سروسامان کرنے کی فکر لاحق ہوئی، ان نوجوانوں کے امیر نے ایک سمجھدار نوجوان یملیخا یا بقول گبن یملیخس (Jamblchus) کو چاندی کے چند سکے دے کر حلال اور پاکیزہ کھانا لانے کے لئے بازار بھیجا اور ہدایت کی کہ وہ جاتے اور آتے ہوئے احتیاط اور ہوشیاری سے کام لے تاکہ وہ پہچان نہ لیا جائے ورنہ انہیں سخت سزائیں دی جائیں گی اور چاند دیوی کی پرستش پر مجبور کیا جائے گا اس طرح ہمارا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے گا اور ہماری محنت بھی برباد ہو جائے گی اور ہم نہ دین کے رہیں گے اور نہ دنیا کے۔

وَ كَذٰلِكَ اَعۡثَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ لِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ

ہم نے اس طرح لوگوں کو ان کے حال سے آگاہ کر دیا کہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور قیامت میں کوئی

لَا رَيۡبَ فِيۡهَا ۚ اِذۡ يَتَنَازَعُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ اَمۡرَهُمۡ فَقَالُوا ابۡنُوۡا عَلَيۡهِمۡ بُنۡيَانًا ؕ رَبُّهُمۡ اَعۡلَمُ

شک و شبہ نہیں، جبکہ وہ اپنے امر میں آپس میں اختلاف کر رہے تھے، کہنے لگے ان کے غار پر ایک عمارت بنالو اور ان کا رب ہی

بِهِمۡ ؕ قَالَ الَّذِيۡنَ غَلَبُوۡا عَلٰٓى اَمۡرِهِمۡ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيۡهِمۡ مَّسۡجِدًا ﴿۲۱﴾ (الکہف ۲۱)

ان کے حال کا زیادہ عالم ہے، جن لوگوں نے ان کے بارے میں غلبہ پایا وہ کہنے لگے کہ ہم تو ان کے آس پاس مسجد بنالیں گے۔

دوبارہ جینے کی عینی دلیل:

چنانچہ ان کا ایک ساتھی چاندی کا سکہ لیکر خوراک حاصل کرنے شہر چلا گیا جو تین سو سال قبل کے بادشاہ دقیانوس کے زمانے کا تھا، مگر وہاں تو دنیا ہی بدل چکی تھی بت پرست روم کو عیسائی ہوئے ایک مدت گزر چکی تھی، زبان، تہذیب و تمدن اور لباس وغیرہ میں نمایاں فرق آ گیا تھا، وہ شخص اپنی سج دھج، لباس اور زبان کے اعتبار سے فوراً ایک تماشا بن گیا اور جب اس نے قیصر ڈیسیس کے وقت کا سکہ کھانا خریدنے کے لئے دوکاندار کو پیش کیا تو دوکاندار حیران رہ گیا کہ یہ سکہ تو تین سو سال پرانا ہے، جس پر اسے شبہ ہوا کہ اس شخص کو پرانے زمانے کا کوئی دفینہ ملا ہے، جس پر دونوں میں تو تکرار ہونے لگی اور بالآخر معاملہ کوتوال تک جا پہنچا، ایک لمبی تکرار کے بعد جب نوجوان کو یقین ہو گیا کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو چاند دیوی سے کوئی خطرہ نہیں تو وہ کوتوال اور دوسرے لوگوں کو لے کر غار کی طرف چلا، غار میں پہنچ کر یہ اور اس کے ساتھی لیٹ گئے اور ان کی روح پرواز کر گئی، اس زمانے میں یونانی فلسفے کے اثرات سے قیامت اور عالم آخرت کے بارے میں زور شور سے بحث چھڑی ہوئی تھی

فَمِنۡهُمۡ مَنۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ، وَيَعۡلَمُ أَنَّ السَّاعَةَ حَقٌّ

بعض لوگ اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور قیامت کے قائل اور اعمال کی جزاء کو مانتے تھے۔[1]

---

[1] تفسیر طبری ۶۲۹؍۱۷

لَا حَيَاةَ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

بعض کہتے تھے کہ اس زندگی کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ: كَانَ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ قَدْ قَالُوا: تُبْعَثُ الْأَرْوَاحُ وَلَا تُبْعَثُ الْأَجْسَادُ.

عکرمہ کہتے ہیں بعض کا خیال تھا کہ فقط روحیں دوبارہ زندہ کی جائیں گی اور جسم کو زندہ نہیں کیا جائے۔[۱]

بعض لوگ یہودیوں کے صدوقی فرقے کے زیر اثر کھلم کھلا آخرت کاانکار کرتے تھے۔

ذَكَرَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ أَنَّهُ كَانَ قَدْ حَصَلَ لِأَهْلِ ذَلِكَ الزَّمَانِ شَكٌّ فِي الْبَعْثِ وَفِي أَمْرِ الْقِيَامَةِ

کئی ایک ائمہ سلف نے ذکر کیا ہے کہ اس زمانے کے لوگوں کو دوبارہ جی اٹھنے اور قیامت کے بارے میں شک تھا۔[۲]

اور بعض لوگ شک وشبہ میں مبتلا تھے،اس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل شہر کو اصحاب کہف کے حال سے مطلع کیا تا کہ لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کاوعدہ سچاہے اور قیامت کی گھڑی بیشک آ کر رہے گی، جس میں وہ لوگ دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور اپنے اعمال کا حساب دے کر جزا پائیں گے،اور ساتھ ہی اہل ایمان کو نہایت واضح اشارہ بھی دیا کہ جس طرح اصحاب کہف نے اپنی جان،دین وایمان بچانے کے لئے اپنی قوم وملک کو خیر باد کہہ کر اللہ کے توکل پر نکل کھڑے ہوئے تھے اسی طرح تم بھی اپنی قیمتی ترین متاع حیات کو بچانے کے لئے یہاں سے ہجرت کر جاؤ اور وہاں ڈیرہ جماؤ جہاں تم اپنے دین وایمان کی حفاظت اور اس پر کاربند ہوسکو،جب اللہ تعالیٰ نے انکو ظاہر کر دیا تو صالحین نصاریٰ نے رائے دی کہ اصحاب کہف جس طرح غار میں لیٹے ہوئے ہیں اسی طرح انہیں لیٹا رہنے دو اور غار کے دہانے کو تیغا لگادو انکا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ کون اور کس قدر ومنزلت کے انسان ہیں۔مگر رومی سلطنت کے ارباب اقتدار اور مسیحی کلیسا کے مذہبی پیشوا جس کے مقابلے میں صالح العقیدہ عیسائیوں کی کوئی بات نہ چلتی تھی انہوں نے کہا ہم تو ان پر ایک عبادت گاہ بنائیں گے،بعض لوگ اس آیت کو دلیل بنا کر صالحین کی قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنا جائز قرار دیتے ہیں،حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر مسجدیں بنانا ممنوع اور حرام قرار دیا ہے اور ایسا کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ:لَعَنَ اللَّهُ اليَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا، قَالَتْ:وَلَوْلاَ ذَلِكَ لَأَبْرَزُوا قَبْرَهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر ایسا ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی رہتی (اور حجرہ میں نہ ہوتی) کیونکہ مجھے اس کا ڈر ہے کہ کہیں آپ کی قبر بھی مسجد نہ بنالی جائے۔[۳]

[۱] تفسیرابن کثیر۱۴۶؍۵

[۲] تفسیرابن کثیر۵/۱۴۶

[۳] صحیح بخاری کتاب باب الجنائز بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ اتِّخَاذِ المَسَاجِدِ عَلَى القُبُورِ ۱۳۳۰،صحیح مسلم المساجدبَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ۱۱۸۴،سنن نسائی کتاب الجنائزاتِّخَاذُ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ۲۰۴۸، مسنداحمد ۲۴۵۱۳ ، مصنف ابن ابی شیبة۷۵۴۷،شرح السنة للبغوی ۵۰۸

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذَاتِ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے لعنت فرمائی قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجدیں بنانے اور چراغ روشن کرنے والوں پر۔ (١)

حَدَّثَنِي جُنْدَبٌ، قَالَ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِخَمْسٍ، وَهُوَ يَقُولُ: أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ

جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو وفات سے پانچ دن پہلے فرماتے ہوئے سنا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا خبردار رہو تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنالیتے تھے کہیں تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں۔ (٢)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ، وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِيكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ القِيَامَةِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے گرجا کا ذکر کیا جس کو انہوں نے (ہجرت کے دوران) حبشہ میں دیکھا تھا اس میں تصویریں لگی تھیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ان لوگوں کا حال یہ تھا جب ان میں کوئی صالح مرد مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں صورتیں بناتے، یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے سامنے بدترین مخلوقات ہوں گے۔ (٣)

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ

کچھ لوگ تو کہیں گے کہ اصحاب کہف تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا، کچھ کہیں گے کہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا،

رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ

غیب کی باتوں میں (اٹکل (کے تیر تکے) چلاتے ہیں، کچھ کہیں گے سات ہیں آٹھواں ان کا کتا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار

---

(١) سنن نسائی کتاب الجنائز باب التَّغْلِيظُ فِي اتِّخَاذِ السُّرُجِ عَلَى الْقُبُورِ ٢٠٤٥،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ ١٥٧٤،سنن ابوداود كتاب الجنائز بَابٌ فِي زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ ٣٢٣٦،مسنداحمد ٢٠٣٠،مستدرك حاكم ١٣٨٤، صحيح ابن حبان ٣١٧٩،السنن الكبرى للبيهقی ٧٢٠٦،مصنف ابن ابی شيبة ٧٥٤٩،شرح السنة للبغوی ٥١٠

(٢) صحيح مسلم المساجد بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ ١١٨٨ ، المعجم الكبير للطبرانی ١٦٨٦،مصنف ابن ابی شيبة ٧٥٤٦

(٣) صحيح بخاری كتاب مناقب الانصار بَابُ هِجْرَةِ الحَبَشَةِ ٣٨٧٣، صحيح مسلم كتاب المساجد بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ ١١٨١،سنن نسائی كتاب المساجد النَّهْيُ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ ٧٠٥،مسندابی يعلی ٤٦٢٩

اَعۡلَمُ بِعِدَّتِهِمۡ مَّا یَعۡلَمُهُمۡ اِلَّا قَلِیۡلٌ ۬ ۟ فَلَا تُمَارِ فِیۡهِمۡ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪

ان کی تعداد کو بخوبی جاننے والا ہے، انھیں بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں پس آپ ان کے مقدمے میں صرف سرسری گفتگو ہی کریں

وَّ لَا تَسۡتَفۡتِ فِیۡهِمۡ مِّنۡهُمۡ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ (الکہف ۲۲)

اور ان میں سے کسی سے ان کے بارے میں پوچھ گچھ بھی نہ کریں۔

اس واقعہ کے پونے تین سو سال بعد نزول قرآن کے زمانے میں اسکی تفصیلات کے متعلق کہ اصحاب کہف کی تعداد کیا تھی عیسائیوں میں مختلف افسانے پھیلے ہوئے تھے، بعض کی رائے تھی کہ اصحاب کہف تین آدمی تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا، بعض کی رائے تھی کہ وہ پانچ آدمی تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا، بعض کہتے ہیں کہ وہ تعداد میں سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا، چونکہ تیسرے قول کی تردید اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی اس لئے یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ صحیح تعداد سات ہی تھی،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَا مِنَ الْقَلِيلِ الَّذِي اسْتَثْنَى اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ، كَانُوا سَبْعَةً

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے میں بھی ان تھوڑے لوگوں میں شامل ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ ان کی تعداد سات تھی۔[1]

بہر حال صحیح تعداد، مدت قیام اور غار کی جگہ اللہ ہی جانتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ایک اہم ترین نصیحت کی گئی کہ اصحاب کہف کی تعداد اور مدت کے بارے میں تحقیق و تجسس کرنا ایک غیر ضروری کام ہے لہذا آپ ان کے معاملے میں لوگوں سے بحث و تکرار نہ کرو اور نہ ان کے متعلق کسی اہل کتاب سے کچھ پوچھو کیونکہ کسی کو ان کی صحیح تعداد کا علم ہی نہیں ہے۔

وَ لَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَ اذۡکُرۡ رَّبَّکَ

اور ہر گز ہر گز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا مگر انشاء اللہ کہہ لینا اور جب بھی بھولے اپنے پروردگار کی یاد

اِذَا نَسِیۡتَ وَ قُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّهۡدِیَنِ رَبِّیۡ لِاَقۡرَبَ مِنۡ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾

کر لیا کرنا اور کہتے رہنا کہ مجھے پوری امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کے قریب کی بات کی رہبری کرے،

وَ لَبِثُوۡا فِیۡ کَهۡفِهِمۡ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیۡنَ وَ ازۡدَادُوۡا تِسۡعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ

وہ لوگ اپنے غار میں تین سو سال تک رہے اور نو سال اور زیادہ گزارے، آپ کہہ دیں اللہ ہی کو ان کے ٹھہرے رہنے کی

بِمَا لَبِثُوۡا ۚ لَهٗ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ اَبۡصِرۡ بِهٖ وَ اَسۡمِعۡ ؕ مَا لَهُمۡ

مدت کا بخوبی علم ہے، آسمانوں اور زمینوں کا غیب صرف اسی کو حاصل ہے وہ کیا ہی اچھا دیکھنے سننے والا ہے، سوائے

[1] تفسیر طبری ۶۴۲/۱۷

مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّلِیٍّ ۫ وَّ لَا یُشۡرِكُ فِیۡ حُكۡمِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ (الکھف ۲۳تا۲۶)

اللہ کے ان کا کوئی مددگار نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

ان شاء اللہ کہنے کا حکم:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اہل ایمان کو ہدایت کی گئی کہ جب بھی مستقبل قریب یا بعید میں کوئی کام کرنے کا عزم کرو تو کبھی دعوے سے یوں نہ کہہ دیا کرو کہ کل میں فلاں کام کروں گا بلکہ اس کے ساتھ ان شاء اللہ ضرور کہا کرو، یادرکھو تم اپنے افعال میں ایسے خود مختار نہیں ہو کہ جو چاہو کر سکو، اللہ کی مشیت کے سوا تم کچھ نہیں کر سکتے، جیسے فرمایا

وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱﴾

ترجمہ: اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے۔

اس لیے اگر ایسی بات کہنی ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ وابستہ کر کے کہنی چاہیے،

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ، أَوْ تِسْعٍ وَتِسْعِينَ كُلُّهُنَّ، يَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ، جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ، لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا سلیمان بن داود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ایک بار کہا کہ آج رات میں اپنی سو یا (راوی کو شک تھا) ننانوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کے تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں گے، ان کے ساتھی نے کہا ان شاء اللہ بھی کہہ دیں مگر سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے ان شاء اللہ نہ کہا (وہ اپنے ارادے کے مطابق سب بیویوں کے پاس گئے مگر) صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان کے بھی آدھا بچہ پیدا ہوا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام اس وقت ان شاء اللہ کہہ لیتے تو (تمام بیویاں حاملہ ہوتیں اور) سب کے یہاں ایسے شہسوار بچے ہوتے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔ ﴿۲﴾

علاوہ ازیں بندہ ایک بشر ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ذکر کو بھول جانا ایک لابدی امر ہے اس لیے اس نے اپنے بندے کو حکم فرمایا کہ اگر کلام یا وعدہ کرتے وقت بے خیالی میں ان شاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جس وقت بھی یاد آجائے فوراً متنبہ ہو کر ان شاء اللہ کہو اور اپنے رب کی تسبیح بیان کرو اور اس سے استغفار کرو تاکہ مطلوب و مقصود حاصل ہو،

قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ:أَنَّهُ يَسْتَثْنِي وَلَوْ بَعْدَ سَنَةٍ أَيْ: إِذَا نَسِيَ أَنْ يَقُولَ فِي حَلِفِهِ أَوْ كَلَامِهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ" وَذَكَرَ وَلَوْ بَعْدَ

﴿۱﴾ التکویر ۲۹

﴿۲﴾ صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ مَنْ طَلَبَ الوَلَدَ لِلْجِهَادِ ۲۸۱۹، وبَابُ فِي المَشِيئَةِ وَالإِرَادَةِ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۷۴۶۹، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الِاسْتِثْنَاءِ فی الیمین وغیرھا ۴۲۸۵، مسند احمد ۷۷۱۵، مسند البزار ۸۸۷۳، السنن الکبری للبیہقی ۱۹۹۰۹

سَنَةٍ، فالسُّنة لَهُ أَنْ يَقُولَ ذٰلِكَ، لِيَكُونَ آتِيًا بسُنَّة الِاسْتِثْنَاءِ، حَتَّى وَلَوْ كَانَ بَعْدَ الْحِنْثِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے خواہ ایک سال بعد یاد آئے تو ان شاء اللہ کہہ لے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے معنی یہ ہیں کہ جب اسے ایک سال بعد یاد آئے کہ وہ اپنے کلام یا قسم میں ان شاء اللہ کہنا بھول گیا تھا تو اس کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ اسی وقت کہہ لے تا کہ وہ ان شاء اللہ کہنے کی سنت پر عمل کر سکے خواہ وہ اپنی قسم کو پورا نہ کر سکا ہو تو پھر بھی ان شاء اللہ کہہ دے۔[1]

انسان کو نہ تو علم غیب ہے کہ آئندہ حالات کے بارے میں اپنے قطعی اور یقینی علم کے ساتھ کچھ کہہ سکے، اس لیے کہو کہ میں جس چیز کا عزم ظاہر کر رہا ہوں مجھے امید ہے کہ میرا رب اس معاملے میں اس سے بہتر اور مفید کام کی طرف میری رہنمائی فرما دے گا، اصحاب کہف اپنے غار میں شمسی حساب سے تین سو سال رہے، جو قمری حساب سے تین سو نو سال بنتے ہیں، اگر اہل کتاب یا کوئی اور اللہ کی اس بتلائی ہوئی مدت میں اختلاف کرے تو تم ان سے کہو اللہ ان کے قیام کی مدت تم سے زیادہ جانتا ہے، ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے سب پوشیدہ احوال اسی علام الغیوب کو معلوم ہیں، وہ خوب دیکھنے والا اور سننے والا ہے، اور اس کے سوا زمین و آسمان کی مخلوقات کی کوئی خبر گیری کرنے والا نہیں ہے، وہی وحدہ لاشریک ہی مخلوقات کی تخلیق اور تمام کائنات کی تدبیر کرتا ہے، اور وہ اپنی قضا و قدر اور تخلیق و تدبیر میں کسی چھوٹی بڑی مخلوق کو شریک نہیں کرتا، وہ ان تمام خامیوں سے پاک ہے۔

وَ اتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ

تیری جانب جو تیرے رب کی کتاب وحی کی گئی ہے اسے پڑھتا رہ، اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں تو اس کے سوا ہرگز

مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہ پائے گا، اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں اور اسی کے

وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

چہرے کے ارادے رکھتے ہیں (رضامندی چاہتے ہیں)، خبردار! تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنی پائیں کہ دنیاوی زندگی کے ٹھاٹھ

وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ

کے ارادے میں لگ جا، دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے

وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ (الکہف ۲۷،۲۸)

پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے تینوں سوالات کے مدلل جواب دے دیے جس سے ان کی تسلی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت واضح

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۴۹/۵

ہوگئی کہ یہ قرآن محمد ﷺ کا تصنیف کردہ نہیں بلکہ اللہ وحدہ لاشریک نے اپنی رحمت وکرم سے تمام انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے نازل فرمایا ہوا ہے تو اس دعوت پر ایمان لانے کے بجائے اپنے کفروشرک پر قائم رہے ،رسول اللہ ﷺ پر لگاتار وحی کا سلسلہ جاری تھا جس میں بنیادی عقائد توحید ،رسالت اور حیات بعد از موت کے دلائل ہوتے تھے ،مشرکین مکہ کو یہ بے ٹوک دلائل گھائل کرتے تھے اور وہ بار بار مطالبہ کرتے تھے کہ کوئی دوسرا قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو ، آخر ایسی بھی کیا ضد ہے کہ ہم تو تمہاری پوری بات مان لیں مگر تم ہمارے آبائی دین کے عقائد اور رسم ورواج کی کچھ رعایت ملحوظ نہ رکھو یعنی کچھ تم ہماری مان لو کچھ ہم تمہاری مان لیں اس پر سمجھوتہ ہو سکتا ہے ، جیسے فرمایا

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۔۔ ﴿۱۵﴾ (۱)

ترجمہ :جب ہماری آیات صاف صاف ان کو سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو کبھی ہمارے سامنے حاضر ہونے کی توقع نہیں رکھتے ، کہتے ہیں کہ اس کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو۔

اس پر ہدایت فرمائی گئی کہ یہ لوگ جلیل القدر کتاب قرآن مجید فرقان حمید پر ایمان لائیں یا نہ لائیں آپ کو جو کچھ وحی کی جارہی ہے انہیں بے کم وکاست لوگوں تک پہنچادیں ،اگر انہیں ایمان لانا ہے تو اس پورے کلام پر جوں کا توں ایمان لائیں اور ایمان نہیں لانا تو شوق سے نہ لائیں مگر کسی حال میں یہ امید نہ رکھیں کہ انہیں راضی کرنے کے لئے اس دین میں انکی خواہشات کے مطابق کوئی جزوی سی ترمیم کی جائے گی ، کفار مکہ کو بتلایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے نازل کردہ کلام میں کسی کمی بیشی کرنے کے مجاز نہیں ہیں ،ان کا کام اس پاکیزہ کلام کو بلا کم وکاست لوگوں تک پہنچادینا ہے ،فرمایا کہ اگر آپ نے کسی کی خاطر اس کے کلمات میں تغیر وتبدیلی کی یا اسے بیان کرنے سے گریز وانحراف کی کوشش کی تو آپ کے رب کے سوا آپ کو کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں ملے گا جہاں آپ چھپ سکیں ،نہ پناہ ملے گی جہاں پناہ لے سکیں ،اس کے علاوہ ابتدائی طور پر اسلام قبول کرنے والے ہمیشہ کی طرح غریب لوگ تھے ، جن میں قبیلہ ہذیل کا بلال رضی اللہ عنہ ، صہیب رضی اللہ عنہ ، عمار رضی اللہ عنہ ، خباب رضی اللہ عنہ ،ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شامل تھے ،سرداران مکہ کا دماغ اپنی مالی حیثیت ، مرتبہ اور حسب نسب کی وجہ سے عرش پر رہتا تھا وہ ان غریب دین دار لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اپنی بے عزتی سمجھتے تھے ،ان کا رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی مطالبہ تھا کہ آپ کی صحبت میں جو کم حیثیت لوگ بیٹھتے ہیں ہم ان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے تھے ، پہلے آپ انہیں اپنی مجلس سے دور کریں پھر ہم آپ کے پاس بیٹھ کر معلوم کریں گے کہ آپ کیا کہتے ہیں ، مشرکین کی سوچ ہمیشہ ایک ہی رہی ہے ، قوم نوح کے سردار بھی یہی کہتے تھے۔

۔۔۔وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۔۔۔ ﴿۲۷﴾ (۲)

ترجمہ :اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں سے بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں اراذل تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے۔

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ (۳)

---

(۱) یونس ۱۵

(۲) ہود ۲۷

(۳) الشعراء ۱۱۱

ترجمہ: کیا ہم تجھے مان لیں حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے۔

تو نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا

...وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا... ﴿۲۹﴾ (۱)

ترجمہ: میں ان لوگوں کو دھکے دینے سے بھی رہا جنہوں نے میری بات مانی ہے۔

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ (۲)

ترجمہ: میرا یہ کام نہیں ہے کہ جو ایمان لائیں ان کو میں دھتکار دوں۔

ایک مقام پر فرمایا

...وَلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا... ﴿۳۱﴾ (۳)

ترجمہ: جن لوگوں کو تم حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہو میں ان کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ نے انہیں کوئی بھلائی نہیں دی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خیال آیا کہ سر دست ان کے اس بے جا غرور کو مان لوں اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے ساتھیوں کو دور کر کے انہیں دعوت حق دوں شاید میری بات سننے سے ان کے دلوں کی دنیا بدل جائے، چند روز بعد یہ لوگ خود ہی سمجھ جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان فرعونی دماغوں کی خاک بھی قدر نہ تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے (آپ کے اس خیال کو) سختی کے ساتھ منع فرمایا، فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ شب و روز اپنے رب کی خوشنودی کے لئے اس کو یاد کرتے ہیں اور رضائے الٰہی کی خاطر آپ کے گرد جمع ہیں، ان کی معیت میں اپنے دل کو مطمئن کریں اور ان لوگوں کے فضول مطالبہ پر ان سے ہر گز نگاہ نہ پھیریں اور ان کے اس مطالبے کو رد کر دیں،

عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: " نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِينَا سِتَّةٍ: فِيَّ، وَفِي ابْنِ مَسْعُودٍ، وَصُهَيْبٍ، وَعَمَّارٍ، وَالْمِقْدَادِ، وَبِلَالٍ، قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَا نَرْضَى أَنْ نَكُونَ أَتْبَاعًا لَهُمْ، فَاطْرُدْهُمْ عَنْكَ، قَالَ: فَدَخَلَ قَلْبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْخُلَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (۴) الْآيَةَ

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ آیت ہم چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی، میں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور صہیب رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ، قریش کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہتے ان کو آپ اپنے پاس سے دور کر دیں، اس بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں آیا جو اللہ تعالیٰ کو آنا منظور تھا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اور جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دُور نہ پھینکو ان کے حساب

---

(۱) ھود۲۹

(۲) الشعرائ۱۱۴

(۳) ھود۳۱

(۴) الأنعام: ۵۲

میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں سے کسی چیز کا بار ان پر نہیں، اس پر بھی اگر تم انہیں دُور پھینکو گے تو ظالموں میں شمار ہو گے۔'' (۱)

یعنی ان مشرکین اور منکرین حق سے مصالحت قطعاً خارج از بحث ہے، جو حق اللہ کی طرف سے آیا ہے اسے بے کم و کاست ان کے سامنے پیش کر دیں، ایمان لاتے ہیں تو لے آئیں اور تسلیم نہیں کرتے تو خود اپنا برا انجام دیکھیں گے، جنہوں نے دعوت حق کو قبول کر لیا ہے خواہ ان کی مالی حیثیت کتنی ہی کمزور ہو اللہ کے ہاں وہی قیمتی جواہر ہیں، انہی کو یہاں عزیز رکھا جائے گا اور ان کو چھوڑ کر ان بڑے بڑے سرداروں اور رئیسوں کی کچھ پرواہ نہیں کی جائے گی جو دنیا کی شان و شوکت خواہ کتنی ہی رکھتے ہوں مگر وہ اللہ سے غافل ہیں اور انہوں نے اللہ عزوجل کو چھوڑ کر اپنی خواہشات نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، جیسے فرمایا

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۔۔۔ ﴿۴۳﴾ (۲)

ترجمہ: کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنالیا ہو؟۔

اللہ کے فرمان کے بجائے ان کے نفس نے جو چاہا انہوں نے وہ کیا اور اس کو جائز و ناجائز پا لینے کی کوشش کی خواہ اس میں اس کی ہلاکت اور اس کے لیے خسارہ ہی کیوں نہ ہو، ان لوگوں کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دی کہ انہیں اپنے ذکر سے غافل کر دیا، جیسے فرمایا

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۔۔۔ ﴿۲۳﴾ (۳)

ترجمہ: پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنالیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟

وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

اور اعلان کر دے کہ یہ سراسر برحق قرآن تمہارے رب کی طرف سے ہے، اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَ اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا

ظالموں کے لیے ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گے، اگر وہ فریاد رسی چاہیں گے تو ان کی فریاد رسی

---

(۱) سنن ابن ماجه كتاب الزهد بَابُ مُجَالَسَةِ الْفُقَرَاءِ ۴۱۲۸،صحيح مسلم فضائل الصحابه بَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۶۲۴۰

(۲) الفرقان ۴۳

(۳) الجاثيه ۲۳

بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾

اس پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا جو چہرے بھون دے گا، بڑا ہی برا پانی ہے اور بڑی بری آرام گاہ (دوزخ) ہے،

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

یقیناً جو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے، ان کے لیے ہمیشگی والی

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

جنتیں ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی، وہاں یہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے

وَّ يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ

نرم و باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے، وہاں تختوں کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ہونگے۔ ک

نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ۧ (الکہف ۲۹ تا ۳۱)

یا خوب بدلہ ہے اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔

اے نبی کریم ﷺ! آپ منکرین ومشرکین سے صاف کہہ دیں کہ یہ سراسر برحق قرآن تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لیے تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا، اب جس کا جی چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے، جیسے فرمایا

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۔۔۔ ﴿۲۵۶﴾ [1]

ترجمہ: دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں، صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔

راہ راست سے منہ موڑنے والے ظالموں کے لیے ہم نے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے، جس کی آگ کی اونچی دیواریں انہیں ہر طرف سے گھیرے میں لے چکی ہیں، اب وہ اس سے بچ کر بھاگ نہیں سکتے، جہنم کی تکالیف پر وہ آہ وبکا اور موت کی تمنا کریں گے اور پیاس کی شدت سے پانی مانگیں گے، جس پر انہیں پیپ اور لہو، یا پگھلے ہوئے سیسے یا زیتون کے تیل کی تلچھٹ جیسے گرم پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو شدت حرارت سے ان کے ہونٹوں اور منہ کو بھون ڈالے گا،

وَقَالَ الضَّحَّاكُ: مَاءُ جَهَنَّمَ أَسْوَدُ، وَهِيَ سَوْدَاءُ وَأَهْلُهَا سُودٌ

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں جہنم کا پانی سیاہ رنگ کا ہو گا اور جہنمیوں کا رنگ بھی سیاہ ہو گا۔ [2]

اس کھولتے پانی سے ان کی پیاس تو کیا بجھے گی بلکہ عذاب میں اضافہ اور ان کی عقوبت میں شدت ہو گی، ایک مقام پر فرمایا کہ یہ کھولتا ہوا پانی

---

[1] البقرة ۲۵۶

[2] تفسیر طبری ۱۳؍۱۸

ان کے سروں پر بھی ڈالا جائیگا۔ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ (۱)

ترجمہ: ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے، اور ان کی خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے۔

خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ (۲)

ترجمہ: پکڑو اسے اور گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اس کو جہنم کے بیچوں بیچ اور انڈیل دو اس کے سر پر کھولتے پانی کا عذاب۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ: {كَالمُهْلِ} قَالَ: كَعَكَرِ الزَّيْتِ، فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيهِ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کَالْمُهْلِ کی تفسیر میں فرمایا وہ تیل کی تلچھٹ کی مانند ہے، پھر جب دوزخی اپنے منہ کے پاس لے جائیں گے تو (اس کی حدت سے) ان کے منہ کی کھال جھلس کر اس پیالہ کے اندر گر پڑے گی۔ (۳)

اور کھانے کے لیے زقوم کا درخت دیا جائے گا، جیسے فرمایا

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ (۴)

ترجمہ: زقوم کا درخت، گناہگاروں کا کھانا ہوگا، پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے تیل کی تچھلٹ جیسا کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ (۵)

ترجمہ: پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والو، تم شجر زقوم کی غذا کھانے والے ہو اسی سے تم پیٹ بھرو گے، اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے۔ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ (۶)

ترجمہ: بولو، یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لیے فتنہ بنا دیا ہے، وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی تہ سے نکلتا ہے، اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر، جہنم کے لوگ اسے کھائیں گے اور اس سے پیٹ بھریں گے پھر اس پر پینے کے لیے

(۱) الحج۲۱،۲۰

(۲) الدخان۴۸،۴۷

(۳) جامع ترمذی کتاب صفة جهنم بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ ۲۵۸۱، مسند احمد ۱۱۶۷۲، صحیح ابن حبان ۷۴۷۳، مسندابی یعلی ۱۳۷۵، شرح السنة للبغوی ۴۴۰۷

(۴) الدخان۴۳تا۴۶

(۵) الواقعة۵۱تا۵۵

(۶) الصافات۶۲تا۶۸

کھولتا ہوا پانی ملے گا اور اس کے بعد ان کی واپسی اسی آتش دوزخ کی طرف ہو گی۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ هَارُونُ: إِذَا جَاعَ أَهْلُ النَّارِ. وَقَالَ جَعْفَرٌ: إِذَا جَاءَ أَهْلُ النَّارِ اسْتَغَاثُوا بِشَجَرَةِ الزَّقُّومِ، فَأَكَلُوا مِنْهَا، فَاخْتَلَسَتْ جُلُودَ وُجُوهِهِمْ، فَلَوْ أَنَّ مَارًّا مَارَّ بِهِمْ يَعْرِفُهُمْ، لَعَرَفَ جُلُودَ وُجُوهِهِمْ فِيهَا، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَيْهِمُ الْعَطَشَ، فَيَسْتَغِيثُونَ، فَيُغَاثُونَ بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ وَهُوَ الَّذِي قَدِ انْتَهَى حَرُّهُ، فَإِذَا أَدْنَوْهُ مِنْ أَفْوَاهِهِمُ انْشَوَى مِنْ حَرِّهِ لُحُومُ وُجُوهِهِمُ الَّتِي قَدْ سَقَطَتْ عَنْهَا الْجُلُودُ

سعید بن جبیر فرماتے ہیں جہنمی جب بھوکے ہوں گے تو فریاد کریں گے پھر ان کی فریاد رسی زقوم کے درخت کے ساتھ کی جائے گی جسے وہ کھائیں گے، اس سے ان کے چہروں کی کھالیں جھلس جائیں گی، اس کے باوجود ان کے پاس سے گزرنے والا انہیں پہچان لے گا کیونکہ ان کے چہروں سے ان کی کھالوں کی بدبو آ رہی ہو گی، پھر ان پر پیاس طاری کر دی جائے گی، وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو گا اور انتہائی شدید گرم کہ جب اسے اپنے مونہوں کے قریب کریں گے تو ان کی کھالیں اتر جائیں گی اور گوشت بھن جائے گا۔[1]

ایک مقام پر فرمایا کہ وہ گرم پانی ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔

...وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ [2]

ترجمہ: اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔

يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ [3]

ترجمہ: اسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے۔

کیا ہی بدترین پینے کی چیز ہے اور جہنم بہت ہی بری آرام گاہ ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ [4]

ترجمہ: اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے وہ تو بڑا ہی برا مستقر اور مقام ہے۔

جنت حاصل کرنے کا شوق و رغبت پیدا کرنے کے لیے فرمایا اور جو لوگ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی منزل کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائیں گے اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کریں گے تو یقیناً ہم اپنے فضل و کرم سے نیکو کار لوگوں کے اجر کو بڑھا چڑھا کر عطا فرمائیں گے، ہم نے ان کے لیے انواع اقسام کی نعمتوں سے بھری سدا بہار جنتیں تیار کر رکھی ہیں، جن میں ان کے عالیشان بالاخانوں کے نیچے مختلف اقسام کی نہریں بہہ رہی ہیں، دنیا میں مردوں کے لیے

---

[1] تفسیر طبری ۱۴/۱۸

[2] محمد۱۵

[3] الرحمٰن۴۴

[4] الفرقان ۶۵، ۶۶

سونااور ریشمی لباس ممنوع ہیں مگر اہل جنت کی امتیازی حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے ان کو زیورات خصوصا سونے کے کنگنوں سے آراستہ کیا جائے گا، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّلُـؤۡلُـؤًا‌ ؕ وَلِبَاسُهُمۡ فِيۡهَا حَرِيۡرٌ ﴿۲۳﴾ [۱]

ترجمہ: جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ان کو اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیے جائیں گے اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔

اور پہننے کے لیے سبز رنگ کے باریک ریشم اور اطلس و دیبا کے سبز کپڑے دیے جائیں گے، وہ ان نہروں اور چشموں کے کناروں پر شاہانہ شان سے اونچی مسندوں پر جس پر چتر لگا ہوگا گاؤ تکیوں پر سہارا لگائے آمنے سامنے متمکن ہوں گے، موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے نوخیز خدام ان کی دل پسند چیزوں کے ساتھ ان کی خدمت میں مصروف ہوں گے، وہاں وہ جس چیز کی تمنا کریں گے اسے پورا کیا جائے گا۔

۔۔۔ وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَا تَشۡتَهِىۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَؕ‏ ﴿۳۱﴾ [۲]

ترجمہ: وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے۔

لَهُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمۡ مَّا يَدَّعُوۡنَ‌ۚ‏ ﴿۵۷﴾ [۳]

ترجمہ: ہر قسم کی لذیذ چیزیں کھانے پینے کو ان کے لیے وہاں موجود ہیں جو کچھ وہ طلب کریں ان کے لیے حاضر ہے۔

لَهُمۡ فِيۡهَا مَا يَشَآءُوۡنَ ۔۔۔ ﴿۱۶﴾ [۴]

ترجمہ: جس میں ان کی ہر خواہش پوری ہوگی۔

خوشی، مسرت، دائمی فرحت، کبھی ختم نہ ہونے والی لذتیں اور وافر نعمتیں، یہ ہے تمہارے اعمال کی بہترین جزا اور اعلیٰ درجے کی قیام گاہ، جیسے فرمایا

اُولٰٓـئِكَ يُجۡزَوۡنَ الۡغُرۡفَةَ بِمَا صَبَرُوۡا وَيُلَقَّوۡنَ فِيۡهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۙ‏ ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ‌ؕ حَسُنَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّمُقَامًا‏ ﴿۷۶﴾ [۵]

ترجمہ: یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا پھل منزل بلند کی شکل میں پائیں گے، آداب و تسلیمات سے ان کا استقبال ہوگا، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ کیا ہی عمدہ ٹھکانہ ہوگا اور کیسی ہی خوب ابدی قیام کی جگہ ہوگی۔

---

[۱] الحج ۲۳

[۲] حم السجدة ۳۱

[۳] یٰسین ۵۷

[۴] الفرقان ۱۶

[۵] الفرقان ۷۶،۷۵

وَ اضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَيۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ

اور انہیں ان دو شخصوں کی مثال بھی سنا دے جن میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگوروں کے دے رکھے تھے

وَّ حَفَفۡنٰهُمَا بِنَخۡلٍ وَّ جَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا زَرۡعًا ؕ﴿۳۲﴾ كِلۡتَا الۡجَـنَّتَيۡنِ اٰتَتۡ

اور جنہیں کھجوروں کے درختوں سے ہم نے گھیر رکھا تھا اور دونوں کے درمیان کھیتی لگا رکھی تھی، دونوں باغ اپنا پھل خوب لائے

اُكُلَهَا وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡهُ شَيۡـئًا ۙ وَّ فَجَّرۡنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۙ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ

اور اس میں کسی طرح کی کمی نہ کی اور ہم نے ان باغوں کے درمیان نہر جاری کر رکھی تھی الغرض اس کے پاس میوے تھے،

فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكۡثَرُ مِنۡكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾

ایک دن اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی سے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِيۡدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۙ﴿۳۵﴾

ہوں اور یہ اپنے باغ میں گیا اور تھا اپنی جان پر ظلم کرنے والا کہنے لگا کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ کسی وقت بھی یہ برباد ہو جائے،

وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ

اور نہ میں قیامت کو قائم ہونے والی خیال کرتا ہوں اور اگر (بالفرض) میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو یقیناً میں

لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا ﴿۳۶﴾ (الکہف ۳۲ تا ۳۶)

(اس لوٹنے کی جگہ) اس سے بھی زیادہ بہتر پاؤں گا۔

فخر و غرور:

اوپر کیونکہ مالی حیثیت سے کمزور اہل ایمان اور دولت مند مشرک کا ذکر ہوا تھا جو کہتے تھے کہ ہم مفلس مسلمانوں کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے ،اے محمد (ﷺ) اگر تم انہیں اپنی مجلس سے نکال دو تو ہم تمہاری دعوت کو آ کر سن لیں گے، اس بات کی مزید وضاحت کے لیے دو اشخاص کی ایک مثال بیان فرمائی جس میں ایمان و کفر کے انجام کا تقابل ہے، فرمایا دو اشخاص تھے ان میں سے ایک مومن تھا اور دوسرا کافر، اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مشیت سے کافر کو دو انگوروں کے باغ عطا کر رکھے تھے، جن کی خوب ہری بھری پھل دار بیلیں تھیں، جس طرح چار دیواری کے ذریعہ سے باغ کی حفاظت کی جاتی ہے اس طرح ان باغوں کے گرداگرد کھجوروں کے درخت تھے جو چار دیواری کا کام دیتے تھے اور ان دونوں باغوں کے درمیان کھیتی باڑی بھی ہوتی تھی جس سے غلہ جات کی فصلیں حاصل ہوتی تھیں، یوں دونوں باغ غلے اور میوہ جات کے جامع تھے، ان باغوں کے درمیان میں آبپاشی کے لئے میٹھے پانی کی ایک نہر بھی جاری تھی جو دونوں باغوں کو سیراب کرتی تھی، اس طرح دونوں باغ بارانی علاقوں کی طرح بارش کے محتاج نہ تھے، رب کے فضل و کرم سے دونوں انگوروں کے باغ بھرپور پیداوار دیتے

تھے اور پیداوار میں کوئی کمی نہیں کرتے تھے، اور ان پر کوئی آفت بھی نازل نہیں ہوتی تھی الغرض اس شخص کے پاس غلہ جات اور میواؤں کی بہتات تھی، اس طرح وہ ایک مال دار شخص تھا اور ایک فاجر شخص کی تمنا بھی یہی ہوتی ہے کہ دنیا کی یہ چیزیں اس کے پاس بکثرت ہوں، ایک دن باغوں کے کافر مالک نے فخر وغرور میں ڈوب کر اپنے مومن ساتھی سے کہا میں تم سے مال و دولت، عزت و اولاد، جاہ و حشم اور غلام و خدام میں بھی تم سے زیادہ حیثیت والا ہوں، یہ باتیں کرتا ہوا اور اپنی جان پر ظلم کرتا یعنی غرور و تکبر سے اکڑتا، انکار قیامت کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا اور ہرے بھرے باغ اور لہلہاتی فصلوں کو دیکھ کر وہ کافر غرور و تکبر میں ہی مبتلا ہو گیا اور اس نے خود فریبی میں مبتلا ہو کر قیامت کا ہی انکار کر دیا اور اس نے اپنے گمان کو الفاظ کا پیرایہ دیتے ہوئے کہا کہ میری یہ لہلہاتی کھیتیاں، پھل دار درخت، سرسبز بیلیں، جاری نہر کبھی فنا نہیں ہوں گی اور میرے خیال میں تو قیامت کبھی نہیں آئے گی، یہ تو پچھلی قوموں سے چلی آنے والی باتیں ہیں، پھر ڈھٹائی اور کفر و طغیان کی حد تجاوز کرتے ہوئے متکبرانہ دعویٰ کرتے ہوئے کہا اور اگر فرض محال قیامت قائم ہو بھی گئی تو ظاہر ہے کہ اللہ مجھ سے راضی اور خوش ہے ورنہ وہ مجھے اس قدر مال و متاع کیوں دے دیتا اس لئے حسن انجام میرا مقدر رہو گا وہاں بھی وہ مجھے اس سے بھی بہتر باغ عنایت کر دے گا وہاں میرے لئے اور بھی بھلائی ہو گی، جیسے فرمایا

...لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى... ﴿۵۰﴾ [1]

ترجمہ: یہ کہتا ہے کہ میں اسی کا مستحق ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کبھی آئے گی لیکن اگر واقعی میں اپنے رب کی طرف پلٹایا گیا تو وہاں بھی مزے کروں گا۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ [2]

ترجمہ: پھر تو نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو مال اور اولاد سے نوازا ہی جاتا رہوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ [3]

ترجمہ: کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال اولاد سے مدد دیے جا رہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں، اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں ہے۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

اس کے ساتھی نے اس سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ کیا تو اس (معبود) سے کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر

---

[1] حم السجدۃ ۵۰

[2] مریم ۷۷

[3] المومنون ۵۵،۵۶

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ؕ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَ لَاۤ اُشْرِكُ

نطفے سے پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا، لیکن میں تو عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہی اللہ میرا پروردگار ہے میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو

بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَ لَوْ لَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ

شریک نہ کروں گا، تو نے اپنے باغ میں جاتے وقت کیوں نہ کہا کہ اللہ کا چاہا ہونے والا ہے، کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے،

اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۳۹﴾ۚ فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ

اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کم دیکھ رہا ہے بہت ممکن ہے کہ میرا رب مجھے تیرے اس باغ سے بھی بہتر دے

وَ يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ۙ اَوْ يُصْبِحَ

اور اس پر آسمانی عذاب بھیج دے تو یہ چٹیل اور چکنا میدان بن جائے یا اس کا پانی نیچے اتر جائے

مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ (الکہف ۳۷ تا ۴۱)

اور تیرے بس میں نہ رہے کہ تو اسے ڈھونڈ لائے۔

مفلس مسلمان:

مفلس مسلمان ساتھی نے اس ناشکرے کو وعظ و نصیحت کی اور اسے گمراہی اور فخر و غرور سے ہٹاتے ہوئے ایمان و یقین کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا تو اللہ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرتا ہے، پھر اس کی اصل یاد دلا کر اسے اس کے خالق اور رب کی طرف توجہ دلائی کہ تو کس قدر ناشکرا شخص ہے، ذرا اپنی حقیقت اور اصل پر غور کر جس نے تجھے پہلے سڑی ہوئی مٹی سے اور پھر ایک غلیظ پانی کے قطرے کو ماں کے پیٹ میں تین تہہ بہ تہہ اندھیروں کے اندر گوشت پوست کے ڈھانچے میں بتدریج تبدیل کیا، جیسے فرمایا

...يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ... ﴿۶﴾ [1]

ترجمہ: وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔

اور پھر اس ڈھانچے کو عقل و شعور، فہم و ادراک کی تمیز، سمع و بصر، قوت گویائی اور بے شمار صلاحیتوں سے آراستہ مختلف رنگ و روپ اور شکلوں والی انسان جیسی عظیم ہستی کو بنا کھڑا کیا اور اس عمل تخلیق میں کوئی اس کا شریک اور مددگار نہیں ہے اور نہ ہی اس میں انسان کی خواہش، ارادے یا اختیار کا ذرہ بھر دخل ہے، تا کہ یہ باشعور ہستی اپنے خالق اور محسن کو پہچان کر اس کی اطاعت گزار ہو اور ناشکروں کی روش اختیار کر کے غفلت نہ برتے، اور پھر رب کے ان احسانات کو دیکھ کہ کس طرح اس نے تجھے ہر طرح کی قوتیں اور صلاحتیں دے کر پورا بے عیب آدمی بنا کھڑا کیا، وہی رب ہی ہے جس نے اپنی مشیت سے تجھے یہ دونوں ہرے بھرے باغ اور دوسری دنیاوی آسائش مہیا کر رکھی

---

[1] الزمر ۶

ہیں، جن پر تیرا کوئی استحقاق نہیں تھا، تمہاری یہ شان وشوکت تمہاری محنت و قابلیت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ کرنے والا صرف اور صرف وہ رب ہی ہے جس کو ماننے کے لئے تو تیار نہیں، وہ اپنی مشیت سے جس کو چاہے عزت سے نوازے اور جس کو چاہے ذلیل کرے، وہ جس کو چاہے مال و دولت سے نواز دے اور جس کو چاہے محتاج کر دے، جیسے فرمایا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ... ﴿۲۶﴾ [۱]

ترجمہ: کہو! اے اللہ! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزّت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔

جب اس مسلمان نے دیکھا کہ اس کا ساتھی کفر و سرکشی پر جما ہوا ہے تو اس نے مجادلات و شبہات کے وارد ہونے کے وقت اپنے رب کی شکر گزاری اور اپنے رب کی ربوبیت اور اس ربوبیت میں اس کی یکتائی اور اس کی اطاعت و عبادت کے ضروری ہونے کا اعلان کرتے ہوئے کہا میں تیری طرح رب کی نعمتوں اور فضل و کرم کی ناشکری نہیں کروں گا بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اس کی وحدنیت کا اقرار و اعتراف کرتا ہوں، اور میں اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا اور اسے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا طریقہ بتلاتے ہوئے کہا کہ اے غافل شخص تجھے اپنے باغات میں داخل ہوتے وقت سرکشی اور غرور و تکبر کا مظاہرہ کرنے کے بجائے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یعنی اس عظیم الشان کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تائید و توفیق سے ہوتا ہے کہنا چاہئے تھا،

قَالَ بَعْضَ السَّلَفِ: مَنْ أَعْجَبَهُ شَيْءٌ مِنْ حَالِهِ أَوْ مَالِهِ أَوْ وَلَدِهِ أَوْ مَالِهِ،فَلْيَقُلْ:مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ،وَهَذَا مَأْخُوذٌ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ

بعض ائمہ سلف نے کہا ہے کہ جس شخص کو اپنے حال، مال یا اولاد میں سے کوئی چیز بہت ہی انوکھی معلوم ہو تو اسے یہ کلمات ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پڑھ لینے چاہییں یہ بات اسی آیت کریمہ سے ماخوذ ہے۔[۲]

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، وَلَكِنْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَقَالَ:يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ، قُلْ: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الجَنَّةِ أَوْ قَالَ:أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الجَنَّةِ؟ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

ابوموسیٰ سے مروی ہے ہم نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو تکبیر کہتے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا لوگو! اپنے اوپر رحم کرو، تم کسی بہرے یا غائب خدا کو نہیں پکارتے ہو تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے، پھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میرے پاس تشریف لائے، میں اس وقت زیرلب ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہہ رہا تھا، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا

---

[۱] آل عمران ۲۶

[۲] تفسیرابن کثیر ۱۵۸؍۵

عبد اللہ بن قیس کہو ماشاء اللہ لاقوۃ الاباللہ کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، یا آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے یہ فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے وہ ماشاء اللہ لاقوۃ الاباللہ ہے۔ [1]

اس باغ کی ہریالی یا وافر مقدار میں پھل اور غلہ جات کے پیدا ہونے میں تمہاری کوئی طاقت وقوت نہیں، وہ چاہے تو اس ہرے بھرے باغ اور فصلوں کی ہریالی کو باقی رکھے اور چاہے تو فنا کر دے، اور اگر تو مجھے مال واولاد، جاہ وعزت، نوکر چاکر اور حیثیت میں اپنے سے کمتر دیکھ رہا ہے، اور اپنے مال دولت پر فخر وغرور کا اظہار کر رہا ہے تو بہت ممکن ہے میرا رب جو بے بہا عنایت کرنے والا ہے، جس کے ہاتھوں میں خزانوں کی کنجیاں ہیں اپنی رحمت سے مجھے اس دنیا میں اور آخرت دونوں جگہوں میں تیرے باغات سے بہتر باغ اور تیرے مال و دولت سے زیادہ دے دے اور تیرے کرتوتوں کے عوض طوفانی بارش یا کسی اور قسم کا آسمانی عذاب کے ذریعہ سے تیرا محاسبہ کر لے اور یہ جگہ جہاں اس وقت سرسبز وشاداب باغ، لہلہاتی کھیتی اور بہتی نہریں ہیں، چٹیل، چکنا میدان بن جائے اور تو اپنے کفر کے سبب ہاتھ ہی ملتا رہ جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ باغات کے درمیان میں جو نہر جاری ہے جو باغ کی شادابی اور زرخیزی کا باعث ہے اس کے پانی کو اتنا گہرا کر دے کہ اس سے پانی کا حصول ہی ناممکن ہو جائے، جیسے فرمایا

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُكُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ يَّاۡتِيۡكُمۡ بِمَآءٍ مَّعِيۡنٍ ۝۳۰ [2]

ترجمہ: ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو اس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں نکال کر دے گا۔

اس طرح تیرے یہ شاداب باغات ویران ہو کر رہ جائیں، اللہ قادر مطلق کے لئے یہ کوئی ناممکن کام نہیں ہے۔

وَ اُحِيۡطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصۡبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيۡهِ عَلٰى مَاۤ اَنۡفَقَ فِيۡهَا وَ هِىَ خَاوِيَةٌ

اور اس کے (سارے) پھل گھیر لیے گئے پس وہ اپنے اس خرچ پر جو اس نے اس میں کیا تھا اپنے ہاتھ ملنے لگا اور باغ تو

عَلٰى عُرُوۡشِهَا وَ يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِىۡ لَمۡ اُشۡرِكۡ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا ۝۴۲ وَ لَمۡ تَكُنۡ

اوندھا الٹا پڑا تھا اور (وہ شخص) یہ کہہ رہا تھا کہ کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرتا، اس کی حمایت میں

لَّهٗ فِئَةٌ يَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ مَا كَانَ مُنۡتَصِرًا ۝۴۳ هُنَالِكَ

کوئی جماعت نہ اٹھی کہ اللہ سے اس کا کوئی بچاؤ کرتی اور نہ وہ خود بدلہ ہی لینے والا بن سکا، یہیں سے (ثابت ہے) کہ

الۡوَلَايَةُ لِلّٰهِ الۡحَقِّ ؕ هُوَ خَيۡرٌ ثَوَابًا وَّ خَيۡرٌ عُقۡبًا ۝۴۴ (الکہف ۴۲ تا ۴۴)

اختیارات اللہ برحق کے لیے ہیں وہ ثواب دینے اور انجام کے اعتبار سے بہت ہی بہتر ہے۔

[1] صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلاَ عَقَبَةً ۶۳۸۴، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا بَابُ اسْتِحْبَابِ خَفْضِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ ۶۸۶۲، مسند احمد ۱۹۶۰۵، صحیح ابن حبان ۸۰۴، شعب الایمان ۶۵۳، سنن الکبری للنسائی ۱۰۱۱۲، مسند ابی یعلی ۷۲۵۲

[2] الملک ۳۰

ناشکری کا انجام:

مالک ارض وسماوات نے اس کی دعا قبول فرمائی اور فخر وغرور میں مبتلا ناشکرے کا باغ فنا کر ڈالا جن چھتوں، چھپڑوں پر انگوروں کی بیلیں اپنی بہار دکھلا رہی تھیں وہ سب زمین پر آرہیں اور کاشت کی ہوئی ساری کھڑی فصل ماری گئی اور اس میں کچھ بھی باقی نہ رہا، پھر وہ باغ کی تعمیر واصلاح اور کاشت کاری کے اٹھنے والے اخراجات پر ندامت سے کف افسوس ملنے لگا،

وَقَالَ قَتَادَةُ: يُصفّق كَفَّيْهِ مُتَأَسِّفًا مُتَلَهِّفًا عَلَى الْأَمْوَالِ الَّتِي أَذْهَبَهَا عَلَيْهِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ کف افسوس ملتا تھا اور ان مالوں کے ضائع ہونے کا اسے غم تھا جو اس نے باغ پر خرچ کیے تھے۔ (۱)

سب کچھ گنوا کر اب اسے احساس ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اس کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر اس کے احکامات کا انکار کرنا اور اس کے مقابلے میں سرکشی کسی طرح بھی ایک انسان کے لئے زیبا نہیں، لیکن اب حسرت وافسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت، جن نوکروں چاکروں اور اولاد کے جتھے پر اس کو ناز اور فخر وغرور تھا وہ جتھہ بھی اس کے کچھ کام نہ آیا، جیسے فرمایا

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ... ﴿۳۷﴾ (۲)

ترجمہ: یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد نہیں ہے جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہو، ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔

اور نہ وہ خود ہی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا کوئی انتظام کر سکا، اور اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کے مقابلے میں کون اس کی مدد کر سکتا تھا جس کا فیصلہ جب اللہ تعالیٰ جاری فرما دیتا ہے تو زمین وآسمان کے تمام رہنے والے مل کر بھی اس میں سے کسی چیز کو زائل کرنا چاہیں تو وہ اس کی قدرت نہیں رکھتے، اس وقت وہ اپنے شرک اور اپنی بدی پر پشیمان ہوا اور کہنے لگا کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا، ایک مقام پر فرمایا

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ (۳)

ترجمہ: ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا۔

ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ جب اللہ کا عذاب کسی قوم پر نازل ہو جاتا ہے تو اس وقت بڑے بڑے سرکش اور جبار بھی اظہار ایمان پر مجبور ہو جاتے ہیں گو اس وقت کا ایمان نافع اور مقبول نہیں، جیسے فرمایا

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ... ﴿۸۵﴾ (۴)

ترجمہ: جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہ لاشریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں ان سب معبودوں کا جنہیں

(۱) تفسیر طبری ۱۸/۲۷

(۲) سبا ۳۷

(۳) الفرقان ۲۷

(۴) المومن ۸۴،۸۵

ہم اس کا شریک ٹھہراتے تھے، مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہو سکتا تھا، کیوں کہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے۔

جیسے سرکش فرعون جب اللہ کی گرفت میں آیا تو اس نے غرق ہوتے وقت اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔

...حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۹۰ (۱)

ترجمہ: حتی کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا

آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۹۱ (۲)

ترجمہ: (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں سے تھا۔

اس وقت اسے معلوم ہوا کہ کارسازی تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اللہ کے سوا کوئی کسی کی مدد کرنے پر اور اس کے عذاب سے بچانے پر قادر نہیں ہے، اور جو اعمال صرف اللہ ہی کے لیے ہوں اللہ ان کا بہتر بدلہ دینے والا اور حسن عاقبت سے مشرف کرنے والا ہے۔

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ

ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال (بھی) بیان کرو جیسے پانی جسے ہم آسمان سے اتارتے ہیں اور اس سے زمین کا سبزہ ملا

الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۴۵

جلا (نکلتا) ہے، پھر آخر کار وہ چورا چورا ہو جاتا ہے جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے،

اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

مال و اولاد تو دنیا کی ہی زینت ہے اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب

وَّ خَیْرٌ اَمَلًا ۝۴۶ (الکہف ۴۶،۴۵)

اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے بہت بہتر ہیں۔

متاع دنیا کی حقیقت:

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کو کھیتی کی ایک بڑی خوبصورت مثال کے ذریعے سے واضح فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ زمین پر پانی برساتا ہے تو زمین کے پودے اور درخت حیات نو سے شاداب ہو کر لہلہانے لگتے ہیں، زمین کی روئیدگی خوب گھنی ہو جاتی ہیں، اور ہر قسم کی

(۱) یونس ۹۰

(۲) یونس ۹۱

خوش منظر نباتات اگ آتی ہیں، جدھر نظر اٹھاؤ سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے، پس اس وقت کہ جب اس کی خوبصورتی اور سجاوٹ دیکھنے والوں کو خوش کن لگتی ہے، لوگ اس سے فرحت حاصل کرتے ہیں اور زمین کا یہ حسن غافل لوگوں کی نظروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے سخت لو لگنے سے وہی سرسبز میدان چورا چورا ہو جاتا ہے اور ہوائیں اس چورے کو ہر طرف اڑاتی پھرتی ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ (۱)

ترجمہ: دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں خوب گھنی ہوگئی، پھر عین اس وقت جب کہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں یکا یک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا وہاں کچھ نہیں تھا، اس طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ (۲)

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا پھر اس پانی کے ذریعہ سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جس کی قسمیں مختلف ہیں، پھر وہ کھیتیاں پک کر سوکھ جاتی ہیں پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئیں پھر آخر کار اللہ ان کو بھس بنا دیتا ہے، درحقیقت اس میں ایک سبق ہے عقل رکھنے والوں کے لیے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ (۳)

ترجمہ: خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہوگئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو گئے، پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو گئی، پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے، اس کے برعکس آخرت وہ جگہ ہے جہاں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے، دنیا کی زندگی ایک دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔

(۱) یونس ۲۴

(۲) الزمر ۲۱

(۳) الحدید ۲۰

اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے یعنی زندگی بھی وہی بخشتا ہے اور وہی موت سے ہمکنار کرتا ہے، عروج وزوال بھی وہی عطافرماتا ہے، بہار اور خزاں بھی اسی کے حکم سے آتی ہیں، الغرض دنیا کی زندگی ہو یا انسان کی جوانی ہو یا دنیا کی عزت اور آبرو ہو، جب اللہ چند روز کے لیے یہ نعمتیں انسان کو عطافرماتا ہے تو انسان فرعون بن جاتا ہے، کوئی اعلیٰ وادنیٰ شخص اس کی نظروں میں نہیں سماتا، کوئی حکم شرعی اس کی نظروں میں نہیں جچتا، کسی ناصح کی نصیحت اس کو اثر نہیں کرتی اور اپنی مستی میں ایسا غراتا ہے کہ الٹا سمجھانے والوں سے بگڑ جاتا ہے اور انہیں بھی دو چار سنا دیتا ہے، مگر تھوڑے ہی دنوں میں اس کا بھرپور شباب، اس کی طاقت اور اس کا مال سب اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور وہ نیک یا برے اعمال کے ساتھ اکیلا باقی رہ جاتا ہے، یہی وہ حال ہے کہ جب روز آخرت ظالم کو اس کی حقیقت کا علم ہوگا تو اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور تمنا کرے گا کہ اسے دنیا میں واپس بھیجا جائے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲ (۱)

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝۳۶ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۔۔۔ ۝۳۷ (۲)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنم کی آگ ہے نہ ان کا قصہ پاک کر دیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ ان کے لیے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی، اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر اس شخص کو جو کفر کرنے والا ہو، وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تاکہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے۔

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۲ (۳)

ترجمہ: کاش ہمیں ایک دفعہ پھر پلٹنے کا موقع مل جائے تو ہم مومن ہوں۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝۱۰۷ (۴)

ترجمہ: اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے۔

اس لئے نہیں کہ وہ ان شہوات کو پورا کرے جو نامکمل رہ گئی تھیں بلکہ اس لئے کہ اس سے غفلت میں جو کوتاہیاں صادر ہوئی ہیں توبہ واستغفار اور اعمال صالحہ کے ذریعے سے ان کی تلافی کر سکے، چنانچہ فرمایا کہ یہ مال واسباب، اولاد، خاندان وقبیلہ، منصب ومرتبہ جس پر تم فخر وغرور کرتے

---

(۱) السجدة ۱۲

(۲) فاطر ۳۷،۳۶

(۳) الشعراء ۱۰۲

(۴) المومنون ۱۰۷

ہو یہ تو دنیائے فانی کی عارضی زینت ہیں، روز آخرت یہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئیں گی، جیسے فرمایا

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ [۱]

ترجمہ: لوگوں کے لیے مرغوبات نفس عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنادی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ [۲]

ترجمہ: تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو ایک آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔

دانا لوگ جانتے ہیں کہ ان کے پاس چاہے جتنا بھی مال و دولت ہو، کتنا بھی بڑا خاندان و قبیلہ ہو، کسی بھی بڑے منصب پر ہم فائز ہوں یہ سب اس دنیا میں ہی رہ جائے گا اور اسے خالی ہاتھ اکیلے صرف دو چادروں میں دفن کیا جائے گا، وہ جانتے ہیں کہ جس اولاد، خاندان و قبیلہ کے لئے لوگ ہر طرح کی جائز و ناجائز تگ و دو کرتے ہیں، وہ سب روز محشر اپنی جان بچانے کے لئے انہیں پہچاننے گے بھی نہیں، اس لئے آخرت میں کام آنے والے صرف اعمال صالحہ ہی ہیں مثلاً حقوق اللہ، حقوق العباد، نماز، زکوٰۃ، صدقہ، حج، عمرہ تسبیح، تحمید و تہلیل، قرآت قرآن، طلب علم ، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، صلہ رحمی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، بیویوں کے حقوق پورے کرنا، غلاموں اور جانوروں کے حقوق کا احترام کرنا اور مخلوق کے ساتھ ہر لحاظ سے اچھا سلوک کرنا، یہی وہ نیکیاں ہیں جن کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے اور انہی سے اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں، ان کا اجر و ثواب باقی رہتا ہے اور ابد الآباد تک بڑھتا رہتا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ: الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سعید بن جبیر اور کئی ائمہ سلف کا قول ہے کہ ''باقی رہنے والی نیکیاں۔'' سے مراد پانچ اوقات کی نماز ہے۔[۳]

وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ.

عطاء بن ابو رباح اور سعید بن جبیر نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ''باقی رہ جانے والی نیکیاں۔'' سے مراد سبحان اللہ والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر کلمات ہیں۔[۴]

وَهَكَذَا سُئِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، رَضِيَ اللَّهُ عنه، عَنْ: الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ مَا هِيَ؟ فَقَالَ: هِيَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لله، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

---

[۱] آل عمران ۱۴

[۲] التغابن ۱۵

[۳] تفسیر طبری ۱۸/۳۲

[۴] تفسیر طبری ۱۸/۳۳

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے پوچھا گیا ’’باقی رہ جانے والی نیکیاں۔‘‘ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا ان سے مراد یہ کلمات لاالٰہ الااللہ، وسبحان اللہ، والحمد للہ، واللہ اکبر، ولاحول ولاقوۃ الاباللہ ہیں۔ (١)

عَنْ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَخٍ بَخٍ، لَخَمْسٌ مَا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيزَانِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يُتَوَفَّى فَيَحْتَسِبُهُ، وَالِدَاهُ وَقَالَ: بَخٍ بَخٍ لِخَمْسٍ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ مُسْتَيْقِنًا بِهِنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ: يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَبِالْجَنَّةِ، وَالنَّارِ، وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْحِسَابِ

رسول اللہ ﷺ کے ایک آزاد کردہ غلام سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت خوب، بہت خوب! یہ پانچ چیزیں میزان میں کس قدر بھاری ہوں گی لاالٰہ الااللہ، واللہ اکبر، وسبحان اللہ، والحمد للہ، اور وہ نیک بچہ جو فوت ہو جائے اور اس کا والد اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے اور آپ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزیں بہت خوب ہیں جو ان کے ساتھ یقین رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو جنت میں داخل ہو جائے گا وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت اور جنت و جہنم اور بعث بعد الموت اور حساب پر ایمان رکھتا ہو۔ (٢)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ، ولاالٰہ الااللہ، واللہ اکبر باقیات الصالحات میں سے ہیں۔ (٣)

عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ} (٤) قَالَ: هِيَ ذِكْرُ اللَّهِ، قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَتَبَارَكَ اللَّهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَالصِّيَامُ وَالصَّلَاةُ وَالْحَجُّ وَالصَّدَقَةُ وَالْعِتْقُ وَالْجِهَادُ وَالصِّلَةُ، وَجَمِيعُ أَعْمَالِ الْحَسَنَاتِ، وَهُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ، الَّتِي تَبْقَى لِأَهْلِهَا فِي الْجَنَّةِ مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ’’باقی رہ جانے والی نیکیاں۔‘‘ سے مراد اللہ کا ذکر لاالٰہ الااللہ، واللہ اکبر، وسبحان اللہ، والحمد للہ، وتبارک اللہ، ولاحول ولاقوۃ الاباللہ، واستغفراللہ، اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھ کر بھیجنا، اور روزہ اور نماز اور حج اور صدقہ خیرات اور غلام کو آزاد کرنا اور جہاد فی سبیل اللہ اور صلہ رحمی کرنا اور دیگر تمام اعمال حسنہ ہیں پس وہ باقیات صالحات ہیں جو اپنے انجام دینے والوں کے لیے جنت میں اس وقت تک باقی رہیں گے جب تک آسمان و زمین باقی رہیں گے۔ (٥)

---

(١) تفسیر ابن کثیر ۵/۱۶۱

(٢) مسند احمد ۱۵۶۶۲

(٣) تفسیر طبری ۱۸/۳۴

(٤) الکہف: ۴۶

(٥) تفسیر طبری ۱۸/۳۶

پس یہی وہ کام ہیں کہ سبقت کرنے والوں کو ان کی طرف سبقت کرنی چاہیے، عمل کرنے والوں کو انہی کے لئے آگے بڑھنا چاہیے ،اور جدو جہد کرنے والوں کو ان کے حصول کے لئے جدو جہد کرنی چاہیے۔

وَ يَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ

اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور زمین کو تو صاف کھلی ہوئی دیکھے گا اور تمام لوگوں کو ہم اکٹھا کریں گے ان میں سے

مِنْهُمْ اَحَدًا ۚ۝۴۷ وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

ایک بھی باقی نہ چھوڑیں گے اور سب کے سب تیرے رب کے سامنے صف بستہ حاضر کیے جائیں گے، یقیناً تم ہمارے پاس

كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ

اسی طرح آئے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا لیکن تم تو اس خیال میں رہے کہ ہم ہرگز تمہارے لیے کوئی وعدے

لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝۴۸ وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ

کا وقت مقرر کریں گے بھی نہیں، اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیئے جائیں گے پس تو دیکھے گا گناہ گار اس کی تحریر سے خوفزدہ ہو رہے

وَ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ

ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا بغیر گھیرے کے باقی ہی نہیں چھوڑا،

وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۠۝۴۹ (الکہف ۴۷تا۴۹)

اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم و ستم نہ کرے گا۔

اولین وآخرین سب میدان محشر میں:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا حال بیان فرماتا ہے کہ تم لوگ تو آخرت کی طرف سے بے فکر ہو کر جائز و ناجائز طور پر دنیا کے مال واسباب کو جمع کرنے ،اپنی اولادوں کے لیے بہترین مکانات اور کاروبار چھوڑ جانے اور اپنی قوم و قبیلہ کی سر بلندی کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہو، حالانکہ تمہیں اس چند روزہ دنیاوی ساز وسامان ،اولاد، خاندان و قبیلہ وغیرہ کی فکر کرنے کی بجائے اس سخت دن کی فکر اور تیاری کرنی چاہے جس دن دل دہلا دینے والی ہولناکیاں اور تڑپا دینے والی سختیاں ہوں گی، جب اللہ کے حکم سے آسمان پھٹ پڑے گا، زمین اپنی گرفت ڈھیلی کر دے گی ،جس کی وجہ سے پہاڑ جیسی مضبوط چیزیں جو اپنی جگہ سختی سے جمے ہوئے ہیں اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے اور رنگین دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوا میں بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے، جیسے فرمایا

يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَاۗءُ مَوْرًا ۝۹ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝۱۰ [1]

---

[1] الطور ۹،۱۰

ترجمہ: وہ اس روز واقع ہوگا جب آسمان بری طرح ڈگمگائے گا اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ﴿٥﴾ (۱)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا ﴿٦﴾ (۲)

ترجمہ: اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے کہ پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ﴿٨٨﴾ (۳)

ترجمہ: آج تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خوب جمے ہوئے ہیں مگر اس وقت یہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔

پھر وہ مضمحل ہو کر غبار کی مانند اڑ جائیں گے پھر یہ ریت زمین پر آ گرے گی اور زمین میں کوئی نشیب و فراز نہیں رہے گا، جیسے فرمایا

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ (۴)

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ (نشیب و فراز) نہ دیکھو گے۔

پھر جب اللہ مالک یوم الدین چاہئے گا اولین و آخرین، چھوٹے بڑے، کافر و مومن سب کو جب ان کے اجزا بکھر چکے ہوں گے اور پارہ پارہ ہو چکے ہوں گے زمین و صحراؤں کے پیٹوں سے اور سمندروں کی گہرائیوں سے نکال کر ان کو نئی زندگی عطا فرمائے گا اور سب لوگ ننگے پاؤں اور ننگے بدن قبروں سے نکل کر مال و متاع، اہل و عیال، قبیلے کنبے اور اپنے سفارشیوں کے بغیر صرف ان اعمال کے ساتھ جو وہ کرتے رہے تھے میدان محشر کے وسیع میدان میں صفوں کی شکل میں بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٥٠﴾ (۵)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! ان لوگوں سے کہو، یقیناً اگلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔

...ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾ (۶)

ترجمہ: وہ ایک دن ہوگا جس میں سب لوگ جمع ہوں گے اور پھر جو کچھ بھی اس روز ہوگا سب کی آنکھوں کے سامنے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا لو دیکھ لو، آ گئے نا تم ہمارے پاس اسی طرح جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا، جیسے فرمایا

---

(۱) القارعة ۵

(۲) الواقعة ۵،۶

(۳) النمل ۸۸

(۴) طٰہٰ ۱۰۵ تا ۱۰۷

(۵) الواقعة ۴۹،۵۰

(۶) هود ۱۰۳

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ... ﴿۹۴﴾ (۱)

ترجمہ: لو اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا۔

روح (الامین) اور فرشتے بھی صفیں باندھے کھڑے ہوں گے، کسی چھوٹے یا بڑے کو اللہ کی بارگاہ میں لب کشائی کی جرات نہیں ہو گی، بجز جنہیں اللہ رحمان اجازت عطا فرمادے اور وہ معقول بات کہیں، جیسے فرمایا

یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ (۲)

ترجمہ: جس روز روح (الامین) اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمن اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔

وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ (۳)

ترجمہ: اور تمہارا رب جلوہ فرما ہو گا اس حال میں کہ فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے۔

اس وقت منکرین آخرت کو ڈانٹ کر کہا جائے گا تم لوگ حیات بعد الموت اور اعمال کی سزا و جزا کو جھٹلاتے اور اس بات کا مذاق اڑاتے تھے، اب دیکھ لو، ہمارے انبیاء کی دی ہوئی خبر سچی ثابت ہوئی، ہمارے رسولوں نے بڑی مثالوں سے دنیا کی بے ثباتی و ناپائیداری اور اخروی زندگی کے بارے میں تمہیں سمجھایا تھا کہ جس طرح اللہ خالق کائنات نے تمہیں پہلی بار بغیر کسی نمونے پیدا کیا تھا اسی طرح تمہارے اعمال کی جزا کے لئے دوبارہ بھی پیدا فرمائے گا، اس لئے کفر و شرک سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لے آؤ اور وہ اعمال صالحہ اختیار کر لو جو رب کو راضی کرنے والے ہوں، لیکن افسوس! تم نے دنیاوی حادثات سے ہدایت نہ پائی بلکہ تم سمجھتے تھے کہ یہ عظیم الشان کائنات خود بخود وجود میں آ گئی تھی، اس کا یہ لگا بندھا نظام خود بخود قائم ہو گیا تھا، تمام چھوٹی بڑی بحر و بر کی مخلوقات بغیر کسی خالق کے خود وجود میں آ گئی تھیں، اس لیے پیدائش اور موت کا یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا اور یہ کبھی ختم نہیں ہو گا، اللہ تعالیٰ جس نے اس عظیم الشان کائنات کی تخلیق فرمائی تھی اس کے خاتمے کا کوئی وقت ہی مقرر نہیں فرمایا تھا جس میں نیک و بد کی جزا و سزا مل سکے، تم نے یہ نہ سوچا کہ اگر اللہ نیک و بد میں تمیز نہیں کرے گا، عمل صالحہ اور عمل خبیثہ کو نہیں جانچے گا، فرمانبرداروں اور باغیوں کو ان کے اعمال کی جزا نہیں دے گا تو پھر ظلم کس چیز کا نام ہے، اس وقت کراماً کاتبین کے لکھے ہوئے تمہارے اعمال نامے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے جن کو دیکھ کر مجرموں کے دل اڑنے لگیں گے۔

وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ﴿۱۱﴾ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (۴)

ترجمہ: حالانکہ تم پر نگراں مقرر ہیں، ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا، ہر کوئی چاہے دنیا میں وہ جاہل تھا یا پڑھا لکھا اپنے نامہ اعمال کو خود پڑھ لے

---

(۱) الانعام ۹۴

(۲) النبا ۳۸

(۳) الفجر ۲۲

(۴) الانفطار ۱۰ تا ۱۲

گا، جیسے فرمایا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۭ ﴿١٤﴾ ⑴

ترجمہ: پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔

مجرموں، باغیوں کو اپنے تمام بھولے بسرے گناہ یاد آجائیں گے اور وہ رنج وافسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہیں گے ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے جس میں ہمارے ہر طرح کے اقوال و اعمال و افعال درج ہیں، جس میں ہمارے صغیرہ کبیر گناہ درج ہیں چاہے وہ کھلا ہوا کیا تھا یا چھپا ہوا، رات کے اندھیروں میں کیا تھا یا دن کی روشنی میں سرانجام دیا تھا، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا اپنے سامنے پائیں گے اور وہ اس کا انکار نہیں کرسکیں گے، جیسے فرمایا:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۔۔۔ ﴿٣٠﴾ ⑵

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب ہر نفس اپنے کیے کا پھل حاضر پائے گا خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی، اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش ابھی یہ دن اس سے بہت دور ہوتا!۔

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿١٣﴾ ⑶

ترجمہ: اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا کرایا بتادیا جائے گا۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَاۗىِٕرُ ﴿٩﴾ ⑷

ترجمہ: جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہوگی۔

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ہر دغاباز کے لیے (اس کی بدعہدی کے مطابق) ایک جھنڈا ہوگا جس سے اس کی پہچان ہوجائے گی۔ ⑸

اللہ احکم الحاکمین کے حکم سے ترازو عدل نصب کردیا جائے گا، سب گواہ حاضر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فرداً فرداً ہر شخص کا ٹھیک ٹھیک حساب

⑴ بنی اسرائیل ۱۴

⑵ آل عمران ۳۰

⑶ القیامۃ ۱۳

⑷ الطارق ۹

⑸ مسند احمد ۱۲۴۴۳، صحیح بخاری کتاب الجزیۃ بَابُ إِثْمِ الغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالفَاجِرِ ۳۱۸۷، وکتاب الحیل بَابُ إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ، فَقُضِيَ بِقِيمَةِ الجَارِيَةِ المَيِّتَةِ، ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهُ، وَيَرُدُّ القِيمَةَ وَلاَ تَكُونُ القِيمَةُ ثَمَنًا عن عبداللہ بن عمر ۶۹۶۶، صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ ۴۵۲۹، السنن الکبری للبیہقی ۱۶۶۳۴، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۳۴۱۶، مسند ابی یعلی ۳۵۲۰، شرح السنۃ للبغوی ۲۴۸۱

کردے گا، اللہ تعالیٰ عدل کو پسند فرماتا ہے، اور وہ ایک ذرے کے برابر بھی ناانصافی نہیں کرتا، وہ اپنے فضل وکرم سے لوگوں کی نیکیوں کو تو بڑھا دیتا ہے مگر گناہوں کو برابر رکھتا ہے، جیسے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۴۰ [۱]

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دوچند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝۴۷ [۲]

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہوگا جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے، اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

اس لیے اس روز نہ کسی کو اس کے جرم سے بڑھ کر سزا دی جائے گی اور نہ ہی کسی بیگناہ کو پکڑ کر سزا سنا دی جائے گی، جیسے فرمایا:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۱۸۲ [۳]

ترجمہ: یہ تمہارے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے، اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۵۱ [۴]

ترجمہ: یہ ان اعمال کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ہر ایک سے انفرادی طور پر سوال کیا جائے گا اللہ کی عطا کی ہوئی عمر و جوانی کی طاقت وقوت کو کہاں لگایا، کیا یہ طاقت اللہ کی اطاعت اور اس کے دین کی سربلندی میں خرچ ہوئی یا غیر اللہ کی پرستش اور ناشکر گزاروں کی طرح بسر ہوئی؟ جس مال و دولت کے جمع کرنے کے تم بڑے حریص تھے اور اس پر اتراتے تھے اور فرعون بن کر انسان کو انسان نہیں سمجھتے تھے کو کہاں سے حاصل کیا اور کس راہ پر خرچ کیا تھا، کیا اس مال کو اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے جہاد فی سبیل اللہ اور یتیموں، مسکینوں بیواؤں وغیرہ اور نیکی کے دوسرے کاموں پر خرچ کرتے تھے یا نمود و نمائش اور دعوتوں پارٹیوں پر بے جا اسراف کرتے تھے؟ اللہ نے تم پر کچھ حقوق اللہ اور حقوق العباد فرض کیے تھے انہیں کہاں تک پورا کیا، اللہ نے تمہیں مرتبہ وحیثیت بخشی تھی کیا وہ فرائض کماحقہ پورے کیے یا اس کو اپنی اور اولاد کی حیثیت، عزت ووقار کو مستحکم کرنے کے لئے استعمال کیا؟ جس رب نے تمہیں ہر طرح کی دنیاوی نعمتیں عنایت کر رکھی تھیں کیا اس کے شکر گزار بندے بنے یا ناشکروں کی طرح زندگی گزار کر واپس آگئے اگر شکر گزار بندے تھے تو اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے کیا اعمال کیے ہیں وغیرہ؟۔

---

[۱] النساء۴۰

[۲] الانبیاء۴۷

[۳] آل عمران ۱۸۲

[۴] الانفال۵۱

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، یہ جنوں میں سے تھا اس نے اپنے

اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ

پروردگار کی نافرمانی کی، کیا پھر بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنا رہے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے،

بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

ایسے ظالموں کا کیا ہی برا بدل ہے، میں نے انھیں آسمانوں وزمین کی پیدائش کے وقت موجود نہیں رکھا تھا اور نہ خود ان کی

وَ لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝۵۱ (الکہف ۵۰،۵۱)

اپنی پیدائش میں، اور میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بنانے والا بھی نہیں۔

خالق کو چھوڑ کر اس کے دشمن سے دوستی:

مشرکین جنہوں نے اللہ خالق کائنات کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا دوست اور سرپرست بنا رکھا ہے، جیسے فرمایا

...اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۰ [1]

ترجمہ: انہوں نے اللہ کے بجائے شیاطین کو اپنا سرپرست بنالیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں۔

مشرکین کی حماقت کو واضح کرنے کے لیے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے ساتھ ابلیس کی عداوت کا ذکر فرمایا اس وقت کا تصور کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم علیہ السلام کو بطور تعظیم وتکریم سجدہ کرو، جیسے فرمایا

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۲۸ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝۲۹ [2]

ترجمہ: پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں ،جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تمام فرشتوں نے حکم برداری کی مگر ابلیس نے تکبر کی وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا

...قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝۶۱ [3]

ترجمہ: کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے۔

---

[1] الاعراف ۳۰

[2] الحجر ۲۸،۲۹

[3] بنی اسرائیل ۶۱

اور خود کو آدم علیہ السلام سے برتر سمجھ کر کہا

...قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ؀۱۲ [1]

ترجمہ: بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے۔

وہ جنوں میں سے تھا مگر فرشتوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان میں شمار ہوتا تھا،

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: مَا كَانَ إِبْلِيسُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ طَرْفَةَ عَيْنٍ قط، وَإِنَّهُ لَأَصْلُ الْجِنِّ، كَمَا أَنَّ آدَمَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَصْلُ الْبَشَرِ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابلیس لمحہ بھر کے لیے بھی فرشتوں میں سے نہ تھا کیونکہ وہ تو جنات کی اصل تھا جیسا کہ آدم علیہ السلام انسانوں کی اصل ہیں۔[2]

اس لیے اللہ کے اس حکم میں فرشتوں کے ساتھ وہ بھی شامل تھا، جیسے فرمایا

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ... ؀۱۲ [3]

ترجمہ: پوچھا تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی صفت بیان فرمائی کہ وہ اللہ کے حکم کی سرتابی نہیں کرتے۔

...لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ؀۶ [4]

ترجمہ: جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ؀۴۹ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۞ ؀۵۰ [5]

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں جس قدر جاندار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ، سب اللہ کے آگے سربسجود ہیں، وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے، اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے، ڈرتے ہیں اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اسی کے مطابق کام کرتے ہیں۔

مگر ابلیس اپنے فخر و غرور اور حسد و بغض کی بنا پر اپنے رب کے حکم کی اطاعت سے نکل گیا، تم لوگ یہ تسلیم کرتے ہو کہ اس عظیم الشان کائنات کو اللہ وحدہ لاشریک نے تخلیق کیا ہے، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ آسمان و زمین کی تخلیق و تدبیر میں اللہ نے ان میں سے کسی کو مدد کے لیے نہیں بلایا تھا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق میں انہیں شریک کیا تھا، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی بحر و بر میں اپنی بے شمار چھوٹی بڑی مخلوقات کو آسمانوں اور زمین سے رزق مہیا کرتا ہے اور مختلف دھاتوں سے تمہارے اپنے ہاتھوں سے مختلف شکلوں میں تراشے ہو معبودوں کا ان سے

---

[1] الاعراف ۱۲

[2] تفسیر طبری ۱۸/۴۱

[3] الاعراف ۱۲

[4] التحریم ۶

[5] النحل ۴۹، ۵۰

کوئی تعلق واسطہ نہیں، تو پھر سوچو جو رب اتنی قدرتوں، طاقتوں اور اختیارات والا ہے تو بندگی واطاعت کے لائق بھی صرف وہی ہوسکتا ہے ، جبکہ جن شیاطین کی تم مالک ارض وسماوات کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو ان کا نہ تو آسمانوں وزمین کی تخلیق وتدبیر میں کوئی حصہ ہے ، اور نہ ہی یہ کسی کے رازق ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں اور انہیں رزق مہیا کیا جاتا ہے ، جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ مخلوق ہیں اور اللہ ان سب کا خالق ورازق ہے ، انہیں ذرہ بھر بھی کسی قسم کے اختیارات حاصل نہیں ہیں اور نہ ہی یہ اللہ کی اجازت کے بغیر شفاعت کر سکتے ہیں، جیسے فرمایا

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ... ﴿۲۳﴾ [1]

ترجمہ: (اے نبی ﷺ! ان مشرکین سے) کہو کہ پکار دیکھو اپنے ان معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو، وہ نہ آسمانوں میں کسی ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں، وہ آسمان وزمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں، ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے، اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہوسکتی بجز اس شخص کے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ... ﴿۴﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کبھی تم نے آنکھیں کھول کر بھی دیکھا کہ وہ ہستیاں ہیں کیا جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو؟ ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی کہ زمین میں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں کی تخلیق وتدبیر میں ان کا کوئی حصہ ہے؟۔

تو پھر اللہ کی عبادت واطاعت سے منہ موڑ کر تم اپنے کھلے دشمن شیطان اور اس کی ذریت کی پرستش یا ان کی اطاعت کیوں کرتے ہو؟ اللہ ارحم الرحمین اور خیر خواہ پیغمبروں کو چھوڑ کر اللہ کے دشمن ابلیس کی اطاعت کرنا تو بہت ہی برا ظلم ہے اور ظالموں کے لیے بڑا ہی برا بدل ہے، میرا کام یہ نہیں ہے کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بنایا کروں اور بفرض محال اگر میں کسی کو مددگار بناتا بھی تو ان کو کیسے بناتا جبکہ یہ میرے بندوں کو راست راست سے ہٹا کر میری لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں اور میری خوشنودی سے روکنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

وَ يَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ

اور جس دن وہ فرمائے گا کہ تمہارے خیال میں جو میرے شریک تھے انہیں پکارو! یہ پکاریں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی

وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَ رَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا

جواب نہ دے گا ہم ان کے درمیان ہلاکت کا سامان کر دیں گے، اور گناہ گار جہنم کو دیکھ کر سمجھ لیں گے کہ وہ اسی میں جھونکے

وَ لَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ (الکہف ۵۲،۵۳)

جانے والے ہیں لیکن اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے۔

---

[1] سبا ۲۳،۲۲

[2] الاحقاف ۴

روز محشر مشرک شرمندہ ہوں گے:

میدان محشر میں جب یہ لوگ اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، جن وانس میں نامہ اعمال تقسیم کیے جا چکے ہوں گے، تمام گواہ اللہ کی عدالت میں گواہی کے لئے سر جھکائے کھڑے ہوں گے، سامنے ستر ہزار لگاموں سے جکڑی جہنم پورے غیض وغضب سے دہک رہی ہوگی اور اس سے ہولناک آوازیں بلند ہو رہی ہوں گی،

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن جہنم لائی جائے گی اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر ایک باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوں گے۔(۱)

اللہ تعالیٰ حق وانصاف سے فرداًفرداًسب کا فیصلہ صادر فرما دے گا، نیک بخت خوشی خوشی جنت میں داخل ہو جائیں گے، جہاں انہیں ہر طرف سے فرشتے خوش آمدید کہیں گے، تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ... ﴿۴۴﴾(۲)

ترجمہ: جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا۔

انہیں اونچی مسندوں پر بٹھائیں گے اور ان کی خاطر تواضع کے لئے پھل، میوہ جات اور طرح طرح کے پرندوں کا بھنا ہوا گوشت وغیرہ پیش کریں گے، جیسے فرمایا

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾(۳)

ترجمہ: اور وہ ان کے سامنے طرح طرح لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چن لیں، اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو جو دنیا میں بغیر کسی دلیل کے اپنے خالق، مالک اور رازق الٰہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارا کرتے تھے، اللہ کے احکام اور اس کی ہدایات کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے احکام اور رہنمائی کا اتباع کرتے تھے، اس طرح شیاطین کو اللہ کا شریک بناتے تھے کہے گا اب اس مشکل ترین گھڑی میں ان خود ساختہ معبودوں کو مدد کے لئے بلاؤ جن کے بارے میں تمہارے بڑے زعم تھے کہ یہ اللہ کے ہاں تمہارے سفارشی ہوں گے، اس برے وقت میں وہ آئیں اور تمہیں ان سختیوں سے نجات دلائیں، جیسے فرمایا

وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَاۗءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ... ﴿۶۴﴾(۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابٌ فِي شِدَّةِ حَرِّ نَارِ جَهَنَّمَ وَبُعْدِ قَعْرِهَا وَمَا تَأْخُذُ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ۷۱۶۴، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّارِ ۲۵۷۳

(۲) الاحزاب ۴۴

(۳) الواقعۃ ۲۰،۲۱

(۴) القصص ۶۴

ترجمہ: پھران سے کہاجائے گا کہ پکارو اب اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو، یہ انہیں پکاریں گے مگر وہ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے اور یہ لوگ عذاب دیکھ لیں گے۔

بدبخت مشرک سمجھیں گے کہ شاید ان کو پکارنے میں کچھ فائدہ ہو تو اس وقت بھی ان کو پکاریں گے، مگر کس بڑے یا چھوٹے کی جرات ہوسکتی ہے کہ وہ اللہ کے مقابل ان مشرکوں کی مدد کے لئے کھڑا ہو سکے، لہذہ وہ بزرگ، انبیاء اور اولیاء جن کو یہ مشکل کشا اور حاجت رواجانتے تھے، اپنی پریشانیوں و تکالیف میں ان سے مدد مانگتے تھے، ان کی قبروں کو دودھ سے دھوتے اور قیمتی کپڑوں اور پھولوں کی چادریں چڑھاتے تھے، عرس مناتے اور چراغاں کرتے تھے، ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے اموال میں ان کا حصہ مقرر کرتے اور نذرونیاز پیش کرتے تھے ،ان کی پکار کا کوئی جواب نہیں دیں گے، اللہ ان مشرکوں اور ان کے معبودوں کے درمیان عداوت ڈال دے گا، جس کے باعث دنیا میں ان کے درمیان جو دوستی ومحبت تھی وہ سخت عداوت اور نفرت میں تبدیل ہو جائے گی، ان کے خودساختہ شرکاء ان کے شرک کا انکار اور ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے، جیسے فرمایا

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۵ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۶ [1]

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں، اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۸۱ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۸۲ [2]

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خدا بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے پشتیبان ہوں گے، کوئی پشتیبان نہ ہو گا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۲۸ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۲۹ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۳۰ [3]

ترجمہ: جس روز ہم ان سب کو ایک ساتھ (اپنی عدالت میں) اکٹھا کریں گے، پھر ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا ہے کہیں گے کہ ٹھیر جاؤ تم بھی اور تمہارے بنائے ہوئے شریک بھی، پھر ہم ان کے درمیان سے اجنبیت کا پردہ ہٹا دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری

[1] الاحقاف ۵،۶

[2] مریم ۸۱،۸۲

[3] یونس ۲۸تا۳۰

عبادت تونہیں کرتے تھے ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ (تم اگر ہماری عبادت کرتے بھی تھے تو) ہم تمہاری اس عبادت سے بالکل بے خبر تھے، اس وقت ہر شخص اپنے کیے کا مزا چکھ لے گا، سب اپنے حقیقی مالک کی طرف پھیر دیے جائیں گے اور وہ سارے جھوٹ جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے گم ہو جائیں گے۔

جب کوئی سفارشی ان کے حق میں سفارش نہیں کرے گا اور فیصلہ ان کے خلاف ہو جائے گا اور مخلوق میں سے ہر گروہ اپنے اعمال کی بنا پر علیحدہ ہو جائے گا تو ہر طرف سے مایوس ہو کر کفار و مشرکین کو یقین ہو جائے گا کہ اب ان کا جہنم میں داخل ہونے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں اور وہ اس سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہ پائیں گے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يُنْصَبُ الْكَافِرُ مِقْدَارَ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، كَمَا لَمْ يَعْمَلْ فِي الدُّنْيَا، وَإِنَّ الْكَافِرَ لَيَرَى جَهَنَّمَ وَيَظُنُّ أَنَّهَا مُوَاقِعَتُهُ مِنْ مسيرة أربعين سنة

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ ہزار سال تک کافر اسی تھرتھری میں مبتلا رہے گا کہ جہنم اس کے سامنے ہے جس کے خوف سے اس کا کلیجہ قابو سے باہر ہو رہا ہو گا کافر ابھی چالیس سال کی مسافت پر ہو گا کہ یقین کرلے گا کہ جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔[1]

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ

ہم نے اس قرآن میں ہر ہر طریقے سے تمام کی تمام مثالیں لوگوں کے لیے بیان کر دی ہیں لیکن انسان سب سے زیادہ

شَیْءٍ جَدَلًا ۝۵۴ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰی وَ یَسْتَغْفِرُوْا

جھگڑالو ہے، لوگوں کے پاس ہدایت آچکنے کے بعد انہیں ایمان لانے اور اپنے رب سے استغفار کرنے سے صرف اس چیز

رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝۵۵ (الکہف ۵۴،۵۵)

نے روکا کہ اگلے لوگوں کا سا معاملہ انھیں بھی پیش آئے یا ان کے سامنے کھلم کھلا عذاب آموجود ہو جائے۔

ہم نے لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے اس قرآن مجید فرقان حمید میں بار بار مختلف انداز سے وعظ و تذکیر، ترغیب و ترہیب کی مثالوں، پچھلی اقوام کے عبرتناک واقعات اور پرزور دلائل و براہین کو خوب کھول کر بیان کیا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْا ۝۴۱ [2]

ترجمہ: ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے لوگوں کو سمجھایا مگر چونکہ انسان بڑا ہی جھگڑالو اور بحثیں کرنے والا ہے، جیسے فرمایا

[1] مسند احمد ۱۱۷۱۴

[2] بنی اسرائیل ۴۱

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾ [1]

ترجمہ: کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا پھر وہ صریح جھگڑنے والا ہو گیا۔

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لَيْلَةً، فَقَالَ: أَلاَ تُصَلِّيَانِ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ، وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ يَقُولُ: {وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا} [2]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے مروی ہے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور اپنی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے تو اٹھا دیتا ہے، جب میں نے یہ بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور میری بات کا کوئی جواب نہ دیا، میں نے سنا کہ جب آپ واپس تشریف لے جا رہے تھے تو اپنی ران پر ہاتھ مارتے اور فرماتے جا رہے تھے "مگر انسان بڑا ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے۔" [3]

حالانکہ یہ اس کے لائق ہے نہ یہ قرین انصاف ہے، اس لیے اس پر اس وعظ و نصیحت اور دلائل و براہین کا اثر نہیں ہوتا، حجت قائم ہو جانے کے باوجود اپنے رب پر ایمان لانے اور اپنی بدعملیوں اور سیاہ کاریوں پر اس سے بخشش و مغفرت کا طلبگار ہونے میں کیا چیز مانع ہے؟ کیا یہ کفار و مشرکین اس بات کے منتظر ہیں کہ پچھلی اقوام کی طرح ان پر بھی عذاب نازل کر دیا جائے؟ یا یہ کہ وہ عذاب کو سامنے آتے دیکھ لیں اور پھر ایمان لے آئیں؟ مگر ان کو معلوم ہونا چاہیے اس وقت ایمان لانا کچھ نفع بخش نہیں ہو گا۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ

ہم تو اپنے رسولوں کو صرف اس لیے بھیجتے ہیں کہ وہ خوشخبریاں سنا دیں اور ڈرا دیں، کافر لوگ باطل کے سہارے جھگڑتے ہیں

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا ﴿٥٦﴾

اور (چاہتے ہیں) کہ اس سے حق کو لڑکھڑا دیں، انہوں نے میری آیتوں کو اور جس چیز سے ڈرایا جاتا اسے مذاق بنا ڈالا ہے،

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے وہ پھر بھی منہ موڑے رہے اور جو کچھ اس

مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ

کے ہاتھوں نے آگے بھیج رکھا ہے اسے بھول جائے بیشک ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اسے (نہ) سمجھیں

[1] یٰسین ۷۷

[2] الکہف: ۵۴

[3] مسند احمد ۹۰۰، صحیح بخاری کتاب التہجد بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَلاَةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ ۱۱۲۷، صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ مَا رُوِيَ فِيمَنْ نَامَ اللَّيْلَ أَجْمَعَ حَتَّى أَصْبَحَ ۱۸۱۸

وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ (الکھف۵۷،۵۶)

اور ان کے کانوں میں گرانی ہے، گو تو انھیں ہدایت کی طرف بلاتا رہے لیکن یہ کبھی بھی ہدایت نہیں پانے کے۔

بڑا ظالم کون؟:

فیصلے کا وقت آنے سے پہلے ہم رسولوں کو اس لیے مبعوث کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائیں اور برائی سے روکیں، پھر جو لوگ خلوص نیت سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت قبول کرلیں اور رسول کی اطاعت میں اعمال صالحہ اختیار کریں انہیں اللہ کی خوشنودی اور اس کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں کی بشارت سنادے اور جو اللہ وحدہ لاشریک اس کے رسولوں اور ان پر نازل کتابوں کی تکذیب کریں انہیں اللہ کے عذاب سے خبردار کر کے اتمام حجت کردے، مگر کفار و مشرکین ان پیشگی تنبیہات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے اور جھوٹ، مکر و فریب اور ظلم و ستم کے ہتھیاروں سے حق کو نیچا دکھانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں حالانکہ ہر دور میں باطل کے مقابلے میں ہمیشہ حق ہی سر بلند اور باطل سرنگوں ہی رہا ہے، جیسے فرمایا

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَي الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۝۱۸ ... [1]

ترجمہ: مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے۔

وَقُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱ [2]

ترجمہ: اور اعلان کردو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

اور انہوں نے میری ان دلائل و براہین، معجزات اور ان تنبیہات کو جو انہیں کی گئیں ہنسی مذاق بنالیا ہے، اور اس روگرداں شخص سے بڑھ کر ظالم اور مجرم کون ہوسکتا ہے جسے اللہ کی آیات کے ذریعے سے نصیحت کی جائے، جس کے سامنے حق باطل، ہدایت و ضلالت، اندھیرے اور اجالے کو واضح کر دیا گیا ہو اور وہ اندھے پن کا مظاہرہ کر کے ان کو سمجھنے سے مسلسل اعراض کرے اور جہنم کے دردناک عذاب کو بھول جائے جس کا سروسامان خود اس نے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے؟ اس ظلم عظیم کی وجہ سے ہم نے ان کے لیے ہدایت کے راستے بند کر دیے ہیں اور ان دلوں پر مہر اور ان کے کانوں میں ایسی گرانی پیدا کر دی ہے کہ قرآن کا سننا، سمجھنا اور اس سے ہدایت قبول کرنا ان کے لیے ممکن نہیں رہا، آپ ان لوگوں کو حق کی طرف کتنی ہی دعوت پیش کریں وہ راہ حق کو قبول نہیں کریں گے، انہیں حقیقت کا اس وقت یقین آجائے گا جب یہ ہلاکت کے گڑھے میں جاگریں گے اور دردناک عذاب سے چھٹکارا پانے کے لیے موت کو پکاریں گے مگر موت نہیں آئے گی۔

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ

تیرا پروردگار بہت ہی بخشش والا اور مہربانی والا ہے وہ اگر ان کے اعمال کی سزا میں پکڑے تو بیشک انھیں جلدی عذاب کردے،

بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ۝۵۸ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ

بلکہ ان کے لیے ایک وعدہ کی گھڑی مقرر ہے جس سے وہ سرکنے کی ہرگز جگہ نہیں پائیں گے، یہ ہیں وہ بستیاں جنہیں ہم نے

[1] الانبیاء۱۸

[2] بنی اسرائیل۸۱

لَمَّا ظَلَمُوْا وَ جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ (الکھف ۵۸،۵۹)

ان کے مظالم کی بنا پر غارت کر دیا اور ان کی تباہی کی بھی ہم نے ایک میعاد مقرر کر رکھی تھی۔

دھمکی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پایاں مغفرت اور رحمت کا ذکر کرنے کے بعد دھمکی دی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے مشرکانہ اعمال اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں پر فوری طور پر گرفت نہیں کی گئی ہے تو یہ نہ سمجھو کہ تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں اور تمہاری جواب طلبی نہیں کی جائے گی، یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی ہے کہ وہ مجرموں کو فوری طور پر پکڑ کر اسی وقت سزا نہیں دے دیتا بلکہ اس کے برعکس ایک عرصہ تک مہلت عطا کر کے سوچنے اور سنبھلنے کا موقع عطا فرماتا ہے تاکہ لوگ توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کر لیں، اللہ کے دامن رحمت کو تھام لیں اور عذاب سے بچ جائیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو پاداش عمل میں ہر شخص ہی عذاب الٰہی کے شکنجے میں کسا ہوتا، جیسے فرمایا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ [1]

ترجمہ: اگر کہیں وہ لوگوں کو ان کے کیے کرتوتوں پر پکڑتا تو زمین پر کسی متنفس کو جیتا نہ چھوڑتا مگر وہ انہیں ایک مقرر وقت تک کے لیے مہلت دے رہا ہے، پھر جب ان کا وقت آن پورا ہو گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ لے گا۔

۔۔۔وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ [2]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب لوگوں کی زیادتیوں کے باوجود ان کے ساتھ چشم پوشی سے کام لیتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تیرا رب سخت سزا دینے والا ہے۔

وہ لوگوں کے ظلم سے درگزر فرماتا ہے مگر سرکش لوگ اس ڈھیل سے چوکنا ہونے کے بجائے یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں، ان کی کبھی باز پرس نہیں ہو گی اس لئے جو دنیا میں چاہو کرتے رہو، مگر اسی غلط فہمی میں جب تم مہلت کا وقت بھی ضائع کر دو گے اور اپنے ظلم و عناد پر جمے رہو گے تو پھر اللہ کی گرفت سے تمہارے لئے فرار کا کوئی راستہ اور بچاؤ کی کوئی سبیل نہیں رہے گی، پھر تم جہنم کے باسی بن کر پچھتانے کے علاوہ کچھ نہ کر سکو گے، ابھی مہلت کا کچھ وقت ہے، سانس کی ڈور ابھی باقی ہے لہذا اللہ کے عذابوں سے ڈرو اور کلام اللہ (قرآن مجید) سے نصیحت حاصل کرو، قوم عاد، قوم ثمود، قوم صالح، قوم شعیب اور قوم لوط وغیرہ کی عذاب رسیدہ بستیوں کے آثار و کھنڈرات تمہارے سامنے موجود ہیں، ہم نے ان کی طرف رسول مبعوث کیے، انہیں بھی طرح طرح کے دلائل و براہین سے سمجھایا، ان سے پہلی تباہ شدہ قوم کے عبرتناک حالات واقعات بیان کیے مگر راہ حق پر چلنے کے بجائے انہوں نے اندھا بن کر رہنا پسند کیا، ہم نے اپنی سنت کے مطابق انہیں سوچنے اور سمجھنے کے لیے ایک لمبی مہلت عطا فرمائی مگر اس پر وہ اور اکڑ گئے اور سمجھنے لگے کہ انہیں پکڑنے والا کوئی نہیں، جب

---

[1] فاطر ۴۵

[2] الرعد ۶

وہ ظلم وطغیان کی حدوں سے گزر گئے اور ان سے خیر وبھلائی کی کوئی امید باقی نہ رہی اور مہلت کی گھڑیاں بھی بیت گئیں تو ہم نے ان پر مختلف طرح کے عذاب نازل کر کے حرف غلط کی طرح مٹا کر اہل دنیا کے لیے عبرت کا نمونہ بنا دیا، ان میں سے ہر ایک کی ہلاکت کے لیے ہم نے ایک وقت مقرر کر رکھا تھا جس وہ نہ آگے ہوئے نہ پیچھے، جیسے فرمایا

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝٣٠ [1]

ترجمہ: کہو تمہارے لیے ایک ایسے دن کی میعاد مقرر ہے جس کے آنے میں نہ گھڑی بھر کی تاخیر تم کر سکتے ہو اور نہ ایک گھڑی بھر پہلے اسے لا سکتے ہو۔

پس لوگو! تم اپنے کفر وعناد سے باز آجاؤ اور میرے دردناک عذابوں سے ڈرو اور میرے کلام سے نصیحت حاصل کرو ورنہ تمہارا انجام بھی پہلی اقوام سے مختلف نہیں ہوگا۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِیَ

جبکہ موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا کہ میں تو چلتا ہی رہوں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچوں خواہ مجھے سالہا

حُقُبًا ۝٦٠ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ

سال چلنا پڑے، جب وہ دونوں دریا کے سنگم پر پہنچے وہاں اپنی مچھلی بھول گئے جس نے دریا میں سرنگ جیسا اپنا

سَرَبًا ۝٦١ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ٘ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا

راستہ بنالیا، جب یہ دونوں وہاں سے آگے بڑھے تو موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا کہ لا ہمارا کھانا دے ہمیں تو اپنے اس سفر سے

نَصَبًا ۝٦٢ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ٘

سخت تکلیف اٹھانی پڑی، اس نے جواب دیا کہ کیا آپ نے دیکھا بھی؟ جبکہ ہم پتھر سے ٹیک لگا کر آرام کر رہے تھے

وَ مَاۤ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَ اتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ

وہیں میں مچھلی بھول گیا تھا در اصل شیطان نے ہی مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں، اس مچھلی نے ایک انوکھے

فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝٦٣ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا

طور پر دریا میں اپنا راستہ بنالیا، موسیٰ نے کہا یہی تھا جس کی تلاش میں ہم تھے چنانچہ وہیں سے اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈتے

قَصَصًا ۝٦٤ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا

ہوئے واپس لوٹے، پس ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنے پاس کی خاص رحمت عطا فرما رکھی تھی

[1] سبا٣٠

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ (الکہف ۶۰ تا ۶۵)

اور اسے اپنے پاس سے خاص علم سکھا رکھا تھا۔

الٰہی مصلحتیں:

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ مُوسَى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَسُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ، فَقَالَ: أَنَا، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ البَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ، فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ العِلْمَ إِلَيْهِ، قَالَ مُوسَى: يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ،قَالَ: تَأْخُذُ مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ، فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الحُوتَ فَهُوَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو وعظ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ سب بڑا عالم کون شخص ہے (موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خیال کے مطابق کہ میں نبی ہوں اور سب لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں اس لئے مجھ سے بڑا عالم کون ہو گا) چنانچہ جواب میں فرمایا میں سب سے بڑا عالم ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس پر غصہ کیا کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی تھی،اور ان کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں، میرے بندوں میں سے ایک بندہ(خضر) دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ہے اور وہ تم سے بڑا عالم ہے، موسیٰ نے عرض کیا اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ! تیرے اس بندہ سے ملاقات کس طرح ممکن ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ایک مچھلی زنبیل میں ساتھ لے جاؤ، جہاں تمہاری مچھلی تمہاری زنبیل سے نکل کر غائب ہوجائے تو سمجھ لینا کہ یہی مقام ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو اپنے اس بندے کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ پردہ اٹھا کر وہ ایک نظر انہیں یہ دکھائے کہ اس کارخانہ مشیت میں کن مصلحتوں کے مطابق کام ہوتا ہے جنہیں سمجھنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے، موسیٰ علیہ السلام نے نمک چڑھی مچھلی کو زنبیل میں رکھ کر اپنے نوجوان ساتھی (یوشع بن نون) جو سفر وحضر میں ہمیشہ ان کے ساتھ ہوتا تھا کے ہمراہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لئے اپنا سفر شروع کیا اور شوق اور رغبت کی بنا پر ان سے کہنے لگے کہ مسافت خواہ کتنی بھی طویل اور کتنی بھی پرمشقت ہو میں اس وقت تک اپنا سفر جاری رکھوں گا جب تک میں دونوں دریاؤں کے سنگم پر پہنچ جاؤں (اس سے مراد صحرائے سینا کا وہ جنوبی راس ہے جہاں خلیج عقبہ اور خلیج سویس دونوں آ کر ملتے ہیں اور بحراحمر میں ضم ہوجاتے ہیں) جب وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بتلائی ہوئی جگہ پر پہنچے تو اس مقام پر پتھر سے ٹیک لگا کر سونے کے لئے لیٹے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان کے مطابق مچھلی زندہ ہو کر زنبیل سے نکلی اور اس نے عجیب وغریب طور پر دریا میں سرنگ جیسا اپنا راستہ بنالیا اور دیگر حیوانات میں شامل ہوگئی، یوشع بن نون نے مچھلی کو سمندر میں جاتے اور راستہ بناتے ہوئے دیکھا لیکن اس عجیب وغریب واقعہ کا ذکر موسیٰ کو کرنا بھول گئے حتیٰ کہ آرام کر کے وہاں سے پھر آگے سفر شروع کر دیا، اس دن اور اس کے بعد رات سفر کر کے جب دوسرے دن موسیٰ کو تھکاوٹ اور بھوک لگی تو اپنے ساتھی یوشع بن نون سے کہا کہ بھوک لگی ہے کھانا لاؤ تا کہ کھائیں، یوشع بن نون نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام! پچھلی رات ایک عجیب واقعہ ہوا، جہاں ہم نے پتھر سے ٹیک لگا کر آرام کیا تھا وہاں مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی تھی اور وہاں اس نے دریا میں بڑے عجب طریقے سے اس نے اپنا راستہ بنالیا تھا، شیطان نے مجھے بھلا دیا اور میں اس واقعہ کا آپ سے تذکرہ کرنا بھول گیا، موسیٰ نے فرمایا اللہ کے

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ کہف بَابُ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: لاَ أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ البَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا۴۷۲۵

بندے! جہاں مچھلی زندہ ہو کر غائب ہوئی تھی وہی تو ہمارا مطلوبہ مقام تھا جس کی تلاش میں ہم یہ سفر کر رہے ہیں، چنانچہ اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے پیچھے لوٹے اور اسی مجمع البحرین پر واپس آ گئے تو وہاں اللہ کے بندوں میں سے ایک صالح بندہ خضر سے ملاقات ہو گئی جو کپڑا لپیٹے ہوئے لیٹے تھے، جسے ہم نے اپنی رحمت خاص سے نوازا تھا اور اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا جو نبی تو نہ تھے مگر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمت سے بعض تکوینی امور کا علم خاص عطا کیا ہوا تھا جن کا علم موسیٰ کو نہیں تھا اگر چہ موسیٰ علیہ السلام بہت سے امور میں ان سے زیادہ علم رکھتے تھے خاص طور پر علوم ایمانیہ اور علوم اصولیہ، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم رسولوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و عمل کے ذریعے سے تمام مخلوق پر فضیلت سے نوازا تھا۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ

اس سے موسیٰ نے کہا کہ میں آپ کی تابعداری کروں؟ کہ آپ مجھے اس نیک علم کو سکھا دیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے، اس نے کہا

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾

آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکتے اور جس چیز کو آپ نے اپنے علم میں نہ لیا ہو اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟

قَالَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَاۤ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ

موسیٰ نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور کسی بات میں میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا، اس نے کہا

فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ

اچھا اگر آپ میرے ساتھ ہی چلنے پر اصرار کرتے ہیں تو یاد رہے کسی چیز کی نسبت مجھ سے کچھ نہ پوچھنا

حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ (الکہف ۶۶ تا ۷۰)

جب تک کہ میں خود اس کی نسبت کوئی تذکرہ نہ کروں۔

موسیٰ نے انہیں سلام کیا اور از راہ ادب و مشاورت انہیں اپنا مقصد بیان کرتے ہوئے استدعا کی کہ کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تا کہ آپ مجھے بھی اس علم و دانش کی تعلیم دیں جو رب نے آپ کو سکھلائی ہوئی ہیں تا کہ اس کے ذریعے سے میں رشد و ہدایت کی راہ پا سکوں اور اس علم کے ذریعے سے تمام قضیوں میں حق کو پہچان سکوں، خضر علیہ السلام نے فرمایا میں ایسا کرنے سے انکار نہیں کرتا مگر مجھے یقین ہے کہ رب نے مجھے جو علم و دانش دیا ہے اس کو سیکھنے کے لئے آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے اور قرین قیاس بھی یہی ہے کہ جس چیز کی اصلیت کو آپ نہیں جانتے اس کے متعلق ظاہر احوال پر کیونکر صبر کر سکیں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَ الخَضِرَ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ، فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں خضر کے نام سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ وہ خشک گھاس پر بیٹھے تو وہ ان کے نیچے سبز رنگ میں لہلہانے لگی تھی۔[1]

موسیٰ نے پرعزم لہجے میں جواب دیا ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا، خضر علیہ السلام نے موسیٰ سے کہا اگر آپ طلب صادق سے میری اتباع کرنے پر اصرار کرتے ہیں تو میں آپ کو اپنے ہمراہ رکھنے پر اس شرط پر رکھنے کے لئے تیار ہوں کہ آپ مجھ سے کسی چیز کی نسبت کوئی سوال نہیں کریں گے اور نہ میرے کسی فعل پر مجھ پر کوئی نکیر کریں گے جب تک میں خود ہی آپ کو مناسب وقت پر اس چیز کا تذکرہ نہ کر دوں۔

فَانۡطَلَقَا ۟ حَتّٰۤی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیۡنَۃِ خَرَقَہَا ؕ قَالَ اَخَرَقۡتَہَا

پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو اس نے کشتی کے تختے توڑ دیئے، موسیٰ نے کہا کیا آپ اسے توڑ رہے

لِتُغۡرِقَ اَہۡلَہَا ۚ لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡئًا اِمۡرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ

ہیں کہ کشتی والوں کو ڈبو دیں، یہ تو آپ نے بڑی (خطرناک) بات کر دی، اس نے جواب دیا میں نے تو پہلے ہی تجھ سے کہہ دیا تھا

اِنَّکَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ بِمَا نَسِیۡتُ

کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا، موسیٰ نے جواب دیا کہ میری بھول پر مجھے نہ پکڑیئے

وَ لَا تُرۡہِقۡنِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرًا ﴿۷۳﴾ (الکھف ۷۱ تا ۷۳)

اور مجھے اپنے کام میں تنگی نہ ڈالیے۔

ان کے پاس سمندر میں سفر کرنے کے لئے کوئی ذریعہ نہیں تھا دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے، ایک کشتی وہاں سے گزری اور ان لوگوں نے دونوں کو کشتی پر سوار کر لیا، جب کشتی کچھ ہی دور گئی تھی کہ خضر علیہ السلام اٹھے اور کشتی کے پیندے میں شگاف ڈال دیا، موسیٰ یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جب ہم پیدل سفر کر رہے تھے تو کشتی والوں نے احسان کر کے ہمیں کشتی میں سوار کیا اور خضر علیہ السلام نے اسی کشتی میں شگاف ڈال دیا ہے جس سے تمام لوگ ڈوب جائیں اسی حیرانی اور بے صبری میں اپنے علم وفہم کے مطابق کشتی میں شگاف کو ہولناک کام سمجھا اور اپنی شرط کو بھول کر پوچھا یہ آپ نے کیا کیا کہ کشتی میں شگاف ڈال دیا تا کہ تمام مسافر سمندر میں غرق ہو جائیں، یہ آپ نے بہت برا اور مکروہ کام سرانجام دیا ہے، خضر علیہ السلام نے انہیں اپنی شرط یاد دلاتے ہوئے کہا میں نے آپ سے پہلے کہہ نہیں دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، موسیٰ نے جواب دیا میری پہلی بھول پر مجھے نہ پکڑیئے میرے ساتھ آسانی کا معاملہ کریں سختی کا نہیں اور میرے کام کو مشکل میں نہ ڈالئے، خضر علیہ السلام نے درگزر کر دیا اور تنبیہ کی کہ خبردار آئندہ ایسی بھول چوک نہ ہونے پائے،

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكَانَتِ الأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا

[1] صحیح بخاری کِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ حَدِيثِ الخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ۳۴۰۲

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے پہلا یہ اعتراض از راہ نسیان کیا تھا۔ [1]

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک لڑکے کو پایا اس نے اسے مار ڈالا، موسیٰ نے کہا کہ کیا آپ نے ایک پاک جان کو بغیر کسی

بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝۷۴ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ

جان کے عوض مار ڈالا؟ بیشک آپ نے تو بڑی ناپسندیدہ حرکت کی، وہ کہنے لگے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ رہ

مَعِيَ صَبْرًا ۝۷۵ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا

کر ہرگز صبر نہیں کر سکتے، موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا اگر اب اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں

فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝۷۶ (الکہف ۷۴ تا ۷۶)

تو بیشک آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا، یقیناً آپ میری طرف سے (حد) عذر کو پہنچ چکے۔

اور پھر دونوں آگے بڑھتے رہے وہاں انہوں نے ایک چھوٹا سا لڑکا دیکھا جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا،

إِذْ أَبْصَرَ الخَضِرُ غُلاَمًا يَلْعَبُ مَعَ الغِلْمَانِ، فَأَخَذَ الخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ

خضر علیہ السلام نے ایک لڑکا دیکھا جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ مل کر کھیل رہا تھا، خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کے سر کو پکڑا اور اسے ہاتھ سے کچل کر قتل کر دیا۔ [2]

موسیٰ تو ہک دک رہ گئے کانپ اٹھے کہ شریعت میں تو اس کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ کام تو کشتی میں شگاف کر دینے سے زیادہ برا ہے، موسیٰ پھر اس واقعہ پر صبر نہ کر سکے اور حمیت دینی کے جوش میں سخت ناراضگی سے بولے آپ نے ایک بے قصور لڑکے کو بغیر کسی قصاص کے قتل کر ڈالا ہے بیشک یہ تو آپ نے بڑا ہی ناپسندیدہ اور منکر کام کیا ہے، خضر علیہ السلام نے تنبیہ فرمائی کہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے موسیٰ نے دل میں سوچا اللہ ہی نے مجھے ان کے پاس علم سیکھنے کے لئے بھیجا ہے اب یہ جو بھی کام کریں مجھے تو ان کی تابعداری کرنی چاہیے اس لئے بمنت وسماجت عرض کیا مجھے ایک موقعہ اور عنایت کر دیں اب اگر میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ کا اختیار ہو گا کہ مجھے اپنی مصاحبت کے شرف سے محروم کر دیں مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا اس لئے کہ آپ کے پاس مجھے الگ کر دینے کا معقول عذر ہو گا خضر علیہ السلام خاموش ہو گئے،

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ، فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ:

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: لاَ أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ البَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۴۷۲۵

[2] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: لاَ أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ البَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۴۷۲۵

رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلٰى مُوسٰى، لَوْ لَبِثَ مَعَ صَاحِبِهِ لَأَبْصَرَ الْعَجَبَ وَلٰكِنَّهُ قَالَ: {إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا} [1] مُتَّفَقٌ

ابی بن کعب سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جب کسی کا ذکر کرتے ہوئے دعا فرماتے تو اپنے آپ سے دعا کا آغاز فرماتے، ایک دن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ہم پر اور موسیٰ علیہ السلام پر رحمت ہو اگر وہ اپنے ساتھی کے ساتھ کچھ عرصہ اور رہتے تو یقیناً عجیب وغریب باتیں دیکھتے، لیکن انہوں نے جلدی میں کہہ دیا ''اگر میں اس کے بعد کوئی بات پوچھوں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا کہ تو میری طرف سے عذر (کے قبول کرنے میں غایت) کو پہنچ گیا۔'' [2]

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۣاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا

پھر دونوں چلے ایک گاؤں والوں کے پاس آکر ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے مہمانداری سے صاف انکار کر دیا، دونوں

فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ

نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرا ہی چاہتی تھی اس نے اسے ٹھیک اور درست کر دیا، موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے اگر آپ چاہتے

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝۷۷ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ

تو اس پر اجرت لے لیتے، اس نے کہا بس یہ جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان، اب میں تجھے ان باتوں کی اصلیت بھی بتا دوں گا

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝۷۸ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ

جس پر تجھ سے صبر نہ ہوسکا، کشتی تو چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کاج کرتے تھے میں نے اس میں کچھ توڑ پھوڑ کا ارادہ کر لیا

اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝۷۹ وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ

کیونکہ ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک (صحیح سالم) کشتی کو جبراً ضبط کر لیتا تھا، اور اس لڑکے کے ماں باپ

اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۝۸۰ۚ فَاَرَدْنَاۤ

ایمان والے تھے، ہمیں خوف ہوا کہ کہیں یہ انھیں اپنی سرکشی اور کفر سے عاجز و پریشان نہ کر دے اس لیے ہم نے چاہا کہ

اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ۝۸۱

انھیں ان کا پروردگار اس کے بدلے اس سے بہتر پاکیزگی والا اور اس سے زیادہ محبت اور پیار والا بچہ عنایت فرمائے،

[1] الکھف: ۷۶

[2] تفسیر طبری ۷۷/۱۸، صحیح مسلم کتاب الْفَضَائِلِ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۶۳، سنن ابوداود کتاب الْحُرُوفِ وَالْقِرَاءَاتِ باب ۳۹۸۴، مسند احمد ۲۱۱۲۶

وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا

دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے، ان کا

وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ

باپ بڑا نیک شخص تھا تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آ کر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہربانی

رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ (الکھف ۷۷ تا ۸۲)

اور رحمت سے نکال لیں، میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا یہ تھی اصل حقیقت اور ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

اور پھر دونوں نے اپنا سفر جاری کر دیا اور ایک گاؤں میں پہنچے اور ان سے مہمان کے طور پر ٹھہرنے کی استدعا کی مگر یہ تو بخیلوں کی بستی تھی انہوں نے مہمانوں کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا، حالانکہ مسافروں کو کھانا کھلانا اور مہمان نوازی وعزت وتکریم کرنا ہر شریعت کی اخلاقی تعلیم کا اہم حصہ رہا ہے،

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يُضِيفُ

عقبہ بن عامر سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا مہمان نوازی نہ کرنے والے شخص میں کوئی بھلائی نہیں۔[1]

وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار ہے جو جھک کر بس گرا ہی چاہتی تھی

فَقَامَ الخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ

خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو ہاتھ لگایا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیوار کا خم ٹھیک ہو گیا اور وہ سیدھی کھڑی ہو گئی۔[2]

موسیٰ جو پہلے ہی بستی والوں کے رویہ سے کبیدہ خاطر تھے خضر علیہ السلام کے اس بلا معاوضہ احسان پر پھر خاموش نہ رہ سکے اور صبر نہ کرتے ہوئے بول پڑے کہ جب ان بستی والوں نے ہماری مسافرت، ضرورت مندی اور شرف وفضل کسی چیز کا بھی لحاظ نہیں کیا تو یہ لوگ کب اس لائق ہیں کہ ان کے ساتھ احسان کیا جائے اور بلا اجرت ان کا کام کیا جائے خضر علیہ السلام نے کہا کہ موسیٰ یہ تیسرا موقعہ ہے کہ تو صبر نہیں کر سکا اور اب خود تیرے کہنے کے مطابق میں تجھے اپنے ساتھ رکھنے سے معذور ہوں مگر جدائی سے قبل ان تینوں واقعات کی حقیقت سے تمہیں آگاہ اور باخبر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کے بارے میں آپ نے مجھ پر نکیر کی اور آپ کو بتاؤں کہ ان تمام کاموں کے پیچھے کچھ مقاصد تھے جن پر معاملہ مبنی تھا، فرمایا وہ کشتی دراصل چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کاج کر کے اپنی روزی کماتے تھے اور یہ کشتی جوان کے روزی کمانے کا واحد ذریعہ تھی، ان کے آگے ایک ظالم بادشاہ (هُدَدُ بْنُ بُدَدَ) تھا جو ہر ایک صحیح وسالم کشتی کو جبراً ضبط کر لیتا تھا اب جب وہ اس کشتی کو عیب دار دیکھے گا تو اسے چھوڑ دے گا اس طرح وہ کشتی اس ظالم کی دست برد سے بچ جائے گی اور وہ مسکین اب اپنی روزی کرتے رہیں گے، اور وہ لڑکا (جَیْسُورٌ) جسے میں نے قتل کیا تھا اس کے ماں اور باپ دونوں اللہ کے نیک بندے تھے اور وہ لڑکا اس کی جبلت ہی کفر تھی مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ لڑکا

[1] سلسلة الأحاديث الصحيحة ۲۴۳۴

[2] صحيح بخاری كتاب التفسير بَابُ وَكَانَ الإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۴۷۲۶

بڑاہو کر والدین کانافرمان ہوتااور اپنے کفروسرکشی میں ان دونوں کو بھی کفروسرکشی پر مجبور کرتااور وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو جاتے اس لئے میں نے اس کے والدین کے دین کی حفاظت کے لئے اس کو قتل کر دیا،اب اللہ انہیں اس لڑکے کے بدلہ میں ایسالڑکاعنایت کرے گاجو پاکباز، پرہیز گار ہو گااور قرابت داری کاپاس ولحاظ کرے گااور اب اس کے والدین ہمیشہ کے رنج وعذاب سے بچ گئے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الْغُلَامَ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا، وَلَوْ عَاشَ لَأَرْهَقَ أَبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَكُفْرًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ابی بن کعب سے روایت کیاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاوہ لڑکاجس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیاتھاوہ کافر پیدا ہوا تھااور اگر وہ زندہ رہتاتو یقیناً اپنے والدین کو کفروسرکشی میں مبتلا کر دیتا۔[1]

عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّهُ ذَكَرَ الْغُلَامَ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ، فَقَالَ: قَدْ فَرِحَ بِهِ أَبَوَاهُ حِينَ وُلِدَ وَحُزْنًا عَلَيْهِ حِينَ قُتِلَ، وَلَوْ بَقِيَ كَانَ فِيهِ هَلَاكُهُمَا. فَلْيَرْضَ امْرُؤٌ بِقَضَاءِ اللَّهِ، فَإِنَّ قَضَاءَ اللَّهِ لِلْمُؤْمِنِ فِيمَا يَكْرَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ قَضَائِهِ فِيمَا يُحِبُّ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں جب یہ لڑکاپیداہواتواس کے ماں باپ بہت خوش ہوئے اور جب قتل ہواتو بہت غمگین ہو گئے تھے اگر یہ لڑکازندہ رہتاتواس میں اس کے والدین کی تباہی وہلاکت تھی،لہذاہرانسان کو اللہ تعالیٰ کی رضاپر راضی رہناچاہیے، مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کاوہ فیصلہ جسے وہ ناپسند کرے اس فیصلے سے بہتر ہے جسے وہ پسند کرے۔[2]

(لَا يَقْضِي اللَّهُ) لِلْمُؤْمِنِ(مِنْ قَضَاءً) إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَهُ

اللہ تعالیٰ مومن کے لیے جو فیصلہ بھی فرمائے وہ اس کے لیے بہتر ہے۔[3]

اور وہ دیوار اس شہر کے دو بہت چھوٹے یتیم بچوں کی تھی جن کاباپ بہت نیک آدمی تھااس کے نیچے ان کامال دفن تھارب نے ان کے باپ کی نیکی کی بناپر چاہا کہ وہ خزانہ محفوظ رہے اور دونوں یتیم بچے بڑے ہو کر اپنامدفون خزانہ حاصل کر لیں گے،میں نے یہ کام رب کی رحمت اور اس کے حکم سے سرانجام دیئے ہیں ان تمام امور میں میری اپنی مرضی یاارادے کاکوئی عمل دخل نہیں ہے،یہ تھی اصل حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا،اس واقعہ میں بھی اہل ایمان کو یہی سبق دیا گیا کہ اللہ کی مشیت کاتمہیں علم نہیں ہے،اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت پنہاں ہوتی ہے،آج یہ لوگ تمہیں اپنی مشرکانہ ملت پر واپس لانے کے لئے تم پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں،اللہ چاہے توفوراًان پر گرفت کرلے اور انہیں مٹادے مگر اللہ جانتاہے یہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس کانتیجہ ان کے خلاف ہی نکلے گا،اس لئے ابھی صبر وشکر سے ان کے ہر حربے کو برداشت کرو۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب القدربَابُ مَعْنَى كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ مَوْتِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَأَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ۶۷۶۶،سنن ابوداودکِتَاب السُّنَّةِ بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۴۷۰۵،جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الكَهْفِ۳۱۵۰،مسنداحمد۲۱۱۲۱

[2] تفسیر طبری۸۷؍۱۸

[3] مسنداحمد۱۲۹۰۶،صحیح ابن حبان۷۲۸،مسندابی یعلی الموصلی۴۲۱۸،۴۲۱۷

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ؕ﴿۸۳﴾

آپ سے ذوالقرنین کا واقعہ یہ لوگ دریافت کر رہے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں ان کا تھوڑا سا حال تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں،

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۙ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾

ہم نے اسے زمین میں قوت عطا فرمائی تھی اور اسے ہر چیز کے سامان بھی عنایت کر دیے تھے وہ ایک راہ کے پیچھے لگا

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ

یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچ گیا اور اسے ایک دلدل کے چشمے میں غروب ہوتا ہوا پایا اور اس چشمے کے پاس ایک قوم

قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾

کو پایا ہم نے فرما دیا کہ اے ذوالقرنین! یا تو انھیں تکلیف پہنچائے یا ان کے بارے میں تو کوئی بہترین روش اختیار کرے،

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ

اس نے کہا جو ظلم کرے گا اسے تو ہم بھی اب سزا دیں گے پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائے گا اور وہ اسے

عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ اِۨالْحُسْنٰى ۚ

سخت تر عذاب دے گا ہاں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرے اس کے لیے تو بدلے میں بھلائی ہے

وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ؕ﴿۸۸﴾ (الکہف ۸۳ تا ۸۸)

اور ہم اسے اپنے کام میں بھی آسانی کا حکم دیں گے۔

قصہ ذوالقرنین:

ذوالقرنین کے لفظی معنی دو سینگوں والے، یا دولٹوں یا دو مینڈھیوں والا کے ہیں، قدیم مفسرین نے بالعموم اس کا مصداق سکندر رومی کو قرار دیا ہے جس کی فتوحات کا دائرہ مشرق و مغرب تک پھیلا ہوا تھا، لیکن جدید مفسرین جدید تاریخی معلومات کی روشنی میں اس سے اتفاق نہیں کرتے، کیونکہ

- اس ذوالقرنین کی بابت قرآن نے صراحت کی ہے کہ وہ ایسا حکمران تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اسباب و وسائل کی فراوانی سے نوازا تھا۔
- وہ عادل وانصاف اور رفیاضی کے اصولوں پر عامل حکمران تھا۔
- وہ اللہ تعالیٰ کو ماننے والا اور آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص تھا۔
- وہ نفس پرست اور مال و دولت کا حریص نہیں تھا۔

- وہ مشرقی اور مغربی ممالک کو فتح کرتا ہوا ایک ایسے پہاڑی درے پر پہنچا جس کی دوسری طرف یاجوج اور ماجوج تھے۔
- اس نے یاجوج ماجوج کا راستہ بند کرنے کے لئے وہاں ایک نہایت محکم بند تعمیر کیا۔

ان تمام خصوصیات کا حامل صرف فارس کا وہ عظیم حکمران تھا جسے یونانی سائرس، عبرانی خورس اور عرب کخیزو کے نام سے پکارتے ہیں، ۱۸۳۸ء میں سائرس کے ایک مجسمے کا بھی انکشاف ہوا جس میں سائرس کا جسم اس طرح دکھایا گیا ہے کہ اس کے دونوں طرف عقاب کی طرح پر نکلے ہوئے ہیں اور سر پر مینڈھے کی طرح دو سینگ ہیں۔

ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہت عنایت کر رکھی تھی اور اس سلطنت کو مستحکم کرنے کے لئے ہر طرح کے دنیاوی ساز وسامان اور وسائل یعنی قوت لشکر، آلات حرب وغیرہ مہیا کیے تھے، اللہ تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے وسائل کو اس نے مزید ترقی دی اور ان وسائل واسباب کو بروے کار لا کر بڑی فتوحات حاصل کیں، دشمنوں کا غرور خاک میں ملا دیا اور ظالم، سرکش اور کافر حکمرانوں کو نیست ونابود کر دیا۔

مغرب کی طرف مہم:

اور یہودی ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں، میں تمہیں اس کا کچھ حال جس میں نہایت مفید مگر تعجب انگیز خبر، نصیحت اور عبرت ہے بتاتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اسے وہ تمام اسباب ووسائل مہیا کئے جن کے ذریعہ سے وہ ہر اس جگہ پہنچا جہاں وہ پہنچنا چاہتا تھا، ان اسباب ووسائل کے ذریعہ سے اس نے بادشاہوں کو شکست دے کر شہروں اور علاقوں پر غلبہ حاصل کیا اور نہایت سہولت کے ساتھ دور دراز علاقوں تک پہنچ گیا، اس کے پاس ایک عظیم فوج تیار ہوگئی جو اپنی عددی قوت، سامان حرب اور نظم کے اعتبار سے ایک بہت بڑی فوج تھی، اس فوج کی مدد سے اس نے اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا اور زمین کے مشرق ومغرب اور اس کے دور دراز گوشوں تک پہنچنے کی سہولت حاصل ہوئی ،ایک مرتبہ اس نے اپنے ملک کے مغرب کی طرف ایک مہم کا سروسامان کیا جب وہ ملک پر ملک فتح کرتا ہوا مغرب کی انتہائی سرحد تک جہاں آخری آبادی تھی پہنچ گیا تو وہاں جھیل یا خلیج جو نیچے سے سیاہ معلوم ہوتی تھی تو ایسا محسوس ہوا کہ گویا سورج جھیل یا خلیج کے سیاہی مائل گدلے پانی میں ڈوب رہا ہے جیسے ڈوبتے شمس کا نظارہ کرنے والوں کو ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ سورج سمندر میں یا زمین میں ڈوب رہا ہے حالاں کہ وہ اپنے مقام آسمان پر ہی ہوتا ہے، وہاں اس نے ایک کفار یا فساق قوم کو پایا، یا ان میں کچھ کفر اور فسق موجود تھا جو بات اس کے بس میں تھی، ان لوگوں کی لاچارگی دیکھ کر اس کے ضمیر نے کہا اے ذوالقرنین! یہ قوم بے بس ولاچار ہو کر اب تیرے اختیار ہے تو ظلم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے پھر تو انہیں موت کے گھات اتار دے، اور اگر شرافت اور احسان کا سلوک کرنا چاہے تو یہ بھی تیرے اختیار میں ہے تو انہیں غلام بنا لے یا پھر فدیہ لے کر یا بغیر فدیہ بطور احسان چھوڑ دے، ذوالقرنین نے عدل وایمان کا ثبوت دیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا اور سرکاری سرکلر جاری کیا کہ ہم تمہاری پچھلی غلطیوں پر مواخذہ نہیں کریں گے، اس کا معاملہ رب کے اختیار میں ہے کہ وہ چاہے تو تمہیں معاف فرمادے یا سزا دے، ہاں اب بھی جو اپنے کفر وشرک پر جما رہے گا اور توحید کی راہ اختیار نہیں کرے گا اسے ہم ضرور بدترین سزا دیں گے، اور پھر جب وہ لوگ موت کے بعد دوبارہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو وہ انہیں غیض وغضب سے دہکتی جہنم میں پھینک دے گا جس میں وہ نہ جی سکے گا اور نہ ہی اسے موت آئے گی اور جو لوگ کفر وشرک سے تائب ہو کر رب پر ایمان لے آئیں اور اس کے احکامات اور فرامین کے مطابق

عمل صالحہ کریں تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں انہیں بہترین اجر دے گا اور ساتھ ہم بھی ایمان لانے کے سبب اسکی عزت افزائی کریں گے اور خراج وغیرہ میں تخفیف کریں گے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ

پھر وہ اور راہ کے پیچھے لگا یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ تک پہنچا تو اسے ایک ایسی قوم پر نکلتا پایا کہ ان کے لیے ہم نے

مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَ قَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ

اس سے اور کوئی اوٹ نہیں بنائی واقعہ ایسا ہی ہے اور ہم نے اس کے پاس کی کل خبروں کا احاطہ کر رکھا ہے، وہ پھر ایک سفر کے

سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ

سامان میں لگا یہاں تک کہ جب وہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا ان دونوں کے پرے اس نے ایک ایسی قوم پائی جو بات سمجھنے

يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ

کے قریب بھی نہ تھی انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج اس ملک میں (بڑے بھاری) فسادی ہیں تو کیا ہم آپ

فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ

کے لیے کچھ خرچ کا انتظام کر دیں؟ (اس شرط پر کہ) آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں، اس نے جواب دیا

مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾

کہ میرے اختیار میں میرے پروردگار نے جو دے رکھا ہے وہی بہتر ہے تم صرف قوت طاقت سے میری مدد کرو،

اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ

میں تم میں اور ان میں مضبوط حجاب بنا دیتا ہوں مجھے لوہے کی چادریں لا دو، یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے درمیان

قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ

دیوار برابر کر دی تو حکم دیا کہ آگ تیز جلاؤ تا وقتیکہ لوہے کی ان چادروں کو بالکل آگ کر دیا تو فرمایا میرے پاس لاؤ اس پر

عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾

پگھلا ہوا تانبا ڈال دوں، پس تو ان میں اس کے دیوار کے اوپر چڑھنے کی طاقت تھی اور نہ اس میں کوئی سوراخ کر سکتے تھے،

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ

کہا یہ سب میرے رب کی مہربانی ہے ہاں جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے زمین بوس کر دے گا

وَ كَانَ وَعۡدُ رَبِّیۡ حَقًّا ﴿۹۸﴾ (الکہف۸۹تا۹۸)

بیشک میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔

مشرق کی طرف مہم:

پھر ذوالقرنین نے ایک دوسری مہم کی تیاری کی یہاں تک کہ وہ فتوحات کرتے کرتے مغرب سے مشرق کی انتہائی سرحد تک جہاں مہذب دنیا کی سرحد ختم ہوگئی تھی پہنچ گیا جہاں اس نے ایسی وحشی قوم کو دیکھا جو سرخ رنگت اور پست قد تھے، اور جن کے جسم ڈھانکنے کے بجائے کپڑوں سے آزاد تھے، جن کے پاس سورج کی تپش سے بچنے کے لئے ان کے پاس کوئی وسائل نہ تھے یا تو اس بنا پر کہ وہ مکان بنانے کی استعداد نہیں رکھتے تھے یا پھر یکسر وحشی اور غیر متمدن تھے، یا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے پاس سورج غروب نہیں ہوتا تھا ہمیشہ نظر آتا رہتا تھا جیسا کہ جنوبی افریقہ کے مشرقی حصوں میں ہوتا ہے، اور سورج ان کے ننگے جسموں پر طلوع ہوتا تھا،

وَقَالَ قَتَادَةُ: ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُمْ بِأَرْضٍ لَا تُنْبِتُ لَهُمْ شَيْئًا فَهُمْ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ دَخَلُوا فِي أَسْرَابٍ حَتَّى إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ خَرَجُوا إِلَى حُرُوثِهِمْ وَمَعَايِشِهِمْ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ لوگ ایک ایسی زمین میں تھے جہاں کچھ نہیں اگتا تھا جب سورج طلوع ہوتا تو وہ سرنگوں میں داخل ہوجاتے اور جب سورج غروب ہوجاتا تو وہ سرنگوں سے باہر آکر اپنے کام کاج میں مشغول ہوجاتے تھے۔[1]

اللہ تعالیٰ کو ذوالقرنین کی تمام صلاحیتوں، اسباب و وسائل اور دیگر تمام باتوں کا پورا علم تھا، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخۡفٰى عَلَيۡهِ شَىۡءٌ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ﴿۵﴾[2]

ترجمہ: زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔

یاجوج وماجوج:

پھر ذوالقرنین نے ایک اور مہم کا سامان کیا اور مشرق سے شمال کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ دو مشہور و معروف پہاڑوں (کاکیشیا کے پہاڑی سلسلے جو بحر کیسپین اور بحر اسود کے درمیان واقع ہیں) کے درمیان پہنچا جو ایک دوسرے کے مقابل تھے اور ان کے درمیان کھائی تھی، یہ دونوں پہاڑ یاجوج وماجوج اور لوگوں کے درمیان رکاوٹ تھے وہاں انہوں نے ایسی سخت وحشی قوم پائی جو دنیا کے دیگر لوگوں سے دوری اور اپنی اجنبی زبان اور اذہان و قلوب میں ابہام ہونے کی وجہ سے کوئی بات سمجھنے سے قاصر تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ذوالقرنین کو ایسے علمی اسباب مہیا کر رکھے تھے جن کی بنا پر وہ اس اجنبی قوم کی زبان سمجھ سکتا تھا ان سے بات چیت کر سکتا تھا اور وہ اس سے بات کر سکتے تھے، اس قوم نے ذوالقرنین کی قوت وطاقت، عقل و ہنر کو دیکھ کر درخواست کی، اے ذوالقرنین! یاجوج وماجوج دو مفسد قومیں ہیں جو اس ملک میں اکثر و بیشتر قتل و غارت اور لوٹ مار کے ذریعے زمین میں فساد پھیلاتے ہیں (یاجوج ماجوج سے مراد ایشیا کے شمال مشرقی علاقے کی وہ قومیں ہیں جو قدیم

---

[1] تفسیرطبری۱۰۰/۱۸،تفسیرابن ابی حاتم۲۳۸۶/۷

[2] آل عمران۵

زمانے سے متمدن ممالک پر غارت گرانہ حملے کرتی رہی ہیں اور جن کے سبب وقتاً فوقتاً اٹھ کر ایشا اور یورپ دونوں طرف رخ کرتے رہے ہیں) تو کیا ہم تجھے اس کام کے لئے کچھ محصول یعنی خراج مہیا کر دیں کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط بند تعمیر کر دے (یعنی وہ خود دیوار بنانے کی قدرت نہیں رکھتے تھے) ذوالقرنین جو نہ تو لالچی تھا، نہ ہی اسے دنیا کی کوئی رغبت تھی اور نہ وہ رعایا کی اصلاح احوال کے لئے کوشش ترک کرنے والا تھا بلکہ اس کا مقصد تو محض اصلاح تھا اس نے بغیر کسی اجرت ان لوگوں کا مطالبہ مان لیا اور کہا مجھے تمہارے مال و دولت کی ضرورت نہیں، میرے رب نے مجھے جس بادشاہت و اقتدار سے سرفراز کر رکھا ہے وہ میرے لئے کافی ہے اور تمہارے مال سے بہتر ہے، سلیمان علیہ السلام نے بھی ملکہ سبا کے ایلچی کو یہی بات فرمائی تھی۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيۡمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوۡنَنِ بِمَالٍ فَمَاۤ اٰتٰٮنِۦَ اللّٰهُ خَيۡرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰٮكُمۡ‌ ۚ بَلۡ اَنۡتُمۡ بِهَدِيَّتِكُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ ۝٣٦ [1]

ترجمہ: جب وہ (ملکہ کا سفیر) سلیمان علیہ السلام کے ہاں پہنچا تو اس نے کہا کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ جو کچھ خدا نے مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے جو تمہیں دیا ہے تمہارا ہدیہ تمہی کو مبارک رہے۔

دیوار کی تعمیر:

میں تمہارے اور یاجوج ماجوج کے درمیان ایک مضبوط موٹی دیوار تعمیر کر دیتا ہوں جسے عبور کر کے وہ تم پر حملہ آور نہیں ہو سکیں گے، تم بس افرادی قوت اور آلات تعمیر کے ذریعے سے میری مدد کرو، تم مجھے لوہے کے ٹکڑے لا دو، چنانچہ جب یہ ٹکڑے مہیا ہو گئے تو ذوالقرنین نے لوہے کی ان چھوٹی چھوٹی چادروں سے دونوں پہاڑوں کے درمیان خلا کو جو پچاس میل لمبا تھا پاٹ دیا، دیوار کی بلندی دو سو نوے فٹ اور چوڑائی دس فٹ رکھی اور لوگوں سے کہا کہ اب بڑی بڑی دھونکنیاں استعمال کر کے تیز آگ دہکاؤ، ان لوگوں نے حکم کی تعمیل میں آگ دہکانی شروع کر دی تاوقتیکہ لوہے کی ان چادروں کو بالکل سرخ انگارے کی طرح کر دیا تو حکم دیا اب میرے پاس پگھلا ہوا سیسہ یا تانبا لاؤ تاکہ میں اسے گرم لوہے پر ڈال دوں چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی جس سے وہ پہاڑی درہ یا راستہ ایسا مضبوط ہو گیا کہ اسے عبور کر کے یا توڑ کر یاجوج ماجوج کا ادھر دوسری انسانی آبادیوں میں آنا ناممکن ہو گیا،

عَنْ زَيْنَبَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَوْمٍ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ وَهُوَ يَقُولُ:لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ (وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الخَبَثُ

ام المومنین زینب بنت جحش سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو رخ انور سرخ تھا اور آپ فرما رہے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، عربوں کے لیے خرابی ہے اس شر کی وجہ سے جو قریب آ چکا ہے، آج دیوار یاجوج و ماجوج میں اتنا سوراخ کر دیا گیا ہے، یہ فرماتے ہوئے آپ نے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کا حلقہ بنایا، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم ہلاک ہو جائیں

[1] النمل ٣٦

گے جبکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہاں، جب برائی کی کثرت ہو جائے گی۔ [1]

جب ذوالقرنین اس جلیل القدر کام سے فارغ ہوا تو متکبر لوگوں کی طرح اس کی گردن اکڑ نہیں گئی بلکہ اس نے انکساری سے سر جھکا کر کہا یہ میرے رب کی رحمت اور فضل و احسان ہے کہ اس نے مجھے ایسا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اگرچہ دیوار بڑی مضبوط بنادی گئی ہے جس کے اوپر چڑھ کر یا اس میں سوراخ کر کے یاجوج ماجوج کا ادھر آنا ممکن نہیں ہے لیکن جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا یعنی قرب قیامت آجائے گی اور یاجوج ماجوج کا ظہور ہو گا تو گو یہ مضبوط اور مستحکم دیوار ہے تاہم کچھ ایسی نہیں کہ قدرتی حملوں کو روک سکے، پس جب میرے پروردگار کا حکم آجائے گا تو وہ اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کے برابر کر دیں گے، اور میرے پروردگار کا حکم بیشک ہو کر رہے گا، جیسے فرمایا

حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝۹۶ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۹۷ [2]

ترجمہ: یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کھول دیے جائیں گے اور ہر بلندی سے وہ نکل پڑیں گے اور وعدہ برحق کے پورا ہونے کا وقت قریب آلگے گا تو یکایک ان لوگوں کے دیدے پھٹے کے پھٹے رہ جائیں گے جنھوں نے کفر کیا تھا کہیں گے ہائے ہماری کم بختی! ہم اس چیز کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم خطا کار تھے۔

عَنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّدِّ قَالَ: يَحْفِرُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ، حَتَّى إِذَا كَادُوا يَخْرِقُونَهُ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا، فَيُعِيدُهُ اللَّهُ كَأَشَدِّ مَا كَانَ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ مُدَّتَهُمْ وَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ. قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَاسْتَثْنَى، قَالَ: فَيَرْجِعُونَ فَيَجِدُونَهُ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ فَيَخْرِقُونَهُ، فَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ،فَيَعُمُّونَ الْأَرْضَ فَيَسْتَقُونَ الْمِيَاهَ،حَتَّى مَا يَذَرُونَ فِيهِ شَيْئًا، وَيَنْحَازُ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُونَ، حَتَّى تَصِيرَ بَقِيَّةُ الْمُسْلِمِينَ فِي مَدَائِنِهِمْ وَحُصُونِهِمْ، وَيَضُمُّونَ إِلَيْهِمْ مَوَاشِيَهُمْ، وَيَظْهَرُونَ عَلَى الْأَرْضِ فَيَقُولُ قَائِلُهُمْ: هَؤُلَاءِ أَهْلُ الْأَرْضِ، قَدْ فَرَغْنَا مِنْهُمْ، وَلَنُنَازِلَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ ، حَتَّى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَهُزُّ حَرْبَتَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدَّمِ، فَيَقُولُونَ: قَدْ قَتَلْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ،فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَهْلِكُونَ

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج ہر روز اس دیوار کو کھودتے ہیں اور قریب ہوتا ہے کہ سورج کی شعاعیں ان کو نظر آجائیں کہ دن گزر جاتا ہے ان کا جو حاکم ہوتا ہے وہ کہتا ہے چلو اس دیوار کو کل گرادیں گے لیکن جب وہ دوسرے دن کام پر آتے ہیں

---

[1] مسند احمد ۲۷۴۱۳،صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ قِصَّةِ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ ۳۳۴۶، صحیح مسلم كِتَابُ الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ اقْتِرَابِ الْفِتَنِ وَفَتْحِ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ۷۲۳۵،سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ مَا يَكُونُ مِنَ الْفِتَنِ۳۹۵۳،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْفِتَنِ بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ۲۱۸۷،تفسیر طبری ۴۰۵؍۱۷،الدر المنثور ۴۵۸؍۵

[2] الانبیاء ۹۶،۹۷

تو دیوار کو پہلے دن سے زیادہ مضبوط پاتے ہیں، لیکن قیامت کے قریب جب اللہ کی مشیت ان کے خروج کی ہوگی تو پھر وہ کہیں گے کل ان شاء اللہ اس کو کھود یں گے، پس ان شاء اللہ کہنے کی برکت سے دوسرے دن جب وہ کام پر آئیں گے تو دیوار کو ایسے پائیں گے جیسے چھوڑ کر گئے تھے تو اسے فوراً گرا دیں گے اور اس سے نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے، یہ مفسدین ساری زمین پر پھیل جائیں گے (ہر بلندی اور پستی پر متصرف اور قابض ہو جائیں گے) اور تمام دریاؤں کا پانی پی جائیں گے یہاں تک کہ ایک قطرہ پانی کا نہ رہے گا جو مسلمان باقی ہوں گے وہ تنگ آ کر قلعوں میں پناہ گزین ہو جائیں گے اور اپنے چرنے والے جانور بھی ساتھ لے جائیں گے، وہ زمین پر غالب ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہے گا اب زمین والوں سے تو ہم فارغ ہوئے (ہمارا کوئی مدمقابل نہ رہا) اب ہم آسمان والوں سے لڑیں گے آخر ان میں سے ایک اپنا تیر آسمانوں کی طرف تیر پھینکے گا جو خون آلود ہو کر لوٹے گا یہ دیکھ کر وہ کہیں گے ہم نے آسمان والوں کو بھی مار ڈالا، بالآخر اللہ تعالیٰ ان کی گدیوں پر ایسا کیڑا پیدا فرمادے گا جس سے ان کی ہلاکت واقع ہو جائے گی۔ [1]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: يَا آدَمُ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟، قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، فَعِنْدَهُ يَشِيبُ الصَّغِيرُ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى، وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَيُّنَا ذَلِكَ الوَاحِدُ؟ قَالَ:أَبْشِرُوا، فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا. ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الجَنَّةِ " فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ:أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ:أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ:مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعَرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضَ، أَوْ كَشَعَرَةٍ بَيْضَاءَ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! آدم علیہ السلام عرض کریں گے میں اطاعت کے لیے حاضر ہوں، مستعد ہوں ساری بھلائیاں صرف تیرے ہی ہاتھ میں ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا جہنم میں جانے والوں کو (لوگوں میں سے الگ) نکال لو آدم علیہ السلام عرض کریں گے اے اللہ! جہنمیوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے "اس وقت (کی ہولناکی اور وحشت سے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی، اس وقت تم (خوف ودہشت سے) لوگوں کو مدہوشی کے عالم میں دیکھو گے حالانکہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہوگا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایک شخص ہم میں سے کون ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش ہو جاؤ کہ ایک آدمی تم میں سے ہوگا اور ایک ہزار دوزخی یاجوج ماجوج کی قوم سے ہوں گے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام جنت والوں کے ایک چوتھائی ہو گے ہم نے اللہ اکبر کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم تمام جنت والوں کے ایک تہائی ہو گے، ہم نے اللہ اکبر کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم تمام جنت والوں کے نصف کے

[1] سنن ابن ماجه كتاب الفتن بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَخُرُوجِ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ ۴۰۷۹، جامع ترمذی كتاب تفسير القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الكَهْفِ ۳۱۵۳،مستدرک حاکم۸۵۰۱

برابر ہو گے، ہم نے اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا (محشر میں) تم لوگ تمام انسانوں کے مقابلے میں اتنے ہو گے جتنے کسی سفید بیل کے جسم پر ایک سیاہ بال یا جتنے کسی سیاہ بیل کے جسم میں ایک سفید بال ہوتا ہے۔[1]

اس حدیث سے امت محمدیہ کا بکثرت جنتی ہونا ثابت ہوا مگر جو لوگ کلمہ اسلام پڑھنے کے باوجود قبروں کی پوجا پاٹ میں مشغول ہیں وہ کبھی جنت میں نہیں جائیں گے اس لیے کہ وہ مشرک ہیں اور مشرکوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کو قطعاً حرام قرار دیا ہے جیسے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ... ﴿٤٨﴾ [2]

ترجمہ: اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔

اس واقعہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہی سبق دیا کہ اللہ کی یہ سنت ہے کہ وہ ہر دور میں مجبور و بے بس لاچار انسانوں کو ظالم و جابر لوگوں سے بچانے کے لئے انسانوں کو کھڑا کرتا رہتا ہے، اور وہ ان لوگوں کے خلاف تمہاری مدد بھی کرے گا۔

وَ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ

اس دن ہم انہیں آپس میں ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور صور پھونک دیا جائے گا پس سب کو اکٹھا

جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّ عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ

کر کے ہم جمع کر لیں گے، اس دن ہم جہنم (بھی) کافروں کے سامنے لا کھڑا کر دیں گے جن کی آنکھیں میری یاد سے

فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا

پردے میں تھیں اور (امر حق) سن بھی نہیں سکتے تھے، کیا کافر یہ خیال کئے بیٹھے ہیں؟ کہ میرے سوا وہ میرے بندوں کو

عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ (الکہف ۹۹ تا ۱۰۲)

اپنا حمایتی بنالیں گے؟ (سنو) ہم نے تو ان کفار کی مہمانی کے لیے جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔

اور جب وقت مقررہ پر صور پھونکا جائے گا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصُّورُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔[3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قِصَّةِ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ ۳۳۴۸، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ قَوْلِهِ يَقُولُ اللهُ لِآدَمَ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ ۵۳۲

[2] النساء ۴۸

[3] سنن ابوداودکتاب السُّنَّةِ بَابٌ فِي ذِكْرِ الْبَعْثِ وَالصُّورِ ۴۷۴۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الصُّورِ ۲۴۳۰، مسند احمد ۶۵۰۷

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ مَرْفُوعًا :كَيْفَ أَنْعَمُ، وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ، وَحَنَى جَبْهَتَهُ وَاسْتَمَعَ مَتَى يُؤْمَرُ قَالُوا: كَيْفَ نَقُولُ؟ قَالَ: قُولُوا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوسعید سے مرفوع روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیسے خوش رہوں جبکہ سینگ والے فرشتے نے سینگ کو منہ سے تھام لیا ہے اور اپنی پیشانی کو جھکا دیا ہے اور سننے کے لیے تیار ہے کہ اسے کب پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے، صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! (اس حالت میں) آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ کہو ”ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا۔“(۱)

اس روز ہم سب اگلے پچھلے انسانوں کو ان کی قبروں سے زندہ کر کے حساب کے لیے ایک ساتھ میدان محشر میں جمع کریں گے، جیسے فرمایا

قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِیۡنَ وَ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ ۬ۙ اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۵۰﴾ (۲)

ترجمہ: اے نبی! ان سے کہو یقیناً اگلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کیے جانے والے ہیں جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔

اور سب انسان ایک دوسرے سے غلط ملط ہو جائیں گے، وہ دن ہو گا جب ہم دردناک عذابوں سے بھری جہنم کو میدان محشر میں کافروں کے سامنے لائیں گے تاکہ اس کے عذاب اور سزاؤں کو دیکھ لیں، جیسے فرمایا

وَ بُرِّزَتِ الۡجَحِیۡمُ لِلۡغٰوِیۡنَ ﴿۹۱﴾ (۳)

ترجمہ: اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کو قیامت کے دن ستر ہزار لگاموں میں کس کر (میدان محشر میں) لایا جائے گا اور ہر ایک لگام کو ستر ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوں گے۔(۴)

ان کافروں کے سامنے جو دنیا میں ذکر حکیم اور قرآن کریم سے روگردانی کیا کرتے تھے اور حق بات سننے کے لیے تیار ہی نہ تھے بلکہ اہل حق کو گمراہ کہتے، ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کرتے تھے۔

وَ قَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ وَ فِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّ مِنۡۢ بَیۡنِنَا وَ بَیۡنِکَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ ﴿۵﴾ (۵)

---

(۱) مسند احمد۳۰۰۸،جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الزُّمَرِ ۳۲۴۳،۲۴۳۱،صحیح ابن حبان۸۲۳، مستدرک حاکم۸۶۷۸

(۲) الواقعة۴۹،۵۰

(۳) الشعراء۹۱

(۴) صحیح مسلم کتاب الجنة بَابٌ فِي شِدَّةِ حَرِّ نَارِ جَهَنَّمَ وَبُعْدِ قَعْرِهَا وَمَا تَأْخُذُ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ۷۱۶۴،جامع ترمذی ابواب الجهنم بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّارِ ۲۵۷۳،مستدرک حاکم۸۷۵۸،مصنف ابن ابی شیبة۳۴۱۱۷

(۵) حم السجدة۵

ترجمہ: کہتے ہیں جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس کے لیے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں، ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک حجاب حائل ہو گیا ہے تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے استفہام اور انکار کے پیرائے میں، جس سے مشرکین کے عقیدے کا عقلی طور پر بطلان ظاہر ہوتا ہے فرمایا تو کیا یہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے یہ خیال رکھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں؟ یعنی ایسا نہیں ہوسکتا اور کوئی ولی اللہ، اللہ تعالیٰ کے کسی دشمن کو اپنا دوست نہیں بنا سکتا، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ... ﴿۴۱﴾ [۱]

ترجمہ: اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے آپ کی ذات، ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ ان لوگوں سے۔

ایسے کافروں کے لیے ہم نے جہنم کا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، جس میں جانے کو وہ بندے نہیں روک سکیں گے جن کی یہ عبادت کرتے ہیں اور ان کو اپنا حمایتی سمجھتے ہیں بلکہ ان کے مخالف بن جائیں گے، جیسے فرمایا

كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ [۲]

ترجمہ: ہرگز نہیں، وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

جہنم میں انکی کھولتے ہوئے پانی اور تھور سے ضیافت کی جائے گی، پس کیا بدترین قیام گاہ ان کا مسکن ہے اور کیا بدترین جہنم ان کی مہمانی ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ

کہہ دیجئے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتادوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں کہ جن کی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کی ملاقات سے کفر کیا اس لیے ان کے اعمال غارت ہو گئے پس قیامت

وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ اتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ

کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے، حال یہ ہے کہ ان کا بدلہ جہنم ہے کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں

[۱] سبا ۳۴: ۴۰، ۴۱

[۲] مریم ۸۲

وَ رُسُلِیۡ ہُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ (الکھف ۱۰۳تا۱۰۶)

اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔

قیامت کا منظر :

اے محمد ﷺ! یہ لوگ جو آج چند ٹکوں اور معمولی سی حیثیت پر اچھل رہے ہیں، دعوت حق کو قبول کرنے کے بجائے اس کا راستہ روکنے کی ہر ممکن جد و جہد کر رہے ہیں، ہر سو پھیلے ہوئے اللہ کی توحید کے دلائل کا انکار کرتے ہیں، اللہ کے مبعوث کیے ہوئے رسولوں کا مقابلہ کرتے اور ان کی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہیں، انہیں جانوروں کی طرح اچھلنے کو دنے دیں، جس طرح جانور کو علم نہیں ہوتا کہ چند لمحوں بعد اس کے گلے پر چھری آنے والی ہے اور وہ اپنی جگہ پر اچھل رہا ہوتا ہے یہ بھی اسی کی طرح اچھل کود کر رہے ہیں، ان کو بھی علم نہیں کہ عنقریب ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جانے والا ہے، ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آخرت میں ناکام و نامراد لوگ کون ہوں گے، کن کی تجارت میں خسارہ ہے اور اس دنیا کی منڈی میں اپنا مال و اسباب ضائع کر کے خالی ہاتھ کون جائیں گے، سنو یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے سامنے اللہ کی الوہیت و ربوبیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے تمام تر دلائل و براہین تھے لیکن انہوں نے فخر و غرور، ہٹ دھرمی اور باطل معبودوں کی محبت میں انہیں تسلیم نہ کیا ہو گا، یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اس فانی دنیا کو ہی اصل زندگی سمجھ کر آخرت کے قول و فعل سے انکار کیا ہو گا، یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی ساری سعی اور جد و جہد دنیا کی زندگی ہی میں گم ہو کر رہ گئی ہو گی، یعنی انہوں نے جو بھی اعمال کیے ہوں گے اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور آخرت سے بے فکر ہو کر صرف دنیاوی مفاد حاصل کرنے کے لئے کیے ہوں گے اور سمجھتے ہوں گے کہ ہم بہت نیکیاں کر رہے ہیں حالانکہ ان کی نیکیوں کا پلڑا خالی ہو گا، یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی آخروی زندگی کے حقیقی و ابدی گھر کو بھول کر دنیا کی کامیابیوں اور خوشحالیوں ہی کو اپنی منزل و مقصود بنایا ہو گا اور انہیں حاصل کرنے کے لئے ہر جائز و ناجائز ذرائع استعمال کیے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی مقدس ہستی اور اس کی قدرتوں کے اگر کچھ قائل ہوئے بھی ہوں گے تو اس بات کی کبھی فکر نہ کی ہو گی کہ اللہ تعالیٰ جو ہمارا خالق و پروردگار ہے کی رضا و خوشنودی کیسے حاصل کی جا سکتی ہے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کو محض دھوکا دینے کے لئے اپنی زبان سے تو اقرار کریں گے کہ ہمیں اللہ کی بارگاہ میں جا کر اپنے اعمال کا حساب بھی دینا ہے مگر ان کے اعمال، کرتوت ان کی زبان کی نفی کریں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو خود کو محض ایک خود مختار و غیر ذمہ دار حیوان عاقل سمجھتے رہے ہوں گے جس کے لئے دنیا کی اس چراگاہ سے تمتع کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے، ایسے لوگوں نے دنیاوی زندگی میں اپنی رہائش کے لئے آرام دہ، پرسکون بڑے بڑے محل نما بنگلے تیار کیے ہوں گے، غریبوں کا خون چوس کر اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے بڑے بڑے کارخانے اور فیکٹریاں لگائی ہوں گی، جیسے انہوں نے اس دنیا میں ہمیشہ ہی رہنا ہے مگر ایک وقت مقررہ پر موت وارد ہو جائے گی اور ان کے مرنے کے ساتھ ہی دنیا کی یہ سب نعمتیں ختم ہو جائیں گے، ان میں سے کوئی مادی چیز لے کر وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوں گے، اللہ کے ہاں باقی رہنے والی چیز صرف مقاصد عمل اور نتائج عمل ہیں، اب اگر کسی شخص کے سارے مقاصد دنیا کی زندگی تک محدود تھے اور اس کے نتائج بھی اس کو دنیا میں مطلوب تھے اور دنیا میں وہ اپنے نتائج عمل دیکھ بھی چکا تو اس کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اس کا سب کیا کرایا فنا ہو گیا، اور وہ لوگ بھی خسارے میں رہیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر بعض انبیائے

کرام، بزرگوں اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں اور دین میں اپنی طرف سے نئی نئی باتیں داخل کرتے ہیں،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ احْتَجَزَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ کو روک لیا ہے۔ [1]

اور گمان کرتے ہیں کہ وہ بہت نیکیاں کر رہے ہیں، جو اللہ کے ہاں مقبول اور پسندیدہ ہیں، حالانکہ اللہ ایسے لوگوں کے خود ساختہ اعمال کو وزن ہی نہیں دے گا اور پھر انہیں جہنم رسید کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ [2]

قیامت کے دن کچھ چہرے ذلیل وخوار ہوں گے جو دنیا میں بہت محنت کرنے والے بلکہ اعمال سے تھکے ہوئے تھے اور سخت تکلیفیں اٹھائے ہوتے تھے، آج وہ باوجود ریاضت وعبادت کے جہنم واصل ہوں گے اور بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیے جائیں گے۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝۲۳ [3]

ترجمہ: اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۳۹ [4]

ترجمہ: جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشت بے آب میں سراب کہ پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا بلکہ وہاں اس نے اللہ کو موجود پایا جس نے اس کا پورا پورا حساب چکا دیا اور اللہ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔

روز محشر میں اگر کوئی شخص کچھ پیش کر کے کوئی وزن پا سکتا ہے، کوئی صلہ پا سکتے ہیں تو ان کے پاس کوئی ایسا عمل ہونا چاہیے جو اس نے اللہ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے خالص اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے کیا ہو، اور ان اعمال کا مقصود دکھلاوا، نمائش یا بڑائی نہ ہو بلکہ صرف اخروی زندگی کی کامیابی ہو، اگر ایسے کوئی اعمال اس نے سرانجام نہیں دیئے تو اس کی دنیوی زندگی کی ساری بھاگ دوڑ اکارت گئی اور وہاں وہ خالی ہاتھ ہی کھڑا ہو گا اور ان کی سزا جہنم کا ہولناک عذاب ہی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ العَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ القِيَامَةِ، لاَ يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَقَالَ: اقْرَءُوا، {فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا [5]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت ایک موٹا تازہ بڑا بھاری بھرکم آدمی آئے گا لیکن اللہ کے نزدیک اس

---

[1] المجالسة وجواهر العلم۲۸۱۶، سلسلة الأحاديث الصحيحة ۱۶۲۰

[2] الغاشية۲تا۴

[3] الفرقان۲۳

[4] النور۳۹

[5] الكهف : ۱۰۵

کاوزن ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس آیت کی تلاوت کر لو ”قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔“[1]

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝١٠٧ خٰلِدِيْنَ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کیئے یقیناً ان کے لیے فردوس کے باغات کی مہمانی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں

فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝١٠٨ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ

گے جس جگہ کو بدلنے کا کبھی بھی ان کا ارادہ ہی نہ ہوگا، کہہ دیجئے کہ اگر میرے پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لیے سمندر سیاہی

مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝١٠٩

بن جائے تو وہ بھی میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا گو ہم اسی جیسا اور بھی اس کی مدد میں لے آئیں،

قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ

ہے تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝١١٠ (الکہف ۱۰۷ تا ۱۱۰)

میں کسی کو شریک نہ کرے۔

البتہ وہ لوگ جو اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے رسول سید المرسلین محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسول کی اطاعت میں نیک عمل کیے، ان کی میز بانی کے لیے اعلیٰ ترین جنت، جنت الفردوس کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور اس کی لازوال انواع واقسام کی نعمتوں سے اکتا کر کسی اور جگہ منتقل ہونے کی تمنا نہیں کریں گے، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذَلِكَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ، كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ، وَأَعْلَى الجَنَّةِ، وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورہ الکہف بَابُ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۴۷۲۹ ،صحیح مسلم کتاب صفات المنافقين كتاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۷۰۴۵

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ وحدہ لاشریک پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ کے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کردے گا خواہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرے یا جس سرزمین میں پیدا ہوا ہو وہیں جمار ہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لوگوں میں اس بات کی بشارت نہ سنادیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں، وہ اللہ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کیلئے مقرر کئے ہیں دونوں درجوں کے درمیان اتنا فصل ہے جیسے آسمان وزمین کے درمیان، پس جب تم اللہ سے دعا مانگو تو اس سے فردوس طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا افضل اور اعلیٰ حصہ ہے، مجھے خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ اس کے اوپر صرف رحمن کا عرش ہے اور یہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوئی ہیں۔[1]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی عظمت اور اس کی لامحدود صفات کو سمجھانے کے لیے دنیا میں اعلان کر دیجئے کہ اگر روئے زمین کے سمندر رسیاہی بن جائیں اور سارے درخت قلم بن جائیں، اور پھر اللہ کے کلمات، کمالات، اس کے عجائب قدرت اور اس کی حکمتیں لکھنی شروع کر دی جائیں توسیاہی ختم ہو جائے گی اور تمام قلم گھس جائیں گے مگر میرے رب کے کلمات، کمالات، اس کے عجائب قدرت اور اس کی حکمتیں ضبط تحریر میں نہیں آسکیں گی گو ان کی مثل اور سمندر اور قلم ہی ہوں، جیسے فرمایا

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٧﴾[2]

ترجمہ: زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں (لکھنے سے) ختم نہ ہوں گی، بے شک اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہو کہ میں اپنی خلقت اور جسمانی ہیئت و تخلیق کے اعتبار سے تم ہی جیسا ایک انسان ہوں، یعنی میں معبود نہیں، اقتدار الٰہی میں میرا کوئی حصہ ہے نہ میرے پاس کوئی علم غیب ہے اور نہ میرے قبضہ میں اللہ کے خزانے ہیں البتہ مجھے یہ امتیاز حاصل ہے کہ مالک ارض وسماوات میری طرف وحی فرماتا ہے کہ تمہارا الٰہ بس ایک ہی الٰہ ہے، اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں، جیسے فرمایا

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ... ﴿١٠٨﴾[3]

ترجمہ: ان سے کہو میرے پاس جو وحی آتی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا الٰہ صرف ایک الٰہ ہے؟۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰــهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ... ﴿٦﴾[4]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا مجھے وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے کہ تمہارا الٰہ تو بس ایک ہی الٰہ ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التوحیدبَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ ۷۴۲۳، وکتاب الجهادبَابُ دَرَجَاتِ المُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يُقَالُ: هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي ۲۷۹۰

[2] لقمان۲۷

[3] الانبیائ ۱۰۸

[4] حم السجدة۶

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۔۔۔ ۵۰ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہو جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔

اس عظیم الشان کائنات پر اسی کی حکومت اور اسی کا امر ہے،

۔۔۔اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ [2]

ترجمہ: خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

تمام قدرتوں، قوتوں اور اختیارات کا وہ تنہا مالک ہے، اس نے اپنی کوئی قدرت، اپنا کوئی اختیار کسی مخلوق کو ودیعت نہیں فرمایا، دنیا کی چھوٹی بڑی تمام مخلوقات چاہے انبیاء ہوں یا بزرگ ہستیاں، جن ہوں یا فرشتے سب کے سب اسی کے در کی فقیر ہے، پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا یقین رکھتا ہو اسے چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے، اس لیے کہ بدعت اور شرک دونوں ہی حبط اعمال کا سبب ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شرکاء سے بڑھ کر شرک سے مستغنی ہوں جو شخص اپنے عمل میں میرے ساتھ غیر کو شریک کرے تو میں اسے اس کے شرک کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں۔ [3]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ:أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟ قَالَ: قُلْنَا: بَلَى، فَقَالَ:الشِّرْكُ الْخَفِيُّ، أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي، فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ، لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف گئے اور ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا مجھے تم پر مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں نہیں (ضرور بتلائیے) آپ ﷺ نے فرمایا شرک خفی کہ کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو اور وہ اپنی نماز کو محض اس لیے سنوار کر پڑھے کہ کوئی شخص اسے دیکھ رہا ہے۔ [4]

---

[1] الانعام ۵۰

[2] الاعراف ۵۴

[3] صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ مَنْ أَشْرَكَ فِي عَمَلِهِ غَيْرَ اللهِ ۷۴۷۵

[4] سنن ابن ماجہ كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ۴۲۰۴

یعنی جو عبادت اور عمل دکھانے اور شہرت کے واسطے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں بلکہ مردود ہے اللہ تعالیٰ اسی عبادت اور عمل کو قبول کرتا ہے جو اللہ ہی کے واسطے خالص ہو،

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ:الرِّيَاءُ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ:يَوْمَ تُجَازَى الْعِبَادُ بِأَعْمَالِهِمْ اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ بِأَعْمَالِكُمْ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً

محمود بن لبید سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کے بارے میں ہے،صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ!شرک اصغر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ریا کاری،قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا تو (ریا کاری کرنے والوں سے) فرمائے گا تم ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جن کو دنیا میں دکھانے کے لیے تم عمل کرتے تھے، بھلا دیکھو تو سہی! کیا تم ان کے پاس کوئی جزا پاتے ہو؟۔[1]

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا جَمَعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْأَوَّلِينَ، وَالْآخِرِينَ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ، نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا، فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ

ابوسعید بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان فرماتے ہوئے سنا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے اس دن جس کے بارے میں کوئی شک نہیں اگلے پچھلے تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا تو ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرتے ہوئے اس میں کسی کو شریک بنالیا تو وہ غیر اللہ سے اپنا ثواب طلب کرے،بے شک اللہ تعالیٰ شرک سے تمام شرکاء کی نسبت سب سے زیادہ بے نیاز ہے۔[2]

مضامین سورۂ الزمر:

اس سورہ کا اصل موضوع اور محور عقیدہ توحید ہے کیونکہ اللہ کی واحدانیت کا اعتقاد ہی اصل ایمان ہے،اس اصل اصول کو بار بار مختلف انداز سے پیش کرتے ہوئے پرزور طور پر توحید کی حقانیت اور اس پر ایمان لانے کے بہترین نتائج اور شرک کی غلطی اور حق و سچ سامنے آنے کے باوجود اس پر قائم رہنے کے برے نتائج کو واضح کیا گیا ہے،اور لوگوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ طاغوت کی بندگی سے باز آجائیں اور اپنے معبود حقیقی اللہ رب العالمین کی طرف پلٹ آئیں،اسی میں ان کی اخروی فلاح و نجات ہے صدیوں پہلے ایک طبی حقیقت کا اعلان فرمایا کہ اللہ وحدہ لاشریک انسان کو شکم مادر کی تین تاریکیوں میں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے،وہی خالق تمہارا معبود حقیقی ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں،رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار و مشرکین کے سامنے برملا اعلان کر دیں کہ وہ اس پاکیزہ دعوت کو روکنے کے لیے

[1] مسند احمد ۲۳۶۳۶

[2] مسند احمد ۱۵۸۳۸،جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الكَهْفِ ۳۱۵۴،سنن ابن ماجہ كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ۴۲۰۳

جو حربے چاہیں استعمال کر لیں مگر میں اپنے رب کے بھروسے پر تبلیغ دین کا کام جاری رکھوں گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۱﴾ (الزمر ۱)

اس کتاب کا اتارنا اللہ تعالیٰ غالب باحکمت کی طرف سے ہے۔

ہر طرح کے دلائل کے باوجود مشرکین مکہ قرآن مجید کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے منزل نہیں ہے بلکہ محمد ﷺ نے اسے خود سے گھڑ لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے خیالات کی تردید فرمائی اور فرمایا تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ اسرار و حکمت سے بھرا یہ قرآن محمد ﷺ نے اپنی طرف سے یا کسی کے اشارے پر خود سے بنالیا ہے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ جو الۡعَزِیۡزِ (یعنی ایسا زبردست ہے جس کے ارادوں اور فیصلوں کو نافذ ہونے سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی) اور الحکیم (یعنی وہ اپنے اقوال وافعال اور شرع و قدر میں حکمت والا ہے) نے نازل فرمایا ہے، جیسے فرمایا

وَاِنَّہٗ لَتَنۡزِیۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰی قَلۡبِکَ لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۹۵﴾ [1]

ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے، اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (اللہ کی طرف سے اس کی خلق کو) متنبہ کرنے والے ہیں، صاف صاف عربی زبان میں۔

۔۔۔وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیۡزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا یَاۡتِیۡہِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِہٖ ؕ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ ﴿۴۲﴾ [2]

ترجمہ: مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک زبردست کتاب ہے، باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم وحمید کی نازل کردہ چیز ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے کامل ہے اور اس کی مثل ونظیر نہیں، جیسے فرمایا

۔۔۔لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ ۚ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱۱﴾ [3]

ترجمہ: کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اسی طرح اس کا کلام بھی ہر لحاظ سے کامل اور بے نظیر ہے اور اپنی دعوت سمیت تمام کتابوں میں سب سے زیادہ شرف کی حامل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس لئے نازل فرمائی ہے کہ مخلوق کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لائے، جیسے فرمایا

---

[1] الشعراء ۱۹۲تا۱۹۵

[2] حم السجدۃ ۴۱،۴۲

[3] الشوریٰ ۱۱

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ ①

ترجمہ: جولوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی ومددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جولوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی ومددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ ②

ترجمہ: جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ﴿۱﴾ ③

ترجمہ: ا،ل،ر، اے محمد ﷺ! یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ ان کے رب کی توفیق سے، اس اللہ کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ... ﴿۹﴾ ④

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ... ﴿۱۱﴾ ⑤

ترجمہ: ایک ایسا رسول جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیات سناتا ہے تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا

یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں اسی کے لیے دین

لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۲﴾ ؕ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ

کو خالص کرتے ہوئے، خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیا بنا رکھے ہیں

① البقرة ۲۵۷

② المائدة ۱۶

③ ابراہیم ۱

④ الحدید ۹

⑤ الطلاق ۱۱

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

(اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں

فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ

یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا،

مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾ (الزمر ۳ء۳)

جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔

درمیانی واسطوں کی تلاش، بنیاد شرک ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو دنیا میں سب سے زیادہ شرف کی حامل ہستی یعنی محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا ہے، اس لئے یہ نعمت بہت عظیم اور جلیل القدر ہے، اس میں توحید و رسالت، معاد اور مختلف احکام و فرائض کا جو اثبات کیا گیا ہے وہ سب حق اور سچائی ہے، اور انہی پر ایمان لانے اور انہی پر عمل کرنے میں انسان کی آخروی نجات ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کے شک وشبہ سے پاک اور اخلاص نیت کے ساتھ ان احکامات کے مطابق بے چوں وچرا اطاعت، برضاورغبت پیروی اور اس کے امرونہی کی دل وجان سے فرمانبرداری کیے جاؤ،

عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى المِنْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

علقمہ بن وقاص کہتے ہیں میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے، انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی ہو، سو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی، تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو وہ اسے پائے گا یا کسی عورت کے لئے ہو کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف شمار ہو گی جس کے لئے ہجرت کی ہو۔ [1]

یعنی جو عمل خیر اللہ کی رضاوخوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے گا (بشرطیکہ وہ سنت کے مطابق ہو) وہ مقبول اور جس عمل میں کسی اور جذبے کی آمیزش ہو گی وہ نامقبول ہو گا، بندگی واطاعت کا مستحق صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے کوئی اور نہیں کہ اللہ کے ساتھ اس کی بھی پرستش اور اس کے احکام وقوانین کی بھی اطاعت کی جائے، اگر کوئی شخص اللہ کی بندگی کے ساتھ بندگی غیر کی آمیزش کرتا ہے، مشکلات اور پریشانیوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوحی كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ۱،سنن ابن ماجه کتاب الزهدبَابُ النِّيَّةِ ۴۲۲۷،سنن ابوداودکتاب الطلاق بَابٌ فِيمَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ وَالنِّيَّاتُ ۲۲۰۱،معجم ابن عساکر ۷۰۰، السنن الکبری للبیهقی ۱۸۱،شرح السنة للبغوی ۲۰۶

میں ان کو مدد کے لیے پکارتا ہے اور انہیں اپنا ولی و مددگار بناتا ہے تو وہ سراسر حق کے خلاف ورزی کرتا ہے،

عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نُعْطِي أَمْوَالَنَا الْتِمَاسَ الذِّكْرِ فَهَلْ لَنَا فِي ذَلِكَ مِنْ أَجْرٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا نُعْطِي الْتِمَاسَ الْأَجْرِ وَالذِّكْرِ فَهَلْ لَنَا أَجْرٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ إِلَّا مَا أُخْلِصَ لَهُ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ

یزید الرقاشی سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا ہم اپنا مال لوگوں کو اس لئے دیتے ہیں کہ ہمارا نام بلند ہو کیا اس پر اللہ ہمیں کوئی اجر وثواب دے گا؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا نہیں، اس شخص نے پھر پوچھا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اگر مال کے خرچ کرنے میں اللہ کے اجر وثواب اور دنیا کی ناموری دونوں کی نیت ہو؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کوئی بھی عمل قبول نہیں کرتا جب تک وہ خالص اسی کے لئے نہ ہو اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہی آیت '' اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔'' تلاوت فرمائی۔[1]

البتہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت کو چونکہ خود اللہ نے اپنی ہی اطاعت قرار دیا ہے اس لئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے، کسی غیر کی نہیں، جیسے فرمایا

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔۔۔ ۸۰ [2]

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی۔

تاہم عبادت میں یہ بات بھی نہیں، اس لئے عبادت اللہ کے سوا کسی بڑے سے بڑے رسول کی بھی جائز نہیں چہ جائیکہ عام افراد واشخاص کی جنہیں لوگوں نے اپنے طور پر خدائی اختیارات کا حامل قرار دے رکھا ہے، پچھلی مشرک قوموں کی طرح مشرکین مکہ کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ ہم اللہ بلند و برتر کو ہی اس عظیم الشان کائنات کا خالق و مالک، مختار اور رزاق مانتے ہیں، ہم یہ بھی مانتے ہیں ہمارے معبودوں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی، اس لئے ہم اپنے معبودوں کی عبادت انہیں خالق و مالک اور رزاق سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اونچی بارگاہ میں ان بزرگ ہستیوں کو اللہ تک رسائی کا ذریعہ بناتے ہیں تاکہ یہ ہماری دعائیں، حاجتیں اور التجائیں اللہ کی بارگاہ پہنچا دیں اور ہمارے سفارشی بنیں، جیسے فرمایا

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۔۔۔ ۱۸ [3]

ترجمہ: اور یہ لوگ اللہ کے سوا جن کی پرستش کرتے ہیں وہ نہ ان کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ ہی کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {إِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى} قَالُوا: مَا نَعْبُدُ هَؤُلَاءِ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا، إِلَّا لِيَشْفَعُوا لَنَا عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً

قتادہ رحمہ اللہ اور سدی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ ''ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔'' کے معنی

---

[1] فتح القدیر۷؍۵۱۴،فتح البیان ۸؍۱۲
[2] النساء۸۰
[3] یونس۱۸

بیان کرتے ہیں یہ ہماری شفاعت کریں اور مقام ومرتبہ کے اعتبار سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیں۔ ⁽¹⁾

حالانکہ یہ ان کا خیال خام اور خود کو دھوکا دینے کے مترادف تھا،ان بزرگ ہستیوں پر مشرکین کا کبھی بھی اتفاق نہیں ہوا ہے، بعض لوگ خود ساختہ بے شمار دیویوں اور دیوتاؤں میں سے کچھ دیوتا اور دیویوں کو اللہ تک رسائی کا ذریعہ مانتے ہیں، مظاہر پرست لوگ اجرام فلکی سورج ،چاند، مریخ، مشتری کو اللہ تک رسائی کا ذریعہ جانتے ہیں مگر اس پر متفق نہیں کہ ان میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے اور کس کا کم، بعض لوگ محض وہم ،اندھی عقیدت اور اسلاف کی بے سوچے سمجھی تقلید سے فوت شدہ بزرگ ہستیوں کو اللہ تک ذریعہ رسائی مانتے ہیں حالانکہ ان مختلف مشکل کشا، حاجت روا، اللہ تک رسائی کرنے والی ہستیوں کے بارے میں ان کا گمان نہ تو کسی علم پر مبنی ہے اور نہ ہی اللہ کی طرف سے اس پر کوئی دلیل ہے کہ فلاں فلاں اشخاص ہمارے مقرب خاص ہیں لہذا اللہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے تم ان کو ذریعہ بنالو۔

...مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ... ﴿۷۱﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: اللہ نے اس کے لیے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔

لہذا ان لوگوں میں بھی اختلاف ہے، کوئی کسی بزرگ کو بڑا مان رہا ہے اور کوئی کسی اور کو، بس انہوں نے اپنی طرف سے جھوٹ موٹ یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے کہ فلاں بزرگ اتنے بلند مقام کا ہے اور فلاں بزرگ ایسی کرنے والا ہے، اس لئے انہیں اللہ کی بخشی ہوئی یہ نعمتیں ان بزرگوں کی مداخلت کے سبب سے مل رہی ہیں اور پھر یہی جھوٹا، مشرکانہ عقیدہ وہ بڑے شدومد کے ساتھ دوسرے کم علم لوگوں میں پھیلاتے ہیں کہ ہمارا فلاں کام اس بزرگ نے کر دیا اور فلاں کام دوسرے بزرگ نہیں کر دیا، دوسرے معنوں میں وہ یہ عقیدہ پھیلاتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ معطل ہو گیا ہے اور کائنات کی بھاگ دوڑ ان ہستیوں نے سنبھال لی ہے، یا اللہ تعالیٰ اس وسیع وعریض کائنات کا انتظام کرتے کرتے تھک کر سو گیا ہے، یا اللہ تعالیٰ کو اب اپنی مخلوقات کی طرف کوئی دلچسپی نہیں رہی اور اس نے ان کا اختیار کسی بزرگ کو بخش دیا ہے وہ کسی کو دیں یا نہ دیں یا اللہ تعالیٰ کا علم ناقص ہو گیا ہے اور اسے سمجھ ہی نہیں آرہا کہ وہ کیا کرے اس لئے وہ ان بزرگ ہستیوں سے مشاورت فرماتا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ سے یہ ہستیاں زیادہ طاقتور اور بااختیار ہیں کہ اللہ ان کے آگے بے بس ولاچار ہو کر ان کی بات ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے اس لئے اللہ کو چھوڑ کر ان بزرگوں کی عبادت کرو، چونکہ یہ لوگ اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ شرک کرتے ہیں، اس کی عنایت فرمائی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں اس لئے اللہ ایسے ناشکروں کو راہ راست پر گامزن ہونے کی توفیق عطا نہیں کرتا، مگر چاہے کوئی دیوی دیوتا کا پجاری ہو، مظاہر پرست ہو یا فوت شدہ بزرگوں کی طاقت واختیار کو ماننے والا ہو، قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر طرح کی دلائل کے باوجود کوئی بھی یہ ماننے کو تیار نہیں کہ وہ شرک کر رہا ہے یا وہ حق پر نہیں ہیں، جیسے فرمایا

...كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

⁽¹⁾ تفسیر طبری ۲۱؍۲۵۱

⁽²⁾ الاعراف ۷۱

⁽³⁾ المومنون ۵۳

...كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ (۱)

ترجمہ: ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

مگر روز قیامت اللہ تعالیٰ حق و باطل کا فیصلہ فرمادے گا اور اسی کے مطابق جزاو سزا ملے گی، جیسے فرمایا

...فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ (۲)

ترجمہ: یہ اختلافات جن میں یہ لوگ مبتلا ہیں ان کا فیصلہ اللہ قیامت کے روز کر دے گا۔

...اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ (۳)

ترجمہ: یقیناً تیرا رب قیامت کے روز ان کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

...وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ (۴)

ترجمہ: اور یقیناً تیرا رب قیامت کے روز ان سب باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ (۵)

ترجمہ: یقیناً تیرا رب ہی قیامت کے روز ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں باہم اختلاف کرتے رہے ہیں۔

اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے اور اس کا دل اس کی آیات اور دلائل و براہین کو قبول کرنے سے انکار کرے۔

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ

اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ اولاد ہی کا ہوتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا، (لیکن) وہ تو پاک ہے،

هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾ (الزمر ۴)

وہ وہی اللہ تعالیٰ ہے یگانہ اور قوت والا۔

اللہ وحدہ لاشریک ہے:

اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات تخلیق فرمائی اور ہر طرح کے جاندار و بے جان مخلوق کے ساتھ ساتھ فرشتوں، جنوں اور انسانوں کو بھی پیدا فرمایا، انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر زمین پر خلیفہ بنایا اور ساری کائنات کو اس کے لئے مسخر فرمادیا، جیسے فرمایا

---

(۱) الروم ۳۲

(۲) البقرۃ ۱۱۳

(۳) یونس ۹۳

(۴) النحل ۱۲۴

(۵) السجدۃ ۲۵

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً... ﴿۲۰﴾ (۱)

ترجمہ: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟۔

چنانچہ ساری کائنات انسان کی اپنی اپنی طرح سے خدمت سرانجام دے رہی ہے، اس طرح ساری کائنات اور اس کے اندر جو کچھ بھی ہے اللہ کی مخلوق ہے، اور مخلوق چاہے جتنی بھی برگزیدہ ہو جائے اولاد کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتی، چاہے یہودیوں کے کہنے کے مطابق عزیر علیہ السلام ہوں یا عیسائیوں کے گمان کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام ہوں، جیسے فرمایا

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ... ﴿۳۰﴾ (۲)

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

یا مشرکین مکہ کے مطابق مقرب فرشتے ہوں، جیسے فرمایا

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا... ﴿۲٦﴾ (۳)

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ رحمن (فرشتوں کی شکل میں) اولاد رکھتا ہے۔

خواہ کتنے ہی بڑے مرتبہ والے کیوں نہ ہوں اللہ کے حضور لاچار، عاجز، محتاج اور غلاموں کی مانند ہیں، انہیں اتنا بھی اختیار نہیں کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش میں لب ہلا سکیں، جیسے فرمایا

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ... ﴿۲۳﴾ (۴)

ترجمہ: اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ (۵)

ترجمہ: جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمن اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔

اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام نقص، عیب اور کمزوری سے پاک اور منزہ ہے جن کا کفار اللہ تعالیٰ کے بارے میں گمان کرتے ہیں اور ملحدین اس کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ اپنی ذات، اپنے اسماء وصفات اور اپنے افعال میں ایک ہے لہذا اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شبیہ ہے نہ مثل، اس لئے زمینی مخلوق جن وانس میں سے کسی کو بیٹا بنانا یا آسمانی مخلوق فرشتوں کو بیٹی بنانا تو درکنار اللہ تعالیٰ نے ایسی بیہودہ باتوں کو کرنے کا کبھی ارادہ نہیں کیا، دنیا کی ہر چیز اس سے مغلوب اور اس کی قاہرانہ گرفت میں جکڑی ہوئی ہے، کائنات میں کوئی کسی درجے میں بھی اس سے کوئی مماثلت نہیں رکھتا، جس کی بنا پر اس کے متعلق یہ گمان کیا جا سکتا ہو کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی رشتہ ہے، جیسے فرمایا

(۱) لقمان ۲۰

(۲) التوبۃ ۳۰

(۳) الانبیاء ۲٦

(۴) سبا ۲۳

(۵) النبا ۳۸

قُلۡ اِنۡ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِيۡنَ ﴿۸۱﴾ سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۸۲﴾ (۱)

ترجمہ:ان سے کہو اگر واقعی رحمان کی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے عبادت کرنے والا میں ہوتا،پاک ہے آسمانوں اور زمین کا فرماں روا عرش کا مالک ان ساری باتوں سے جو یہ لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيۡلَ عَلَى النَّهَارِ وَ يُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيۡلِ وَ سَخَّرَ

نہایت اچھی تدبیر سے اس نے آسمان اور زمین کو بنایا وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے اور اس نے

الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجۡرِيۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفَّارُ ﴿۵﴾

سورج چاند کو کام پر لگا رکھا ہے،ہر ایک مقررہ مدت تک چل رہا ہے یقین مانو کہ وہی زبردست اور گناہوں کا بخشنے والا ہے،

خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ اَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡاَنۡعَامِ

اس نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور تمہارے لیے چوپایوں میں سے (آٹھ نر و مادہ)

ثَمٰنِيَةَ اَزۡوَاجٍ ؕ يَخۡلُقُكُمۡ فِيۡ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ خَلۡقًا مِّنۡۢ بَعۡدِ خَلۡقٍ فِيۡ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ

اتارے،وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے تین تین اندھیروں میں،

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصۡرَفُوۡنَ ﴿۶﴾ (الزمر ۵،۶)

یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اسی کے لیے بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں بہک رہے ہو۔

تخلیق کائنات اور عقیدہ توحید:

اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین وآسمانوں کو اپنی حکمت ومشیت اور بہترین تدبیر سے بنایا ہے تاکہ وہ بندوں پر اپنے قانون وضابطے نافذ کرے،اور سورج وچاند کو انتہائی منظم طور پر اور ایک خاص رفتار کے ساتھ ایک خاص وقت تک (دنیا کے خاتمے تک) کے لیے مسخر فرما کر ان کا ایک مدار قائم فرما دیا ہے جس پر چلتے ہوئے وہ سر مو انحراف نہیں کرتے،انہیں کی طے شدہ مخصوص حرکت سے رات اور دن پیدا ہوتے ہیں،جیسے فرمایا

۔۔۔يُغۡشِى الَّيۡلَ النَّهَارَ يَطۡلُبُهٗ حَثِيۡثًا ۔۔۔ ﴿۵۴﴾ (۲)

ترجمہ: جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔

---

(۱) الزخرف ۸۱،۸۲

(۲) الاعراف ۵۴

جس کی وجہ سے تم دن کی روشنی میں معاش حاصل کرتے ہو اور رات کو سکون وچین سے آرام کرتے ہو، اسی اللہ وحدہ لاشریک نے انسانوں کے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا تھا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی تھی، پھر اپنی کمال قدرت سے حوا کو ان کی بائیں پسلی سے پیدا فرمایا تھا تاکہ وہ اس کے پاس سکون حاصل کرے، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا... ۱۸۹ (۱)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑ ا بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا... ۱ (۲)

ترجمہ: لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑ ا بنایا۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ... ۹۸ (۳)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے ایک متنفّس سے تم کو پیدا کیا۔

وہی اللہ وحدہ لاشریک انسانوں کو رحم مادر کے تین اندھیروں پیٹ، رحم اور مشیمہ میں مختلف اطوار پہلے نُطْفَةٍ پھر عَلَقَةٍ پھر مُضْغَةٍ پھر ہڈیوں کا ڈھانچہ اور رگ، پٹھے بنا کر اس کے اوپر گوشت کا لباس پہنا کر کامل انسان تیار کرتا اور زمین میں پھیلا دیتا ہے، اسی اللہ نے اپنی تقدیر سے چوپاؤں میں سے نر و مادہ بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے پیدا فرمائے، جس سے تم دودھ، گوشت اون، کھال کی ضروریات حاصل کرتے ہو اور ان پر سواری کرتے ہو، جیسے فرمایا

...مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ... ۱۴۳ (۴)

ترجمہ: یہ آٹھ نر و مادہ ہیں دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے۔

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ... ۱۴۴ (۵)

ترجمہ: اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے۔

...اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ... ۱ (۶)

ترجمہ: تمہارے لیے مویشی کی قسم کے سب جانور حلال کیے گئے۔

اسی کی تمام کائنات میں بادشاہی ہے، ساری کائنات میں اسی کا حکم چل رہا ہے، جیسے فرمایا

---

(۱) الاعراف ۱۸۹

(۲) النساء ۱

(۳) الانعام ۹۸

(۴) الانعام ۱۴۳

(۵) الانعام ۱۴۴

(۶) المائدہ ۱

۔۔۔اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۔۔۔ ﴿۵۴﴾ [1]

ترجمہ: خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

اس کے الوہیت یا ربوبیت میں کوئی شریک نہیں ، کوئی چھوٹا ہو یا بڑا سب اسی کے در کے سوالی ہیں، اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں، وہ ایسا زبردست ہے کہ اگر وہ تمہیں عذاب دینا چاہے تو کوئی طاقت اس کی مزاحمت نہیں کرسکتی مگر وہ اپنی بے بہا رحمت وکرم سے بندوں کو مہلت عطا کرتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں کو دیکھ کر ایمان لے آئیں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر مغفرت وبخشش طلب کریں، اور اللہ انہیں معاف فرما کر گناہوں سے پاک وصاف کر دے، جیسے فرمایا

وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ [2]

ترجمہ: البتہ جو شخص توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر سیدھا چلتا رہے اس کے لیے میں بہت درگزر کرنے والا ہوں۔

اس لئے ان صاحب حیثیت، صاحب اقتدار لوگوں کے چکموں سے، جو اپنے اغراض ومفادات کے تحت اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی سے پھیر کر تمہیں غیر اللہ کی بندگی میں پھانسنے اور پھانسے رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں نکل کر اللہ کے کلام کا مطالعہ کرو، اس میں نازل کیے گئے دلائل پر غور وفکر کرو، حق وباطل کو پہچانو اور مہلت عمل ختم ہونے سے پہلے پہلے باطل معبودوں کی عبادت سے جو کسی چیز کی تدبیر کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی اختیار ہے، تائب ہو کر پروردگار کی بندگی کی طرف لوٹ آؤ۔

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ

اگر تم ناشکری کرو تو (یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ تم (سب سے) بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں،

وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا، اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا پھر تم سب کا لوٹنا تمہارے رب ہی کی

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۷﴾ (الزمر ۷)

طرف ہے، تمہیں وہ بتلادے گا جو تم کرتے تھے، یقیناً وہ دلوں تک کی باتوں کا واقف ہے۔

کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا:

اور اس کے باوجود بھی تم کفر سے باز نہیں آتے تو یاد رکھو اللہ تم سے بے نیاز ہے، جس طرح تمہاری اطاعت اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اسی طرح تمہارا کفر وشرک اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، جیسے فرمایا

---

[1] الاعراف ۵۴

[2] طٰہ ۸۲

وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيْدٌ ۝٨ [۱]

ترجمہ:اور موسیٰ نے کہا اگر تم کفر کرو اور زمین کے سارے رہنے والے بھی کافر ہو جائیں تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

اس کی فرمانروائی اپنے زور پر چل رہی ہے تمہارے نہ ماننے سے اس کی حاکمیت، بڑائی میں کچھ کمی واقع نہیں ہو گی،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ:يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ، وَمَنْ عَلِمَ أَنِّي أَقْدِرُ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِي بِقُدْرَتِي غَفَرْتُ لَهُ، وَلَا أُبَالِي، وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا مَنْ أَغْنَيْتُ، فَاسْأَلُونِي أُغْنِكُمْ.

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! تم سب کے سب گنہگار ہو سوائے اس کے جسے میں عافیت عطاء کر دوں اس لئے مجھ سے معافی مانگا کرو میں تمہیں معاف کر دوں گا اور جو شخص اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ مجھے معاف کرنے پر قدرت ہے اور وہ میری قدرت کے وسیلے سے مجھ سے معافی مانگتا ہے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں اور کوئی پرواہ نہیں کرتا، تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس کے جسے میں ہدایت دے دوں لہٰذا مجھ سے ہدایت مانگا کرو میں تم کو ہدایت عطاء کروں گا، تم میں سے ہر ایک فقیر ہے سوائے اس کے جسے میں غنی کر دوں لہٰذا مجھ سے غناء مانگا کرو میں تم کو غناء عطاء کروں گا،

وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ، وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ، اجْتَمَعُوا عَلَى أَشْقَى قَلْبٍ مِنْ قُلُوبِ عِبَادِي، مَا نَقَصَ فِي مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي، مَا زَادَ فِي مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ، وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ، اجْتَمَعُوا، فَسَأَلَنِي كُلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا سَأَلَ، مَا نَقَصَنِي، كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِشَفَةِ الْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيهِ إِبْرَةً ثُمَّ انْتَزَعَهَا، كَذَلِكَ لَا يَنْقُصُ مِنْ مُلْكِي، ذَلِكَ بِأَنِّي جَوَادٌ مَاجِدٌ صَمَدٌ، عَطَائِي كَلَامٌ، وَعَذَابِي كَلَامٌ، إِذَا أَرَدْتُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقُولُ لَهُ: كُنْ، فَيَكُونُ

اگر تمہارے پہلے اور پچھلے زندہ اور مردہ تر اور خشک سب کے سب میرے سب سے زیادہ شقی بندے کے دل کی طرح ہو جائیں تو میری حکومت میں سے ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں کر سکتے اور اگر وہ سب کے سب میرے سب سے زیادہ متقی بندے کے دل پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں کر سکتے اگر تمہارے پہلے اور پچھلے زندہ اور مردہ تر اور خشک سب جمع ہو جائیں اور ان میں سے ہر ایک مجھ سے اتنا مانگے جہاں تک اس کی تمنا پہنچتی ہو اور میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق مطلوبہ چیزیں دیتا جاؤں تو میرے خزانے میں اتنی بھی کمی واقع نہ ہو گی، کہ اگر تم میں سے کوئی شخص ساحل سمندر سے گذرے اور اس میں ایک سوئی ڈبوئے اور پھر نکالے میری حکومت میں اتنی بھی کمی نہ آئیگی، کیونکہ میں بے انتہا سخی، بزرگ اور بے نیاز ہوں، میری عطاء بھی ایک کلام سے ہوتی ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلام سے آجاتا ہے، میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو کن کہتا ہوں اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ [۲]

أَنَّ أَبَا ذَرٍّ، حَدَّثَهُ،عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: يَا عَبْدِي، مَا عَبَدْتَنِي

---

[۱] ابراہیم ۸

[۲] مسند احمد ۲۱۳۶۷

وَرَجَوْتَنِي، فَإِنِّي غَافِرٌ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ، وَيَا عَبْدِي إِنْ لَقِيتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً، مَا لَمْ تُشْرِكْ بِي، لَقِيتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے! تو جتنی عبادت اور مجھ سے جتنی امید وابستہ کرے گا میں تیرے سارے گناہوں کو معاف کر دوں گا میرے بندے اگر تو زمین بھر کر گناہوں کے ساتھ مجھ سے ملے لیکن میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراتا ہو تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔[1]

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ:يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ،

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا

يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا،

اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو! تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو، اے میرے بندو! اگر تم سب اولین وآخرین اور جن و انس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقوی والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے، اور اگر سب اولین اور آخرین اور جن وانس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے

يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

اے میرے بندو! اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان

[1] مسند احمد ٢١٣٦٨

کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہو گی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے ،اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔ (۱)

مگر اللہ جو غفور رحیم ہے ،جو اپنے بندوں کے مفاد کے خاطر یہ پسند نہیں کہ وہ کفر وشرک کریں کیونکہ کفر وشرک احسان فراموشی ونمک حرامی ہے اس لئے یہ خود انہی کے لئے نقصان دہ ثابت ہو گی ،اور اگر اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے لئے دین میں اخلاص اختیار کر کے اس کا شکر ادا کرو گے تو اللہ اس کو تمہارے لئے پسند کرتا ہے ،ایک مقررہ روز تم نے مرنا ہے اور پھر دوبارہ جسم وجان کے ساتھ زندہ ہو کر رب حقیقی کے حضور جزا وسزا کے لئے پیش ہونا ہے ،اس لئے اپنی رحمت کی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے جب روز قیامت اس کے حضور پیش ہوں تو ان کے نامہ اعمال ہر طرح کے گناہوں ،لغزشوں سے صاف ہوں ،ان کا حساب کتاب آسان ہو تا کہ وہ رب کی بے شمار نعمتوں بھری جنتوں کے وارث بن سکیں ،اور اگر کسی شخص یا گروہ کو راضی رکھنے یا ان کی ناراضگی سے بچنے کے لئے کفر وشرک کرو گے تو وہ لوگ تمہارے کفر وشرک کا وبال ہرگز اپنے اوپر نہیں اٹھائیں گے ،بلکہ اسے آپ ہی اپنا وبال بھگتنے کے لئے چھوڑ دیں گے ،ہر شخص وہی پائے گا جو اس نے کیا ہو گا ایک کے بدلے دوسرا نہیں پکڑا جائے گا ،جیسے فرمایا

...وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ... ﴿۱۶۴﴾ (۲)

ترجمہ: ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے ،اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ... ﴿۱۸﴾ (۴)

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لدا ہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنی حصہ بھی بٹانے کے لیے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ (۵)

(۱) صحیح مسلم کتاب البروالصلة بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۲،شرح السنة للبغوی ۱۲۹۱

(۲) الانعام۱۶۴

(۳) بنی اسرائیل۱۵

(۴) فاطر۱۸

(۵) النجم۳۸

ترجمہ: یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

ابھی وقت ہے، اعمال کی گھڑیاں باقی ہیں، حقیقت کو سمجھو اور اپنے بااثر لوگوں کے دباؤ سے نکل آؤ، ان کی حیثیت و مرتبہ اس روز تمہارے کچھ کام نہ آئے گا اس روز تم میں سے ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو گا، اور اس روز اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے، جس سے دلوں کا کوئی بھید اور آنکھ کی کوئی خیانت چھپی ہوئی نہیں ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝۱۹ [۱]

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

جو سینوں کے اندر پنہاں نیکی اور برائی کے اوصاف کو خوب جانتا ہے، تمہیں وہ سب کچھ بتادے گا جو اس دینا میں کھلے عام یا چھپ کر کرتے رہے ہو، جن پر اس کا قلم جاری ہو چکا ہے، جنہیں معزز محافظین نے صحیفوں میں درج کر رکھا ہے اور جن پر تمہارے جوارح تمہارے خلاف گواہی دیں گے، جیسے فرمایا

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۶۵ [۲]

ترجمہ: آج ہم ان کے منہ بند کیے دیتے ہیں ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔

اور وہ تم میں سے ہر ایک کو اس کے استحقاق کے مطابق جزا دے گا۔

وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ

اور انسان کو جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب رجوع ہو کر اپنے رب کو پکارتا ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس

نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَ جَعَلَ لِلّٰهِ

سے نعمت عطا فرما دیتا ہے تو وہ اس سے پہلے جو دعا کرتا تھا اسے (بالکل بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کرنے لگتا ہے

اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ

جس سے (اوروں کو بھی) اس کی راہ سے بہکائے، آپ کہہ دیجئے! کہ اپنے کفر کا فائدہ کچھ دن اور اٹھالو،

اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝۸ (الزمر ۸)

(آخر) تو دوزخیوں میں ہونے والا ہے۔

---

[۱] المومن ۱۹

[۲] یٰسین ۶۵

مشرک کا کردار:

کافر و مشرک انسان کی ناشکری، احسان فراموشی کا تو یہ عالم ہے کہ جب اسے اپنے اعمال بد کی وجہ سے جب مرض اور فقر و فاقہ وغیرہ کی کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا سمندر کی غضب ناک لہروں وغیرہ میں گھر جاتا ہے تو اپنے معبودوں سے مایوس ہو کر جنہیں وہ اپنے اچھے حال میں پکارا کرتا تھا جن کے بارے میں اسے زعم تھا کہ وہ دکھی دلوں کی پکار کا سننے والے اور مشکل کشا و حاجت روا ہیں، سب سے مایوس ہو کر نہایت عاجزی اور انابت کے ساتھ اللہ رب العالمین کی طرف رجوع کرتا ہے اور گڑگڑا کر اس سے مدد طلب کرتا ہے مگر جب اس کا رب اسے اس تکلیف و مصیبت سے نجات دے دیتا ہے تو اس رحیم و کریم رب کو بھول جاتا ہے جسے مشکلات و مصائب میں پکارتا رہا تھا، جس کے سامنے تضرع و گریہ زاری کرتا تھا اور عافیت کے وقت پھر شرک میں مبتلا ہو کر غیر اللہ کی اطاعت و بندگی کرنے لگتا ہے، انہیں کے آگے رسوم عبادات بجالانے لگتا ہے، جیسے فرمایا

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾ [1]

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ... ﴿١٢﴾ [2]

ترجمہ: انسان کا یہ حال ہے کہ جب اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہم کو پکارتا ہے مگر جب ہم اس کی مصیبت ٹال دیتے ہیں تو ایسا چل نکلتا ہے کہ گویا اس نے کبھی اپنے کسی برے وقت پر ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔

اور پھر یہ جاہل شخص اس پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ دوسرے لوگوں میں اس بات کا چرچا کرتا ہے کہ میری پریشانی و مصیبت فلاں بزرگ، فلاں دیوی دیوتا کی نظر کرم یا فلاں پتھر کی تاثیر سے ٹل گئی جس سے دوسرے لوگ بھی ان معبودان غیر اللہ کے مققد بن جاتے ہیں، اس طرح شیطانی گمراہی بڑھتی چلی جاتی ہے، اے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ان لوگوں سے جو واضح ترین دلائل کے باوجود محض بغض و عناد، ضد و ہٹ دھرمی کی وجہ سے کفر و شرک سے باز نہیں آرہے کہہ دیں، کفرانہ و مشرکانہ زندگی کی چند گھڑیوں میں جتنا لطف اٹھانا چاہتے ہو اٹھا لو، بالآخر متکبر لوگوں کا ٹھکانہ جہنم کا ہولناک گھڑا ہی ہے جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے، جیسے فرمایا

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٢٤﴾ [3]

ترجمہ: ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔

---

[1] بنی اسرائیل ۶۷

[2] یونس ۱۲

[3] لقمان ۲۴

...قُلۡ تَمَتَّعُوۡا فَاِنَّ مَصِيۡرَكُمۡ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ [1]

ترجمہ: ان سے کہو، اچھا مزے کرلو آخر کار تمہیں پلٹ کر جانا دوزخ ہی میں ہے۔

جہاں یہ نعمتیں جن سے یہ فائدہ اٹھا رہے ہیں کسی کام نہیں آئیں گی، جیسے فرمایا:

اَفَرَءَيۡتَ اِنۡ مَّتَّعۡنٰهُمۡ سِنِيۡنَۙ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمۡ مَّا كَانُوۡا يُوۡعَدُوۡنَۙ ﴿۲۰۶﴾ مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يُمَتَّعُوۡنَؕ ﴿۲۰۷﴾ [2]

ترجمہ: تم نے کچھ غور کیا اگر ہم انہیں برسوں تک عیش کرنے کی مہلت بھی دے دیں اور پھر وہی چیز ان پر آجائے جس سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے تو وہ سامان زیست جو ان کو ملا ہوا ہے ان کے کس کام آئے گا۔

اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيۡلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَةَ وَ يَرۡجُوۡا

بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (عبادت میں) گزرتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے

رَحۡمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ؕ

رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو (اور جو اس کے برعکس ہو برابر ہو سکتے ہیں) بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۹﴾ (الزمر ۹)

یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں (اپنے رب کی طرف سے)

مشرک اور موحد برابر نہیں:

جبکہ اللہ کے وہ بندے جنہوں نے اللہ کے ہر حکم کی بے چوں وچرا اطاعت اور اس کی بندگی و پرستش کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے، جو راتوں کی تنہائیوں میں آرام دہ بستروں پر پہلو بدلنے اور بدمستیاں کرنے کے بجائے آخرت کے خوف اور رب کی رحمت کی امید لگا کر (یعنی خوف ورجا دونوں کیفیتوں سے سرشار ہو کر جو اصل ایمان ہے) عاجزی اور فرماں برداری کا اظہار کرتے ہوئے، رب کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے رات کے بیشتر حصہ میں قیام میں خشوع وخضوع کرتے ہیں، رکوع وسجود میں گر کر رب کی شان کے لائق حمد وثنا بیان کرتے ہیں، رب کے پاکیزہ کلام میں غور وتفکر کرتے ہیں، اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہیں، کیا اپنے رب کی اطاعت سے روگرداں اور خواہشات کی پیروی کرنے والا اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو رات کے اوقات میں رکوع وسجود کرتا ہے، کیا رات اور دن، روشنی اور اندھیرا اور آگ و پانی برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا عالم اور بے علم کا درجہ ایک ہو سکتا ہے؟ جب یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے تو کیا آخرت میں دونوں کا انجام ومرتبہ ایک جیسا ہو سکتا ہے؟ اگر تم میں کچھ بھی عقل وشعور ہے تو اس نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ، اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنانے کے بجائے دعوت حق کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کر کے رسول اللہ ﷺ کی پیروی اختیار کرو اور جہنم کے ہولناک عذاب سے بچ جاؤ،

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟، قَالَ: وَاللَّهِ يَا

---

[1] ابراہیم ۳۰

[2] الشعراء ۲۰۵ تا ۲۰۷

رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَرْجُو اللَّهَ، وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلاَّ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ.

خوف ورجا کے بارے میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس گئے جب کہ اس پر سکرات الموت کی کیفیت طاری تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو اپنے آپ کو کیسے پاتا ہے؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈرتا بھی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس موقعہ پر جس بندے کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اس سے اسے بچا لیتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔[1]

اہل عقل و دانش ہی نصیحت سن کر اس پر غور و تدبر کرتے اور عبرت حاصل کرتے ہیں

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ

کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لیے نیک بدلہ ہے

وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (الزمر ١٠)

کا اور اللہ تعالیٰ کی زمین بہت کشادہ ہے، صبر کرنے والے ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔

اہل تقویٰ کو تین نصیحتیں:

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں کو جو اللہ وحدہ لا شریک، تمام رسولوں اور ان پر نازل کتابوں، فرشتوں، جنت و جہنم اور تقدیر وغیرہ پر غیر متزلزل ایمان لائے ہیں وہ صرف یہ ہی تسلیم کر کے نہ رہ جائیں، اسی پر قناعت کر کے نہ بیٹھے رہیں بلکہ مخلوق کے خوف کو دل سے نکال کر اللہ کا تقویٰ اختیار کریں، اللہ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے اسے ممکن حد تک بجا لائیں اور جن چیزوں سے روکا ہے اس سے روک جائیں، اور اس دنیاوی زندگی میں معاشی ضروریات کے کام یا ذاتی اور منصبی فرائض ادا کرتے ہوئے اللہ کے مواخذے سے ڈرتے ہوئے کام کریں، اس سے تمہیں دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل ہو گی، اللہ اس دنیا میں کفار کے مقابلے میں تمہیں عزت و سر بلندی، رعب و دبدبہ اور امن و سکون اور آخرت میں ابدی لازوال نعمتیں عطا فرمائے گا، اور اگر اپنے وطن میں ایمان و تقویٰ سے عمل کرنا مشکل ہو جائے، کفار و مشرکین تمہیں شعائر اسلامی پر عمل نہ کرنے دیں تو اللہ کی وسیع زمین میں ہجرت کر جاؤ جہاں ایمان و تقویٰ کی راہ میں رکاوٹ نہ ہو، جہاں احکام الٰہی کے مطابق زندگی گزار سکو، اگر تقویٰ اور نیکی کی راہ پر قائم رہتے ہوئے ہجرت کے مصائب و شدائد پر صبر اور راہ حق سے انحراف نہیں کرو گے تو اس کا بے حد و حساب اجر و ثواب عنایت کیا جائے گا، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

[1] جامع ترمذی کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَمُوتُ بِعَرَقِ الجَبِينِ ۹۸۳ ،سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ ۴۲۶۱، شعب الایمان ۹۷۰، السنن الکبری للنسائی ۱۰۸۳۴، مسند ابی یعلی ۳۳۰۳، شرح السنۃ للبغوی ۱۴۵۵

يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۷﴾ (۱)

ترجمہ: جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت) میں ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: لَيْسَ يُوزَنُ لَهُمْ وَلَا يُكَالُ ، إِنَّمَا يُغْرَفُ لَهُمْ غَرْفًا

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ناپ تول کر اجر و ثواب نہیں دیا جائے گا بلکہ انہیں بے حد و حساب اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ (۲)

وَقَالَ السُّدِّيُّ: {إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ} يَعْنِي: فِي الْجَنَّةِ

سدی کہتے ہیں "صبر کرنے والوں کو تو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔" کے معنی یہ ہیں کہ انہیں جنت میں بے شمار ثواب دیا جائے گا۔ (۳)

حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ، مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ

عمیر بن ہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بشارت کو ان الفاظ میں فرمایا میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا کسی کا ان سے علیحدہ ہونا اور مخالفت کرنا انہیں کوئی نقصان نہ دے سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچے گا اور یہ گروہ حق اسی نہج پر ہو گا۔ (۴)

قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّیۡنَ ﴿ۙ۱۱﴾

آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لیے عبادت خالص کر لوں،

وَ اُمِرۡتُ لِاَنۡ اَکُوۡنَ اَوَّلَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۲﴾ قُلۡ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرماں بردار بن جاؤں، کہہ دیجئے! کہ مجھے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے

رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعۡبُدُ مُخۡلِصًا لَّهٗ دِیۡنِیۡ ﴿ۙ۱۴﴾

ہوئے بڑے دن کے عذاب کا خوف لگتا ہے، کہہ دیجئے! کہ میں تو خالص کر کے صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں،

(۱) النحل ۹۷

(۲) تفسیر ابن کثیر ۷/۸۹

(۳) تفسیر طبری ۲۱/۲۷۰

(۴) صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۷۴۶۰، صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ ۴۹۵۵، شرح السنة للبغوی ۴۰۱۱

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ

تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو، کہہ دیجئے! کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ (الزمر ۱۱تا۱۵)

کے دن نقصان میں ڈال دیں گے، یاد رکھو کہ کھلم کھلا نقصان یہی ہے۔

چار اہم اعلان:

اور اے نبی ﷺ! لوگوں سے کہہ دو کہ میرا کام اس پر ختم نہیں ہو جاتا کہ صرف اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دوں، اور کیونکہ میں مخلوق کے لئے داعی اور ان کے رب کی طرف ان کی راہنمائی کرنے والا ہوں اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس دعوت توحید اور نازل شدہ احکامات پر تمام لوگوں سے پہلے ان احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کروں، کہو اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے قیامت کے عذاب کا خوف ہے، اس لئے نہ تو پہلے میں تمہارے بے شمار معبودوں کو تسلیم کرتا تھا اور نہ کبھی کروں گا بلکہ میں تو پورے اخلاص کے ساتھ اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کروں گا، اور میں اپنے فرض منصبی کے تحت اللہ کے پیغامات جب تک اللہ چاہے گا تم تک پوری امانت و دیانت کے ساتھ پہنچاتا رہوں گا، اس سچی اور پاکیزہ دعوت کو ماننا یا نہ ماننا تمہارے اختیار میں ہے، چاہے تو کفر و شرک سے تائب ہو کر اپنے رب حقیقی کی طرف پلٹ آؤ اور اس سے اپنے گناہوں اور لوگوں پر ظلم و زیادتیوں سے مغفرت چاہو یا اس کو قادر مطلق کو چھوڑ کر بے شمار معبودوں کی پرستش کرتے رہو جن کی کوئی حقیقت نہیں، جیسے فرمایا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَآ
اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۭ﴿۵﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿۶﴾ [1]

ترجمہ: کہہ دو کہ اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو، نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں، تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

اللہ نے تمہیں زندگی کی مہلت، عقل سلیم، جسمانی قوتیں، دماغی قابلیتیں، بے شمار مختلف ذرائع اور موقع مہیا فرمائے ہیں، روز قیامت اللہ تعالیٰ ان تمام کا تم سے حساب لے گا کہ تم نے ان نعمتوں کو کہاں استعمال کیا تھا، اگر دہریوں کی طرح ان نعمتوں کو اس مفروضے پر لگا دیا کہ کوئی اللہ نہیں جس نے کائنات تخلیق کی ہو بلکہ یہ دنیا کسی حادثے کے نتیجے میں خود بخود وجود میں آ گئی اور خود بخود کبھی ختم بھی ہو جائے گی، انسان کو کسی آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں بلکہ اپنی ضروریات کے لئے وہ جو چاہے جیسے چاہے قانون بناتا رہے اور مرنے کے بعد کسی کے آگے جواب دہ نہیں، یا انسان ایک قادر مطلق الٰہ کو چھوڑ کر بہت سے خود ساختہ الٰہ بنا لے اور کہے میں ان سب کا بندہ ہوں یا اس کا عقیدہ یہ ہو کہ زندگی میں جو کچھ سہہ کاریاں، ظلم و زیادتیاں وہ کرتا ہے روز قیامت کوئی دوسرا آ کر اسے اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے بچا لے گا تو اس نے

[1] الکافرون ۱تا۶

اپنی خام خیالی میں اپنے نفس پر خود ہی ظلم ڈھایا اور اپنے عزیز و اقارب، دوستوں اور ہم قوموں کو غلط تعلیم و تربیت کی اور غلط مثال سے لے ڈوبا، یہ تمام مفروضے غلط اور گمراہ کن شیطانی راہیں ہیں جو اس نے تمہیں بہکانے کے لئے بنائی ہوئی ہیں، پھر وعید کے انداز میں فرمایا اگر اللہ کی نازل شدہ ہدایت کو چھوڑ کر اس طرح کے خود ساختہ غلط مفروضوں پر زندگی گزارو گے تو اس کے نتیجے میں روز قیامت کو جہنم تمہارا ابدی ٹھکانا ہوگا اور یہی واضح نقصان ہے۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ

انہیں نیچے اوپر سے آگ کے (شعلے مثل) سائبان (کے) ڈھانک رہے ہوں گے، یہی (عذاب) ہے جن سے اللہ تعالیٰ

بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَ الَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا

اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے، اے میرے بندو! پس مجھ سے ڈرتے رہو، اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے پرہیز کیا

وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

اور (ہمہ تن) اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے وہ خوش خبری کے مستحق ہیں، میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو بات کو کان لگا

اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ (الزمر ۱۶تا۱۸)

کر سنتے ہیں، پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں، یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور یہی عقلمند بھی ہیں۔

جہنم کی آگ کے طبق، سائبان انہیں اوپر نیچے سے ڈھانک لیں گے اور جہنمیوں سے کہا جائے گا اب اپنے اعمال کا مزہ چکھو جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو، جیسے فرمایا

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ (۱)

ترجمہ: ان کے لئے تو جہنم کا بچھونا ہوگا اور جہنم ہی کا اوڑھنا اور ہم ظالموں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ (۲)

ترجمہ: (اور انہیں پتہ چلے گا) اس روز جبکہ عذاب انہیں اوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور پاؤں کے نیچے سے بھی اور کہے گا کہ اب چکھو مزا ان کرتوتوں کا جو تم کرتے تھے۔

یہ وہ بدترین انجام ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ وہ گناہوں اور نافرمانیوں کو چھوڑ کر اطاعت الٰہی کا راستہ اختیار کریں، پس اے میرے بندو! میرے غیض و غضب سے بچو اور دنیا کی مختصر زندگی میں مست رہنے کے بجائے آخرت کی دائمی زندگی کی تیاری کرو، بخلاف اس کے جن لوگوں نے غیر اللہ کی بندگی سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا، اے نبی ﷺ! میرے ان بندوں کو انواع

(۱) الاعراف ۴۱

(۲) العنکبوت ۵۵

واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کی بشارت دے دو جو بات کو توجہ سے سنتے ہیں، اس پر غور و تدبر کرتے ہیں اور اس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۭ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٤٥﴾ [1]

ترجمہ: اس کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہر شعبہ زندگی کے متعلق نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق واضح ہدایت تختیوں پر لکھ کر دے دی اور اس سے کہا ان ہدایات کو مضبوط ہاتھوں سے سنبھال اور اپنی قوم کو حکم دے کہ ان کے بہتر مفہوم کی پیروی کریں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے اور یہی اہل عقل و دانش ہیں۔

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ ۚ لٰكِنِ الَّذِيْنَ

بھلا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے تو کیا آپ اسے جو دوزخ میں ہے چھڑا سکتے ہیں، ہاں وہ لوگ جو اپنے

اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ

رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالاخانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالاخانے ہیں (اور) ان کے نیچے نہریں بہہ رہی

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿٢٠﴾ (الزمر ۱۹،۲۰)

ہیں، رب کا وعدہ ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

نیک اعمال کے حامل لوگوں کے لیے محلات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید خواہش تھی کہ آپ کی قوم کے لوگ دعوت حق کو قبول کر لیں اور اللہ کے دردناک عذاب سے بچ جائیں مگر قوم اپنے سرداروں کی اطاعت میں حق بات سننے کو تیار ہی نہیں ہوتی تھی، باری تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرمائی کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی خواہش اپنی جگہ بالکل صحیح ہے لیکن اس شخص کو عذاب جہنم سے کوئی نہیں بچا سکتا جو محض بغض و عناد اور ہٹ دھرمی کے باعث کفر و شرک پر جما رہا، جس نے خود ہی اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنا لیا ہو اور اللہ کا کلمہ اس کے حق میں ثابت ہو گیا ہو آپ اس شخص کو جہنم کے ہولناک عذاب سے بچانے پر قادر نہیں ہیں، البتہ جو لوگ ایمان لائے، اعمال صالحہ اختیار کیے اور اپنے رب سے ڈر کر زندگی گزاری ان کے لئے جنت میں سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے تعمیر کیے ہوئے، سامان آرائش سے آراستہ کثیر المنازل عمارتیں ہیں،

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فِي الجَنَّةِ لَغُرَفًا تُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَدَامَ الصِّيَامَ، وَصَلَّى

---

[1] الاعراف ۱۴۵

لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایسے (شفاف) محل ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے صاف دکھائی دیتا ہے، ایک اعرابی نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کن کے لیے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (محلات) ان کے لیے ہیں جو نرم کلامی سے حق گوئی کریں (یتیموں، مسکینوں، حاجت رواؤں، مسافروں، اسیروں) کو کھانا کھلائیں پے در پے روزے رکھیں اور راتوں کو جب لوگ میٹھی نیند میں ہوں یہ اللہ الرحم الرحمین کے حضور کھڑے ہو کر گڑگڑائیں، تہد کی نمازیں پڑھیں۔ (۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ أَهْلَ الجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الغَابِرَ فِي الأُفُقِ، مِنَ المَشْرِقِ أَوِ المَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ، قَالَ:بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا المُرْسَلِينَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت اپنے اوپر کے بالاخانے والوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے مغربی یا مشرقی گوشہ کے قریب ایک روشن ستارہ کو دیکھتے ہوں اس تفاوت کی وجہ سے جو ان کے درمیان ہے، ان محلات کی یہ تعریفیں سن کر لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے، جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہ پا سکے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان لوگوں کے لئے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔ (۲)

جن کے نیچے دودھ، شہد، پانی اور مختلف انواع کی شراب کی نہریں بہ رہی ہوں گی، یہ اللہ کا وعدہ ہے جو اس نے اپنے مومن بندوں سے کر رکھا ہے اور اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ (۳)

ترجمہ: رہے وہ لوگ جو ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں تو انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہو گا۔

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ (۴)

ترجمہ: یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

(۱) جامع ترمذی کتاب صفة الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ غُرَفِ الجَنَّةِ ۲۵۲۷،مسنداحمد۱۳۳۸،صحیح ابن خزیمۃ۲۱۳۶،مسندابی یعلی ۴۳۸، مسندالبزار۷۰۲

(۲) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۵۶، صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ تَرَائِي أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ الْغُرَفِ، كَمَا يُرَى الْكَوْكَبُ فِي السَّمَاءِ ۷۱۴۴،جامع ترمذی کتاب صفة الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرَائِي أَهْلِ الجَنَّةِ فِي الغُرَفِ۲۵۵۶،صحیح ابن حبان ۷۳۹۳،شرح السنة للبغوی ۴۳۷۸

(۳) النساء۱۲۲

(۴) الروم۶

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتُ النَّعِيۡمِۙ ۸ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۹ (۱)

ترجمہ: البتہ جولوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں ان کے لیے نعمت بھری جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کا پختہ وعدہ ہے اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيۡعَ فِى الۡاَرۡضِ ثُمَّ يُخۡرِجُ بِهٖ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارتا ہے اور اسے زمین کی سوتوں میں پہنچاتا ہے، پھر اسی کے ذریعے

زَرۡعًا مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيۡجُ فَتَرٰٮهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ حُطَامًا ؕ

مختلف قسم کی کھیتیاں اگاتا ہے پھر وہ خشک ہوجاتی ہیں اور آپ انہیں زرد رنگ دیکھتے ہیں پھر انہیں ریزہ ریزہ کر دیتا ہے،

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ ۲۱ (الزمر ۲۱)

اس میں عقلمندوں کیلئے بہت زیادہ نصیحت ہے۔

زندگی کی بہترین مثال:

اللہ کی قدرت کی نشانیوں کو دیکھو کہ وہ کس طرح ہواؤں کو بھیجتا ہے جو سمندروں سے پانی کو لے کر اٹھتی ہیں، ان سے بادل بنتے ہیں پھر ان بادلوں کو جہاں اللہ چاہتا ہے بھیج کر آسمان سے ضرورت کے مطابق میٹھا پانی برساتا ہے، جیسے فرمایا: وَاللّٰهُ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيۡرُ سَحَابًا فَسُقۡنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحۡيَيۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوۡرُ ۹ (۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے ایک اجاڑ علاقے کی طرف لے جاتے ہیں اور ایسی زمین کو جلا اٹھاتے ہیں جو مری پڑی تھی، مرے ہوئے انسانوں کا جی اٹھنا بھی اسی طرح ہوگا۔

پھر وہ پانی زمین میں جذب ہوجاتا ہے جس سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے پھر اللہ اس پانی کو سوتوں، چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر رواں دواں فرمادیتا ہے، جیسے فرمایا

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُكُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ يَّاۡتِيۡكُمۡ بِمَآءٍ مَّعِيۡنٍ ۳۰ (۳)

ترجمہ: ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو اس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں نکال کر لادے گا؟۔

---

(۱) لقمان ۸،۹

(۲) فاطر ۹

(۳) الملک ۳۰

پھر اسی ایک پانی سے انواع اقسام کے پھل جن کے رنگ، ذائقہ اور خوشبو مختلف ہوتی ہیں اور مختلف اجناس ونباتات کو خوشنما بیلوں کی شکل میں پیدا کرتا ہے۔

وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۴ ﴿۱﴾

ترجمہ:اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں،انگور کے باغ ہیں کھیتیاں ہیں کھجور کے درخت ہیں جن میں کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر، ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

وَهُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ... ۹۹ ﴿۲﴾

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے پھر ان سے تہ بر تہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں اور انگور زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو۔

پھر ایک وقت مقررہ پر وہ شاداب وتروتازہ کھیتیاں زرد ہو کر سوکھ جاتی ہیں اور آخر کار ریزہ ریزہ ہو کر بھس بن کر رہ جاتی ہیں، جیسے فرمایا

... كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًا... ۲۰ ﴿۳﴾

ترجمہ: اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہوگئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو گئے پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو گئی پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے۔

جس سے عقل والوں کے لئے پیغام ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے پروان چڑھاتا ہے اور جسے چاہتا ہے خستہ وخراب کر دیتا ہے، کسی مخلوق کے اختیار میں نہیں کہ جسے اللہ پروان چڑھا رہا ہو اس کو پھلنے پھولنے سے روک دے، اور نہ ہی یہ کسی کے اختیار میں ہے کہ جسے اللہ غارت کرنا چاہیے وہ اسے خاک میں ملنے سے بچالے، جس طرح شاداب وتروتازہ کھیتیاں خشک ہو کر بھس بن جاتی ہیں اسی طرح دنیا کی یہ زندگی، اس کی رونق، اس کی شادابی وزینت اور اس کی لذتیں اور آسائشیں بھی عارضی ہیں یہ بھی ایک مقررہ وقت پر زوال وفنا سے ہم کنار ہو جائیں گی، جیسے فرمایا

﴿۱﴾ الرعد۴

﴿۲﴾ الانعام۹۹

﴿۳﴾ الحدید۲۰

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِيۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ۞ (۱)

ترجمہ: اور اے نبی ﷺ! انہیں حیات دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کہ آج ہم نے آسمان سے پانی برسادیا تو زمین کی پود خوب گھنی ہوگئی اور کل وہی نباتات بھس بن کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

لہذا دنیا اسی چیز نہیں جس کے چند روزہ بہار پر فریفتہ ہو کر آدمی اللہ رب العالمین اور آخرت کی دائمی زندگی کو بھول جائے، اور دنیا کی چند روزہ بہار کے مزے لوٹنے کی خاطر ایسے اعمال کرے جو اس کی عاقبت کو برباد کردیں، جس طرح اللہ اپنی قدرت سے مردہ زمین کو زندہ فرماتا ہے، پانی کے حصول کو آسان بنایا ہے اسی طرح ایک وقت مقررہ پر وہ مردوں کو ان کی قبروں سے دوبارہ زندہ فرمائے گا اور ان کے اعمال کا محاسبہ کرے گا، جیسے فرمایا

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيۡبَ فِيۡهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبۡعَثُ مَنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ۞ (۲)

ترجمہ: قیامت کی گھڑی آکر رہے گی اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں اور اللہ ضرور ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں جا چکے ہیں۔

لہذا ان تمام افعال کو سرانجام دینے والی ہستی ہی درحقیقت عبادت کی مستحق ہے۔

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيۡلٌ لِّلۡقٰسِيَةِ

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے پس وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور ہے اور ہلاکی ہے

قُلُوۡبُهُمۡ مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۞ اَللّٰهُ نَزَّلَ

ان پر جن کے دل یاد الٰہی سے (اثر نہیں لیتے بلکہ) سخت ہو گئے ہیں یہ لوگ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں، اللہ تعالیٰ نے بہترین

اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ

کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے، جس سے ان لوگوں کے

يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَ قُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ

رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ

ہیں، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت جس کے ذریعہ جسے چاہے راہ راست پر لگا دیتا ہے، اور جسے اللہ تعالیٰ ہی راہ بھلا دے

---

(۱) الکہف ۴۵

(۲) الحج ۷

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ (الزمر ۲۳،۲۲)

اس کا ہادی کوئی نہیں۔

قرآن حکیم کی تاثیر :

اب کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اپنی رحمت وفضل سے اسلام کے لئے کھول دیا ہو یعنی جسے قبول حق اور خیر کا راستہ اپنانے کی توفیق نصیب ہوگئی ہو اور وہ اس کی صاف روشنی میں راہ راست پر چل رہا، کیا اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کا سینہ تنگ ہو اور وہ گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہا؟ جیسے فرمایا

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا... ﴿۱۲۲﴾ [1]

ترجمہ: کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو وہ روشنی عطا کی جس کے اجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہو اور کسی طرح ان سے نہ نکلتا ہو؟۔

ہرگز نہیں، حق وباطل کبھی یکساں نہیں ہو سکتے، جیسے فرمایا

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ... ﴿۲۲﴾ [2]

ترجمہ: اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے، نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے اور نہ زندے اور مردے مساوی ہیں۔

چنانچہ تباہی وہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کی نصیحت سن کر نرم ہونے کے بجائے پتھر سے زیادہ سخت ہو گئے یہی لوگ ہیں جو کھلی گمراہی میں بھٹک رہے ہیں، اللہ نے پہلی کتابوں کی طرح انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے یہ قرآن کریم نازل فرمایا ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے الفاظ فصیح ترین اور واضح ترین اور اس کے معانی جلیل ترین ہیں، جس کے مضامین میں کسی لحاظ سے کوئی تضاد اور اختلاف نہیں، جس کے تمام اجزا حسن کلام، حسن تالیف وغیرہ خوبیوں میں ہمرنگ ہیں، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ... ﴿۷﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی! وہی خدا ہے جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں ایک محکمات جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات۔

اور جس میں لوگوں کی عبرت ونصیحت کے لیے پہلی تباہ شدہ اقوام کے قصص وواقعات اور مواعظ واحکام بار بار مختلف انداز سے دہرائے گئے ہیں،

---

[1] الانعام ۱۲۲

[2] فاطر ۱۹تا۲۲

[3] آل عمران ۷

قَالَ مُجَاهِدٌ: يَعْنِي الْقُرْآنُ كُلُّهُ مُتَشَابِهٌ مَثَانِي

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں سارے کا سارا قرآن باہم ملتا جلتا اور بار بار دہرایا جاتا ہے۔ (١)

وَقَالَ قَتَادَةُ: الْآيَةُ تُشْبِهُ الْآيَةَ، وَالْحَرْفُ يُشْبِهُ الْحَرْفَ

اور قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں آیت آیت سے اور حرف حرف سے ملتا جلتا ہے۔ (٢)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: {مَثَانِيَ} قَالَ: الْقُرْآنُ يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَيُرَدُّ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ''جس میں بار بار مضامین دہرائے گئے ہیں۔'' کے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کا ایک حصہ دوسرے سے ملتا جلتا اور مشابہت رکھتا ہے۔ (٣)

اس میں بیان کیے ہوئے قیامت اور میدان محشر کے احوال، مجرموں کی سزاؤں اور ہٹ دھرموں کو دی جانی والی دھمکیوں کو سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب کی معرفت رکھتے ہیں، اور جب اللہ کی رحمت اور اس کے لطف وکرم کی امید ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے تو ان کے اندر سوز و گداز پیدا ہوجاتا ہے، جس سے ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ انتہائی عاجزی کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجاتے ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝٢ (٤)

ترجمہ: سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝٧٣ (٥)

ترجمہ: جنہیں اگر ان کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے۔

تَلَا قَتَادَةُ {تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ} قَالَ: هَذَا نَعْتُ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ نَعَتَهُمُ اللَّهُ أَنْ تَقْشَعِرَّ جُلُودُهُمْ، وَتَبْكِي أَعْيُنُهُمْ، وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ، وَلَمْ يَنْعَتْهُمْ بِذَهَابِ عُقُولِهِمْ، وَالْغَشَيَانِ عَلَيْهِمْ، وَإِنَّمَا هَذَا فِي أَهْلِ الْبِدَعِ وَهَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ

قتادہ رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ '' اسے سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں، اور پھر ان کے

(١) تفسیر طبری ٢١،٢٧٩

(٢) تفسیر طبری ٢١،٢٧٩

(٣) تفسیر طبری ٢١،٢٧٩، الدر المنثور ٧،٢٢١

(٤) الانفال ٢

(٥) الفرقان ٧٣

جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔'' کی تلاوت کی اور کہا کہ یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے اللہ عزوجل نے ان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان کی کھالوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی، اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے آرام پاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت بیان نہیں فرمائی کہ آیات سن کر ان کی عقلیں ماؤف ہو جاتی ہیں، اور وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں، یہ اہل بدعت کی نشانی ہے اور یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ [۱]

یہ اس کے بندوں کے لیے اللہ کی طرف سے ہدایت ہے، اس تاثیر قرآن کے ذریعے اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے، جیسے فرمایا

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ [۲]

ترجمہ: اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

اور جسے اللہ ہی گمراہ کر دے پھر اس کے لئے کوئی ہادی نہیں ہے۔

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ

بھلا جو شخص قیامت کے دن ان کے بدترین عذاب کی سپر (ڈھال) اپنے منہ کو بنائے گا (ایسے) ظالموں سے کہا جائے گا

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ

اپنے کیے کا (وبال) چکھو، ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا پھر ان پر وہاں سے عذاب آپڑا جہاں سے ان

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

کو خیال بھی نہ تھا، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگانی دنیا میں رسوائی کا مزہ چکھایا

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ (الزمر ۲۴تا۲۶)

اور ابھی آخرت کا تو بڑا بھاری عذاب ہے، کاش کہ یہ لوگ سمجھ لیں۔

کیا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور اپنے عزت و اکرام کے گھر پہنچانے والے راستے پر گامزن ہونے کی توفیق سے بہرہ مند کیا ہو، اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو محض اپنی ہٹ دھرمی کے باعث طاغوت کی بندگی پر جما ہوا ہے اور دائمی بغض و عناد میں سرگرداں ہے، یہاں تک کہ قیامت آپہنچے اور اسے زنجیروں میں جکڑ کر اور گلے میں طوق ڈال کر جہنم میں دھکیل دیا جائے اور وہ بالکل عاجز و بے بس ہو کر اپنے چہرے

---

[۱] تفسیر عبدالرزاق ۱۳۰؍۳

[۲] المائدة ۱۶

کو اس عذاب سے بچانے کی ناکام کوشش کرے؟ جیسے فرمایا

اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾ (۱)

ترجمہ: بھلا سوچو جو شخص منہ اوندھائے چل رہا ہو وہ زیادہ صحیح راہ پانے والا ہے یا وہ جو سر اٹھائے سیدھا ایک ہموار سڑک پر چل رہا ہو۔

ایک مقام پر فرمایا

اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ﴿۴۰﴾ (۲)

ترجمہ: بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن وامان کے ساتھ حاضر ہو گا؟۔

ایسے ظالموں سے تو کہہ دیا جائے گا کہ اب حق کی تکذیب اور ان اعمال بد کا مزہ چکھو جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو، اور اے نبی ﷺ! یہ کوئی پہلی مرتبہ نہیں کہ حق کو جھٹلایا جارہا ہو ان لوگوں سے پہلے بھی بہت سی اقوام اسی طرح دعوت حق کو جھٹلا چکی ہیں انہوں نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی تھی، اسی طرح دعوت کو روکنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کیے مگر ہر طرح کے مکروفریب کے باوجود حق ہی سربلند رہا اور تکذیب کرنے والی اقوام پر ایسے رخ سے عذاب نازل ہوا جدھر ان کا وہم وگمان بھی نہ جاسکتا تھا، جیسے فرمایا

قَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْیَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ (۳)

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ (حق کو نیچا دکھانے کے لیے) ایسی ہی مکاریاں کر چکے ہیں تو دیکھ لو کہ اللہ نے ان کے مکر کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی اور اس کی چھت اوپر سے ان کے سر پر آرہی اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جدھر سے اس کے آنے کا ان کو گمان تک نہ تھا۔

پھر اس مشکل گھڑی میں نہ ان کی طاقت وقوت کچھ کام آئی اور نہ ہی ان کے معبود انہیں اس عذاب سے بچا سکے، دعوت حق قبول نہ کرنے کے جرم میں اللہ نے ان کو دنیا ہی کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو اس سے شدید تر ہے، کاش یہ لوگ جانتے کہ اللہ کا عذاب کتنا شدید ہوتا ہے، جیسے فرمایا

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ (۴)

ترجمہ: اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے کاش یہ لوگ اس کو جانتے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کر دی ہیں کیا عجب کہ وہ نصیحت حاصل کر لیں،

---

(۱) الملک ۲۲

(۲) حم السجدة ۴۰

(۳) النحل ۲۶

(۴) القلم ۳۳

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

قرآن ہے عربی میں جس میں کوئی کجی نہیں، ہوسکتا ہے کہ پرہیز گاری اختیار کرلیں، اللہ تعالیٰ مثال بیان فرمارہا ہے کہ

رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ط

ایک وہ شخص جس میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے ساجھی ہیں، اور دوسراوہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ج بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٩﴾

کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے، بات یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ سمجھتے نہیں،

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں پھر تم سب کے سب قیامت کے دن

عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾ ع (الزمر ٢٧ تا ٣١)

اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے۔

شرک کی قباحت، ایک سادہ سی مثال:

کیونکہ مثالوں سے باتیں ٹھیک طور پر سمجھ میں آجاتی ہیں اس لیے ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو اہل خیر، اہل شر، توحید وشرک، حیات بعد الموت اور دنیا وآخرت وغیرہ کی مثالیں دی ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، جیسے فرمایا

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ [1]

ترجمہ: یہ مثالیں ہم لوگوں کی فہمائش کے لیے دیتے ہیں مگر ان کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔

ہم نے اس قرآن عظیم کو عربی میں واضح الفاظ اور آسان معانی والا بنایا ہے، جس میں کوئی خلل یا نقص نہیں بلکہ اس میں صاف صاف سیدھی باتیں کہی گئی ہیں، واضح ترین دلائل وبراہین بیان کیے گئے ہیں جسے معمولی سمجھ بوجھ کا مالک بھی براہ راست سمجھ سکتا ہے، جیسے فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ ﴿١﴾ قَيِّمًا ﴿٢﴾ [2]

ترجمہ: تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہ رکھی، ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب۔

تاکہ لوگ اس میں بیان کردہ وعیدوں سے ڈریں اور آخرت کے برے انجام سے بچنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کرنے کے لئے شرک وتوحید کے فرق اور انسان کی زندگی پر دونوں کے اثرات کو کھول کر بیان فرمایا کہ ایک غلام ہے جس کے کئی مختلف المزاج بدخو

---

[1] العنکبوت ٤٣

[2] الکہف ١،٢

آقا ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں، ہر ایک آقا کا اپنا اپنا مفاد ہے اور ہر ایک متضاد احکامات دے کر اس غلام کو اپنی خدمت پر رکھنا چاہتا ہے، جس سے وہ کسی کی بھی صحیح طور پر خدمت نہیں کر سکتا، اس کے تمام آقا اسے ڈانٹتے پھٹکارتے رہتے ہیں اور اسے سزا دینے پر تل جاتے ہیں، اس طرح اس کی زندگی کو عذاب بنا کر رکھ دیتے ہیں، اس کے مقابلے میں ایک غلام ہے جس کا صرف ایک ہی آقا ہے اور اس کی ملکیت میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، چنانچہ وہ اپنے مالک کا ہر کام پوری جانفشانی اور لگن سے کرتا ہے جس سے اس کا مالک اس سے خوش ہے اور وہ اپنے مالک سے خوش ہے کیا یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں ؟ ایک مقام پر فرمایا

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۸ [1]

ترجمہ: وہ تمہیں خود تمہاری اپنی ہی ذات کی ایک مثال دیتا ہے، کیا تمہارے ان غلاموں میں سے جو تمہاری ملکیت میں ہیں کچھ غلام ایسے بھی ہیں جو ہمارے دیے ہوئے مال و دولت میں تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہوں اور تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح آپس میں اپنے ہمسروں سے ڈرتے ہو، اس طرح ہم آیات کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

کوئی بھی مخالف توحید اس کا جواب اثبات میں نہیں دے سکتا، اسی طرح مشرک جو کئی معبودوں کا پجاری ہے اور مومن جو صرف اللہ ہی کی بندگی و اطاعت کرتا ہے بھی برابر نہیں ہو سکتے، جیسے یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۳۹ [2]

ترجمہ: اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے ؟۔

مگر لوگوں کا عالم یہ ہے کہ ایک آقا کی غلامی اور بہت سے آقاؤں کی غلامی کا فرق تو خوب سمجھ لیتے ہیں مگر جب انہیں ایک اللہ کی بندگی اور بہت سے الٰہوں کی بندگی کا فرق سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے تو نادان بن جاتے ہیں اور محض ہٹ دھرمی سے کھلی صداقت کو دبا کر شرک کا ارتکاب کرتے ہیں، اچھا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اس دنیا میں نہ آپ نے سدا رہنا ہے نہ ان لوگوں نے، بقائے جاودانی تمہارے لیے بھی نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کے لیے ہے، ایک وقت مقررہ پر سب نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، جیسے فرمایا

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝۳۴ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۝۳۵ [3]

ترجمہ: اور اے نبی! ہمیشگی تو ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے نہیں رکھی ہے اگر تم مر گئے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے ؟ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے،

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ] قَالَ الزُّبَيْرُ: أَيْ رَسُولَ اللَّهِ أَيُكَرَّرُ عَلَيْنَا مَا كَانَ بَيْنَنَا

[1] الروم ۲۸

[2] یوسف ۳۹

[3] الانبیاء ۳۴،۳۵

فِي الدُّنْيَا مَعَ خَوَاصِّ الذُّنُوبِ؟ قَالَ:نَعَمْ لَيُكَرَّرَنَّ عَلَيْكُمْ حَتَّى يُؤَدَّى إِلَى كُلِّ ذِي حَقٍّ حَقُّهُ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللّٰهِ إِنَّ الْأَمْرَ لَشَدِيدٌ

زبیر بن العوم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں ''(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے، آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔'' تو زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا گناہوں کے ساتھ ساتھ دنیا کے جھگڑوں کو بھی ہم پر لوٹا دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (تمہارے جھگڑوں کو بھی) تم پر البتہ ضرور لوٹا دیا جائے گا تاکہ ہر حق دار کو اس کا حق دلا دیا جائے، زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ کی قسم! یہ معاملہ تو بہت سخت ہوگا۔ (١)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾ يَقُولُ:يُخَاصِمُ الصَّادِقُ الْكَاذِبَ، وَالْمَظْلُومُ الظَّالِمَ، وَالْمُهْتَدِي الضَّالَّ، وَالضَّعِيفُ الْمُسْتَكْبِرَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔'' کے بارے میں روایت ہے سچا جھوٹے سے، مظلوم ظالم سے، ہدایت یافتہ گمراہ سے اور کمزور طاقتور سے جھگڑا کرے گا۔ (٢)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: يَخْتَصِمُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى تَخْتَصِمَ الرُّوحُ مَعَ الْجَسَدِ، فَتَقُولُ الرُّوحُ لِلْجَسَدِ: أَنْتَ فَعَلْتَ. وَيَقُولُ الْجَسَدُ لِلرُّوحِ: أَنْتِ أَمَرْتِ، وَأَنْتِ سَوَّلْتِ. فَيَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا، فَيَقُولُ [لَهُمَا] إِنْ مَثَلَكُمَا كَمَثَلِ رَجُلٍ مُقْعَدٍ بَصِيرٍ وَالْآخَرُ ضَرِيرٌ، دَخَلَا بُسْتَانًا، فَقَالَ الْمُقْعَدُ لِلضَّرِيرِ: إِنِّي أَرَى هَاهُنَا ثِمَارًا، وَلَكِنْ لَا أَصِلُ إِلَيْهَا. فَقَالَ لَهُ الضَّرِيرُ: ارْكَبْنِي فَتَنَاوَلْهَا، فَرَكِبَهُ فَتَنَاوَلَهَا، فَأَيُّهُمَا الْمُعْتَدِي؟ فَيَقُولَانِ: كِلَاهُمَا. فَيَقُولُ لَهُمَا الْمَلَكُ. فَإِنَّكُمَا قَدْ حَكَمْتُمَا عَلَى أَنْفُسِكُمَا. يَعْنِي: أَنَّ الْجَسَدَ لِلرُّوحِ كَالْمَطِيَّةِ، وَهُوَ رَاكِبُهُ.

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے لوگ قیامت کے دن جھگڑا کریں گے حتی کہ روح اپنے جسم سے جھگڑا کرے گی، روح جسم سے کہے گی کہ تو نے یہ کام کیا تھا اور جسم روح سے کہے گا کہ تو نے ہی مجھے اس کا حکم دیا اور اسے مزین کر کے دکھایا تھا، اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو ان دونوں کا فیصلہ کرے، فرشتہ کہے گا تم دونوں کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص اپاہج مگر بینا ہو اور دوسرا نابینا ہو اور دونوں ایک باغ میں داخل ہو گئے ہوں، اپاہج نے اندھے سے کہا میں یہاں باغ میں لگے ہوئے پھل دیکھ رہا ہوں مگر میں انہیں توڑ نہیں سکتا، نابینا نے اس سے کہا مجھ پر سوار ہو کر انہیں توڑ لو، اپاہج نے نابینا پر سوار ہو کر توڑ لیے تو بتاؤ ان دونوں میں سے کون مجرم ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ دونوں ہی مجرم ہیں، فرشتہ ان سے کہے گا کہ اپنے بارے میں تم نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے یعنی جسم ایسے ہے جیسے سواری ہو اور روح کی مثال ایسے ہے جیسے سوار ہو۔ (٣)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ، وَمَا نَعْلَمُ فِي أَيِّ شَيْءٍ نَزَلَتْ: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ

---

(١) مسند احمد ١٤٣٤، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الزُّمَرِ ٣٢٣٦، الدر المنثور ٧/٢٢٦

(٢) تفسیر طبری ٢١/٢٨٧، الدر المنثور ٧/٢٢٧

(٣) الدر المنثور ٧/٢٢٧

يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ عِنۡدَ رَبِّكُمۡ تَخۡتَصِمُوۡنَ} [قَالَ] قُلْنَا: مَنْ نُخَاصِمُ؟ لَيْس بَيْنَنَا وَبَيْنَ أَهْلِ الْكِتَابِ خُصُومَةٌ، فَمَنْ نُخَاصِمُ؟ حَتَّى وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: هَذَا الَّذِي وَعَدَنَا رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ-نَخْتَصِمُ فِيهِ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب یہ آیت کریمہ ''آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔'' نازل ہوئی تو ہم نے عرض کی ہم کن لوگوں سے جھگڑا کریں گے ہمارے اور اہل کتاب کے مابین تو کوئی جھگڑا نہیں تو پھر ہم کن سے جھگڑیں گے؟ حتی کہ فتنہ رونما ہو گیا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہے وہ جس کا ہمارے رب تعالیٰ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم اس کے بارے میں جھگڑیں گے۔ [1]

اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے عدل وانصاف پر مبنی حکم کے ذریعے موحدین اور مشرکین ومکذبین کے درمیان فیصلہ فرمادے گا اور ہر ایک کو اس کے عمل کی جزادے گا۔

...اَحۡصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوۡهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ۞ [2]

ترجمہ: وہ بھول گئے ہیں مگر اللہ نے ان کا سب کیا دھرا گن گن کر محفوظ کر رکھا ہے اور اللہ ایک ایک چیز پر شاہد ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یقین نہ آیا اور وہ کہنے لگے کہ جو کوئی یہ کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں تو سیدنا عمر اپنی تلوار سے اس کا سر تن سے جدا کر دے گا، جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ بات سنی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اپنی تلوار نیام میں کرلیں

فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤى اَعۡقَابِكُمۡ ؕ وَمَنۡ يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـئًا ؕ وَسَيَجۡزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ [3] قَالَ عُمَرُ: فَلَكَأَنِّي لَمْ أَقْرَأْهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ

اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر رسول پر چڑھے اور یہ آیت پڑھی ''اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوا کیا ہیں کہ ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ وفات پاجائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں (راہ حق سے) پھر جاؤ گے؟ اور (یاد رکھو) جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہ کرے گا البتہ جو لوگ اللہ کے شکر گزار ہیں تو وہ ضرور ان کو (اس کا) اجر دے گا۔'' تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یقین آ گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں۔ [4]

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برزخ میں بالکل اسی طرح زندگی حاصل ہے جس طرح دنیا میں حاصل تھی قرآن کی نصوص کے خلاف ہے۔

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳۲۵۱،۳۲۵۰،۱۰

[2] المجادلة ٦

[3] آل عمران: ١٤٤

[4] سنن ابن ماجه كتاب الجنائز:بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ١٦٢٧، مسند احمد ٢٥٨٤١، السنن الكبرى للبيهقي ١٦٥٣٦، مصنف عبدالرزاق ٩٧٥٥

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ۚۖ ﴿۳۴﴾ لِیُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ [۱]

ترجمہ: پھر اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور جب سچائی اس کے سامنے آئی تو اسے جھٹلا دیا کیا ایسے لوگوں کے لئے جہنم میں کوئی ٹھکانا نہیں ہے؟ اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور جنہوں نے اس کو سچ مانا وہی عذاب سے بچنے والے ہیں، انہیں اپنے رب کے ہاں وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کریں گے، یہ ہے نیکی کرنے والوں کی جزا، تا کہ جو بدترین اعمال انہوں نے کیے ہیں انہیں اللہ ان کے حساب سے ساقط کر دے اور جو بہترین اعمال وہ کرتے رہے ان کے لحاظ سے ان کو اجر عطا فرمائے۔

مشرکین بے شمار دیوی و دیوتاؤں کو بغیر کسی سند کے اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ شریک ٹھیراتے تھے، فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں تسلیم کر کے ان کی پرستش کرتے تھے، اسی طرح یہودی عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں حالاں کہ اللہ کی بلند و بالا ذات وصفات، اختیارات اور حقوق ہر طرح کے شرک سے پاک و برتر ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ [۲]

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو کہ وہ حقیقت میں اس نے فرمائی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اللہ کی نازل کردہ کتاب کو بھی جھٹلاتے تھے، جیسے فرمایا

قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَ مَاۤ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ [۳]

ترجمہ: بستی والوں نے کہا تم کچھ نہیں ہو مگر ہم جیسے چند انسان، خدائے رحمان نے ہرگز کوئی چیز نازل نہیں کی ہے تم محض جھوٹ بولتے ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جس نے اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ بیٹی، بیٹا اور دوسرے خود ساختہ شریک بنا لیے ہوں اور جب اسے واضح دلائل اور براہین کے ساتھ دعوت حق پیش کی گئی تو اس نے اسے جھٹلا ہی نہیں دیا بلکہ داعی حق کو جھوٹا قرار دے کر اس دعوت کو روکنے کے درپے ہو گیا، ایسے ظالم و کفر لوگوں کو جہنم کے عذاب میں مبتلا کر کے ان سے بدلہ لیا جائے گا۔

۔۔۔اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾ [۴]

ترجمہ: بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سچا دین لے کر آئے یا وہ شخص جو لوگوں کو توحید کی دعوت دیتا، اللہ کی شریعت کی طرف رہنمائی کرتا اور طاغوت کی بندگی اور برائی سے روکتا ہے، اور جو لوگ اللہ وحدہ لاشریک پر غیر متزلزل ایمان لاتے ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلے تمام انبیاء و مرسلین کی

---

[۱] الزمر ۳۲تا۳۵

[۲] الاعراف ۳۳

[۳] یسین ۱۵

[۴] لقمان ۱۳

رسالت اور ان پر نازل کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں، یوم آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں عمل صالحہ اختیار کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں یہی لوگ متقی و پرہیز گار ہیں اور یہی لوگ عذاب برزخ، قیامت کے روز کی سختیوں، سخت حساب، میدان محشر میں ساری خلقت کے سامنے رسوائی اور جہنم کے دردناک عذاب سے بچنے والے ہیں، جیسے فرمایا

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾ [۱]

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جن سے ہم وہ نیک عمل قبول کرتے ہیں جو انہوں نے کیے اور بہشتیوں میں شامل کر کے ان کے گناہوں سے درگزر کرتے ہیں یہ اس سچے وعدے کے مطابق ہے جو ان سے کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کے صغیرہ و کبیرا گناہوں کو معاف فرما کر انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت میں داخل فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی ہر اس خواہش کو پورا کر دے گا جس کی وہ تمنا کریں گے، جیسے فرمایا

لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾ [۲]

ترجمہ: ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل بھی ہوں گے اور ان کو وہاں ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ طلب کریں گے۔

یہ ہے اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے والوں کی بہترین جزا، جیسے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ [۳]

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دو چند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں، اور جسے اللہ گمراہ کر دے

فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّضِلٍّ ۗ

اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں، اور جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، کی

أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ (الزمر ۳۷-۳۶)

االلہ تعالیٰ غالب اور بدلہ لینے والا نہیں ہے؟۔

---

[۱] الاحقاف۱۶

[۲] یسین ۵۷

[۳] النساء ۴۰

اللہ پر کامل بھروسہ:

پچھلی قومیں اپنے معبودوں کی حمایت میں نبیوں کو کہا کرتی تھیں کہ یہ جو تم اللہ کی طرف سے وحی، فرشتوں، مرنے کے بعد زندگی، قیامت ،حشر نشر اور جنت و دوزخ وغیرہ کے بارے میں جو بہکی بہکی باتیں کرتے ہو یقیناً یہ ہمارے معبودوں اور ان کے آستانوں کی شان میں گستاخیاں کرنے کی سزا ہے،

جیسے قوم نوح نے کہا

كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا۟ عَبۡدَنَا وَقَالُوا۟ مَجۡنُونٌ وَٱزۡدُجِرَ ۝٩ (۱)

ترجمہ: ان سے پہلے نوح کی قوم جھٹلا چکی ہے، ان لوگوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور وہ بری طرح جھڑ کا گیا۔

إِنۡ هُوَ إِلَّا رَجُلُۢ بِهِۦ جِنَّةٞ فَتَرَبَّصُوا۟ بِهِۦ حَتَّىٰ حِينٖ ۝٢٥ (۲)

ترجمہ: بس اس آدمی کو ذرا جنون لاحق ہو گیا ہے کچھ مدت اور دیکھ لو (شاید افاقہ ہو جائے)۔

قوم ہود نے کہا

إِن نَّقُولُ إِلَّا ٱعۡتَرَىٰكَ بَعۡضُ ءَالِهَتِنَا بِسُوٓءٖ... ۝٥٤ (۳)

ترجمہ: ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔

قوم صالح نے کہا

قَالُوٓا۟ إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ ٱلۡمُسَحَّرِينَ ۝١٥٣ (۴)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے۔

انہی اقوام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کفار و مشرکین مکہ بھی محمد ﷺ کو اپنے باطل معبودوں کی طاقت، قوت و اختیار سے ڈراتے ہوئے کہتے تھے اے محمد ﷺ! تم ہماری معبودوں کی شان میں بڑی گستاخیاں کرتے ہو، ان کے خلاف زبان کھولتے ہو، ان کو بے بس و حقیر سمجھتے ہو حالانکہ یہ بڑی زبردست اور باکرامت ہستیاں ہیں جو بھی ان کی توہین کرے گا تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا اس لئے اگر آپ نے بھی ان کے خلاف زبان درازی بند نہ کی تو وہ تمہارا تختہ الٹ دیں گے، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو ایک تسلی اور یقین دہانی کرائی اے نبی ﷺ! آپ ان لوگوں کی دھمکیوں اور لن ترانیوں سے بے خوف و بے فکر ہو کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے مشن میں لگے رہیں، کفار کی باتوں کی ہرگز پرواہ نہ کریں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں جب اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو تو کوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اللہ ان سب کے مقابلے کے لئے آپ کو کافی

---

(۱) القمر ۹

(۲) المومنون ۲۵

(۳) ہود ۵۴

(۴) الشعراء ۱۵۳

ہے جو کوئی آپ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے آپ کی مدافعت کرے گا، اللہ ہی راہ ہدایت کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستے پر لگانے بھی کوئی نہیں، جیسے فرمایا:

...وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ (۱)

ترجمہ: جس کو اللہ نے راستہ سے ہٹا دیا اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (۲)

ترجمہ: جس کو اللہ رہنمائی سے محروم کر دے اس کے لیے پھر کوئی رہنما نہیں ہے اور اللہ انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑے دیتا ہے۔

...وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ (۳)

ترجمہ: پھر جس کو اللہ گمراہی میں پھینک دے اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں ہے۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ... ﴿۹۷﴾ (۴)

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہی میں ڈال دے تو اس کے بعد ایسے لوگوں کے لیے تو کوئی حامی و ناصر نہیں پا سکتا۔

...مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ (۵)

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولی مرشد نہیں پا سکتے۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ... ﴿۴۴﴾ (۶)

ترجمہ: جس کو اللہ ہی گمراہی میں پھینک دے اس کا کوئی سنبھالنے والا اللہ کے بعد نہیں ہے۔

اگر یہ لوگ کفر و عناد سے باز نہ آئے تو یقیناً اللہ جو کامل قہر اور غلبے کا مالک ہے وہ ان باغیوں سے زبردست انتقام لے گا اور انہیں عبرت ناک انجام سے دوچار کر دے گا۔

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے، آپ ان سے کہئے کہ

---

(۱) النساء ۸۸

(۲) الاعراف ۱۸۶

(۳) الرعد ۳۳

(۴) بنی اسرائیل ۹۷

(۵) الکہف ۱۷

(۶) الشوریٰ ۴۴

مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ

اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟

اَوۡ اَرَادَنِیۡ بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِكٰتُ رَحۡمَتِهٖ ؕ قُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰهُ ؕ

یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے،

عَلَیۡهِ یَتَوَكَّلُ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ﴿۳۸﴾ (الزمر ۳۸)

توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کی تخلیق کس نے کی ہے تو یہ مشرکین یقیناً اعتراف کریں گے کہ اللہ وحدہ لاشریک نے ان کی تخلیق کی ہے، جب یہ مشرکین تسلیم کرتے ہیں کہ زمین وآسمانوں کا خالق اکیلا اللہ ہی ہے، اللہ ہی نے خونخوار درندے، ہوا میں اڑتے رنگارنگ چھوٹے بڑے پرندے، زمین پر رینگتے ہوئے حشرات الارض، طرح طرح کی آبی مخلوقات اور انسانوں کی مختلف ضروریات کے لئے مویشیوں کو پیدا کیا ہے، اللہ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں پروتا ہے، جیسے فرمایا

تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّهَارِ وَتُوۡلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیۡلِ... ﴿۲۷﴾ [۱]

ترجمہ: رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّهَارِ وَیُوۡلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیۡلِ... ﴿۶۱﴾ [۲]

ترجمہ: یہ اس لیے کہ رات سے دن اور دن سے رات نکالنے والا اللہ ہی ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّهَارِ وَیُوۡلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیۡلِ... ﴿۲۹﴾ [۳]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں۔

اللہ ہی آسمانوں سے بارش کا بندوبست فرماتا ہے، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ سَحَابًا فَیَبۡسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیۡفَ یَشَآءُ وَیَجۡعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمۡ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ [۴]

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل اٹھاتی ہیں، پھر وہ ان بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور انہیں ٹکڑیوں میں تقسیم کرتا ہے، پھر تو دیکھتا ہے کہ بارش کے قطرے بادل میں ٹپکے چلے آتے ہیں، یہ بارش جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے

---

[۱] آل عمران ۲۷

[۲] الحج ۶۱

[۳] لقمان ۲۹

[۴] الروم ۴۸

برساتا ہے تو یکا یک وہ خوش وخرم ہو جاتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتۡ سَحَابًا ثِقَالًا سُقۡنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنۡزَلۡنَا بِهِ الۡمَآءَ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ... ﴿۵۷﴾ [1]

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے۔

وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡکَنّٰهُ فِی الۡاَرۡضِ ٭ۖ وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنۡشَاۡنَا لَکُمۡ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ ۘ لَکُمۡ فِیۡهَا فَوَاکِهُ کَثِیۡرَۃٌ وَّمِنۡهَا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿۱۹﴾ [2]

ترجمہ: اور آسمان سے ہم نے ٹھیک حساب کے مطابق ایک خاص مقدار میں پانی اتارا اور اس کو زمین میں ٹھیرا دیا ہم اسے جس طرح چاہیں غائب کر سکتے ہیں، پھر اس پانی کے ذریعہ سے ہم نے تمہارے لیے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کر دیے، تمہارے لیے ان باغوں میں بہت سے لذیز پھل ہیں اور ان سے تم روزی حاصل کرتے ہو۔

وَهُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ کُلِّ شَیۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاکِبًا ۚ وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِیَۃٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّیۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّغَیۡرَ مُتَشَابِهٍ... ﴿۹۹﴾ [3]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے پھر ان سے تہ برتہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں، اور انگور زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔ جس سے انسان اور جانور کھاتے ہیں، جیسے فرمایا

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَسُوۡقُ الۡمَآءَ اِلَی الۡاَرۡضِ الۡجُرُزِ فَنُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا تَاۡکُلُ مِنۡهُ اَنۡعَامُهُمۡ وَاَنۡفُسُهُمۡ ؕ اَفَلَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۷﴾ [4]

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں نے یہ منظر کبھی نہیں دیکھا کہ ہم ایک بے آب گیاہ زمین کی طرف پانی بہا لاتے ہیں پھر اسی زمین سے وہ فصل اگاتے ہیں جس سے ان کے جانوروں کو بھی چارہ ملتا ہے اور یہ خود بھی کھاتے ہیں؟۔

---

[1] الاعراف ۵۷

[2] المومنون ۱۹،۱۸

[3] الانعام ۹۹

[4] السجدۃ ۲۷

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً طَهُوْرًا ۝۴۸ لِّنُحْيِۦ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا
وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۝۴۹ (۱)

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے پھر آسمان سے پاک پانی نازل کرتا ہے تا کہ ایک مردہ علاقے کو اس کے ذریعے زندگی بخشے اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب کرے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝۱۰ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ
وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ... ۝۱۱ (۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے، وہ اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے۔

...وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝۵۳ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ...ۭ ۝۵۴ (۳)

ترجمہ: اور اوپر سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔

اور اللہ ہی بچے کی پیدائش سے پہلے ہی اس کے رزق اور پرورش کا بندوبست فرما دیتا ہے، اور ان تمام تخلیقی کاموں میں جن میں اللہ کی قدرت، طاقت و اختیار کا واضح اظہار ہو رہا ہے ان کے معبودوں کا کوئی تعلق یا واسطہ نہیں، جس سے ان کے معبودوں کی بے بسی ثابت ہوتی ہے تو ان کے معبودوں کے پاس جو نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں، نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، نہ کسی کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں اور نہ تکلیف دور کر سکتے ہیں خدائی کے اختیارات کہاں سے آ گئے، یہ تو اپنی شکل و صورت کی تخلیق کے لئے انسانوں کے محتاج ہیں، ان کی خدائی تو ان کے پجاریوں سے مشروط ہے، مٹی پتھر کے یہ دیوی دیوتا یا سورج، چاند، مشتری، زہرہ وغیرہ یا قبروں میں لیٹے ہوئے بزرگ ہستیاں سب کے سب اللہ کی مخلوق ہیں اور ہر مخلوق چاہے اسے کسی بھی مرتبے پر فائز کر دیا جائے اپنے خالق کی بارگاہ میں بے بس و لاچار ہے، روز قیامت کسی کی از خود سفارش کرنا تو درکنار ان کی بے بسی و لاچاری کا تو یہ عالم ہوگا کہ روز قیامت رب کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر لب کشائی تک نہیں کر سکیں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝۱۰۹ (۴)

ترجمہ: اس روز شفاعت کارگر نہ ہوگی الا یہ کہ کسی کو رحمان اس کی اجازت دے اور اس کی بات سننا پسند کرے۔

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝۸۷ (۵)

---

(۱) الفرقان ۴۸،۴۹

(۲) النحل ۱۰،۱۱

(۳) طہ ۵۳،۵۴

(۴) طہ ۱۰۹

(۵) مریم ۸۷

ترجمہ: اس وقت لوگ کوئی سفارش لانے پر قادر نہ ہوں گے بجز اس کے جس نے رحمان کے حضور سے پروانہ حاصل کرلیا ہو۔

وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ... ﴿۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہوسکتی بجز اس شخص کے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

کیونکہ ہر طرح کی طاقت، قوت واختیار صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے، اس لئے ان معبودوں نے اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر کو ٹال کر کسی کو رزق، اولاد، بیماری سے شفا اور مشکل کشائی وغیرہ کیا کرنی ہے، یا اللہ تعالیٰ کسی پر فضل وکرم کرکے دینی یا دنیاوی منفعت عطا کرنا چاہے تو کیا وہ خود ساختہ معبود اس رحمت وکرم کو روک سکتے ہیں، یہ تو خود اللہ سے بخشش ومغفرت کی امید وآس رکھتے ہیں، اس لئے ہر طرح کی کوشش اور تدبیر کے بعد اللہ وحدہ لاشریک ہی پر بھروسہ رکھو جو اہم اور غیر اہم امور میں کفایت فرماتا ہے، کیونکہ اہل ایمان دنیاوی وسائل واسباب اور تدبیر پر نہیں ہمیشہ اپنے رب پر ہی غیر متزلزل بھروسہ رکھتے ہیں جو بھروسہ رکھنے کے لائق ہے۔

جیسے ہود علیہ السلام نے فرمایا تھا

إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا... ﴿۵۶﴾ (۲)

ترجمہ: میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا بھی، کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ، قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا: {إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا، وَقَالُوا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ} (۳)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے "حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ" ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت پڑھی تھی جب کہ ان کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور یہی آیت "حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ" محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت پڑھی تھے جب منافقوں نے مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے کہا تھا کہ تم سے لڑنے کو بہت لوگ جمع ہو گئے ہیں۔ (۴)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ أَقْوَى النَّاسِ فَلْيَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ أَغْنَى النَّاسِ فَلْيَكُنْ بِمَا فِي يَدِ اللَّهِ أَوْثَقَ مِنْهُ بِمَا فِي يَدِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ أَكْرَمَ النَّاسِ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہتا ہو کہ وہ سب انسانوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو شخص چاہتا ہو کہ وہ سب سے بڑھ کر غنی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس پر زیادہ

---

(۱) سبا ۲۳

(۲) ہود ۵۶

(۳) آل عمران: ۱۷۳

(۴) صحیح بخاری کِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ ۴۵۶۳، شرح السنة للبغوی ۴۱۰۶

بھروسہ رکھے بہ نسبت اس چیز کے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے اور جو شخص چاہتا ہو کہ سب سے زیادہ عزت والا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ عزوجل سے ڈرے۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:يَا غُلَامُ، أَوْ يَا غُلَيِّمُ، أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهِنَّ؟ فَقُلْتُ: بَلَى،فَقَالَ:احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ، تَعَرَّفْ إِلَى اللَّهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ،وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَكْتُبْهُ اللَّهُ عَلَيْكَ لَمْ يَضُرُّوكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَكْتُبْهُ اللَّهُ لَكَ لَمْ يَنْفَعُوكَ، جَفَّتِ الصُّحُفُ وَرُفِعَتِ الْأَقْلَامُ، وَاعْمَلْ لِلَّهِ بِالشُّكْرِ فِي الْيَقِينِ،وَاعْلَمْ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى مَا تَكْرَهُ خَيْرٌ كَثِيرٌ وَأَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

ایک اور روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے ایک دن میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پیچھے سوار تھا، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے! کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھادوں جن کے ذریعے اللہ تمہیں فائدہ دے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اللہ کو یاد رکھ وہ تیری حفاظت کرے گا، اللہ کو یاد رکھ تو اسے ہر وقت اپنے ساتھ پائے گا، آسانی کے وقت رب کی نعمتوں کا شکر گزار رہ سختی کے وقت وہ تیرے کام آئے گا، جب کچھ مانگ تو اللہ ہی سے مانگ اور جب مدد طلب کر تو اسی سے مدد طلب کر یقین رکھ کہ اگر تمام دنیا مل کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے اور اللہ نے مقدر میں نہ لکھا ہو تو ہر گز نہیں پہنچا سکتے، اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں نفع پہنچانا چاہے تو تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، صحیفے خشک ہو چکے اور قلمیں اٹھالی گئیں، یقین اور شکر کے ساتھ نیکیوں میں مشغول رہ ،یقین رکھ تکلیفوں میں صبر کرنے پر بڑی نیکیاں ملتی ہیں اور مدد صبر کے ساتھ ہے اور غم و رنج کے ساتھ ہی خوشی و فراخی ہے اور ہر سختی اپنے اندر آسانی کو لئے ہوئے ہے۔ [2]

عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ عَلَى عَضُدِ رَجُلٍ حَلْقَةً، أُرَاهُ قَالَ مِنْ صُفْرٍ، فَقَالَ: وَيْحَكَ مَا هَذِهِ؟ قَالَ: مِنَ الْوَاهِنَةِ ؟ قَالَ:أَمَا إِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْنًا انْبِذْهَا عَنْكَ؛ فَإِنَّكَ لَوْ مِتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک آدمی کے بازو میں پیتل (تانبے) کا ایک کڑا دیکھا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ کس لیے ہے؟ اس نے بتایا میں نے یہ واھنہ (ایک مرض) کی وجہ سے پہنا ہوا ہے، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اسے اتار پھینکو (اس لیے کہ یہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنا سکتا) بلکہ اس سے تمہاری کمزوری میں مزید اضافہ ہی ہو گا اگر تم اس حال میں مر گئے کہ یہ تمہارے ہاتھ میں ہو تو تم کبھی نجات نہ پا سکو گے۔ [3]

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم محققا ۱۸۹۱۴

[2] جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ باب باب ۲۵۱۶، مستدرک حاکم ۶۳۰۴، شعب الایمان ۱۰۴۳، مسند احمد ۲۸۰۳، تفسیر ابن ابی حاتم ۳۲۵۱، ۱۸۳۹۵، ۱۰/۱، تفسیر ابن کثیر ۱۰۰/۷، تفسیر القرطبی ۳۹۸/۶

[3] مسند احمد ۲۰۰۰۰، سنن ابن ماجه كِتَابُ الطِّبِّ بَابُ تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ ۳۵۳۱

عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً، فَلَا أَتَمَّ اللَّهُ لَهُ، وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً، فَلَا وَدَعَ اللَّهُ لَهُ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے (بیماری سے تحفظ کے لیے) کوئی تمیمہ (تعویذ، منکاوغیرہ) لٹکایا اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور جس نے سیپ باندھی اللہ تعالیٰ اسے بھی آرام اور سکون نہ دے۔ (۱)

ایک روایت میں ہے

مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ

جس نے (بیماری سے تحفظ کی نیت سے) تمیمہ (تعویذ، منکاوغیرہ) لٹکایا اس نے شرک کیا۔ (۲)

أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ : وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَسُولًا أَنْ:لاَ يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلاَدَةٌ مِنْ وَتَرٍ، أَوْ قِلاَدَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ، قَالَ مَالِكٌ:أُرَى ذَلِكَ مِنَ الْعَيْنِ

ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک سفر تھا عبد اللہ نے کہا میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں لٹکن تانت یا کسی دوسری قسم کا قلادہ نہ لٹکایا جائے اور اگر لٹکا ہوا ہو تو کاٹ دیا جائے، امام مالک رحمہ اللہ نے کہا میں خیال کرتا ہوں یہ نظر نہ لگنے کے خیال سے ڈالتے تھے۔ (۳)

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ الرُّقَى، وَالتَّمَائِمَ، وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا بلاشبہ جھاڑ پھونک (دم) تعویذ گنڈے اور باہمی عشق و محبت کرنے کے لیے تیار کی جانے والی چیزیں یہ سب شرک ہیں۔ (۴)

وَالتَّمَائِمَ

سے مراد ہر وہ چیز ہے جو بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے ان کے گلے میں یا جسم کے کسی اور حصے پر لٹکائی یا باندھی جاتی ہے، یہ شرک ہے

الرُّقَى

سے مراد وہ اعمال ہیں جنہیں منتر، جھاڑ پھونک اور دم کہا جاتا ہے یہ بھی شرک ہے البتہ جس دم میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں جائز ہے

وَالتِّوَلَةَ

سے مراد وہ چیز ہے جسے مشرکین اس نظریے اور اعتقاد سے بناتے اور تیار کرتے تھے کہ یہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا محبوب بنانے کا ذریعہ

---

(۱) مسند احمد ۱۷۴۰۴

(۲) مسند احمد ۱۷۴۲۲

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَا قِيلَ فِي الجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الإِبِلِ ۳۰۰۵، صحیح مسلم كتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ كَرَاهَةِ قِلَادَةِ الْوَتَرِ فِي رَقَبَةِ الْبَعِيرِ ۵۵۴۹، سنن ابوداود كِتَاب الْجِهَادِ بَابٌ فِي تَقْلِيدِ الْخَيْلِ بِالْأَوْتَارِ ۲۵۵۲

(۴) مسند احمد ۳۶۱۵، سنن ابوداود كِتَاب الطِّبِّ بَابٌ فِي تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ ۳۸۸۳

اور سبب ہے۔

عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ وَهُوَ مَرِيضٌ نَعُودُهُ فَقِيلَ لَهُ: لَوْ تَعَلَّقْتَ شَيْئًا، فَقَالَ: أَتَعَلَّقُ شَيْئًا، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ

عیسیٰ بن عبد الرحمن سے مروی ہے عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے ہم ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو کسی نے کہا کہ آپ کوئی تعویذ وغیرہ گلے میں ڈال لیتے؟ انہوں نے فرمایا میں کوئی چیز لٹکاؤں گا؟ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی بھی چیز (گلے وغیرہ میں) لٹکائے گا وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ [1]

عَنْ شِيَيْمِ بْنِ بَيْتَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: كَانَ أَحَدُنَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ جَمَلَ أَخِيهِ عَلَى أَنْ يُعْطِيَهُ النِّصْفَ مِمَّا يَغْنَمُ وَلَهُ النِّصْفُ، حَتَّى أَنَّ أَحَدَنَا لَيَطِيرُ لَهُ النَّصْلُ وَالرِّيشُ، وَالْآخَرَ الْقِدْحُ، ثُمَّ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا رُوَيْفِعُ، لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، أَوْ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بَرِيءٌ

شییم بن بیتان سے مروی ہے رویفع بن ثابت نے بیان کیا ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور باسعادت میں جہاد کرتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص اس شرط پر دوسرے سے اونٹ لیتا تھا کہ مال غنیمت میں سے اپنے حصے کا نصف اونٹنی والے کو دے گا حتی کہ ہم میں سے کسی کے پاس صرف دستہ ہوتا تھا اور کسی کے پاس پھل اور پر ہوتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے رویفع! ہوسکتا ہے کہ تمہیں لمبی زندگی ملے تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو شخص داڑھی میں گرہ لگائے یا تانت گلے میں لٹکائے یا کسی جانور کی لید یا ہڈی سے استنجاء کرے تو گویا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت سے بیزاری ظاہر کی۔ [2]

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ:مَنْ قَطَعَ تَمِيمَةً عَنْ إِنْسَانٍ، كَانَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے منقول ہے جس شخص نے کسی کی گردن سے تمیمہ (تعویذ) کاٹ پھینکا اسے ایک گردن (غلام) آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔ [3]

قَالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ التَّمَائِمَ كُلَّهَا، مِنَ الْقُرْآنِ وَغَيْرِ الْقُرْآنِ

عاور وکیع رحمہ اللہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے شاگرد ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے شاگرد قرآنی اور غیر قرآنی ہر قسم کے تمائم (تعویذات) کو ناپسند سمجھتے تھے۔ [4]

---

[1] مسند احمد ۱۸۷۸۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ الطِّبِّ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّعْلِيقِ ۲۰۷۲

[2] مسند احمد ۱۶۹۹۶، سنن ابوداود كِتَاب الطَّهَارَةِ بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ أَنْ يُسْتَنْجَى بِهِ ۳۶

[3] مصنف ابن ابی شیبة ۲۳۴۷۳

[4] مصنف ابن ابی شیبة ۲۳۴۶۷

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ

کہہ دیجئے کہ اے میری قوم! تم اپنی جگہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی عمل کر رہا ہوں، ابھی ابھی تم جان لوگے کہ کس پر رسوا کرنے

عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

والا عذاب آتا ہے اور کس پر دائمی مار اور ہمیشگی کی سزا ہوتی ہے، آپ پر ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب لوگوں کے لیے نازل فرمائی

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ

ہے، پس جو شخص راہ راست پر آجائے اس کے اپنے لیے نفع ہے اور جو گمراہ ہو جائے اس کی گمراہی کا (وبال) اسی پر ہے

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ (الزمر ۳۹ تا ۴۱)

آپ ان کے ذمہ دار نہیں۔

اور اگر تم لوگ میری دعوت توحید کو جس کے ساتھ اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے قبول نہیں کرتے اور اپنے باطل معبودوں کی حمایت میں مجھے زک پہنچانے اور پاکیزہ، سچی دعوت کو روکنے کے لئے جو کچھ تم کر رہے ہو اور جو کچھ بھی تم کر سکتے ہو کیے جاؤ اور اپنی کرنی میں تم کوئی کسر باقی نہ چھوڑو،

ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہی کہا تھا۔

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ [1]

ترجمہ: تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے مہلت نہ دو۔

مگر میں پھر بھی اللہ کے بھروسہ پر تمہاری رشد و ہدایت کا کام جاری رکھوں گا، جیسے فرمایا

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ [2]

ترجمہ: میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔

دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔۔۔ ﴿۲۵۶﴾ [3]

ترجمہ: دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔

اگر تم اپنے مشرکانہ آبائی دین پر گامزن رہنا چاہتے ہو، معبودان باطل کی رسوم عبادات بجالانا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی، مگر میں تمہیں اکیلے اللہ

[1] ہود ۵۵

[2] ہود ۵۶

[3] البقرۃ ۲۵۶

تعالیٰ کے دین کو خالص کرنے کی دعوت دیتا ہوں گا اور خود بھی اسی سیدھی، صاف شفاف، جرنیلی سڑک کا مسافر رہوں گا جس کی اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت فرمائی ہے، جس راہ میں کوئی کجی نہیں، جس راہ میں کوئی ڈر یا خوف نہیں، اس وقت تم اپنے جتھے کی طاقت کے نشے میں مخمور ہو کر، اپنی جاہلانہ ہٹ دھرمی، بغض وحسد اور فخر وغرور کی بنا پر اس دعوت حق کو مسترد کر رہے ہو مگر عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں ذلیل وخوار کون ہوتا ہے؟ اور مرنے کے بعد جب اللہ کی بارگاہ میں پہنچو گے تو پھر تمہیں حق وباطل کا فرق اچھی طرح سمجھ میں آجائے اور حق سے انحراف کی سزا ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی سزا ہے، اے نبی ﷺ! ہم نے یہ کتاب برحق تم پر تمام جن وانس کی ہدایت ورہنمائی کے لئے نازل کر دی ہے، اب جو اس کی روشنی میں رہنمائی حاصل کرے گا اور اس کے احکامات کی پیروی کرے گا تو اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جو ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی گمراہی اختیار کرے گا تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، جیسے فرمایا

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ۔۔۔ ﴿۱۰۸﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہہ دو کہ لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آچکا ہے اب جو سیدھی راہ اختیار کرے اس کی راست روی اسی کے لیے مفید ہے اور جو گمراہ رہے اس کی گمراہی اسی کے لیے تباہ کن ہے۔

مَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۔۔۔ ﴿۱۵﴾ (۲)

ترجمہ: جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

آپ کا کام اللہ کا کلام پہنچا دینا اور حق وباطل کو واضح کر دینا ہے اگر پھر بھی یہ گمراہی اختیار کرتے ہیں تو انہیں راہ راست پر لے آنا آپ کی ذمہ دار نہیں ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِیْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ؕ ﴿۱۲﴾ (۳)

ترجمہ: تم تو محض خبردار کرنے والے ہو، آگے ہر چیز کا حوالہ دار اللہ ہے۔

۔۔۔فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ (۴)

ترجمہ: بہرحال تمہارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ (۵)

ترجمہ: تم صرف خبردار کرنے والے ہو ہر اس شخص کو جو اس کا خوف کرے۔

(۱) یونس ۱۰۸

(۲) بنی اسرائیل ۱۵

(۳) ھود ۱۲

(۴) الرعد ۴۰

(۵) النازعات ۴۵

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ

اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے، پھر

فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے، اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ

غور کرنے والوں کے لیے اس میں یقیناً بہت نشانیاں ہیں، کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا (اوروں) کو سفارشی مقرر کر رکھا

قُلْ اَوَ لَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ

ہے؟ آپ کہہ دیجئے! کہ گو وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں، کہہ دیجئے! کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے،

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ (الزمر ۴۲ تا ۴۴)

تمام آسمانوں اور زمین کا راج اسی کے لیے ہے تم سب اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

حیات بعد الموت کی ایک مثال:

وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے (وفات کبریٰ) اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے (وفات صغریٰ) یعنی اس شخص کا احساس وشعور، فہم وادراک اور اختیار وارادہ کی قوتوں کو معطل کر دیتا ہے، پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے (وفات کبریٰ) اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقرر کے لیے واپس بھیج دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ [1]

ترجمہ: وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے، پھر دوسرے روز وہ تمہیں اسی کاروبار کے عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تاکہ زندگی کی مقرر مدت پوری ہو آخر کار اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے پھر وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو، اپنے بندوں پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

ایک مقام پر فرمایا

---

[1] الانعام ۶۰،۶۱

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ [۱]

ترجمہ:اے نبی ﷺ!ان سے کہو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا کا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لائے جاؤ گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بستر پر لیٹے تو پہلے اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس پر آ گئی ہے پھر یہ دعا پڑھے ’’اے میرے پالنے والے رب تیرے ہی پاک نام کی برکت سے میں لیٹتا ہوں اور تیری ہی رحمت میں جاگوں گا،اگر تو میری روح کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے بھیج دے تو اس کی ایسی ہی حفاظت کرنا جیسی تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔‘‘[۲]

کسی کو وفات کبریٰ سے اور کسی کو وفات صغریٰ سے ہمکنار کر دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی زندگی اور موت پر قدرت رکھتا ہے،وہی ان کی زندگی اور موت میں تصرف کرتا ہے اور وہ قیامت کے روز مردوں کو یقیناً ان کی قبروں سے اسی جسم وجان کے ساتھ زندہ کرے گا،جیسے فرمایا

۔۔۔وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿٧﴾ [۳]

ترجمہ:اور اللہ ضرور ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں جا چکے ہیں۔

ان لوگوں نے اپنے رب حقیقی کو چھوڑ کر دوسرے خود ساختہ معبود بنا رکھے ہیں اور اپنے طور پر بغیر کسی دلیل کے خود ہی یہ فرض کر لیا ہے کہ کچھ ہستیاں ایسی ہیں جو اللہ کے ہاں بڑی زور آور ہیں،جن کی سفارش کو اللہ کبھی نہیں ٹال سکتا بس ان کو خوش کرتے رہو تاکہ یہ خوش ہو کر اللہ سے ہمارے کام کرا سکیں اور ہماری سفارش بھی کریں،حالانکہ اللہ نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ فلاں ہستی کی میری بارگاہ میں یہ مرتبہ ومنزلت ہے اور نہ یہ کبھی فرمایا ہے کہ فلاں کی اللہ سفارش رد نہیں فرمائے گا،اور نہ ہی ان ہستیوں نے خود کبھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم اپنی زور بازو پر اللہ سے تمہارے کام بنوا دیا کریں گے مگر اس کے باوجود ان لوگوں نے مالک حقیقی کو چھوڑ کر ان فرضی ہستیوں کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے،اللہ تک رسائی اور شفاعت کے لئے ان کی تمام نیازمندیاں انہی کے لئے وقف ہو گئیں ہیں،جیسے فرمایا:

---

[۱] السجدة ۱۱

[۲] صحيح بخارى كتاب الدعوات بَابُ التَّعَوُّذِ وَالقِرَاءَةِ عِنْدَ المَنَامِ۶۳۲۰،صحيح مسلم كتاب الدعوات بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ النَّوْمِ وَأَخْذِ الْمَضْجَعِ ۶۸۹۲،سنن ابوداود كتاب الادب بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ النَّوْمِ ۵۰۵۰، مسند احمد ۹۴۳۸، ۷۸۱۱، ۷۸۱۱،صحيح ابن حبان ۵۵۳۴،السنن الكبرى للنسائى ۱۰۵۵۹،سنن الدارمى ۲۷۲۶،شرح السنة للبغوى ۱۳۱۳

[۳] الحج۷

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝٦٦ [1]

ترجمہ: آگاہ رہو! آسمان کے بسنے والے ہوں یا زمین کے، سب کے سب اللہ کے مملوک ہیں اور جو لوگ اللہ کے سوا (اپنے خود ساختہ) شریکوں کو پکار رہے ہیں وہ نرے وہم وگمان کے پیرو ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

جو پتھر کے ٹکڑے ہیں جن پاس نہ کچھ اختیار ہے نہ عقل وشعور، جبکہ شفاعت کی تمام اقسام کا مالک صرف اللہ ہے، اس کی اجازت کے بغیر کسی بھی ہستی کی اللہ کی بارگاہ میں سفارش منوا لینے کی بات تو بہت دور ہے ان میں تو اتنی بھی جرات وطاقت بھی نہیں ہوگی کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر لب کشائی کر سکیں یا از خود کسی کے لئے سفارشی بن کر کھڑا ہو سکیں، پھر اسی کی بارگاہ میں تم اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے پیش کیے جانے والے ہو۔

اس لئے کیوں نہ اللہ معبود حقیقی ہی کی عبادت کی جائے جو مالک ارض وسماوات ہے تاکہ وہ راضی ہو جائے اور شفاعت کے لئے کوئی سہارا ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔

وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَ اِذَا

جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب

ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝٤٥ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

اس کے سوا (اور کا) ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں، آپ کہہ دیجئے! کہ اے اللہ! آسمانوں

وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ

اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپے کھلے کو جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان امور کا فیصلہ فرمائے گا

فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝٤٦ (الزمر ۴۵،۴۶)

جن میں وہ الجھ رہے تھے۔

مشرکین کی مذمت:

مگر مشرکین کو جو زبان سے تو تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں مگر جب انہیں یہ کہا جاتا ہے کہ معبود تو صرف ایک اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس لئے مشکلات ومصائب میں دیگر معبودوں کو چھوڑ کر یا اللہ مدد کہہ کر اللہ کو پکارو جو پکار کو سنتا اور مدد کرنے پر قادر ہے تو ان کے دل یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہوتے، اور شدید ناگواری کا اظہار کرتے ہیں اور سمجھانے والے کے بارے میں طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں، جیسے فرمایا

[1] یونس ٦٦

اِنَّهُمۡ كَانُوۡۤا اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ۙ ﴿۳۵﴾ [1]

ترجمہ: یہ وہ لوگ تھے جب ان سے کہا جاتا اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے تو یہ گھمنڈ میں آجاتے تھے۔

اور جب دعوت دینے والا یہ کہہ کہ فلاں فلاں بھی معبود ہیں یا وہ بھی آخر اللہ کے نیک بندے ہیں وہ بھی کچھ اختیار رکھتے ہیں، وہ بھی مشکل کشائی اور حاجت روائی کر سکتے ہیں اور خزانے بخش سکتے ہیں اس لئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو یا علی مدد کہہ کر مشکل کشائی کے لئے پکارو یا اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ مدد کے لئے ندا دو، یا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کو مشکل کشائی کے لئے پکارو تو یہ بات مشرکین کے خواہشات نفس کے مطابق ہوتی ہے جس سے ان کے دلوں کی کلی کھل اٹھتی ہے، بشاشت سے ان کے چہرے دمکنے لگتے ہیں، کہو اے میرے پروردگار! ساتوں آسمانوں اور زمین کی تخلیق پیدا کرنے والے، حاضر و غائب کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـِٕـيۡنَ وَالنَّصٰرٰى وَالۡمَجُوۡسَ وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡصِلُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿۱۷﴾ [2]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور رصابی اور نصاریٰ اور مجوس اور جن لوگوں نے شرک کیا ان سب کے درمیان قیامت کے روز فیصلہ کر دے گا ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فیصلہ سے آگاہ فرمایا

هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِىۡ رَبِّهِمۡ‌ فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ الۡحَمِيۡمُ ۚ ﴿۱۹﴾ يُصۡهَرُ بِهٖ مَا فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ وَالۡجُلُوۡدُ ؕ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمۡ مَّقَامِعُ مِنۡ حَدِيۡدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا ۖ وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّلُـؤۡلُـؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمۡ فِيۡهَا حَرِيۡرٌ ﴿۲۳﴾ [3]

ترجمہ: یہ دو فریق ہیں جن کے اندر اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے، ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں، ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے اور ان کی خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ (دوسری طرف) جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ان کو اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیے جائیں گے اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔

---

[1] الصافات ۳۵

[2] الحج ۱۷

[3] الحج ۱۹ تا ۲۳

جیسے فرمایا

عٰلِیَهُمۡ ثِیَابُ سُنۡدُسٍ خُضۡرٌ وَّاِسۡتَبۡرَقٌ ۫ وَّحُلُّوۡۤا اَسَاوِرَ مِنۡ فِضَّةٍ... ﴿۲۱﴾ (۱)

ترجمہ: ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز لباس اور اطلس و دیبا کے کپڑے ہوں گے ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّیَلۡبَسُوۡنَ ثِیَابًا خُضۡرًا مِّنۡ سُنۡدُسٍ وَّاِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَّكِـِٕیۡنَ فِیۡهَا عَلَی الۡاَرَآئِكِ ؕ نِعۡمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴿۳۱﴾ (۲)

ترجمہ: ان کے لیے سدا بہار جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، وہاں وہ سونے کے کنگنوں سے آراستہ کیے جائیں گے باریک ریشم اور اطلس و دیبا کے سبز کپڑے پہنیں گے اور اونچی مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھیں گے۔

اور اللہ رب العزت نے فرمایا

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۸۲﴾ (۳)

ترجمہ: حقیقت میں تو امن انہی کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔

ایک مقام پر فرمایا

...اِنَّهٗ مَنۡ یُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاۡوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۷۲﴾ (۴)

ترجمہ: جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِمَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِأَمْرِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ابوسلمہ رحمہ اللہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز کو کس دعا سے شروع کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا اس سے دعا سے شروع فرمایا کرتے تھے "اے اللہ! پالنے والے جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کے (جبرائیل اور میکائیل دونوں رحمت کی فرشتے ہیں اور اسرافیل ان کے اور اللہ کے بیچ میں رسول ہیں) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، سیدھی راہ بتا جس میں لوگ اختلاف

(۱) الدھر۲۱
(۲) الکھف۳۱
(۳) الانعام۸۲
(۴) المائدۃ۷۲

کرتے ہیں،اپنے حکم سے بیشک تو ہی جسے چاہے سیدھی راہ بتاتا ہے۔ ''(۱)

عَنْ أَبِي مَالِكٍ، قَالَ:قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِّثْنَا بِكَلِمَةٍ نَقُولُهَا إِذَا أَصْبَحْنَا، وَأَمْسَيْنَا، وَاضْطَجَعْنَا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَقُولُوا اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَمَلِيكُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں کوئی کلمہ ارشاد فرمائیں جو ہم صبح شام اور سوتے وقت پڑھا کریں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھا کرو ''اے اللہ! اے آسمان وزمین کو بے نمونہ پیدا کرنے والے، غیب اور حاضر کے جاننے والے! تو ہی ہر چیز کا مالک ہے اور فرشتے گواہ ہیں کہ تو واحد ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد تمہارے بندے اور رسول ہیں، ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور شیطان مردود کے شر اور شرک سے تیری پناہ چاہتے ہوں اور اس بات سے بھی کہ ہم اپنی جانوں پر کسی برائی کا ارتکاب کریں یا کسی مسلمان کے لئے کوئی برائی کریں۔ ''(۲)

وَ لَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ

اگر ظلم کرنے والوں کے پاس وہ سب کچھ ہو جو روئے زمین پر ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو تو بھی بدترین سزا کے بدلے

الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ (الزمر ۴۷)

میں قیامت کے دن یہ سب کچھ دے دیں، اور ان کے سامنے اللہ کی طرف سے وہ ظاہر ہو گا جس کا گمان بھی انہیں نہ تھا۔

دنیا میں کفار ومشرکین جن محارم ومآثم کا ارتکاب کرتے تھے روز قیامت اس کمائی کی سزا ان کے سامنے آجائے گی، اللہ کا عذاب جسے وہ دنیا میں ناممکن سمجھتے تھے اور اس کا استہزا اڑایا کرتے تھے انہیں گھیر لے گا،

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز جہنم کو ستر ہزار لگاموں سے گھسیٹ کر میدان محشر میں لایا

(۱) صحيح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۷۶۸،۱۸۱۱،جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ ۳۴۲۰،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوةبَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ ۱۳۵۷،سنن ابوداودكتاب تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ ۷۶۷، مسنداحمد۲۵۲۲۵،شرح السنة للبغوی ۹۵۲،السنن الكبرى للبيهقى ۴۶۶۸

(۲) سنن ابوداودكتاب الادب بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ ۵۰۸۳، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ ۳۵۲۹، مسنداحمد۸۱

جائے گا اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوں گے۔ (۱)

جیسے فرمایا

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرٰى ﴿٣٦﴾ (۲)

ترجمہ: اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی۔

جو غیض وغضب سے پھٹنے کو ہو گی، جیسے فرمایا

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ﴿٧﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ﴿٨﴾ (۳)

ترجمہ: جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی ہولناک آوازیں سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہو گی، شدت غضب سے وہ پھٹی جا رہی ہو گی۔

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿١٢﴾ (۴)

ترجمہ: وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: احْتَجَّتْ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ الْجَنَّةُ: يَا رَبِّ، مَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا فُقَرَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ؟ وَقَالَتِ النَّارُ: يَا رَبِّ مَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ؟ فَقَالَ لِلنَّارِ: أَنْتِ عَذَابِي أُصِيبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَقَالَ لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أُصِيبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا، فَأَمَّا الْجَنَّةُ، فَإِنَّ اللَّهَ يُنْشِئُ لَهَا مَا يَشَاءُ، وَأَمَّا النَّارُ، فَيُلْقَوْنَ فِيهَا، وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فِيهَا، فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ، وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَتَقُولُ: قَطْ، قَطْ ، قَطْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ جنت اور جہنم میں باہمی مباحثہ ہوا، جنت کہنے لگی اے پروردگار! میرا کیا قصور ہے کہ مجھ میں صرف فقراء اور کم ترحیثیت کے لوگ داخل ہوں گے؟ اور جہنم کہنے لگی اے پروردگار! میرا کیا قصور ہے کہ مجھ میں صرف جابر اور متکبر لوگ داخل ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے میں جسے چاہوں گا تیرے ذریعے اسے سزا دوں گا اور جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے میں جس پر چاہوں گا تیرے ذریعے رحم کروں گا اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھر دوں گا، چنانچہ جنت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق نئی مخلوق پیدا فرمائے گا اور جہنم کے اندر جتنے لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا جہنم یہی کہتی رہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے پاؤں کو اس میں رکھ دے گا اس وقت جہنم بھر جائے گی اور اس کے اجزاء سمٹ کر ایک دوسرے

(۱) صحیح مسلم کتاب الجنة بَابٌ فِي شِدَّةِ حَرِّ نَارِ جَهَنَّمَ وَبُعْدِ قَعْرِهَا وَمَا تَأْخُذُ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ۷۱۶۴،جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّارِ ۲۵۷۳،مستدرک حاکم ۸۷۵۸

(۲) النازعات ۳۶

(۳) الملک ۷،۸

(۴) الفرقان ۱۲

سے مل جائیں گے اور وہ کہے گی بس، بس، بس۔ [1]

مجرمین اس کو دیکھ کر دہشت زدہ ہوجائیں گے جب وہ جہنم کے عذاب کی شدت اور اس کی ہولناکیاں دیکھیں گے جو کبھی ان کے وہم وگمان میں بھی نہ آئی ہوں گی تو خوف سے ان کی آنکھیں پتھرا جائیں گی، جیسے فرمایا

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝۱۰۲ [2]

ترجمہ: اس دن جبکہ صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس حال میں گھیر لائیں گے کہ ان کی آنکھیں (دہشت کے مارے) پتھرائی ہوئی ہوں گی۔

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝۷ [3]

ترجمہ: پھر جب دیدے پتھرا جائیں گے۔

اور وہ غم ورنج، خوف ودہشت سے گھلنے لگیں گے، اس وقت ان کے پاس زمین کا تمام سونا چاندی، جواہرات اور تمام اثاثے دوگنے بھی مل جائیں تو اس دردناک عذاب سے چھٹکارا پانے کے لئے فدیہ کے طور پر دینے کو بخوشی تیار ہوجائیں گے لیکن قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۹۱ [4]

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دے دی ان میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر بھی سونا فدیہ میں دے تو قبول نہ کیا جائے گا، ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے اور وہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَـيْــًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا ھُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۴۸ [5]

ترجمہ: اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئے گا نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول ہوگی اور نہ کسی سے معاوضہ لیا جائے گا اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝۸۸ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝۸۹ [6]

ترجمہ: جبکہ نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔

[1] مسند احمد ۱۸۷۷

[2] طہ ۱۰۲

[3] القیامہ ۷

[4] آل عمران ۹۱

[5] البقرة ۴۸

[6] الشعراء ۸۸،۸۹

روز محشر کفار و مشرکین اور منافقین کے سامنے اپنی برائیوں کے سارے برے نتائج کھل جائیں گے اور دنیا میں جہنم کے جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے انہیں چاروں طرف سے گھیرلے گا جس میں وہ نہ مریں گے اور نہ ہی زندہ رہیں گے، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ مَنۡ يَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ‌ؕ لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى ﴿۷۴﴾ (۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الۡاَشۡقَى ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِىۡ يَصۡلَى النَّارَ الۡكُبۡرٰى‌ۚ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى ؕ﴿۱۳﴾ (۲)

ترجمہ: اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بدبخت جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

وہاں وہ موت کو پکاریں گے مگر موت نہیں آئے گی، جیسے فرمایا

وَاِذَاۤ اُلۡقُوۡا مِنۡهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيۡنَ دَعَوۡا هُنَالِكَ ثُبُوۡرًا ؕ﴿۱۳﴾ لَا تَدۡعُوا الۡيَوۡمَ ثُبُوۡرًا وَّاحِدًا وَّادۡعُوۡا ثُبُوۡرًا كَثِيۡرًا‏ ﴿۱۴﴾ (۳)

ترجمہ: اور جب یہ دست و پابستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے، (اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

وَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهۡرِهٖۙ ﴿۱۰﴾ فَسَوۡفَ يَدۡعُوۡا ثُبُوۡرًا ۙ﴿۱۱﴾ (۴)

ترجمہ: رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا۔

وَبَدَا لَهُمۡ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوۡا وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۴۸﴾

جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کی برائیاں ان پر کھل پڑیں گی اور جس کا وہ مذاق کرتے تھے وہ انہیں آگھیرے گا،

فَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلۡنٰهُ نِعۡمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ

انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرمادیں تو کہنے لگتا ہے

اِنَّمَاۤ اُوۡتِيۡتُهٗ عَلٰى عِلۡمٍ‌ ؕ بَلۡ هِىَ فِتۡنَةٌ وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۹﴾

کہ اسے تو میں محض اپنے علم کی وجہ سے دیا گیا ہوں، بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں،

قَدۡ قَالَهَا الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمۡ

ان سے اگلے بھی یہی بات کہہ چکے ہیں پس ان کی کارروائی ان کے کچھ کام نہ آئی، پھر ان کی تمام برائیاں ان پر

(۱) طٰہٰ ۷۴

(۲) الاعلیٰ ۱۱تا۱۳

(۳) الفرقان ۱۳، ۱۴

(۴) الانشقاق ۱۰، ۱۱

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ

آ پڑیں ، اور ان میں سے بھی جو گناہ گار ہیں ان کی کی ہوئی برائیاں بھی اب ان پر آپڑیں گی،

وَ مَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۵۱ اَوَ لَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ

یہ (ہمیں) ہرادینے والے نہیں، کیاانہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کردیتاہے اور تنگ (بھی)،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ (الزمر ۴۸تا۵۲)

ایمان لانے والوں کے لیے اس میں (بڑی بڑی) نشانیاں ہیں۔

انسان کا ناشکرا پن:

انسانوں کی اکثریت کی فطرت یہ ہے کہ جب ان کو بیماری، فقروفاقہ یا کوئی اور تکلیف پہنچتی ہے تو اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے اللہ کی طرف پوری طرح راغب ہو کر دعائیں کرتا اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتا، الحاح وزاری کرتا ہے، اور جب اللہ اس تکلیف و پریشانی کو دور فرمادیتا ہے تو اللہ کے احسان کا اعتراف کرنے سے انکار کردیتا اور سرکشی اور طغیان کا راستہ اختیار کرلیتا ہے اور اللہ کے احسان کی ناشکری کرتے ہوئے کہتا ہے یہ تو میری اپنی دانائی، منصوبہ بندی، علم وہنر اور ان تھک محنت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا حقیقت یوں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں تجھے تیری اہلیت، قابلیت، علم وہنر یا محنت کی وجہ سے نہیں دی ہیں اور نہ ہی تو یہ دنیاوی نعمتیں اللہ کی رضامندی کی نشانی ہے ، یہ نعمتیں تو فتنہ ہیں اور اللہ نے تیری آزمائش وامتحان کے لیے تجھے دی ہیں کہ تو انہیں پاکر اللہ کا شکر گزار بندہ بنتا ہے یا اس کی نعمتوں کا کفران کرتا ہے مگر لوگوں کی اکثریت اس فتنہ اور آزمائش کو اللہ تعالیٰ کی نوازش سمجھتے ہیں، یہی باتیں ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی کہہ چکے ہیں مگر جب ان کی شامت اعمال آئی تو ان کی اہلیت اور قابلیت دھری کی دھری رہ گئی اور انہوں نے اپنی کمائی کے برے نتائج بھگتے، جیسے قارون کا واقعہ بیان فرمایا۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ
اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝۷۶ وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ
مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۷۷ قَالَ
اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً
وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَ لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۷۸ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝۷۹ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ
اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝۸۰ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ
فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝۸۱ وَ اَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ
وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ ۚ لَوْ لَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ (۱)

ترجمہ: یہ ایک واقعہ ہے کہ قارون موسیٰ کی قوم کا ایک شخص تھا پھر وہ اپنی قوم کے خلاف سرکش ہو گیا، اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی کنجیاں طاقت ور آدمیوں کی ایک جماعت مشکل سے اٹھا سکتی تھی، ایک دفعہ جب اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا پھول نہ جا اللہ پھولنے والوں کو پسند نہیں کرتا جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا، تو اس نے کہا یہ سب کچھ تو مجھے اس علم کی بنا پر دیا گیا ہے جو مجھ کو حاصل ہے، کیا اس کو یہ علم نہ تھا کہ اللہ اس سے پہلے بہت سے ایسے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جو اس سے زیادہ قوت اور جمعیت رکھتے تھے؟ مجرموں سے تو ان کے گناہ نہیں پوچھے جاتے، ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے ٹھاٹھ میں نکلا، جو لوگ حیات دنیا کے طالب تھے وہ اسے دیکھ کر کہنے لگے کاش! ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے یہ تو بڑا نصیبے والا ہے مگر جو لوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے افسوس تمہارے حال پر اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو، آخر کار ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کو آتا اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا، اب وہی لوگ جو کل اس کی منزلت کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے افسوس! ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا، افسوس۔ ہم کو یاد نہ رہا کہ کافر فلاح نہیں پایا کرتے۔

اور ان لوگوں میں سے بھی جو ظالم ہیں وہ عنقریب اپنی کمائی کے برے نتائج بھگتیں گے، یہ بھی نہ تو گزشتہ لوگوں سے بہتر ہیں اور نہ ان کو کوئی برات نامہ ہی لکھ کر دیا گیا ہے، یہ ہمیں عاجز کر دینے والے نہیں ہیں، اور کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ اپنی حکمت و مشیت سے جس کا چاہتا ہے رزق فراواں کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فقر و تنگ دستی میں مبتلا کر دیتا ہے؟ یعنی رزق کی تقسیم کا مدار انسان کی اہلیت و قابلیت یا اس کے محبوب و مغضوب ہونے پر ہر گز نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اور غور و تدبر کرتے ہیں کے لیے اللہ کی توحید کی ایک نشانی ہے کہ کائنات میں صرف اسی وحدہ لاشریک کا حکم و تصرف ہے اور کوئی اس کے فیصلوں میں دخل اندازی یا ردوبدل نہیں کر سکتا۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ

(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ،

اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾ وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ

بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے، تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف

وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ (الزمر ۵۴،۵۳)

جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔

(۱) القصص ۷۶ تا ۸۲

توبہ، گناہوں کی معافی کا ذریعہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَاسًا، مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْثَرُوا، وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوا، فَأَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ، لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ: {وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ،[1] وَنَزَلَتْ {قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ،[2]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے دورجاہلیت میں کچھ لوگوں نے بڑی کثرت سے قتل کا گناہ کیا تھااور اسی طرح بڑی کثرت سے زنا کاری بھی کرتے رہے تھے وغیرہ کا ارتکاب کیا تھا وہ اسلام کی دعوت سے متاثر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں (یعنی اسلام) یقیناً اچھی چیز ہے لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کیے ہیں وہ اسلام لانے سے معاف ہوں گے یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی ”جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔“ اور اسی موقع پر یہ آیت کریمہ بھی نازل فرمائی جس میں تمام انسانوں کو امید کا ایک پیغام دیا ”آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بے شک اللہ سارے گناہوں کو معاف کر دے گا بے شک وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔“[3]

اور اللہ تعالیٰ نے بے انتہا پیار ومحبت سے فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندوں سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم بہت وسیع ہے، وہ اپنے گناہ گار بندوں کو بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، مغفرت اور رحمت دونوں اللہ کے لازم اور ذاتی اوصاف ہیں جو کبھی اس کی ذات سے جدا نہیں ہوتے، اس نے روز اول سے اپنی رحمت کو اپنے غضب پر حاوی کر رکھا ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے ،اس کے ہاتھوں کی سخاوت جاری ہے کھلے اور چھپے وہ اپنے بندوں کو لگاتار نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے، عطا کرنا اسے محروم کرنے سے زیادہ پسند ہے اس لئے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، ندامت وپشیمانی کا وقت آنے سے پہلے اب بھی اگر خلوص نیت سے اپنے رب حقیقی کی اطاعت وبندگی کی طرف پلٹ آؤ اور سچے دل، اخلاص سے اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو (کیونکہ موت کے آثار ظاہر ہونے پر توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، اور ہر شخص کو اپنا انجام نظر آنے لگتا ہے) اور اپنے جوارح کے ساتھ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دو تو اللہ تمہارے سارے گناہوں شرک، قتل، زنا، سود خوری اور ظلم وغیرہ کو چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں گے تو معاف فرما کر تمہیں پاک کر دے گا، جیسے فرمایا

---

[1] الفرقان: ۶۸

[2] الزمر: ۵۳

[3] صحیح بخاری تفسیر سورہ الزمر بَابُ قَوْلِهِ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لاَ تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، إِنَّهُ هُوَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ ۴۸۱۰، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهِجْرَةِ وَالْحَجِّ ۳۲۲

أَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۴﴾ (۱)

ترجمہ: کیاان لوگوں کومعلوم نہیں ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خیرات کو قبولیت عطافرماتا ہے اور یہ کہ اللہ بہت معاف کرنے والااور رحیم ہے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيمًا ﴿۱۱۰﴾ (۲)

ترجمہ: اگر کوئی شخص برا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والااور رحیم پائے گا۔

إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴿۱۴۵﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلّٰهِ... ﴿۱۴۶﴾ (۳)

ترجمہ: یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے البتہ جو ان میں سے تائب ہو جائیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں اور اللہ کا دامن تھام لیں اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر دیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّآ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَّمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۷۳﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهٗ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۷۴﴾ (۴)

ترجمہ: یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے حالانکہ ایک اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے پھر کیا یہ اللہ سے توبہ نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے؟ اللہ بہت درگزر فرمانے والااور رحم کرنے والا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ﴿۱۰﴾ (۵)

ترجمہ: جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم وستم توڑا اور پھر اس سے تائب نہ ہوئے یقیناً ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا ہے۔

اگر یہ لوگ اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جس جس نے کفر کیا ہے اس کو دردناک سزادی جائے گی۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ، فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لاَ، فَقَتَلَهُ، فَجَعَلَ يَسْأَلُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا، فَأَدْرَكَهُ المَوْتُ، فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا، فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِكَةُ العَذَابِ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي، وَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي، وَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ

(۱) التوبة ۱۰۴

(۲) النساء ۱۱۰

(۳) النساء ۱۴۶،۱۴۵

(۴) المائدة ۷۴،۷۳

(۵) البروج ۱۰

أَقْرَبَ بِشِبْرٍ، فَغُفِرَ لَهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے خون ناحق کیے تھے پھر وہ (نادم ہوکر) مسئلہ پوچھنے نکلا پھر وہ ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا کہ نہیں، یہ سن کر اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا (اور سو خون پورے کر دیے) پھر وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا آخر اس کو ایک درویش نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلا جا (وہ آدھے راستے بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت واقع ہوگئی، مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا، آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا (کہ کون اسے لے جائے) رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع ہو کر نکلا تھا، عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی نیکی نہیں کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نصرہ نامی بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لیے جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہو جائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے دور ہو جا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا فاصلہ دیکھو اور (جب ناپا گیا تو) اس بستی کو جہاں وہ توبہ کے لیے جا رہا تھا ایک بالشت نعش سے نزدیک پایا اس لیے وہ بخش دیا گیا۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا [فِي] قَوْلِهِ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ قَالَ: قَدْ دَعَا اللَّهُ إِلَى مَغْفِرَتِهِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمَسِيحَ هُوَ اللَّهُ ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمَسِيحَ هُوَ ابْنُ اللَّهِ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ عُزَيْرًا ابْنُ اللَّهِ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ يَدَ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ، يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لِهَؤُلَاءِ، أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ، ثُمَّ دَعَا إِلَى تَوْبَتِهِ مَنْ هُوَ أَعْظَمُ قَوْلًا مِنْ هَؤُلَاءِ، مَنْ قَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الأَعْلَى، وَقَالَ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي} قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا] مَنْ آيَسَ عِبَادَ اللَّهِ مِنَ التَّوْبَةِ بَعْدَ هَذَا فَقَدْ جَحَدَ كِتَابَ اللَّهِ وَلَكِنْ لَا يَقْدِرُ الْعَبْدُ أَنْ يَتُوبَ حَتَّى يَتُوبَ اللَّهُ عَلَيْهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور رحیم ہے۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھی اپنی مغفرت کی دعوت دی ہے '' جنہوں نے یہ کہا کہ مسیح ہی اللہ ہے۔'' اور جنہوں نے یہ کہا کہ '' مسیح ابن اللہ ہے۔'' اور جنہوں نے یہ کہا ''عزیر ابن اللہ ہے۔'' اور جنہوں نے یہ کہا ''اللہ فقیر ہے۔'' اور جنہوں نے یہ کہا ''اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔'' اور جنہوں نے یہ کہا ''اللہ تعالیٰ تین کا تیسرا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے بھی فرمایا ہے ''پھر کیا یہ اللہ سے توبہ نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے؟ اللہ بہت درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے تو اسے بھی توبہ کی دعوت دی جس نے ان سب سے بڑی

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ حَدِيثِ الغَارِ ۳۴۷۰، صحیح مسلم كتاب التوبه بَابُ قَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَإِنْ كَثُرَ قَتْلُهُ ۷۰۰۸، صحیح ابن حبان ۶۱۵، شعب الایمان ۶۶۶۳، شرح السنة للبغوی ۴۱۸۵

بات کہی تھی ''میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔'' اور اس نے یہ بات بھی کہی تھی ''میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔'' عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کے بعد بھی جو شخص اللہ تعالیٰ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا انکار کرتا ہے لیکن یاد رہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا جب تک اللہ تعالیٰ بھی اس پر مہربان نہ ہو جائے۔ [1]

عَنْ شُتَيرِ بْنِ شَكَلٍ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ إِنَّ أَعْظَمَ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ: {اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ} [2]، وَإِنَّ أَجْمَعَ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ بِخَيْرٍ وَشَرٍّ: {إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ} [3]، وَإِنَّ أَكْثَرَ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ فَرَجًا فِي سُورَةِ الْغُرَفِ: {قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ}، وَإِنَّ أَشَدَّ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَصْرِيفًا {وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ} [4]. فَقَالَ لَهُ مَسْرُوقٌ: صَدَقْتَ.

شتیر بن شکل سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ قرآن مجید کی سب سے عظیم الشان آیت یہ ہے ''اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔'' خیر و شر کی سب سے جامع آیت یہ ہے ''اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔'' قرآن مجید کی سب سے زیادہ فرحت بخش سورۂ زمر کی یہ آیت ہے، '' اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔'' اور اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ سپرد کر دینے والی کتاب اللہ کی یہ آیت کریمہ ہے، ''جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ یہ سن کر مسروق نے ان سے کہا آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ [5]

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ أَوْ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَخْطَأْتُمْ حَتَّى تَمْلَأَ خَطَايَاكُمْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتُمُ اللَّهَ لَغَفَرَ لَكُمْ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ أَوْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُخْطِئُوا لَجَاءَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُخْطِئُونَ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ، فَيَغْفِرُ لَهُمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم اس قدر گناہ کرو کہ تمہارے گناہوں سے آسمان و زمین کے درمیان کا یہ سارا خلا بھر جائے پھر تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو تو وہ تمہیں معاف فرما دے گا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے یا اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں گے بجز وہ انہیں معاف فرما دے گا۔ [6]

[1] الدر المنثور ۷/۲۳۸

[2] الْبَقَرَة: ۲۵۵

[3] النَّحْلِ: ۹۰

[4] الطَّلَاقِ: ۲،۳

[5] تفسیر ابن کثیر ۷/۱۰۸

[6] مسند احمد ۱۳۴۹۳

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ: قَدْ كُنْتُ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللَّهُ قَوْمًا يُذْنِبُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ان کی وفات کاوقت قریب تھا توانہوں نے کہا میں نے تم سے ایک چیز کو چھپایا تھا (مصلحت سے کہ لوگ اس پر تکیہ نہ کریں اور گناہ سے بے خوف نہ ہوجائیں) جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا فرمادے گا جو گناہ کریں گے پھر وہ انہیں معاف فرمادے گا۔[1]

مگر شیطان نے لوگوں کا بہکادیا اور لوگ اس آیت کو بہانہ بناکر گناہ پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں، اللہ کے احکام وفرائض کی مطلق پرواہ نہیں کرتے، اللہ کی متعین کردہ حدود اور ضابطوں کو بے دردی سے پامال کرتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ غفور ورحیم ہے وہ سب کو بخش دے گا اس لئے اس دنیا میں خوب عیش کرو، یہ توحید ورسالت، آخرت کا خوف اور اعمال صالحہ تو بس اس لئے بیان کر دیئے گئے ہیں کہ انسان حد سے باہر نہ نکل جائے، مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ جہاں اللہ غفور ورحیم ہے اور اس نے اپنی بے پایاں رحمت کو خود پر واجب قرار فرمایا ہوا ہے وہ اللہ جبار وقہار بھی ہے، اسی غفور ورحیم اللہ نے جبار وقہار بن کر پچھلی قوموں کو غلط عقائد اور اعمال بد کے سبب ہی برباد کیا تھا، جیسے فرمایا

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّىْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۴۹ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝۵۰ [2]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں مگر اس کے ساتھ میرا عذاب بھی نہایت دردناک عذاب ہے۔

اس کا ایک قانون ہے جو اس نے بیان کر دیا ہے کہ جو جیسے اعمال اس کے بارگاہ میں لائے گا اس کے مطابق ہی اس کی جزاوسزا ہوگی، جہنم وجنت بلاوجہ ہی نہیں بنادی گئی۔

وَ اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اس سے پہلے کہ تم پر

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۵۵ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ

اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو، (ایسا نہ ہو کہ) کوئی شخص کہے ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے

فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝۵۶ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ

اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں رہا، یا کہے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی

---

[1] مسند احمد ۲۳۵۱۵، صحیح مسلم کتاب التَّوْبَةِ بَابُ سُقُوطِ الذُّنُوبِ بِالِاسْتِغْفَارِ تَوْبَةً ۶۹۶۳، جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ بَاب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ بِعِبَادِهِ ۳۵۳۹

[2] الحجر ۴۹،۵۰

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

پارسالوگوں میں ہوتا، یا عذاب کو دیکھ کر کہے کاش! کہ کسی طرح میرا لوٹ جانا ہوجاتا تو میں بھی نیکو کاروں میں ہوجاتا،

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ (الزمر ۵۵ تا ۵۹)

ہاں (ہاں) بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہنچ چکی تھیں جنہیں تونے جھٹلایا اور غرور تکبر کیا، اور تو تھا ہی کافروں میں۔

اور اے لوگو! اللہ کے وفقتاً دینوی عذاب نازل ہونے سے پہلے پہلے اخلاص نیت سے توبہ اور عمل صالح اختیار کر لو، اللہ نے جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں جن کاموں کا حکم فرمایا ہے یعنی محبت الٰہی، خشیت الٰہی، خوف الٰہی، اللہ پر امید و بھروسہ، اللہ کے بندوں کی خیر خواہی اور ان کے لئے ہمیشہ بھلائی چاہنا اس کی تعمیل کرو اور جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان سے اجتناب کرو، اور ظاہری اعمال مثلاً نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا، صدقہ دینا اور بھلائی کے مختلف کام کرنا بجالاؤ، اور گزشتہ تباہ و برباد اقوام کے حالات و واقعات کا جو ذکر بطور نصیحت کیا ہے اس سے عبرت حاصل کرو، کہیں غفلت پر جمے رہو اور مہلت کی گھڑیاں گزرنے کے بعد اپنے کرتوتوں پر افسوس نہ کرتے رہو اور فیصلہ کے روز کہو دنیا میں میں جزاو سزا کا تمسخر اڑایا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے آنکھوں سے دیکھ لیا یا یہ کہنے لگو کہ میں نے قرآنی احکامات پر عمل کرنے میں کوتاہی کی، یا یہ کہنے لگو کاش! میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی، جیسے فرمایا

... يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ (۱)

ترجمہ: اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

یا اپنے سامنے جہنم کو دیکھ کر اور غیض وغضب سے دھارتے سن کر مٹی میں مل جانے کی خواہش کرنے لگو، جیسے فرمایا

... يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ (۲)

ترجمہ: جس روز آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور کافر پکار اٹھے گا کہ کاش میں خاک ہوتا۔

یا الٹے ہاتھ میں اپنا نامہ اعمال ملنے پر افسوس کرنے لگو، جیسے فرمایا

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ (۳)

ترجمہ: اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے، کاش میری وہی موت (جو دنیا میں آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی۔

یا یہ کہنے لگو کہ کاش! اللہ مجھے ہدایت دے دیتا تو میں بھی شرک اور معاصی سے بچ جاتا اور پرہیز گاروں میں سے ہوتا اور عذاب جہنم سے بچ جاتا اور ثواب کا مستحق بن جاتا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ أَهْلِ النَّارِ يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ

(۱) الاحزاب ۶۶

(۲) النبا ۴۰

(۳) الحاقۃ ۲۵ تا ۲۷

الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي. فَيَكُونُ عَلَيْهِ حَسْرَةً قَالَ: وَكُلُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، فَيَقُولُ: لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي. قَالَ: فَيَكُونُ لَهُ شُكْرًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اہل دوزخ میں سے ہر شخص جنت میں بھی اپنی جگہ دیکھے گا اور کہے گا اے کاش! اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہدایت عطا فرما دیتا یہ بات اس کے لیے باعث حسرت ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اہل جنت میں سے بھی ہر شخص دوزخ میں اپنی جگہ دیکھے گا پھر کہے گا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت عطا نہ فرمائی ہوتی (تو دوزخ میں میرا ٹھکانہ ہوتا) یہ بات اس کے لیے شکر کا باعث ہوگی۔ (۱)

یا روز محشر عذاب جہنم کو دیکھ کر دنیا میں واپس آ کر اعمال صالحہ اختیار کرنے کی تمنا کرو، جیسے فرمایا

...وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۴۴ (۲)

ترجمہ: تم دیکھو گے کہ یہ ظالم جب عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے اب پلٹنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲ (۳)

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

مگر دنیا میں واپسی ممکن نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہیں دھتکار کر فرمائے گا اب تمہارا پچھتانا فضول ہے، جیسے فرمایا

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۝۵۲ (۴)

ترجمہ: جب ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہ دے گی اور ان پر لعنت پڑے گی اور بدترین ٹھکانا ان کے حصے میں آئے گا۔

میرے رسولوں نے میری واضح ہدایات واحکامات تمہارے پاس پہنچا دیے تھے، تمام دلائل وبراہین تمہارے سامنے واضح ہو گئے تھے اس وقت جب کہ تمہیں مہلت ملی ہوئی تھی تم نے اس دعوت کو بڑی شدومد کے ساتھ جھٹلایا اور تکبر کیا اور اسی تکبر میں رسولوں کا مذاق اڑایا اور اپنے جتھے مال وزر اور ظلم وستم کے بل بوتے پر اس پاکیزہ دعوت کو روکنے کی کوشش کی، اگر دوبارہ بھی تمہیں دنیا میں بھیج دیا جائے تو تم وہی سب کچھ کرو گے جن سے تمہیں رسولوں نے روکا گیا تھا لہذا اپنی کرنی کی جزا میں اب جہنم میں داخل ہو جاؤ جو متکبروں کا ٹھکانہ ہے، جیسے فرمایا

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۲۹ (۵)

---

(۱) مسند احمد ۱۰۶۵۲

(۲) الشوری ۴۴

(۳) السجدۃ ۱۲

(۴) المومن ۵۲

(۵) النحل ۲۹

ترجمہ:اب جاؤ جہنم کے دروازوں میں گھس جاؤ وہیں تم کو ہمیشہ رہنا ہے پس حقیقت یہی ہے کہ بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے متکبروں کے لیے۔

اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾ [1]

ترجمہ:اب جاؤ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ تم کو وہیں رہنا ہے بہت ہی برا ٹھکانا ہے متکبرین کا۔

وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ

اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے،

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَ يُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫

کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں ؟اور جن لوگوں نے پرہیزگاری کی انہیں اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے ساتھ بچالے گا،

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

انہیں کوئی دکھ چھو بھی نہ سکے گا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے ،اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر

وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

نگہبان ہے، آسمانوں اور زمین کی کنجیوں کا مالک وہی ہے، جن میں لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ (الزمر ۶۰ تا ۶۳)

وہی خسارہ پانے والے ہیں۔

مشرکین کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے:

دنیا میں جن لوگوں نے اللہ کی ذات، صفات، حقوق واختیارات میں اس کے شریک بنائے ہیں، قیامت کے روز عذاب کی ہولناکیوں اور اللہ کے غیض وغضب کا مشاہدہ کر کے ان کے چہرے خوف ودہشت سے سیاہ تاریک رات کی مانند سیاہ ہوں گے، جیسے فرمایا

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓئَتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا... ﴿٢٧﴾ [2]

ترجمہ: پھر جب یہ اس چیز کو قریب دیکھ لیں گے تو ان سب لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے انکار کیا ہے۔

اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ... ﴿١٠٦﴾ [3]

---

[1] المومن ۷۶

[2] الملک ۲۷

[3] آل عمران ۱۰۶

ترجمہ: جب کہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہو گا۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ [1]

ترجمہ: اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، اور کچھ چہرے اداس ہوں گے اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ [2]

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے ہشاش بشاش اور خوش وخرم ہوں گے، اور کچھ چہروں پر اس روز خاک اڑ رہی ہو گی اور کلونس چھائی ہوئی ہو گی۔

اللہ کی دعوت کی تکذیب، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے تکبر اور بہتان طرازی کرنے والوں کا دائمی ٹھکانا جہنم ہے جہاں وہ بڑی ذلت ورسوائی کے ساتھ بدترین سزائیں بھگتیں گے، اس کے برعکس جن لوگوں نے دنیا کی زندگی میں تقویٰ اختیار کیا ان کے فوز وسعادت کی وجہ سے اللہ ان کو ہر طرح کے غم سے نجات دے گا، قیامت کی ہولناکیوں سے انہیں کوئی گزند پہنچے گا، جیسے فرمایا

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ [3]

ترجمہ: جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اسے اس سے زیادہ بہتر صلہ ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے۔

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ [4]

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچا لے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا۔

ان پر گھبراہٹ ہو گی اور نہ وہ غمگین ہوں گے، جیسے فرمایا

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ [5]

ترجمہ: اس روز ان لوگوں سے جو ہماری آیات پر ایمان لائے تھے اور مطیع فرمان بن کر رہے تھے کہا جائے گا کہ اے میرے بندو! آج تمہارے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم لاحق ہو گا۔

بلکہ امن وچین کے ساتھ تمام نعمتیں حاصل کیے بیٹھے ہوں گے ان پر نعمتوں کی تازگی چھائی ہو گی، جیسے فرمایا

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ [6]

[1] القیامۃ ۲۲تا۲۵

[2] عبس ۳۸تا۴۱

[3] النمل ۸۹

[4] الدھر ۱۱

[5] الزخرف ۶۸

[6] المطففین ۲۴

ترجمہ: ان کے چہروں پر تم خوشحالی کی رونق محسوس کرو گے۔

اور اہل جنت پکار اٹھیں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝ (۱)

ترجمہ: شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے۔

تمام جاندار اور بے جان چیزوں کا خالق و مالک اللہ وحدہ لاشریک ہے، جیسے فرمایا

...قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ (۲)

ترجمہ: کہو ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یکتا ہے سب پر غالب!۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ (۳)

ترجمہ: وہی اللہ (جس نے تمہارے لیے یہ کچھ کیا ہے) تمہارا رب ہے، ہر چیز کا خالق، اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کدھر سے بہکائے جارہے ہو؟۔

اور پہلی ہی وحی میں بھی یہی ارشاد فرمایا

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ (۴)

ترجمہ: اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔

اس نے یہ عظیم الشان کائنات تخلیق کر کے چھوڑ نہیں دی، (نعوذ باللہ) تھک کر سو نہیں گیا اپنے اختیارات کسی کو سونپ نہیں دیئے بلکہ ہر چیز کی خبر گیری اور نگہبانی کر رہا ہے، زمین اور آسمانوں کے تمام معاملات کی باگ دوڑ اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ جیسے چاہتا ہے اپنی مخلوق میں تصرف و تدبیر فرماتا ہے جیسے فرمایا

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (۵)

ترجمہ: اللہ جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں کے لیے کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں، وہ زبردست اور حکیم ہے۔

اور جو لوگ اللہ کی آیات (دلائل و براہین) سے کفر کرتے ہیں وہی اپنے کفر و تکذیب کے نتیجے میں جہنم رسید ہوں گے۔

---

(۱) فاطر ۳۴

(۲) الرعد ۱۶

(۳) المومن ۶۲

(۴) العلق ۱

(۵) فاطر ۲

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ

آپ کہہ دیجئے اے جاہلو! کیا تم مجھ سے اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کو کہتے ہو، یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ

(کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ (الزمر ۶۴ تا ۶۶)

تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا، بلکہ اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔

کفر و ایمان میں سمجھوتہ نہیں ہو سکتا:

اللہ رب العالمین کے غیض و غضب کا شکار ہو کر تباہ و برباد ہو جانے والی اقوام اپنے پیغمبروں کو دھمکی دیا کرتی تھیں کہ ہماری ملت پر واپس پلٹ آؤ ورنہ ہم تمہیں شہر بدر یا سنگسار کر دیں گے،

جیسے قوم نوح نے کہا تھا۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ [۱]

ترجمہ: انہوں نے کہا اے نوح! اگر تو باز نہ آیا تو پھٹکارے ہوئے لوگوں میں شامل ہو کر رہے گا۔

لوط علیہ السلام کی قوم نے یہی دھمکی دی۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ [۲]

ترجمہ: انہوں نے کہا اے لوط علیہ السلام! اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو جو لوگ ہماری بستیوں سے نکالے گئے ہیں ان میں تو بھی شامل ہو کر رہے گا۔

شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی دھمکی دی۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ [۳]

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا اے شعیب، تیری بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تو ہمارے درمیان ایک بے زور آدمی ہے، تیری برادری نہ ہوتی تو ہم کبھی کا تجھے سنگسار کر چکے ہوتے تیرا بل بوتا تو اتنا نہیں ہے کہ ہم پر بھاری ہو۔

ایک اور بستی والوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو یہی دھمکی دی تھی۔

---

[۱] الشعراء ۱۱۶

[۲] الشعراء ۱۶۷

[۳] ہود ۹۱

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ (۱)

ترجمہ: بستی والے کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تم بڑی دردناک سزا پاؤ گے۔

انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کفار مکہ بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی کہتے تھے کہ اس نئے دین کو چھوڑ کر اپنے آباواجداد کے مشرکانہ دین کو اختیار کرلیں، اور آپ ﷺ گزشتہ پیغمبروں کی طرح انہیں دعوت توحید فرماتے اور وہ اس دعوت کو روکنے کے لئے مختلف طرح کے لالچ اور دھمکیاں دیتے، مسلمانوں پر انسانیت سوز ظلم وستم ڈھاتے اور اپنی ہر کوشش پر ناکام ہو کر آگ بگولہ ہو جاتے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! ان جہلا سے واشگاف الفاظ میں کہہ دیں اگر تم لوگوں کی موت شرک پر ہوئی اور موت سے پہلے اس ظلم عظیم سے توبہ نہیں کی تو اس کا انجام بہت ہی المناک ہوگا، دنیا میں تم لوگ بہت سے کاموں کو نیکی کا کام سمجھتے ہوئے کرو گے مگر اللہ تمہارے ان اعمال کو شرک کے سبب عمل صالحہ قرار نہیں دے گا اس لئے روز قیامت کسی اجر کے مستحق قرار نہیں دیئے جاؤ گے اور تمہاری پوری زندگی سراسر زیاں کاری بن کر رہ جائے گی، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰۗىِٕكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاۗءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ (۲)

ترجمہ: جس روز یہ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ مجرموں کے لیے کسی بشارت کا دن نہ ہوگا، چیخ اٹھیں گے کہ پناہ بخدا، اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ جو اپنی ذات، صفات، حقوق واختیارات الغرض ہر اعتبار سے کامل ہے، جو اپنے بندوں کو آسمان وزمین سے انواع اقسام کی نعمتیں عطا فرماتا ہے وہی اکیلا عبادت کا مستحق ہے اور جن ہستیوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ ہر لحاظ سے ناقص ہیں، جو نہ نفع سے سکتی ہیں نہ نقصان، اس لئے وہ عبادت کی مستحق نہیں ہوسکتیں تب تم مجھے ان باطل معبودوں کی عبادت کا حکم کیوں دیتے ہو جن کے اختیار میں کچھ بھی نہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ بِجَهْلِهِمْ دَعَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عِبَادَةِ آلِهَتِهِمْ، وَيَعْبُدُوا مَعَهُ إِلَهَهُ ، فَنَزَلَتْ: قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مشرکین نے از راہ جہالت رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی کہ آپ ﷺ ان کے معبودوں کی عبادت کریں اور وہ آپ کے معبود کی عبادت کریں گے تو اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ''اے نبی ﷺ!) ان سے کہو پھر کیا اے جاہلو تم اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لئے مجھ سے کہتے ہو؟ (یہ بات تمہیں ان سے صاف کہہ دینی چاہیے کیونکہ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں

---

(۱) یسین ۱۸

(۲) الفرقان ۲۳،۲۲

رہو گے۔''(۱)

اگر میں تمہاری باتوں میں آ کر اللہ کی ذات،صفات، حقوق اور اختیارات میں کسی کو شریک ٹھیراؤں گا تو میرے بھی تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے اور میں زیاں کاروں میں ہو جاؤں گا اس لیے میری تمہارے ساتھ کسی موقع پر بھی افہام وتفہیم نہیں ہو سکتی، جیسے اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء ومرسلین کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ؀ (۲)

ترجمہ: یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے لیکن اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا۔

اور اہل ایمان کو نصیحت کریں کہ وہ مشرکین کے ظلم وستم پر صبر کریں اور ہر طرف سے منہ موڑ کر خالص اللہ ہی کی بندگی کریں، اللہ کے رسول کی خوشدلی کے ساتھ اطاعت کریں، اللہ کی نازل کردہ ہدایات پر بے چوں وچرا عمل کریں، اسی کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کی تگ ودو کریں، اور اس نے ان کے مانگے بنا جو بے شمار نعمتیں مثلاً توفیق اخلاص اور تقویٰ وغیرہ اور دنیاوی نعمتیں مثلاً جسمانی صحت وعافیت، اولاد اور رزق وغیرہ تمہیں عطا فرما رکھی ہیں ان کا شکر بجالائیں تاکہ غرور وتکبر اور خود پسندی کی آفت سے محفوظ رہیں، اس طرح اللہ تمہارے قدم جمادے گا دشمنوں پر تمہارا رعب ودبدبہ چھا جائے گا اور اللہ تمہیں مزید نعمتیں عنایت فرمائے گا۔

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ

اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام آسمان

مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؀ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ

اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں، اور صور پھونک

فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى

دیا جائے گا پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا

فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ؀ وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ

پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے، اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی، نامہ اعمال حاضر کیے جائیں گے

(۱) تفسیر ابن کثیر ۱۱۲؍۷

(۲) الانعام ۸۸

وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾

نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور لوگوں کے درمیان حق حق فیصلے کر دیئے جائیں گے اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے،

وَ وُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ (الزمر ۶۷تا۷۰)

اور جس شخص نے جو کچھ کیا ہے بھرپور دے دیا جائے گا، جو کچھ لوگ کر رہے ہیں وہ بخوبی جاننے والا ہے۔

ان مشرکین کو اللہ کی عظمت وکبریائی کا کچھ اندازہ ہی نہیں ہے، انہوں نے کبھی یہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کہ کہ رب العالمین کا مقام کتنا بلند ہے اور ان حقیر ہستیوں کی کیا حقیقت ہے جنہیں یہ اس کا شریک اور معبودیت کا حق وار سمجھتے ہیں، اس کی قدرت کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ قیامت کے روز پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دست راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے، پاک اور بالاتر ہے وہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں، یعنی کہاں اس کی یہ شان وعظمت وکبریائی اور کہاں اس کے ساتھ خدائی میں کسی مخلوق کا شریک کرنا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّا نَجِدُ: أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الخَلاَئِقِ عَلَى إِصْبَعٍ، فَيَقُولُ أَنَا المَلِكُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الحَبْرِ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ، وَالأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ}

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک یہودی عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز ساتوں) آسمانوں کو (اپنی وسعتوں اور عظمتوں کے باوجود) ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور فرمائے گا میں ہی بادشاہ ہوں، اس یہودی کی بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسوڑے ظاہر ہو گئے، آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ”اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی۔“ کی تلاوت فرمائی۔[1]

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَقْبِضُ اللَّهُ الأَرْضَ، وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا المَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الأَرْضِ

ایک اور روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ زمین کو قبض کر لے گا اور آسمان کو اپنی داہنی مٹھی میں لے لے گا پھر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔[2]

[1] صحیح بخاری تفسیرسورۂ الزمر بَابُ قَوْلِهِ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۴۸۱۱،صحیح مسلم كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۷۰۴۵ ،مسنداحمد۴۳۶۸،شرح السنة للبغوی۴۳۰۴

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۂ الزمر بَابُ قَوْلِهِ وَالأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۴۸۱۲،صحیح

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَقْبِضُ يَوْمَ القِيَامَةِ الأَرْضَ، وَتَكُونُ السَّمَوَاتُ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا المَلِكُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمینیں اس کی ایک انگلی پر ہوں گی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے پھر فرمائے گا میں ہی بادشاہ ہوں۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: يَأْخُذُ الْجَبَّارُ سَمَاوَاتِهِ، وَأَرَضِيهِ بِيَدِهِ، وَقَبَضَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا، وَيَبْسُطُهَا، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْجَبَّارُ، أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ قَالَ: وَيَتَمَايَلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بند کر لی پھر کھولی پھر بند کی، پھر اپنی بزرگی آپ بیان فرمائے گا کہ میں جبار ہوں، میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں دوسرے جبار؟ کہاں ہیں دوسرے متکبر؟ اور یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھکتے تھے دائیں اور بائیں طرف یہاں تک کہ میں نے منبر کو دیکھا کہ وہ نیچے سے ہلتا تھا میں کہتا تھا شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ لے کر گر پڑے گا۔ (۲)

اور جس روز اللہ کے حکم سے صور پھونکا جائے گا جس کی ہولناک آواز سے آسمانوں اور زمین میں جو ہیں وہ تمام کے تمام مر کر گر جائیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے، پھر ایک دوسرا صور پھونکا جائے گا اور یکایک سب کے سب اپنی قبروں سے اٹھ کر قیامت کی دل دوز حالت دیکھنے اور حساب کتاب کے لیے میدان محشر کی طرف دوڑنے لگیں گے، جیسے فرمایا

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ (۳)

ترجمہ: ایک روز کی ڈانٹ پڑے گی اور یکایک یہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۵۲﴾ (۴)

ترجمہ: جس روز وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پکار کے جواب میں نکل آؤ گے اور تمہارا گمان اس وقت یہ ہو گا کہ ہم بس تھوڑی دیر ہی اس حالت میں پڑے رہے ہیں۔

مسلم كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۷۰۵۰، سنن ابن ماجه كتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۹۲، مسند احمد ۸۸۶۳، سنن الدارمی ۲۸۴۱، مسندابی یعلی ۵۸۵۰

(۱) صحيح بخاری كتاب التوحيدبَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۷۴۱۲، صحيح مسلم كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۷۰۵۱

(۲) سنن ابن ماجه كتاب الزهدبَابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ ۴۲۷۵، مسند احمد ۵۶۰۸، صحيح ابن حبان ۷۳۲۷

(۳) النازعات ۱۳،۱۴

(۴) بنی اسرائیل ۵۲

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ (۱)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جوں ہی کہ اس نے تمہیں زمین سے پکارا بس ایک ہی پکار میں اچانک تم نکل آؤ گے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ صور پھونکنے کا ذکر فرمایا ہے، سورۂ النمل میں ان دونوں سے پہلے ایک اور نفخ صور کو بیان فرمایا ہے جسے سن کر زمین و آسمان کی ساری مخلوق دہشت زدہ ہو جائے گی۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ (۲)

ترجمہ: اور کیا گزرے گی اس روز جب کہ صور پھونکا جائے گا اور ہول کھا جائیں گے وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ اس ہول سے بچانا چاہے گا۔

جب اللہ مالک یوم الدین بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے تجلی فرمائے گا تو زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی، کراماً کاتبین کی مرتب کردہ اولین و آخرین لوگوں کا نامہ اعمال لا کر رکھ دیا جائے گا تاکہ بندہ خود اپنی نیکیوں اور گناہوں کو پڑھ لے، جیسے فرمایا

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (۳)

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہو گئی ہو، جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

اور اللہ عزوجل عمل کرنے والے سے مکمل عدل و انصاف کے ساتھ فرمائے گا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ (۴)

ترجمہ: پڑھ اپنا نامہ اعمال آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔

انبیاء اور دوسرے تمام گواہ اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں حاضر کر دیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نبیوں سے پوچھے گا کہ کیا تم نے میرا پیغام اپنی اپنی امتوں کو پہنچا دیا تھا اور تمہاری امتوں نے اس کا کیا جواب دیا تھا؟ کیا تمہاری امتوں نے اس پاکیزہ دعوت کو قبول کیا تھا یا اس کی تکذیب کی تھی؟ امت محمدیہ کو بطور گواہ بطور گواہ پیش کیا جائے گا اور وہ اس بات کی گواہی دے گی کہ اے ہمارے رب! تیرے پیغمبروں نے تیری دعوت اپنی اپنی قوم کو پہنچا دی تھی، جیسا کہ تو نے ہمیں اپنے آخری کلام قرآن مجید کے ذریعہ سے ان امور سے مطلع فرما دیا تھا، میدان

---

(۱) الروم ۲۵

(۲) النمل ۸۷

(۳) الکہف ۴۹

(۴) بنی اسرائیل ۱۴

محشر میں میزان قائم کر دیا جائے گا

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۗ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ (۱)

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا، جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دو چند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔
پھر لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے اور عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے ان کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور کسی کے اجر وثواب میں کمی نہیں ہوگی، کسی کو اس کے جرم سے زیادہ سزا نہیں دی جائے گی، کسی کا گناہ کسی دوسرے کے سر نہیں تھوپا جائے گا بلکہ ہر متنفس کو جو کچھ بھی اس نے عمل کیا تھا اس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا، لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى إِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا

کافروں کے غول کے غول جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اس کے دروازے ان کے

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ

لیے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟

يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ

جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے رہتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں درست

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

ہے لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا، کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جہاں ہمیشہ رہیں گے،

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾ (الزمر ۷۱،۷۲)

پس سرکشوں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے۔

---

(۱) الانبیاء ۴۷
(۲) النساء ۴۰

کفار کی آخری منزل:

روز قیامت جب اللہ کی عدالت سے فرداً فرداً ہر شخص کے اعمال نامہ اور گواہوں کی گواہی کے مطابق حق وانصاف سے فیصلے ہو جائیں گے، اہل توحید اور اہل کفر کے گروہوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۹﴾ (۱)

ترجمہ: اور اے مجرمو! آج تم چھٹ کر الگ ہو جاؤ۔

جنتیوں کو جنت کی طرف خوش آمدید کہا جائے گا، جیسے فرمایا

...وَالۡمَلٰٓئِكَةُ يَدۡخُلُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ (۲)

ترجمہ: ملائکہ ہر طرف سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہے، تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہوئے ہو پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر!۔

وَاُدۡخِلَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ؕ تَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ (۳)

ترجمہ: بخلاف اس کے جو لوگ دنیا میں ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں وہ ایسے باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں وہ اپنے رب کے اذن سے ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا استقبال سلامتی کی مبارکباد سے ہوگا۔

تَحِيَّتُهُمۡ يَوۡمَ يَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ ۖۚ وَاَعَدَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَرِيۡمًا ﴿۴۴﴾ (۴)

ترجمہ: جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا اور ان کے لیے اللہ نے بڑا باعزت اجر فراہم کر رکھا ہے۔

سَلٰمٌ ۟ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ ﴿۵۸﴾ (۵)

ترجمہ: رب رحیم کی طرف سے انہیں سلام کہا گیا ہے۔

اور انتہائی سخت گیر فرشتے کفار و مشرکین کے متفرق گروہوں کو ایک دوسرے کے پیچھے جانوروں کے ریوڑ کی طرح ہنکاتے، کوڑوں سے مارتے، دھکیلتے ہوئے اور منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم کی طرف لے جائیں گے، جیسے فرمایا

وَنَحۡشُرُهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡيًا وَّبُكۡمًا وَّصُمًّا‌ؕ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ‌ؕ كُلَّمَا خَبَتۡ زِدۡنٰهُمۡ

---

(۱) یٰسین ۵۹

(۲) الرعد ۲۳، ۲۴

(۳) ابراہیم ۲۳

(۴) الاحزاب ۴۴

(۵) یٰسین ۵۸

سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾ (1)

ترجمہ:ان لوگوں کو ہم قیامت کے روز اوندھے منہ کھینچ لائیں گے ،اندھے، گونگے اور بہرے ،ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب(اس کی آگ) دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ (2)

ترجمہ: مجرم وہاں اپنے چہروں سے پہچان لیے جائیں گے اور انہیں پیشانی کے بال اور پاؤں پکڑ پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔

جہاں ہرطرح کا عذاب جمع ہوگا اور ہرقسم کی بدبختی موجود ہوگی،جہاں ہرسرور زائل ہو جائے گا،جہنم کے تندخو اور سخت مزاج کارندے ان مجرموں کی مہمانی کے لئے فوراًہی جہنم کے ساتوں دروازے کھول دیں گے تا کہ فوراًہی عذاب نار شروع ہو جائے،جب جہنمی اس میں داخل ہونے لگیں گے تو جہنم کے کارندے انہیں شرمندہ کرنے ، ندامت بڑھانے کے لئے ڈانٹ اور جھڑک کر کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول نہیں آئے تھے کہ تم ان سے ہدایت حاصل کرتے؟ کیا اللہ نے تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے ان پر کتابیں نازل نہیں فرمائی تھیں؟ کیا اللہ کے رسولوں نے تمہیں شرک سے روک کر دعوت توحید نہیں دے تھی؟ کیا انہوں نے اپنے وعظ ونصیحت میں تمہیں گناہوں سے اجتناب اور اعمال صالح کی تلقین نہیں کی تھی؟ کیا انہوں نے حیات بعد از موت، حشرونشر ، کفروشرک اور گناہوں کے انجام جہنم کے دردناک عذاب سے نہیں ڈرایا تھا؟ کیا انہوں نے اللہ کی اطاعت وبندگی پرخوشخبریاں نہیں پہنچائیں تھیں؟ دنیا میں تو یہ لوگ توحید پرستوں سے بحث وتکرار اور جدل ومناظرہ کرتے تھے مگر اب سب کچھ آنکھوں کے سامنے آچکا ہو گا اس لئے اپنے گناہوں کا اعتراف واقرار کرتے ہوئے جواب دیں گے ہاں بیشک اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم وبرادری سے واضح دلائل اور روشن نشانیوں کے ساتھ اپنے رسول ہمارے پاس بھیجے تھے جن کی صداقت کو ہم خوب جانتے تھے،اللہ نے ہماری رشد وہدایت کے لئے ان پر کتابیں بھی نازل فرمائی تھیں،رسولوں نے توحید ورسالت اور آخرت پر دلیلیں قائم کر کے اپنی رسالت کا حق ادا کر دیا تھا،انہوں نے ہمیں شرک اور معاصیت سے ڈرایا اور دھمکایا تھا اور توحید اور عمل صالحہ اختیار کرنے پرخوشخبریاں دیں تھیں مگر ہم نے اپنے غرور وتکبر،بغض وعناد اور تعصّبات میں پیغمبروں کی تکذیب اور بھرپور مخالفت کی،حق سے گریز کر کے باطل کی راہ کو اختیار کیا،ہم دنیاداری،دینوی عیش وآرام اور باطل معبودوں کی عبادت میں مست رہے،ہمیں یقین ہی نہیں تھا کہ ہماری قوم میں سے ہم جیسا بشر رسول بھی ہو سکتا ہے،قیامت،مرنے کے بعد دوسری زندگی،حشر نشر،جنت وجہنم کو ہم ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے،دنیا میں شیطان نے ہمیں دھوکے میں ڈالے رکھا اور ہم اللہ سے بے خوف ہو کر بے سمجھ جانوروں کی طرح زندگی گزارتے رہے،جیسے فرمایا

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿٨﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ۥ

فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ﴿٩﴾ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ

---

(1) بنی اسرائیل ۹۷

(2) الرحمٰن ۴۱

اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ ﴿۱۰﴾ [1]

ترجمہ:اور وہ جوش کھارہی ہوگی،شدت غضب سے پھٹی جاتی ہوگی،ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟وہ جواب دیں گے ہاں خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلادیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے،تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور وہ کہیں گے کاش! ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں نہ شامل ہوتے۔

ایک مقام پر فرمایا

قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۙ وَمَاۤ اَنۡزَلَ الرَّحۡمٰنُ مِنۡ شَیۡءٍ ۙ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَكۡذِبُوۡنَ ﴿۱۵﴾ [2]

ترجمہ:بستی والوں نے کہا تم کچھ نہیں ہو مگر ہم جیسے چند انسان،اور اللہ رحمٰن نے ہرگز کوئی چیز نازل نہیں کی ہے تم محض جھوٹ بولتے ہو۔

ان کا جواب سنکر کارندے کہیں گے اب اس جہنم میں ابدی بدبختی اور سرمدی عذاب کے لئے داخل ہو جاؤ جو تم جیسے متکبروں کا ابدی اور برا ٹھکانہ ہے،جیسے فرمایا

وَنَادَوۡا یٰمٰلِكُ لِیَقۡضِ عَلَیۡنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدۡ جِئۡنٰكُمۡ بِالۡحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَكُمۡ لِلۡحَقِّ كٰرِهُوۡنَ ﴿۷۸﴾ [3]

ترجمہ:وہ پکاریں گے اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کردے تو اچھا ہے،وہ جواب دے گا تم یوں ہی پڑے رہو گے ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے مگر تم میں سے اکثر کو حق ہی ناگوار تھا۔

وَ سِیۡقَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ اِلَی الۡجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤی

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے یہاں تک کہ

اِذَا جَآءُوۡهَا وَ فُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیۡكُمۡ

جب اس کے پاس آجائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو،

طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِیۡنَ ﴿۷۳﴾ وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ صَدَقَنَا وَعۡدَهٗ

تم خوش حال رہو تم اس میں ہمیشہ کے لیے چلے جاؤ،یہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس

---

[1] الملک ۸تا۱۰

[2] یسین ۱۵

[3] الزخرف ۷۸،۷۷

وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾

زمین کا وارث بنادیا کہ جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں پس عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ قُضِيَ

اور تو فرشتوں کو اللہ کے عرش کے ارد گرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد وتسبیح کرتے ہوئے دیکھے گا اور ان میں انصاف کا فیصلہ

بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ (الزمر ۷۳ تا ۷۵)

کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ساری خوبی اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔

متقیوں کی آخری منزل:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، حَدَّثَهُ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ الْجَنَّةَ، هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے میری امت کی ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی جن کی تعداد ستر ہزار ہوگی،ان سعادت مندلوگوں کے چہرے اس طرح روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند روشن ہوتا ہے۔[۱]

عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ، سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ

اور سب لوگ اپنے باپ آدم کی شکل پر ساٹھ گز لمبے ہوں گے آسمان میں۔[۲]

جب رب کی لازوال نعمتوں بھری جنت میں داخل ہونے کے لئے گروہ در گروہ اونٹوں پر سوار ہو کر دروازوں پر پہنچیں گے،جس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ

أَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ سَنَةً

جنت کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک چالیس برس کی راہ ہے۔[۳]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ثُمَّ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ، كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ

[۱] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ يَدْخُلُ الجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۶۵۴۲،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى دُخُولِ طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ ۵۲۲، مسند احمد ۹۲۰۲،شرح السنة للبغوی ۴۳۲۳

[۲] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۳۳۲۷،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَصِفَاتُهُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ ۷۱۶۳

[۳] صحیح مسلمکِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیاسجن للمومن وجنة ۷۴۳۵،شعب الایمان ۹۸۴۴،مسندابی یعلی ۱۲۷۵،شرح السنة للبغوی ۴۰۸۶

وَحِمْيَرَ - أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بصری میں ہے۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ، فَيَقُولُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُولُ: مُحَمَّدٌ، فَيَقُولُ: بِكَ أُمِرْتُ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تو وہاں کا داروغہ مجھ سے پوچھے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کہے گا مجھے یہی حکم دیا گیا تھا کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لیے نہ کھولوں۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الجَنَّةِ:يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلاَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَا، قَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے، پھر جو شخص نمازی ہوگا اسے باب الصلاۃ سے پکارا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا، اور روزہ دار ہوگا اسے باب الریان سے پکارا جائے گا، اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والا ہوگا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اور عزت واکرام کے ساتھ جنت کے دروازے کھول دیں گے، یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ ان دروازوں سے (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم انہی میں سے ہوگے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً وَاحِدَةً، فَقَالَ:هَذَا وُضُوءُ مَنْ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ

(۱) صحیح بخاری كتاب التفسيرسورۂ بنی اسرائیل بَابُ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا۴۷۱۲،صحیح مسلم كتاب الايمان بَابُ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا۴۸۰، مسند احمد ۹۶۲۳،شرح السنة للبغوی۴۳۳۲

(۲) صحیح مسلم كتاب الايمان بَابٌ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا ۴۸۶، مسند احمد۱۲۳۹۷،شرح السنة للبغوی ۴۳۳۹

(۳) صحیح بخاری كتاب الصوم بَابٌ الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ ۱۸۹۷،صحیح مسلم كتاب الزكاة بَابُ مَنْ جَمَعَ الصَّدَقَةَ، وَأَعْمَالَ الْبِرِّ ۲۳۷۱،مسنداحمد۷۶۳۳،صحیح ابن حبان ۳۰۸،شعب الایمان ۳۱۹۳،السنن الكبرى للبیہقی ۱۸۵۶۳،شرح السنة للبغوی ۱۶۳۵

صَلَاةً إِلَّا بِهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثِنْتَيْنِ ثِنْتَيْنِ، فَقَالَ:هَذَا وُضُوءُ الْقَدْرِ مِنَ الْوُضُوءِ ، وَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَقَالَ: هَذَا أَسْبَغُ الْوُضُوءِ، وَهُوَ وُضُوئِي، وَوُضُوءُ خَلِيلِ اللَّهِ إِبْرَاهِيمَ، وَمَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا، ثُمَّ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فُتِحَ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضاء وضو ایک ایک بار دھو کر فرمایا اس وضو کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتا، اور دو دو مرتبہ اعضاء وضو دھوئے اور فرمایا یہ مناسب درجہ کا وضو ہے،اور تین تین بار اعضاء دھوئے اور فرمایا یہ کامل ترین وضو ہے اور یہ میرا اور ابراہیم خلیل اللہ کا وضو ہے، جو اس طرح وضو کرے اور وضو سے فارغ ہو کر کہے، ’’ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔‘‘ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے اندر چلا جائے۔[1]

اہل جنت کی عزت وتکریم کے لئے ہر طرف سے فرشتے انہیں خوش آمدید کہیں گے اور انہیں مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہیں گے تم پر سلامتی ہو تم ہر آفت اور برے حال سے سلامت اور محفوظ ہو، تمہارے دل اللہ تعالیٰ کی معرفت،اس کی محبت اور اس کی خشیت کے باعث،تمہاری زبانیں اس کے ذکر اور تمہارے جوارح اس کی اطاعت کے باعث اچھے رہے لہذا اپنی اچھائی کے سبب اس جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ،یہ پاک اور طیب گھر ہے اور طیبین کے سوا کسی کے لائق نہیں،اہل جنت گروہوں کی صورت میں نہایت وقار کے ساتھ خوبصورت جنتوں میں داخل ہو جائیں گے،جہاں بادنسیم کے جھونکے ان کا استقبال کریں گے،وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو جنت کی زمین کا وارث بنا دیا اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ، لاَ يَبْصُقُونَ فِيهَا، وَلاَ يَمْتَخِطُونَ، وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ، آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ، وَرَشْحُهُمُ المِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الحُسْنِ، لاَ اخْتِلاَفَ بَيْنَهُمْ وَلاَ تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ، يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہو گی ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند جیسی ہوں گی،وہ نہ اس میں تھوکیں گے،نہ کھنگاریں گے اور نہ بول وبزار کریں گے،ان کے برتن اور کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی،ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہو گا،ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہو گا ان میں سے ہر ایک کو دو ایسی بیویاں ملیں گی جس کے حسن وجمال کا یہ عالم ہو گا کہ ان کی پنڈلی کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا،ان میں آپس میں کوئی اختلاف اور بغض نہ ہو گا ان سب کے دل ایک دل جیسے ہوں گے اور وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔[2]

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً، وَمَرَّتَيْنِ، وَثَلَاثًا۴۱۹،صحیح مسلم کتاب الطہارۃ بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوءِ ۵۵۳، مسند احمد ۱۷۳۹۳

[2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۴۵، صحیح مسلم کتاب الجنۃ بَابٌ فِي صِفَاتِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِهَا وَتَسْبِيحِهِمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا۷۱۴۸

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى صُورَةِ أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ، أَخْلَاقُهُمْ عَلَى خُلُقٍ وَاحِدٍ، عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہو گی ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند جیسی ہوں گی، اور جو ان کے بعد ہوں گے ان کی جگمگاہٹ آسمان میں سب سے زیادہ جگمگانے والے ستارے کی طرح ہو گی، وہ نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ، نہ تھوکیں گے اور نہ کھنگاریں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہو گا اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہو گا اور ان کی بیویاں حور عین ہوں گی، ان سب کے اخلاق ایک ہی شخص جیسے ہوں گے، ان سب کی صورت اپنے باپ آدم علیہ السلام جیسی ہو گی اور ان کے قد ساٹھ ہاتھ بلند ہوں گے۔[1]

اور جہنمی غیض وغضب سے دھاڑتی جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے تو فرشتے عرش الٰہی کو گھیرے ہوئے رب کی تسبیح وتحمید میں مصروف ہو جائیں گے، اور ہر ناطق وغیر ناطق کی زبان پر بھی حمد الٰہی کی ترانے ہوں گے۔

مضامین سورۂ المومن:

کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دو طرح کی کاروائیاں شروع کر رکھی تھیں، ایک یہ کہ ہر طرف جھگڑے اور بحثیں چھیڑ کر، طرح طرح کے الٹے سیدھے سوالات اٹھا کر اور نت نئے الزامات لگا کر قرآنی تعلیمات اور دعوت اسلام اور خود رسول اللہ کے بارے میں اتنے شبہات اور وسوسے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیے جائیں کہ ان کو صاف کرتے کرتے آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان زچ ہو جائیں، دوسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینے کے لیے زمین ہموار کی جائے، چنانچہ اس غرض کے لیے وہ پیہم سازشیں کر رہے تھے،

قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ:عَمْرِو بْنِ العَاصِ: أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ المُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِفِنَاءِ الكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوَى ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: {أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ}[2]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں نماز پڑھ رہے تھے، یکایک عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال کر بہت زور سے گھونٹنا شروع کیا (تاکہ گلا گھونٹ کر آپ کو مار ڈالے) مگر عین

---

[1] مسند ابی یعلی ۶۰۸۴، صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۳۳۲۷، صحیح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَصِفَاتُهُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ ۷۱۴۹، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ ۴۳۳۳

[2] [غافر: ۲۸]

وقت پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور انہوں نے دھکا دے کر اسے ہٹا دیا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس ظالم سے کشمکش کر رہے تھے اس وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے '' کیا تم ایک شخص کو صرف اس قصور میں مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بینات لے کر آیا ہے۔''[۱]

اس سورہ کا موضوع حق وباطل اور ہدایت وضلالت کے درمیان معرکہ ہے، سورۃ کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی معجزہ قرآن کے تذکرہ سے ہوا جو کئی صدیاں گزرنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کی گواہ ہے، سائنسی ترقیاں اور جدید تحقیقات اس کے بیان کردہ علمی حقائق کی تصدیق کرتی ہیں، قرآن کریم کے وحی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی چار صفات کا ذکر ہے کہ وہ گناہوں کی بخشش اور مغفرت کرنے والا ہے اگر کوئی خلوص نیت سے اپنے گناہوں اور کفروشرک سے توبہ کرے تو وہ توبہ قبول کرنے والا ہے، جس طرح وہ غفورورحیم ہے اسی طرح وہ سخت سزا دینے والا بھی ہے اور ہر طرح کی قدرتوں والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا کہ کفار کا زمین پر اقتدار اور غلبہ آپ کو کسی شک میں نہ ڈالے، ان سے پہلے بھی ایسا ہو گزرا ہے جب منکرین حق اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوئے (اسی طرح ان کفار پر بھی عذاب الٰہی نازل ہوسکتا ہے) عرش کو اٹھانے والے مقرب فرشتے اللہ کی حمد وستائش کے ساتھ مومنوں کی بخشش ومغفرت کے لیے بھی اللہ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے رہتے ہیں، مکذبین کو تنبیہ کی گئی کہ قیامت کے روز کفار کو یاد دلایا جائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا کیسا مذاق اڑاتے اور کس طرح تکذیب کرتے تھے، اس وقت وہ جہنم کے دردناک عذاب سے نکلنے کے لیے گڑگڑائیں گے، التجائیں کریں گے لیکن ان کا پچھتاوا اور گڑگڑانا بے سود ہوگا، جہنم کے داروغے ان سے کہیں گے کہ جیسے آج عذاب کی شدت دیکھنے کے بعد تم اپنے آپ پر جتنے غصہ کا اظہار کر رہے ہو اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تم پر اس وقت غضب ناک ہوتا تھا جب تمہیں ایمان کی طرف دعوت دی جاتی تھی لیکن تم تکبر اور سرکشی کرتے ہوئے کفر کرتے تھے اور ایمان قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے، مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ خالص اعتقاد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں خواہ کفار کو کتنا ہی ناگوار گزرے، اور کفار کو اس دن سے ڈرنا چاہیے جس کی ہولناکی اور شدت کو دیکھ کر کلیجے منہ کو آئیں گے، اس روز ان کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارشی، اللہ تعالیٰ سینوں میں چھپے بھید اور آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور قیامت کے روز وہ عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کے مطابق ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرما دے گا اور ہر شخص کو اس کے نیک یا بد عمل کا بدلہ مل کر رہے گا، اہل ایمان کو تسلی دی گئی کہ تم سے پہلے لوگوں پر تم سے بھی زیادہ مصائب وآلام کے پہاڑ ٹوٹے مگر انہوں نے دعوت حق کا سلسلہ جاری رکھا اور ان کی استقامت کے باعث کامیابی وکامرانی نے ان لوگوں ہی کے قدم چومے، اس دور میں ایک ایسا گروہ بھی تھا جو دعوت حق کو پہچان چکا تھا مگر ان مصائب وآلام سے گھبرا کر ایمان کا اظہار نہ کر پاتا تھا اور حق وباطل کی اس کشمکش کا خاموشی سے تماشا دیکھ رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ضمیر کو جھنجھوڑا کہ جب حق کے دشمن علانیہ تمہاری آنکھوں کے سامنے اتنا بڑا ظالمانہ اقدام کرنے پر تل گئے ہیں تو تم کب تک خاموش تماشائی بنے ان مظالم کو دیکھتے رہو گے؟ اٹھو! آگے بڑھو! اور حق کا ساتھ دو ورنہ زندگی بھر کا پچھتاوا تمہارا پیچھا نہ چھوڑے گا، سورۃ کے اختتام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کی گئی ہے اور اس کے بعد جھٹلانے والوں کو زمین پر چل پھر کر ہلاک شدہ اقوام کا انجام

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ المومن بَابُ قَوْلِهِ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ، إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۴۸۱۵، ابن ہشام ۲۹۰/۱

اور ان کے آثار و کھنڈرات دیکھنے کی تلقین کی گئی ہے، جن اقوام کو اپنی ظاہری قوت اور مادی وسائل پر بڑا ناز تھا، انہوں نے بھی انبیاء کے معجزات اور صداقت کی واضح نشانیوں کو جھٹلا دیا تھا پھر جب انہوں نے اللہ کا عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو توحید کا اقرار اور طاغوت سے بےزاری کا اظہار کیا، لیکن یہ اللہ کا دستور رہے کہ عذاب کا مشاہدہ کر لینے کے بعد متکبروں، سرکشوں اور ناشکروں کا ایمان قبول نہیں کیا جاتا، چنانچہ اس وقت کا اقرار اور اظہار ان کے کسی کام نہ آیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ

حم، اس کتاب کا نازل فرمانا اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے، گناہ کو بخشنے والا اور توبہ قبول فرمانے والا،

شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۳﴾ (المومن ا تا ۳)

سخت عذاب والا، انعام و قدرت والا، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابًا ولُبَاب الْقُرْآنِ آلُ حم-أَوْ قَالَ: الْحَوَامِيمُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن مجید کا خلاصہ آل حم ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ قرآن مجید کا خلاصہ حوامیم ہیں۔[1]

قَالَ مِسعَر بْنُ كِدَام: كَانَ يُقَالُ لَهُنَّ: الْعَرَائِسُ

مسعر بن کدام رحمہ اللہ کا قول ہے (مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ) ان سورتوں کو دلہنیں کہا جاتا تھا۔[2]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ انْطَلَقَ يَرْتَادُ لِأَهْلِهِ مَنْزِلًا فَمَرَّ بِأَثَرِ غَيْثٍ فَبَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ فِيهِ وَيَتَعَجَّبُ مِنْهُ إِذْ هَبَطَ عَلَى رَوْضَاتٍ دَمِثَاتٍ، فَقَالَ: عَجِبْتُ مِنَ الْغَيْثِ الْأَوَّلِ فَهَذَا أَعْجَبُ مِنْهُ وَأَعْجَبُ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّ مَثَلَ الْغَيْثِ الْأَوَّلِ مَثَلُ عِظَمِ الْقُرْآنِ وَإِنَّ مَثَلَ هَؤُلَاءِ الرَّوْضَاتِ الدَّمِثَاتِ مَثَلُ الٰ حم فِي الْقُرْآنِ.

عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قرآن مجید کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص اپنے گھر والوں کے لیے کسی جگہ کی تلاش میں ہو اور اس کا کسی ایسی جگہ سے گزر ہوا ہو جہاں بارش ہو چکی ہو وہ اس جگہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے چلتے چلتے سرسبز و شاداب اور گھنے باغات میں پہنچ جائے اور کہے کہ میں تو بارش برسنے والی پہلی جگہ ہی سے خوش ہو رہا تھا حالانکہ یہ مقام تو اس سے بھی زیادہ خوش منظر ہے، تو اس سے کہا جائے کہ پہلی بارش

---

[1] فتح القدیر ۵۵۰/۴، تفسیر البغوی ۱۰۳/۴

[2] تفسیر القرطبی ۲۸۸/۱۵، تفسیر البغوی ۱۰۳/۴

کی مثال قرآن مجید کی عظمت کی مثال ہے اور ان سرسبز وشاداب اور گھنے باغات کی مثال ایسے ہے جیسے قرآن مجید کی حم سورتیں ہیں۔ (۱)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: إِذَا وَقَعْتُ فِي آلِ حم وَقَعْتُ فِي رَوْضَاتٍ دَمِثَاتٍ أَتَأَنَّقُ فِيهِنَّ

اورعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب میں حم سے شروع ہونے والی سورتوں کو پڑھتاہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے خوش منظر اور دلفریب باغات سے لطف اندوز ہو رہاہوں۔ (۲)

حم، مشرکین مکہ اللہ کی الوہیت وربوبیت، قرآن کی حقانیت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بارے میں نت نئے سوالات اور اعتراضات گھڑ کر مجادلے کی صورت پیدا کرتے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جواب دے کر خبردار کیا کہ جو کلام ان کے سامنے پیش کیا جارہاہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں گھڑلیا ہے اور نہ ہی کسی معمولی ہستی کا کلام نہیں ہے بلکہ اللہ خالق کائنات کی طرف سے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے نازل کیا گیاہے، اللہ جو قادر مطلق ہے اور کوئی اس کی قوت اور غلبے کے سامنے پر نہیں مارسکتا،اس کاجو بھی فیصلہ ہو نافذ ہو کر ہی رہتاہے، لہذااس کے رسول سے جھگڑا کر کے کوئی یہ امید رکھتاہو کہ وہ اسے نیچا دکھادے گا تو یہ اس کی اپنی حماقت ہے ایسی توقعات کبھی پوری نہیں ہوسکتیں، وہ قیاس وگمان پر بات نہیں کرتا بلکہ ہر چیز کا براہ راست علم رکھتاہے، وہ جانتا ہے کہ انسان کی فلاح کس چیز میں ہے اور کون سے اصول وقوانین اور احکام اس کی بہتری کے لئے ضروری ہیں، اس کی ہر تعلیم حکمت اور علم صحیح پر مبنی ہے جس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں، انسانوں کی حرکات وسکنات میں سے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں رہ سکتیں، حتی کہ وہ نیتوں اور دل کے ارادوں تک کو جانتا ہے، وہی غفور ورحیم ہے اور اپنے بندوں کے گزشتہ گناہوں کا بخشنے والا ہے اس کے سوا اور کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں اور وہی بندوں کی مستقبل میں ہونے والی کوتاہیوں پر توبہ قبول فرمانے والا ہے، مگر جولوگ حق کو قبول کرنے کے بجائے بغاوت وسرکشی کارویہ اختیار کریں، آخرت کی دائمی زندگی پر دنیا کی عارضی رنگینیوں کو ترجیح دیں انہیں سخت عذاب دینے والا ہے، اور اس کی سزا ایسی ہولناک ہے کہ صرف ایک احمق انسان ہی اس کو قابل برداشت سمجھ سکتا ہے، جیسے فرمایا

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّىْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۴۹ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝۵۰ (۳)

ترجمہ:اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں مگر اس کے ساتھ میرا عذاب بھی نہایت دردناک ہے۔

وہی ہر آن اپنی تمام مخلوقات پر ان گنت نعمتوں، احسانات اور رحمتوں کی ہمہ گیر بارش کرتا رہتا ہے، فی الحقیقت اس کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں خواہ لوگوں نے کتنے ہی دوسرے جھوٹے معبود بنا رکھے ہوں، سب کو بالآخر اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے، کوئی دوسرا معبود لوگوں کے اعمال کاحساب لینے والا اور ان کی جزاوسزا کا فیصلہ کرنے والا نہیں لہذا ایسے رب کو چھوڑ کر اگر کوئی دوسروں کو اپنا معبود بنائے گا تو اپنی حماقت کا خمیازہ خود ہی بھگتے گا۔

---

(۱) تفسیرالبغوی ۱۰۳؍۴

(۲) تفسیر البغوی ۱۰۳؍۴

(۳) الحجر ۴۹،۵۰

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝۴ (المومن ۴)

اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں پس ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔

دنیاوی مال واسباب کی حقیقت:

اللہ تعالیٰ نے کفار ومشرکین کے طرز عمل کو بیان فرمایا کہ اللہ کا کلام نہایت سادہ، آسان اور واضح ہے، مگر ان لوگوں نے جو اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسانات کو بھول کر غیر اللہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ حق کی تردید کے لئے کج بحثیاں کرتے ہیں، اللہ کے کلام میں دلائل وبراہین کے ظاہر ہونے کے بعد طرح طرح کے نکتے پیدا کر کے شبہات پیدا کرتے ہیں، مال ودولت حاصل کرنے کے لئے ملکوں اور شہروں میں اطمینان سے دندناتے پھرتے ہیں، ان کے کاروبار چمک رہے ہیں جس سے یہ دھوکہ کھا رہے ہیں کہ وہ حق پر ہیں اس لئے اللہ انہیں اپنی بے شمار نعمتوں سے نواز رہا ہے، اے لوگو! ان لوگوں کی مختلف انواع کی تجارت اور کاروبار، ان کی ظاہری شان وشوکت، ڈھاٹ باٹ، دنیوی سج دھج، مال ومتاع، رہن سہن، مرتبہ وحیثیت اور حق سے انحراف اور مقابلہ سے مرعوب مت ہونا کہ وہ اللہ کی پکڑ سے بچ نکلے ہیں، جیسے فرمایا

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝۱۹۶ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۹۷ (۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! دنیا کے ملکوں میں خدا کے نافرمان لوگوں کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے یہ محض چند روزہ زندگی کا تھوڑا سا لطف ہے پھر یہ سب جہنم میں جائیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝۲۴ (۲)

ترجمہ: ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں، پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔

اللہ نے ان لوگوں کو مہمل چھوڑ نہیں دیا بلکہ مہلت عطا کی ہے تاکہ یہ اپنے کفروشرک اور دنیاوی کاروبار میں اچھی طرح غرق ہو جائیں مگر بہت جلد یہ اپنے کفروشرک کی وجہ سے مواخذہ الٰہی میں آجائیں۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ

قوم نوح نے اور ان کے بعد کے گروہوں نے بھی جھٹلایا تھا، اور ہر امت نے اپنے رسول کو گرفتار کر لینے کا ارادہ

لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵

کیا اور باطل کے ذریعہ کج بحثیاں کیں تاکہ ان سے حق کو بگاڑ دیں، پس میں نے انہیں پکڑ لیا سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی،

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶ۘ (المومن ۵،۶)

اور اسی طرح آپ کے رب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا کہ وہ دوزخی ہیں۔

(۱) آل عمران ۱۹۶،۱۹۷

(۲) لقمان ۲۴

اور اے نبی ﷺ! اگر یہ لوگ غیر اللہ کی محبت میں ڈوب کر دعوت حق کو جھٹلا رہے ہیں، اللہ کی آیات کا مذاق اڑا رہے ہیں تو یہ کوئی انوکھی اور نرالی بات نہیں ان سے پہلے قوم نوح، قوم عاد اور ان کے بعد دوسری اقوام بھی کفر و شرک میں مبتلا ہو کر اپنے رسول کی دعوت کو جھٹلاتی، مذاق اڑاتی اور انہیں قید یا قتل کرنے کی سازشیں کرتی رہی ہیں اور بعض کو قتل بھی کر دیا گیا، جس طرح یہ لوگ باطل کو سر بلند اور حق کو نیچا کرنے کے لئے جھوٹے پروپیگنڈے، استہزا، مسلمانوں پر انسانیت سوز ظلم و ستم اور رسول کو گرفتار یا قتل کرنے کے حربے استعمال کر رہے ہیں گزشتہ مشرک اقوام نے بھی یہی طرز عمل اختیار کیا تھا وہ بھی حق کو نیچا دکھانے اور باطل کی مدد کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے تھے مگر ان کی خواہش کے برعکس ہمیشہ حق ہی سر بلند اور باطل سرنگوں ہوا، جیسے فرمایا

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۴۰ [1]

ترجمہ: تم نے اگر نبی کی مدد نہ کی تو کچھ پروا نہیں، اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے، اس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور کافروں کا بول نیچا کر دیا اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے، اللہ زبردست اور دانا و بینا ہے۔

ایک وقت مقررہ پر جب مہلت کی گھڑیاں ختم ہو گئیں اور وہ حق کی طرف نہ پلٹے تو وہ اقوام تکذیب حق اور حق کے خلاف اکٹھے ہونے کے سبب اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو گئیں، جب ان پر اللہ کا دنیاوی عذاب نازل ہوا تو وہ اس مشکل گھڑی میں اپنے دیوی دیوتاؤں کو جن کو انہوں نے بے بہا اختیارات سونپ رکھے تھے، جن کی مشکل کشائی اور حاجت روائی پر انہیں کامل یقین تھا مدد کے لئے پکارتے رہے مگر ان کا کوئی معبود انہیں بچانے کے لئے میدان میں نہ آیا، اللہ نے ان پر زبردست گناہوں اور بدترین سرکشیوں کی بنا پر تکلیف دہ اور المناک عذاب نازل کیا اور حرف غلط کی طرح مٹا کر نشان عبرت بنا دیا،

عَنْ قَتَادَةَ، فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ، قَالَ: شَدِيدٌ وَاللّٰهِ

قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ ''پس میں نے انہیں پکڑ لیا سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی۔'' کے بارے میں فرمایا واللہ! اللہ تعالیٰ کا عذاب بے حد شدید تھا۔ [2]

مگر یہ ان کی آخری سزا نہ تھی بلکہ اللہ نے ان کے حق میں یہ فیصلہ بھی کر دیا ہے کہ ان کو جہنم میں داخل کرنا ہے جو متکبروں کے لیے بدترین ٹھکانہ ہے، اب یہ لوگ بھی پچھلی اقوام کی ڈگر پر گامزن ہیں، آخری رسول کی تکذیب کرتے ہیں، باطل کو سر بلند کرنے اور حق کو سرنگوں کے لئے

[1] التوبة ۴۰

[2] تفسیر طبری ۳۵۳؍۲۱

ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مگر ہمیشہ کی طرح یہ نامراد ہی رہیں گے، اگر یہ تیری تکذیب اور مخالفت سے باز نہ آئے تو یہ بھی پچھلی اقوام کی طرح عذاب الٰہی کی گرفت میں آجائیں گے اور پھر انہیں کوئی معبود بچانے کے لئے نہیں آئے گا۔

اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَ مَنۡ حَوۡلَہٗ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ

عرش کے اٹھانے والے اور اس کے اس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح وحمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں

وَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ

اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو

رَّحۡمَۃً وَّ عِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَ قِہِمۡ

اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے پس انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے

عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَ اَدۡخِلۡہُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣ الَّتِیۡ وَعَدۡتَّہُمۡ وَ مَنۡ صَلَحَ

عذاب سے بھی بچالے، اے ہمارے رب! تو انہیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے

مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ اَزۡوَاجِہِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۙ﴿۸﴾

باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں، یقیناً تو غالب و باحکمت ہے،

وَ قِہِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَ مَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَہٗ ؕ

انہیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ، حق تو یہ ہے کہ اس دن تو نے جسے برائیوں سے بچالیا اس پر تو نے رحمت کر دی

وَ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۹﴾ (المومن ۷ تا ۹)

اور بہت بڑی کامیابی تو یہی ہے۔

اہل ایمان کے لئے مقرب فرشتوں کی دعائیں:

مسلمان مشرکین مکہ کی زبان درازیاں، چیرہ دستیاں اور ان کے مقابلے میں اپنی بے بسی دیکھ دیکھ کر سخت دل شکستہ ہو رہے تھے، اس پر انہیں اپنے لطف وکرم اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ان گھٹیا اور رذیل لوگوں کی باتوں پر جن کی حیثیت جانوروں سے بھی کمتر ہے تم رنجیدہ کیوں ہو رہے ہو، جیسے فرمایا

...لَہُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا یَفۡقَہُوۡنَ بِہَا ۫ وَ لَہُمۡ اَعۡیُنٌ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ بِہَا ۫ وَ لَہُمۡ اٰذَانٌ لَّا یَسۡمَعُوۡنَ بِہَا ؕ اُولٰٓئِکَ

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ... ﴿۱۷۹﴾ (۱)

ترجمہ: ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے پاس کان تو ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے۔

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ (۲)

ترجمہ: کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

تمہارا مرتبہ تو وہ ہے کہ اختلاف جنس اور بعد مقام کے باوجود عرش الٰہی کے حامل طاقتوار، قدر ومنزلت اور فضیلت میں اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے اور جو عرش کے گرد وپیش حاضر رہتے ہیں، جیسے فرمایا

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ (۳)

ترجمہ: فرشتے اس کے اطراف وجوانب میں ہوں گے اور آٹھ فرشتے اس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

وہ اللہ کی بارگاہ میں تسبیح وتہلیل میں مصروف رہتے ہیں اور انتہائی پستی اور عاجزی کے ساتھ اس کی حمد بجالاتے ہیں تمہارے ساتھ گہری دلچسپی اور ہمدردی رکھتے ہیں، وہ اسماء الٰہی کو وسیلہ بنا کر کل اہل ایمان مردوں وعورتوں، ان کے صالح آباواجداد اور ان کی مومن وصالح اولاد وازواج کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور دین وآخرت کی بھلائی اور تقصیروں کی معافی کے لئے غائبانہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تجھ سے اپنے بندوں کی کمزوریاں، لغزشیں اور خطائیں چھپی ہوئی نہیں ہیں، تیرے علم کی طرح تیری رحمت بھی وسیع ہے، انہوں نے شرک اور معاصی سے خلوص نیت کے ساتھ توبہ کی ہے اور فرمانبرداری اختیار کر کے فی الواقع تیرا خود بتایا ہوا راستہ اختیار کیا ہے اس لئے بربنائے رحمت اپنے ان بندوں کو بخش کر عذاب جہنم سے بچالے اور جن ہمیشہ رہنے والی جنتوں کا تو نے مومنین سے وعدہ فرمایا ہے ان میں ان کو ان کے والدین، بیویوں، اولاد، دوستوں اور رفقاء کے ساتھ گو ان کے اعمال ان جیسے نہ ہوں تاہم تو ان کے درجات بڑھا کر اونچے درجے میں داخل فرمادے، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ... ﴿۲۱﴾ (۴)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی ہے ان کی اس اولاد کو بھی ہم (جنت میں) ان کے ساتھ ملادیں گے اور ان کے عمل میں کوئی گھاٹا ان کو نہ دیں گے۔

اے ہمارے رب! دنیا میں ان کو غلط عقائد، بگڑے اخلاق، برے اعمال اور دنیا، عالم برزخ اور روز قیامت کے آفات، مصائب

(۱) الاعراف ۱۷۹

(۲) الفرقان ۴۴

(۳) الحاقۃ ۱۷

(۴) الطور ۲۱

اور اذیتوں سے بچالے جس کو تو نے میدان حشر کے ہول، سائے اور ہر قسم کی آسائشوں سے محرومی، محاسبے کی سختی، تمام خلائق کے سامنے زندگی کے راز فاش ہونے کی رسوائی اور دوسری تمام ذلتوں وسختیوں اور جہنم سے بچا کر جنت میں داخل فرمادیا یہی سب سے بڑی کامیابی ہے، جیسے فرمایا

...فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾ [1]

ترجمہ: کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔

وبلغني أن رجلا قال لبعض الصالحين ادع لي واستغفر لي، فقال له: تب واتبع سبيل الله، يستغفر لك من هو خير مني،وتلا هذه الآية الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

قاضی ابن عطیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک شخص نے کسی نیک شخص سے کہا میرے لیے دعا کیجئے، میرے لیے استغفار کیجئے، اس نیک شخص نے جواب دیا توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ کی پیروی کرو تمہارے لیے وہ دعائے مغفرت کریں گے جو مجھ سے بہتر ہیں پھر اس آیت کریمہ ”عرش کے اٹھانے والے اور اس کے اس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح وحمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔“ کی تلاوت کی۔ [2]

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی غیر حاضری میں دعا کرے مگر فرشتہ کہتا ہے اور تجھ کو بھی یہی ملے گا۔ [3]

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، قَالَتْ: كَانَ لأَبِي الدَّرْدَاءِ سِتُّوْنَ وَثَلاَثُ مائَةِ خَلِيْلٍ فِي اللهِ, يَدْعُو لَهُمْ فِي الصَّلاَةِ, فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيسَ رَجُلٌ يَدْعُو لأَخِيْهِ فِي الغَيْبِ إِلَّا وَكَّلَ الله له مَلَكَيْنِ يَقُوْلاَنِ: وَلَكَ بِمِثْلٍ, أَفَلاَ أَرْغَبُ أَنْ تدعو لي الملائكة.

ام الدرداء سے روایت ہے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے تین سو ساٹھ دینی دوست تھے جن کے لیے وہ نماز میں دعا کیا کرتے تھے، میں نے ان سے

---

[1] آل عمران ۱۸۵

[2] تفسیرابن عطیہ ۵۴۸/۴

[3] صحيح مسلم كتاب الذكروالدعابَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ لِلْمُسْلِمِينَ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ۶۹۲۹ ،۶۹۲۷،سنن ابوداودكتاب الوتر بَابُ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ۱۵۳۴، مسند احمد۲۷۵۵۸،صحیح ابن حبان ۹۸۹،شعب الایمان ۸۶۴۳،السنن الكبرى للبيهقى۶۴۳۱

اس کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو ایسی دعا کے بارے میں متعین کردہ فرشتہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ تجھے وہی چیز عطا فرمائے جس کا تو نے اپنے بھائی کے لیے سوال کیا ہے کیا میں اس بات کی رغبت نہ رکھوں کہ فرشتے میرے لیے دعا کریں۔ (1)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ

بیشک جنہوں نے کفر کیا انہیں آواز دی جائے گی کہ یقیناً اللہ کا تم پر غصہ ہونا اس سے بہت زیادہ ہے جو تم غصہ ہوتے تھے

اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰ قَالُوْا رَبَّنَآ

اپنے جی سے، جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر کفر کرنے لگتے تھے، وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار!

اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۱

تو نے ہمیں دو بار مارا اور دو ہی بار جلایا اب ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں تو کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے؟

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ

یہ (عذاب) تمہیں اس لیے ہے کہ جب صرف اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کر جاتے تھے، اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک

تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝۱۲ (المومن ۱۰ تا ۱۲)

کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے پس اب فیصلہ اللہ بلند و بزرگ ہی کا ہے

کفار کی دوبارہ زندگی کی لاحاصل آرزو:

اس دنیا میں جب کفار و مشرکین کو اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات کی جاتی ہے تو اس پر سنجیدگی سے غور و فکر کرنے کے بجائے فوراً ان کے ماتھوں پر سلوٹیں پڑ جاتی ہیں، سمجھانے والے پر بگڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو نے زیادہ علم حاصل کر لیا ہے، کیا تو دین کو ہم سے یا ہمارے بزرگوں اور پیروں فقیروں سے زیادہ جانتا ہے، مگر جب اللہ تعالیٰ، اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور روز آخرت کا انکار کے سبب فیصلہ ان کے خلاف ہو جائے گا اور وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ میں جھلستے دیکھیں گے تو شدید غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے اپنی انگلیاں چبائیں گے اور جھنجلا جھنجلا کر خود اپنے آپ کو کوسنے لگیں گے اس وقت فرشتے بہ آواز بلند ان سے پکار کر کہیں گے کہ دنیا میں جب تمہیں انبیاء اور دوسرے نیک لوگ اسلام و ایمان کی دعوت دیتے تھے، حق کو واضح کرنے کے لیے تمہارے سامنے دلائل و براہین پیش کرتے تھے تو تم محض اپنی جھوٹی انا، فخر و غرور کے سبب کفر کو اپنائے رکھتے اور ایمان سے منہ موڑ لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کے سائے سے نکل جاتے تھے، جہاں اللہ وحدہ لاشریک کا ذکر آتا تھا تمہارے دلوں میں کفر سما جاتا تھا اں اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے

(1) سير أعلام النبلاء ۴/۲۲

توتمہیں یقین وایمان آجاتا تھا، جیسے فرمایا

وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهٖٓ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾ (۱)

ترجمہ: جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کا غیض وغضب اس سے کہیں زیادہ تم پر بھڑکتا تھا جتنا آج تم اپنے آپ پر ہو رہے ہو،

قَالَ قَتَادَةُ فِي قَوْلِهِ: {لَمَقْتُ اللّٰهِ أَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ} يَقُولُ: لمقتُ اللّٰهِ أَهْلَ الضَّلَالَةِ حِينَ عُرض عَلَيْهِمُ الْإِيمَانُ فِي الدُّنْيَا، فَتَرَكُوهُ وَأَبَوْا أَنْ يَقْبَلُوهُ، أَكْبَرُ مِمَّا مَقَتُوا أَنْفُسَهُمْ حِينَ عَايَنُوا عَذَابَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَة

قتادہ رحمہ اللہ اس آیت کریمہ ” قیامت کے روز ان کو پکار کر کہا جائے گا آج تمہیں جتنا شدید غصہ اپنے اوپر آ رہا ہے، اللہ تم پر اس سے زیادہ غضب ناک اس وقت ہوتا تھا جب تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم کفر کرتے تھے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اہل ضلالت سے ناراضی، جب دنیا میں ان کے سامنے ایمان پیش کیا جاتا تھا مگر وہ اسے ترک کر دیتے اور قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے، اس سے کہیں زیادہ تھی جتنی روز قیامت عذاب الٰہی کو دیکھ کر انہیں اپنے نفسوں سے ہو گی۔ (۲)

یہ اللہ کی اسی ناراضگی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج تم جہنم میں ہو، جہنمی سرنگوں ہو کر حسرت سے کہیں گے اے اللہ! بیشک تو نے ہمیں دو دفعہ موت اور دو مرتبہ زندگی عطا فرمائی (یعنی اب مشاہدہ ہونے کے بعد حیات بعد از موت کا اعتراف کریں گے) جیسے فرمایا

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾ (۳)

ترجمہ: تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا کی، پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

ہم نے دوسری زندگی کا انکار کر کے سخت غلطی کی، اور اس غلط عقائد پر کام کر کے ہماری زندگی گناہوں سے لبریز ہو گئی، کیا اب کوئی امکان ہے کہ تو ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ ہم ایمان لائیں اور نیکیاں کما کر لائیں اور اس عذاب سے نکل کر تیری جنتوں کے حقدار بن جائیں، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿١٢﴾ (۴)

---

(۱) الزمر۴۵

(۲) تفسیر طبری ۲۱،۲۵۹

(۳) البقرة۲۸

(۴) السجدة۱۲

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہونگے) اے ہمارے رب، ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تا کہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷﴾ (۱)

ترجمہ: کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿۳۷﴾ (۲)

ترجمہ: وہ وہاں چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال لے تا کہ ہم نیک عمل کریں ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے (انہیں جواب دیا جائے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آ چکا تھا اب مزا چکھو ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے۔

رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ (۳)

ترجمہ: اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ جواب دے گا دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا دنیا میں ہم نے تمہاری طرف پے در پے رسولوں کو بھیجا جنہوں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے لئے اخلاص عمل کی دعوت دی، اللہ کی وحدانیت اور ربوبیت کے واضح دلائل دیے مگر تم اللہ کی توحید کے سخت منکر رہے، تم بدبختی، ذلت اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے اسباب کو ترجیح دیتے اور فوز وفلاح اور کامیابی کے اسباب سے منہ موڑتے رہے، حق تمہیں بہت ناگوار اور شرک تمہیں بہت مرغوب تھا، تمہیں اپنے خالق و پروردگار سے چڑ تھی اور دوسروں کو اس کے ساتھ شریک کیے بغیر تمہیں چین وسکون نہ آتا تھا، جیسے فرمایا

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ (۴)

ترجمہ: جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اللہ کے سوا دوسروں کا ذکر آتا ہے تو یکا یک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

---

(۱) الانعام ۲۷

(۲) فاطر ۳۷

(۳) المومنون ۱۰۸،۱۰۷

(۴) الزمر ۴۵

تم نے غیر اللہ کو اللہ کی ذات وصفات، اختیارات، حقوق اور افعال میں شامل کیے رکھا جو دنیا وآخرت میں فساد اور شر کا باعث تھا اگر بالفرض محال تم دنیا میں لوٹائے بھی گئے تو بھی تم دوبارہ وہی کچھ کرنے لگو گے جس سے منع کیے گئے تھے، جیسے فرمایا

...وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ [1]

ترجمہ: اگر انہیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے وہ تو ہیں ہی جھوٹے۔

اب اسی اللہ وحدہ لاشریک کا حکم ہے جس کی خدائی پر تم راضی نہ تھے اس کے فیصلے میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا، جیسے فرمایا

...فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ [2]

ترجمہ: سو آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے اور آپ اللہ کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ [3]

ترجمہ: میرے ہاں بات پلٹی نہیں جاتی اور میں اپنے بندوں پر ظلم توڑنے والا نہیں ہوں۔

اب جہنم کے دائمی عذاب سے تمہارے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَ مَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا

وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور تمہارے لیے آسمان سے روزی اتارتا ہے، نصیحت تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں

مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ (المومن ۱۳،۱۴)

جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتے ہیں، تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لیے دین کو خالص کر کے گو کافر برا مانیں۔

اللہ جو کائنات کا صانع اور مدبر ومنتظم ہے، لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلاتا ہے، زمین وآسمان میں اس کی توحید کی بیشمار نشانیاں موجود ہیں جن پر غور وفکر کرنے والے کے لئے معرفت حقائق میں ادنیٰ سا بھی شک وشبہ نہیں رہتا کہ سب کا خالق، سب کا مالک، سب کا پالنہار اور حفاظت کرنے والا وہی اللہ وحدہ لاشریک ہے، اسی حی وقیوم ذات نے لاکھوں کروڑوں برس سے اس کائنات کا ایسا منظم نظام چلا رکھا ہے جس میں کبھی خلل واقع نہیں ہوا، اسی خالق کائنات نے انسانوں، حیوانات اور نباتات کی ضروریات کے مطابق پانی تخلیق فرمایا اور اس پانی کو باقاعدگی کے ساتھ روئے زمین پر پہنچانے اور پھیلانے کے لئے حیرت انگیز انتظامات کیے، انسان یہ تو دیکھ لے کہ ہوائیں چلیں جنہوں نے سمندروں سے نمکین پانی کے بخارات کو اٹھایا، جس سے گہرے سیاہ بادل بن گئے پھر ہوائیں پانی سے بھرے ان بادلوں کو لے کر چلیں اور جہاں اللہ نے چاہا اور جتنی چاہی گرج وچمک کے ساتھ میٹھا پانی برس پڑا جس سے مردہ زمین زندہ ہوگئی، ایک ہی پانی اور ایک ہی زمین سے انسانوں اور جانوروں کی ضروریات کے لئے انواع واقسام، مختلف رنگ وروپ، شکل وضع اور مختلف ذائقہ کے پھل اور

---

[1] الانعام ۲۸

[2] فاطر ۴۳

[3] ق ۲۹

نباتات اگنے لگیں، بارش کے پانی سے دریا لبالب بھر کر ٹھاٹھیں مارنے لگے، ان دریاؤں میں نقل وحمل اور بار برداری کی کشتیاں چلنے لگیں، اس طرح اللہ تعالیٰ بارش سے انسانوں، جانوروں اور پرندوں کے رزق کا بندوبست فرماتا ہے مگر ان نشانیوں سے سبق وہی حاصل کرتے ہیں جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اب اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی اس عام مشاہدے کی نشانی کو دیکھ کر اس کی ذات وصفات اور قدرتوں کا انکار کرے یا اس کے ساتھ کچھ دوسری ہستیوں کو بھی اس کے ساتھ شریک کرے، اس لئے اے مسلمانو! جب کائنات کا صانع اور مدبر و منتظم اکیلا اللہ ہی ہے تو صرف اسی وحدہ لاشریک کی خالص اطاعت وبندگی کرو، جیسے فرمایا

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۲ [1]

ترجمہ: (اے نبی ﷺ!) یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف برحق نازل کی ہے لہذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔

اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں اللہ کے راستے سے نہ روک دے۔

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ:كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ

ابوالزبیر سے مروی ہے عبداللہ بن زبیر ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے، ''ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے، تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے، اور اللہ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ عبادت کرنے کی قوت ہے اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں (اے اللہ) تو ہی نعمت وفضل والا اور بہترین تعریف کا مستحق ہے، اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں! ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں خواہ کافروں کو یہ ناپسند ہی ہو۔'' اور کہتے تھے رسول اللہ ﷺ بھی ہر نماز کے بعد یہی دعا کرتے تھے۔[2]

رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

بلند درجوں والا عرش کا مالک، وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے

لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ۱۵ یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا یَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ ؕ

دن ڈرائے، جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے ان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گی،

[1] الزمر ۲

[2] صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۴۳،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ ۱۵۰۶،مسند احمد ۱۶۱۰۵

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ؕ

آج کس کی بادشاہی ہے ؟ ، فقط اللہ واحد وقہار کی،آج ہرنفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا

لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ (المومن ۱۵تا۱۷)

آج (کسی قسم کا) ظلم نہیں،یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

حشر کے دن صرف اللہ کی حکومت ہو گی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کبریائی وعظمت اور جلال وکمال کا ذکر فرمایا کہ وہ بلند اور اعلیٰ ہے اور ساتوں آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے،اور وہ اکیلا ہی اس عظیم الشان کائنات کا بادشاہ اور فرمانروا ہے،وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رسالت کے لیے منتخب کرتا اور اس پر وحی نازل فرماتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو محشر کے ہولناک دن اور اعمال کی جزا سے خبردار کردے،جیسے فرمایا

يُنَزِّلُ الْمَلٰۗىِٕكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾ [1]

ترجمہ:وہ اس روح کو اپنے جس بندے پر چاہتا ہے اپنے حکم سے ملائکہ کے ذریعے نازل فرمادیتا ہے (اس ہدایت کے ساتھ لوگوں کو) آگاہ کردو میرے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں ہے لہذا مجھی سے ڈرو۔

ایک مقام پر فرمایا

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ [2]

ترجمہ:یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے،اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (اللہ کی طرف سے اللہ کی مخلوق کو)متنبہ کرنے والے ہیں۔

وہ دن جب اللہ کے حکم سے سب اولین وآخرین اپنی قبروں سے زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے،جیسے فرمایا

اَلَا يَظُنُّ اُولٰۗىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ [3]

ترجمہ: کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟اس دن جبکہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

اور کسی طرف توجہ کیے بغیر دوڑتے ہوئے میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے،جیسے فرمایا

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ [4]

ترجمہ:جب یہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑے جا رہے ہوں گے جیسے اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑے جا رہے ہوں۔

[1] النحل ۲

[2] الشعراء ۱۹۲تا۱۹۴

[3] المطففین ۴تا۶

[4] المعارج ۴۳

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ... ﴿۴۴﴾ [1]

ترجمہ:جب زمین پھٹے گی اور لوگ اس کے اندر سے نکل کر تیز تیز بھاگے جا رہے ہوں گے۔

جس میں کوئی نشیب وفراز نہ ہوگا،جیسے فرمایا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ [2]

ترجمہ: اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنادے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

اور ان کی کوئی چھوٹی بڑی،چھپی کھلی بات اللہ علام الغیوب سے مخفی نہ رہے گی،میدان محشر کی ہولناکیوں اور اپنے سامنے غیض وغضب سے پھٹتی ہوئی جہنم کو دیکھ کر ہر شخص دہشت زدہ ہوگا اور دہشت کا یہ عالم ہوگا کہ دل غم واندوہ کے باعث اچھل کر گلے میں آرہے ہوں گے،اس عالم میں اللہ مالک یوم الدین پکار کر پوچھے گا آج بادشاہی کس کی ہے؟یعنی اس عظیم دن کا مالک کون ہے؟جس نے اولین وآخرین،آسمانوں اور زمین کی مخلوق کو جمع کیا ہے،آج اقتدار میں خود ساختہ شراکت ختم اور تمام اسباب منقطع ہوگئے اور اچھے یا برے اعمال کے سوا کچھ باقی نہ رہا،

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَقْبِضُ اللَّهُ الأَرْضَ، وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا المَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الأَرْضِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ئی فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا اور پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں،زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔[3]

جیسے فرمایا

اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ... ﴿۵۶﴾ [4]

ترجمہ:اس روز بادشاہی اللہ کی ہوگی۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ... ﴿۲۶﴾ [5]

ترجمہ:اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہوگی۔

اللہ کے سوال کی گونج سے میدان محشر میں مزید دہشت طاری ہوجائے گی،پھر بے ساختہ سارا عالم پکار اٹھے گا یا سناٹا چھا جائے گا اور اللہ تعالیٰ خود ہی ارشاد فرمائے گا اللہ واحد قہار کی،

وَفِي حَدِيثِ الصُّورِ: أَنَّهُ تَعَالَى إِذَا قَبَضَ أَرْوَاحَ جَمِيعِ خَلْقِهِ،فَلَمْ يَبْقَ سِوَاهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ حِينَئِذٍ يَقُولُ: لِمَنِ

[1] ق ۴۴

[2] طہٰ۱۰۶،۱۰۷

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۂ الزمربَابُ قَوْلِهِ وَالأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ۴۸۱۲، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۷۰۵۰،سنن الدارمی ۲۸۴۱،مسنداحمد۸۸۶۳

[4] الحج۵۶

[5] الفرقان۲۶

الْمُلْكُ الْيَوْمَ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يُجِيبُ نَفْسَهُ قَائِلًا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

اور حدیث صور میں ہے کہ اللہ عزوجل جب اپنی تمام مخلوق کی روحوں کو قبض فرمالے گا اور اس وحدہ لاشریک لہ کے سوا اس وقت کوئی اور نہ بچے گا تو وہ فرمائے گا تو وہ فرمائے گا آج کس کی بادشاہت ہے؟ تین بار فرمائے گا پھر اپنے آپ کو اس کا جواب دیتے ہوئے فرمائے گا اللہ کی جو اکیلا، بڑا غالب ہے۔ [1]

کہا جائے گا آج ہر متنفس کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے دنیا میں کی تھی، آج کسی پر کسی بھی نوعیت کا ظلم نہ ہوگا،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ،

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا،

يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

اے میرے بندو تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو، اے میرے بندو اگر تم سب اولین و آخرین اور جن و انس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقوی والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے، اے میرے بندو اگر سب اولین اور آخرین اور جن و انس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے، اے میرے بندو اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۱۶/۷

میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہو گی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے، اے میرے بندو یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔ ①

اور اللہ کو بندوں سے ان کے اعمال کا حساب لینے میں دیر نہیں لگے گی۔ جیسے فرمایا

وَمَآ اَمۡرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمۡحٍۢ بِالۡبَصَرِ ۝۵۰ ②

ترجمہ: اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور وہ پلک جھپکتے عمل میں آجاتا ہے۔

مَا خَلۡقُكُمۡ وَلَا بَعۡثُكُمۡ اِلَّا كَنَفۡسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌۢ بَصِيۡرٌ ۝۲۸ ③

ترجمہ: انسانوں کو پیدا کرنا اور پھر دوبارہ جلا اٹھانا تو (اس کے لیے) بس ایسا ہے جیسے ایک متنفس کو (پیدا کر دینا اور جلا اٹھانا) حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

وَ اَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَى الۡحَنَاجِرِ كٰظِمِيۡنَ ۬ؕ

اور انہیں بہت ہی قریب آنے والی (قیامت سے) آگاہ کر دیجئے جب کہ دل حلق تک پہنچ جائیں گے اور سب خاموش ہوں گے،

مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّلَا شَفِيۡعٍ يُّطَاعُ ؕ ۝۱۸ (المومن ۱۸)

ظالموں کا کوئی دلی دوست ہو گا نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے گی۔

تنبیہ:

اے نبی ﷺ! الۡاٰزِفَةُ قیامت کا ایک نام ہے۔ فرمایا قیامت کی گھڑی دور نہیں کہ بے فکر ہو جاؤ بلکہ بالکل قریب ہی آ لگی ہے، اور کسی لمحہ وقوع پذیر ہو سکتی ہے، جیسے فرمایا

اَزِفَتِ الۡاٰزِفَةُ ④

ترجمہ: آنے والی گھڑی قریب آ لگی ہے۔

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ ۝۱ ⑤

ترجمہ: قیامت کی گھڑی نزدیک آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔

① صحیح مسلم کتاب الۡبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالۡآدَابِ بَابُ تَحۡرِيمِ الظُّلۡمِ ۶۵۷۲

② القمر ۵۰

③ لقمان ۲۸

④ النجم ۵۷

⑤ القمر ۱

ایک مقام پر متنبہ فرمائی

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۚ ① (۱)

ترجمہ: قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ... ① (۲)

ترجمہ: آ گیا اللہ کا فیصلہ اب اس کے لیے جلدی نہ مچاؤ۔

ایک مقام پر یوں فرمایا

فَلَمَّا رَاَوۡهُ زُلۡفَةً سِیۡٓـَٔتۡ وُجُوۡهُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَقِیۡلَ هٰذَا الَّذِیۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تَدَّعُوۡنَ ㉗ (۳)

ترجمہ: پھر جب یہ اس چیز کو قریب سے دیکھ لیں گے تو ان سب لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے انکار کیا ہے اور اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ چیز جس کے لیے تم تقاضے کر رہے تھے۔

اس سے پہلے کہ قیامت کی یہ گھڑی وارد ہو جائے آپ لوگوں کو اس دردناک دن کے عذاب سے ڈرائیں جس کی ہولناکی دیکھ کر دل گلے میں اٹک جائیں گے، یعنی خوف وہراس کا یہ عالم ہو گا کہ کسی کا دل ٹھکانے پر نہ رہے گا،

عَنْ قَتَادَةَ، إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ، قَالَ: قَدْ وَقَعَتِ الْقُلُوبُ فِي الْحَنَاجِرِ مِنَ الْمَخَافَةِ، فَلَا هِيَ تَخْرُجُ وَلَا تَعُودُ إِلَى أَمْكِنَتِهَا

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ” جب کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے۔“ کے بارے میں کہتے ہیں خوف کی وجہ سے دل گلوں میں اٹک جائیں گے نہ باہر نکلیں گے اور نہ اپنی جگہوں پر واپس جا سکیں گے۔ (۴)

آنکھیں اوپر کی جانب اٹھی کی اٹھی رہ جائیں گی، زبانیں گنگ ہو جائیں گی اور وہ دلوں میں چھپے ہوئے خوف اور دہشت کو زبان پر نہیں لا سکیں گے تاکہ اگر کسی نے سنبھلنا ہے تو ایک لمحہ ضائع کیے بغیر سنبھل جائے ورنہ اس وقت یہ ظالم باغی اپنے مشرکانہ اعمالوں پر پچھتاتے ہوئے غم کے گھونٹ بھر رہے ہوں گے، آج ان کا کفر وشرک پر ایک جتھے کی صورت میں اتحاد واتفاق ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے معبودوں کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں ان کی درخواستوں کی رسائی اور روز قیامت سفارش کریں، جیسے فرمایا

اَلَا لِلّٰهِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ ؕ وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰی... ③ (۵)

ترجمہ: خبردار دین خالص اللہ کا حق ہے، رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ

(۱) الانبیاء ۱

(۲) النحل ۱

(۳) الملک ۲۷

(۴) تفسیر طبری ۳۶۸؍۲۱

(۵) الزمر ۳

کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

مگر اس وقت ان ہستیوں کی بے بسی ولاچاری کا بھانڈا پھوٹ جائے گا جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی، اور ظالموں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی مشفق دوست ہو گا اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا ہو گا جس کی سفارش اللہ کو لازماً قبول ہی کرنی پڑے، ہر بھلائی کے اسباب کٹ چکے ہوں گے، جیسے فرمایا

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ [۱]

ترجمہ: جب وہ سزا دے گا اس وقت کیفیت یہ ہو گی کہ وہی پیشوا اور رہنما، جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی، اپنے پیرووں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے مگر سزا پا کر رہیں گے اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا۔

پھر یہ ظالم ایک دوسرے پر بہکانے، گمراہ کرنے کا الزام لگائیں گے اور ہر گروہ دوسرے کو کوس رہا ہو گا مگر مصیبت کی اس کٹھن گھڑی میں جب ماں باپ اولاد کو اور اولاد ماں باپ کو بھول چکے ہوں گے اور ہر ایک کو صرف اپنی نجات کی فکر دامن گیر ہو گی۔

یَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَ اللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ

وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا اس کے

مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۲۰﴾ (المومن ۱۹،۲۰)

سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے، بیشک اللہ تعالیٰ خوب سنتا خوب دیکھتا ہے۔

شرک کی تردید:

اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کے معبودوں کی طرح لاعلم اور بے اختیار نہیں ہے کہ اسے جن وانس کے کرتوتوں کا علم نہ ہو بلکہ وہ صاحب قدرت اور علام الغیوب ہے، وہ بندوں کی التجاؤں کو سنتا اور ان کے حال سے واقف ہے، کوئی چیز چاہے کتنے ہی دبیز پردوں میں چھپی ہوئی ہو اس پر عیاں ہے، وہ جن وانس کے دلوں کے بھید، وسوسوں اور آنکھوں کی خیانت تک جانتا ہے، یہی صاحب علم و قدرت اللہ روز قیامت بغیر کسی کے خوف و خطر، حرص و طمع حق و انصاف کے ساتھ عدل فرمائے گا تاکہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے، جیسے فرمایا

۔۔۔لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ [۲]

ترجمہ: تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

مشرکین کے لاعلم، عاجز ولاچار معبود فیصلے نہیں کریں گے، جب تک اللہ عزوجل کسی کو کلام کی اجازت نہ فرمائے گا اس کی بارگاہ میں کسی کو لب کشائی تک کی جرات و ہمت نہ ہو گی، شفاعت یا فیصلہ کرنا تو بعید ترین بات ہے۔

---

[۱] البقرۃ ۱۶۶

[۲] النجم ۳۱

اَوَ لَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ

کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا نتیجہ کیسا ہوا ؟

کَانُوۡا ہُمۡ اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَاَخَذَہُمُ اللّٰہُ بِذُنُوۡبِہِمۡ ؕ

وہ باعتبار قوت وطاقت کے اور باعتبار زمین میں اپنی یادگاروں کے ان سے بہت زیادہ تھے، پس اللہ نے انہیں ان گناہوں پر پکڑ لیا

وَ مَا کَانَ لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡہِمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ

اور کوئی نہ ہوا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچا لیتا، یہ اس وجہ سے کہ ان کے پاس پیغمبر معجزے لے لے کر آتے تھے

فَکَفَرُوۡا فَاَخَذَہُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ قَوِیٌّ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲۲﴾ (المومن ۲۱،۲۲)

تو وہ انکار کر دیتے تھے، پس اللہ انہیں پکڑ لیتا تھا، یقیناً وہ طاقتور اور سخت عذاب والا ہے۔

دھمکی:

کفار و مشرکین کو آخرت کے احوال کے بعد اب انہیں دنیا کے احوال سے ڈرایا کہ ذرا زمین میں چل پھر کر ان اقوام کے آثار و کھنڈرات پر غور و فکر کریں جو ان سے پہلے اس جرم تکذیب میں ہلاک کی گئیں جس کا یہ ارتکاب کر رہے ہیں، دراں حالیکہ گزشتہ قومیں تعداد، ساز و سامان ،شان و شوکت، تمکنت اور جسمانی طور پر ان سے کہیں بڑھ کر تھیں، جیسے قوم عاد کہتی تھی۔

...وَقَالُوۡا مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً... [1]

ترجمہ: اور کہتے ہیں کون ہے ہم سے زیادہ زور آور۔

اور انہوں نے زمین میں زبردست آثار چھوڑے تھے، جیسے فرمایا

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً وَّ اَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَ عَمَرُوۡہَاۤ اَکۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡہَا ﴿۹﴾ [2]

ترجمہ: اور کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے، انہوں نے زمین کو خوب ادھیڑا تھا اور اسے اتنا آباد کیا تھا جتنا انہوں نے نہیں کیا ہے۔

لیکن جب انہوں نے رسولوں کو واضح علامات و نشانیوں کے باوجود جھٹلایا، گناہوں پر اصرار کیا اور دعوت حق کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو گئے، زندگی کے مسائل و معاملات کے متعلق واضح ہدایات کا مذاق اڑایا تو ان پر اللہ کا عذاب وفعتہ نازل ہوا، پھر ان کی قوت، عالیشان عمارتیں، شان و شوکت ان کے کسی کام نہ آئی، انکا کوئی معبود جن کے وہ گن گاتے تھے، جن کے بڑے بڑے خوبصورت عبادت خانے بناتے

[1] حم السجدۃ ۱۵

[2] الروم ۹

تھے، جن کے دربار کے لئے جائیدادیں وقف کی جاتی تھیں، جن کے حضور وہ رسومات بندگی بجالاتے تھے انہیں اللہ کی گرفت سے نہ بچاسکا اسی طرح تم لوگوں پر بھی اچانک عذاب نازل کیا جاسکتا ہے، اگر یہ نازل ہوگیا تو پھر تمہارا ابھی کوئی معبود تمہارا پشت پناہ نہ ہوگا، یقیناً رب العالمین بڑی قوت والا اور باغیوں کو سزا دینے میں بہت سخت ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾ [1]

ترجمہ: درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُوْنَ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی آیتوں اور کھلی دلیلوں کے ساتھ بھیجا فرعون ہامان اور قارون کی طرف،

فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا

توانہوں نے کہا (یہ تو) جادوگر اور جھوٹا ہے، پس جب ان کے پاس (موسیٰ (علیہ السلام)) ہماری طرف سے (دین) حق

قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ

لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ جو ایمان والے ہیں ان کے لڑکوں کو تو مار ڈالو اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھو

وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى

اور کافروں کی جو حیلہ سازی ہے وہ غلطی میں ہی ہے، اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ و کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کو مار ڈالوں

وَ لْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ

اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو پکارے، مجھے تو ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی (بہت بڑا) فساد

الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَ قَالَ مُوْسٰى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ

برپا نہ کر دے، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے شخص

لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ (المومن ۲۳تا۲۷)

(کی برائی) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔

اللہ رب العزت نے اہل مکہ کو سمجھانے کے لیے اقوام سابقہ کے حالات کو بیان فرمایا، ہم نے موسیٰ بن عمران کو قبطیوں کے بادشاہ فرعون اور اس کا وزیر اور مشیر خاص ہامان اور بنی اسرائیل میں وقت کا مال دار ترین آدمی قارون کی طرف دو بڑے واضح معجزات اور رسالت کی قوی

[1] البروج ۱۲

دلیل، صریح علامات کے ساتھ بھیجا، معجزات دیکھ کر ان کے دلوں نے حقیقت کو تسلیم کرلیا کہ موسیٰ علیہ السلام فی الواقع اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوئے ہیں، جیسے فرمایا

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ... ﴿١٤﴾ [1]

ترجمہ: انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالاں کہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے۔

مگر اپنی جھوٹی انا اور بغض وعناد کی بنا پر اس دعوت پر ایمان لانے کے بجائے پہلی اقوام کی طرح ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو ساحر گردانا اور کہا یہ رسالت کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے، جیسے ارشاد فرمایا

كَذَٰلِكَ مَآ أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٥٢﴾ أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٥٣﴾ [2]

ترجمہ: یونہی ہوتا رہا ہے ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون، کیا ان سب نے آپس میں اس پر کوئی سمجھوتا کرلیا ہے؟ نہیں بلکہ یہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں۔

پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے پے درپے معجزات اور نشانیاں دکھا کر اپنی رسالت کو ثابت کر دیا تو فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی تذلیل واہانت کے لیے حکم جاری کر دیا کہ جو لوگ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر ایمان لا کر اس کے اطاعت گزار ہو گئے ہیں ان سب کے لڑکوں کو قتل کر دو اور لڑکیوں کو جیتا چھوڑ دو تا کہ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کو اپنے لیے باعث مصیبت اور نحوست سمجھیں اور خوف زدہ ہو کر اس کا ساتھ چھوڑ دیں اور فرعون کی یہ ترکیب کچھ کام کر گئی، چنانچہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا

قَالُوٓا أُوذِينَا مِن قَبْلِ أَن تَأْتِيَنَا وَمِنۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ... ﴿١٢٩﴾ [3]

ترجمہ: اس کی قوم کے لوگوں نے کہا تیرے آنے سے پہلے بھی ہم ستائے جاتے تھے اور اب تیرے آنے پر بھی ستائے جا رہے ہیں۔

فرعون کا اصل مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل کی قوت میں اضافہ نہ ہو اور وہ ان کی غلامی میں مطیع بن کر رہیں مگر وہ یہ مقصد حاصل نہ کر سکا بلکہ اس کے مقاصد کے برعکس نتیجہ حاصل ہوا، فرعون ہر حالت میں موسیٰ کو قتل کر دینا چاہتا تھا جس کے واضح ترین دلائل کے سامنے اس کی کوئی بات نہیں چلتی تھی، جس کی وجہ سے اس کی غرور سے تنی ہوئی گردن بھرے مجمع میں جھک گئی تھی، جس کی وجہ سے خود اس کی ملکہ ایمان لا کر مزید اس کو ذلت عطا کر گئی تھی، خود اس کی قوم میں کچھ نوجوان اس سے بے خوف ہو کر ایمان لے آئے تھے اور ڈر تھا کہ اس کا رعب و دبدبہ ختم ہی نہ ہو جائے، ملک میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت حق اور رچوٹی کے ساحروں کے دن دھاڑے مقابلے کا چرچا تھا جس میں دعوت حق کامیاب و کامران ہوئی تھی اور ساحروں نے بھرے مجمع میں اسلام قبول کرلیا، خطرہ تھا کہ یہ طوفان شدت اختیار نہ کر لے جس سے ان کے پوجے جانے والے معبودوں کی سبکی ہو اور وہ خود بھی بے وقوف گردانے جائیں، فرعون اہل ایمان کو فسادی کہتا تھا اس لئے اپنی دیدہ دلیری اور تکبر کا اظہار کرتے

---

[1] النمل ۱۴

[2] الذاریات ۵۲،۵۳

[3] الاعراف ۱۲۹

ہوئے کہتا تھا کہ میں موسیٰ کو قتل کر دیتا ہوں میں رب اعلیٰ ہوں میرے علاوہ کوئی رب نہیں، مجھے اس کے رب کی کوئی پرواہ نہیں، موسیٰ اپنے رب کو پکار کر دیکھے کہ وہ اسے کیسے مجھ سے بچاتا ہے اور وہ اپنا بچاؤ کیسے کرتا ہے، پھر اپنے سرداروں سے کہتا اگر اسے زندہ رکھا گیا اور اسے قتل نہ کیا گیا تو مجھے اندیشہ ہے اس کے دلائل کے آگے کوئی کھڑا نہیں رہ سکے گا اس کی دعوت بڑی پرزور ہے جس سے لوگ ایمان لا کر اس کے ہاتھ مضبوط کرتے رہیں گے اور وہ رفتہ رفتہ تمہیں اپنے سب معبودوں کی عبادت سے ہٹا کر اپنے ایک اکیلے رب کی عبادت پر لگادے گا، تمہارا بہترین دین، دینی رسومات وعادات بدل جائیں گی اور اگر میری قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی دعوت قبول کرلی تو وہ اس دعوت کو قبول نہ کرنے والوں سے بحث ومباحثہ کرنے لگیں گے اس طرح دوگرہوں میں چپقلش کی وجہ سے ملک میں فساد برپا ہوجائے گا، الغرض وہ ہر حالت میں موسیٰ کو قتل کر دینا چاہتا تھا مگر چند امراء اسے ایسا عمل کرنے سے روکتے تھے کہ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو لوگ اسے مظلوم اور تمہیں ظالم سمجھ کر مزید اس کی طرفداری کریں گے، اس کی دعوت کو چار چاند لگ جائیں گے اور لوگ اس کی دعوت کو قبول کر لیں گے پھر اندیشہ ہے کہ ایسا شدید طوفان اٹھے گا جو نہ تھمے گا اس لئے ابھی تھوڑی نرمی رکھو اور وقت کا انتظار کرو، جب موسیٰ کو فرعون کے ارادے کا علم ہوا کہ وہ انہیں قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ مطلق خوف زدہ نہ ہوئے اور اپنے رب کی بارگاہ میں سر جھکا کر اس کے شر سے بچنے کی دعا کی اور فرمایا میں نے ہر اس شخص سے جو شرک وکفر میں ڈوب کر رب سے مقابلے کے لئے کمر بستہ ہوجائے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینے پر یقین نہ رکھتا ہو اپنے رب کی پناہ لے لی ہے وہی اپنی رحمت سے مجھے اپنی حفظ وامان میں رکھے گا اور فرعون جو بھی تدبیر کرے گا میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ پائے گا،

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا، قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دشمن کا خوف ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے ”اے اللہ ہم تجھ کو ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔“[1]

وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا

اور ایک مومن شخص نے جو فرعون کے خاندان میں سے تھا اور اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا کہا کہ تم ایک شخص کو محض اس بات

اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَ اِنْ يَّكُ كَاذِبًا

پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لے کر آیا ہے، اگر وہ جھوٹا ہو تو

---

[1] سنن ابوداودکتاب الوتر بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَافَ قَوْمًا ۱۵۳۷، مستدرک حاکم ۲۶۲۹، مسند احمد ۱۹۷۱۹، صحیح ابن حبان ۴۷۶۵، السنن الکبری للبیہقی ۱۰۳۲۴، شرح السنة للبغوی ۱۳۵۳

فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ

اس کا جھوٹ اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہو تو جس (عذاب) کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے اس میں کچھ نہ کچھ تو تم پر آپڑے گا،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝۲۸ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

اللہ تعالیٰ اس کی رہبری نہیں کرتا جو حد سے گزر جانے والے اور جھوٹے ہوں، اے میری قوم کے لوگو! آج تو بادشاہت تمہاری

ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ

ہے کہ اس زمین پر تم غالب ہو لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آ گیا تو کون ہماری مدد کرے گا؟ فرعون بولا

مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَ مَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝۲۹ (المومن ۲۸،۲۹)

میں تو تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تو تمہیں بھلائی کی راہ بتلا رہا ہوں۔

ایک اہل ایمان سردار کا مشورہ اور ڈرانا:

دربار میں آل فرعون میں سے ایک طاقتور منصب دار بھی تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور بخشش ہوئی توفیق سے ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہو چکا تھا مگر چند وجوہ کی بنا پر اعلان نہیں کیا تھا جب فرعون نے پرزور انداز میں موسیٰ کو قتل کرنے کا عندیہ دیا تو اس سردار نے معاملے کو اپنے اور ان کے درمیان مشترک رکھ کر بولا تا کہ ان کو باور کرا سکے کہ وہ ان کا اسی طرح خیر خواہ ہے جس طرح وہ خود اپنی ذات کا خیرہ خواہ ہے اور ان کے لیے بھی وہی کچھ پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، کیا تم لوگ موسیٰ کو اس گناہ میں قتل کرنا چاہتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور ربوبیت کے واضح دلائل ہیں، یہی بات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی،

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ:قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ: أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ المُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِفِنَاءِ الكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوَى ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ مشرکین نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے آپ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا ڈال دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا، اتنے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے اس بدبخت عقبہ بن معیط کا مونڈھا پکڑ کر اسے رسول اللہ سے جدا کیا اور فرمایا کیا تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کے لیے روشن دلائل بھی ساتھ لایا ہے۔ اس پر اہل مکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ

پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ آپ زخمی ہو کر بیہوش ہو گئے۔ (۱)

اسی طرح مشرکین نے متعدد مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے اور کوششیں کیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اجْتَمَعُوا فِي الْحِجْرِ، فَتَعَاقَدُوا بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةِ الْأُخْرَى، وَنَائِلَةَ وَإِسَافٍ: لَوْ قَدْ رَأَيْنَا مُحَمَّدًا، لَقَدْ قُمْنَا إِلَيْهِ قِيَامَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَلَمْ نُفَارِقْهُ حَتَّى نَقْتُلَهُ، فَأَقْبَلَتِ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَبْكِي، حَتَّى دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: هَؤُلَاءِ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ، قَدْ تَعَاقَدُوا عَلَيْكَ، لَوْ قَدْ رَأَوْكَ، لَقَدْ قَامُوا إِلَيْكَ فَقَتَلُوكَ، فَلَيْسَ مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا قَدْ عَرَفَ نَصِيبَهُ مِنْ دَمِكَ.

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک دفعہ قریش کے بڑے سردار حطیم میں اکٹھے ہوئے اور لات، عزیٰ، تیسری گھٹیا منات، نائلہ اور اساف کی قسم کھائی اور باہم عہد کیا کہ اگر ہم نے محمد ﷺ کو (بیت اللہ کے قریب عبادت کرتے ہوئے) دیکھ لیا تو ہم سب ایک دم اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور جب تک وہ مر نہ جائے انہیں نہیں چھوڑیں گے، آپ ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سن لیں وہ روتی ہوئی واپس گئیں یہاں تک کہ رسول اللہ کے پاس پہنچ گئیں اور کہنے لگیں کہ سرداران قریش آپ کے متعلق یہ عہد و پیمان کر رہے ہیں کہ اگر انہوں نے آپ کو دیکھ لیا تو وہ آگے بڑھ کر آپ کو قتل کر دیں گے اور ان میں سے ہر ایک آپ کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے،

فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ، أَرِينِي وَضُوءًافَتَوَضَّأَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِمِ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا رَأَوْهُ، قَالُوا: هَا هُوَ ذَا، وَخَفَضُوا أَبْصَارَهُمْ، وَسَقَطَتْ أَذْقَانُهُمْ فِي صُدُورِهِمْ، وَعَقِرُوا فِي مَجَالِسِهِمْ، فَلَمْ يَرْفَعُوا إِلَيْهِ بَصَرًا، وَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلٌ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ عَلَى رُءُوسِهِمْ، فَأَخَذَ قَبْضَةً مِنَ التُّرَابِ، فَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوهُ ثُمَّ حَصَبَهُمْ بِهَا، فَمَا أَصَابَ رَجُلًا مِنْهُمْ مِنْ ذَلِكَ الْحَصَى حَصَاةٌ إِلَّا قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ كَافِرًا

آپ ﷺ نے فرمایا اے بیٹی! مجھے وضو کراؤ انہوں نے وضو کرایا پھر آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے، ان لوگوں نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے وہ یہ رہے لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ انہوں نے اپنی نگاہیں جھکا لیں اور ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں پر لٹک گئیں اور وہ اپنی اپنی جگہ پر حیران پریشان بیٹھے رہ گئے، وہ نگاہ اٹھا کر نبی کریم ﷺ کو دیکھ سکے اور نہ ہی ان میں سے کوئی آدمی اٹھ کر نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھا، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے سروں کے پاس جا کر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور فرمایا یہ چہرے بگڑ جائیں اور وہ مٹی ان پر پھینک دی، جس کسی پر اس مٹی کا ایک ذرہ بھی پڑ گیا وہ غزوہ بدر کے دن کفر کی حالت میں قتل ہوا۔ (۲)

اگر تمہارے دل اس کے دلائل و براہین سے مطمئن نہیں ہیں تب بھی عقل و دانش اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس سے کوئی تعرض نہ کرو، یہی بات موسیٰ علیہ السلام فرعون سے کہہ چکے تھے۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیرباب سورۃ المومن ۴۸۱۵، مسنداحمد۶۹۰۸،شرح السنة للبغوی ۳۷۴۶

(۲) مسند احمد۲۷۶۲

وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا لِیۡ فَاعۡتَزِلُوۡنِ ﴿۲۱﴾ [۱]

ترجمہ:اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھ پر ہاتھ ڈالنے سے باز رہو۔

اگر وہ جھوٹا ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے تو اس کے جھوٹ کا ضرر اسی کو ہو گا اور اگر وہ اپنی دعوت میں سچا ہے تب تم نے اسے کوئی ایذا پہنچائی تو پھر وہ تمہیں جن عذابوں سے ڈراتا ہے تو یقیناً تم پر ان میں سے کوئی عذاب نازل ہو سکتا ہے، تمہارے خیال کے مطابق اگر وہ جھوٹا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے دلائل ومعجزات سے نہ نوازتا بلکہ اسے مقابلے کے میدان میں ذلیل ورسوا کر دیتا،اور اے میری قوم!یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر بہت بڑا فضل واحسان ہے کہ اس نے تمہیں زمین پر اقتدار عطا کیا ہوا ہے اور ایک بڑے علاقہ پر تمہارا حکم جاری کر رکھا ہے تو اللہ کے اس احسان پر تمہیں رب کا شکر شکر گزار ہونا چاہیے، نعمت غلبہ واقتدار کی ناشکری کر کے اللہ رب العالمین کے غیض وغضب کو دعوت نہ دو،اگر جبار وقہار رب نے تم پر عذاب بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تو غور وتفکر کرو کہ وہ کون سی ہستی اور کون سا معبود ہے جو تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے گا اس کائنات میں وہ کون سی جگہ ہے جہاں جا کر تم پناہ حاصل کر لوگے اور اللہ وہاں نہیں پہنچ پائے گا، تمہاری بہادر فوجیں جن کی بڑی دھاک ہے تو کیا یہ بڑے لاؤ لشکر تمہیں عذاب الٰہی سے بچانے کی طاقت وقدرت رکھتے ہیں یا کوئی اور اسباب ووسائل تمہارے پاس ہیں جن کی بنا پر تم اس عذاب سے محفوظ ہو جاو گے،جب فرعون سے اس سردار کی باتوں کا کوئی معقول جواب نہ بن پڑا تو (اپنے موقف پر قائم رہ کر) کھسیانہ ہو کر قوم میں اپنی خیر خواہی جتانے لگا کہ میں تو جو کچھ دیکھ اور محسوس کر رہا ہوں وہی تمہیں بتلا رہا ہوں اور تم دیکھ لوگے میں نے اپنے مشاہدہ سے جو نتیجہ نکالا ہے وہی صحیح ہے،اللہ تعالیٰ نے فرمایا

۔۔۔وَمَاۤ اَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ بِرَشِیۡدٍ ﴿۹۷﴾ [۲]

ترجمہ: حالانکہ فرعون کا حکم راستی پر نہ تھا۔

اس طرح فرعون نے اپنی قوم کی صحیح رہنمائی کرنے کے بجائے گمراہ کر دیا،جیسے فرمایا

وَاَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَهٗ وَمَا هَدٰی ﴿۷۹﴾ [۳]

ترجمہ:فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا کوئی صحیح رہنمائی نہیں کی تھی۔

مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ،سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللَّهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ، إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ،وَرِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ مِائَةِ عَامٍ

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی قوم کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے بھی

[۱] الدخان۲۱

[۲] ھود۹۷

[۳] طہٰ۷۹

آرہی ہوگی۔ [1]

خط کشیدہ الفاظ مسند احمد اور المعجم الکبیر للطبرانی میں ہیں۔

وَ قَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ۟ۙ ﴿۳۰﴾

اس مومن نے کہا اے میری قوم (کے لوگو)! مجھے تو اندیشہ ہے کہ تم پر بھی ویسا ہی روز (بدعذاب) نہ آئے جو اور امتوں پر آیا،

مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ یُرِیْدُ

جیسے امت نوح اور عاد وثمود اور ان کے بعد والوں کا (حال ہوا)، اللہ اپنے بندوں پر کسی طرح

ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ۟ۙ ﴿۳۲﴾ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ

کا ظالم کرنا نہیں چاہتا اور مجھے تم پر ہانک پکار کے دن کا بھی ڈر ہے جس دن تم پیٹھ پھیر کر لوٹو گے،

مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ

تمہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کا ہادی کوئی نہیں، اور اس سے پہلے تمہارے پاس

یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤی

(حضرت) یوسف دلیلیں لے کر آئے، پھر بھی تم ان کی لائی ہوئی (دلیل) میں شک وشبہ ہی کرتے رہے یہاں تک کہ

اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ

جب ان کی وفات ہوگئی تو کہنے لگے ان کے بعد تو اللہ کسی رسول کو بھیجے گا ہی نہیں، اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے ہر اس شخص کو

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۟ۚۖ ﴿۳۴﴾ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ

جو حد سے بڑھ جانے والا شک شبہ کرنے والا ہو، جو بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں،

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی

اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک یہ تو بہت بڑی ناراضگی کی چیز ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر

كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ (المومن ۳۰ تا ۳۵)

مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الأَحْكَامِ بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ ۷۱۵۲، ۷۱۵۱، مسند احمد ۲۰۳۱۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۴۷۳

اس سردار نے قوم سے مایوس ہوئے بغیر مسلسل دعوت دی اور انہیں اقوام سابقہ کے انجام سے ڈرایا کہ اے اہل دربار! تمہاری ہٹ دھرمی اور غرور وتکبر کی وجہ سے دعوت حق کو قبول نہ کرنے اور رب کے رسول کی تکذیب ومقابلے کی بنا پر مجھے تمہارے عبرت ناک نجام کا اندیشہ ہے کہ کہیں تمہارے اعمال کی بدولت تم پر ایسے عذاب نہ آجائیں جیسے تم سے بیشتر طاقتور صاحب حیثیت صاحب اقتدار اور صاحب تمکنت گروہوں قوم نوح، قوم عاد اور ان کے بعد والی قوموں پر آیا جن کے کردار واعمال تم سے مختلف نہیں تھے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر رحمت نازل کرتے ہوئے کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا اپنے رسول بھیجے تا کہ وہ ابلیس کی گمراہ کن راہوں سے نکل کر رب کی صراط مستقیم پر آ جائیں مگر وہ بھی تمہاری طرح دعوت حق پر شک وشبہ میں گرفتار رہے، بشر رسول پر ایمان نہ لائے، کفر وشرک میں ڈوب کر اپنے آباؤ اجداد کے مشرکانہ دین کو بہترین دین سمجھتے رہے، انہوں نے رسولوں کی دعوت کا مذاق اڑایا ان پر آوازیں کسیں اور اس دعوت کا راستہ روکنے کے لیے مقابلے پر تل گئے، ابلیس نے اپنے وعدے کے مطابق انہیں ان کی راہ بد بڑی خوبصورت کر کے دکھلائی، پھر ان قوموں کا عبرت ناک انجام تمہارے سامنے ہے ان اقوام کے آثار وکھنڈرات کو دیکھ کر تم فیصلہ کر سکتے ہو کہ کون اللہ کی پاکیزہ دعوت اور اس کے رسول کی تکذیب کر کے سر بلند ہوا اور کیسے رب نے رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بنا دیا، اللہ کے عذاب کے وقت ان کے بیشمار معبودوں میں سے کوئی معبود ان کے کام نہ آیا کوئی طاقت کوئی قوت ان کی مدد پر قادر نہ ہوسکی اور نا ہی اللہ کے عذاب سے انہیں کوئی جائے پناہ ملی، اے میری قوم! اگر تم نے اپنی روش تبدیل نہ کی تو رب اپنی سنت کے مطابق تمہیں بھی اس دنیا سے نیست ونابود کر دے گا جو اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں اور تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو کھڑا کر دے گا جو اس کی اطاعت گزار اور اس کے دین کو کھڑا کرنے والی ہو گی، تمہارے مرنے کے بعد تمہارے ظلموں کی داستان ختم نہیں ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ تمہاری کرنی کے پھل میں جزا یا سزا دینے کے لئے قیامت کے روز تمہیں تمہاری قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اپنے حضور لا کھڑا کرے گا اس وقت تمہارا ایکہ، جتھا، لاؤ لشکر اور مال ودولت تمہارے کچھ کام نہ آئے گا سب کو اپنے اپنے اعمال کی پڑی ہوگئی، تم ایک دوسرے کو مدد کے لئے پکارو گے، بھاگے بھاگے پھرو گے کہ کسی طرح رب کے قہر وغضب سے بچ جاؤ مگر کوئی جائے پناہ نہ پاؤ گے، جیسے فرمایا

كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ [1]

ترجمہ: ہرگز نہیں، وہاں کوئی جائے پناہ نہ ہو گی اس روز تیرے رب ہی کے سامنے جا کر ٹھیرنا ہو گا۔

اس عدل وانصاف کے دن تمہارا کوئی حمائتی یا مددگار نہ ہو گا جو تمہیں اللہ مالک یوم الدین سے بچا سکے، وہاں تمہارا ٹھکانہ دردناک عذاب کی جگہ جہنم ہی ہو گا جہاں نہ تم جی سکو گے اور نہ ہی تمہیں موت آئے گی، تمہاری بدترین مہمان نوازی کی جائے گی، موسیٰ علیہ السلام سے بیشتر تمہارے اسی علاقے میں جس میں اب تم آباد ہو اللہ تعالیٰ کے رسول یوسف علیہ السلام بھی دلائل وبراہین کے ساتھ دعوت حق لے کر آئے تھے اور تمہارے آباؤ اجداد کو راہ راست کی طرف دعوت دیتے تھے لیکن قوم نے ان کی اطاعت کرنے کے بجائے ان کی تکذیب کی اور ان کی نبوت کی طرف سے شک وشبہ میں گرفتار رہے اور اللہ کی آیات پر غور وتدبر کرنے کے بجائے ان کے ساتھ کج بحثیاں کرتے رہے، پھر طبعی زندگی کے بعد ان کی وفات ہوگئی تو تم لوگ ان کی عظمت کا اعتراف کر کے کہنے لگے اب اللہ تعالیٰ کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجے گا، ابھی وقت ہے غور وفکر کر لو کہیں

---

[1] القیامۃ ۱۱،۱۲

پھر تمہیں نہ پچھتانا پڑے، سچ یہ ہے کہ جسے اللہ بھٹکا دے تو پھر اسے راستہ دکھانے والا کوئی نہیں ہوتا، جیسے فرمایا

...وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ (۱)

ترجمہ: حالانکہ جس کو اللہ نے راستہ سے ہٹا دیا اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (۲)

ترجمہ: جس کو اللہ رہنمائی سے محروم کر دے اس کے لیے پھر کوئی رہنما نہیں ہے اور اللہ انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑے دیتا ہے۔

...وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ (۳)

ترجمہ: پھر جس کو اللہ گمراہی میں پھینک دے اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں ہے۔

پھر اللہ پاکیزہ دعوت حق میں شک وشبہ کرنے والوں، حق سے سرکشی کرنے والوں اور قائم شدہ حدود سے پار نکل جانے والوں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دیتا ہے، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَي الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ (۴)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا اور اللہ کا قاعدہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو راہ نجات نہیں دکھاتا جو اس کی نعمت کا کفران کریں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰي سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓي اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۷﴾ (۵)

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔

...فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ (۶)

ترجمہ: پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیے اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـــِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ (۷)

ترجمہ: ہم اسی طرح ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس (کتاب) پر ایمان نہیں لائے تھے ہم انہیں ان کی

---

(۱) النساء۸۸

(۲) الاعراف۱۸۶

(۳) الرعد۳۳

(۴) النحل۱۰۸،۱۰۷

(۵) البقرۃ۷

(۶) الصف۵

(۷) الانعام۱۱۰

سرکشی ہی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔
جس کے بعد انہیں کوئی پاکیزہ بات پسند ہی نہیں آتی اور وہ اپنے کفر وشرک میں آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں،

وَقَالَ أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ وَقَتَادَةُ: آيَةُ الْجَبَابِرَةِ الْقَتْلُ بِغَيْرِ حَقٍّ
ابوعمران جونی اور قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں سرکشوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ ناحق قتل کرتے ہیں۔ (۱)

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝۳۶ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ

فرعون نے کہا اے ہامان! میرے لیے ایک بالاخانہ بنا شاید کہ میں آسمان کے جو دروازے ہیں (ان) دروازوں تک پہنچ

فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ

جاؤں اور موسیٰ کے معبود کو جھانک لوں اور بیشک میں سمجھتا ہوں وہ جھوٹا ہے ،اور اسی طرح فرعون کی بدکرداریاں اسے

وَ صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝۳۷ (المومن ۳۶،۳۷)

بھلی دکھائی گئیں اور راہ سے روک دیا گیا اور فرعون کی (ہر) حیلہ سازی تباہی میں ہی رہی۔

فرعون کی سرکشی اور تکبر:

فرعون نے اس مومن کے بہترین اسلوب میں وعظ ونصیحت کو التفات کے قابل نہ سمجھا اور متکبرانہ شان کے ساتھ اس کی طرف سے منہ پھیر کر اپنے سرداروں سے بولا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی الٰہ سے واقف نہیں ہوں اور تمسخر اڑاتے ہوئے اپنے وزیر ہامان کو جو اس کے معاملات کا بندوبست کرنے والا تھا کہنے لگا اے ہامان آگ میں پکی ہوئی اینٹیں تیار کر کے میرے لئے ایک عظیم الشان اور بہت اونچی عمارت تیار کر جس پر چڑھ کر میں آسمان کے دروازوں تک پہنچ سکوں اور دیکھوں کہ واقعی ہی موسیٰ کا میرے علاوہ کوئی اور الٰہ ہے جسے وہ کہتا ہے کہ وہ اوپر ہے اور وہ زمین وآسمان کا خالق اور مدبر ہے ساری کائنات کا پالنہار ہے اصل میں تو میں اسے جھوٹوں میں گمان کرتا ہوں اس کی دعوت کی کوئی حقیقت نہیں، جیسے فرمایا

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳۸ (۲)

ترجمہ: اور فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی الٰہ کو نہیں جانتا، ہامان! ذرا اینٹیں پکوا کر میرے لیے ایک اونچی عمارت تو بنوا شاید کہ اس پر چڑھ کر میں موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو دیکھ سکوں میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

---

(۱) الدر المنثور ۲۸۱/۶، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۸۲۹۵۹/۹

(۲) القصص ۳۸

اس طرح ابلیس نے اپنے دعویٰ کے مطابق اسے سیدھی راہ سے گمراہ کیے رکھا اور اس کے برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا رہا جسے وہ پسند کرتا رہا، جیسے فرمایا

...وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ [1]

ترجمہ: اور شیطان نے ان کو اطمینان دلایا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو خوب کر رہے ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے اعمال کے سبب اس کے دل، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی اور اسے صراط مستقیم پر آنے سے روک دیا اور وہ گمراہیوں کی بھول بھلیوں میں گم ہو گیا، فرعون نے دعوت حق کو دبانے کے لئے جتنی بھی چال بازیاں اختیار کیں اس کا نتیجہ خود اسی کے حق میں برا ثابت ہوا اور انجام کار اپنے لشکروں سمیت غرق کر دیا گیا۔

وَ قَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾

اور اس مومن شخص نے کہا اے میری قوم (کے لوگو)! تم (سب) میری پیروی کرو میں نیک راہ کی طرف تمہاری رہبری کرونگا،

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾

اے میری قوم! یہ حیات دنیا متاع فانی ہے (یقین مانو کہ قرار) اور ہمیشگی کا گھر تو آخرت ہی ہے،

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

جس نے گناہ کیا ہے اسے تو برابر ہی کا بدلہ ہے اور جس نے نیکی کی ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور

وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾ وَ يٰقَوْمِ

وہ ایمان والا ہو تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں بیشمار روزی پائیں گے، اے میری قوم!

مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ

یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو، تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ

بِاللّٰهِ وَ اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ

میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور اس کے ساتھ شرک کروں جس کا کوئی علم مجھے نہیں اور میں تمہیں غالب بخشنے والے (معبود)

اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا

کی طرف دعوت دے رہا ہوں، یہ یقینی امر ہے کہ مجھے جس کی طرف بلا رہے ہو وہ تو نہ دنیا میں پکارے جانے کے قابل ہے

[1] الانعام ۴۳

وَ لَا فِی الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰهِ وَ اَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ

نہ آخرت میں، اور یہ (بھی یقینی بات ہے) کہ ہم سب کا لوٹنا اللہ کی طرف ہے اور حد سے گزر جانے والے ہی (یقیناً)

اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ

اہل دوزخ ہیں، پس آگے چل کر تم میری باتوں کو یاد کرو گے میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں ،

اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ (المومن ۳۸ تا ۴۴)

یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کا نگران ہے۔

مومن سردار کی قوم کو دعوت:

وہی طاقتور سردار اپنی قوم سے بولا اے میری قوم کے لوگو! میری بات پر اعتبار کرو میں تمہیں اس سیدھے راستے کی رہنمائی کروں گا جس کی طرف موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام دعوت دے رہے ہیں، فرعون تمہیں جس راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہے وہ ہدایت کا راستہ نہیں بلکہ وہ گمراہی اور فساد کی راہ ہے، اے میری قوم! اس چند روزہ زندگی کی رنگینیوں پر نہ ریجھ جاؤ اس زندگی نے چاہے وہ جتنی لمبی ہو بالآخر ختم ہو جانا ہے اس زندگی کی حیثیت جس کے لئے تم کتنی تگ ودو، ظلم وزیادتی، قتل وغارت، نافرمانیاں اور ناشکریاں کرتے ہو تم لوگوں نے اس زندگی کے سامان کو اتنا پھیلایا ہوا ہے کہ گویا تم نے مرنا ہی نہیں اور دوبارہ زندہ ہو کر رب کو حساب نہیں دینا حالانکہ یہ زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلے میں ایک گھڑی سے بھی کم ہے، اور اس زندگی کے لئے تم کچھ زادِ راہ اکھٹا نہیں کرتے جو ہمیشگی کی زندگی ہو گی، پھر انہیں دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا اہل ایمان مرد ہوں یا عورتیں اگر اس دعوت پر ایمان لا کر اعمال صالحہ اختیار کریں گے تو اللہ انہیں انواع واقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا، جہاں رب کی رضا اور رحمت ان کے شامل حال ہو گی اور انہیں رب کی طرف سے ہر وہ چیز مہیا کی جائے گی جس کی وہ تمنا کریں گے اور انہیں بے حد وحساب ایسا رزق دیا جائے گا جن کی لذت کا تصور ہی محال ہے، اور اگر شرک، فسق یا معصیت کا ارتکاب کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جہنم میں دھکیل دے گا جہاں رب کی ناراضگی اور غضب ہو گا، تمہیں بدترین غذا اور بدترین مشروب دیے جائیں گے، اے میری قوم! کیا تم میں کچھ عقل وشعور نہیں کہ حق وباطل میں تمیز کر کے وہ راہ اختیار کرو جس میں تمہاری فلاح ہو، میں تو تمہیں فلاح ونجات کی راہ کی دعوت دیتا ہوں کہ تمام باطل معبودوں کی عبادات سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو جو تمہارا خالق وپالنہار ہے اور اس کے مبعوث کئے ہوئے رسول کی جو تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے تکذیب کرنے کے بجائے تصدیق اور اس کی اطاعت کرو، اس راہ پر چل کر ہی تمہاری اخروی زندگی میں نجات ممکن ہے، رب کی رضامندی اور مغفرت ہے، اس کی انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت ہے جس میں حسین وجمیل حوریں اور بے شمار موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے غلمان ہیں جس میں تمہارا قیام ہو گا اور رب کی زیارت ہو گی جس کے مقابلے میں جنت کی ہر نعمت ہیچ ہو گی، اس پاکیزہ دعوت کے مقابلے میں تم لوگ مجھے کفر وشرک کی دعوت دیتے ہو اور ان ہستیوں کو اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ شریک کرنے کو کہتے ہو جو بس چند نام ہیں جو تم اور تمہارے

آباء واجداد نے گھڑ رکھے ہیں، جو نہ کسی کی پکار سننے کی استعداد رکھتے اور نہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر ہیں، نہ تو انہیں الوہیت و ربوبیت کا استحقاق حاصل ہے اور نہ ہی روز آخرت میں کسی کو عذاب سے چھڑانے پر یا شفاعت ہی کرنے پر قادر ہوں گے، اب تم خود فیصلہ کر لو بھلا ایسے بودے معبود اس لائق ہیں کہ ان سے ڈر و خوف رکھا جائے، انہیں خوش کرنے کے لئے ان کی عبادت کی جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ [1]

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں۔

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝۱۴ [2]

ترجمہ: انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن نہیں سکتے اور سن لیں تو اس کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے، حقیقت حال کی ایسی صحیح خبر تمہیں ایک خبردار کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔

بھائیو! جس راہ پر تم چل رہے ہو یہ تو رب کو غضبناک کرنے کا راستہ ہے جو سیدھا جہنم کی وادیوں میں جاتا ہے اے لوگو! آخر کار ایک وقت مقررہ پر لوٹنا تو رب کی طرف ہی ہے جہاں میدان محشر میں میزان عدل قائم کیا جائے گا اور ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا، ہر ایک شخص کے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور اس کے مطابق جزا یا سزا دی جائے گی، جیسے فرمایا

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝۴۷ [3]

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہوگا جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِۨ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝۹ [4]

ترجمہ: اور وزن اس روز عین حق ہوگا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۲ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ

[1] الاحقاف ۵

[2] فاطر ۱۴

[3] الانبیاء ۴۷

[4] الاعراف ۸،۹

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ (۱)

ترجمہ: اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿۹﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾ (۲)

ترجمہ: پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا، اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہوگی، اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ۔

اے لوگو اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کو پامال نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو جہنم کی آگ تمہارا اٹھکانہ ہوگا جو بہت ہی بری جگہ ہے، جیسے فرمایا

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۶﴾ (۳)

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی برا اٹھکانا ہے۔

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ (۴)

ترجمہ: اور سرکشوں کے لیے بدترین ٹھکانا ہے، جہنم جس میں وہ جھلسے جائیں گے بہت ہی بری قیام گاہ۔

ابھی میری باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آتیں ابلیس نے تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی ہے مگر عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب تم میری باتوں کو یاد کرو گے، مذمت کا اظہار کرو گے مگر پانی پل کے نیچے سے گزر چکا ہو گا اس وقت تمہاری مذمت کا اظہار تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا، اس اہل ایمان شخص کو اب یقین ہو گیا کہ دعوت حق پیش کرنے کے جرم میں فرعون کی پوری سلطنت کا عتاب اس پر ٹوٹ پڑے گا اور ہو سکتا ہے کہ اسے جان سے ہی مار دیا جائے چنانچہ آخر میں اس نے کہا میں تم لوگوں سے بیزاری اور قطع تعلق کا اعلان کرتا ہوں اور اپنا معاملہ رب کریم کے سپرد کرتا ہوں جو اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے، میرا رب جو مستحق ہدایت ہوتا ہے اسے ہدایت سے نوازتا ہے اور ضلالت کا استحقاق رکھنے والے کو ضلالت سے ہمکنار کرتا ہے ان امور میں جو حکمتیں ہیں ان کو وہی خوب جانتا ہے وہ بڑا ہی مہربان اور مغفرت کرنے والا ہے۔

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾

پس اسے اللہ نے تمام بدیوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا،

(۱) المومنون ۱۰۲،۱۰۳

(۲) القارعة ۶ تا ۱۱

(۳) الملک ۶

(۴) ص ۵۵،۵۶

اَلنَّارُ يُعۡرَضُوۡنَ عَلَيۡهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ ۟

آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی

اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ ﴿۴۶﴾ (المومن ۴۵،۴۶)

(فرمان ہوگا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔

مومن سردار کے خلاف اقدام:

اس مومن سردار کی فرعون کے دربار میں ایک اچھی حیثیت تھی مگر فرعون اور اس کے سردار اس مومن کو کیسے معاف کر سکتے تھے جو برملا ڈنکے کی چوٹ پر حق بات کی دعوت دے گیا تھا، جو تبلیغ کا حق ادا کر گیا تھا، بادشاہ وقت فرعون اور اس کی قوم کو گمراہ کہہ کر اسے جہنم کی وعید دے گیا تھا، ان کے معبودوں کو جن کو وہ الٰہ مان کر عبادت کرتے تھے ان کے حضور نذر و نیاز پیش کرتے ان کے ناموں کے نعرے لگاتے اور مشکلوں میں ان سے داد و فریاد کرتے تھے ان کو بے بس لاچار کہہ کر ان کی توہین کر گیا تھا، چنانچہ وہ فرعون اور اہل فرعون کے عتاب کا شکار ہوا مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے وہ اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ پائے، اللہ نے ان کی تمام تدابیر بد اور سازشوں کو ناکام بنا دیا اور اسے موسیٰ کے ہمراہ نجات دی، آخرت میں اس کا ٹھکانا رب کی جنتوں میں ہوگا اور فرعون اور اس کے سردار ہاتھ ہی ملتے رہے، موسیٰ، ہارون علیہ السلام، اس مومن سردار اور اس کی قوم کے نوجوانوں پر ان کا کچھ بس نہ چلا، وہ رب کی حفظ و امان میں رہے، رب کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب و کامران رہے اور فرعون اپنے پورے جاہ و جلال، رعب و دبدبہ، طاقت و قوت، مال و زر اور اس کے سردار رب کی شدید پکڑ میں آگئے کوئی طاقت، لشکر، قلعہ اور ان کا کوئی الٰہ انہیں رب کی گرفت سے نہ بچا سکا رب نے رہتی دنیا تک انہیں عبرت کا نشانہ بنا دیا، جیسے فرمایا

وَجٰوَزۡنَا بِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ الۡبَحۡرَ فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ وَجُنُوۡدُهٗ بَغۡيًا وَّعَدۡوًا‌ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدۡرَكَهُ الۡغَرَقُۙ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِىۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِيۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ‏ ﴿۹۰﴾ آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَيۡتَ قَبۡلُ وَكُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ‏ ﴿۹۱﴾ فَالۡيَوۡمَ نُـنَجِّيۡكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ اٰيَةً ۔۔۔ ﴿۹۲﴾ [1]

ترجمہ: اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر سے گزار لے گئے پھر فرعون اور اس کے لشکر ظلم اور زیادتی کی غرض سے ان کے پیچھے چلے حتی کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے! حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تا کہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنے۔

عالم برزخ میں فرعون اور اس کی قوم کو صبح و شام دوزخ کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تا کہ وہ ہر وقت ہول کھاتے رہیں،

عَنْ قَتَادَةَ، {اَلنَّارُ يُعۡرَضُوۡنَ عَلَيۡهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا} قَالَ: يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا صَبَاحًا وَمَسَاءً، يُقَالُ لَهُمْ: يَا آلَ فِرْعَوْنَ هَذِهِ مَنَازِلُكُمْ، تَوْبِيخًا وَنِقْمَةً وَصَغَارًا لَهُمْ

---

[1] یونس ۹۰تا۹۲

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ’’دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح وشام وہ پیش کیے جاتے ہیں۔‘‘ کے بارے میں فرماتے ہیں انہیں صبح وشام جہنم کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جب تک دنیا باقی رہے گی ان سے کہا جائے گا اے آل فرعون! یہ ہیں تمہارے گھر، یہ ان سے از راہ سرزنش وسزا و تذلیل کہا جائے گا۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ،إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تم میں سے کوئی ایک جب فوت ہوجاتا ہے توصبح وشام اس کا ٹھکانا اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اگر اہل جنت میں سے ہو تو اہل جنت کا ٹھکانا اسے دکھایا جاتا ہے اور اگر وہ اہل جہنم میں سے ہو تو اہل جہنم کا ٹھکانا اسے دکھایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا ٹھکانا حتی کہ اللہ عزوجل تجھے قیامت کے دن اس ٹھکانے پر پہنچا دے گا۔ (۲)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ (۳)

یعنی برزخی زندگی میں فرعون اور آل فرعون کو آگ کا مزہ چکھایا جا رہا ہے، جس طرح اس اہل ایمان شخص کی زندگی کو جنت کی زندگی کہا گیا ہے جسے اپنے ایمان کے اظہار اور انبیاء کرام کی حمایت میں بولنے پر قتل کر دیا گیا تھا، جیسے فرمایا

اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ (۴)

ترجمہ: میں تو تمہارے رب پر ایمان لے آیا تم بھی میری بات مان لو (آخر کار ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا اور) اس شخص سے کہہ دیا گیا کہ داخل ہو جا جنت میں، اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہو کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرما دی اور مجھے باعزت لوگوں میں داخل فرمایا۔

---

(۱) تفسیرطبری ۳۹۶،۲۱

(۲) مسنداحمد ۵۹۲۶،صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ المَيِّتِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالعَشِيِّ ۱۳۷۹، صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ، وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ ۷۲۱۱، صحیح ابن حبان ۳۱۳۰،مسندابی یعلی ۵۸۳۰، شرح السنة للبغوی ۱۵۲۴، السنن الکبری للنسائی ۲۲۰۸

(۳) جامع ترمذی ابواب القیامة بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الحَوْضِ ۲۴۶۰ ، المعجم الاوسط ۸۶۱۳،معجم ابن عساکر ۱۰۹۱

(۴) یٰسین ۲۶،۲۷

بعض گروہ برزخ کی زندگی کو تسلیم نہیں کرتے مگر قرآن مجید میں یہ دونوں مقامات عالم برزخ کے دونوں پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں،

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَخْدُمُهَا، فَلَا تَصْنَعُ عَائِشَةُ إِلَيْهَا شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ، إِلَّا قَالَتْ لَهَا الْيَهُودِيَّةُ: وَقَاكِ اللَّهُ عَذَابَ الْقَبْرِ، قَالَتْ: فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ لِلْقَبْرِ عَذَابٌ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: لَا، وَعَمَّ ذَاكِ؟ قَالَتْ: هَذِهِ الْيَهُودِيَّةُ لَا نَصْنَعُ إِلَيْهَا مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، إِلَّا قَالَتْ: وَقَاكِ اللَّهُ عَذَابَ الْقَبْرِ، قَالَ:كَذَبَتْ يَهُودُ، وَهُمْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَكْذَبُ، لَا عَذَابَ دُونَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک یہودی عورت ان کی خدمت کیا کرتی تھی، عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ جب بھی کوئی نیکی کرتیں تو وہ انہیں یہ دعا دیتی کہ اللہ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے ان سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا قیامت کے دن سے پہلے قبر میں بھی عذاب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟ میں نے عرض کی کہ اس یہودیہ کے ساتھ میں جب بھی کوئی بھلائی کرتی ہوں تو وہ یہی کہتی ہے کہ اللہ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی جھوٹ بولتے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف بھی جھوٹی نسبت کر دیتے ہیں قیامت سے پہلے کوئی عذاب نہ ہوگا،

قَالَتْ: ثُمَّ مَكَثَ بَعْدَ ذَاكَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَمْكُثَ، فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ نِصْفَ النَّهَارِ مُشْتَمِلًا بِثَوْبِهِ، مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ، وَهُوَ يُنَادِي بِأَعْلَى صَوْتِهِ:أَيُّهَا النَّاسُ، أَظَلَّتْكُمُ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، أَيُّهَا النَّاسُ، لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ بَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا، أَيُّهَا النَّاسُ، اسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَإِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ

تھوڑے عرصے بعد جب تک اللہ کو منظور ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصف النہار کے وقت اپنے کپڑے اوپر لپیٹے ہوئے اس حال میں نکلے کہ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور بآواز بلند فرما رہے تھے اے لوگو! تم پر تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے چھا گئے ہیں، اے لوگو! جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے، اے لوگو! عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو اور عذاب قبر برحق ہے۔[1]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی دعائیں اس کی تائید کرتی ہیں،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَتَا لِي: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ، فَكَذَّبْتُهُمَا، وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا، فَخَرَجَتَا، وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عَجُوزَيْنِ، وَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: صَدَقَتَا، إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے مدینہ منورہ کے یہودیوں کی دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ قبر والوں کو ان کی قبر میں عذاب ہوگا لیکن میں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی تصدیق نہیں کر سکی، پھر وہ دونوں عورتیں چلی گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا دو بوڑھی یہودی عورتیں آئی تھیں اور پھر میں نے آپ سے واقعہ کا ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے صحیح کہا قبر والوں کو عذاب ہوگا اور ان کے عذاب کو تمام چوپائے سنیں گے، پھر میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں قبر کے

[1] مسند احمد ۲۴۵۲۰

عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔ (۱)

أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ، وَهِيَ تَقُولُ لِي: أَشَعَرْتِ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ، فَارْتَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: إِنَّمَا تُفْتَنُ الْيَهُودُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ شَعَرْتِ أَنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم میرے پاس تشریف لائے اس وقت ایک یہودی عورت میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی وہ عورت کہہ رہی تھی کیا تجھے معلوم ہے کہ تم قبروں میں فتنے میں مبتلا کیے جاؤ گے یعنی تم لوگ قبر میں آزمائے جاؤ گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر کانپ اٹھے اور فرمایا صرف یہودی (قبروں میں) آزمائے جائیں گے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چند راتیں گزری تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے یہ بات مجھے وحی کی گئی کہ یقیناً تم قبروں میں فتنے میں مبتلا کیے جاؤ گے، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ (۲)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا یہ بھی تھی،

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ القَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الغِنَى، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کی آزمائش سے، دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مالداری کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش سے۔" (۳)

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: تَعَوَّذُوا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ:اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ البُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ العُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ القَبْرِ

اور مصعب بن سعد نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو جن کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ ۶۳۶۶ ، صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ اسْتِحْبَابِ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۱۳۲۱

(۲) مسنداحمد۲۴۵۸۲،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

(۳) صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ الِاسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الغِنَى ۶۳۷۶

سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر کو پہنچوں اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے۔''[1]

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا، وَفِتْنَةِ المَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ المَأْثَمِ وَالمَغْرَمِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا مانگتے تھے ''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری قبر کے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری زندگی اور موت کے فتنہ سے، اے اللہ! پناہ مانگتا ہوں میں تیری گناہ اور قرضداری سے۔''[2]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز میں تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے پناہ مانگے، ''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنہ (عذاب) سے اور دجال کے فتنہ سے۔''[3]

اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو اللہ مالک یوم الدین حکم فرمائے گا کہ فرعون اور آل فرعون کو جہنم کے شدید تر عذاب میں دھکیل دو۔

وَ اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ

اور جب کہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ تکبر والوں سے (جن کے یہ تابع تھے) کہیں گے ہم تو

تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ

تمہارے پیرو تھے تو کیا اب تم ہم سے اس آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو؟ وہ بڑے لوگ جواب دیں گے ہم تو سبھی اس آگ

فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ (المومن ۴۸،۴۷)

میں ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

---

[1] صحيح بخارى كتاب الدعوات بَابُ الِاسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ العُمُرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ ۶۳۷۴ ، شرح السنة للبغوى ۱۳۵۷

[2] صحيح بخارى كتاب صفة الصلوة بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلاَمِ ۸۳۲،سنن ابوداود كتاب الصلاة بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ ۸۸۰،مسند احمد ۲۴۵۷۸،صحيح ابن حبان ۱۹۶۸، السنن الكبرى للبيهقى ۲۸۸۱،شرح السنة للبغوى ۶۹۱

[3] صحيح مسلم كتاب المساجد بَابُ مَا يُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ ۱۳۲۴ ،السنن الكبرى للبيهقى ۲۸۸۴

فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کا عبرت ناک واقعہ سنا کر عام لوگوں کو خبردار کیا کہ ابھی تو تم اپنے بااثر سرداروں کے خوف سے دعوت حق کو تسلیم نہیں کر رہے مگر روز قیامت تم پر ان کی بڑائی کی حقیقت کھل جائے گی کہ یہ تمہارے کسی کام آنے والے نہیں ہیں، اس وقت تم انہیں ذلیل کرنے کے لئے کہو گے کہ جناب عالی! دنیا میں تو آپ بڑے طنطنے سے ہم پر اپنا سرداری نظام چلاتے تھے، ہم آپ کی بڑائی اور بزرگی کے قائل تھے اور ہم آپ کے تقدس اور علم و فضل، سرداری اور حکومت کی بنا پر آپ کی باتیں تسلیم کرتے اور آپ کی تابعداری کرتے تھے، یہ مصیبت ہمیں آپ ہی کی تعبداری کی وجہ سے آئی ہے اب آپ ہمیں اس آفت سے بچائیں یا ہمارے عذابوں کا کچھ حصہ اپنے اوپر اٹھا لیں، اس وقت یہ بڑے بااثر رؤسا، طاقتور سردار اور بزرگ بے بسی سے جواب دیں گے کہ ہم دونوں ہی سزایافتہ ہیں، ہم بھی تمہارے ساتھ ہی جہنم میں جل بھن رہے ہیں، ہمارے اپنے عذاب کیا کم ہیں کہ تمہارے عذاب بھی اٹھائیں؟ اب اللہ تعالیٰ کی عدالت سے جس کو جو سزا ملنی تھی مل چکی، رب ہر شخص کے اعمال کے مطابق جو فیصلے صادر کر چکا سو کر چکا اس کے فیصلہ میں تغیر و تبدل کرنا اب کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا

اور (تمام) جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے

يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝۴۹ قَالُوْٓا اَوَ لَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ

عذاب میں کمی کر دے، وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزے لے کر نہیں آئے تھے؟

قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝۵۰ (المومن ۵۰،۴۹)

وہ کہیں گے کیوں نہیں، وہ کہیں گے پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے۔

دوزخیوں کا ایک مکالمہ:

جب اہل دوزخ اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے اور جہنم کی آگ انہیں ہر طرف سے گھیر لے گی تو اللہ تعالیٰ سے جہنم سے نکالنے کی التجا کریں گے۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝۱۰۷ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝۱۰۸ [1]

ترجمہ: اے پروردگار! اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ جواب دے گا دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اپنی التجا سے مایوس ہو کر پھر یہ سزایافتہ لوگ جہنم کے کارندوں سے گزارش کریں گے کہ اپنے رب سے صرف ایک دن کے لیے ہماری سزا میں تخفیف کے لئے دعا کرو شاید اس سے کچھ راحت حاصل ہو، وہ جواب دیں گے ہم ایسے لوگوں کے حق میں اللہ سے کیوں کر کچھ کہہ سکتے ہیں جن کے پاس اللہ کے پیغمبر دلائل و معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے ان کی دعوت کو تسلیم نہ کیا اور اسی وجہ سے آج اس عذاب میں مبتلا ہیں، کیونکہ دنیا میں تم اپنی طرف سے ہر عذر، حجت اور معذرت کی گنجائش پہلے ہی ختم کر چکے ہو اور یہ دار الجزاء ہے اس لئے اب ہم جو تم

[1] المومنون ۱۰۸،۱۰۷

سے بیزار اور تمہارے دشمن ہیں، ہمارا اللہ تعالیٰ سے تمہارے حق میں دعا کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے ہاں تم خود دعا کرنا چاہو تو کر کے دیکھ لو لیکن تمہاری فریاد کی کوئی شنوائی نہیں ہوگی۔

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَيَوۡمَ

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب

يَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ ۝۵۱ يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ الظّٰلِمِيۡنَ مَعۡذِرَتُهُمۡ وَلَهُمُ اللَّعۡنَةُ

گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے، جس دن ظالموں کو ان کی (عذر) معذرت کچھ نفع نہ دے گی ان کے لیے لعنت ہی ہوگی

وَلَهُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ۝۵۲ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡهُدٰى وَاَوۡرَثۡنَا

اور ان کے لیے برا گھر ہوگا، ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ہدایت نامہ عطا فرمایا اور بنو اسرائیل کو اس کتاب کا

بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ الۡكِتٰبَ ۝۵۳ هُدًى وَّذِكۡرٰى لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ ۝۵۴ (المومن ۵۱ تا ۵۴)

وارث بنایا کہ وہ ہدایت ونصیحت تھی عقل مندوں کے لیے۔

یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کے دشمنوں کو اس دنیا میں ذلیل ورسوا اور ان کو غالب کر دیتے ہیں اور قیامت کے روز بھی جب اللہ کی عدالت قائم ہوگی، اور فرشتے اور انبیاء ومرسلین گواہ کے طور پر کھڑے ہوں گے ان کو اچھے اعمال کی بہترین جزادیں گے اور انہیں انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں عزت وتکریم کے ساتھ داخل کر دیں گے، وہ دارالجزا ہے وہاں کفار ومشرکین سے معذرت یا فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا وہ اللہ کی رحمت سے دور دھکیل دیے جائیں گے اور ان کے لیے جہنم کا بدترین ٹھکانا ہوگا، آخر دیکھ لو فرعون کے مقابلے میں ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی قدم قدم پر رہنمائی کی، یہاں تک کہ انہیں کامیابی وکامرانی کی منزل پر پہنچا دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی معاملہ ہم تمہارے ساتھ بھی کریں گے ہم نے تمہیں بے یار ومددگار نہیں چھوڑ دیا بلکہ ہم تمہاری پشت پر ہیں اور تمہاری رہنمائی کر رہے ہیں، ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور تورات عطا فرمائی تھی جو عقل ودانش رکھنے والوں کے لئے ہدایت ونصیحت تھی، جیسے فرمایا

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰٮةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ ... ۝۴۴ [1]

ترجمہ: ہم نے توراۃ نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔

اور ان کے بعد بنی اسرائیل کو نسل در نسل تورات کا وارث بنادیا انہوں نے تو اس کتاب کا حق ادا نہ کیا مگر مسلمانوں کو یہ سعادت نصیب ہوگی کہ وہ قرآن کریم کے وارث بن کر دنیا میں ہدایت کے علم بردار بن کر اٹھیں گے۔

فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ

پس اے نبی! تو صبر کر، اللہ کا وعدہ بلاشک (وشبہ) سچا ہی ہے، تو اپنے گناہ کی معافی مانگتا رہ اور صبح شام اپنے پروردگار کی تسبیح

[1] المائدۃ ۴۴

بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ

اور حمد بیان کرتا رہ، جو لوگ باوجود اپنے پاس کسی سند کے نہ ہونے کے آیات الٰہی میں جھگڑا کرتے ہیں، ان کے دلوں میں

اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ

بجز نری بڑائی کے اور کچھ نہیں وہ اس تک پہنچنے والے ہی نہیں، سو تو اللہ کی پناہ مانگتا رہ بیشک وہ

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ (المومن ۵۶،۵۵)

پورا سننے والا اور سب سے زیادہ دیکھنے والا ہے۔

صبر کی تلقین:

پس اے نبی ﷺ! کفار و مشرکین کی قینچی کی طرح چلتی زبانوں، خفیہ چالوں اور انسانیت سوز ظلم و ستم سے رنجیدہ نہ ہوں، جو حالات تمہیں اور مسلمانوں کو درپیش ہیں ان کو پہلے اولو العزم پیغمبروں کی طرح اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے ٹھنڈے دل سے برداشت کرتے چلے جاؤ، تم بے صبر ہو کر چاہتے ہو کہ اللہ کوئی معجزہ دکھادے جسے دیکھ کر کفار اس دعوت کے قائل ہو جائیں، مسلمانوں کے خلاف مخالفت کا یہ طوفان تھم جائے، جس سے دعوت حق کو فروغ ملے، یقیناً ایسا ہی ہو گا، اللہ کا وعدہ برحق ہے، انجام کے لحاظ سے آپ ہی غالب رہیں گے، اور اپنی اس کمزوری پر استغفار کرتے رہیں اور اپنے موقف پر چٹان کی سی مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائیں، اور مشکلات و مصائب کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح کرتے رہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ غرور و تکبر میں مبتلا لوگ ہیں اور اور اپنے باطل نظریات کے ذریعے سے حق پر غالب آنا چاہتے ہیں، اور اسی مقصد کے لیے غیر معقول بحث و مباحثہ کرتے ہیں، لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں مگر حق کو کمزور اور باطل کو مضبوط کرنے کا جو مقصد یہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کبھی حاصل نہ کر سکیں گے، ان کی یہ مراد کبھی پوری نہ ہو گی کیونکہ حق تو ہمیشہ ہی سر بلند رہتا ہے لہذا موسیٰ علیہ السلام کی طرح تم بھی مشرکین کی دھمکیوں، سازشوں اور ہر قسم کے شر سے اللہ واحد قہار کی پناہ مانگ کر بے فکر ہو کر اپنے فرض منصبی کو پورا کرنے میں لگ جاؤ، وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ

آسمان و زمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے،

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (المومن ۵۷)

لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں۔

انسان کی دوبارہ پیدائش کے دلائل:

سرداران قریش کی سازشوں پر تبصرہ کرنے کے بعد عام لوگوں کو سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ جن حقائق کو ماننے کی دعوت دے رہے ہیں وہ

سراسر معقول ہیں اور انہی کے مان لینے میں ہی تمہاری دنیاوی و اخروی بھلائی ہے اور نہ ماننا خود تمہارے لئے بہت تباہ کن ثابت ہوگا، اس سلسلے میں سب سے پہلے عقیدہ آخرت کے دلائل پیش کیے گئے، جسے کفار و مشرکین بعید از فہم سمجھتے تھے کہ اگر تم سنجیدگی سے غور و فکر کرو تو تمہارے لئے یہ سمجھنا کچھ مشکل نہ ہوگا کہ جس اللہ وحدہ لاشریک نے بغیر کسی شریک اور بغیر کسی نمونے کے یہ عظیم الشان کائنات تخلیق فرمائی ہے، جس نے اتنے بڑے بڑے اجرام فلکی کو ان کے کام کے لحاظ سے نہایت مہارت سے تخلیق کیا ہے پھر سورج چاند ستاروں اور ہواؤں کا کجی سے پاک ایک مربوط نظام بنایا ہے، جس نے زمین پر ایک اندازے پر طرح طرح کے طاقتور خونخوار درندے، پالتو مویشی، ہوا میں قلابیں بھرتے رنگ برنگ کے چھوٹے بڑے پرندے، زمین پر رینگتے ہوئے حشرات الارض اور سمندروں میں رہنے والی ان گنت مخلوقات کو تخلیق کیا ہے اور ان تمام مخلوقات کے لئے خوراک کا بندوبست فرمایا ہے کیا اس خالق و مدبر اور منتظم کے لئے جنات و انسانوں کو جزاوسزا کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل یا دشوار کام ہو سکتا ہے؟ جیسے فرمایا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۳ [1]

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس اللہ نے یہ زمین اور آسمان پیدا کیے ہیں اور ان کو بناتے ہوئے جو نہ تھکا وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟ کیوں نہیں، یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

لیکن اکثر لوگ اس دلیل پر غور و تدبر نہیں کرتے۔

وَ مَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ لَا الْمُسِيْٓءُ ۭ

اندھا اور بینا برابر نہیں، نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور بھلے کام کئے بدکاروں کے (برابر ہیں) تم (بہت) کم نصیحت

قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۸ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا

حاصل کر رہے ہو، قیامت بالیقین اور بلاشبہ آنے والی ہے لیکن (یہ اور بات ہے کہ)

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۹ (المومن ۵۹،۵۸)

بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اوپر کی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ آخرت کا ہونا ناممکنات میں سے نہیں ہے، یہاں فرمایا کہ عقل اور انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ آخرت کو ہونا چاہیے تاکہ بدکاروں کو ان کی برائی کی سزا اور نیکوکاروں کو ان کی بہترین جزا ملے، اگر آخرت نہ ہو تو نیکوکار اور بدکار دونوں ایک ہی انجام سے دوچار ہوں گے، نہ کسی کو بدکاری کی سزا ملے گی اور نہ کسی کو نیکی کی جزا، پھر نیکوکاروں کو تقویٰ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے، اب تم لوگ خود ہی غور و فکر کر لو کیا اندھا جو کچھ نہیں دیکھ سکتا اور بینا جو راستے کو دیکھ کر چلتا ہے یکساں ہو سکتے ہیں؟ جیسے فرمایا

---

[1] الاحقاف ۳۳

...قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ۵۰ (۱)

ترجمہ: پھران سے پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے ؟۔

...قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ... ۝ ۱۶ (۲)

ترجمہ: کہو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوا کرتا ہے؟۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ ۱۹ (۳)

ترجمہ: اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے۔

کیا ایک ایماندار وصالح شخص جس کے بہترین اخلاق ہیں اور بدکار متکبر شخص جس نے معاشرے میں فساد پھیلا رکھا ہے برابر ٹھیر سکتے ہیں؟ کیا پاک اور ناپاک برابر ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ... ۝ ۱۰۰ (۴)

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ! ان سے کہہ دو کہ پاک اور ناپاک بہرحال یکساں نہیں ہیں خواہ ناپاک کی بہتات تمہیں کتنا ہی فریفتہ کرنے والی ہو۔

کیا رات اور دن ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ کیا اندھیرا اور اجالا برابر ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا

...اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ... ۝ ۱۶ (۵)

ترجمہ: کیا روشنی اور تاریکیاں یکساں ہوتی ہیں؟۔

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ ۲۰ (۶)

ترجمہ: نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں۔

کیا ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ برابر ہو سکتی ہے، کیا زندہ اور مردہ برابر ہو سکتے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ ۲۱ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ... ۝ ۲۲ (۷)

ترجمہ: نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے اور نہ زندے اور مردے مساوی ہیں۔

---

(۱) الانعام ۵۰

(۲) الرعد ۱۶

(۳) فاطر ۱۹

(۴) المائدة ۱۰۰

(۵) الرعد ۱۶

(۶) فاطر ۲۰

(۷) فاطر ۲۱،۲۲

قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِي الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔۔۔ ﴿۹﴾ (۱)

ترجمہ:ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں؟۔

کیا اہل جنت اور اہل دوزخ برابر ہو سکتے ہیں،جیسے فرمایا

لَا يَسۡتَوِيۡۤ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَاَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ۔۔۔ ﴿۲۰﴾ (۲)

ترجمہ:دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے۔

کیا آگ اور پانی ایک تاثیر رکھتے ہیں؟اگر اس حقیقت پر غور و تدبر کرو تو تم لوگ آخرت پر ایمان لے آؤ گے،یقیناً ایک وقت مقررہ پر قیامت کی ہولناک گھڑی آنے والی ہے،اس کے واقع ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں تاکہ ہر شخص کو اس کے اعمال کی جزا دی جا سکے،اتمام حجت کے لیے انبیاء ومرسلین اس کے بارے میں خبردار کر چکے ہیں اور تمام منزل کتابوں میں اس دن کے ہولناک احوال کی خبر دے دی گئی ہے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ اس المناک دن پر ایمان نہیں لاتے اور خالق کائنات کی قدرت پر شک وشبہ کرتے ہیں۔

وَ	قَالَ	رَبُّكُمُ	ادۡعُوۡنِيۡۤ	اَسۡتَجِبۡ	لَكُمۡ ؕ	اِنَّ	الَّذِيۡنَ

اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ

يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِيۡ سَيَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيۡنَ ﴿۶۰﴾ (المومن ۶۰)

میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

عبادت کی روح دعا ہے:

آخرت کی دلیل کے بعد توحید کی دعوت دی جو کفار اور نبی کریم ﷺ کے درمیان دوسری بنائے نزاع تھی،رسول اللہ ﷺ کی دعوت تھی کہ تمام معبودان باطلہ سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں اپنی گردنیں جھکا دو اور اس سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو،اپنی مشکلات ومصائب میں چپکے چپکے،یا دل میں خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو،اسی کے حضور اپنی حاجتیں پیش کرو جو نداؤں کا سننے والا،قبول کرنے والا اور بندوں کی ضروریات کو پورا کرنے پر قادر ہے،جو مالک کائنات ہے اور جس کے پاس ہر طرح کے خزانے اور کلی اختیار ہیں،غیر اللہ تو اللہ کی مخلوق ہیں جو قیامت تک تمہاری دعاؤں کو نہیں سن سکتے ہیں اور اگر فرض محال سن بھی لیں تو تمہاری پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور نہ ہی ان کے پاس کسی طرح کا اختیار ہی ہے کہ تمہاری حاجات کو پورا کر سکیں،جیسے فرمایا

اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَكُمۡ ؕ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ۔۔۔ ﴿۱۴﴾ (۳)

(۱) الزمر ۹

(۲) الحشر ۲۰

(۳) فاطر ۱۴

ترجمہ: انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن نہیں سکتے اور سن لیں تو ان کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کردیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۹۴ (۱)

ترجمہ: تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو وہ تو محض بندے ہیں جیسے تم بندے ہو، ان سے دعائیں مانگ کر دیکھو یہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں اگر ان کے بارے میں تمہارے خیالات صحیح ہیں۔

بلکہ وہ تو اس سے بھی بے خبر ہیں کہ انہیں پکار اجارہا ہے، جیسے فرمایا

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۵ (۲)

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۲۸ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۲۹ (۳)

ترجمہ: جس روز ہم ان سب کو ایک ساتھ (اپنی عدالت میں) اکٹھا کریں گے، پھر ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا ہے کہیں گے کہ ٹھیر جاؤ تم بھی اور تمہارے بنائے ہوئے شریک بھی، پھر ہم ان کے درمیان سے اجنبیت کا پردہ ہٹادیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ (تم اگر ہماری عبادت کرتے بھی تھے تو) ہم تمہاری اس عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔

اپنے خالق، مالک اور رازق سے دعا مانگنا ہی عین تقاضائے بندگی ہے، اس لئے اللہ کی عبادت سے منہ موڑ کر اعتراف عبودیت سے مت کتراؤ،

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ ، ثُمَّ قَرَأَ: {ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ} (۴)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا عین عبادت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت "اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔" تلاوت فرمائی۔ (۵)

---

(۱) الاعراف ۱۹۴

(۲) الاحقاف ۵

(۳) یونس ۲۸،۲۹

(۴) [غافر : ٦٠]

(۵) مسند احمد ۱۸۳۵۲، جامع ترمذی کتاب التفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنِ ۳۲۴۷، سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ ۳۸۲۸ ،مستدرک حاکم ۱۸۰۲،شرح السنۃ للبغوی ۱۳۸۴

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلاَّ الدُّعَاءُ، وَلاَ يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلاَّ الْبِرُّ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قضا کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دعا (یعنی اللہ کے فیصلے کو بدل دینے کی طاقت کسی میں نہیں مگر اللہ خود اپنا فیصلہ بدل سکتا ہے (اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب بندہ اس سے دعا مانگتا ہے) اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی۔ (۱)

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَاءٍ إِلاَّ آتَاهُ اللَّهُ مَا سَأَلَ أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهُ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے آدمی جب کبھی اللہ سے دعا مانگتا ہے اللہ اسے یا تو وہی چیز دیتا ہے جس کی اس نے دعا کی تھی یا اس درجے کی کوئی بلا اس پر آنے سے روک دیتا ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ ،اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ ،وَلكِنْ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ،فَإِنَّهُ لاَ مُسْتَكْرِهَ لَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو یوں نہ کہے اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، اگر چاہے تو مجھ پر رحم فرما بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ ، وَأَفْضَلُ العِبَادَةِ انْتِظَارُ الفَرَجِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ اسے پسند فرماتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور دعا کے قبول ہونے کا انتظار کرنا افضل عبادت ہے۔ (۴)

اور جو لوگ اپنے تکبر و گھمنڈ میں آکر اللہ سے دعا نہیں کرتے، وہ اللہ کو دعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا اور با اختیار نہیں سمجھتے، ایسے لوگ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے،

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَمْثَالَ الذَّرِّ، فِي صُوَرِ النَّاسِ، يَعْلُوهُمْ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الصَّغَارِ، حَتَّى يَدْخُلُوا سِجْنًا فِي جَهَنَّمَ، يُقَالُ لَهُ: بُولَسُ، فَتَعْلُوَهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ، يُسْقَوْنَ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ، عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ

---

(۱) جامع ترمذی ابواب القدر بَابُ مَا جَاءَ لاَ يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلاَّ الدُّعَاءُ ۲۱۳۹ ،مسند البزار ۲۵۴۰، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۱۲۸

(۲) جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ أَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ ۳۳۸۱

(۳) صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ لِيَعْزِمِ المَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لاَ مُكْرِهَ لَهُ ۶۳۳۹،صحیح مسلم کتاب الذکروالدعاء بَابُ الْعَزْمِ بِالدُّعَاءِ وَلَا يَقُلْ إِنْ شِئْتَ ۶۸۱۳،سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء بَابُ لَا يَقُولُ الرَّجُلُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ ۳۸۵۴،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابُ الدُّعَاءِ ۱۴۸۳، مسند احمد ۹۹۶۸، المعجم الصغیر للطبرانی ۱۷۰

(۴) جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب فِي انْتِظَارِ الفَرَجِ وَغَيْرِ ذَلِكَ ۳۵۷۱،المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۰۸۸

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن انسانوں کی صورتوں میں چیونٹیوں کی طرح اٹھایا جائے گا جن پر ہر قسم کی ذلت ورسوائی چھائی ہو گی، حتی کہ وہ جہنم کی ایک جیل میں داخل ہوں گے جسے بولس کہا جائے گا پس اللہ کی بڑی آگ ان پر چھائی ہو گی، (اور) انہیں پینے کے لیے دوزخیوں کا لہو اور پیپ دی جائے گی۔ [۱]

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رات بنادی کہ تم اس میں آرام حاصل کرو اور دن کو دیکھنے والا بنادیا، بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر

لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝۶۱ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ

فضل وکرم والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر گزاری نہیں کرتے، یہی اللہ ہے تم سب کا رب ہر چیز کا خالق اس کے سوا

كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۶۲ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ

کوئی معبود نہیں پھر کہاں تم پھرے جاتے ہو، اس طرح وہ لوگ بھی پھیرے جاتے رہے جو

كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۝۶۳ (المومن ۶۱ تا ۶۳)

اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

توحید کی دلیل:

یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت، اس کا لامحدود فضل وکرم، اس کی قدرت کاملہ، اس کی عظیم قوت اور وسیع اقتدار ہے کہ اس ذات نے تاریک رات کو تمہارے لیے سکون وراحت کی چیز بنایا، اور دن کو خوب روشن بنایا تاکہ انسانوں کو سفر، کام کاج اور طلب معاش میں سہولت ہو، اللہ تعالیٰ نے ان دونشانیوں کو توحید کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا کہ زمین اور سورج کا ایک خاص رفتار سے گردش کرنا جس سے رات اور دن باقاعدگی سے ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں، اس بات کی صریح دلیل ہے کہ زمین اور سورج پر ایک ہی الٰہ حکمران ہے، اگر کائنات میں ایک الٰہ کے بجائے کئی الٰہ ہوتے، کوئی زمین کا الٰہ ہوتا اور کوئی سورج کا تو ہر طرح کی کجی سے پاک یہ نظام کبھی قائم نہیں رہ سکتا تھا، جیسے فرمایا

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝۹۱ [۲]

ترجمہ: اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے اور کوئی دوسرا الٰہ اس کے ساتھ نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر الٰہ اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے۔

---

[۱] مسند احمد ۶۶۷۷

[۲] المومنون ۹۱

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ [1]

ترجمہ:اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو وہ مالک عرش کے مقام پر پہنچنے کی ضرور کوشش کرتے۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ [2]

ترجمہ:اگر آسمان وزمین میں ایک اللہ کے سوادوسرے الٰہ بھی ہوتے تو(زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا پس پاک ہے اللہ رب العرش ان باتوں سے جو یہ لوگ بنارہے ہیں۔

اور دن ورات کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا اور انسانوں اور دوسری بے شمار زمینی مخلوقات کے لئے فائدہ مند ہونا بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی کائنات کی سب چیزوں کا خالق ورازق ہے،اس لئے احسان مندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسی ہستی کا شکر گزار ہونا چاہیے جو بے شمار نعمتوں کو عطا فرمانے والا ہے،جو اپنی الوہیت اور ربوبیت میں منفرد ہے اور ہر چیز کو پیدا کرنے اور رزق دینے والا ہے،جیسے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ... ﴿۳﴾ [3]

ترجمہ:لوگو تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟۔

اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں،

...لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ... ﴿۱۰۲﴾ [4]

ترجمہ: کوئی الٰہ اس کے سوا نہیں ہے۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْـحَيُّ الْقَيُّوْمُ... ﴿۲۵۵﴾ [5]

ترجمہ:اللہ،وہ زندہ جاوید ہستی جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

اور یہ بات تو سراسر اپنے مالک کی ناشکری ہے کہ خالق ورازق تو اللہ وحدہ لاشریک ہو اور مستحق عبادت بن جائیں وہ جو خود مخلوق ہیں،جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ [6]

ترجمہ:اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں۔

جن کی شکل وصورت تم خود گھڑتے ہو اور پھر ان کو بغیر کسی دلیل کے انہیں لامحدود اختیار وقدرت کا مالک سمجھتے ہو،جیسے فرمایا

---

[1] بنی اسرائیل ۴۲

[2] الانبیاء ۲۲

[3] فاطر ۳

[4] الانعام ۱۰۲

[5] البقرة ۲۵۵

[6] النحل ۲۰

وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ ... ﴿۱۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا وَّمَا لَيۡسَ لَهُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ ... ﴿۷۱﴾ (۲)

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کر رہے ہیں جن کے لیے نہ تو اس نے کوئی سند نازل کی ہے اور نہ یہ خود ان کے بارے میں کوئی علم رکھتے ہیں۔

مگر ان واضح نشانیوں کے باوجود تم خالق کائنات کی عبادت سے منہ موڑتے اور اس کی مخلوق کی چوکھٹ پر پیشانیاں رگڑتے ہو جو محض بے بس ولاچار ہیں اور اپنے رب کے در کے سوالی ہیں، تمہاری طرح ہر اقوام میں لوگ شاطر سرداروں، پروہتوں کے فریب میں مبتلا ہوتے رہے ہیں، وہ بھی ان کے بہکاوے میں آ کر بغیر کسی دلیل وحجت غیر اللہ کی عبادت کرنے لگے تھے، انہوں نے بھی خواہش نفسانی میں مبتلا ہو کر اللہ کی ہر سو بکھری نشانیوں کی تکذیب کی تھی، ان کے رسولوں نے انہیں شیطان کے اس فریب میں مبتلا ہونے سے روکا مگر انہوں نے اپنے معبودوں کی اندھی محبت میں گرفتار ہو کر کوئی دلیل نہ مانی اور ان خودغرض فریبیوں کے جال میں پھنستے چلے گئے جو اپنی دوکان چمکانے کے لئے جعلی الٰہوں کے آستانے بنائے بیٹھے تھے۔

اَللّٰهُ الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں

وَ رَزَقَكُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ

اور بہت اچھی بنائیں اور تمہیں عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو عطا فرمائیں، یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے، پس بہت برکتوں والا اللہ ہے

رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الۡحَيُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادۡعُوۡهُ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ؕ

سارے جہان کا پرورش کرنے والا ہو وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو،

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۶۵﴾ (المومن ۶۴،۶۵)

تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اور یہ بھی اللہ کی ہی قدرت ہے کہ اس نے بے حد وحساب مختلف النوع آبادی کے لئے زمین کو جائے قرار، بساط، بچھونا بنایا، جیسے فرمایا

الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا ... ﴿۲۲﴾ (۳)

(۱) المومنون ۱۱۷

(۲) الحج ۷۱

(۳) البقرة ۲۲

ترجمہ:وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کافرش بچھایا۔

اس کو آباد رکھنے کے لئے ہوا کامناسب دباؤ،پانی کاایک بڑاذخیرہ،متوازن کشش،شدید حرارت کاحامل سورج سے مناسب فاصلہ،سیاروں کی ایک خاص رفتار سے گردش کاایک نظام قائم فرمایا،پھر اسی اللہ نے زمین کے اوپر ایک نہایت مستحکم سماوی نظام تعمیر کر دیا جس سے گزر کر کوئی تباہ کن چیز تم تک نہیں پہنچ سکتی حتی کہ آفاق کی مہلک شعاعیں تک نہیں پہنچ سکتیں،کیا یہ عظیم الشان تخلیقی منصوبے کسی خالق حکیم کی منصوبہ بندی کے بغیر خود بخود محض ایک حادثہ کے نتیجے میں قائم ہو گئے ہیں؟یا ان کو تخلیق کرنے اور انہیں روبعمل لانے میں کسی دیوی دیوتا،جن،نبی ولی یا فرشتے کا کوئی دخل ہے؟پھر اس خالق نے انسان کو سب حیوانات سے زیادہ خوش شکل اور متناسب الاعضاء بنایا اس کو نہایت اعلیٰ درجہ کی جسمانی و ذہنی قوتیں عطا فرمائیں،جیسے فرمایا

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝۴ [1]

ترجمہ:ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

یٰٓاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ۝۶ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۝۸ [2]

ترجمہ:اے انسان، کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا تجھے نک سک سے درست کیا تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟۔

پھر پیدا ہوتے ہی ماں کے سینے میں پاکیزہ،قوت بخش،خوش ذائقہ اور پرورش ونشوونما کے لئے موزوں ترین رزق کابندوبست فرمایا کیا یہ کسی نبی و ولی یا دیوی دیوتا کی قدرت واختیار سے ہوا؟کیا یہ اس بات کا صریح ثبوت نہیں ہے کہ تمہارا پیدا کرنے والا محض خالق ہی نہیں بلکہ خالق حکیم اور رب رحیم ہے،جو الحی القیوم ہے اور وہی حیات کامل کامالک تمہارا حقیقی معبود ہے،اس کے سوا کسی کو ازلی و ابدی حیات نہیں ہے،جیسے فرمایا

۔۔۔كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔۔۔ ۝۸۸ [3]

ترجمہ: ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔

کسی کے پاس کوئی طاقت واختیار نہیں تو پھر عبادت کا مستحق بھی صرف ایک اللہ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں جس نے ان تمام امور کی تدبیر کی ہے اور تمہیں ان نعمتوں سے بہرہ ور کیا ہے،اس لئے اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے کر کے اس کی بندگی کرو،

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ:لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، وَلَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ قَالَ:وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ

[1] التین۴

[2] الانفطار۶تا۸

[3] القصص۸۸

ابوزبیر سے مروی ہے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز سے سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات کہا کرتے تھے ’’اللہ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں ،وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، ساری بادشاہت اس کے لیے ہے اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، کسی کام کی بھی طاقت وقوت اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں،اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے،اسی کی عطا فرمائی ہوئی سب نعمتیں ہیں،اسی کا ہم پر فضل وکرم ہے اور اسی کے لیے ہی سب اچھی اچھی تعریفیں ہیں،اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں(ہم تو پورے) اخلاص کے ساتھ اسی کی عبادت کرتے ہیں خواہ کافروں کو کتناہی برا لگے۔‘‘ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔ [1]

ہم نے پہلی اقوام کو بھی یہی پیغام دیا تھا

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڏ حُنَفَاۗءَ ...۝۵ [2]

ترجمہ:ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے ،بالکل یک سو ہو کر۔

اسی کو اپنی ضروریات،مشکلات اور مصائب میں پکارو،وہی سب کی فریادیں اور التجائیں سننے پر قادر ہے،اس کے سوا کوئی بھی کسی بھی طریقے سے کسی کی بات سننے پر قادر نہیں ہے،جب حقیقت یہ ہے تو دوسرے مشکل کشائی اور حاجت روائی کس طرح کر سکتے ہیں،چنانچہ ہر طرف سے کٹ کر اسی کی بندگی کے گن گاؤ،اس کے سوا کوئی اور نہیں جس کی حمد وثنا کے گیت گائے جائیں اور جس کے شکرانے بجالائے جائیں۔

قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَاۗءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ

آپ کہہ دیجیے! کہ مجھے ان کی عبادت سے روک دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکار رہے ہو،اس بنا پر کہ میرے پاس

مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۶ هُوَ الَّذِيْ

میرے رب کی دلیلیں پہنچ چکی ہیں،مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے رب کا تابع فرمان ہو جاؤں،وہ وہی ہے جس نے

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پھر تمہیں بچہ کی صورت میں نکالتا ہے،پھر (تمہیں بڑھاتا ہے کہ)

لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ

تم اپنی پوری قوت کو پہنچ جاؤ پھر بوڑھے ہو جاؤ،تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں،(وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے)

[1] مسند احمد ۱۶۱۰۵،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۴۳،سنن ابوداود كتاب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْوِتْرِ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ ۱۵۰۷،۱۵۰۶،السنن الکبری للنسائی ۱۲۶۴

[2] البینة ۵

وَ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۚ

تا کہ تم مدت معین تک پہنچ جاؤ اور تا کہ تم سوچ سمجھ لو،وہی ہے جو جلاتا ہے اور مار ڈالتا ہے ،

فَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَهٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۶۸﴾ ۧ (المومن ۶۶تا۶۸)

پھر وہ جب کسی کام کا کرنا مقرر کرتا ہے تو اسے صرف یہ کہتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مشرکین کو دعوت توحید:

اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کے دلائل میں فرمایا اے نبی! ان لوگوں سے کہہ دو کہ مجھے تو ان تمام اصنام،بتوں اور ہر اس چیز کی عبادت سے روکا گیا ہے جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے،اور میں یہ مشرکانہ کام کیسے کر سکتا ہوں جبکہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے دلائل و براہین، کھلی نشانیاں آچکی ہیں، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے احکام کے سامنے جو میرا خالق،مالک اور رازق ہے سر افگندہ کر دوں،انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل کا ذکر کیا کہ انسان کے جد امجد آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے کھنکھناتی مٹی سے بنایا، جیسے فرمایا

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ۚ﴿۲۶﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ کَالۡفَخَّارِ ۙ﴿۱۴﴾ [2]

ترجمہ:انسان کو اس نے ٹھیکری جیسے سوکھے سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

قَالَ یٰۤاِبۡلِیۡسُ مَا مَنَعَکَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ... ﴿۷۵﴾ [3]

ترجمہ:رب نے فرمایا اے ابلیس! تجھے کیا چیز اس کو سجدہ کرنے سے مانع ہوئی جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے؟۔

پھر نسل انسانی کی بقا و تحفظ کے لئے انسانی تخلیق کو (سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے) نطفے سے وابستہ کر دیا جو صلب پدر سے رحم مادر میں جا کر قرار پکڑتا ہے، جیسے فرمایا

...وَنُقِرُّ فِی الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی... ﴿۵﴾ [4]

ترجمہ:ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھیرائے رکھتے ہیں۔

پھر خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے پھر ہڈیاں تخلیق ہوتی ہیں پھر ماں کے پیٹ ہی میں اس کی جنس،شکل و صورت،جسم کی ساخت،ذہن کی

---

[1] الحجر ۲۶

[2] الرحمٰن ۱۴

[3] ص ۷۵

[4] الحج ۵

خصوصیات، قوتیں وصلاحیتیں، نیک بخت یا بد بخت اور عمر متعین ہو جاتی ہے اور پھر روح پھونکی جاتی ہے اس طرح ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں منتقل ہوتے ہوئے ایک حقیر پانی کی بوند سے مکمل بچہ بن کر دنیا میں آجاتا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ ہر انسان کو زندگی کے مختلف مرحلوں سے گزارتا ہوا مقررہ عمر تک لے جاتا ہے، کیا یہ ساری باتیں اس حقیقت کی نشان دہی نہیں کر رہی ہیں کہ تمہارا رب ایک ہی ہے اور تمہارا معبود بھی ایک، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا کوئی ہستی عبادت کے لائق نہیں، زندگی دینا اور فوت کرنا بھی اسی کے اختیار میں ہے، اس کے سوا اور کسی کو اس کی قطعاً قدرت نہیں ہے، اسی کی متعین کی ہوئی عمر کے مطابق بعض رحم مادر میں، بعض بچپن میں، بعض جوانی میں اور بعض بڑھاپے سے قبل کہولت میں اور بعض کو لمبی عمر دینے کے بعد مار کر موت کی وادیوں میں سلا دیتا ہے، کوئی نفس، کسی سبب سے یا کسی سبب کے بغیر اس کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتا یہ سب کام اسی ایک کے حکم تقدیر اور تدبیر ہوتے ہیں، جیسے فرمایا

...وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑪ [1]

ترجمہ: کوئی عمر پانے والا عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر میں کچھ کمی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہوتا ہے، اللہ کے لیے یہ بہت آسان کام ہے۔

اس کی قدرت کاملہ کا تو یہ حال ہے کہ جس چیز کا وہ ارادہ فرمائے خواہ یہ کام چھوٹا ہو یا بڑا اسے کہتا ہے (کُنْ) ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے، اس حکم کو رد یا اس سے گریز یا انکار نہیں کیا جا سکتا تو پھر ایسی قدرتوں والی ہستی کو چھوڑ کر کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ یا کوئی ستارہ اور سیارہ آخر کیسے بندگی وعبادت کا مستحق ہو سکتا ہے؟ کسی بندے کو یہ مقام کب سے حاصل ہو گیا کہ اس سے دعائیں مانگیں جائیں اور انہیں اپنی قسمت کے بننے اور بگڑنے کا مختار مان لیا جائے؟ اور کسی انسانی طاقت کو یہ منصب کیسے حاصل ہو گیا کہ اس کے قانون اور اس کے امر ونہی اور اس کے خود ساختہ حلال وحرام کی بے چوں وچرا اطاعت کی جائے؟ اس کے ساتھ تمہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جو اللہ اتنی قدرتوں والا ہے اس کے لئے قیامت والے دن انسانوں کو جزا وسزا کے لئے دوبارہ زندہ کر دینا بھی کچھ مشکل نہیں ہے اور وہ یقیناً سب کو زندہ فرمائے گا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ⑥⑨ۚۖ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ

کیا تو نے انہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں، وہ کہاں پھیر دیئے جاتے ہیں، جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا

وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ⑦⓪ۙ اِذِ الْاَغْلٰلُ

اور اسے بھی جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا انہیں ابھی ابھی حقیقت حال معلوم ہو جائے گی، جب ان کی گردنوں میں

فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ⑦①ۙ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ⑦②ۚ

طوق ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی گھسیٹے جائیں گے کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے،

---

[1] فاطر ۱۱

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا

پھران سے پوچھا جائے گا کہ جنہیں تم شریک کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ جو اللہ کے سوا تھے وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے بہک گئے

بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی کو بھی پکارتے ہی نہ تھے، اللہ تعالیٰ کافروں کو اسی طرح گمراہ کرتا ہے، یہ بدلہ ہے اس چیز کا

تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ

جو تم زمین میں ناحق پھولے نہ سماتے تھے، اور (بے جا) اتراتے پھرتے تھے، (اب آؤ) جہنم میں ہمیشہ رہنے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ (المومن ۶۹ تا ۷۶)

کے لیے، (اس کے) دروازوں میں داخل ہو جاؤ، کیا ہی بری جگہ ہے تکبر کرنے والوں کی۔

کفار کو عذاب جہنم اور طوق و سلاسل کی وعید:

اللہ تعالیٰ نے مکذبین کی ٹھوکر کھانے کی اصل وجہ بیان فرمائی کہ یہ لوگ اللہ کے مبعوث کیے ہوئے رسولوں اور ان پر نازل کی ہوئی تعلیمات پر خوش ہونے اور ان پر ایمان لانے کے بجائے تسلیم نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی ہے اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے۔

اور اللہ کی آیات پر سنجیدگی کے ساتھ غور و تدبر کرنے کے بجائے انکار و تکذیب کرتے ہیں، پروپیگنڈے کے ذریعہ حق کو مشتبہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں، دعوت حق کا راستہ روکنے کے لیے بدترین حربے استعمال کرتے ہیں، مگر سکرات موت کے وقت جب فرشتے سختی سے ان کی روح قبض کریں گے اس وقت ہی ان پر صحیح حقیقت واضح ہو جائے گی کہ حق پر کون تھا اور باطل پرست کون، اور عالم برزخ میں یہ صبح و شام آگ کے سامنے پیش کیے جاتے رہیں گے اور روز قیامت اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف پر مبنی فیصلہ کے بعد ایسے مکذبین کی گردنوں میں آگ کے طوق ڈال دیئے جائیں گے اور ستر گز لمبی زنجیروں سے ان کو اور ان کے شیاطین کو جکڑ دیا جائے گا جس کی وجہ سے وہ حرکت نہیں کر سکیں گے، جب وہ پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر پانی مانگیں گے تو دوزخ کے کارکن ان کو زنجیروں سے کھینچتے، گھسیٹتے ہوئے کھولتے ہوئے پانی کے چشموں پر لے جائیں گے، جہاں یہ اس کھولتے ہوئے پانی کو پیاسے اونٹوں کی طرح پئیں گے، جیسے فرمایا

فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۚ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ؕ ﴿۵۵﴾ [2]

ترجمہ: اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے۔

---

[1] یونس ۵۸

[2] الواقعة ۵۵،۵۴

جب وہ پانی پی کر فارغ ہو جائیں گے تو دوبارہ انہیں کھینچتے ہوئے دوزخ کے دروازوں کی طرف لے آئیں گے اور جہنم اور کھولتے ہوئے پانی پر آنے کا سلسلہ جاری رہے گا، جیسے فرمایا

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ [1]

ترجمہ: اسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے۔

اور داروغہ جہنم ان کے شرک اور کذب پر ان کی زجر و توبیخ کریں گے اور ان سے پوچھیں گے اب کہاں ہیں اللہ کے سوا وہ دوسرے الٰہ جن کو تم اس کے ساتھ شریک کرتے تھے؟ تم انہیں اللہ کی بارگاہ میں اپنا سفارشی سمجھتے تھے تو کیا وہ تمہاری شفاعت کی جرات کر سکے؟ کیا وہ اللہ کے حضور اتنے باثر تھے کہ انہوں نے سامنے آ کر تم سے جہنم کے اس المناک عذاب کو دور کرا دیا ہو؟ تم لوگ تو ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بہت کچھ کرتے تھے پھر اس برے وقت میں وہ تمہیں کیوں نہیں آ کر چھڑاتے؟ انہوں نے تمہیں یوں کسمپرسی کی حالت میں کیوں چھوڑ دیا؟ وہ مایوسی سے جواب دیں گے ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کہاں گم ہو گئے ہیں اور اگر موجود بھی ہوتے تب بھی وہ ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے تھے، پھر وہ اپنے معبودوں کی الوہیت کا انکار کرتے ہوئے کہیں گے اب ہم پر یہ بات اچھی طرح کھل گئی ہے کہ جن کی خوشنودی کے لیے ہم مراسم عبودیت بجالاتے تھے، اللہ کو چھوڑ کر جنہیں دنیا میں ہم اپنی مشکلات و مصائب میں پکارتے تھے، ان کے پاس تو کچھ بھی قدرت و اختیار نہ تھا، وہ بھی ہماری طرح اللہ کے بے بس ولاچار بندے تھے، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ [2]

ترجمہ: جس روز ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے اور مشرکوں سے پوچھیں گے کہ اب وہ تمہارے ٹھیرائے شریک کہاں ہیں جن کو تم اپنا الٰہ سمجھتے تھے تو وہ اس کے سوا کوئی فتنہ نہ اٹھا سکیں گے کہ (یہ جھوٹا بیان دیں کہ) اے ہمارے آقا! تیری قسم ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔

اس طرح اللہ کافروں کا گمراہ ہونا متحقق کر دے گا، جیسے فرمایا

۔۔۔وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ [3]

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے سوا کچھ (اپنے خود ساختہ) شریکوں کو پکار رہے ہیں وہ نرے وہم و گمان کے پیرو ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۶﴾ [4]

ترجمہ: اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

فرشتے کہیں گے جب رسولوں اور اہل ایمان نے دلائل و براہین کے ساتھ تمہارے سامنے دعوت حق پیش کی گی تو تم نے اس پر کچھ غور و تدبر نہ

[1] الرحمٰن ۴۴

[2] الانعام ۲۲،۲۳

[3] یونس ۶۶

[4] الاحقاف ۶

کیا، تم اپنے تکبر، کفر وتکذیب اور فسق وفجور میں اتنے غرق تھے کہ الٹے اپنی باطل پرستی پر خوش ہوتے اور ناحق اتراتے تھے اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ جو متکبروں کا ٹھکانہ ہے، پھر ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جہنم کے طبقات میں سے ایک طبقے میں داخل کر دیا جائے گا جہاں ان کو محبوس کر کے ذلیل ورسوا کیا جائے گا جہاں انہیں کبھی سخت گرمی میں اور کبھی سخت سردی میں داخل کیا جائے گا۔

فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِیۡ نَعِدُهُمۡ

پس آپ صبر کریں اللہ کا وعدہ قطعاً سچا ہے، انہیں ہم نے جو وعدے دے رکھے ہیں ان میں سے کچھ ہم کو دکھائیں

اَوۡ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیۡنَا یُرۡجَعُوۡنَ ﴿۷۷﴾ (المومن ۷۷)

یا (اس سے پہلے) ہم آپ کو وفات دے دیں، ان کا لوٹایا جانا تو ہماری ہی طرف ہے۔

اللہ کے وعدے قطعاً حق ہیں:

اے نبی ﷺ! یہ لوگ جو آج دعوت حق کا راستہ روکنے کے لئے آپ سے جھگڑتے اور لایعنی بحث ومباحثہ کرتے ہیں اور ذلیل ہتھکنڈوں سے آپ کو اور دعوت حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی ان حرکتوں پر آپ کو جو تکالیف پہنچتی ہیں اس پر صبر وبرداشت کریں اور اپنے صبر پر اپنے ایمان سے مدد لیں، اللہ کا وعدہ برحق ہے انجام کار وہ اپنے دین کی مدد اور اپنے کلمہ کو غالب کرے گا اور اپنے رسولوں اور اہل ایمان کو دنیا وآخرت میں اپنی نصرت سے نوازے گا اور مجرموں کو دردناک سزا مل کر رہے گی، ہم چاہیں تو ہر اس شخص کو جو آپ کو اور دعوت حق کو زک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے آپ کی زندگی میں مبتلائے عذاب کر دیں یا اس سے پہلے ہم تمہیں دنیا سے اٹھالیں اور کفار ومشرکین اللہ کی مشیت سے دینوی مواخذہ وعذاب سے بچ بھی جائیں بہرحال وہ اللہ کی شدید گرفت سے بچ کر کہیں جا نہیں سکتے، بالآخر مرنے کے بعد انہوں نے ہماری بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جہاں ان کے لئے سخت عذاب تیار ہے اس وقت وہ اپنے اعمال کی بھرپور سزا پالیں گے، جیسے فرمایا

وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ۔۔۔ ﴿۴۲﴾ [1]

ترجمہ: اب یہ ظالم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کو تم اس سے غافل نہ سمجھو۔

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَیۡكَ

یقیناً ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے (واقعات) ہم آپ کو بیان کر چکے ہیں

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَیۡكَ ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ یَّاۡتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۚ

اور ان میں سے بعض کے (قصے) تو ہم نے آپ کو بیان ہی نہیں کیے اور کسی رسول کا یہ (مقدور) نہ تھا کہ کوئی معجزہ اللہ کی اجازت

---

[1] ابراہیم ۴۲

فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ اللّٰہِ قُضِیَ بِالۡحَقِّ وَ خَسِرَ ہُنَالِکَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۷۸﴾ (المومن ۷۸)

کے بغیر لاسکے پھر جس وقت اللہ کا حکم آئے گا حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس جگہ اہل باطل خسارے میں رہ جائیں گے۔

معجزے کا مطالبہ:

پہلی تباہ شدہ اقوام کی طرح کفار مکہ کا بھی مطالبہ تھا کہ ہم آپ ﷺ کو اس وقت تک اللہ کا رسول تسلیم نہیں کر سکتے جب تک آپ ہمارا منہ مانگا معجزہ ہمیں نہ دکھادیں جو آپ کی پیغمبری پر دلالت کرے، اللہ تعالیٰ نے تسلی کے طور پر فرمایا ہم نے ہر بستی اور ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں جن میں صرف پچیس انبیاء و رسل کا حال بیان کیا ہے، جیسے فرمایا

وَرُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَرُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ ... ﴿۱۶۴﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے ان رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اس سے پہلے تم سے کر چکے ہیں اور ان رسولوں پر بھی جن کا تم سے نہیں کیا۔

جو اپنی قوم کو دلائل و براہین کے ساتھ توحید کی دعوت دیتے تھے اور قوم کی ایذا رسانی پر صبر کرتے تھے، ان مشرک اقوام نے بھی اپنے رسولوں سے معجزوں کا مطالبہ کیا مگر یہ کسی بھی پیغمبر کے دست تدبیر میں نہ تھا کہ وہ اپنی قوموں کا ان کے مطالبے پر ان کو کوئی معجزہ صادر کر کے دکھلا سکتا، معجزہ دکھلانے یا نہ دکھلانے کا اختیار تو صرف اللہ ہی کو ہے، یہ تو اللہ کی مشیت وحکمت کے تابع ہے کہ معجزہ دکھایا جائے یا نہیں، اللہ نے بعض انبیاء و مرسلین کو دعوت کی ابتدا ہی سے معجزے عطا کر دیئے تھے، بعض اقوام کو ان کے مطالبے پر معجزہ دکھادیا گیا اور بعض کو مطالبے کے باوجود معجزہ نہیں دکھایا گیا، یہ لوگ بھی پہلی اقوام کی طرح محض شوق تماش بینی میں معجزے کا مطالبہ کر رہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنی شامت کو دعوت دے رہے ہیں کیونکہ جب اللہ کسی قوم کو معجزہ دکھا دیتا ہے اور وہ قوم اس پر ایمان نہیں لاتی تو پھر اس کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے، اور اس سے پہلے انبیاء اور ان کے پیروکاروں کو وہاں سے نکال لیا جاتا ہے اور اس وقت مکذبین خسارے میں پڑ جاتے ہیں، اس لئے اپنے باطل عقائد پر جمے رہنے اور معجزے کا مطالبہ کرنے کے بجائے دعوت حق اور سیرت رسول پر غور و فکر کرو، جو تمہیں صراط مستقیم کی طرف دعوت دے رہے ہیں، اس راہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں جس میں تمہاری دنیاوی و اخروی سربلندی اور نجات ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَنۡعَامَ لِتَرۡکَبُوۡا مِنۡہَا وَ مِنۡہَا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿۷۹﴾

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے پیدا کیے جن میں سے بعض پر تم سوار ہوتے ہو اور بعض کو تم کھاتے ہو

وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَنَافِعُ وَ لِتَبۡلُغُوۡا عَلَیۡہَا حَاجَۃً فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ

اور بھی تمہارے لیے ان میں بہت سے نفع ہیں اور تاکہ اپنے سینوں میں چھپی ہوئی حاجتوں کو انہی پر سواری کر کے تم حاصل کرلو

وَ عَلَیۡہَا وَ عَلَی الۡفُلۡکِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿۸۰﴾ؕ وَ یُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِہٖ ٭ۖ

کرلو اور ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر سوار کئے جاتے ہو، اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا جا رہا ہے،

[1] النساء ۱۶۴

فَبِاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰہِ تُنْكِرُوْنَ ۝۸۱ (المومن۷۹تا۸۱)

پس تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا منکر بنتے رہو گے۔

ہر مخلوق خالق کائنات پر دلیل ہے:

تم لوگ توحید اور آخرت کی نشانیاں طلب کرتے ہو حالاں کہ حقیقت کو سمجھنے کے لیے اللہ کی یہ نشانیاں کافی ہیں، اللہ وحدہ لاشریک ہی نے بغیر کسی شریک کے اپنی ان گنت نعمتوں میں تمہارے لئے یہ چوپائے اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری اور گھوڑے وغیرہ بنائے ہیں تاکہ ان میں سے کسی پر سوار ہو اور بار برداری و کھیتی باڑی کا کام لو اور ان کا گوشت کھاؤ، ان کا خون اور گوبر سے نکلا ہوا صحت بخش خوش ذائقہ دودھ پیو اور ان سے چکنائی حاصل کرو، اس کے علاوہ ان کی اون، بالوں اور ان کی کھالوں میں بھی تمہارے لئے بہت سے منافع ہیں، اس علاوہ دور دراز ملکوں میں جہاں تمہیں جانے کی حاجت ہو ان پر سوار ہو کر پہنچ سکو، ان پر جانوروں پر بھی اور سمندروں میں تیرتی کشتیوں پر بھی تم سوار کیے جاتے ہو جنہیں اللہ نے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝۱۴۱ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝۱۴۲ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ۭ نَبِّــــُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۱۴۳ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِھٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۴۴ [1]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغ اور تاکستان اور نخلستان پیدا کیے، کھیتیاں اگائیں جن سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں، زیتون اور انار کے درخت پیدا کیے جن کے پھل صورت میں مشابہ اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں، کھاؤ ان کی پیداوار جب کہ یہ پھلیں اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور حد سے نہ گزرو کہ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، پھر وہی ہے جس نے مویشیوں میں سے وہ جانور بھی پیدا کیے جن سے سواری و بار برداری کا کام لیا جاتا ہے اور وہ بھی جو کھانے اور بچھانے کے کام آتے ہیں کھاؤ ان چیزوں میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشی ہیں اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، یہ آٹھ نر و مادہ ہیں دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے، اے محمد (ﷺ)! ان سے پوچھو کہ اللہ نے ان کے نر حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں؟ ٹھیک ٹھیک علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے، پوچھو ان کے نر اللہ نے حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو اونٹنی اور گائے کے پیٹ میں ہوں؟ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب اللہ نے ان کے حرام ہونے کا حکم تمہیں دیا تھا؟ پھر

[1] الانعام ۱۴۱تا۱۴۴

اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تا کہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط راہ نمائی کرے، یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ ۵ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ ۶ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۷ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ۸ (۱)

ترجمہ: اس نے جانور پیدا کیے جن میں تمہارے لیے پوشاک بھی ہے اور خوراک بھی اور طرح طرح کے دوسرے فائدے بھی، ان میں تمہارے لیے جمال ہے جبکہ صبح تم انہیں چرنے کے لیے بھیجتے ہو اور جبکہ شام انہیں واپس لاتے ہو وہ تمہارے لیے بوجھ ڈھو کر ایسے ایسے مقامات تک لے جاتے ہیں جہاں تم سخت جانفشانی کے بغیر نہیں پہنچ سکتے حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے، اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تا کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہاری زندگی کی رونق بنیں، وہ اور بہت سی چیزیں (تمہارے فائدے کے لیے) پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے۔

اللہ مالک الملک تمہیں اپنی قدرت، وحدانیت اور اسماء وصفات کی ثابت شدہ ان گنت کھلی نشانیاں دکھا رہا ہے پھر انکار اور روگردانی کا کیا موقع ہے، جیسے فرمایا

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ ۱۶ (۲)

ترجمہ: پس اے جن وانس! تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں، احسانات، انعامات، کمالات اور صفات حمیدہ کو جھٹلاؤ گے۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر اپنے سے پہلوں کا انجام نہیں دیکھا؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے

كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ۸۲

قوت میں سخت اور زمین میں بہت ساری یادگاریں چھوڑی تھیں، ان کے کئے کاموں نے انہیں کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا،

فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ

پس جب کبھی ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تو یہ اپنے پاس کے علم پر اترانے لگے بالآخر جس چیز کو

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ۸۳ (المومن ۸۲،۸۳)

مذاق میں اڑا رہے تھے وہی ان پر الٹ پڑی۔

(۱) النحل ۵تا۸

(۲) الرحمٰن ۱۶

مقام عبرت:

کیاان لوگوں نے فکر واستدلال کی نظر سے اپنے علاقوں میں قوم عاد وقوم ثمود جیسی قوم کے مضبوط محلات، کھیتیاں، خوبصورت باغات کی شکل میں آثار اور کھنڈرات نہیں دیکھے؟ جو صنعت کاری کے میدان میں ان سے زیادہ ترقی یافتہ تھے، ان کے پاس مال و دولت، طاقت اور وسائل بھی ان سے زیادہ تھے، وہ بھی دعوت حق کے مقابلے میں اپنے دینوی علوم اور اپنے پیشواؤں کے گھڑے ہوئے مذہبی افسانوں و توہمات پر نازاں رہے، وہ بھی انبیاء کی لائی ہوئی پاکیزہ تعلیمات کو جو حق و باطل اور ہدایت و گمراہی میں امتیاز کرتی تھیں ہیچ سمجھ کر حقارت کی نگاہ سے دیکھتے رہے، بعث بعد الموت، آخرت حساب کتاب اور جنت و دوزخ کا مذاق اڑاتے رہے،

قَالَ مُجَاهِدٌ: قَالُوا: نَحْنُ أَعْلَمُ مِنْهُمْ لَنْ نُبْعَثَ وَلَنْ نُعَذَّبَ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ ہم انبیاء سے زیادہ جانتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے اور نہ ہمیں کوئی عذاب ہوگا۔ [١]

وَقَالَ السُّدِّيُّ: فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ بِجَهَالَتِهِمْ

اور سدی نے کہا ہے کہ از راہ جہالت وہ اپنے ہی علم پر شاداں وفرحاں تھے۔ [٢]

نتیجہ یہ ہوا کہ جس چیز کو وہ قابل التفات نہ سمجھ کر مذاق اڑاتے تھے اسی کے پھیر میں آگئے، ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دینے کے بعد اللہ کا عذاب اچانک ان پر ٹوٹ پڑا اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا پھر ان کی تعمیرات میں کاریگری، علوم وفنون میں ترقی، مضبوط قلعوں، من گھڑت مذہبی افسانوں اور ان کے ان گنت دیوی دیوتاؤں نے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور وہ اپنی حسرتیں دل ہی دل میں لے کر موت کی وادیوں میں کھو گئے۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿٨٤﴾

ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اللہ واحد پر ہم ایمان لائے اور جن جن کو ہم شریک بنا رہے تھے ہم نے ان سب سے انکار کیا

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ

لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا، اللہ نے اپنا معمول یہی مقرر کر رکھا ہے

قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ (المومن ٨٥،٨٤)

جو اس کے بندوں میں برابر چلا آرہا ہے اور اس جگہ کافر خراب و خستہ ہوئے۔

مشرکوں کا انجام:

---

[١] تفسیر طبری ٢١٫٤٢٢

[٢] تفسیر طبری ٢١٫٤٢٢

جب اللہ کے عذاب نے انہیں گھیر لیا جس کا وہ بے خوفی سے مطالبہ کرتے تھے اس وقت وہ اپنے معبودوں کو جس کے حضور وہ تمام رسومات عبادات بجالاتے تھے، جن کے بارے میں ان کے دل و دماغ میں بڑے بڑے خیالات واثرات تھے کہ ان کے پاس ایسی اور ویسی طاقتیں اور اختیارات ہیں پکارتے پکارتے تھک گئے مگر وہ ان کی مدد کو نہ پہنچے، جب ان کی بے بسی ولاچاری واضح ہوگئی تو پھر کہنے لگے ہم اپنے معبودوں سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لاتے ہیں، فرعون نے بھی سمندر میں ڈوبتے وقت یہی کہا تھا

۔۔۔حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدۡرَکَهُ الۡغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۰﴾ [۱]

ترجمہ: حتی کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَكُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۹۱﴾ [۲]

ترجمہ: (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے! حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے کے بعد فرعون کا ایمان لانا کچھ فائدہ مند نہ ہوا کیونکہ توبہ وایمان بالغیب بس اسی وقت تک فائدہ مند ہیں جب تک آدمی اللہ کے عذاب یا موت کی گرفت میں نہ آیا ہو، عذاب آنے یا موت کے آثار شروع ہو جانے کے بعد ایمان لانا یا توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ العَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک اس کی جان حلق میں نہ آجائے۔[۳]

چنانچہ وہ لوگ شدید دائمی اور ابدی عذاب میں گھر گئے۔

عمرو بن مرہ جہنی کا قبول اسلام:

خَرَجْتُ حَاجًّا فِي جَمَاعَةٍ مِنْ قَوْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ وَأَنَا بِمَكَّةَ نُورًا سَاطِعًا مِنَ الْكَعْبَةِ حَتَّى أَضَاءَ فِي جَبَلِ يَثْرِبَ وَأَشْعَرِ جُهَيْنَةَ، فَسَمِعْتُ صَوْتًا فِي النُّورِ وَهُوَ يَقُولُ: انْقَشَعَتِ الظَّلْمَاءُ، وسطح الضِّيَاءُ، وَبُعِثَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ أَضَاءَ إِضَاءَةً أُخْرَى حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى قُصُورِ الْحِيرَةِ وَأَبْيَضِ الْمَدَائِنِ، فَسَمِعْتُ صَوْتًا فِي النُّورِ وَهُوَ يَقُولُ: ظهر الإسلام وكسرت الأصنام، ووصلت الأرحام، فانتبهت فزِعًا، فَقُلْتُ لِقَوْمِي وَاللَّهِ لَيَحْدُثَنَّ فِي هَذَا الحي

---

[۱] یونس ۹۰

[۲] یونس ۹۱

[۳] جامع ترمذی کتاب الدعوات بَاب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ بِعِبَادِهِ ۳۵۳۷، سنن ابن ماجہ کتاب الزھدبَابُ ذِكْرِ التَّوْبَةِ ۴۲۵۳، مسنداحمد ۶۱۶۰، مستدرک حاکم ۷۶۵۹، صحیح ابن حبان ۶۲۸، مسندابی یعلی ۵۶۰۹، شرح السنۃ للبغوی ۱۳۰۶

من قريش حدث، وأخبرتهم بما رأيت

عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ جہنی کہتے ہیں زمانہ جاہلیت میں میں اپنی قوم کے ساتھ حج کے لئے آیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور کعبہ سے نکل کر یثرب کی پہاڑیوں تک جا پہنچا اور قبیلہ جہینہ کو ڈھانپ لیا پھر میں نے اس نور میں سے ایک آواز سنی کہ ظلمت کے بادل چھٹ گئے، اجالا پھیل گیا، آخری نبی تشریف لے آئے، اس کے بعد ایک تیز روشنی برآمد ہوئی جس میں حیرہ کے محل اور مدائن کے قصر ہائے ابیض دکھائی دینے لگے اس وقت میرے کان میں یہ آواز آئی کہ اسلام آ گیا، بت ٹوٹ گئے اور صلہ رحمی کا دور دورہ ہوا یہ خواب دیکھ کر دیکھ کر مجھ پر وحشت طاری ہوئی اور میں نے اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے جو میرے ساتھ حج کے لئے مکہ مکرمہ آئے تھے خواب کا ماجرا بیان کیا

فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بِلَادِنَا جَاءَنَا رَجُلٌ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ رَجُلًا يُقَالَ لَهُ أَحْمَدُ قَدْ بُعِثَ فأتيته فأخبرته بما رأيت، فقال يا عمرو بْنَ مُرَّةَ إِنِّي الْمُرْسَلُ إِلَى الْعِبَادِ كَافَّةً أَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَآمُرُهُمْ بِحَقْنِ الدِّمَاءِ وَصِلَةِ الأرحام، وعبادة الله وحده ورفض الأصنام فَمَنْ أَجَابَ فَلَهُ الْجَنَّةُ.وَمَنْ عَصَى فَلَهُ النَّارُ فَآمِنْ يَا عَمْرُو بْنَ مُرَّةَ يُؤَمِّنْكَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ ، فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ.آمَنْتُ بكل ما جئت بِهِ وَإِنْ أَرْغَمَ ذَلِكَ كَثِيرًا مِنَ الْأَقْوَامِ

حج کرنے کے بعد جب ہم اپنی سرزمین پر واپس پہنچے تو ہم نے سنا کہ ایک شخص جس کا نام احمد ہے لوگوں کو توحید کی دعوت دیتا ہے اور بت پرستی سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے اور یہ معلوم کرنے کے لئے آیا ہوں کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں، رسول اکرم نے ان کی باتیں بڑی توجہ سے سنیں اور پھر فرمایا اے عمرو بن مرہ !میں نبی مرسل ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کے تمام بندوں کو اسلام کی طرف بلاؤں، بت پرستی ترک کرنے کی تلقین کروں اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت اور صلہ رحمی کا حکم دوں، جو کوئی اس دعوت کو قبول کرے گا وہ جنت کا حقدار ہو گا اور جو اس کو رد کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم میں ہو گا اے عمرو بن مرہ! تم میری دعوت کو قبول کر لو تو دوزخ کی آگ سے محفوظ رہو گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر عمرو بن مرہ نے بلا تامل عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور جو دعوت آپ دیتے ہیں صدق دل سے قبول کرتا ہوں اگرچہ عرب کے در و دیوار سے اس کی مخالفت ہو رہی ہے۔

عمرو رضی اللہ عنہ کا شمار اپنے قبیلے کے عمائد میں ہوتا تھا اور لوگ ان کو بہت مانتے تھے، شعر گوئی کا نہایت پاکیزہ ذوق رکھتے تھے شرف اسلام سے بہرہ ور ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ اشعار پڑھے۔

شَهِدْتُ بِأَنَّ اللَّهَ حَقٌّ وَأَنَّنِي — لِآلِهَةِ الْأَحْجَارِ أَوَّلُ تَارِكِ

میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ حق ہے اور میں پتھروں کے معبودوں کو سب سے پہلے پس پشت ڈالنے والا ہوں

فَشَمَّرْتُ عَنْ سَاقِي إِزَارَ مُهَاجِرٍ — إِلَيْكَ أَدِبُّ الْغَوْرَ بَعْدَ الدَّكَادِكِ

میں نے پوری سرگرمی کے ساتھ ہجرت کے ارادہ سے تہبند پنڈلیوں سے اوپر چڑھا لیا ہے میں نے دشوار گزار راستوں سے آپ کی طرف چل رہا ہوں تاکہ اس ذات گرامی کا شرف وصحبت حاصل کروں

لِأَصْحَبَ خَيْرَ النَّاسِ نَفْسًا وَوَالِدًا — رَسُولَ مَلِيكِ النَّاسِ فَوْقَ الْحَبَائِكِ

جو بذات خود بھی اور خاندانی حیثیت سے بھی تمام لوگوں میں بہترین ہے، زمین اور آسمان کے مالک کے رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا جو تمام نیکیوں سے اعلیٰ و برتر ہے

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَرْحَبًا بِكَ يَا عَمْرُو بْنَ مُرَّةَ .فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي ابْعَثْ بِي إِلَى قَوْمِي، لعلَّ اللَّهَ أَنَّ يَمُنَّ بِي عَلَيْهِمْ كَمَا مَنَّ بِكَ عَلَيَّ، فَبَعَثَنِي إِلَيْهِمْ، وَقَالَ: عَلَيْكَ بِالْقَوْلِ السَّدِيدِ وَلَا تَكُنْ فَظًّا وَلَا مُتَكَبِّرًا وَلَا حَسُودًا

یہ اشعار سن کر سید الامم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے روئے انور پر بشاشت پھیل گئی اور نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے عمرو رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ! تمہیں مبارک ہو (یا شاباش اے عمرو رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ!) عمرو رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیے شاید اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے ان پر احسان کرے جس طرح اس نے آپ کے طفیل مجھ پر احسان کیا ہے، رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہاں تم اپنی قوم کو ہدایت کی دعوت دے سکتے ہو جب عمرو رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے رخصت ہونے لگے تو آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا عمرو رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ! میری چند باتیں یاد رکھنا اور ہر حال میں ان پر عمل کرنا وہ باتیں یہ ہیں کہ ہمیشہ نرمی سے کام لینا سختی نہ کرنا، کسی سے حسد نہ کرنا ،خود پسندی اور تکبر سے باز رہنا، اپنی گفتگو میں تلخی اور ترشروائی سے کام نہ لینا

ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ أَبْيَاتًا قُلْتُهَا حِينَ سَمِعْتُ بِهِ وَكَانَ لَنَا صَنَمٌ وَكَانَ أَبِي سَادِنًا لَهُ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَكَسَرْتُهُ، فَأَتَيْتُ قَوْمِي فَقُلْتُ لَهُمْ:يَا بَنِي رِفَاعَةَ ثُمَّ يَا بَنِي جُهَيْنَةَ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ إِلَيْكُمْ أَدْعُوكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَأُحَذِّرُكُمُ النَّارَ، وَآمُرُكُمْ بِحَقْنِ الدِّمَاءِ، وَصِلَةِ الْأَرْحَامِ، وَعِبَادَةِ اللَّهِ،وَرَفْضِ الْأَصْنَامِ،فَمَنْ أَجَابَ فَلَهُ الْجَنَّةُ. وَمَنْ عَصَى فَلَهُ النَّارُ

عمرو رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ اپنے قبیلے میں پہنچے تو سب سے پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ جس بت کی پرستش کیا کرتے تھے اس کو توڑ ڈالا پھر انہوں نے سب لوگوں کو جمع کیا اور ان سے یوں خطاب کیا اے بنو رفاعہ ،اے بنو جہینہ !میں تمہارے پاس اللہ کے رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف سے قاصد بن کر آیا ہوں اور تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی تلقین کرتا ہوں کہ قتل و غارت اور خونریزی کو چھوڑ دو اور آپس میں صلہ رحمی کرو، اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور بتوں کی پرستش کرنا چھوڑ دو، جو میری دعوت پر لبیک کہے گا اس کے لیے جنت ہے اور جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا اس کے لیے جہنم ہے،

يَا مَعْشَرَ جُهَيْنَةَ إِنَّ اللَّهَ وَلَهُ الْحَمْدُ جَعَلَكُمْ خِيَارَ مَنْ أَنْتُمْ مِنْهُ وَبَغَّضَ إِلَيْكُمْ فِي جَاهِلِيَّتِكُمْ مَا حَبَّبَ إِلَى غَيْرِكُمْ مِنَ الرَّفَثِ، لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ، وَيَخْلُفُ الرَّجُلُ [منهم] عَلَى امْرَأَةِ أَبِيهِ.فَأَجِيبُوا هَذَا النَّبِيَّ الْمُرْسَلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ.تَنَالُوا شَرَفَ الدُّنْيَا وَكَرَامَةَ الْآخِرَةِ، سَارِعُواسَارِعُوا فِي ذلك يكون لَكُمْ فَضِيلَةٌ عِنْدَ اللَّهِ.

اے میرے جہنی بھائیو! قبائل عرب میں اب بھی تمہاری ایک امتیازی شان ہے، دوسرے لوگوں میں رواج ہے کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھ لیتے ہیں اور باپ کے مرنے کے بعد بیٹا سوتیلی ماں سے شادی کر لیتا ہے لیکن تم نے ہمیشہ ان باتوں کو مکروہ جانا، اب تم اللہ کے اس مرسل نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اتباع کر لو جو لوی بن غالب سے تعلق رکھتا ہے تو دنیا اور آخرت کی بھلائیاں تمہارے حصے میں آئیں گی، دوڑ دوڑ کر آؤ یہ

اللہ کے ہاں یقیناً تمہاری فضیلت ہو گی،

فَأَجَابُوا إِلَّا رَجُلًا مِنْهُمْ قَامَ فَقَالَ: يَا عَمْرُو بْنَ مُرَّةَ أَمَرَّ اللَّهُ عَلَيْكَ عَيْشَكَ، أَتَأْمُرُنَا أَنْ نَرْفُضَ آلِهَتَنَا وَنُفَرِّقَ جَمَاعَتَنَا بِمُخَالَفَةِ دِينِ آبَائِنَا إِلَى مَا يَدْعُو هَذَا الْقُرَشِيُّ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ؟ لَا وَلَا مَرْحَبًا وَلَا كَرَامَةَ

عمرو رضی اللہ عنہ کی باتوں میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ ایک شخص کے سوا سارا قبیلہ چند دنوں کے اندر اندر اسلام سے بہرہ ور ہو گیا یہ شخص بڑا سیاہ باطن اور شقی القلب تھا عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا کرتا تھا اے عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ! تیری زندگی تلخ ہو جائے کیا تو ہمیں اپنے معبودوں کو چھوڑنے کی تلقین کرتا ہے، کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم پارہ پارہ ہو جائیں، کیا تو چاہتا ہے کہ ہم اپنے آباؤاجداد کے دین کی مخالفت کریں، یہ تہامہ کا رہنے والا قریشی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں کس بات کی طرف بلاتا ہے جس میں نہ کوئی کرامت ہے نہ کوئی شرافت؟

ثُمَّ أَنْشَأَ الخبيث يَقُولُ:

بعض اہل سیر نے اس خبیث شخص سے یہ اشعار منسوب کیے ہیں۔

إِنَّ ابْنَ مُرَّةَ قَدْ أَتَى بِمَقَالَةٍ   لَيْسَتْ مَقَالَةَ مَنْ يُرِيدُ صَلَاحَا

عمرو بن مرہ وہ بات لے کر آیا ہے   جو بات صلاح پسند لوگوں جیسی نہیں

إِنِّي لَأَحْسَبُ قَوْلَهُ وَفَعَالَهُ   يَوْمًا وَإِنْ طَالَ الزَّمَانُ رِيَاحَا

مجھے یقین ہے کہ عمرو کا قول وفعل   ایک دن غلط ثابت ہو گا اگرچہ اس میں کچھ دیر ہو جائے

أَتُسَفِّهُ الْأَشْيَاخَ مِمَّنْ قَدْ مَضَى   مَنْ رَامَ ذَلِكَ لَا أَصَابَ فَلَاحَا

وہ ہمارے گزرے ہوئے بزرگوں کو بیوقوف ثابت کرنا چاہتا ہے اور جس خلف کا ارادہ ایسا ہو وہ کبھی بھلائی کا منہ نہیں دیکھ سکتا

فَقَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ: الْكَاذِبُ مِنِّي وَمِنْكَ أَمَرَّ اللَّهُ عَيْشَهُ، وَأَبْكَمَ لِسَانَهُ، وَأَكْمَهَ بَصَرَهُ،قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ وَاللَّهِ مَا مَاتَ حَتَّى سَقَطَ فُوهُ وَكَانَ لَا يَجِدُ طَعْمَ الطَّعَامِ، وَعَمِيَ وَخَرِسَ،وَخَرَجَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ وَمَنْ أَسْلَمَ مِنْ قَوْمِهِ حَتَّى أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَحَّبَ بِهِمْ وَحَبَاهُمْ وَكَتَبَ لَهُمْ كِتَابًا هذه نسخته:

عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ اس نابکار کے جواب میں فرماتے تھے ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ تعالیٰ اس کے عیش کو تلخ، اس کی آنکھوں کو اندھا اور اس کی زبان کو گونگا کر دے، عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم! یہ شخص اس وقت تک نہ مرا جب تک وہ گونگا، بہرہ اور اندھا نہ ہو گیا اور اس کا منہ گل کر نہ گرا، یہ اس کے لیے ایسی مصیبت تھی جس نے اس کو کھانا کھانے سے بھی محروم کر دیا تھا، کچھ مدت بعد عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ اپنے قبیلے کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زندگی میں برکت اور رزق میں کشائش کی دعا دی اور ان کے لیے ایک فرمان لکھ دیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ،

هَذَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ عَلَى لِسَانِ رَسُولِ اللَّهِ بِكِتَابٍ صَادِقٍ، وَحَقٍّ نَاطِقٍ، مَعَ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجُهَنِيِّ لِجُهَيْنَةَ بْنِ زَيْدٍ إِنَّ

لَكُمْ بُطُونَ الْأَرْضِ وَسُهُولَهَا، وَتِلَاعَ الْأَوْدِيَةِ وَظُهُورَهَا، تَرْعَوْنَ نَبَاتَهُ وَتَشْرَبُونَ صَافِيَهُ.عَلَى أَنْ تُقِرُّوا بِالْخُمُسِ، وَتُصَلُّوا الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَفِي التَّبِعَةِ وَالصُّرَيْمَةِ شَاتَانِ إِنِ اجْتَمَعَتَا، وَإِنْ تَفَرَّقَتَا فَشَاةٌ شَاةٌ.لَيْسَ عَلَى أَهْلِ الميرة صدقة، ليس الوردة اللبقة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے مسلمانان جہنیہ! تمہارے لیے جہنیہ کی ساری زمین ہے نرم اور پتھریلی، چشمے اور وادیاں، تم جہاں چاہو اپنے جانوروں کو چراؤ اور جہاں پانی پاؤ اپنے استعمال میں لاؤ بشرطیکہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ دیتے رہو اور پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرتے رہو اور بھیڑ بکریوں کے دو ریوڑ یکجا ہوں (یعنی ایک سو بیس بکریاں ہوں) تو دو بکریاں نکالی جائیں گی اور اگر ایک ایک ریوڑ ہو تو چالیس میں سے ایک بکری نکالی جائے گی، کھیتی میں کام آنے والے بیلوں پر کوئی صدقہ نہیں اور نہ کسی کنوئیں سے زمین کو پانی دینے والی اونٹنیوں پر۔ (۱)

اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اس وقت لکھا گیا جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تھے اور اسلام ایک غالب قوت کی حیثیت اختیار کر چکا تھا، یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ کے قبول اسلام کا صحیح زمانہ کیا تھا،

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ہجرت نبوی سے پہلے مکہ مکرمہ آ کر اس وقت سعادت ایمانی حاصل کی جب مشرکین نے اسلام کی مخالفت میں طوفان برپا کر رکھا تھا۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اصابۃ فی تمیز اصحابۃ میں لکھتے ہیں

وكان عَمْرو بْن مرة يجالس مُعَاذ بْن جبل، ويتعلم مِنْهُ القرآن وسنن الْإِسْلَام

اسلام قبول کرنے کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ بن مرہ نے معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل سے قرآن اور اسلامی احکامات کی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد اپنے قبیلہ میں واپس جا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، ان کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں سارا قبیلہ چند دنوں کے اندر اندر سعادت اندوز اسلام ہو گیا۔

اور استیعاب میں لکھا ہے

وشهد مع رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أكثر المشاهد،ومات فِي خلافة مُعَاوِيَة

اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اکثر غزوات میں حصہ لیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ (۲)

وقال ابن سميع: مات في خلافة عبد الملك بن مروان

ابن سمیع کہتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ عبد الملک بن مروان کے دور خلافت میں وفات پائی۔ (۳)

أَنَّ عَمْرو بْنَ مُرَّةَ، قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: يَا مُعَاوِيَةُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ إِمَامٍ أَوْ وَالٍ يُغْلِقُ بَابَهُ دُونَ ذَوِي الْحَاجَةِ، وَالْخَلَّةِ، وَالْمَسْكَنَةِ ، إِلا أَغْلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ

---

(۱) البدایۃ والنہایۃ ۲/۴۲۹

(۲) استیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۳/۱۲۰۰

(۳) الإصابة في تمييز الصحابة ۴/۵۶۳

وَمَسْكَنَتِهِ، قَالَ: فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ

ایک مرتبہ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر یہ حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو امام (حاکم) محتاجوں ،دوستوں اور حاجت مندوں کے لیے اپنا دروازہ بند کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجتوں اور دعاؤں کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دے گا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بڑے غور سے سنی اور اسی وقت ایک خاص افسر اس کام کے لیے مقرر کر دیا کہ وہ لوگوں کی حاجتیں اور ضرورتیں معلوم کرے اور انہیں پورا کرے۔[1]

مشرکین مکہ نے روز اول سے مسلمانوں کی ایذارسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھار کھاتھا، ان لوگوں کو مار مار کر ادھ موا کر دیا جاتا، بھوکا پیاسا بند رکھاجاتا، درختوں پر بھی لٹکایا جاتا، مکہ مکرمہ کی تپتی ریت پر چلچلاتی دھوپ میں پیٹ اور پیٹھ کے بل لٹادیا جاتا اور سینے پر بھاری تپتے ہوئے پتھر رکھ کر گھنٹوں تڑپایا جاتا، پیروں میں رسیاں باندھ کر بھی گھسیٹا جاتا، جو لوگ پیشہ ور تھے ان سے کام لے لیا جاتا اور اجرت ادا کرنے میں پریشان کیا جاتا، سب کچھ کیا مگر دین حق سے کسی ایک فرد کا بھی قدم نہ ڈگمگایا، سختیاں اور صعوبتیں جھیلتے ہوئے جہان فانی سے کوچ کر گئے مگر اسلام کی نعمت کو ہاتھ سے نہ چھوڑا، جب حالات ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئے تو رجب ۴۵ عام الفیل پانچ بعثت نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا

لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ، وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ، حَتَّى يَجْعَلَ اللَّهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا أَنْتُمْ فِيهِ

اچھا ہو کہ تم لوگ نکل کر حبش چلے جاؤ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ بھلائی کی سرزمین ہے جب تک اللہ تمہاری اس مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا کرے تم لوگ وہاں ٹھیرے رہو۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ:فَلَمَّا كَثُرَ الْمُسْلِمُونَ وَظَهَرَ الإِيمَانُ، أَقْبَلَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ عَلَى مَنْ آمَنَ مِنْ قَبَائِلِهِمْ يُعَذِّبُونَهُمْ وَيُؤْذُونَهُمْ لِيَرُدُّوهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، قَالَ: فَبَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَنْ آمَنَ بِهِ:تَفَرَّقُوا فِي الأَرْضِ فَإِنَّ اللَّهَ تعالى سيجمعهم،قَالُوا: إِلَى أَيْنَ نَذْهَبُ؟ قَالَ:إِلَى هَاهُنَا ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ

زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا عندیہ دے دیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صحابہ کرام کفار کی طرف سے طرح طرح دردناک مصائب وتکالیف میں مبتلا ہیں اور آپ کفار کے ظلم وستم کو روکنے پر قادر نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ اللہ کی زمین میں کہیں ہجرت کر جائیں اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو عنقریب پھر جمع کر دے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کس طرف جائیں؟ ان کے جواب میں آپ نے حبشہ کی طرف اشارہ فرمادیا۔[2]

قَالَ لَهُمْ: لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ، وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم حبشہ کی طرف ہجرت کر جاؤ وہاں ایک عدل وانصاف پسند حکمران کی حکومت ہے، وہاں کسی پر ظلم نہیں ڈھایا

---

[1] اسد الغابة ۲۵۷،۴، الإصابة في تمييز الصحابة ۵۶۳،۴

[2] عيون الآثر ۱۳۵،۱

جاتااور وہ صدق وراستی کی سرزمین ہے۔[۱]

مضامین سورۂ مریم:

اس سورہ کے پہلے دورکوعوں میں زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اوران کی والدہ مریم کے واقعات بتاکرمسلمانوں کوحق کے برملااظہار کا کہا گیااور تیسرے رکوع میں حالات زمانہ کی مناسبت سے اہل مکہ کوابراہیم علیہ السلام کی توحید پرستی کاتفصیلی واقعہ بتاکرسمجھایا گیا کہ تم بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ویسے ہی دشمن ہوجیسے ابراہیم کی قوم ان کی دشمن تھی پھران کی دشمنی کا کیاانجام ہوا،انجام کارتوابراہیم علیہ السلام ہی کوکامیابی اورغلبہ حاصل ہوا،اسی طرح تمہاری ہرطرح کی تدابیراور دشمنی کے باوجودغلبہ اور تسلط مسلمانوں ہی کو ملے گااور تم کف افسوس ہی ملتے رہ جاؤ گے،دوسری طرف مہاجرین کویہ بشارت دی گئی ہے کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام ہجرت کر کے تباہ ہونے کے بجائے سربلند ہوئے ایساہی نیک انجام تمہاراانتظار کر رہاہے،چوتھے رکوع میں کئی انبیاء کاذکر کر کے بتایا گیا کہ یہ کوئی نئے نبی نہیں بلکہ جس تعلیمات کولے کرپہلے نبی مبعوث ہوتے رہے اوراس تعلیم کوان کے دنیادارلوگوں نے بگاڑ دیایہ بھی اسی لڑی کے آخری موتی ہیں اوروہی دین لائے ہیں،سورہ کے آخری دوکوعوں میں کفارومشرکین مکہ کے اعتقادی ونظریاتی گمراہیوں پراصلاحی اندازاختیار کرتے ہوئے سخت تنقید کی گئی اورمسلمانوں کوملت ابراہیمی ہونے کی نوید سنائی گئی، آخرت کے ضمن میں بتا گیا کہ قیامت کاایک وقت مقرر ہے جس میں ہرانس وجن نے تنہارب کے حضور پیش ہوکراپنے اعمال کاخودہی جواب دیناہے،رب کے مخلص بندے بھی تنہاہی آئیں گے مگررب کریم ان کے دلوں میں محبت ویگانگت ڈال دے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، قَالَ: فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ،ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ،فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ ،وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ: إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ، قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ قَالَ: فَيُبْغِضُونَهُ ،ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایابیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتاہے توجبرائیل علیہ السلام کوبلاکراطلاع دیتاہے کہ میں اپنےفلاں بندے سے محبت کرتاہوں تم بھی اس سے محبت رکھو، فرمایاجبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتاہے، پھرآسمانوں میں اعلان کردیتاہے کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتاہے تم بھی اس سے محبت کروچنانچہ آسمانوں والے اس سے محبت کرنے لگتےہیں، پھرزمین والوں کے دلوں میں بھی اس کی قبولیت اورمحبت رکھ دی جاتی ہے،اس کے برعکس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتاہے توجبرائیل علیہ السلام کوبلاکراطلاع دیتاہے کہ میں فلاں بندے سے نفرت کرتاہوں تم بھی اس سے نفرت کرو فرمایاجبرائیل علیہ السلام اس سے نفرت کرنے لگتاہے،پھرآسمانوں میں اعلان کردیتاہے کہ اللہ فلاں بندے سے نفرت کرتاہے تم بھی اس سے نفرت کروچنانچہ وہ سب نفرت کرنے لگتے

[۱] ابن ہشام ۳۲۱؍۱

ہیں، پھر اس نفرت کا اثر زمین پر بھی ہوتا ہے اور زمین والے بھی اس سے نفرت شروع کر دیتے ہیں۔ (1)

اپنی آخری کتاب قرآن مجید کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے اسے مشکل نہیں بلکہ بالکل آسان عام فہم بنا کر کہ ہر پڑھا لکھا اور جاہل شخص اسے سمجھ سکے اور اس پر عمل بھی کر سکے نازل کیا ہے، اور رب کے موحد بندوں کو جنت کی خوشخبری دی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً

کھیعص، یہ ہے تیرے پروردگار کی اس مہربانی کا ذکر جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی جبکہ اس نے اپنے رب سے

خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّىۡ وَ اشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَيۡبًا وَّ لَمۡ اَكُنۡۢ

چپکے چپکے دعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر بڑھاپے کی وجہ سے بھڑک اٹھا ہے

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَ اِنِّىۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِىَ مِنۡ وَّرَآءِىۡ وَ كَانَتِ امۡرَاَتِىۡ

لیکن میں کبھی بھی تجھ سے دعا کر کے محروم نہیں رہا، مجھے اپنے مرنے کے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے میری بیوی بھی بانجھ

عَاقِرًا فَهَبۡ لِىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِىۡ وَ يَرِثُ مِنۡ اٰلِ يَعۡقُوۡبَ ‌ۖ

ہے پس تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان کا بھی جانشین

وَ اجۡعَلۡهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾ يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسۡمُهٗ يَحۡيٰى ۙ

اور میرے رب! تو اسے مقبول بندہ بنا لے، اے زکریا! ہم تجھے ایک بچے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے،

لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ (مریم ۱تا۷)

ہم نے اس سے پہلے اس کا ہم نام بھی کسی کو نہیں کیا۔

زکریا علیہ السلام کا دعا کرنا:

ک، ہ، ی، ع، ص، زکریا علیہ السلام ہارون علیہ السلام کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے،

(1) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ المِقَةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى ۶۰۴۰، کتاب بدء الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۰۹، مختصرا، کتاب التوحید الجهمية بَابُ كَلاَمِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيلَ، وَنِدَاءِ اللّٰهِ المَلاَئِكَةَ ۷۴۸۵، صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَبَّبَهُ لِعِبَادِهِ ۶۷۰۵، مسند احمد ۹۳۵۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے اور یہی ان کا ذریعہ آمدنی تھا۔[۱]

مریم زکریا علیہ السلام کے قبیلہ سے ایک نیک کردار اور عبادت گزار لڑکی تھیں اور ہیکل کے ایک حجرہ میں اللہ کی عبادت میں منہمک رہتی تھیں، قبیلہ کے سردار کی حیثیت سے زکریا علیہ السلام مریم کے کفیل تھے اور ان کی خیر وعافیت وضروریات معلوم کرنے اور تربیت کے لیے وہاں جاتے رہتے تھے، وہ جب بھی ان کے پاس پہنچتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ ان کے پاس بے موسمی پھل وغیرہ موجود ہوتے، زکریا علیہ السلام مریم سے ازراہ تعجب وحیرت پوچھتے اے مریم! تیرے پاس یہ بے موسمی پھل وغیرہ کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے مختصر جواب دیا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں، بیشک اللہ جسے چاہے بے شمار روزی اور رزق عطا فرماتا ہے۔

وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۷ [۲]

ترجمہ: اور زکریا علیہ السلام کو اس کا سرپرست بنا دیا، زکریا جب کبھی اس کے پاس محراب میں جاتا تو اس کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا، پوچھتا مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ وہ جواب دیتی اللہ کے پاس سے آیا ہے اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

زکریا علیہ السلام ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے، مریم پر اللہ کا فضل وکرم دیکھ کر قدرتی طور پر انہیں خیال ہوا کہ جو رب بغیر کسی سبب کے بے موسمی پھل وغیرہ مریم کو مہیا کر سکتا ہے تو وہ مجھے اس بڑھاپے میں اولاد بھی عطا کر سکتا ہے، اللہ کے لیے کوئی امر محال نہیں، چنانچہ زکریا علیہ السلام کے دست مبارک بے اختیار دعا کے لئے (جو مومن کا ایک ہتھیار ہے) بارگاہ الٰہی میں اٹھ گئے اور بڑی ہی خفیہ آواز سے (رب کریم ہر آواز کو سنتا ہے چاہے وہ بلند ہو یا سرگوشی میں کی گئی ہو) رب کے حضور التجا فرمائی ایک تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو سرگوشی میں دعا مانگنا زیادہ پسند ہے کیوں کہ اس میں تضرع اور خشوع وخضوع زیادہ ہوتا ہے اس لیے قبولیت سے زیادہ قریب ہوتی ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ لوگ انہیں بیوقوف نہ قرار دے دیں کہ یہ بڈھا اب بڑھاپے میں اولاد کی چاہت کر رہا ہے جب کہ اولاد کے تمام ظاہری امکانات ختم ہو چکے ہیں،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاۗءً خَفِيًّا} أَيْ سِرًّا، وَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الْقَلْبَ النَّقِيَّ، وَيَسْمَعُ الصَّوْتَ الْخَفِيَّ

قتادہ رحمہ اللہ نے ''جبکہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔'' کے بارے میں بیان کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ تقوے والے دل کو جانتا اور پوشیدہ آواز کو سنتا ہے۔[۳]

چنانچہ التجا کی اے میرے پروردگار! میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں، بڑھاپا مجھ پر پوری طرح مسلط ہو چکا ہے جس سے میری ہڈیاں بھی کمزور پڑ گئی ہیں اور اسی طرح میرا سر بھی بالوں کی سفیدی سے بھڑک اٹھا ہے اور اس کے ساتھ میری بیوی بھی بانجھ ہے اور اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں، اس بڑھاپے میں جبکہ کسی بھی لمحے مجھے موت آ سکتی ہے، اگر میرا کوئی ولی، وارث میری مسند وعظ وارشاد نہیں سنبھالے گا تو میرے

[۱] صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فِي فَضَائِلِ زَكَرِيَّاءَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۶۲، سنن ابن ماجہ کتاب التجارات بَابُ الصِّنَاعَاتِ ۲۱۵۱، مسنداحمد ۷۹۴۷، مستدرک حاکم ۴۱۴۵، صحیح ابن حبان ۵۱۴۲، مسندابی یعلی ۶۴۲۶

[۲] آل عمران ۳۷

[۳] تفسیرطبری ۱۴۲/۱۸

قرابت داروں میں اور تو کوئی دینی اور اخلاقی حیثیت سے اس مسند کا اہل نہیں، کہیں میرے بعد میرے قرابت دار بھی تیرے راستے سے گریز وانحراف نہ اختیار کر لیں، پھر پر امید ہو کر فرماتے ہیں میں اس دنیا کے ظاہری اسباب کے فقدان کے باوجود تجھ سے اولاد مانگ رہا ہوں تو بغیر کسی مادی اسباب کے جو چاہے کر سکتا ہے، پھر رب کے حضور شکر گزاری اور بڑے ہی مان سے فرماتے ہیں اے میرے پروردگار! تیرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے جن سے تو ہر وقت اپنے سیدھے ہاتھ سے اپنی مخلوقات میں بانٹا رہتا ہے اور میں تجھ سے کوئی بھی چیز مانگ کر کبھی خائب وخاسر نہیں رہا بلکہ تو مجھے ہمیشہ عزت واکرام سے نوازتا اور میری دعا کو قبول فرماتا رہا ہے، تیرا لطف وکرم ہمیشہ مجھ پر سایہ فگن رہا اور تیرے احسانات مجھ تک پہنچتے رہے ہے، اب تو اپنے فضل خاص سے مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ، نیک اولاد عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور وہ آل یعقوب علیہ السلام کا بھی جانشین بن کر دینی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا سکے، جیسے فرمایا

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ... ﴿۱۶﴾ [۱]

ترجمہ: اور داؤد علیہ السلام کا وارث سلیمان علیہ السلام ہوا۔

اور اے میرے رب! مجھے ایسا فرزند عطا فرما جو بہت ہی نیک وصالح ہو اور تیرے حضور محبت وعقیدت سے جھکا رہے، بیشک دعاؤں، فریادوں اور التجاؤں کو سننے اور انہیں پورا کرنے والا تیرے سوا اور کوئی نہیں، دعا کرنے کے بعد وہ اپنے حجرے میں جا کر جس میں وہ رب کی عبادت کرتے تھے رب کی یاد کے لئے رب کے حضور اپنی پیشانی ٹیکنے لگے، اللہ جو فریادوں، پکاروں اور دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا ہے اور جو اس سے نہیں مانگتا اس سے ناراض ہوتا ہے اس نے زکریا علیہ السلام کی التجا کو بھی شرف قبولیت بخشا چنانچہ جب وہ اپنے ہجرے میں نماز کی حالت میں تھے اس وقت فرشتوں نے انہیں آواز دی اور کہا اے زکریا علیہ السلام! تیرے پروردگار نے تجھے ایک لڑکے کی یقینی خوشخبری دی ہے اور اس کے ساتھ ان کا نام بھی تجویز فرما دیا کہ اس کا نام یحییٰ علیہ السلام ہو گا اور مزید مدح وفضیلت میں کہا کہ اس نام کا کوئی شخص دنیا میں پیدا نہیں ہوا، وہ نبوت سے سرفراز کیا جائے گا سرداری اور بزرگی کی شان والا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ (عیسیٰ علیہ السلام) کی تائید وتصدیق کرے گا، گناہوں سے پاک اور ان کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا اور صالحین میں شمار کیا جائے گا، جیسے فرمایا

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَھُوَ قَاۗىِٕمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ [۲]

ترجمہ: (یہ دیکھ کر) زکریا نے اپنے رب سے دعا کی اے میرے رب! اپنی جناب سے مجھے نیک اولاد عنایت فرما، بلاشبہ تو دعاؤں کا بڑا سننے والا ہے، جواب میں فرشتوں نے آواز دی، جب کہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے، وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا اس میں سرداری وبزرگی کی شان ہو گی، کمال درجہ کا ضابط ہو گا، نبوت سے سرفراز ہو گا

---

[۱] النمل ۱۶

[۲] آل عمران ۳۸،۳۹

اور صالحین میں شمار کیا جائے گا۔

بھائیو! غور کرو پیر فقیر یا اولیا اللہ تو کیا کسی کو اولاد بخشیں گے نبی بھی دوسروں کو اولاد بخشنے پر قادر نہ تھے بلکہ خود اللہ قادر مطلق کے حضور اولاد کے لئے ہاتھ پھیلانے والے تھے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ

زکریا (علیہ السلام) کہنے لگے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا جب کہ میری بیوی بانجھ اور میں خود بڑھاپے کے

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝۸ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ

انتہائی ضعف کو پہنچ چکا ہوں، ارشاد ہوا کہ وعدہ اسی طرح ہو چکا، تیرے رب نے فرمادیا کہ مجھ پر تو یہ بالکل آسان ہے اور تو

مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝۹ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ

خود جبکہ کچھ نہ تھا میں تجھے پیدا کر چکا ہوں، کہنے لگے میرے پروردگار! میرے لیے کوئی علامت مقرر فرمادے،

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝۱۰

ارشاد ہوا کہ تیرے لیے علامت یہ ہے کہ باوجود بھلا چنگا ہونے کے تین راتوں تک کسی شخص سے بول نہ سکے گا،

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ۝۱۱

اب زکریا (علیہ السلام) اپنے حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آکر انہیں اشارہ کرتے ہیں کہ تم صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو،

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝۱۲ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا

اے یحییٰ! میری کتاب کو مضبوطی سے تھام لے، اور ہم نے اسے لڑکپن ہی سے دانائی عطا فرمادی، اور اپنے پاس سے شفقت

وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِيًّا ۝۱۳ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَ لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝۱۴ وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ

اور پاکیزگی بھی، وہ پرہیزگار شخص تھا، اور اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرنے والا تھا وہ سرکش اور گناہ گار نہ تھا، اس پر سلام ہے

يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝۱۵ (مریم ۸ تا ۱۵)

جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

خوشخبری پر تعجب:

اتنی بڑی منہ مانگی خوشخبری سن کر زکریا علیہ السلام نے از راہ فرح وتعجب اور خوشی کی ملی جلی کیفیت سے عرض کیا اے میرے رب! اب

اولاد کیسے ممکن ہوسکتی ہے میری بیوی تو بانجھ ہے اور بانجھ عورت بھلا کیسے بچہ پیدا کرے گی اس کے علاوہ میں خود بھی بڑھاپے کی آخری حدود کو چھو رہا ہوں جس میں بچے کی امید کی ہی نہیں جا سکتی، فرشتوں نے زکریا علیہ السلام کا تعجب دور کرنے کے لئے کہا کہ اے زکریا علیہ السلام! جب اللہ قادر مطلق نے جو بغیر کسی اسباب و وسائل کے مخلوق کو پیدا کرتا ہے تجھے بیٹا دینے کا فیصلہ فرمالیا ہے تو تیرے بڑھاپے اور تیری بیوی کے بانجھ پن کے باوجود یقیناً تجھے بیٹا ملے گا اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے قطعی مشکل نہیں ہے کیوں کہ جب وہ تجھے نیست سے جب تمہارا ذکر تک نہیں تھا ہست تک کر سکتا ہے تو تجھے دنیاوی ظاہری اسباب سے ہٹ کر بیٹا دے دینا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ جیسے فرمایا

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝۴۰ [1]

ترجمہ: زکریا علیہ السلام نے کہا پروردگار! بھلا میرے ہاں لڑکا کہاں ہوگا؟ میں تو بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے، جواب ملا ایسا ہی ہوگا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۸۹ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝۹۰ [2]

ترجمہ: اور زکریا کو جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور بہترین وارث تو تو ہی ہے، پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ علیہ السلام عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لیے درست کر دیا یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔

ایک مقام پر فرمایا

هَلْ اَتٰى عَلَي الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَـيْـــًٔا مَّذْكُوْرًا ۝۱ [3]

ترجمہ: کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔

اس بڑھاپے میں معجزانہ طور پر اولاد جیسی نعمت کی خوشخبری سن کر زکریا علیہ السلام کے اشتیاق میں مزید اضافہ ہوا اور تشفی قلب کے لیے نشانی معلوم کرنی چاہی کہ جس سے میں جان جاؤں کہ اب میرا لڑکا پیدا ہونے والا ہے، جیسے ابراہیم نے عرض کی تھی۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰي وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِىْ ۔۔۔ ۝۲۶۰ [4]

ترجمہ: جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ میرے مالک! مجھے دکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے، فرمایا کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟ اس نے عرض کیا ایمان تو رکھتا ہوں مگر دل کا اطمینان درکار ہے۔

پروردگار نے فرمایا باوجود بالکل ٹھیک ٹھاک اور تندرست ہونے کے پیہم تین دن تک تیری زبان بند رہے گی جو ہماری طرف سے بطور نشانی

---

[1] آل عمران ۴۰

[2] الانبیاء ۸۹،۹۰

[3] الدھر ۱

[4] البقرۃ ۲۶۰

ہو گی،اس وقت سمجھ لینا کہ خوشخبری کے دن قریب آ گئے ہیں تو اس خاموشی میں کثرت سے صبح وشام رب کی تسبیح وتحمید کا خصوصی اہتمام کرتے رہنا تا کہ اس نعمت الٰہی کا جو تجھے ملنے والی ہے شکر ادا ہو گویا یہ سبق دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری طلب کے مطابق تمہیں مزید نعمتوں سے نوازے تو اسی حساب سے اس کا شکر بھی زیادہ سے زیادہ کرو،اور اگر کسی ضرورت سے بات کرنی ہی پڑے تو اشارے سے کرنا پھر اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہیں فرزند سے نوازے گا،جیسے فرمایا

قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا ؕ وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ كَثِیۡرًا وَّسَبِّحۡ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِبۡكَارِ ﴿۴۱﴾ [۱]

ترجمہ: عرض کیا مالک! پھر کوئی نشانی میرے لیے مقرر فرمادے، کہا نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے اشارہ کے سوا کوئی بات چیت نہ کرو گے (یا نہ کرسکو گے) اس دوران میں اپنے رب کو بہت یاد کرنا اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہنا۔

زکریا علیہ السلام نے رب کی ہدایات کے مطابق عمل فرمایا اور قوم کے پاس آ کر انہیں بھی صبح وشام رب کی تسبیح وتحمید کرنے کا حکم فرمایا اور جب لڑکا پیدا ہوا تو رب کے فرمان کے مطابق ان کا نام یحییٰ رکھا گیا۔

قرآن مجید میں یحییٰ علیہ السلام کے اوصاف:

زکریا علیہ السلام کی دعا کے مطابق اللہ نے انہیں نیک اطوار بنایا،جب وہ کچھ بڑے ہوئے گو ابھی بچے ہی تھے انہیں کتاب اللہ کو پکڑنے یعنی اس پر عمل کرنے کا حکم دیا اور بچپن ہی میں عقل ودانائی،شعور، کتاب اللہ میں درج احکام دینیہ کی سمجھ اور نبوت سے نوازا تھا،آپ علیہ السلام بہت نرم دل اور نرم مزاج تھے،ان میں سرداری وبزرگی کی شان تھی،اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کے دل میں والدین کیلئے شفقت ومحبت کا اور ان کی اطاعت وخدمت اور حسن سلوک کا جذبہ پیدا فرمادیا تھا جس سے وہ ان کے لئے انتہائی ہی حلیم اور فرمانبردار تھے اور ہر وقت ان کی خدمت کے لئے کوشاں رہتے تھے،اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو عزیز واقربا پر شفقت ومہربانی کرنے کا جذبہ اور اسے نفس کی الائشوں اور گناہوں سے پاکیزگی وطہارت بھی عطا فرمائی تھی جب عیسیٰ علیہ السلام نبی بنائے گئے تو یحییٰ علیہ السلام نے ان کی نبوت کی تائید وتصدیق فرمائی،اور فرمایا سلام اس پر جس روز کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ فوت ہوئے اور جس روز انہیں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا،ان تینوں احوال میں شیطان،اس کے شر اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے سلامتی کا تقاضا کرتا ہے،چنانچہ للہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان تینوں جگہوں پر اس کے لیے ہماری طرف سے سلامتی اور امان ہے،

ابْنَ عَطِيَّةَ يَقُولُ: أَوْحَشُ مَا يَكُونُ الْخَلْقُ فِي ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ: يَوْمَ يُولَدُ فَيَرَى نَفْسَهُ خَارِجًا مِمَّا كَانَ فِيهِ، وَيَوْمَ يَمُوتُ فَيَرَى قَوْمًا لَمْ يَكُنْ عَايَنَهُمْ، وَيَوْمَ يُبْعَثُ فَيَرَى نَفْسَهُ فِي مَحْشَرٍ عَظِيمٍ، قَالَ: فَأَكْرَمَ اللَّهُ فِيهَا يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا، فَخَصَّهُ بِالسَّلَامِ عَلَيْهِ، فَقَالَ {وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا} [۲]

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں تین دن ایسے ہیں جن میں آدمی پر سب سے زیادہ خوف وگھبراہٹ کی کیفیت طاری ہوتی ہے،ولادت کے دن

---

[۱] آل عمران۴۱

[۲] [مریم: ۱۵]

کہ آدمی اپنے آپ کو اس جگہ سے نکلتے ہوئے دیکھتا ہے جس میں وہ پہلے رہ رہا تھا اور جب موت اسے اپنے آہنی شکنجے میں جکڑتی ہے اس وقت وہ ایسے لوگوں (فرشتوں) کو دیکھتا ہے کہ جن کو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوتا اور جب انسان قبر سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور وہ خود کو میدان محشر کی ہولناکیوں میں گھرا ہوا پائے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو یہ اعزاز بخشا کہ ان تینوں دنوں میں انہیں سلامتی اور رحمت سے نواز دیا اور فرمادیا "سلام اس پر جس روز کہ وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔"(۱)

انجیلوں میں یحییٰ کے اوصاف:

آپ عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ بڑے تھے، آپ کی والدہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ آپس میں رشتہ دار تھیں، آپ تیس سال کی عمر میں منصب نبوت پر فائز ہوئے اور شرق اردن کے علاقہ میں بنی اسرائیل کو دعوت حق پہنچائی (لوقا) آپ لوگوں کی روح اور جسم دونوں کو پاک وصاف کرنے کے لئے گناہوں سے توبہ کراتے اور پھر غسل (بپتسمہ) کراتے تھے، یہودیہ اور یروشلم کے بکثرت لوگ ان کے معتقد ہو گئے تھے، اور ان کے پاس جا کر بپتسمہ لیتے تھے (مرقس ۵، ۱:۴) اسی وجہ سے ان کا نام یوحنا بپتسمہ دینے والا مشہور ہو گیا تھا، عام طور پر بنی اسرائیل ان کی نبوت تسلیم کر چکے تھے (متی ۲۱:۲۶) عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی نہیں ہوا (متی ۱۱، ۱۱) وہ اونٹ کے بالوں سے بنا لباس پہنتے اور چمڑے کا پٹکا کمر سے باندھے رہتے تھے اور ان کی خوراک جنگلی شہد اور ٹڈیاں تھیں (متی ۳:۴) اس فقیرانہ زندگی کے ساتھ وہ منادی کرتے پھرتے تھے کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی قریب آ گئی ہے (متی ۳:۲) یعنی مسیح علیہ السلام کی دعوت نبوت کا آغاز ہونے والا ہے، اسی بنا پر ان کو عموماً مسیح کا ارہاص کہا جاتا ہے، اور یہ بات ان کے متعلق قرآن میں کہی گئی ہے

... مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللهِ...(۲)

ترجمہ: وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا۔

وہ لوگوں کو روزے اور نماز کی تلقین کرتے تھے (متی ۹:۱۴، لوقا ۵:۳۳، لوقا ۱۱:۱) وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ جس کے پاس دو کرتے ہوں وہ اس کو جس کے پاس نہ ہو بانٹ دے، اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا ہی کرے، محصول لینے والوں نے پوچھا کہ استاد ہم کیا کریں تو انہوں نے فرمایا جو تمہارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لینا، سپاہیوں نے پوچھا ہمارے لئے کیا ہدایت ہے تو فرمایا نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ ناحق کسی سے کچھ لو اور اپنی تنخواہ پر کفایت کرو (لوقا ۱۴،۱۰:۳) بنی اسرائیل کے بگڑے ہوئے علماء، فریسی اور صدوقی ان کے پاس بپتسمہ لینے آئے تو ڈانٹ کر فرمایا اے سانپ کے بچو! تم کو کس نے جتا دیا کہ آنے والے غضب سے بھاگو؟۔۔۔ اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو کہ ابراہام ہمارا باپ ہے۔۔۔ اب درختوں کی جڑوں پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے (متی ۱۰،۷:۳)

مگر ہماری ایک گزارش ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کے دور نبوت میں یہودیوں کا چاہے وہ عام لوگ تھے یا ان کے مذہبی پیشوا تمام کا اخلاقی اور مذہبی

---

(۱) تفسیر طبری ۱۶/۱۸

(۲) آل عمران ۳۹

کر دار انتہائی پستیوں کو چھو رہا تھا، حق کے مقابلہ میں ان کی جسارتیں اور بے باکیاں تمام حدیں توڑ چکی تھیں اور وہ دنیا پرستی میں غرق ہو چکے تھے، اس لئے یہ کہنا کہ عام طور پر بنی اسرائیل ان کی نبوت تسلیم کر چکے تھے اور یہودیہ اور یروشلم کے بکثرت لوگ ان کے معتقد ہو گئے تھے اس وقت کے یہودیوں کے کردار سے مناسبت نہیں رکھتا، اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ بکثرت لوگ ان کے معتقد تھے جس کی وجہ سے بادشاہ سلامت بھی ان سے خوف زدہ تھے، مگر ان کی راستبازی کی وجہ سے عزت واحترام بھی کرتے تھے تو جب غیر ملکی بادشاہ نے ان کے عزت واحترام کو بالائے طاق رکھ کر انہیں گرفتار کر کے زنداں میں ڈال دیا تو کیا بنی اسرائیل کی طرف سے کوئی احتجاج ہوا، اور پھر جشن کے موقعہ پر فوراً بغیر سوچے سمجھے ایک رقاصہ کی فرمائش پر زنداں سے اس پاکیزہ سیرت انسان کا سر منگوا کر اسے پیش کر دیا تو کیا بنی اسرائیل نے اس ظلم عظیم کے خلاف آواز بلند کی یا مکابی تحریک کی طرح متحد ہو کر حکومت کے خلاف کھڑے ہوئے، تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ درج نہیں ہے، اس لئے ہم یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ بنی اسرائیل نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس نعمت کو ٹھکرا دیا اور ان کی رسالت کو تسلیم نہ کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عطا کردہ ایک اور موقعہ کو گنوا دیا۔

أَنَّ الحَارِثَ الأَشْعَرِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهَا وَيَأْمُرَ بني إسرائيل أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، وَإِنَّهُ كَادَ أَنْ يُبْطِئَ بِهَا فَقَالَ عِيسَى: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَكَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ لِتَعْمَلَ بِهَا وَتَأْمُرَ بني إسرائيل أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، فَإِمَّا أَنْ تَأْمُرَهُمْ ،وَإِمَّا أَنَا آمُرُهُمْ،فَقَالَ يَحْيَى: أَخْشَى إِنْ سَبَقْتَنِي بِهَا أَنْ يُخْسَفَ بِي أَوْ أُعَذَّبَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَامْتَلأَ الْمَسْجِدُ وَقَعَدُوا عَلَى الشُّرَفِ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ، وَآمُرَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا بِهِنَّ، أَوَّلُهُنَّ

حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا تھا کہ وہ خود بھی ان پر عمل پیرا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھی اس پر عمل کرنے کا حکم کریں، تو قریب تھا کہ آپ ان پر عمل میں سستی کرتے مگر عیسیٰ علیہ السلام نے آپ سے فرمایا آپ کو پانچ باتوں پر عمل کرنے کا حکم ملا ہے کہ خود بھی عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان باتوں پر عمل پیرا رہنے کا حکم کرو تو اب یا تو آپ ان کو یہ باتیں پہنچائیں یا میں پہنچاؤں گا، تو یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میرے بھائی! مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھے عذاب میں نہ پکڑ لیا جائے یا مجھے زمین میں نہ دھنسا دیا جائے، پھر یحییٰ علیہ السلام نے سب بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا جب مسجد لوگوں کے ازدحام سے بھر گئی تو آپ شرف واعزاز کے ساتھ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر پانچ باتوں کی تلقین فرمائی، فرمایا اللہ نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے کہ میں خود بھی ان پر عمل کروں اور تم کو بھی حکم دوں ان پانچ باتوں میں سب سے پہلی بات یہ ہے۔

أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَإِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ، قَالَ: هَذِهِ دَارِي، وَهَذَا عَمَلِي فَاعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ، فَجَعَلَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّي إِلَى غَيْرِ سَيِّدِهِ، فَأَيُّكُمْ يَسُرُّهُ أَنْ يَكُونَ عَبْدُهُ كَذَلِكَ؟ وَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَكُمْ وَرَزَقَكُمْ فَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا

○ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو صرف اس تنہا کی عبادت کرو اس کی مثال ایسی ہے گویا کسی نے کوئی غلام خریدا اور اپنے مال سونے

یا چاندی کے ساتھ خرید اپھر وہ غلام کام کر کے محنت مزدوری کا پیسہ دوسرے کو دے دیتا ہے تم بتاؤ کہ کون ایسے غلام کو پسند کرتا ہے اور بیشک اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے وہی تمہارا روزی رساں ہے لہذا اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

وَأَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ، فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوا

○اور میں تم کو نماز کا حکم کرتا ہوں جب تم نماز ادا کرتے ہو تو اللہ عزوجل اپنا رخ اس کی طرف متعین کر لیتا ہے لہذا جب تم نماز پڑھو تو نماز میں کسی اور طرف دھیان مت لگاؤ۔

وَأَمَرَكُمْ بِالصِّيَامِ، وَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَتْ مَعَهُ صُرَّةٌ، فِيهَا مِسْكٌ، وَمَعَهُ عِصَابَةٌ كُلُّهُمْ يُعْجِبُهُ أَنْ يَجِدَ رِيحَهَا، وَإِنَّ الصِّيَامَ أَطْيَبُ، عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ

○اور میں تم کو روزوں کا حکم کرتا ہوں اور اللہ نے اس کی مثال یوں دی ہے کہ کسی جماعت میں ایک شخص کے پاس مشک کی پوٹلی ہے اور بے شک روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

وَآمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَسَرَهُ العَدُوُّ وَقَامُوا إِلَيْهِ، فَأَوْثَقُوا يَدَهُ إِلَى، عَنْقِهِ، فَقَالَ: هَلْ لَكُمْ أَنْ أَفْدِيَ نَفْسِي مِنْكُمْ؟ قَالَ: فَجَعَلَ يُعْطِيهِمُ القَلِيلَ وَالكَثِيرَ لِيَفُكَّ نَفْسَهُ مِنْهُمْ

○اور میں تم کو صدقہ کا حکم دیتا ہوں اس کی مثال اس طرح ہے کہ کسی شخص کو اس کے دشمنوں نے قید کر لیا ہے پھر اس کے ہاتھ گردنوں کے ساتھ باندھ دیئے اور پاؤں بھی باندھ دیئے ہیں تا کہ اس کی گردن اڑا دیں تو وہ قیدی شخص کہتا ہے کیا تمہیں مال کی ضرورت ہے جو میں تم کو دوں اور تم مجھے آزاد کر دو؟ پھر وہ مال دیتا رہتا ہے تھوڑا بھی زیادہ بھی حتیٰ کہ وہ اپنی جان کو رہا کرا لیتا ہے۔

وَآمُرُكُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ كَثِيرًا، وَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ العَدُوُّ سِرَاعًا فِي إِثْرِهِ حَتَّى أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ، فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ فِيهِ كَذَلِكَ العَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ

○اور میں تم کو اللہ عزوجل کے ذکر کی کثرت کا حکم کرتا ہوں اس کی مثال اس طرح ہے کہ کسی شخص کے پیچھے اس کے دشمن تعاقب میں ہیں اور بہت تیز ہیں تو وہ ایک انتہائی مضبوط قلعے میں محفوظ ہو جاتا ہے اس طرح بندہ ذکر کے ساتھ قلعہ سے زیادہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ [۱]

رسول اللہ ﷺ جب معراج پر جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ آسمانوں پر تشریف لے گئے

لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسَى، وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ

جب آپ دوسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں آپ نے یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ سے ملاقات فرمائی اور جبرائیل علیہ السلام کے کہنے پر سلام کہا دونوں نے جواب دیا اور کہا نیک بھائی اور صالح پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ [۲]

[۱] جامع ترمذی ابواب الامثال بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ ۲۸۶۴، ۲۸۶۳، مسند احمد ۱۷۸۰۰، مسند ابی یعلی ۱۵۷۱

[۲] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلَائِكَةِ ۳۲۰۷، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ ۴۱۱، مسند احمد ۱۲۵۰۵، مصنف ابن ابی شیبة ۳۶۵۷۰

وَ اذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ مَرۡيَمَ‌ۘ اِذِ انْتَبَذَتۡ مِنۡ اَهۡلِهَا مَكَانًا شَرۡقِيًّا ۙ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتۡ

اس کتاب میں مریم کا بھی واقعہ بیان کر جبکہ وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی جانب آئیں اور ان لوگوں کی

مِنۡ دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا ۖ فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾

طرف سے پردہ کر لیا، پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح (جبرائیل علیہ السلام) کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا

قَالَتۡ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا

یہ کہنے لگیں میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ بھی اللہ سے ڈرنے والا ہے، اس نے جواب دیا کہ میں تو اللہ کا

رَسُوۡلُ رَبِّكِ ‌ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتۡ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ وَّلَمۡ يَمۡسَسۡنِىۡ بَشَرٌ

بھیجا ہوا قاصد ہوں تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں، کہنے لگیں بھلا میرے ہاں بچہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مجھے تو کسی انسان کا

وَّلَمۡ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ‌ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ‌ ۚ

ہاتھ تک نہ لگا اور نہ میں بدکار ہوں، اس نے کہا بات تو یہی ہے لیکن تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ وہ مجھ پر بہت ہی آسان

وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَةً مِّنَّا ‌ۚ وَكَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا ﴿۲۱﴾ (مریم ۱۶ تا ۲۱)

ہے ہم تو اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیں گے اور اپنی خاص رحمت، یہ تو ایک طے شدہ بات ہے۔

مشرکین مکہ نے اپنے بیٹوں، بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کو اللہ کا پسندیدہ دین، دین اسلام قبول کرنے کے جرم میں اپنا گھر بار اور اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا اور وہ حبشہ ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے جو ایک عیسائی حکومت تھی، ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو عیسیٰ علیہ السلام کی صحیح حیثیت بتلانا بہت ضروری تھا تاکہ اگر وہاں کوئی راہب ان سے عیسیٰ علیہ السلام کی بابت معلوم کرے تو وہ اس کا صحیح جواب دے کر عیسائیوں کے غلط عقائد کی اصلاح کر سکیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عجیب نشانیوں میں سے یحییٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے کے بعد ایک اور قصہ بیان فرمایا جو اس سے بھی زیادہ عجیب ہے، مریم علیہا السلام کی والدہ جو ایک دین دار خاتون تھیں جب حاملہ ہوئیں تو پیٹ کے بچے کو لڑکا سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نذر کر دیا، جیسے فرمایا

اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ اِنِّىۡ نَذَرۡتُ لَـكَ مَا فِىۡ بَطۡنِىۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّىۡ ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۵﴾ [1]

ترجمہ: (وہ اس وقت سن رہا تھا) جب عمران کی عورت کہہ رہی تھی اے میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری رضا و خوشنودی کے لئے تیری راہ میں تیری عبادت گاہ کی خدمت کے لئے وقف کرتی ہوں تاکہ وہ تیرے دین کی خدمت کرے اور تیرا نام بلند کرے میری اس پیشکش کو قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔

---

[1] آل عمران ۳۵

مریم علیہا السلام کی والدہ نذر مانگ کر خوش وخرم تھیں مگر امید کے برعکس جب لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوئی تو بڑی مایوس ہوئیں اور رب سے عذر اور حسرت سے کہا اے میرے رب! میری نذر سے مقصود تو تیری رضا کے لئے ایک خدمت گار وقف کرنا تھا اور یہ کام ایک مرد ہی زیادہ بہتر طریقے سرانجام دے سکتا ہے اب اسے میں کیسے نذر کروں، یہ کمزور لڑکی تیرے دین کی کیا خدمت کرے گی، اگر لڑکا ہوتا تو ایسا کمزور نہ ہوتا، ان کی والدہ نے اس لڑکی کا نام مریم علیہا السلام رکھا اور رب سے دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار! اب میں اس کو اور اس کی ہونے والی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں (جو دنیا و آخرت میں سب سے مضبوط و محفوظ پناہ گاہ ہے) دیتی ہوں، جیسے فرمایا

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُھَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٣٦﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ... ﴿٣٧﴾ [1]

ترجمہ: پھر جب وہ بچی اس کے ہاں پیدا ہوئی تو اس نے کہا مالک! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے حلانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا اللہ کو اسکی خبر تھی اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا، خیر میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اسکی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ،آخر کار اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول فرمالیا اسے بڑی اچھی لڑکی بنا کر اٹھایا۔

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُولَدُ،فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ، غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا

چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو مس کرتا ہے جس سے بچہ چیختا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مس شیطان سے مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کو محفوظ رکھا۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهَلَكَتْ أُمُّهَا فَضَمَّتْهَا إِلَى خَالَتِهَا أُمِّ يَحْيَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ ابھی چھوٹی ہی تھیں کہ ان کی والدہ وفات پاگئیں تو وہ اپنی خالہ جو یحییٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں کے پاس آگئیں۔[3]

مریم علیہا السلام بڑے نیک اعمال واطوار کی حامل تھیں وہ ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں منہمک رہتیں جب وہ ذرا بڑی ہوئیں تو ان کے پاکیزہ کردار کو دیکھ کر ہیکل کے تمام خادموں کی خواہش تھی کہ وہ ان کے کفیل بنیں، ہر ایک کی خواہش کی وجہ سے اچھا خاصہ جھگڑا برپا ہوگیا اور ایک اختلافی فضا قائم ہوگئی چنانچہ اس جھگڑے کا حل قرعہ اندازی طے ہوا کہ جس کے نام کا قرعہ نکل آئے وہ ان کا کفیل بنے، جب باقاعدہ قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ میں زکریا علیہ السلام کا نام نکلا جو مریم علیہا السلام کے خالو اور پیغمبر بھی تھے، اس طرح زکریا علیہ السلام، مریم

---

[1] آل عمران ۳۶ ، ۳۷

[2] صحیح بخاری کتاب الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذْ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۳۴۳۱، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۳۳،مسنداحمد ۸۲۵۴

[3] مستدرک حاکم ۴۱۵۸

علیہا السلام کی حفاظت و کفالت کے ذمہ دار بن گئے، زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کو ہیکل (بیت المقدس) کے شرقی حصہ میں ایک حجرہ دے دیا جہاں انہوں نے ایک پردہ لٹکا کر اپنے آپ کو دیکھنے والوں کی نگاہوں سے محفوظ کرلیا، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَيُّھُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝۴۴ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ سے بتا رہے ہیں ورنہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب ہیکل کے خادم یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ مریم کا سرپرست کون ہو اپنے اپنے قلم پھینک رہے تھے اور نہ تم اس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔

جب وہ کچھ بڑی ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے چند فرشتے ان کے پاس ایک بڑی خوشخبری لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ اے مریم علیہا السلام! اللہ تعالیٰ نے تم کو پاکیزہ بنایا ہے اور دنیا کی تمام عورتوں پر تجھے فضیلت عطا فرما کر برگزیدہ فرمایا ہے، اے مریم علیہا السلام! اپنے رحیم و کریم خالق کی اطاعت کرتی رہو اور ساتھ ہی رب کے ذکر کے لئے جماعت کے ساتھ رکوع و سجود یعنی نماز بھی پڑھتی رہو۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰي نِسَاۗءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۲ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝۴۳ [2]

ترجمہ: پھر وہ وقت آیا جب مریم رحمہا اللہ سے فرشتوں نے آکر کہا اے مریم رحمہا اللہ! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تمام دنیا کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دے کر اپنی خدمت کے لئے چن لیا اے مریم رحمہا اللہ! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر اس کے آگے سربسجود رہو اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔

مریم علیہا السلام اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی تصدیق، رب کے احکامات پر اطاعت گزار، اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرنے والی اور بڑی عبادت گزار خاتون تھیں اور اکثر و بیشتر ہیکل میں گوشہ نشین ہو کر رب کی عبادت کرنے کے لئے اعتکاف میں بیٹھ جاتی تھیں

ولما بلغت مريم ابنة عمران سبع عشرة سنة، لأربع وعشرين ليلة خلت من كانون الأولى

جب مریم بنت عمران سترہ سال کی ہوئیں اور چوبیس راتیں تنہا حرم بیت المقدس میں گزار چکی تھیں۔ [3]

تو ایک دفعہ وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر تاکہ انہیں کوئی نہ دیکھے اور یکسوئی بھی حاصل رہے بیت المقدس کے مشرقی گوشے میں پردہ ڈال کر اعتکاف میں بیٹھ گئیں اور خشوع و خضوع سے رب کی حمد و ثنا اور رکوع و سجود میں مصروف ہوگئیں کہ اسی حالت میں قادر کریم رب نے جبرائیل علیہ السلام کو مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا جو ان کے سامنے ایک خوبصورت اور حسین و جمیل مرد کی شکل میں ظاہر ہو گئے، مریم علیہا

---

[1] آل عمران ۴۴

[2] آل عمران ۴۲،۴۳

[3] مروج الذہب ومعادن الجوہر للمسعودی ۵۶/۱

السلام نے جب دیکھا کہ ایک شخص بے دھڑک اندر آ گیا ہے تو ڈر گئیں کہ یہاں میں اعتکاف میں بالکل اکیلی ہوں کہیں یہ شخص کسی بری نیت سے اندر نہ آیا ہو ورنہ اس کا یہاں مجھ سے کیا کام، مریم علیہا السلام نے کہامیں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتی ہوں اور اس کی رحمت کے سائے میں آتی ہوں کہ کہیں تو مجھے نقصان نہ پہنچائے جبرائیل علیہ السلام امین نے ان کا خوف وہراس اور گھبراہٹ دور کرنے کے لیے کہامیں وہ نہیں جو تو گمان کر رہی ہے بلکہ تیرے رب کا قاصد ہوں اور اس کے حکم سے تمہیں ایک پاک نفس فرزند دینے آیا ہوں، مریم علیہا السلام نے پھر تعجب سے پوچھا بھلا میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہو گا جبکہ مجھے جائز طور پر یا ناجائز طور پر کسی مرد نے نہیں چھوا اور نہ ہی میں کوئی بدکار عورت ہوں، جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ بات تو ٹھیک ہے کہ تجھے جائز یا نہ ناجائز طریقے سے مرد سے مقاربت کا کوئی موقعہ نہیں ملا ہے جب کہ حمل کے لئے عادتہ یہ ضروری ہے مگر تیرا رب اسباب عادیہ کا محتاج نہیں اس کے لئے ایسا کرنا کچھ امر محال نہیں، جیسے فرمایا

...وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝۲۸ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝۲۹ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝۳۰ [1]

ترجمہ:اور اسے ایک ذی علم لڑکے کی پیدائش کا مژدہ سنایا، یہ سن کر اس کی بیوی چیختی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہنے لگی بوڑھی، بانجھ!انہوں نے کہا یہی کچھ فرمایا ہے تیرے رب نے،وہ حکیم ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

اور اس طرح بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنے سے رب کی منشا یہ ہے کہ وہ اسے اپنی قدرت تخلیق کے لئے دنیا میں ایک نشانی، زندہ معجزہ اور سراپا رحمت بنا دینا چاہتے ہیں، اس سے قبل اس نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مرد اور عورت کے بغیر اور تمہاری ماں حوا کو صرف مرد سے پیدا کیا

...الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا... ۝۱ [2]

ترجمہ:جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔

عیسیٰ علیہ السلام کے سوا باقی تمام اولاد آدم کو مرد و عورت سے پیدا فرمایا اور اب عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کر کے چوتھی شکل میں بھی پیدا کرنے پر اپنی قدرت تخلیق کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہے صرف عورت کے بطن سے بغیر مرد کے پیدا کر دینا،وہ تخلیق کی چاروں صورتوں پر قادر ہے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے اور یہ کام اسی طرح ہو کر رہے گا۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝۲۲ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ

پس وہ حمل سے ہو گئیں اور اسی وجہ سے وہ یکسو ہو کر ایک دور کی جگہ چلی گئیں، پھر درد زہ اسے ایک کھجور کے تنے کے نیچے لے آیا،

قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝۲۳ فَنَادٰىهَا

بولی کاش! میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور لوگوں کی یاد سے بھی بھولی بسری ہو جاتی، اتنے میں اسے نیچے سے ہی آواز دی

[1] الذاریات ۲۸تا۳۰

[2] النساء ۱

مِنۡ تَحۡتِهَاۤ اَلَّا تَحۡزَنِىۡ قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ تَحۡتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَ هُزِّىۡۤ اِلَيۡكِ

کہ آزردہ خاطر نہ ہو، تیرے رب نے تیرے پاؤں تلے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اور اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف

بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ تُسٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِىۡ وَ اشۡرَبِىۡ وَ قَرِّىۡ عَيۡنًا ۚ

ہلا یہ تیرے سامنے تر و تازہ پکی کھجوریں گرا دے گا ،اب چین سے کھا پی اور آنکھیں ٹھنڈی رکھ ،

فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوۡلِىۡۤ اِنِّىۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا فَلَنۡ

اگر تجھے کوئی انسان نظر پڑجائے تو کہہ دینا کہ میں نے اللہ رحمان کے نام کا روزہ مان رکھا ہے،

اُكَلِّمَ الۡيَوۡمَ اِنۡسِيًّا ۚ﴿۲۶﴾ (مریم ۲۲ تا ۲۶)

میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔

جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کے شکم مبارک میں ایک روح پھونک دی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے مریم کو دوشیزگی میں عیسیٰ علیہ السلام کا حمل قرار پایا، جیسے فرمایا

وَمَرۡيَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِىۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَصَدَّقَتۡ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَكَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِيۡنَ ﴿۱۲﴾ (۱)

ترجمہ: اور اللہ عمران کی بیٹی مریم رحمۃ اللہ کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی، پھر ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے ارشادات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزار لوگوں میں سے تھی۔

...اِنَّمَا الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلۡقٰهَاۤ اِلٰى مَرۡيَمَ وَرُوۡحٌ مِّنۡهُ ...﴿۱۷۱﴾ (۲)

ترجمہ: مسیح ابن مریم رحمۃ اللہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اللہ کا ایک رسول تھا اور ایک فرمان تھا جو اللہ نے مریم رحمۃ اللہ کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے۔

یکا یک اس شدید آزمائش میں مبتلا ہونے کے بعد مریم اس حمل کو جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی پوری ہو خاندان اور قوم کے دوسرے لوگوں سے چھپانے، خاندان اور قوم کی لعنت وملامت اور بدنامی سے بچنے کے لئے خاموشی کے ساتھ اپنے اعتکاف کا حجرہ چھوڑ کر باہر نکل گئیں اور بیت المقدس کے جنوب میں آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر بیت اللحم میں جا کر رب کے ذکر وعبادت میں مصروف ہوگئیں،

ولدت بقرية يقال لها بيت لحم على أميال من بيت المقدس

مسودی کہتے ہیں وضع حمل کے وقت وہ بیت المقدس کے قریب ایک بستی میں جو بیت اللحم سے موسوم تھی میں تھیں۔ (۳)

---

(۱) التحریم ۱۲

(۲) النسآء ۱۷۱

(۳) مروج الذهب ومعادن الجوهر للمسعودی ۱/۵۶

وَقَالَ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّه: ذَهَبَتْ هَارِبَةً، فَلَمَّا كَانَتْ بَيْنَ الشَّامِ وَبِلَادِ مِصْرَ، ضَرَبَهَا الطَّلْقُ،وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ وَهْبٍ: كَانَ ذَلِكَ عَلَى ثَمَانِيَةِ أَمْيَالٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فِي قَرْيَةٍ هُنَاكَ يُقَالُ لَهَا :بَيْتُ لَحْمٍ

وہب بن منبہ کا قول ہے کہ حمل قرار پانے کے بعد بنی اسرائیل کی بہتان طرازی کی وجہ سے وہ بھاگ گئیں اور بھاگتے بھاگتے جب شام اور بلاد مصر کے درمیان پہنچیں تو دردزہ شروع ہوگیا،وہب کی ایک روایت میں ہے اس جگہ بیت المقدس سے آٹھ میل دور ایک بستی مراد ہے جس کا نام بیت لحم تھا۔[۱]

جب بچے کی پیدائش کا وقت قریب ہوا تو دردزہ کی وجہ سے مجبور ومضطر ہو کر وہ ایک کھجور کے سوکھے درخت کے نیچے پہنچ گئیں اور رنج وغم سے موت کی آرزو کی کہ اللہ عزوجل نے مجھے اس شدید آزمائش میں مبتلا کر ڈالا ہے، حمل کی مدت تک تو میں نے کسی نہ کسی طور پر خود کو لوگوں کی نظروں سے بچالیا ہے مگر اب بچہ کو لے کر کہاں جاؤں اور لوگوں کو کس طرح مطمئن کروں جب کہ میری بات کی کوئی تصدیق کرنے کے لئے تیار ہی نہ ہوگا اور یہ تصور بھی روح فرسا تھا کہ کہاں میری شہرت بنی اسرائیل کے مقدس ترین گھرانے بنی ہارون کی ایک عابدہ وزاہدہ کے طور پر ہے اور اس کے بعد لوگوں کی نظروں میں بدکار ٹھیروں گی،وہ اسی سوچ میں گم تھیں کہ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نے انہیں وادی کے نیچے سے آواز دے کر کہا آزردہ خاطر نہ ہو بچے کے مسئلہ پر تجھے کچھ بھی بولنے کی ضرورت نہیں،اس بچہ کی پیدائش پر جو شخص بھی انگلی اٹھائے گا اس کا جواب ہم دیں گے،

بعض مفسرین اس آیت کا یہ مطلب بھی بیان فرماتے ہیں کہ پیدا ہونے کے بعد نیچے سے عیسیٰ علیہ السلام نے بطور تسلی اپنی والدہ سے فرمایا غم نہ کر اگر کوئی شخص کوئی اعتراض کرے گا تو اس کا جواب میں دوں گا جس سے مریم کی دل جمعی بڑھ گئی،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ ،قَالَ: عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے ”اتنے میں اسے نیچے سے ہی آواز دی۔“ نیچے سے آواز دینے والے سے مراد خود عیسیٰ ابن مریم ہیں۔[۲]

تیرے رب نے تیرے پاؤں کے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اس میں سے پانی پیو اور اس سوکھے کھجور کے تنے کو جس کے نیچے تم بیٹھی ہو اپنی طرف کھینچ کر ہلاؤ یہ تمہارے لئے تروتازہ پکی ہوئی لذیذ کھجوریں گرادے گا اب تروتازہ پکی ہوئی کھجوریں کھا، چشمے کا صاف پاکیزہ پانی پی اور بچے (عیسیٰ علیہ السلام) کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر،اللہ تعالیٰ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے مریم علیہا السلام کے پاؤں کے نیچے ایک چشمہ جاری فرمادیا، کھجور کے درخت کو پکادیا وہ چاہتا تو پکی ہوئی کھجوریں توڑ کر مریم علیہا السلام کے منہ میں ڈال دی جاتیں اور چشمے کا پانی انہیں پلادیا جاتا، مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ فرمایا اس کھجور کے درخت کے تنے کو ہلاؤ اس کا جو تازہ پھل گرے اسے کھاؤ اور چشمے کا پانی پیو اس لیے کہ درخت کے تنے کو لیٹے لیٹے ہلالینا مریم علیہا السلام کے بس میں تھا اور جو کام انسان کے بس میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے وہی کرواتا ہے اور جو انسان کے بس میں نہیں،وہ معجزے کے طور پر خود کر دیتا ہے اور یہی قانون فطرت ہے،ایسا ہرگز نہیں کہ کوئی شخص نہ ہل چلائے،نہ زمین کو نرم کرے،نہ اس میں بیج ڈالے نہ کھاد،نہ کھیت کو پانی دے اور یہ کہے کہ اے اللہ! مجھے اس کھیت سے مالامال کر دے

---

[۱] تفسیرابن کثیر ۲۲۳/۵

[۲] تفسیرطبری ۱۷۴/۱۸

ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، اور اگر کوئی انسان نظر آئے اور وہ تم سے بات کرنا چاہے تو زبان سے نہیں اشارے سے جواب دینا (بنی اسرائیل میں چپ کا روزہ رکھنے کا ایک طریقہ رائج تھا) کہ کھانے اور بولنے سے میرا پرہیز ہے یعنی میں نے رحمٰن کے نام کا روزہ مان رکھا ہے، میں آج کسی بھی شخص سے بات چیت نہیں کرسکتی،

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ لَمَّا قَالَ عِيسَى لِمَرْيَمَ {لَا تَحْزَنِي} (۱) قَالَتْ: وَكَيْفَ لَا أَحْزَنُ وَأَنْتَ مَعِي، لَا ذَاتُ زَوْجٍ وَلَا مَمْلُوكَةٌ، أَيُّ شَيْءٍ عُذْرِي عِنْدَ النَّاسِ {يَالَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا} (۲) فَقَالَ لَهَا عِيسَى: أَنَا أَكْفِيكِ الْكَلَامَ {فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا} (۳) قَالَ: هَذَا كُلُّهُ كَلَامُ عِيسَى لِأُمِّهِ

عبد الرحمٰن بن زید نے کہا ہے جب عیسیٰ علیہ السلام نے مریم علیہا السلام سے کہا ”غم ناک نہ ہو۔“ تو مریم علیہا السلام نے کہا میں غم کیوں نہ کروں جبکہ تم میرے پاس ہو اور میں نہ شادی شدہ ہوں اور نہ باندی؟ لوگوں کو میں کیا منہ دکھاؤں گی؟“ کاش! میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام و نشان نہ رہتا۔“ عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں جواب دیا کہ آپ کی طرف سے میں بات کروں گا“ پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لئے روزے کی نذر مانی ہے اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔“ ان کے بقول یہ ساری گفتگو عیسیٰ علیہ السلام کی ہے جو انہوں نے اپنی والدہ سے کی تھی۔ (۴)

وہب بن منبہ بھی یہی کہتے ہیں۔ (۵)

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ

اب عیسیٰ (علیہ السلام) کو لیے ہوئے وہ اپنی قوم کے پاس آئیں، سب کہنے لگے مریم تو نے بڑی بری حرکت کی، اے ہارون کی بہن!

مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۚۖ ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ

نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی، مریم نے اپنے بچے کی طرف اشارہ کیا سب کہنے لگے کہ لو بھلا ہم گود کے

كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛؕ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۙ ﴿۳۰﴾

بچے سے باتیں کیسے کریں؟ بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے

---

(۱) القصص: ۷

(۲) مریم: ۲۳

(۳) مریم: ۲۶

(۴) تفسیر طبری ۱۸/۱۸۳

(۵) تفسیر طبری ۱۸/۱۸۴

وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾

اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں اور اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں

وَّ بَرًّاۢ بِوَالِدَتِيْ ۫ وَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ

اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا اور مجھ پر میری پیدائش کے دن

وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ (مریم ۲۷ تا ۳۳)

اور میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا سلام ہی سلام ہے۔

مریم پر قوم کا تہمت لگانا:

مریم علیہا السلام جب اپنے نفاس سے پاک ہوئیں تو اپنے نومولود بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس واپس تشریف لائیں، قوم کو علم تھا کہ آپ کی ابھی تک شادی بھی نہیں ہوئی ہے، خانوادہ ہارون کی زاہدہ عابدہ لڑکی کی گود میں ایک معصوم بچے کو دیکھ کر کہ اس کے ہاں بغیر باپ کے بچہ ہوا ہے پوری قوم انگشت بدنداں رہ گئی اور چہ مگوئیاں کرنے اور مریم علیہا السلام پر تہمت لگانے لگے، کہنے لگے اے خاندان ہارون کی بیٹی مریم! تمہارا تو باپ بھی ایک نیک و پرہیز گار آدمی تھا اور تمہاری ماں بھی بڑی زہد و تقوی والی عورت تھی یہ تم نے کیا کیا؟ تمہیں اس نازیبا حرکت کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کی عزت و احترام کا ذرہ بھی خیال نہ آیا تم نے تو ان کے عزت و وقار کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا ہے اور بہت ہی نازیبا حرکت کی ہے، الغرض لوگ انہیں اس طرح ملامت کرتے رہے مگر اللہ کے حکم کے مطابق انہوں نے اپنی زبان بند رکھی اور زبان دراز لوگوں سے کچھ بھی نہ کہا بس بچے کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو کچھ بھی پوچھنا ہو اس بچے سے پوچھ لو، قوم کے لوگ ہنس کر کہنے لگے اے مریم! ہم اس بچے سے کیا بات کریں کبھی گہوارے میں جھولنے والے بچے بھی بولا کرتے ہیں، جب پوری قوم کا ہجوم مریم پر ٹوٹ پڑ رہا تھا اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی حکمت و مشیت کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام سے گہوارے میں کلام کرایا چنانچہ نوزائیدہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے کلام کرتے ہوئے اپنی الوہیت کا اعلان نہیں کیا کہ میں الٰہ ہوں اور میری بندگی کرو اور نہ یہ کہا کہ میں اور میری والدہ الٰہ ہیں اور یہ بھی نہیں کہا میں تین میں سے ایک ہوں بلکہ پنگوڑے میں اپنے وصف عبدیت سے آگاہ فرمایا کہ اے لوگو! میں اللہ وحدہ لاشریک کا بندہ ہوں، پھر اپنی نبوت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے میرے لئے فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ مجھے کتاب (انجیل) اور نبوت سے نوازے گا اور جہاں کہیں بھی میں رہوں یعنی ہر جگہ اور ہر زمانے میں اللہ نے مجھے ثابت قدم اور لوگوں کے لئے معروف کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا بنایا ہے ،رب نے مجھے زندگی بھر اپنے حقوق ادا کرنے کی وصیت کی ہے جن میں سب سے بڑا حق نماز ہے اور بندوں کے حقوق پورا کرنے کی وصیت کی ہے جن میں سب سے زیادہ جلیل القدر حق زکواۃ ادا کرنا ہے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ [1]

ترجمہ: اور اس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو جس کا آنا یقینی ہے۔

[1] الحجر ۹۹

اور رب کی اطاعت کے ساتھ ساتھ مجھے یہ وصیت بھی کی گئی ہے کہ میں اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا، ان سے حسن سلوک سے پیش آنے والا اور اطاعت شعار بنوں، جیسے اللہ نے تمام دنیا کے لوگوں کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں ایک مقام پر فرمایا

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ... ۝۲۴ [1]

ترجمہ: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ اسے سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو۔

... اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝۱۴ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ... ۝۱۵ [2]

ترجمہ: میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہر گز نہ مان، دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

اللہ نے مجھے سرکش اور بد بخت نہیں بنایا کہ میں اللہ کے حضور تکبر کرنے والا اور بندوں سے اپنے آپ کو بڑا اور بلند سمجھنے والا نہیں ہوں، اور میں دنیا و آخرت میں بد بخت نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا اطاعت شعار، اپنے سامنے جھکنے والا، عاجزی اور تذلل اختیار کرنے والا، اللہ کے بندوں کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آنے والا اور دنیا و آخرت میں سعادت سے بہرہ مند ہونے والا بنایا اور میرے رب کی فضل وکرم سے مجھ پر سلامتی ہی سلامتی ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور میری موت کے دن پر اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا۔

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝۳۴ مَا كَانَ لِلّٰهِ

یہ ہے صحیح واقعہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کا، یہی ہے وہ حق بات جس میں لوگ شک شبہ میں مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ کے لیے

اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

اولاد کا ہونا لائق نہیں، وہ بالکل پاک ذات ہے وہ تو جب کسی کام کے سرانجام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا

فَيَكُوْنُ ۝۳۵ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۳۶ (مریم ۳۴تا۳۶)

وہ اسی وقت ہو جاتا ہے، میرا اور تم سب کا پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے۔

---

[1] بنی اسرائیل ۲۳،۲۴

[2] لقمان ۱۴،۱۵

شرک فی الذات کی نفی:

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی شرک فی الذات کی نفی فرمائی کہ یہ وہ صفات ہیں جن سے عیسیٰ علیہ السلام متصف تھے، جس میں کوئی شک وشبہ نہیں نہ کہ ان صفات کے حامل جو نصاریٰ نے غلو کر کے ان کے بارے میں باور کرائیں، عیسیٰ علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے ایک معجزے سے بن باپ کے پیدا ہوئے تھے وہ اللہ کے بیٹے کیسے بن سکتے ہیں، اللہ ایسے تمام کاموں سے بے نیاز اور قابل ستائش ہے، وہ ہر نقص اور بیٹے کی حاجت سے پاک اور مقدس ہے پس وہ اپنے بندوں اور غلاموں کو کیسے اولاد بنا سکتا ہے، اس کی شان اور قدرت تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چھوٹے یا بڑے معاملے کو کرنے کا فیصلہ فرما لیتا ہے تو وہ معاملہ اس کے لئے مشکل نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے مادی وسائل واسباب کی ضرورت ہوتی ہے وہ تو بس اپنی قدرت کا لفظ کن فرماتا ہے اور فوراً وہ کام ہو جاتا ہے، جس اللہ کی قدرت اور مشیت تمام عالم پر نافذ ہو اسے بھلا اولاد کی کیا ضرورت ہے؟ اور اسی طرح اس کے لیے بغیر باپ کے پیدا کر دینا کونسا مشکل کام ہے، جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنا کر فرمایا کہ ہو جا اور اسی وقت وہ جیتا جاگتا انسان بن گیا، جیسے فرمایا

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۵۹ [1]

ترجمہ: اللہ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام کی سی ہے کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔

اس طرح آدم علیہ السلام کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ ہی کوئی ماں تو اس کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر دینا کون سا مشکل کام ہے جب آدم علیہ السلام الٰہ نہیں ہو سکتا تو عیسیٰ علیہ السلام کیسے الٰہ بن سکتے ہیں مگر تم نے اللہ کے بندے اور رسول عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا بنا لیا ہے جو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا جو بھوک میں کھانا کھاتا اور پیاس میں پانی پیتا تھا۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ... ۝۷۵ [2]

ترجمہ: مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھا اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے، اس کی ماں ایک راستباز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ... ۝۲۰ [3]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔

وہ بھی دنیاوی تمام تکالیف برداشت کرتا تھا جو تم کرتے ہو، اگر وہ (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا ہوتا تو یقیناً الٰہ ہوتا تو سوچو کیا کوئی الٰہ پیٹ بھرنے کا محتاج ہوتا ہے؟ کیا الٰہ کو موت آسکتی ہے؟ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت بھی وہی تھی جو باقی پیغمبر لیکر آئے تھے کہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں،

---

[1] آل عمران۵۹

[2] المائدۃ۷۵

[3] الفرقان۲۰

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہی دعوت دی تھی،

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ... ﴿۵۹﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۳﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ (۳)

ترجمہ: اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو تمہارا کوئی الٰہ اس کے سوا نہیں ہے تم نے محض جھوٹ گھڑ رکھے ہیں۔

صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت پیش کی

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا... ﴿۶۱﴾ (۴)

ترجمہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، وہی ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے اور یہاں تم کو بسایا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت پیش کی تھی

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ (۵)

ترجمہ: اور ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

اور اپنے والد کو دعوت پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ (۶)

ترجمہ: ابراہیم (علیہ السلام) کا واقعہ یاد کرو جبکہ اس نے اپنے باپ آزر سے کہا تھا کیا تو بتوں کو الٰہ بناتا ہے؟ میں تو تجھے اور تیری قوم کو کھلی

---

(۱) الاعراف ۵۹

(۲) نوح ۳

(۳) هود ۵۰

(۴) هود ۶۱

(۵) العنکبوت ۱۶

(۶) الانعام ۷۴

گمراہی میں پاتا ہوں۔

لوط علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت پیش کی تھی

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ [۱]

ترجمہ: پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

یوسف علیہ السلام نے بھی زنداں میں اپنے ساتھیوں کو یہی دعوت پیش کی تھی

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ [۲]

ترجمہ: اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟ اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی، فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے، اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

فرمایا اور جس نے ہمیں پہلے مٹی سے اور پھر بدبودار پانی کے ایک حقیر قطرے سے پیدا کیا اور ماں کے پیٹ میں جیسی چاہی ہماری صورت گری کی۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ... ﴿۶﴾ [۳]

ترجمہ: وہی تو ہے جو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جیسی چاہتا ہے بناتا ہے۔

ہم میں اس کی تدبیر نافذ ہوئی اور رحم میں اس کی تقدیر نے تصرف کیا پس عبادت کو صرف اسی کے لئے خالص کرو، اظہار بندگی و شکر کے لئے اسی کے حضور اپنا سر جھکاؤ جو اس کا حق ہے، اسی سے رزق میں کشادگی چاہو اس کے سوا کوئی روزی رساں نہیں، اپنی تکالیف و مشکلات و ضروریات میں اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی مشکل کشا، حاجت روا نہیں، اسی سے اپنے گناہوں، تقصیروں کی بخشش چاہو اس کے سوا کوئی گناہوں کی مغفرت فرمانے والا نہیں اور وہی رب روز جزا کا مالک ہے، یہ ہے سیدھا راستہ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے، یہی راستہ انبیاء و مرسلین اور ان کے متبعین کا راستہ ہے، صراط مستقیم کو چھوڑ کر تم جو بھی راستہ اختیار کرو گے وہ شیطانی راستہ ہوگا، اس راستے پر چل کر تم اپنی منزل کی طرف جانے کے بجائے اس سے دور ہی ہو گے اور پھر پچھتاتے رہو گے مگر اس وقت کا پچھتانا بے سود ہوگا۔

---

[۱] الشعراء ۱۶۳

[۲] یوسف ۳۹،۴۰

[۳] آل عمران ۶

فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَيۡنِهِمۡ ۚ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ مَّشۡهَدِ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۳۷﴾

پھر یہ فرقے آپس میں اختلاف کرنے لگے، پس کافروں کے لیے ’’ ویل ‘‘ ہے ایک بڑے (سخت) دن کی حاضری سے،

اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَ اَبۡصِرۡ ۙ يَوۡمَ يَاۡتُوۡنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوۡنَ الۡيَوۡمَ

کیا خوب دیکھنے سننے والے ہوں گے اس دن جبکہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے، لیکن آج تو یہ ظالم لوگ

فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۳۸﴾ (مریم۳۸،۳۷)

صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

مگر اس طرح معجزانہ طور پر پیدا ہونے پر بنی اسرائیل مختلف گروہوں کی شکل میں بٹ گئے یہود نے اللہ کے رسول پر بدترین تہمت لگائی اور کہا وہ یوسف نجار کے بیٹے ہیں یعنی نعوذ باللہ وہ ولد الزنا تھے، اللہ تعالیٰ کی ان پر بے شمار لعنتیں ہوں، اور اس کا کلام جادو کا کرشمہ تھا، نصاریٰ کے نسطوریہ (پروٹسٹنٹ) فرقہ نے کہا کہ وہ ابن اللہ ہے، ملکیہ یا سلطانیہ یا اسرائیلیہ (کیتھولک) فرقہ نے کہا وہ تین خداؤں میں سے تیسرے ہیں یعنی ایک تو اللہ جو معبود ہے، دوسرے یہی جو معبود ہیں اور تیسرے ان کی والدہ جو معبود ہیں، اور تیسرے فرقہ یعقوبیہ (آرتھوڈکس) نے کہا وہ خود اللہ ہیں وہ جب تک چاہا زمین پر رہا جسے چاہا جلایا جسے چاہا مارا اور پھر آسمان پر واپس چلا گیا، چوتھے گروہ نے واقع کے مطابق کہا کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ اللہ ہی کا کلمہ تھے اور اس کے پاس کی بھیجی ہوئی روح۔ پس یہودیوں نے تفریط اور تقصیر کی اور عیسائیوں نے افراط اور غلو کیا، پہلے تین گروہوں کے اقوال باطل اور ان کی آراء فاسد ہیں جو شک وعناد، بے بنیاد شبہات اور انتہائی بودے دلائل پر مبنی ہیں چنانچہ روز محشر ان افراط وتفریط کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے جو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتابوں کا انکار کرتے ہیں،

عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ الجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ العَمَلِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے، وہی معبود حقیقی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے مریم کی طرف ڈالا گیا تھا اور اس کے طرف سے بھیجی ہوئی روح ہیں اور یہ کہ جنت وجہنم حق ہے، اس کے خواہ کیسے ہی اعمال ہوں اللہ اسے ضرور جنت میں پہنچائے گا۔[1]

آج یہ لوگ افراط وتفریط کے اپنے اپنے عقائد میں بدمست ہیں، اپنے غلط عقائد کو سچ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِهِ يَا أَهْلَ الكِتَابِ لاَ تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ ۳۴۳۵، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَنْ لَقِيَ اللهَ بِالْإِيمَانِ وَهُو غَيْرُ شَاكٍّ فِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحُرِّمَ عَلَى النَّارِ ۱۴۰،مسند احمد ۲۲۶۷۵، مسند البزار ۲۶۸۲،صحیح ابن حبان ۲۰۷، السنن الکبری للنسائی ۱۰۹۰۴،شرح السنة للبغوی ۵۵

کے ساتھ شرک کر کے اپنی جانوں پر خود ظلم ڈھا رہے ہیں، دعوت حق کا راستہ روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں دعوت حق کو دیکھنے اور سننے سے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں مگر قیامت کے دن جب اولین وآخرین سب حاضر ہوں گے اس دن یہ خوب سنیں گے اور خوب دیکھیں گے اور اپنے کفر وشرک پر مبنی اقوال ونظریات کا اقرار کرتے ہوئے کہیں گے۔

رَبَّنَآ اَبۡصَرۡنَا وَسَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ ﴿۱۲﴾ [1]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

مگر اس دن کا دیکھنا، سننا، اپنے اعمال پر حسرت وافسوس کرنا اور واویلا کرنا کچھ کام نہ آئے گا،

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ، أَوْ: لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ، إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا، وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ ناپسندیدہ باتوں پر صبر کرنے والا کوئی نہیں لوگ اس کی اولاد ٹھیراتے ہیں اور وہ انہیں تندرستی دیتا ہے بلکہ انہیں روزی بھی دیتا ہے۔ [2]

وَ اَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِيَ الۡاَمۡرُ ۘ وَ هُمۡ فِيۡ غَفۡلَةٍ وَّ هُمۡ

تو انہیں اس رنج وافسوس کے دن کا ڈر سنا دے جبکہ کام انجام کو پہنچا دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت اور بے ایمانی

لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحۡنُ نَرِثُ الۡاَرۡضَ وَمَنۡ عَلَيۡهَا

میں ہی رہ جائیں گے، خود زمین کے اور تمام زمین والوں کے وارث ہم ہی ہوں گے اور سب لوگ ہماری ہی

وَ اِلَيۡنَا يُرۡجَعُوۡنَ ﴿۴۰﴾ (مریم ۳۹،۴۰)

طرف لوٹا کر لائے جائیں گے۔

قیامت کا دن دوزخیوں کے لیے یوم حسرت:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آج یہ لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور حق کو تسلیم نہیں کر رہے مگر روز قیامت کو جب اللہ ہی ساری زمین اور تمام زمین والوں کا وارث ہو گا، اور جب تمام جن وانس ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے اور ان کے اعمال کے بارے میں جواب طلب کیا جائے گا، ہر شخص کا فرداً فرداً اعمال کا حساب کتاب کر کے صحیفے لپیٹ دیے جائیں گے، اللہ کے حکم سے جنتی ہری بھری، بے شمار لازوال نعمتوں سے بھری وسیع وعریض جنت میں اور جہنمی غیض وغضب سے پھٹتی جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے،

---

[1] السجدة ۱۲

[2] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الأَذَى ۶۰۹۹، صحیح مسلم کتاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ بَابُ لَا أَحَدَ أَصْبَرُ عَلَى أَذًى مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۷۰۸۰، مسنداحمد ۱۹۵۸۹، مسند البزار ۳۰۰۶، السنن الکبری للنسائی ۷۶۶۱

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ، فَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، ثُمَّ يُنَادِي: يَا أَهْلَ النَّارِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: وهَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ﴾ [1]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی، ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہے پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ ان تمہارے لئے ہیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی، اور اے جہنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے ،تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی ”اور انہیں حسرت کے دن سے ڈراؤ جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔“ [2]

تو کفار و مشرکین کے دل حسرت و ندامت سے پارہ پارہ ہوں گے اور وہ حسرت سے کہیں گے کہ کاش! انہوں نے ابلیس کا ساتھی بننے کے بجائے حق کو قبول کیا ہوتا اور حق ہی کا ساتھ دیا ہوتا تو ہم بھی جنتی ہوتے، ہم بھی رب کے بے بہا انعام و اکرام کے مستحق بن جاتے، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَٰوَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ [3]

ترجمہ: ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے میری کم بختی میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

اور بدکار کہیں گے دنیا میں ہم اس عظیم معاملے کے بارے میں غفلت میں پڑے رہے، ہم پر مال و دولت، بڑے جتھے، حکومت و اختیارات کی مدہوشی غالب رہی کاش! ہم نے حقیقت حال پر غور و فکر کیا ہوتا اور وہ برائیاں نہ کی ہوتیں جس کے صلے میں جہنم کی سزا سنائی گئی ہے اور نیکوکار بھی حسرت کریں گے کہ کاش! انہوں نے اور زیادہ نیکیاں کمائی ہوتیں، رب کی اور زیادہ خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی ہوتی تاکہ ہمارے درجات اور بلند ہو جاتے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، فِي قِصَّةٍ ذَكَرَهَا، قَالَ: مَا مِنْ نَفْسٍ إِلَّا وَهِيَ تَنْظُرُ إِلَى بَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ، وَبَيْتٍ فِي النَّارِ، وَهُوَ يَوْمُ الْحَسْرَةِ، فَيَرَى أَهْلُ النَّارِ الْبَيْتَ الَّذِي كَانَ قَدْ أَعَدَّهُ اللَّهُ لَهُمْ لَوْ آمَنُوا، فَيُقَالُ لَهُمْ: لَوْ آمَنْتُمْ وَعَمِلْتُمْ صَالِحًا كَانَ لَكُمْ

[1] مریم: ۳۹

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورہ مریم بَابُ قَوْلِهِ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الحَسْرَةِ ۴۷۳۰ ، صحیح مسلم کتاب الجنۃ بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ۷۱۸۱، مسنداحمد۱۱۰۶۶، شرح السنۃ للبغوی ۴۳۶۶، السنن الکبری للنسائی ۱۱۲۵۴

[3] الفرقان۲۸،۲۷

هَذَا الَّذِي تَرَوْنَهُ فِي الْجَنَّةِ، فَتَأْخُذُهُمُ الْحَسْرَةُ، وَيَرَى أَهْلُ الْجَنَّةِ الْبَيْتَ الَّذِي فِي النَّارِ، فَيُقَالُ: لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ...

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اس دن ہر انسان اپنے جنت کے گھر اور دوزخ کے گھر کو دیکھے گا اور وہی یوم حسرت ہے اہل دوزخ اپنے جنت کے اس گھر کو دیکھیں گے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تیار کر رکھا تھا بشرطیکہ وہ ایمان لے آتے، اس لیے ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے تو جنت میں یہ تمہارا گھر ہوتا جسے تم دیکھ رہے ہو تو اس سے انہیں بہت افسوس اور حسرت ہوگی، اسی طرح اہل جنت دوزخ میں اپنے گھر کو دیکھیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان نہ ہوتا تو۔۔۔ [1]

مگر عمل کی مہلت ختم ہو چکی ہوگی اور اس وقت کا پچھتاوا کچھ کام نہ آئے گا۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ

اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کر، بیشک وہ بڑی سچائی والے پیغمبر تھے، جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے

يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾

کہا کہ ابا جان! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں؟ نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں،

يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ

میرے مہربان باپ! آپ دیکھیے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں، تو آپ میری ہی مانیں میں بالکل

اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ

سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا، میرے ابا جان! آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں شیطان تو رحم و کرم

عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے، ابا جان! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الٰہی نہ آپڑے کہ

فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ (مریم۴۱تا۴۵)

آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔

اہل مکہ کو تنبیہ فرمائی کہ تم ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہو اور انہی کی اولاد ہونے پر عرب میں اپنا فخر جتلاتے ہو، ہمارا وہ بندہ تو بتوں کا پجاری نہیں بلکہ خالص توحید پرست تھا، اس نے بھی جب اپنے والد اور اپنی قوم کو طاغوت کی بندگی سے روکا اور دعوت توحید پیش کی تھی

---

[1] تفسیر طبری ۲۰۰،۱۸

تو اس جرم میں انہیں بھی اپنا گھر بار، عزیز و اقارب اور وطن کو چھوڑنا پڑا تھا، اور مہاجرین کو تسلی فرمائی کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام توحید الٰہی کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر تباہ و برباد نہیں ہوئے تھے بلکہ اللہ نے انہیں سر بلند اور سرفراز فرمایا تھا اسی طرح تم لوگ بھی ہجرت کر کے تباہ و برباد نہیں ہو گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی عزتوں سے سرفراز فرمائے گا جس کا کفار و مشرکین تصور بھی نہیں کر سکتے، فرمایا اے نبی! ان مشرکین کے سامنے ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کرو جس کے قول و عمل میں مطابقت اور راست بازی جس کا شعار تھا اور ایک سچا پیغمبر تھا، انہیں ذرا اس موقع کی یاد دلاؤ جبکہ اس نے نہایت آداب اور شفقت و پیار سے اپنے باپ کو دعوت توحید دیتے ہوئے کہا تھا کہ ابا جان! آپ ان بے جان بتوں کی پرستش کیوں کرتے ہیں جو اپنی ذات اور افعال میں ناقص ہیں، جو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور اپنے عبادت گزاروں کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، بلکہ وہ خود اپنے آپ کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے، اور نہ اپنی ذات سے کوئی چیز دور ہٹانے کی قدرت رکھتے ہیں، ابا جان! مجھے حقیر نہ جانیں اور یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کا بیٹا ہوں اور یہ کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ میرے پاس نہیں بلکہ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک نے میری طرف ایک ایسا علم بھیجا ہے جو آپ کے پاس نہیں بھیجا، اس پاکیزہ علم سے مجھے اللہ کی معرفت، حیات بعد الموت، حساب کتاب اور غیر اللہ کے پجاریوں کے لیے دائمی عذاب کا علم ہوا ہے اس لیے آپ میری پیروی کریں، میں آپ کو ایسا راستہ بتاؤں گا جو آپ کو ابدی سعادت اور نجات سے ہمکنار کر دے گا، ابا جان! ان بتوں کی پرستش تو دراصل اپنے مالک حقیقی کو چھوڑ کر شیطان کی پرستش ہے جو اللہ مالک کائنات کا نافرمان اور راندہ درگاہ ہے، جیسے فرمایا

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ۱۱۷ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۔۔۔ ۱۱۸ [1]

ترجمہ: وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے۔

جس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے بڑی جرات سے اللہ کی بارگاہ میں دعویٰ کیا تھا

۔۔۔ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ۱۱۸ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۔۔۔ ۱۱۹ [2]

ترجمہ میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا میں انہیں بہکاؤں گا میں انہیں آرزوؤں میں الجھاؤں گا میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ۱۶ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآىِٕلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ ۱۷ [3]

ترجمہ: ابلیس بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

---

[1] النساء ۱۱۷،۱۱۸

[2] النساء ۱۱۸،۱۱۹

[3] الاعراف ۱۶،۱۷

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ [۱]

ترجمہ:ابلیس بولا میرے رب! جیسا تو نے مجھے بہکایا ہے اسی طرح اب میں زمین میں ان کے لئے دلفریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکا دوں گا۔

عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ لَهُ: أَتُسْلِمُ وَتَذَرُ دِينَكَ، وَدِينَ آبَائِكَ، وَآبَاءِ أَبِيكَ؟ قَالَ: فَعَصَاهُ، فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: أَتُهَاجِرُ وَتَذَرُ أَرْضَكَ، وَسَمَاءَكَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ قَالَ:فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ

سبرہ بن ابی فاکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان ابن آدم کو گمراہ کرنے کے لیے مختلف راستوں میں بیٹھا ہوتا ہے پہلے اسلام کے راستے میں بیٹھتا ہے اور اس سے کہتا ہے کیا تو اسلام قبول کر کے اپنا اور اپنے اباؤ اجداد کا دین ترک کر دے گا؟ وہ اس کی نافرمانی کر کے اسلام قبول کر لیتا ہے تو شیطان ہجرت کے راستے میں آ کر بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تو ہجرت کر کے اپنے زمین اور آسمان کو چھوڑ کر چلا جائے گا مہاجر کی مثال تو لمبائی میں گھوڑے جیسی ہے وہ پھر اس کی نافرمانی کر کے ہجرت کر جاتا ہے،

قَالَ: ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: هُوَ جَهْدُ النَّفْسِ، وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ، فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ، وَيُقَسَّمُ الْمَالُ قَالَ:فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُمْ فَمَاتَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّةٌ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

پھر شیطان جہاد کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اس سے جان مال دونوں کو خطرہ ہے تو لڑائی میں شرکت کرتا ہے اور مارا جائے گا تیری بیوی سے کوئی اور نکاح کر لے گا اور تیرے مال کا بٹوارہ ہو جائے گا لیکن وہ اس کی نافرمانی کر کے اور جہاد کے لیے چلا جاتا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ کام کر کے فوت ہو جائے تو اللہ کے ذمہ حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے اگر وہ شہید ہو جائے تو اللہ کے ذمہ حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے یا سمندر میں ڈوب جائے تو اللہ کے ذمہ حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے یا جانور سے گر کر فوت ہو جائے تب بھی اللہ کے ذمے حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔ [۲]

جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمام جن و انس کو شیطان کی بندگی سے روکا اور اپنی بندگی کا حکم فرمایا ہے

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ [۳]

ترجمہ:آدم کے بچو کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

---

[۱] الحجر ۳۹

[۲] مسند احمد ۱۵۹۵۸، سنن نسائی کِتَابُ الْجِهَادِ باب مَا لِمَنْ أَسْلَمَ وَهَاجَرَ وَجَاهَدَ ۳۱۳۶

[۳] یسین ۶۰

طاغوت کی پرستش کے انجام بد سے ڈراتے ہوئے کہاابا جان! اگر آپ کفروشرک سے تائب نہ ہوئے اور اسلام قبول نہ کیا اور اسی کفروشرک کی حالت میں آپ پر موت وارد ہوگئی تو مجھے خوف ہے کہ آپ اللہ کے دردناک عذاب میں گرفتار ہو کر شیطان کے ہمراہ جہنم میں داخل نہ کر دیے جائیں جس سے کوئی آپ کو نجات نہ دلا سکے گا۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے، سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں

لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝۴۶ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ

سے مار ڈالوں گا، جا ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ رہ، کہا اچھا تم پر سلام ہو میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی

لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝۴۷ وَ اَعْتَزِلُكُمْ وَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

دعا کرتا رہوں گا وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے، میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو

وَ اَدْعُوْا رَبِّيْ ۖؗ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝۴۸

چھوڑ رہا ہوں، صرف اپنے پروردگار کو پکارتا رہوں گا مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگ کر محروم نہ رہوں گا،

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ

جب ابراہیم (علیہ السلام) ان سب کو اور اللہ کے سوا ان کے سب معبودوں کو چھوڑ چکے تو ہم نے انھیں اسحاق و یعقوب

وَ كُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝۴۹ وَ وَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا

(علیہما السلام) عطا فرمائے اور دونوں کو نبی بنا دیا، اور ان سب کو ہم نے اپنی بہت سی رحمتیں عطا فرمائیں

وَ جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝۵۰ (مریم۴۶تا۵۰)

اور ہم نے ان کے ذکر جمیل کو بلند درجے کا کر دیا۔

باپ کی دھمکی:

کلمہ توحید کتنا ہی شیریں اور نرم لہجے میں بیان کیا جائے ایک مشرک کے لیے وہ ناقابل برداشت ہی ہوتا ہے اور جب ان کے خودساختہ شریکوں کے من گھڑت قدرتوں اور اختیارات کا ذکر کیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں، جیسے فرمایا

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ

يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۴۵﴾ (۱)

ترجمہ: جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں، اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

چنانچہ باپ نے دعوت حق کو سمجھنے کے بجائے اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہوئے نہایت درشتی سے ملامت کرنے لگا

اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰٮهُ ... (۲)

ترجمہ: پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنالیا۔

اور کہا اے ابراہیم علیہ السلام! کیا تو میرے معبودوں کی پرستش سے اعراض کرتا ہے ؟اگر تو میرے معبودوں کو سب وشتم کرنے اور مجھے دعوت توحید دینے سے باز نہ آیا تو میں تجھے پتھر مار مار کر ہلاک کر دوں گا، تیرے لیے بہتر یہی ہے کہ تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے الگ ہو جا، ابراہیم علیہ السلام نے والد کے اس طرح جواب دینے پر صبر کیا اور کہا آپ میرے خطاب میں سب وشتم اور ناگوار باتوں سے محفوظ رہیں گے ،جیسے فرمایا

...وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ (۳)

ترجمہ: اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغۡوَ اَعۡرَضُوۡا عَنۡهُ وَقَالُوۡا لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَـكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ لَا نَبۡتَغِى الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۵۵﴾ (۴)

ترجمہ: اور جب انہوں نے بے ہودہ بات سنی تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کش ہو گئے کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، تم کو سلام ہے ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔

البتہ میں اپنے پروردگار سے آپ کی ہدایت اور بخشش ومغفرت کی دعا مانگتا رہوں گا میرا رب مجھ پر بڑا ہی لطف وکرم فرمانے والا ہے، جیسے فرمایا

قَدۡ كَانَتۡ لَـكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ‌ ۚ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡكُمۡ وَمِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ اِلَّا قَوۡلَ اِبۡرٰهِيۡمَ لِاَبِيۡهِ لَاَسۡتَغۡفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمۡلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ ... ﴿۴﴾ (۵)

ترجمہ: تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں، ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت

(۱) الزمر ۴۵

(۲) الجاثیة ۲۳

(۳) الفرقان ۶۳

(۴) القصص ۵۵

(۵) الممتحنة ۴

ہوگئی اور پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ، مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا(اس سے مستثنیٰ ہے) کہ میں آپ کے لئے مغفرت کی درخواست ضرور کروں گا اور اللہ سے آپ کے لئے کچھ حاصل کر لینا میرے بس میں نہیں ہے۔

اور یہ اسی کا لطف وکرم ہے کہ اس نے مجھے ایمان واخلاص اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے، چنانچہ اپنے وعدے کے مطابق ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کے لیے ایک طویل مدت تک دعا فرماتے رہے، جیسے فرمایا

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ [1]

ترجمہ: پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کر دیجیو جب کہ حساب قائم ہو گا۔

مگر جب انہیں پر واضح ہو گیا کہ ان کا والد اللہ کا دشمن ہے تو آپ نے دعا کرنا ترک فرما دیا، جیسے فرمایا

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ [2]

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لیے جو دعائے مغفرت کی تھی وہ تو اس وعدے کی وجہ سے تھی جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا مگر جب اس پر یہ بات کھل گئی کہ اس کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گیا۔

میں آپ لوگوں کو اور ان تمام ہستیوں کو بھی جنہیں آپ لوگ اللہ مالک الارض وسماوات کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہیں چھوڑنے کا اعلان کرتا ہوں اور اپنے وطن سے ہجرت کرتا ہوں، میں تو صرف اپنے پروردگار ہی کو پکارتا رہوں گا اور مجھے یقین کامل ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم ،نامراد نہیں رہوں گا، پس جب ابراہیم علیہ السلام توحید الٰہی کی خاطر ان مشرک لوگوں اور ان کے باطل معبودوں کو چھوڑ کر بیت المقدس کی طرف ہجرت کر گیا تو ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو نبی بنایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ:أَتْقَاهُمْ لِلَّهِ قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ:فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ، ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ، ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ، ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ:فَعَنْ مَعَادِنِ العَرَبِ تَسْأَلُونِي؟ النَّاسُ مَعَادِنُ، خِيَارُهُمْ فِي الجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلاَمِ، إِذَا فَقُهُوا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا سب سے زیادہ بزرگ شخص کون ہے؟ فرمایا جو اللہ کا خوف سب سے زیادہ رکھتا ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہمارے سوال کا یہ مقصد نہیں ہے، فرمایا پھر سب سے زیادہ شریف اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہمارے سوال کا یہ مقصد یہ بھی نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم لوگ عرب کے خانوادوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ دیکھو! لوگوں کی مثال کانوں کی سی ہے(کسی کان میں سے اچھا مال نکلتا ہے اور کسی سے برا) جو لوگ تم میں سے زمانہ جاہلیت میں شریف اور بہتر اخلاق کے تھے وہی اسلام کے بعد بھی اچھے اور شریف ہیں بشرطیکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ [3]

---

[1] ابراہیم ۴۱

[2] التوبة ۱۱۴

[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ۳۳۸۳، صحیح مسلم

اور نبوت کے علاوہ اور بھی بہت سی رحمتیں نچھاور کیں، اور دنیا میں ان کے ذکر جمیل کو بلند کر دیا۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ٛ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَ نَادَيْنٰهُ

اس قرآن میں موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر بھی کر جو چنا ہوا اور رسول اور نبی تھا، ہم نے اسے طور کی دائیں جانب

مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ

سے ندا کی اور راز گوئی کرتے ہوئے اسے قریب کرلیا،اور اپنی خاص مہربانی سے

اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ (مریم ۵۱ تا ۵۳)

اس کے بھائی کو نبی بنا کر عطا فرمایا۔

اور اس قرآن میں اللہ کے برگزیدہ بندے موسیٰ بن عمران کا تعظیم و توقیر کے طور پر ذکر کرو جسے اللہ تعالیٰ نے جہانوں پر فضیلت دے کر رسالت و پیغمبری کے لیے منتخب کرلیا تھا اور وہ عالی مقام پیغمبر تھا، جیسے فرمایا

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ... ﴿۱۴۴﴾ [۱]

ترجمہ: فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا کہ میری پیغمبری کرے اور مجھ سے ہم کلام ہو۔

ہم نے اس کو مدین سے مصر جاتے ہوئے رات کے وقت طور کے مشرقی دامن سے پکارا اور راز کی گفتگو سے اس کو تقرب عطا فرمایا اور اسی موقع پر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے اندیشوں اور مددگار کے طور پر بڑے بھائی کے لیے دعا کی

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ [۲]

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے آقا! میں تو ان کا ایک آدمی قتل کر چکا ہوں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے، اور میرا بھائی ہارون علیہ السلام مجھ سے زیادہ زبان آور ہے اسے میرے ساتھ مددگار کے طور پر بھیج تا کہ وہ میری تائید کرے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے۔

وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ [۳]

ترجمہ: میرا سینہ گھٹتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی، آپ ہارون علیہ السلام کی طرف رسالت بھیجیں اور میرے ذمے ان لوگوں کا ایک گناہ بھی ہے جس کے باعث میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تبلیغ رسالت سے قبل ہی وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔

کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۶۱ علیہ السلام، مسند احمد ۹۵۶۸، مصنف ابن ابی شیبة ۳۱۹۱۹

[۱] الاعراف ۱۴۴

[۲] القصص ۳۴، ۳۳

[۳] الشعراء ۱۴، ۱۳

ایک مقام پر موسیٰ علیہ السلام کی التجا یوں بیان کی گئی ہے

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ (۱)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار! میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لیے میرے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے، ہارون! جو میرا بھائی ہے اس کے ذریعہ سے میرا ہاتھ مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے تا کہ ہم خوب تیری پاکی بیان کریں اور خوب تیرا چرچا کریں تو ہمیشہ ہمارے حال پر نگران رہا ہے۔

تو ہم نے اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اپنی رحمت و مہربانی سے اس کے بھائی ہارون علیہ السلام کو نبی بنا کر اسے مددگار کے طور پر دیا۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ... ﴿۳۵﴾ (۲)

ترجمہ: فرمایا ہم تیرے بھائی کے ذریعہ سے تیرا ہاتھ مضبوط کریں گے اور تم دونوں کو ایسی سطوت بخشیں گے کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

ایک مقام پر فرمایا

قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ (۳)

ترجمہ: ارشاد ہوا اے موسیٰ! تمہاری سب درخواستیں منظور کی گئیں۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ

اس کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا واقعہ بھی بیان کر، وہ بڑا ہی وعدے کا سچا تھا اور تھا بھی رسول اور نبی، وہ اپنے

يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ (مریم۵۵،۵۴)

گھر والوں کو برابر نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا تھا اور تھا بھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول۔

اور اس کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اور عظیم نبی اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کرو، جس سے افضل اور جلیل عربی قبیلے کی نسل چلی، جس میں اولاد آدم کے سردار محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے تین پسندیدہ اعمال کا ذکر فرمایا وہ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے اور بندوں سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کرتے تھے،

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَوْلُهُ: {إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ} قَالَ: لَمْ يَعِدْ رَبَّهُ عِدَةً إِلَّا أَنْجَزَهَا يَعْنِي: مَا الْتَزَمَ قَطُّ عِبَادَةً بِنَذْرٍ إِلَّا

(۱) طٰہٰ۲۵تا۳۵

(۲) القصص ۳۵

(۳) طٰہٰ۳۶

قَامَ بِهَا، وَوَفَّاهَا حَقَّهَا

ابن جریج'' وہ وعدے کا سچا تھا۔'' کے بارے میں کہتے ہیں انہوں نے اپنے رب تعالیٰ سے جو وعدہ کیا اسے پورا کر دکھایا اور جس عبادت کے ادا کرنے کی نذر مانی اسے بھی پورا کر دیا۔ (۱)

الفائے عہد صفات حمیدہ میں سے ہے، جبکہ وعدہ خلافی منافقین کی نشانی ہے، جیسے فرمایا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۳ (۲)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ طریقہ بڑا ہی ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کچھ کہو جو کہ خود نہ کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: آيَةُ المُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (۳)

اور وہ رسول نبی تھا،

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى مِنْ بَنِي إِسْمَاعِيلَ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمالیا تھا اور بنی اسماعیل میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنی کنانہ سے قریش کو منتخب فرمایا اور بنو قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔ (۴)

وہ خود بھی حقوق اللہ کی ادائیگی نماز اور حقوق العباد زکوٰۃ کا پابند تھا اور اپنے گھر والوں پر بھی اللہ کا حکم نافذ کرتے ہوئے ان کو بھی نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیتا تھا، مالک ارض وسماوات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم فرمایا

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ... ۱۳۲ (۵)

---

(۱) تفسیر طبری ۲۱۱؍۱۸،تفسیرابن کثیر ۲۳۸؍۵

(۲) الصف ۲،۳

(۳)۔صحیح بخاری كِتَابُ الإِيمَانِ بَابُ عَلاَمَةِ المُنَافِقِ ۳۳،صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ ۲۱۱،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْإِيمَانِ بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ ۲۶۳۱،مسند احمد ۸۶۸۵،السنن الکبری للنسائی ۱۱۰۶۲

(۴) مسند احمد ۱۶۹۸۷

(۵) طہ ۱۳۲

ترجمہ: اپنے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔

ایک مقام پر اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مرد پر اللہ کا رحم کرے جو رات تہجد پڑھنے کے لیے اپنے بستر سے اٹھتا ہے پھر اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ بھی نماز پڑھتی ہے اگر وہ انکار کرتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے، اور رحم کرے اللہ تعالیٰ اس عورت پر اس عورت پر جو رات کو تہجد پڑھنے کے لیے اٹھتی ہے پھر اپنے خاوند کو جگاتی ہے اور وہ انکار کرتا ہے تو اس کے چہرے پر پانی کا چھینٹے مارتی ہے۔ [2]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا، وَالذَّاكِرَاتِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو جاگے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے اور دونوں دو رکعتیں نماز پڑھیں تو ان کا شمار ذاکرین اور ذاکرات میں ہوتا ہے جو اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے ہوتے ہیں۔ [3]

اسماعیل علیہ السلام نے اپنے رب کی مرضیات کے سامنے سر تسلیم کر دیا اور ایسے امور سرانجام دینے میں کوشاں رہے جس سے اللہ راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے خاص بندوں اور اولیائے مقربین میں سے کر دیا۔

---

[1] التحریم۶

[2] سنن ابوداود کتاب الوتر بَابُ الْحَثِّ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ ۱۴۵۰، سنن نسائی کتاب قیام اللیل بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ ۱۶۱۱، سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوٰت بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَيْقَظَ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ ۱۳۳۶، مسنداحمد۷۴۱۰، مسندالبزار۸۵۰۲، صحیح ابن خزیمة ۱۱۴۸، مستدرک حاکم ۱۱۶۴، صحیح ابن حبان ۲۵۶۷، السنن الکبری للنسائی ۱۳۰۲، السنن الکبری للبیہقی ۴۳۱۴، شرح السنة للبغوی ۹۷۱

[3] سنن ابوداود کتاب الوتر بَابُ الْحَثِّ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ ۱۴۵۱، مستدرک حاکم ۱۱۸۹، صحیح ابن حبان ۲۵۶۸، السنن الکبری للنسائی ۱۳۱۲، السنن الکبری للبیہقی ۴۳۱۵

وَ اذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِدۡرِیۡسَ ۫ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا ﴿۵۶﴾ وَّ رَفَعۡنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا ﴿۵۷﴾

اور اس کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا بھی ذکر کر وہ بھی نیک کردار پیغمبر تھا، ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھا لیا،

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنۡ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ ٭ وَ مِمَّنۡ حَمَلۡنَا

یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم کیا جو اولاد آدم میں سے ہیں اور ان لوگوں کی نسل سے ہیں جنہیں ہم نے

مَعَ نُوۡحٍ ۫ وَّ مِنۡ ذُرِّیَّۃِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡرَآءِیۡلَ ۫ وَ مِمَّنۡ ہَدَیۡنَا

نوح (علیہ السلام) کے ساتھ کشتی میں چڑھا لیا تھا، اور اولاد ابراہیم و یعقوب سے اور ہماری طرف سے راہ یافتہ اور

وَ اجۡتَبَیۡنَا ؕ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُ الرَّحۡمٰنِ

ہمارے پسندیدہ لوگوں میں سے، ان کے سامنے جب اللہ رحمان کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی تھی یہ

خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا ﴿۵۸﴾ ۩ (مریم ۵۶تا۵۸)

سجدہ کرتے اور روتے گڑگڑاتے گر پڑتے تھے۔

اور اس قرآن میں ادریس علیہ السلام کا ذکر کر وہ ایک راستباز انسان اور ایک نبی تھا اور ہم نے اسے نبوت سے سرفراز کر کے بلند مرتبہ عطا کیا تھا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ إِدْرِيسَ كَانَ خَيَّاطًا، فَكَانَ لَا يَغْرِزُ إِبْرَةً إِلَّا قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ادریس علیہ السلام درزی تھے اور سوئی کے ایک ایک ٹانکے پر سبحان اللہ کہتے تھے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے ملاقات فرمائی تھی، یہی وہ پیغمبر ہیں جن پر اللہ نے فضل و کرم کیا جو اولاد آدم میں سے ہیں اور ان لوگوں کی نسل سے ہیں جنہیں ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا اور ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے یعنی اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کی نسل سے یعنی موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت بخشی اور برگزیدہ کیا تھا، جیسے فرمایا

وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ‌ؕ كُلًّا هَدَيۡنَا‌ۚ وَنُوۡحًا هَدَيۡنَا مِنۡ قَبۡلُ‌ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡسُفَ وَمُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ‌ؕ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَۙ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحۡيٰى وَعِيۡسٰى وَاِلۡيَاسَ‌ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَۙ ﴿۸۵﴾ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَالۡيَسَعَ وَيُوۡنُسَ وَلُوۡطًا‌ؕ وَكُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَۙ ﴿۸۶﴾ وَمِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَذُرِّيّٰتِهِمۡ وَاِخۡوَانِهِمۡ‌ۚ وَاجۡتَبَيۡنٰهُمۡ وَهَدَيۡنٰهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۸۷﴾ [2]

ترجمہ: پھر ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی (وہی راہ راست جو) اس سے پہلے

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲۴۱؍۵

[2] الانعام ۸۴تا۸۷

نوح علیہ السلام کو دکھائی تھی،اور اس کی نسل سے ہم نے داود علیہ السلام،سلیمان علیہ السلام،ایوب علیہ السلام،یوسف علیہ السلام،موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو(ہدایت بخشی)اس طرح ہم نیکو کاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں(اسی کی اولاد سے)زکریا علیہ السلام،یحییٰ علیہ السلام،عیسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کو(راہ یاب کیا)ہر ایک ان میں سے صالح تھا(اسی کے خاندان سے)اسماعیل علیہ السلام،الیسع اور یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو راستہ دکھایا)ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت عطا کی،نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں سے بہتوں کو ہم نے نوازا،انہیں اپنی خدمت کے لیے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کی۔

اور فرمایا

أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ... ﴿۹۰﴾ [۱]

ترجمہ:وہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے انہی کے راستے پر تم چلو۔

ان کا حال یہ تھا کہ جب ان کے سامنے رحمان کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی تھی توغیب کی خبروں،علام الغیوب کی صفات،روز آخرت کی خبروں،وعدو وعید اور اس کے دلائل وبراہین سن کر ان کے دل ایمان اور رغبت سے لبریز ہو جاتے تھے اور خشوع وخضوع کے ساتھ روتے اور گڑگڑاتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، يَقُولُ فِي السَّجْدَةِ مِرَارًا:سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قرآن کے سجدے میں دعا کہتے تھے’’میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور اپنی طاقت اور قوت سے اس کے کان اور آنکھ بنائے۔‘‘[۲]

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے سو ان کا نقصان

يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

ان کے آگے آئے گا بجز ان کے جو توبہ کر لیں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں،ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کی

وَ لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ

ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی،ہمیشگی والی جنتوں میں جن کا غائبانہ وعدہ اللہ مہربان نے اپنے بندوں سے کیا ہے،بیشک

[۱] الانعام۹۰

[۲] سنن ابوداودابواب صلوٰۃ السفربَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَجَدَ۱۴۱۴،جامع ترمذی ابواب السفر بَابُ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ ۵۸۰،سنن نسائی کتاب الافتتاح بَابُ الدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ۱۱۳۰، مسند احمد ۲۴۰۲۲، مستدرک حاکم۸۰۱،السنن الکبری للنسائی ۷۱۸،سنن الدارقطنی۱۵۱۴، مصنف ابن ابی شیبۃ ۴۳۷۲،شرح السنة للبغوی۷۷۰

اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا

اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہی ہے، وہ لوگ وہاں کوئی لغوبات نہ سنیں گے صرف سلام ہی سلام سنیں گے، ان کے لیے وہاں

بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ (مریم ۵۹ تا ۶۳)

صبح شام ان کا رزق ہوگا، یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے انہیں بناتے ہیں جو متقی ہوں۔

ترک نماز کا نتیجہ شہوات کی پیروی:

پھر ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے دین کے ستون، ایمان کی میزان اور رب العالمین کے لیے اخلاص نماز جیسے فریضے کو حقیر سمجھا اور اسے بالکلیہ ضائع کیا جس کی حفاظت اور اس کو قائم کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا اس طرح وہ کفر کے مرتکب ہوئے،

جَابِرًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے بندے کے اور شرک کے درمیانی فاصلہ نماز کا چھوڑنا ہے۔[1]

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

اور عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے جس نے نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرًا غَيْرَ الصَّلَاةِ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے ترک اعمال میں سے کفر نہ جانتے تھے سوا نماز کے۔[3]

عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ مُوسَى بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، فِي قَوْلِهِ: فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ قَالَ: إِنَّمَا أَضَاعُوا الْمَوَاقِيتَ، وَلَوْ كَانَ تَرْكًا كَانَ كُفْرًا

اوزاعی نے موسیٰ بن سلیمان سے اور انہوں نے قاسم بن مُخَيْمِرَة سے اس آیت کریمہ ''پھر ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا۔'' کے بارے میں روایت کیا ہے انہوں نے نمازوں کے اوقات کو ضائع کر دیا تھا اور اگر اس سے مراد ترک ہو تو یاد رہے ترک نماز کفر ہے۔[4]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ ۲۴۶، شعب الایمان ۲۵۳۶، السنن الکبری للبیہقی ۶۴۹۵

[2] سنن الدارقطنی ۱۷۵۱، مصنف ابن ابی شیبة ۳۰۳۹۶

[3] مستدرک حاکم ۱۲، شرح السنة للبغوی ۳۴۷، جامع ترمذی کتاب الایمان بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ ۲۶۲۲

[4] تفسیر طبری ۱۸/۲۱۵

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: إِنَّ اللَّهَ يُكْثِرُ ذِكْرَ الصَّلَاةِ فِي الْقُرْآنِ {الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ} وَ {عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ} [1] وَ {عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ}، [2] فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: عَلَى مَوَاقِيتِهَا، قَالُوا: مَا كُنَّا نَرَى ذَلِكَ إِلَّا عَلَى التَّرْكِ، قَالَ: ذَاكَ الْكُفْرُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نماز کا ذکر بکثرت فرمایا ہے، مثلاً "جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔" "جو نماز کا التزام رکھتے ہیں۔" "اور جو اپنی نماز کی خبر رکھتے ہیں۔" عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان آیات کا تعلق نماز کے اوقات سے ہے اور جہاں تک نماز کے ترک کا معاملہ ہے تو ترک نماز کفر ہے۔ [3]

یا اللہ کے مقرر کردہ اوقات کو ضائع کر دیا یعنی وقت پر نماز نہ پڑھی، جب جی چاہا نماز پڑھ لی اور کبھی بلا عذر اکٹھی کر کے پڑھ لی، کبھی دو، کبھی چار، کبھی ایک اور کبھی پانچوں نمازیں پڑھ لیں، پھر جوں جوں غفلت اور لاپروائی بڑھتی گئی اسی طرح وہ خواہشات نفس کی دلدل میں دھنستے ہی چلے گئے جس سے نکلنا محال ہو جاتا ہے، اور یوں ایک گمراہی دوسری گمراہی کو جنم دیتی چلی گئی یہاں تک کہ ان کے اخلاق اور معاملات کا ہر گوشہ اللہ کے احکام کے بجائے اپنے من پسند طریقوں کا پابند ہو کر رہ گیا پس قریب ہے کہ وہ اپنی گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا، قَالَ: وَادٍ فِي جَهَنَّمَ، بَعِيدُ الْقَعْرِ، خَبِيثُ الطَّعْمِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ "سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔" کے بارے میں روایت ہے غی جہنم کی ایک ایسی وادی ہے جس کی گہرائی بہت زیادہ اور جس کا کھانا بہت خبیث ہو گا۔ [4]

وَقَالَ الْأَعْمَشُ، عَنْ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ فِي قَوْلِهِ: {فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا} قَالَ: وَادٍ فِي جَهَنَّمَ مِنْ قَيْحٍ وَدَمٍ،

اعمش نے زیاد سے اور انہوں نے ابو عیاض سے آیت کریمہ "پس قریب ہے کہ وہ گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں۔" کے بارے میں روایت کیا ہے غی جہنم کی خون اور پیپ سے بھری ہوئی ایک وادی کا نام ہے۔ [5]

البتہ جو لوگ توبہ کر کے شرک، بدعات، ترک صلوٰۃ اور خواہش نفسانی سے باز آ جائیں اور اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز قیامت پر ایمان لائیں گے اور عمل صالحہ کے تقاضوں کا اہتمام کریں گے وہی انجام بد سے محفوظ اور جنت کے مستحق ہوں گے، یہ لوگ جو نیکیاں کریں گے ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی بلکہ ان کو ان کے اعمال کا کئی گنا زیادہ اجر دیا جائے گا، ان کے لئے انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری ہمیشہ رہنے والی وسیع وعریض جنتیں ہیں جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ کر رکھا ہے، جن کا انہوں نے مشاہدہ کیا ہے نہ ان کو دیکھا ہے، یہ اللہ کا اٹل وعدہ ہے جو یقیناً پورا ہو کر رہے گا، جیسے فرمایا

---

[1] المعارج: ۲۳

[2] الأنعام: ۹۲

[3] تفسیر طبری ۱۸٫۲۱۶

[4] تفسیر طبری ۱۸٫۲۱۸، تفسیر ابن کثیر ۵٫۲۴۵

[5] تفسیر ابن کثیر ۵٫۲۴۵

...كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ کا وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہنا ہے۔

وہاں وہ کوئی لغو اور ناپسندیدہ کلام نہ سنیں گے اور جو کچھ بھی سنیں گے بھلی اور معقول بات ہی سنیں گے، جیسے فرمایا

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ (۲)

ترجمہ: وہاں وہ کوئی بے ہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سنیں گے، بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آوازیں ہوں گی۔

اور ان کا عمدہ خوش ذائقہ رزق انہیں بلا مشقت و زحمت صبح و شام یعنی جنتی جو چاہے گا ہر وقت ملتا رہے گا، یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اس کو بنائیں گے جو پرہیزگار رہا ہو۔

اسی جنت کے حصول کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ترغیب فرمائی۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ (۳)

ترجمہ: دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور جو خدا ترس لوگوں کے لیے مہیا کی گئی ہے۔

وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ

ہم بغیر تیرے رب کے حکم کے اتر نہیں سکتے، ہمارے آگے پیچھے اور ان کے درمیان کی کل چیزیں اس کی ملکیت میں ہیں،

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ

تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں، آسمانوں کا زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب وہی ہے تو اسی کی بندگی کر

وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾ (مریم ۶۵، ۶۴)

اور اس کی عبادت پر جم جا، کیا تیرے علم میں اس کا ہمنام ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟۔

مشرکین مکہ نے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی، حالات رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے لیے بڑے وحشت ناک اور اضطراب انگیز تھے، آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہر وقت وحی کا انتظار رہتا تھا تاکہ وحی کے ساتھ رہنمائی اور اطمینان قلب بھی حاصل ہو، ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس دیر سے نازل ہوئے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا

---

(۱) المزمل ۱۸

(۲) الواقعة ۲۵، ۲۶

(۳) آل عمران ۱۳۳

تَزُورُنَا، فَنَزَلَتْ: {وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا} [۱]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بڑے اشتیاق سے) جبرائیل امین سے کہا جیسا کہ اب آپ ہماری ملاقات کو آیا کرتے ہیں اس سے زیادہ آپ ہم سے ملنے کیوں نہیں آیا کرتے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''ہم فرشتے نازل نہیں ہوتے بجز آپ کے پروردگار کے حکم کے، اسی کی ملک ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے۔'' [۲]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ {وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ} قَالَ: احْتَبَسَ جِبْرَائِيلُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ وَحَزِنَ، فَأَتَاهُ جِبْرَائِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ {وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ''ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترا کرتے۔'' کے بارے میں روایت ہے کئی دن تک جبرائیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آئے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت حزن وملال ہوا، پھر جب جبرائیل آئے تو وہ یہ وحی لائے ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترا کرتے۔'' [۳]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کی زبانی فرمایا اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم! ہم خود مختار نہیں کہ اپنی من مرضی سے آپ کے پاس آیا جایا کریں، ہم تو آپ کے رب کے مامور اور محکوم بندے ہیں جب رب العالمین اپنی حکمت ومشیت سے ہمیں حکم فرمائے گا ہم تب ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں ہم اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے، جیسے ارشاد فرمایا

...لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ [۴]

ترجمہ: جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

وہی ہے جو ہر زماں ومکاں میں اور امور ماضی، حاضر اور مستقبل کا مالک ہے اور آپ کا رب آپ کو فراموش کر کے مہمل نہیں چھوڑے گا، جیسے فرمایا

وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ [۵]

ترجمہ: قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے رب نے تم کو ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔

وہ آسمانوں وزمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کا رب ہے، پس تم اس قدرتوں والے رب کی بندگی کے راستے پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہو اور راہ حق میں جو مشکلات اور مصائب پیش آئیں ان کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرو، اگر اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے ہمیں دیر سے بھیجے تو اس پر گھبرائیں نہیں بلکہ ایک فرمانبردار بندے کی طرح ہر حال میں اس کی مشیت پر راضی رہیں اور اللہ نے جو کام آپ کے سپرد کیا ہے اسے

[۱] مریم: ۶۴

[۲] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورہ مریم بَابُ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا ۴۷۳۱ ،مسنداحمد۲۰۴۳، مستدرک حاکم ۴۲۱۵، شرح السنة للبغوی ۳۷۴۰

[۳] تفسیرطبری ۲۲۲؍۱۸

[۴] التحریم۶

[۵] الضحیٰ ۱تا۳

پوری دلجمعی کے ساتھ کرتے رہیں، اللہ تو بس ایک ہی الٰہ ہے، کیا آپ تمام مخلوق میں اس کی کوئی ہم نام، کوئی مشابہت اور مماثلت رکھنے والی ہستی کو جانتے ہیں؟ اور آپ خوب جانتے ہو کہ ایسی کوئی ہستی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی برابری کرنے والی، اس کے مشابہ اور مماثل ہو، جیسے فرمایا

...لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ... ⑪ [1]

ترجمہ: کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔

پس یہ اس حقیقت پر برہان قاطع ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا عبودیت کا مستحق ہے، اس کی عبادت حق اور ماسوا کی عبادت باطل ہے، اس لیے اس نے صرف اپنی عبادت کرنے اور اس پر پابند رہنے کا حکم دیا ہے۔

وَ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا ۝۶۶ اَوَ لَا یَذْكُرُ الْاِنْسَانُ

انسان کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ کیا یہ انسان اتنا بھی یاد نہیں رکھتا کہ

اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ یَكُ شَیْـًٔا ۝۶۷ فَوَ رَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّیٰطِیْنَ

ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا، تیرے پروردگار کی قسم! ہم انہیں اور شیطانوں کو جمع کر کے

ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِیًّا ۝۶۸ (مریم ۶۶ تا ۶۸)

ضرور ضرور جہنم کے اردگرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے حاضر کر دیں گے۔

قیامت یقیناً آئے گی:

اہل مکہ کو پچھلی قوموں کی طرح حیات بعد از موت کا یقین نہیں تھا وہ بھی مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کو بعید سمجھتے تھے، اس لئے وہ بھی پچھلی تباہ شدہ قوموں کی طرح سخت تعجب اور استہزاء کے انداز میں کہتے تھے کہ ہمارے مرنے کے بعد جب ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو کر مٹی میں رل مل جائیں گی تو ہمیں دوبارہ کس طرح نیا وجود عطا کر دیا جائے گا، ایسا نہیں ہو سکتا یہ بعید از امکان ہے جیسے فرمایا

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝۵ [2]

ترجمہ: اب اگر تمہیں تعجب کرنا ہے تو تعجب کے قابل لوگوں کا یہ قول ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے۔

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝۷۷ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ۝۷۸ [3]

ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا اور پھر وہ صریح جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا؟ اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے

[1] الشوریٰ ۱۱

[2] الرعد ۵

[3] یٰسین ۷۸،۷۷

اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے، کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟۔
حالانکہ اگر انہوں نے تھوڑا سا بھی غور وفکر کیا ہوتا تو انہیں اچھی طرح معلوم ہو جاتا کہ اس کا دوبارہ زندہ کیے جانے کو محال سمجھنا بہت بڑی حماقت ہے، اللہ تعالیٰ نے زندگی وموت کے امکان پر ایسی قطعی برہان اور واضح دلیل بیان فرمائی ہے جسے ہر شخص جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے لطیف ترین پیرائے میں عقلی دلیل کے ذریعے سے غور وفکر کرنے کی دعوت دی کہ جب ہم نے انسان کو پہلی مرتبہ جب وہ کچھ بھی نہ تھا بغیر کسی نمونے کے پیدا کر دیا ہے تو کیا اللہ اسے اس کے ریزریزہ ہو جانے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے کی اور اس کے بکھر جانے کے بعد اس کو دوبارہ اکٹھا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا؟ ذرا سوچو پہلی مرتبہ پیدا کرنا مشکل ہے یا دوبارہ پیدا کرنا، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ۔۔۔ (۱)

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيدَنِي، كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوَّلُ الخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الأَحَدُ الصَّمَدُ، لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُئًا أَحَدٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم میری تکذیب کرتا ہے حالاں کہ یہ اس کے لائق نہیں، ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے حالاں کہ اسے یہ زیب نہیں دیتا، اس کا میری تکذیب کرنا تو یہ ہے کہ وہ میری بابت یہ کہتا ہے کہ اللہ ہرگز مجھے اس طرح دوبارہ زندہ نہیں کرے گا جس طرح اس نے مجھے پہلی مرتبہ پیدا کیا حالاں کہ میرے لئے پہلی مرتبہ پیدا کرنا دوسری مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے، اور اس کا مجھے ایذا پہنچانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میری اولاد ہے'' حالاں کہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ خود جنا گیا ہوں اور میرا کوئی ہمسر نہیں۔'' (۲)

پھر ان سب کو اس حال میں جہنم کے گرد جمع کر دیں گے کہ یہ محشر کی ہولناکیوں اور حساب کے خوف سے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے اور اللہ کے حکم کے منتظر ہوں گے، جیسے فرمایا

وَتَرٰی كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤی اِلٰی كِتٰبِهَا (۳)

ترجمہ: اس وقت تم ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا دیکھو گے ہر گروہ کو پکارا جائے گا کہ آئے اور اپنا نامہ اعمال دیکھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی قسم کھا کر فرمایا کہ ہم ان تمام شیاطین کو بھی ایک مقررہ روز زندہ کریں گے جن کی یہ عبادت کرتے تھے، جن کے یہ چیلے بنے ہوئے ہیں اور جن کے سکھائے پڑھائے میں آکر انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ زندگی تو بس یہی زندگی ہے اس کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے جہاں ہمیں اللہ کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

---

(۱) الروم ۲۷

(۲) صحیح بخاری تفسیرسورہ اخلاص سُورَةُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۴۹۷۴، صحیح ابن حبان ۲۶۷

(۳) الجاثیة ۲۸

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ

ہم پھر ہر ہر گروہ سے انہیں الگ نکال کھڑا کریں گے جو اللہ رحمٰن سے بہت اکڑے اکڑے پھرتے تھے، پھر ہم انہیں بھی

اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ

خوب جانتے ہیں جو جہنم کے داخلے کے زیادہ سزاوار ہیں، تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے،

كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی، فیصل شدہ امر ہے، پھر ہم پرہیزگاروں کو تو بچا لیں گے

وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ (مریم ۶۹ تا ۷۲)

اور نافرمانوں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔

میدان محشر میں کفر و شرک کی تعلیم دینے اور گناہوں کی ترغیب دینے والے سرکش اور ظالم پیشواؤں اور ان کے پیروکاروں کو ہم الگ الگ چھانٹ لیں گے، اور یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ ان میں سے کون سب سے بڑھ کر جہنم میں جھونکے جانے کا مستحق ہے یہ تو اللہ کا حتمی فیصلہ ہے جسے وہ پورا کر کے رہے گا، جب یہ سب گروہ جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے تو ان کا آخری گروہ اولین گروہ سے کہے گا

... قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾ [1]

ترجمہ: بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے رب! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہٰذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے، جواب میں ارشاد ہوگا ہر ایک کے لیے دوہرا عذاب ہی ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔

نیک ہو یا بد، مومن ہو یا کافر، تمام خلائق میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: يَرِدُ النَّاسُ جَمِيعًا الصِّرَاطَ، وَوُرُودُهُمْ قِيَامُهُمْ حَوْلَ النَّارِ، ثُمَّ يَصْدُرُونَ عَنِ الصِّرَاطِ بِأَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ مِثْلَ الْبَرْقِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ مِثْلَ الرِّيحِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ مِثْلَ الطَّيْرِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ كَأَجْوَدِ الْخَيْلِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ كَأَجْوَدِ الْإِبِلِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَمُرُّ كَعَدْوِ الرَّجُلِ، حَتَّى إِنَّ آخِرَهُمْ مَرًّا رَجُلٌ نُورُهُ عَلَى مَوْضِعَيْ إِبْهَامَيْ قَدَمَيْهِ، يَمُرُّ يَتَكَفَّأُ بِهِ الصِّرَاطَ، وَالصِّرَاطُ دَحْضٌ مَزِلَّةٌ، عَلَيْهِ حَسَكٌ كَحَسَكِ الْقَتَادِ، حَافَّتَاهُ مَلَائِكَةٌ، مَعَهُمْ كَلَالِيبُ مِنْ نَارٍ، يَخْتَطِفُونَ بِهَا النَّاسَ.

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے پل صراط سے ہر مومن اور کافر کو گزرنا پڑے گا یہی آگ کے پاس کھڑا ہونا ہے، متقی اور پرہیزگار لوگ اپنے تقویٰ اور اپنے اپنے اعمال صالحہ کے مطابق پلک جھپکتے ہی بجلی کی طرح گزر جائیں گے، ان میں بعض لوگ ہوا کی مانند اس پر سے گزر جائیں

---

[1] الاعراف ۳۸

گے اور ان میں سے بعض لوگ پرندوں کی طرح اس پر سے گزر جائیں گے اور بعض لوگ عمدہ گھوڑوں کی طرح دوڑتے ہوئے اس پر سے گزر جائیں گے اور بعض لوگ تیز رفتار اونٹوں کی طرح چلتے ہوئے اس پر سے گزر جائیں گے اور بعض تیز رفتار پیدل چلنے والے انسان کی طرح اس چیز سے گزر جائیں گے یہاں تک کہ سب سے آخر میں جو مسلمان اس پل پر سے گزرے گا یہ وہ ہو گا جس کے صرف پیر کے انگوٹھے پر نور ہو گا اور وہ گرتا پڑتا نجات پائے گا، پل صراط پھسلنی چیز ہے جس پر ببول جیسے اور گوگھرو جیسے کانٹے ہیں، دونوں طرف فرشتوں کی صفیں ہوں گے جن کے ہاتھوں میں جہنم کے آنکس ہوں گے جن سے پکڑ پکڑ کر لوگوں کو جہنم میں دھکیل دیں گے،

ایک روایت میں ہے

قَالَ: الصِّرَاطُ عَلَى جَهَنَّمَ مِثْلُ حَدِّ السَّيْفِ، فَتَمُرُّ الطَّبَقَةُ الْأُولَى كَالْبَرْقِ، وَالثَّانِيَةُ كَالرِّيحِ، وَالثَّالِثَةُ كَأَجْوَدِ الْخَيْلِ، وَالرَّابِعَةُ كَأَجْوَدِ الْبَهَائِمِ، ثُمَّ يَمُرُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ.

پل صراط تلوار کی دھار کی طرح تیز ہو گا پہلا گروہ تو بجلی کی طرح پلک جھپکتے ہی گزر جائے گا اور دوسرا گروہ ہوا کی طرح گزر جائے گا اور تیسرا گروہ تیز رفتار گھوڑوں کی طرح گزر جائے گا اور چوتھا گروہ تیز رفتار جانوروں کی طرح گزر جائے گا، فرشتے ہر طرف سے دعائیں کر رہے ہوں گے اے اللہ! سلامت رکھ! اے اللہ سلامت رکھ۔[1]

بعض گنہگار جہنم میں جا گریں گے جنہیں بعد میں نجات یافتہ لوگوں، انبیاء اور ملائکہ کی شفاعت کے ذریعے نکال لیا جائے گا،

عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ، أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا، وَالْحُدَيْبِيَةَ قَالَتْ: فَقُلْتُ أَلَيْسَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: {وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا}[2]؟ قَالَتْ: فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ: {ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا}[3]

ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنے رب کی ذات سے امید ہے کہ غزوہ بدر اور غزوہ حدیبیہ میں جو ایمان دار موجود تھے ان میں سے ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا، یہ سن کر میں نے عرض کیا وہ کیسے، اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے " تم میں سے ہر ایک اس پر وارد ہونے والا ہے۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد کی دوسری آیت پڑھ دی، " متقی لوگ اس سے نجات پا جائیں گے اور ظالم لوگ اسی میں رہ جائیں گے۔"[4]

لیکن کافر اس پل کو عبور نہیں کر سکیں گے اور سب کے سب کٹ کٹ کر جہنم میں گر پڑیں گے اور اللہ ان کفر اور معاصی کا ارتکاب کرنے والوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں گرا ہوا چھوڑ دے گا۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۵/۲۵۴

[2] مریم: ۷۱

[3] مریم: ۷۲

[4] مسند احمد ۲۶۴۴۰، سنن ابن ماجہ کِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ ۴۲۸۱

وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا ۙ اَیُّ الۡفَرِیۡقَیۡنِ

جب ان کے سامنے ہماری روشن آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں بتاؤ ہم تم دونوں جماعتوں میں

خَیۡرٌ مَّقَامًا وَّ اَحۡسَنُ نَدِیًّا ﴿۷۳﴾ وَ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ

سے کس کا مرتبہ زیادہ ہے ؟ اور کس کی مجلس شاندار ہے؟ ہم تو ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو غارت کر چکے ہیں

ہُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءۡیًا ﴿۷۴﴾ (مریم ۷۳، ۷۴)

جو ساز و سامان اور نام و نمود میں ان سے بڑھ چڑھ کر تھیں۔

کثرت مال فریب زندگی:

صدیوں کی تاریخ یہی ہے کہ دعوت حق کو پہلے پہل ہمیشہ غربا و مساکین نے ہی قبول کیا ہے یہی حال مکہ معظّمہ میں بھی تھا، ایک نقطۂ نظر یہ بھی ہے کہ سابقون اولون کی اکثریت روساء کی تھی نہ کہ غرباء کی ان کے مطابق اگر روایات سیرت کو جمع کیا جائے تو 67 میں سے 53 روساء تھے جبکہ چودہ غرباء۔ مسلمانوں کے مخالفین میں ابوجہل، نضر بن حارث، عتبہ، شیبہ وغیرہ رئیس تھے، جن کے وسیع کاروبار تھے، رہائش کے لئے عالی شان کوٹھیاں اور مکانات تھے، دنیاوی کام کاج کے لئے خادم اور کنیزیں تھیں، خوراک کی کمی نہیں تھی، مسائل کی مشاورت کے لئے دار الشوریٰ تھا جبکہ ان کے مقابلے میں مسلمانوں میں عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر، بلال رضی اللہ عنہ بن رباح حبشی، صہیب رومی رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے مفلس لوگ تھے جو غلام تھے جن کا مرکز ایک چھوٹا سا مکان دار ارقم تھا اس لئے جب ان کفار کے سامنے اللہ کی آیات بینات کی تلاوت کی جاتی تھی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے رسولوں کی صداقت پر واضح طور پر دلالت کرتیں ہیں اور جو ان کو سنتا ہے اس کے لیے صدق ایمان اور رشدت ایقان کا موجب بنتی ہیں، مگر کفار و مشرکین مکہ اپنی دولت و حشمت کو معیار حق بنا کر غریب، تنگدست اور بدحال مسلمانوں کو کہتے تھے کہ وہ اہل ایمان سے بہتر ہیں اور حق سے معارضہ کرتے ہوئے تمسخرانہ انداز سے کہتے تھے کہ اس بات پر ہی فیصلہ کر لو کہ اللہ کن لوگوں کو اپنی بے شمار نعمتوں سے نواز رہا ہے، کس کے گھر زیادہ پر تکلف اور معیار زندگی بلند ہے، کس کی محفلیں اچھی اور زیادہ ٹھاٹھ باٹھ سے جمتی ہیں؟ اگر یہ سب کچھ ہمیں میسر ہے اور تم لوگ اس سے محروم ہو تو خود سوچ لو کہ آخر یہ کیسے ممکن تھا کہ ہم باطل پر ہوتے اور یوں مال و دولت، شان و شوکت، عزت و آبرو میں تم لوگوں سے بڑھے ہوئے ہوتے اور یوں مزے اڑاتے، اور تم لوگ حق پر ہوتے اور اس طرح خستہ و درماندہ رہتے، اور کھانے پینے تک کو ترستے، تم کہیں ارقم بن ارقم کے گھر میں چھپتے ہو اور کہیں ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہو،

قوم نوح علیہ السلام نے بھی اپنے پیغمبر سے یہی کہا تھا

قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لَکَ وَ اتَّبَعَکَ الۡاَرۡذَلُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ [1]

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا ہم تجھے مان لیں حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے؟۔

کفار مکہ بھی پچھلی اقوام کے قدم بقدم یہی کہتے تھے

[1] الشعراء ۱۱۱

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ... ⑪ (۱)

ترجمہ: جن لوگوں نے ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ ایمان لانے والوں کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر اس کتاب کو مان لینا کوئی اچھا کام ہوتا تو یہ لوگ اس معاملے میں ہم سے سبقت نہ لے جاسکتے۔

وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ (۲)

ترجمہ: دراصل ہم نے اس طرح ان لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈالا ہے تا کہ وہ انہیں دیکھ کر کہیں کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر ہمارے درمیان اللہ کا فضل و کرم ہوا ہے؟ ہاں! کیا اللہ اپنے شکر گزار بندوں کو ان سے زیادہ نہیں جانتا ہے؟۔

ان کے اس موازنے پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا دنیا کی ان عارضی چیزوں پر فخر و غرور کرنا یا ان کو معیار بنا کر حق و باطل کا فیصلہ کرنا کسی طور بھی مناسب نہیں ہے یہ تو اللہ کی حکمت و مشیت ہے کہ وہ کسی کو زیادہ دیتا ہے اور کسی کو کم، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا... ﴿۲۶﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ... ﴿۷۱﴾ (۴)

ترجمہ: اور دیکھو، اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کی ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ... ﴿۳۰﴾ (۵)

ترجمہ: تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ... ﴿۶۲﴾ (۶)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ... ﴿۳۷﴾ (۷)

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ ہی رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے۔

---

(۱) الاحقاف ۱۱

(۲) الانعام ۵۳

(۳) الرعد ۲۶

(۴) النحل ۷۱

(۵) بنی اسرائیل ۳۰

(۶) العنکبوت ۶۲

(۷) الروم ۳۷

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۔۔۔ ﴿۳۶﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ان سے کہو میرا رب جسے چاہتا ہے کشادہ رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا عطا کرتا ہے۔

اَوَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۔۔۔ ﴿۵۲﴾ (۲)

ترجمہ: اور کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے؟۔

یاد رکھو جو اللہ دینے پر قادر ہے وہ واپس لینے پر بھی قدرت رکھتا ہے، اگر تمہیں زیادہ عطا کر دیا گیا ہے تو یہ تمہارا کوئی استحقاق نہیں تھا اور اگر اللہ نے اہل ایمان کو نہیں دیا تو اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ اللہ کے مغضوب ہیں، مگر تم لوگ اس تھوڑے سے مال واسباب پر اترا گئے حالاں کہ ان سے کہیں بہتر سروسامان تم سے پہلی امتوں کو عنایت کیا گیا تھا، ان کی مجلسیں بھی تم سے زیادہ شاندار تھیں، ان کی طاقت وقوت اور ظاہری شان وشوکت بھی تم لوگوں سے کہیں زیادہ تھی، انہوں نے بھی ان ظاہری، مادی چیزوں کو حق وباطل کا معیار بنایا تھا لیکن تکبر وعناد اور تکذیب حق کی پاداش میں انہیں ہلاک کر دیا گیا، دنیا کا مال ومتاع، ظاہری شان وشوکت انہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچاسکا تو کیا تمہیں یہ اللہ کے عذاب سے بچا پائیں گی، جیسے فرمایا:

اَکُفَّارُکُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِکُمْ اَمْ لَکُمْ بَرَآءَۃٌ فِی الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ (۳)

ترجمہ: کیا تمہارے کفار کچھ ان لوگوں سے بہتر ہیں؟ یا آسمانی کتابوں میں تمہارے لیے کوئی معافی لکھی ہوئی ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ

کہہ دیجئے! جو گمراہی میں ہوتا ہے اللہ رحمٰن اس کو خوب لمبی مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ وہ ان چیزوں کو دیکھ لیں

اِمَّا الْعَذَابَ وَ اِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا

جن کا وعدہ کیے جاتے ہیں یعنی عذاب یا قیامت کو، اس وقت ان کو صحیح طور پر معلوم ہوجائے گا کہ کون برے مرتبے والا

وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ (مریم ۷۵)

اور کس کا جتھا کمزور ہے۔

کافروں کو مہلت:

اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اپنی خوش حالی اور فارغ البالی پر مطمئن کفار ومشرکین سے کہہ دیں کہ اللہ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ چاہے تو محتاجوں، مساکین کو بھی تم سے زیادہ عنایت کرسکتا ہے، مگر اللہ رب العزت دنیاوی مادی چیزیں کافروں اور خواہشات نفس کے پیروکاروں

(۱) سبا ۳۶
(۲) الزمر ۵۲
(۳) القمر ۴۳

کو آزمائش کے طور پر وافر مقدار میں دیتا ہے، اس طرح اللہ ان کی گمراہی کو دراز کر دیتا ہے اور گمراہی کے لئے اس کی چاہت میں اضافہ کر دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَنُقَلِّبُ اَفۡـِٕدَتَهُمۡ وَاَبۡصَارَهُمۡ كَمَا لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾ (۱)

ترجمہ: ہم اسی طرح ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس (کتاب) پر ایمان نہیں لائے تھے، ہم انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑے دیتے ہیں۔

مگر جب اللہ کی بخشی ہوئی مہلت عمل ختم ہو جائے گی اور اللہ کا عذاب انہیں آگھیرے گا یا قیامت برپا ہو جائے گی تب اپنی دولت وحشمت اور مجالس پر اترانے والوں پر حقیقت واضح ہو جائے گا کہ مقام اور جتھے کے لحاظ سے کون بدتر تھا اور کس نے گمراہی اختیار کی ہوئی تھی، لیکن اس وقت کا علم انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا کیونکہ وہاں ازالے اور تدارک کی کوئی صورت نہیں ہو گی۔

وَ يَزِيۡدُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اهۡتَدَوۡا هُدًى ؕ وَ الۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيۡرٌ

اور ہدایت یافتہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت میں بڑھاتا ہے، اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے

عِنۡدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيۡرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ (مریم ۷۶)

نزدیک ثواب کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں۔

اہل ایمان کو تسلی:

جس طرح کلام اللہ سن کر کفر و شرک اور ضلالت کے مرتکب لوگوں کے دلوں میں شقاوت اور ضلالت میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس کے برعکس اہل ایمان کے دل اللہ کی رحمت اور فضل و کرم سے کلام اللہ سن کر ایمان و ہدایت میں اور پختہ ہو جاتے ہیں اور وہ بے خوف و خطر صراط مستقیم پر بڑھتے چلے جاتے ہیں، جیسے فرمایا

...وَيَزۡدَادَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِيۡمَانًا... (۲)

ترجمہ: اور ایمان لانے والوں کا ایمان بڑھے۔

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا... ﴿۲﴾ (۳)

ترجمہ: سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

وَاِذَا مَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ اَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ هٰذِهٖۤ اِيۡمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّهُمۡ

(۱) الانعام ۱۱۰
(۲) المدثر ۳۱
(۳) الانفال ۲

يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۱۲۴ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۲۵ (۱)

ترجمہ: جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ (مذاق کے طور پر مسلمانوں سے) پوچھتے ہیں کہ کہو، تم میں سے کس کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورت نے) اضافہ ہی کیا ہے اور وہ اس سے دلشاد ہیں البتہ جن لوگوں کے دلوں کو (نفاق کا) روگ لگا ہوا تھا اس کی سابق نجاست پر (ہر نئی سورت نے) ایک اور نجاست کا اضافہ کر دیا ہے اور وہ مرتے دم تک کفر ہی میں مبتلا رہے۔

پھر فقراء مسلمین کو تسلی فرمائی کہ کفار و مشرکین جن مادی مال و اسباب پر فخر و غرور کرتے ہیں وہ سب کے سب فنا ہو جانے والے ہیں اور جو نیک اعمال مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عمرہ، قراءت قرآن، تسبیح و تکبیر، تحمید و تہلیل، مخلوق کے ساتھ حسن سلوک تم کرتے ہو وہ منقطع نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں، جن کا بہترین اجر و ثواب تمہیں اپنے رب کے ہاں ملے گا اور ان کا بہترین صلہ اور نفع تمہاری طرف لوٹے گا، جیسے فرمایا

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝۴۶ (۲)

ترجمہ: یہ مال اور یہ اولاد محض دنیوی زندگی کی ایک ہنگامی آرائش ہے اصل میں تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے رب کے نزدیک نتیجے کے لحاظ سے بہتر ہیں اور انہی سے اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ۝۷۷ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ

کیا تو نے اسے بھی دیکھا جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہا کہ مجھے تو مال و اولاد ضرور ہی دی جائے گی، کیا وہ غیب

اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝۷۸ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ

پر مطلع ہے یا اللہ کا کوئی وعدہ لے چکا ہے؟ ہر گز نہیں، یہ جو بھی کہہ رہا ہے ہم ضرور لکھ لیں گے اور اس کے لیے عذاب بڑھائے

مَدًّا ۝۷۹ وَّ نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَ يَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝۸۰ (مریم ۷۷ تا ۸۰)

چلے جائیں گے، یہ جن چیزوں کو کہہ رہا ہے اسے ہم اس کے بعد لے لیں گے اور یہ تو بالکل اکیلا ہی ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔

عیار مقروض اور خباب رضی اللہ عنہ بن ارت:

كُنْتُ قَيْنًا فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ لِي عَلَى العَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ،قَالَ: لاَ أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ:لاَ أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ، ثُمَّ تُبْعَثَ،قَالَ: دَعْنِي حَتَّى أَمُوتَ وَأُبْعَثَ، فَسَأُوتَى مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ،فَنَزَلَتْ: أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا، أَطَّلَعَ الغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا

(۱) التوبة ۱۲۵،۱۲۴

(۲) الکہف ۴۶

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا والد عاص بن وائل اسلام کا بدترین دشمن تھا اس نے جاہلیت میں خباب بن ارت سے جو آہن گری کرتے تھے تلوار بنوائی تھی اور ان کی مزدوری اس کے ذمہ واجب الادا تھی، جب خباب رضی اللہ عنہ اس سے اپنی مزدوری کا تقاضا کرنے کے لیے گئے تو اس نے بڑی ڈھٹائی سے کہا میں اس وقت تک تجھے رقم نہیں دوں گا جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار نہیں کرتا، خباب رضی اللہ عنہ نے کمزور ہونے کے باوجود منہ توڑ جواب دیا میں تب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ تجھے موت دے دے اور پھر زندہ کر دے، عاص بن وائل نے تمسخرانہ انداز میں کہا اچھا تو پھر مجھے بھی مہلت دے کہ میں مرجاؤں پھر دوبارہ اٹھایا جاؤں اور مجھے مال اور اولاد ملے اس وقت میں بھی تمہارا قرض ادا کر دوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کو نہ مانا اور کہا کہ (آخرت میں) مجھے مال اور دولت دی جائے گی، کیا اسے غیب کی خبر ہے؟ یا اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کوئی اقرار لے لیا ہے۔“[1]

اللہ تعالیٰ نے اس کے دعویٰ کے جواب میں فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تو نے اس شخص کو دیکھا جو دعوت حق کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں اہل جنت میں سے ہوں گا اور اللہ اسے مال اور اولاد سے نوازتا ہی رہے گا؟ کیا اسے آخرت میں اپنے انجام کی خبر ہوگئی ہے کہ میں وہاں بھی اس کو مال واولاد سے نوازوں گا یا اس نے رحمان سے کوئی قول وقرار لے رکھا ہے اور اللہ اس کے خلاف نہیں کرے گا، جیسے ایک مقام پر یہودیوں کے دعویٰ کی تردید میں فرمایا

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۸۰ [2]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز چھونے والی نہیں الا یہ کہ چند روز کی سزا مل جائے تو مل جائے، ان سے پوچھو کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے جس کی خلاف ورزی وہ نہیں کرسکتا؟ یا بات یہ ہے کہ تم اللہ کے ذمے ڈال کر ایسی باتیں کہہ دیتے ہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ اس نے ان کا ذمہ لیا ہے۔

ہرگز نہیں، نہ اسے غیب کا علم ہوگیا ہے اور نہ اللہ نے اس کے ساتھ کوئی عہد وپیمان باندھ رکھا ہے، آیات الٰہی کا یہ جس طرح استہزاء اور تمسخر اڑا رہا ہے اس کا یہ غرور بھرا کلمہ بھی ہم اس کے نامہ اعمال میں لکھ لیں گے اور جس طرح یہ اپنی گمراہی میں بڑھتا گیا اسی طرح ہم اس کو دیے جانے والے مختلف اقسام کے عذاب میں اور زیادہ اضافہ کریں گے، جس مال واسباب، اولاد اور لاؤ لشکر کا یہ ذکر کر رہا ہے، اس کے مرنے کے ساتھ ہی ان سے اس کا تعلق ختم ہو جائے گا اور وہ سب ہمارے پاس رہ جائے گا اور اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے یہ اکیلا خالی ہاتھ ہماری بارگاہ میں حاضر ہوگا اور بدترین عذاب کا سامنا کرے گا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ ذِكْرِ القَيْنِ وَالحَدَّادِ عن خباب رضی اللہ عنہ ۲۰۹۱، وکتاب التفسیر سورۃ مریم بَابُ قَوْلِهِ أَطَّلَعَ الغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۴۷۳۳ ، صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ سُؤَالِ الْيَهُودِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۷۰۶۲، مسند احمد ۲۱۰۷۶،صحیح ابن حبان ۴۸۸۵،السنن الکبری للبیهقی ۱۱۲۸۲

[2] البقرہ۸۰

وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ

انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے لیے باعث عزت ہوں، لیکن ایسا ہرگز ہونا نہیں، وہ تو پوجا سے

بِعِبَادَتِهِمْ وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

منکر ہو جائیں گے اور الٹے ان کے دشمن بن جائیں گے، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم کافروں کے پاس شیطانوں کو بھیجتے ہیں

تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ (مریم ۸۱ تا ۸۴)

جو انہیں خوب اکساتے ہیں، تو ان کے بارے میں جلدی نہ کر، ہم تو خود ہی ان کے لیے مدت شمار کر رہے ہیں۔

معبودوں کا اظہار لاتعلقی:

کفار و مشرکین کا گمان ہے کہ ان کے معبودان باطل اللہ کے ہاں ان کے حامی اور مددگار ہوں گے مگر ان کا خیال اس وقت خام ثابت ہو جائے گا اور یہ لوگ تنہا بے یار و مددگار رہ جائیں گے، جب ان کے معبود اللہ تعالیٰ کے حضور سر جھکا کر عرض کریں گے کہ اے اللہ! تو علام الغیوب ہے ،اور تیرے علم میں ہر بات ہے، ہم تو تیرے ناچیز بندے اور تیری ہی عبادت کرنے والے تھے، ہم خود ہر ضروریات کے لئے تیرے در کے سوالی تھے، ہم نے انہیں کبھی بھی یہ نہیں کہا تھا کہ ہمارے لئے رسوم عبادت ادا کرنا یعنی ہمارے لئے نذر و نیاز پیش کرنا، منتیں ماننا، ہمارے نام کی قربانیاں کرنا، دیگیں چڑھانا، یا مشکل کشا سمجھ کر مشکلات و پریشانیوں میں ہمیں پکارنا اور ہم تمہاری پکار کو سنیں گے اور دادرسی بھی کریں گے ،تمہارے رزق میں اضافہ کر دیں گے، تمہیں تمہارے دشمنوں سے پناہ دیں گے، اولادیں عطا کریں گے اور نہ ہی ہمیں یہ خبر تھی کہ یہ احمق اور گمراہ لوگ ہماری عبادت کر رہے ہیں، اس طرح ان کے معبودان کی پرستش سے انکار کر دیں گے اور ان کے حمایتی، مددگار ہونے کے بجائے ان کے دشمن، ان کو جھٹلانے والے اور ان کے خلاف ہوں گے، جیسے فرمایا

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۶﴾ [1]

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں، اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ [2]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے ان منکرین حق پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب خوب (مخالفت حق پر) اکسا رہے ہیں؟ اچھا تو اب ان پر عذاب کے لئے بیتاب نہ ہو ہم ان کے دن گن رہے ہیں۔

---

[1] الاحقاف ۵،۶

[2] مریم ۸۴، ۸۳

یہ کفار ومشرکین جو اللہ کی وحدانیت وربوبیت کے ہر طرح کے دلائل سن کر اور بے شمار نشانیاں دیکھ کر بھی محض تعصّبا تاور ضد وہٹ دھرمی سے دعوت حق قبول نہیں کرتے بلکہ اس کے برعکس انہوں نے شرک کاارتکاب کیااور اللہ کے دشمن شیطان سے موالات رکھی تو اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو ان پر مسلط کر دیا، جیسے فرمایا

وَمَنۡ يَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَيِّضۡ لَهٗ شَيۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيۡنٌ ۝۳٦ ⁽¹⁾

ترجمہ: جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔

اور شیاطین نے ان کو ورغلا کر گناہوں پر آمادہ، ابھارنا کرنا شروع کر دیا، وہ انہیں کفر وضلال کی ترغیب دیتے ہیں، انہیں وسوسوں میں مبتلا کرتے ہیں اور ان کے سامنے باطل کو مزین کر کے اور حق کو بد نما بنا کر پیش کرتے ہیں، پس باطل کی محبت ان کے دلوں میں داخل ہو کر جاگزیں ہو جاتی ہے، اور وہ باطل کی خاطر اسی طرح کوشش کرتا ہے جس طرح حق پرست حق کے لیے جدوجہد کرتا ہے، یہ سب کچھ اس کی سزا ہے کہ اس نے اپنے حقیقی دوست اور سرپرست سے منہ موڑ کر اپنے واضح دشمن شیطان کو اپنا دوست بنایا اور اپنے آپ کو اس کے تسلط میں دیا ورنہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آتا اور اپنے مالک پر بھروسہ کرتا تو شیطان اس پر کبھی تسلط قائم نہ کرسکتا، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ لَيۡسَ لَهٗ سُلۡطٰنٌ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۝۹۹ اِنَّمَا سُلۡطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يَتَوَلَّوۡنَهٗ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِهٖ مُشۡرِكُوۡنَ ۝۱۰۰ ⁽²⁾

ترجمہ: اسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔

اس لئے آپ ﷺ ان کی ظلم وزیادتیوں اور حق سے انحراف پر بے صبر ہو کر ان پر عذاب کے لئے بیتاب نہ ہوں، ان کے لئے کوئی بددعا نہ کریں، اللہ تعالیٰ نے عمداً انہیں ڈھیل دے رکھی ہے تاکہ یہ گمراہی میں اور بڑھ جائیں، جیسے فرمایا

وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيۡهِ الۡاَبۡصَارُ ۝۴۲ ⁽³⁾

ترجمہ: اب یہ ظالم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کو تم اس سے غافل نہ سمجھو اللہ تو انہیں مہلت دے رہا ہے اس دن کے لیے جب حال یہ ہوگا کہ (دہشت کے سبب) آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّمَا نُمۡلِىۡ لَهُمۡ خَيۡرٌ لِّاَنۡفُسِهِمۡ ؕ اِنَّمَا نُمۡلِىۡ لَهُمۡ لِيَزۡدَادُوۡۤا اِثۡمًا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝۱۷۸ ⁽⁴⁾

ترجمہ: یہ ڈھیل جو ہم انہیں دیے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں، ہم تو انہیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب

---

(1) الزخرف ۳٦

(2) النحل ۹۹، ۱۰۰

(3) ابراہیم ۴۲

(4) آل عمران ۱۷۸

بار گناہ سمیٹ لیں پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔

...قُلۡ تَمَتَّعُوۡا فَاِنَّ مَصِيۡرَكُمۡ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ (۱)

ترجمہ: ان سے کہو اچھا مزے کرلو آخر کار تمہیں پلٹ کر جانا دوزخ ہی میں ہے۔

نُمَتِّعُهُمۡ قَلِيۡلًا ثُمَّ نَضۡطَرُّهُمۡ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيۡظٍ ﴿۲۴﴾ (۲)

ترجمہ: ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔

فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ﴿۱۷﴾ (۳)

ترجمہ: پس چھوڑ دو اے نبی ﷺ! ان کافروں کو اک ذرا کی ذرا ان کے حال پر چھوڑ دو۔

اللہ نے انہیں زندگی کی جو سانسیں عطا فرمائی ہوئی ہیں ان میں کچھ سانسیں ابھی باقی ہے، ایک وقت مقررہ پر اللہ انہیں دبوچ لے گا پھر روز محشر اپنا انجام بد دیکھ کر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ شیطان کے ہمراہی بن کر وہ کیا کرتے رہے تھے، مگر نتیجہ نکلنے کے بعد ان کا پچھتاوا، پشیمانی و ندامت ان کے کسی کام نہیں آئے گا اور یہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

يَوۡمَ نَحۡشُرُ الۡمُتَّقِيۡنَ اِلَى الرَّحۡمٰنِ وَفۡدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوۡقُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ اِلٰى جَهَنَّمَ

جس دن ہم پرہیزگاروں کو اللہ رحمان کی طرف بطور مہمان جمع کریں گے اور گنہگاروں کو سخت پیاس کی حالت میں جہنم کی

وِرۡدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمۡلِكُوۡنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ

طرف ہانک لے جائیں گے، کسی کو شفاعت کا اختیار نہ ہوگا سوائے ان کے جنہوں نے

عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَهۡدًا ﴿۸۷﴾ (مریم ۸۵ تا ۸۷)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی قول قرار لے لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے معزز مہمان:

اللہ تعالیٰ نے متقین اور مجرمین کے درمیان تفاوت بیان فرمائی کہ محشر کا وہ دن جلد آنے والا ہے جب کچھ لوگ تو حساب دے رہے ہوں گے مگر متقی و پرہیزگار لوگوں کو مہمانوں کی طرح اونٹوں اور گھوڑوں وغیرہ پر سوار کرا کر نہایت اکرام و تعظیم کے ساتھ وفد کی شکل میں رحمٰن کے حضور پیش کیا جائے گا، اور اس کے برعکس ان لوگوں کو جنہوں نے مجرمانہ زندگی گزاری ان کو زنجیروں میں جکڑ کر انتہائی ذلت و رسوائی کے

---

(۱) ابراہیم ۳۰

(۲) لقمان ۲۴

(۳) الطارق ۱۷

ساتھ پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کے دردناک عذاب کی طرف ہانک دیا جائے گا، اس روز کسی کو اللہ کی بارگاہ میں سفارش کرنے کی مجال نہ ہوگی، تمام تر سفارش کا مالک اللہ تعالیٰ ہوگا۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ۔۔۔ ﴿۴۴﴾ (۱)

ترجمہ: شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔

اور اہل تقویٰ میں سے وہی سفارش کر سکیں گے جن کو اللہ کسی کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت دے دے،

۔۔۔ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی ۔۔۔ ﴿۲۸﴾ (۲)

ترجمہ: وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو۔

مگر مجرمین کا کوئی سفارشی نہ ہوگا اور یہ بڑی حسرت بھری زبان سے کہیں گے

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ۙ ﴿۱۰۰﴾ (۳)

ترجمہ: اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے۔

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ

ان کا قول یہ ہے کہ اللہ رحمٰن نے بھی اولاد اختیار کی ہے، یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو، قریب ہے کہ اس قول

وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾

کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں کہ وہ رحمٰن کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے،

وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

شان رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے، آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے

اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَ كُلُّهُمْ

غلام بن کر ہی آنے والے ہیں، ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پورے گن بھی رکھا ہے، یہ سارے کے سارے

اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ (مریم ۸۸ تا ۹۵)

قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔

---

(۱) الزمر ۴۴

(۲) الانبیاء ۲۸

(۳) الشعراء ۱۰۰

شرک کی تردید:

یہودی اہل کتاب ہونے کے باوجود عزیر علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللَّهِ... ۞ [1]

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں عزیز اللہ کا بیٹا ہے۔

اسی طرح نصاریٰ بھی اہل کتاب ہونے کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔

...وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ... ۞ [2]

ترجمہ: عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

جو اللہ کے معاملات میں دخیل اور مختار ہے اور کہتے ہیں کہ روز محشر عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) اللہ کے دائیں طرف بیٹھ کر انصاف کریں گے حالانکہ یہود ونصاریٰ پر نازل کتابیں تورات وانجیل صریح طور پر اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتی اور معبودان باطل کی تردید کرتی تھیں، اہل مکہ بھی جو خود کو ابراہیم علیہ السلام کا پیروکار کہتے تھے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی کہ اس بدترین دعویٰ کی بنا پر کائنات کا انتظام درہم برہم ہو جائے، جیسے فرمایا

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ... ۞ [3]

ترجمہ: قریب ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں۔

زمین جو اللہ کی وحدانیت کو جانتی ہے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے اور بے جان سخت پہاڑ بھی جو اپنے خالق کی وحدانیت کو پہچانتے ہیں پاش پاش ہو جائیں، الغرض کائنات کا ایک ایک ذرہ اللہ کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے، یہ تو اللہ وحدہ لاشریک کی عظمت وشان ہی نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے، اللہ تعالیٰ کا اپنے لئے بیٹا بنانا اس میں نقص اور احتیاج پر دلالت کرتا ہے جب کہ وہ بے نیاز اور حمید ہے، نیز بیٹا اپنے باپ کی جنس سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی شبیہ ہے نہ مثیل اور نہ اس کی نظیر ہے، اللہ نے اس کائنات میں دوسری مخلوقات کے علاوہ جن وانس اور فرشتے وغیرہ پیدا فرمائے ہیں، اور سب کے سب اللہ کے مملوک اور اس کے دست تصرف کے تحت ہیں، اقتدار میں ان کا کوئی حصہ ہے نہ تدبیر کائنات میں ان کا کوئی اختیار ہے، جب اس کی شان اور اس کے اقتدار کی عظمت یہ ہو تب اس کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے،

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص تکلیف دینے والی بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا نہیں ہے کہ لوگ اس کے لئے بیٹا بتاتے ہیں اور وہ انہیں معاف کر دیتا ہے اور انہیں رزق دیتا ہے۔ [4]

[1] التوبة۳۰

[2] التوبة۳۰

[3] الشوری۵

[4] صحيح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الأَذَى۶۰۹۹

تمام جن وانس اس کے عاجز بندے ہیں اور روز محشر اللہ کے بیٹے بن کر نہیں بلکہ ذلیل اور مطیع بندوں کی حیثیت سے ہی پیش ہوں گے، اور فرداً فرداً ان کے اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا جس کے مطابق ان کی جزا و سزا متعین کی جائے گی۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰہُ

بیشک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں ان کے لیے اللہ رحمٰن محبت پیدا کر دے گا، ہم نے اس قرآن کو

بِلِسَانِکَ لِتُبَشِّرَ بِہِ الۡمُتَّقِیۡنَ وَ تُنۡذِرَ بِہٖ قَوۡمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾

تیری زبان میں بہت ہی آسان کر دیا ہے کہ تو اس کے ذریعہ سے پرہیز گاروں کو خوشخبری دے اور جھگڑالو لوگوں کو ڈرا دے،

وَ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ ہَلۡ تُحِسُّ مِنۡہُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ

ہم نے اس سے پہلے بہت سی جماعتیں تباہ کر دیں ہیں، کیا ان میں سے ایک کی بھی آہٹ تو پاتا ہے

اَوۡ تَسۡمَعُ لَہُمۡ رِکۡزًا ﴿۹۸﴾ (مریم ۹۶ تا ۹۸)

یا ان کی آواز کی بھنک بھی تیرے کان میں پڑتی ہے؟۔

تباہ شدہ قوموں سے عبرت:

اے نبی ﷺ! جو لوگ آج راہ راست اختیار کرنے کی پاداش میں ذلیل و رسوا کیے جا رہے ہیں عنقریب رحمان لوگوں کے دلوں میں ان کی نیکی اور پارسائی کی وجہ سے محبت پیدا کر دے گا پھر ان کے اکثر معاملات آسان ہو جائیں گے اور ان کو بھلائیاں، دعائیں، رہنمائی اور امامت حاصل ہو جائے گی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، قَالَ: فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ، وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ: إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ، قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ، قَالَ: فَيُبْغِضُونَهُ، ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی (نیک) بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو اللہ جرائیل علیہ السلام کو فرماتا ہے میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر پس جرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنی شروع کر دیتے ہیں، پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پس تمام آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین میں اس کے لیے قبولیت اور پذیرائی رکھ دی جاتی ہے، اور جب کسی بندے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے ناخوش ہوں تو بھی اس سے عداوت رکھ، جبرائیل علیہ السلام بھی اس کے دشمن بن

جاتے ہیں، پھر آسمانوں میں منادی کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص سے اللہ ناخوش ہے تم بھی اس سے بیزار رہو چنانچہ آسمان والے اس سے بگڑ بیٹھتے ہیں، پھر وہی غضب اور ناراضگی زمین پر نازل ہوتی ہے۔[1]

پس اے نبی ﷺ! اس پاکیزہ کلام کو ہم نے تمہاری زبان میں آسان پیرائے اور آسان زبان میں اسی لئے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو سمجھنے اور عمل کرنے میں آسانی ہو، تم اس عام فہم کلام کے ذریعے سے پرہیز گاروں کو لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کی خوشخبری دے دو اور ہٹ دھرم لوگوں کو عذاب جہنم سے ڈراو، اللہ تعالیٰ نے اہل شرک کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ جس طرح کا تم لوگ شرک کر رہے ہیں ایسا ہی شرک قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود بھی کرتی تھیں، انہوں نے بھی اللہ کے سوا بے شمار معبود بنا رکھے تھے، وہ بھی انہیں مشکل کشا و حاجت روا، روزی رساں وغیرہ کا مالک تصور کرتے تھے، ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے رسوم عبادت بجالاتے تھے، اللہ کے پیغمبروں نے اپنی اپنی قوموں کو اس بدترین گمراہی سے روکا، دلائل و براہین سے معبودان باطلہ کی نفی کی اور اللہ کی وحدانیت و ربوبیت کی نشانیاں دکھلا کر اس کی طرف دعوت دی مگر ان اقوام نے نبیوں و رسولوں کی پاکیزہ دعوت پر غور و فکر کرنے کے بجائے اپنے واضح ترین دشمن شیطان کے ساتھی بن گئیں، شیطان نے ان کی آنکھوں پر گمراہی کی پٹی باندھ دی، ان کے کانوں کو بہرا بنا دیا اور ان کے اعمال کو خوشنما بنا کر دکھایا چنانچہ وہ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و ربوبیت کی ہو سو بکھری نشانیوں کو نہ دیکھ سکے، اللہ کے رسولوں کا پیغام ہدایت نہ سن سکے بلکہ اس دعوت کو روکنے کے لئے پیغمبروں کے مدمقابل کھڑے ہو گئے، انہوں نے دعوت حقہ کا مذاق اڑایا اور اپنی سرکشی پر جمے رہے، اپنے خالق و مالک رب کی پکڑ سے بے خوف ہو کر مطالبہ عذاب کیا اور پھر اسی جرم عظیم کی بدولت ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے، کیا تم ان تباہ شدہ اقوام کا کہیں نشان پاتے ہو یا ان کی دھیمی سی آواز بھی سنتے ہو؟ بس ان کے قصے باقی رہ گئے جو عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے عبرت ہیں، جو نصیحت کے متلاشی لوگوں کے لئے نصیحت ہیں، تو کیا وہ عذاب تم پر نازل نہیں ہو سکتا؟ کیا تم اللہ کی پکڑ سے دور ہو؟ یا اللہ سے بخشش و مغفرت کی کوئی سند حاصل کی ہوئی ہے؟ لہذا دعوت حق کو قبول کرو، رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو لازم جانو اور اپنے گناہوں کی اللہ سے مغفرت چاہو، اسی میں تمہاری دنیاوی و آخروی کامیابی و کامرانی ہے۔

مضامین سورۂ العنکبوت:

اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ صادق الایمان لوگوں میں عزم و ہمت اور استقامت پیدا کرنے کے لیے اور ضعیف الایمان لوگوں کو شرم دلانے کے لیے نازل فرمائی، اس سورہ کے شروع میں اہل ایمان سے کہا گیا کہ تم یہ خیال مت کرو کہ دعوت حق قبول کرنے کے بعد تمہاری آزمائش نہیں ہو گی، تم سے پہلے بھی سچے اور جھوٹے، مومن اور منافق میں امتیاز کرنے کے لیے ایمان والوں کی آزمائش ہوتی رہی ہے، مکہ معظّمہ میں مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم کا دور دورہ تھا دوسری طرف لوگوں کو ایمان سے دور رکھنے کے لئے خاندانی دباؤ اور والدین کے حقوق کو بطور حربہ استعمال کیا جاتا تھا، اس سلسلے میں وضاحت کی گئی کہ بلاشبہ والدین کے حقوق ہیں لیکن اگر وہ توحید کی راہ اپنانے سے روکیں اور شرک کی

---

[1] صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا حَبَّبَهُ لِعِبَادِهِ۶۷۰۵، صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ المِقَةِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى ۶۰۴۰، کتاب بدء الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ۳۲۰۹، مختصرا، کتاب التوحیدالجهمية بَابُ كَلاَمِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيلَ، وَنِدَاءِ اللَّهِ المَلاَئِكَةَ ۷۴۸۵

طرف مجبور کریں تو پھران کی اطاعت لازم نہیں، اگر والدین یا کوئی اور شخص یہ کہہ کر بہکانے کی کوشش کرے کہ وہ آخرت کے عذاب وثواب کی ذمہ داری قبول کرتا ہے تو یاد رکھو روز قیامت کوئی کسی کا جواب دہ نہ ہو گا ہر شخص کو اپنے اعمال کا جواب خود ہی دینا ہو گا، انبیاء کرام پر جو سختیاں کی گئیں مگر وہ آزمائش کی گھڑیوں میں راہ حق سے جڑے رہے وہ سختیاں نمایاں کی گئیں اور بتایا گیا کہ پھر رب کی مدد ان کے شامل حال رہی، انہی واقعات کو بیان کر کے اہل مکہ کو تنبیہ کی گئی کہ تم سے بیشتر اقوام بھی دعوت حق کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے تباہ وبرباد ہوئیں ،تم بھی انہی کی راہوں پر گامزن ہو لہذا تمہارا انجام بھی ان جیسا ہی ہو گا، انبیاء کے حوالے سے ان سخت ترین حالات میں مسلمانوں کو ہجرت کا کہا گیا کہ اگر ظلم وستم ناقابل برداشت ہو چکا ہے تو اللہ کی زمین بہت وسیع ہے لہذا گھر بار چھوڑ کر کسی امن والی جگہ پر ہجرت کر جاؤ جہاں اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کر سکو، سابقہ امتوں میں ابراہیم علیہ السلام، لوط علیہ السلام، اسحق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کے حالات بیان فرمائے ،قوم ثمود، قوم عاد، طوفان نوح کے ساتھ فرعون، قارون کے عبرت ناک انجام کا تذکرہ کیا اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ کی زمین پر نکل کر رب کی چاروں طرف بکھری نشانیوں پر غور وتدبر کریں، سورہ کے اختتام پر مشرکین کے بتوں کو مکڑی کے ساتھ تشبیہ دی گئی کہ جس طرح مکڑی کا جالا ازحد کمزور ہوتا ہے، جو سردی سے بچا سکتا ہے نہ گرمی سے اور نہ ہی تیز ہواؤں کا مقابلہ کر سکتا ہے، اسی طرح مشرکوں کے معبود بھی کمزور ہیں، نہ انہیں نقصان سے بچا سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں ایمان، اعمال صالحہ، والدین کے ساتھ حسن سلوک، مشکلات میں صبر، نماز کا قائم کرنا اور توحید کی عظمت کا ذکر کیا گیا اور برے اعمال، فسق وفجور، ظلم وعدوان سے بچنے کی تلقین فرمائی اور دنیاوی زندگی کی حقیقت بیان فرمائی، اہل مکہ کو نصیحت فرمائی کہ بیت اللہ کو ہم نے امن کا گہوارہ بنایا ہے، اور جو حق کا دشمن ہو اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے اور نیکوکاروں پر ہمارے احسانات ہیں اور ہم ان کے ساتھ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝١ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ

الف،ل۔م، کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے

لَا يُفْتَنُوْنَ ۝٢ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

ہوئے ہی چھوڑ دیں گے ؟ ان اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں

وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝٣ (العنکبوت ۱تا۳)

اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اہل ایمان کو صرف اس بات پر قبول نہیں کر لیتا کہ وہ یہ کہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے بلکہ ان کو خوشحالی اور تنگدستی، راحت اور مشقت، بشاشت اور ناگواری، فراخی اور محتاجی، بعض اوقات دشمنوں کی فتح وغلبہ اور دشمنوں کے خلاف قول

وفعل کے ساتھ جہاد وغیرہ جیسی آزمائشوں کے ذریعے سے آزماتا ہے، جو شخص ایمان کے تقاضوں پر عمل کرتا ہے، اپنی شہوات کے خلاف جدوجہد کرتا ہے تو یہ چیز اس شخص کے ایمان کی صداقت اور پختگی پر دلالت کرتی ہے، کچھ لوگوں کے پاس بہت قلیل ایمان اور کچھ لوگ اس سے بہت زیادہ بہرہ ور ہوتے ہیں، اس لئے اس مقام پر لوگ بہت سے درجات میں منقسم ہو جاتے ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور جو اس کسوٹی پر پورا نہیں اترتا وہ لاکھ اپنے ایمان کا دعویٰ کرے اللہ کے رجسٹر میں اہل ایمان لکھا ہوا نہیں ہوتا، مکہ مکرمہ میں جو شخص اسلام کی حقانیت جان کر، اسلامی تعلیمات کی گہرائی اور مضامین کی وسعت دیکھ کر، گزشتہ قوموں کے عبرت انگیز حالات سن کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتا تو سرداران مکہ کے ہاتھوں اس پر آفات ومصائب اور مظالم کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا اور اگر کسی بااثر خاندان کا کوئی شخص مسلمان ہوتا تو اس کے خاندان کے لوگ اسے طرح طرح سے تنگ کرتے اور اس کی زندگی اجیرن کر دیتے، کوئی غریب اگر مسلمان ہوتا تو اس کے روزی کے دروازے بند کر دیئے جاتے تاکہ اس کے اہل وعیال بھوکے مر جائیں یا پھر یہ شخص واپس ملت کفر پر آجائے، غلاموں اور لونڈیوں کا تو حال پہلے ہی برا تھا اور اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہو جاتا تو اس پر مظالم کا وہ سلسلہ شروع ہوتا جسے دیکھ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جائیں، ان حالات نے مکہ مکرمہ میں خوف ودہشت کا ماحول پیدا کر دیا تھا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ جو اسلام کی حقانیت کے قائل ہو چکے تھے ایمان لانے سے ڈرتے تھے، جبکہ کچھ نومسلم جن کے ایمان میں ابھی پختگی پیدا نہیں ہوتی تھی ایمان لانے کے بعد جب دردناک اذیتوں سے دوچار ہوتے تو پست ہمت ہو کر کفار کے آگے گھٹنے ٹیک دیتے مگر راسخ الایمان صحابہ کرام کے عزم وثبات میں کوئی تزلزل پیدا نہ ہوتا تھا مگر خوف وہراس کی کیفیت دیکھ کر ان پر بھی اضطراب کی کیفیت طاری ہو جاتی،

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الكَعْبَةِ، قُلْنَا لَهُ: أَلاَ تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلاَ تَدْعُو اللَّهَ لَنَا؟ قَالَ:كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الأَرْضِ، فَيُجْعَلُ فِيهِ، فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ، وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ، وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللَّهِ لَيُتِمَّنَّ هَذَا الأَمْرَ، حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ، لاَ يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ، أَوِ الذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ

چنانچہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیکا دیئے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب فرماتے؟ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ (ہم کافروں کی ایذا دہی سے تنگ آ چکے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لئے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا پھر ان کے سر پر آرا چلا کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے، لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے، اللہ کی قسم! یہ کام (اسلام) بھی کمال کو پہنچے اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پر امن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہو گا یا صرف بھیڑیئے کا خوف ہو گا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے

لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔ [1]

اس اضطرابی کیفیت کو ٹھنڈے صبر و تحمل میں تبدیل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو سمجھایا کہ ہمارے وعدے دنیا اور آخرت کی کامرانیوں و سرفرازیوں کے لئے ہیں کوئی شخص محض زبانی ایمان کا دعویٰ کر کے ان کا مستحق نہیں ہوسکتا بلکہ ایمان کے دعوے دار ہر شخص کو لازماً مختلف آزمائشوں کی بھٹی سے گزرنا ہو گا تاکہ وہ اپنے دعوے کی سچائی کا ثبوت مہیا کرے، اللہ کی جنت اتنی سستی نہیں ہے اور نہ دنیا ہی میں ہماری خاص عنایات ایسی ارزاں ہیں کہ تم بس زبان سے اللہ پر ایمان لانے کا اعلان کرو اور ہم وہ سب کچھ تمہیں بخش دیں، اللہ کی نعمتیں حاصل کرنے کے لئے تو امتحان شرط ہے، اس کے لئے تمہیں اللہ کی خاطر مشقتیں اٹھانی ہوں گی، جان و مال کا زیاں برداشت کرنا ہو گا، ہر طرح کی سختیاں جھیلنی ہوں گی، خطرات، مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کرنا ہو گا، تم لوگ خوف سے بھی آزمائے جاؤ گے اور رلالچ سے بھی، ہر وہ چیز چاہے وہ جان ہو یا مال، بیوی بچے ہوں یا کاروبار جسے تم عزیز و محبوب رکھتے ہو ہماری رضا پر اسے قربان کرنا پڑے گا، جیسے فرمایا

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ؁ [2]

ترجمہ: اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔

تب جا کر پتہ چلے گا کہ تمہارا ایمان سچا تھا یا جھوٹا اور یہ آزمائش تمہارے لئے خاص نہیں ہے بلکہ یہ تو ہر دور میں اہل ایمان کو پرکھنے کے لئے ہوتی رہی، جس نے بھی ایمان کا دعوی کیا اسے آزمائشوں کی بھٹی میں ڈال کر ضرور تپایا گیا ہے، جیسے فرمایا

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؀ [3]

ترجمہ: کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون وہ لوگ ہیں جنہوں نے (اس کی راہ میں) جاں فشانی کی اور اللہ اور رسول اور مومنین کے سوا کسی کو جگری دوست نہ بنایا جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ؁ [4]

ترجمہ: پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت کا داخلہ تمہیں مل جائے گا حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے حتی کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی (اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ) ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ ۳۶۱۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۳۶۴۶، السنن الکبری للبیہقی ۱۷۷۲۰

[2] البقرۃ ۱۵۵

[3] التوبۃ ۱۶

[4] البقرۃ ۲۱۴

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَـنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۴۲﴾ [1]

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ حَتّٰى نَعۡلَمَ الۡمُجٰهِدِيۡنَ مِنۡكُمۡ وَالصّٰبِرِيۡنَ ۙ وَنَبۡلُوَا۟ اَخۡبَارَكُمۡ ﴿۳۱﴾ [2]

ترجمہ: ہم ضرور تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ تمہارے حالات کی جانچ کریں اور دیکھ لیں کہ تم میں مجاہد اور ثابت قدم کون ہیں۔

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ:يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟قَالَ:الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا، اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ، ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ، وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کن لوگوں کا امتحان سخت ہوتا ہے، اور ان پر مصیبت زیادہ اترتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ سخت امتحان نبیوں کا ہوتا ہے، پھر صالح نیک لوگوں کا، پھر ان سے کم درجے والے، پھر ان سے کم درجے والے، انسان کا امتحان اس کے دین کے اندازے پر ہوتا ہے اگر وہ اپنے دین میں سخت اور قوی ہوتا ہے تو مصیبتیں بھی سخت نازل ہوتی ہیں اور اگر اس کے دین میں نرمی اور کمی ہوتی ہے تو اسی انداز سے بندہ پر مصیبت رہتی ہے یہاں تک کہ زمین پر چلتا ہے اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا (سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں)۔ [3]

جب دوسروں کو امتحان کے بغیر کچھ نہیں دیا گیا تو تمہاری کیا خصوصیات ہیں کہ محض زبانی دعوی پر اس عظیم الشان جنتوں سے نواز دیئے جاؤ، اہل ایمان کی اس طرح کی آزمائش کے بعد ہی نصرت کا فیصلہ ہوتا ہے، اس لئے آزمائشوں پر صبر کرو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ثابت قدمی سے اپنی منزل کی طرف گامزن رہو۔

اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ اَنۡ يَّسۡبِقُوۡنَا ؕ سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ﴿۴﴾ (العنکبوت ۴)

کیا جو لوگ برائیاں کر رہے ہیں انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے، یہ لوگ کیسی بری تجویزیں کر رہے ہیں۔

کیا مکہ مکرمہ کے ظالم سردار ولید بن مغیرہ، ملت کا فرعون ابوجہل، عتبہ، شیبہ، عقبہ بن ابی معیط اور حنظلہ بن وائل وغیرہ نے جن کے ارادوں پر جرائم کا ارتکاب اور برے افعال غالب ہیں یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ اس طرح مسلمانوں پر انسانیت سوز ظلم وستم ڈھا کر، ایمان لانے والوں کا راستہ

---

[1] آل عمران ۱۴۲

[2] محمد ۳۱

[3] جامع ترمذی کتاب الزهدبَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ ۲۳۹۸،سنن ابن ماجه كتاب الفتن بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ ۴۰۲۳، مسند احمد۱۵۵۵،صحیح ابن حبان ۲۹۰۱،شعب الایمان ۹۳۱۸،السنن الکبری للنسائی ۷۴۳۹،مسندابی یعلی ۸۳۰

روک کر سید الامم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مذاق واستہزا اڑا کر، اللہ کے نازل کردہ جلیل القدر کلام قرآن مجید کو بے حقیقت جان کر آرام وچین سے رہیں گے، کیا دنیا وآخرت میں ان کو ان کے اعمال کی جزا نہیں دی جائے گی؟ کیا یہ بھاگ کر ہماری دست رس سے دور نکل جائیں گے، جیسے فرمایا

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ ﴿۳۳﴾ (۱)

ترجمہ: اے گروہ جن وانس اگر تم زمین اور آسمان کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو، نہیں بھاگ سکتے اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔ کیا ان میں اتنی طاقت اور قدرت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے المناک عذاب سے بچ سکیں حالانکہ وہ سب سے کمزور اور سب سے عاجز مخلوق ہیں، یاد رکھو! ایسا ہرگز نہیں ہوگا، تم لوگ اللہ کے بارے میں ظن فاسد میں مبتلا ہو جبکہ وہ ہر بات سے باخبر اور ہر چیز پر قادر ہے، پھر اپنے رب کی نافرمانی کر کے اس کے مواخذہ وعذاب سے کس طرح بچ پاؤ گے، اے کفار ومشرکو! دین میں نئی نئی باتیں داخل کرنے والو! قرآن وسنت کی غلط تفسیر کرنے والو! اس دنیا میں اپنی خواہش نفس کے مطابق تم جو چاہو کر گزرو، جیسے اعمال چاہو جمع کر لو بالآخر ایک وقت مقررہ پر تمہیں اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے جہاں تمہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور اس وقت تمہیں سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۵﴾

جسے اللہ کی ملاقات کی امید ہو پس اللہ کا ٹھہرایا ہوا وقت یقیناً آنے والا ہے، وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے،

وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾

اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے، ویسے تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے،

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے مطابق سنت کام کیے ہم ان کے تمام گناہوں کو ان سے دور کر دیں گے

اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾ (العنکبوت ۵ تا ۷)

اور انہیں نیک اعمال کے بہترین بدلے دیں گے۔

نیکیوں کی کوشش:

شیطان نے باری تعالیٰ کے سامنے دعویٰ کیا تھا

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ (۲)

(۱) الرحمن ۳۳

(۲) الاعراف ۱۶،۱۷

ترجمہ: بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

...لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾ ①

ترجمہ: اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔

چنانچہ اپنے دعویٰ کے مطابق شیطان انسان کو ہر آن نیکی کے نقصانات سے ڈراتا اور بدی کے فائدوں اور لذتوں کا لالچ دلاتا رہتا ہے، اس کے برے اعمال کو خوش نما بنا کر دکھاتا رہتا ہے۔

...وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ... ﴿۳۸﴾ ②

ترجمہ: ان کے اعمال کو شیطان نے ان کے لیے خوشنما بنادیا۔

فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ ③

ترجمہ: پس جب ہماری طرف سے ان پر سختی آئی تو کیوں نہ انہوں نے عاجزی اختیار کی؟ مگر ان کے دل تو اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کو اطمینان دلایا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو خوب کر رہے ہو۔

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ ④

ترجمہ: جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے، یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔

پھر جب انسان شیطان کا دوست بن جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ ⑤

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے ان کے لیے ہم نے ان کے کرتوتوں کو خوشنما بنادیا ہے اس لیے وہ بھٹکے پھرتے ہیں۔

اور انسان کو ہمیشہ اس خام خیالی میں مبتلا رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے کہ انسان کو موت سے غافل رکھے، چنانچہ وہ انسان کے دل میں یہ خیال پیدا کرتا رہتا ہے کہ ابھی تو میں جوان، صحت مند اور طاقتور ہوں اس لئے موت کا وقت ابھی بہت دور ہے، مہلت کی بہت گھڑیاں ابھی باقی ہیں پہلے یہ کام کرلوں اللہ کو خوش کرنے کے لئے پھر عمل کرلوں گا یا اپنے کسی جرم کی توبہ کرلوں گا، مگر جو شخص اخروی زندگی کا قائل ہو، جس

---

① بنی اسرائیل ۶۲

② العنکبوت ۳۸

③ الانعام ۴۳

④ الزخرف ۳۶،۳۷

⑤ النمل ۴

شخص کو اللہ کی ملاقات کا اشتیاق ہو، جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اس نے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو کر اپنے اعمال کی جزا پانی ہے انہیں اس غفلت میں نہیں پڑا رہنا چاہیے بلکہ اہل ایمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ زندگی کی گنی چنی سانسیں ختم ہونے کو ہیں، عمل کی مہلت ختم ہوا ہی چاہتی ہے، موت کا وقت دور نہیں قریب آ گا ہے اس لئے اپنی عاقبت کی بھلائی کے لئے جو زاد راہ جمع کر سکتے ہیں جلد از جلد جمع کر لیں، طویل حیات کے بے بنیاد بھروسے پر اپنی اصلاح میں دیر نہ لگائیں، اور ان کو اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ اللہ کو ان کے اعمال کی خبر نہیں ہے یاد رکھو اللہ اپنے بندوں کی نیتوں کا جاننے والا دعاؤں کا سننے والا اور ان کے چھپے اور ظاہر سب اعمال کا جاننے والا ہے اور اسی کے مطابق وہ جزاو سزا بھی دے گا، اور لوگو اگر تم راہ راست اختیار کرو گے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سنت کے مطابق اعمال صالحہ کرو گے، اپنے عقائد وافکار درست اور پاکیزہ رکھو گے، اپنی زبان سے حق وانصاف کی بات کرو گے اور اپنی پوری زندگی اللہ کی اطاعت وبندگی میں اور اس کے احکام وقوانین کی پابندی میں بسر کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول پر کوئی احسان نہیں کرو گے بلکہ اس کا نہ ختم ہونے والا اجر وثواب کسی اور کو نہیں تمہیں ہی پہنچے گا، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا... ⑮ [۱]

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لئے کرے گا اور جو برائی کرے گا وہ آپ ہی اس کا خمیازہ بھگتے گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ㊻ [۲]

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ:يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ،

ابو ذر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا،

<u>يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ</u> تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ

[۱] الجاثية ۱۵

[۲] حم السجدة ۴۶

وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا،

اے میرے بندو!تم میرا نقصان نہیں کر سکتے اور نہ مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہو،اے میرے بندو!اگر تمہارے اگلے اور پچھلے تمام انسان اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تمہارا بڑا پرہیز گار شخص تو میری سلطنت میں کوئی قوت واضافہ نہیں ہو جائے گا،اے میرے بندو!اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے تمام آدمی اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تمہارا بڑا بدکار شخص تو میری بادشاہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہو جائے گی۔[1]

اللہ تعالیٰ بھلائیوں کی قدر فرماتا اور انہیں بڑھاتا ہے اس لئے وہ اپنی رحمت سے تمہاری ایک ایک نیکی پر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر وثواب دے گا،جیسے فرمایا

مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ... ﴿۱۶۰﴾ [2]

ترجمہ:جو اللہ کے حضور نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔

مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ... ﴿۸۴﴾ [3]

ترجمہ:جو کوئی بھلائی لے کر آئے گا اس کے لیے اس سے بہتر بھلائی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْھَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ [4]

ترجمہ:اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اُسے دو چند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

اللہ اپنے فضل وکرم سے تمہاری امیدیں بر لائے گا،وہ تمہیں اس دنیا میں بھی عزت وسربلندی،رعب ودبدبہ اور وقار عطا فرمائے گا اور کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰۗىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ [5]

ترجمہ:سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

اس لئے آخرت میں بھی تمہاری بشری کمزوریوں سے سرزد گناہوں سے درگزر فرمائے گا،اللہ کی رضا وخوشنودی تمہارے حصے میں آئے گی اور جنت کی لازوال دائمی نعمتوں کے تم ہی وارث بنو گے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۲ ،شعب الایمان ۶۶۸۶،شرح السنة للبغوی ۱۲۹۱

[2] الانعام ۱۶۰

[3] القصص ۸۴

[4] النسائ ۴۰

[5] الفرقان ۷۰

وَ وَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ حُسۡنًا ؕ وَ اِنۡ جَاهَدٰكَ

ہم ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ

لِتُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا ؕ اِلَىَّ مَرۡجِعُكُمۡ فَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ

اسے شریک کرلیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانیئے، تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے

تَعۡمَلُوۡنَ ۞ ۸ وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَـنُدۡخِلَـنَّهُمۡ فِى الصّٰلِحِيۡنَ ۞ ۹ (العنکبوت ۸،۹)

تھے تمہیں خبر دوں گا، اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک کام کئے انہیں اپنے نیک بندوں میں شمار کرلوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوت اسلام پر کئی نوجوان بھی مسلمان ہو گئے تھے ان کو ایک دھوکا دے کر بہکانے کی کوشش کی گئی کہ ماں باپ کے حقوق اولاد پر بے حد وحساب ہیں اس لئے اپنے آباؤ اجداد سے بغاوت کر کے والدین کو اذیت نہیں دینا چاہیے، ایسے ہی نوجوانوں میں اٹھارہ ،انیس سال کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ (ابوسفیان کی بھتیجی) کو جب علم ہوا کہ اس کا بیٹا مسلمان ہو گیا ہے تو اس نے قسم کھائی اور کہا

أَنْ لَا تُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّى يَكْفُرَ بِدِينِهِ، وَلَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ، زَعَمْتَ أَنَّ اللهَ وَصَّاكَ بِوَالِدَيْكَ، وَأَنَا أُمُّكَ، وَأَنَا آمُرُكَ بِهَذَا مَكَثَتْ ثَلَاثًا حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِفَقَامَ ابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَهُ عُمَارَةُ، فَسَقَاهَافَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى سَعْدٍ

میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی جب تک تو اپنا دین (اسلام) چھوڑ کر اپنے آباؤ اجداد کے دین پر پلٹ کر نہیں آؤ گے میں اس وقت تک نہ کھاؤں گی نہ کچھ پیوں گی، اللہ نے تمہاری کتاب میں حکم دیا ہے کہ اپنے قول وفعل میں والدین کی نافرمانی نہ کرو اور نہ اس کے ساتھ برا سلوک کرو بلکہ ان کی خدمت اور ادب واحترام کرو میں تمہاری ماں ہوں اور تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف پلٹ آؤ، چنانچہ اس نے یہی کیا اور تین دن تک یوں ہی نہ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ اس کو غش آ گیا آخر اس کا بیٹا جس کا نام عمارہ تھا کھڑا ہوا اور اس کا پانی پلایا، وہ سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کو بد دعا کرنے لگی۔ [1]

ماں کی یہ بات سن کر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور رسید کونین ﷺ کی خدمت میں آ کر تمام ماجرا کہہ سنایا اس پر آیت نازل ہوئی کہ بیشک مخلوقات میں والدین کا حق سب سے بڑھ کر ہے لیکن والدین کی خاطر دین حق کو ترک مت کرنا، البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد ان کی جائز باتوں میں ان کی اطاعت کرو، ان سے عزت واحترام کے ساتھ کلام کرو، محبت اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھکے رہو، ان کی مالی وجسمانی خدمت کرو، جیسے فرمایا

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ

---

[1] صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة بَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۶۲۳۸، جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ العَنْكَبُوتِ ۳۱۸۹، صحیح ابن حبان ۶۹۹۲، مسندابی یعلی ۷۸۲ش

لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ﴿٢٤﴾ [١]

ترجمہ: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ (شریفانہ) بات کرو اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو۔

لیکن اگر وہ دونوں اپنا بھرپور زور لگا کر اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ شرک پر مجبور کریں جبکہ ان کے پاس شرک کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے تو یہ بات کسی صورت بھی قابل قبول نہ کرو، سورہ لقمان میں اس مضمون کو پورے زور کے ساتھ دوہرایا گیا

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ... ﴿١٥﴾ [٢]

ترجمہ: لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان، دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ۔

عَنْ مُحَمَّدٍ، أَنَّ زِيَادًا اسْتَعْمَلَ الْحَكَمَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ عَلَى خُرَاسَانَ قَالَ: فَجَعَلَ عِمْرَانُ يَتَمَنَّاهُ فَلَقِيَهُ بِالْبَابِ فَقَالَ: لَقَدْ كَانَ يُعْجِبُنِي أَنْ أَلْقَاكَ. هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ ؟ قَالَ الْحَكَمُ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَبَّرَ عِمْرَانُ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے زیاد نے حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا، عمران رضی اللہ عنہ کو ان سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی اور وہ ان سے گھر کے دروازے پر ملے اور کہا کہ مجھے آپ سے ملنے کی خواہش تھی کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے؟ حکم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں! اس پر عمران رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا۔ [٣]

اگر تم نے ان کے دباؤ میں آ کر اللہ کی ذات وصفات وافعال میں کسی کو شریک کر لیا جو اللہ تعالیٰ پر ایک تہمت ہے، ظلم عظیم ہے تو پھر یاد رکھو ہماری طرف ہی تمہیں پلٹ کر آنا ہے وہاں ہر ایک کی بازپرس اس کی شخصی ذمہ داری کی بنیاد پر ہوگی، اگر والدین نے اولاد کو گمراہ کیا ہو گا تو وہ پکڑے جائیں گے اور اگر اولاد نے والدین کی خاطر گمراہی قبول کی ہے تو اسے سزا ملے گی، اور اگر اولاد نے راہ راست اختیار کی اور والدین کے جائز حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کی تو اپنی عبادت اور والدین کی اطاعت کرنے کا بھرپور بدلہ دوں گا، ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو اپنے صالحہ بندوں کے ساتھ ملا دوں گا، لیکن والدین نے صرف اس قصور پر اسے ستایا کہ اس نے گمراہی میں ان کا ساتھ کیوں نہ دیا تو وہ اللہ کے مواخذے سے نہ بچ سکیں گے، اور جو لوگ دعوت حقہ پر غیر متزلزل ایمان لائے ہوں گے اور جنہوں نے اعمال صالحہ اختیار کیے ہوں گے ان کو ہم ضرور صالحین میں داخل کریں گے۔

---

[١] بنی اسرائیل ۲۳

[٢] لقمان ۱۵

[٣] مسند احمد ۱۹۸۸۰

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو زبانی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں لیکن جب اللہ کی راہ میں کوئی مشکل آن پڑتی ہے تو لوگوں

كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَ لَىِٕنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ

کی ایذاء دہی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح بنالیتے ہیں، ہاں اگر اللہ کی مدد آجائے تو پکار اٹھتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھی ہی ہیں،

اَوَ لَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَ لَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کیا دنیا جہان کے سینوں میں جو کچھ ہے اسے اللہ تعالیٰ دانا نہیں ہے؟ جو لوگ ایمان لائے انہیں بھی ظاہر کر کے رہے گا

وَ لَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَ لْنَحْمِلْ

اور منافقوں کو بھی ظاہر کر کے رہے گا کافروں نے ایمان والوں سے کہا کہ تم ہماری راہ کی تابعداری کرو تمہارے

خَطٰيٰكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲

گناہ ہم اٹھا لیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی نہیں اٹھانے والے یہ تو محض جھوٹے ہیں،

وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ٞ وَ لَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

البتہ یہ اپنے بوجھ ڈھولیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ ہی اور بوجھ بھی، اور جو کچھ افترا پردازیاں کر رہے ہیں

عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳ؑ (العنکبوت ۱۰تا۱۳)

ان سب کی بابت ان سے باز پرس کی جائے گی۔

اہل باطل کا ایک فریب:

منافق ہمیشہ اپنے آپ کو اہل ایمان کے زمرہ میں شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اپنے ایمان کا ذکر اس طرح کرتا ہے کہ گویا وہ بھی ویسا ہی مومن ہے جیسے دوسرے ہیں، فرمایا لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو زبانی دعویٰ کرتا ہے کہ ہم اللہ وحدہ لاشریک پر اور اس کی نازل کردہ شریعت پر ایمان لائے، مگر اس کے ایمان لانے کی حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ کی راہ میں اس پر کوئی مشکل آن پڑتی ہے تو کفار کی دھمکیوں، ظلم وستم اور قید وبند کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھ لیتا ہے، اور ان تکالیف اور مصائب کی وجہ سے ایمان پر ثابت قدم رہنے کے بجائے اس کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے اور وہ گھبرا کر ایمان اور نیکی کو چھوڑ کر کفار کے ساتھ جا ملتا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فِتْنَتُهُ أَنْ يَرْتَدَّ عَنْ دِينِ اللَّهِ إِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کی آزمائش یہ ہے کہ جب اسے اللہ کے رستے میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو وہ دین سے مرتد ہو جاتا ہے۔ [1]

اب اگر دین کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و غلبہ نصیب ہو جائے تو یہی شخص فتح کے ثمرات میں حصہ بٹانے کے لئے آجائے گا اور مسلمانوں سے کہے گا کہ میں تو تمہارا دینی بھائی ہوں اور تمہاری کامیابی و کامرانی کے لئے بارگاہ الٰہی میں گڑگڑاتا رہا ہوں، میری نگاہ میں تمہاری جانفشانیوں اور قربانیوں کی بڑی قدر و منزلت ہے، ایسے لوگ ان لوگوں کی صنف سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝۱۲ [2]

ترجمہ: اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی مصیبت آگئی تو الٹا پھر گیا اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی، یہ ہے صریح خسارہ، پھر وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتا ہے جو نہ اس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ، یہ ہے گمراہی کی انتہا۔

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔۔۔ ۝۱۴۱ [3]

ترجمہ: یہ منافق تمہارے معاملے میں انتظار کر رہے ہیں (کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے) اگر اللہ کی طرف سے فتح تمہاری ہوئی تو آ کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اگر کافروں کا پلہ بھاری رہا تو ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے خلاف لڑنے پر قادر نہ تھے اور پھر بھی ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچایا؟۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ ضَعْفِ الْيَقِينِ أَنْ تُرْضِيَ النَّاسَ بِسَخَطِ اللهِ، وَأَنْ تَحْمَدَهُمْ عَلَى رِزْقِ اللهِ، وَأَنْ تَذُمَّهُمْ عَلَى مَا لَمْ يُؤْتِكَ اللهُ إِنَّ رِزْقَ اللهِ لَا يَجُرُّهُ حِرْصُ حَرِيصٍ، وَلَا يَرُدُّهُ كُرْهُ كَارِهٍ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ یہ (ایمان اور اللہ پر) یقین کی کمزوری کی علامات ہیں کہ تو اللہ کی ناراضی مول لے کر لوگوں کو خوش کرے اور اللہ نے جو رزق لوگوں کو دے رکھا ہے اس پر تو ان کی مدح و ستائش کرے اور جو رزق اللہ نے (لوگوں کو دیا ہے لیکن) تجھے نہیں دیا اس پر تو ان کی مذمت کرے، یقیناً اللہ تعالیٰ کے رزق کو نہ کسی حریص کھینچ کر لا سکتا ہے اور نہ کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی اسے روک سکتی ہے۔ [4]

---

[1] تفسیر طبری ۱۳؍۲۰

[2] الحج ۱۲،۱۱

[3] النساء ۱۴۱

[4] شعیب الایمان ۲۰۳

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:من التمس رضا اللَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ رَضِيَ اللَّهِ عَنْهُ وَأَرْضَى النَّاسَ عَنْهُ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ الله سخط الله عَلَيْهِ وأسخط النَّاس عَلَيْهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی رکھے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے۔ (۱)

گو تم لوگ زبان سے مسلمانوں کا ساتھی ہونا ظاہر کرتے ہو مگر کیا اللہ علام الغیوب کو جو دلوں میں چھپے بھید جانتا ہے لوگوں کے دلوں کا حال بخوبی معلوم نہیں ہے؟ جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ؀۳۸ (۲)

ترجمہ: بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے، وہ تو سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ؀۱۹ (۳)

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ؀۴ (۴)

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا اسے علم ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے، اور وہ دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

اور اللہ تو تمہیں خوشی اور تکالیف دے کر ضرور آزمائے گا تاکہ نیک و بد اور مومن و مفاد پرست میں تمیز ہو جائے اور مخلص مومنوں کے درجات بلند کیے جائیں جیسے فرمایا

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ؀۳۱ (۵)

ترجمہ: ہم ضرور تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ تمہارے حالات کی جانچ کریں اور دیکھ لیں کہ تم میں مجاہد اور ثابت قدم کون ہیں۔

غزوہ احد کے بعد جس میں مسلمان اختیار و امتحان کی بھٹی سے گزارے گئے، فرمایا

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔۔۔ ؀۱۷۹ (۶)

(۱) موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان ۱۵۴۲،۳۷۰،۳/۱

(۲) فاطر ۳۸

(۳) المومن ۱۹

(۴) التغابن ۴

(۵) محمد ۳۱

(۶) آل عمران ۱۷۹

ترجمہ: اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہر گز نہ رہنے دے گا جس میں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔

جب اہل ایمان کی تعداد روز افزوں تھی تو کفار و مشرکین کمزور اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو راہ راست سے بہکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اول تو حیات بعد الموت، حشر و نشر اور حساب کتاب کی یہ سب باتیں ایک ڈھکوسلے سے زیادہ نہیں ہیں لیکن اگر بالفرض محال کوئی دوسری زندگی ہے بھی اور اس میں کوئی باز پرس ہونی ہے تو تمہاری خطاؤں، گناہوں کو ہم اپنی گردنوں پر اٹھالیں گے اور جو عذاب ہوگا وہ ہم بھگت لیں گے اس لئے ہماری بات مان لو اور اس نئے دین کو یا اس کے کچھ حصے کو چھوڑ کر اپنے آباؤاجداد کے دین کی طرف پلٹ آؤ، اس فریب سے آگاہی کے لئے فرمایا قیامت کے روز وہ کسی کے گناہوں میں سے کچھ بھی اپنی گردنوں پر نہیں اٹھائیں گے اور نہ کسی کے جرم کی سزا کسی دوسرے ہی کو دی جائے گی، میدان محشر میں جہاں جہنم اپنے غیض و غضب سے پھٹنے کو ہو گی اور اس میں سے ہولناک آوازیں نکل رہی ہوں گی۔

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ... ﴿٨﴾ [1]

ترجمہ: شدت غضب سے پھٹی جاتی ہو گی۔

اس عذاب کو دیکھ کر تو نفسا نفسی کا یہ عالم ہو گا

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿٣٤﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَىِٕذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿٣٧﴾ [2]

ترجمہ: آخر کار! جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہو گی اس روز آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا اِن میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔

اس ہولناک روز ہر شخص کو اپنی پڑی ہو گی اس وقت کوئی کسی کا عذاب اپنی گردن پر نہیں لے گا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى... ﴿١٨﴾ [3]

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

کوئی قریبی رشتہ دار بھی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى... ﴿١٨﴾ [4]

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لدا ہوا نفس اپنا بوجھ اُٹھانے کے لیے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنیٰ حصہ بھی بٹانے کے لیے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اور نہ کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو پوچھے گا کہ تو کس حال میں ہے۔

[1] الملک ۸

[2] عبس ۳۳تا ۳۷

[3] فاطر ۱۸

[4] فاطر ۱۸

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۰﴾ [۱]

ترجمہ: اور کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا۔

اور یہ تو اللہ کا ہمیشہ سے پیغام رہا ہے کہ قیامت کے روز کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ [۲]

ترجمہ: کیا اُسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں اور اس ابراہیم کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟ یہ کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔

وہ قطعاً جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے گناہوں کا بوجھ اپنی گردنوں پر اٹھالیں گے، ہاں! یہ ائمہ کفر اور داعیان ضلال قیامت کے روز اپنے بوجھوں کے ساتھ ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جو ان کی سعی و کاوش سے گمراہ ہوئے تھے، اسی مضمون کو ایک مقام پر یوں فرمایا

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ [۳]

ترجمہ: یہ باتیں وہ اس لیے کرتے ہیں کہ قیامت کے روز اپنے بوجھ بھی پورے اٹھائیں اور ساتھ ساتھ کچھ ان لوگوں کے بوجھ بھی سمیٹیں جنہیں یہ بربنائے جہالت گمراہ کر رہے ہیں۔

وہاں تو یہ عالم ہو گا کہ لوگ اپنی جان بچانے کے لئے کچھ بھی فدیہ میں دینے کو تیار ہوں گے مگر کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا، دیکھو! کیسی سخت ذمہ داری ہے جو یہ اپنے سر لے رہے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو راہ حق کی دعوت دے اسے اس قدر ثواب ہے جس قدر اس کی اتباع کرنے والوں کو ہو گا ان اتباع کرنے والوں میں سے کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہو گی، اور جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی تو اسے اس قدر گناہ ہو گا جس قدر اس کی پیروی کرنے والوں کو ہو گا اس وجہ سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہو گی۔ [۴]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ

---

[۱] المعارج۱۰

[۲] النجم۳۶تا۳۸

[۳] النحل۲۵

[۴] صحیح مسلم کتاب العلم بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ۶۸۰۴،سنن ابوداودکتاب السنة بَابُ لُزُومِ السُّنَّةِ من دعاالی کزوم السنة۴۶۰۹،سنن ابن ماجه المقدمة بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً۲۰۳،جامع ترمذی ابواب العلم بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى فَاتُّبِعَ أَوْ إِلَى ضَلَالَةٍ۲۶۷۴، مسند احمد۹۱۶۰، مسند البزار ۸۳۳۸، صحیح ابن حبان ۱۱۲،سنن دارمی ۵۳۰،مسندابی یعلی ۶۴۸۹،شرح السنة للبغوی ۱۰۹

الأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ القَتْلَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین پر جتنی خونریزیاں ہوتی ہیں آدم علیہ السلام کا لڑکا جس نے اپنے بھائی کو ناحق قتل کر دیا تھا اس پر اس خون کا وبال پڑتا ہے کیونکہ قتل ناحق کی بری رسم اسی نے قائم کی تھی۔ [1]

اور روز قیامت یقیناً ان سے اس افترا پردازی پر کہ ہم تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھالیں گے اور اسی طرح کی دوسری چالبازیوں کی بابت باز پرس کی جائیگی جو وہ کرتے رہے ہیں،

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَّغَ مَا أُرْسِلَ بِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ، فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُقْسِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: وَعِزَّتِي لَا يَجُوزُنِي الْيَوْمَ ظُلْمٌ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ فَيَقُولُ: أَيْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ؟ فَيَأْتِي تَتْبَعُهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ أَمْثَالُ الْجِبَالِ فَيُشْخِصُ النَّاسُ إِلَيْهَا أَبْصَارَهُمْ حَتَّى يَقُومَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَأْمُرُ الْمُنَادِي فَيُنَادِي مَنْ كَانَتْ لَهُ تَبَاعَةٌ أَوْ ظُلَامَةٌ عِنْدَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، فَهَلُمَّ فَيُقْبِلُونَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا قِيَامًا بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ، فَيَقُولُ الرَّحْمَنُ: اقْضُوا عَنْ عَبْدِي فَيَقُولُونَ: كَيْفَ نَقْضِي عَنْهُ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: خُذُوا لَهُمْ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَلَا يَزَالُونَ يَأْخُذُونَ مِنْهَا حَتَّى لَا يَبْقَى لَهُ حَسَنَةٌ،

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب کچھ پہنچادیا جس کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا گیا تھا فرمایا اپنے آپ کو ظلم سے بچاؤ بے شک اللہ تعالیٰ روز قیامت قسم کھائے گا چنانچہ ارشاد فرمائے گا مجھے اپنی عزت (وجلال) کی قسم! آج ظلم مجھ سے بچ نہ سکے گا، پھر ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ وہ آئے گا تو اس کے پیچھے پہاڑوں جیسی نیکیاں آرہی ہوں گی، لوگ آنکھیں اٹھا اٹھا کر ان کی طرف دیکھیں گے حتی کہ وہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہو جائے گا تو وہ منادی کا حکم دے گا اور یہ اعلان کرے گا کہ جس کا فلاں بن فلاں پر کوئی حق ہے یا اس نے کسی پر ظلم کیا ہے تو وہ آجائے، لوگ آکر جمع ہوتے جائیں گے اور رحمان عزوجل کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے، رحمان فرمائے گا میرے بندے کی طرف سے ادا کر دو، وہ کہیں گے کہ ہم اس کی طرف سے کیسے ادا کریں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کی نیکیاں لے کر ان کو دے دو، (فرشتے) اس کی نیکیاں لے کر ان (حق داروں) کو دینا شروع کر دیں گے حتی کہ اس کی نیکیاں نہ بچیں گی،

وَقَدْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ الظُّلَامَاتِ، فَيَقُولُ: اقْضُوا عَنْ عَبْدِي: فَيَقُولُونَ: كَيْفَ نَقْضِي عَنْهُ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: خُذُوا لَهُمْ مِنْ حَسَنَاتِهِ ، فَلَا يَزَالُونَ يَأْخُذُونَ مِنْهَا حَتَّى لَا يَبْقَى لَهُ حَسَنَةٌ، وَقَدْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ الظُّلَامَاتِ فَيَقُولُ: اقْضُوا عَنْ عَبْدِي، فَيَقُولُونَ: لَمْ يَبْقَ لَهُ حَسَنَةٌ، فَيَقُولُ: خُذُوا مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ فَاحْمِلُوهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ نَزَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاءَ بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۳۳۳۵،وکتاب الدیات بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ أَحْيَاهَا۶۸۶۷،وکتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلاَلَةٍ، أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً ۷۳۲۱،صحیح مسلم کتاب القسامة والمحاربین بَابُ بَيَانِ إِثْمِ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۴۳۷۹، سنن ابن ماجہ کتاب الدیات بَابُ التَّغْلِيظِ فِي قَتْلِ مُسْلِمٍ ظُلْمًا ۲۶۱۷،سنن نسائی کتاب المحاربة كِتَابُ تَحْرِيمِ الدَّمِ۳۹۹۰ ، مسنداحمد۳۶۳۰،السنن الکبری للنسائی ۳۴۳۳،مصنف ابن ابی شیبة ۲۷۷۵۹، شرح السنة للبغوی ۱۱۱

بِهٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ: {وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ} [۱]

اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کی طرف سے ادا کرو توفرشتے کہیں گے اس کی تو ایک نیکی بھی نہیں بچی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان حق داروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دو، پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس آیت کریمہ سے استدلال فرمایا وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ”ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی اور قیامت کے روز یقیناً ان سے ان افتراپردازیوں کی باز پرس ہوگی جو وہ کرتے رہے ہیں۔“[۲]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ اور اسباب نہ ہو، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا یقیناً میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزے اور زکواۃ سمیت حاضر ہوگا جبکہ اس نے کسی کو گالی دی ہے کسی پر بہتان باندھا ہے کسی کا مال کھایا ہے کسی کا خون بہایا ہے اور کسی کو مارا ہے، چنانچہ اس (مظلوم) کو اس کی نیکیوں میں سے کچھ دیا جائے گا اور اس کو بھی اس کی نیکیوں میں سے (دیا جائے گا) پس اگر اس عائد شدہ حقوق کی مکمل ادائیگی ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان (مظلومین) کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔[۳]

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ

اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان میں ساڑھے نوسو سال تک رہے، پھر تو انہیں طوفان نے دھر پکڑا

الطُّوْفَانُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَ جَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

اور وہ تھے ظالم، پھر ہم نے انہیں اور کشتی والوں کو نجات دی اور اس واقعہ کو ہم نے تمام جہان کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا،

وَ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اور ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو، اگر تم میں دانائی

---

[۱] العنکبوت: ۱۳

[۲] تفسیرابن ابی حاتم ۹/۳۰۳۹، الدر المنثورفی التفسیربالماثور ۶/۴۵۴

[۳] صحیح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۹

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ

ہے تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے، تم تو اللہ کے سوا بتوں کی پوجا پاٹ کر رہے ہو اور جھوٹی باتیں دل سے گھڑ لیتے ہو،

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا

سنو! جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ تو تمہاری روزی کے مالک نہیں پس تمہیں چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ ہی سے

عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ

روزیاں طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کی شکر گزاری کرو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے، اور اگر تم جھٹلاؤ

اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ (العنکبوت ۱۶تا۱۸)

تو تم سے پہلے کی امتوں نے بھی جھٹلایا ہے، رسول کے ذمے تو صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی حوصلہ افزائی:

پھر نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ دے کر فرمایا ہم نے اپنے بندے اور رسول نوح علیہ السلام کو ان کی قوم میں مبعوث فرمایا جو تمہاری طرح بے شمار چھوٹے بڑے معبودان باطلہ کی پرستش میں مبتلا تھے، نبوت پر سرفراز ہونے کے بعد نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو صبر و ثبات اور عزم و استقلال کے ساتھ رات دن، کھلے اور چھپے دعوت توحید دیتے رہے، اس دوران وہ انہیں مسلسل ایمان لانے پر اللہ کی خوشنودی اور جنت کی لازوال اور دائمی نعمتوں کی خوشخبریاں اور انکار پر جہنم کے المناک عذاب کی وعید سناتے رہے، مگر اتنی طویل مدت تک قوم کے شدائد برداشت کرنے کے باوجود وہ اپنی قوم کو دعوت دینے سے اکتائے اور نہ ان کی خیر خواہی سے باز آئے، مگر ان کی قوم رشد و ہدایت قبول کرنے کے بجائے اپنی سرکشی اور گمراہی میں اور بڑھتی چلی گئی، بالآخر نوح علیہ السلام نے بے انتہا صبر، حلم اور تحمل کے باوجود ان الفاظ میں بد دعا کی۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ: اور نوح نے دعا کی میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہو گا بدکار اور سخت کافر ہی ہو گا۔

اور اللہ علام الغیوب نے بھی توثیق فرمائی۔

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ ۔۔ ﴿۳۶﴾ [2]

---

[1] نوح ۲۶،۲۷

[2] ہود ۳۶

ترجمہ: نوح پر وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے بس وہ لا چکے اب کوئی ماننے والا نہیں ہے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اپنے نبی اور چند اہل ایمان کو اپنے فضل و کرم سے سفینہ نوح کے ذریعہ سے بچا لیا اور دعوت حق کی تکذیب کرنے والوں کو ان کے جرم کی سزا میں غرق کر کے دنیا کے لئے نشان عبرت بنا دیا، جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۴۰ (١)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا اور وہ تنور ابل پڑا تو ہم نے کہا ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھ لو اپنے گھر والوں کو بھی، سوائے ان اشخاص کے جن کی نشاندہی پہلے کی جا چکی ہے اس میں سوار کرا دو اور ان لوگوں کو بھی بٹھا لو جو ایمان لائے ہیں اور تھوڑے ہی لوگ تھے جو نوح کے ساتھ ایمان لائے تھے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝۴۱ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝۴۲ (٢)

ترجمہ: ان کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا اور پھر ان کے لیے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ۝۱۱ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝۱۲ (٣)

ترجمہ: جب پانی کا طوفان حد سے گزر گیا تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر دیا تھا تاکہ اس واقعہ کو تمہارے لیے ایک سبق آموز یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اس کی یاد محفوظ رکھیں۔

تو اے نبی ﷺ! آپ اپنی قوم کی تکذیب پر دل رنجیدہ نہ کریں ہدایت و ضلالت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶ (٤)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

جن لوگوں کے مقدر میں جہنم کا ایندھن بننا لکھ دیا گیا ہے وہ کوئی بھی نشانی دیکھ لیں انہیں ایمان نصیب نہیں ہو گا، جیسے فرمایا

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝۹۷ (٥)

ترجمہ: ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آ جائے وہ بھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

---

(١) هود ۴۰

(٢) یٰسین ۴۱،۴۲

(٣) الحاقة ۱۱،۱۲

(٤) القصص ۵۶

(٥) یونس ۹۷

جس طرح نوح علیہ السلام کو اور ان کے پیرو کاروں کو نجات ملی تھی اور ان کی تکذیب کرنے والے ہلاک ہو گئے تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید آپ ہی کو حاصل ہو گی، اور آخر میں غلبہ آپ ہی کو ملے گا اور آپ کے مخالفین ذلیل وخوار ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے امام الموحدین ابراہیم خلیل اللہ کو ان کی قوم میں مبعوث فرمایا انہوں نے بھی اپنی قوم کو یہی بنیادی دعوت دی تھی کہ اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈرو اور معبودان باطلہ کی پرستش سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو، تمہارے ان معبودوں کا وجود ایک جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے، یہ تو سونے چاندی، پیتل اور مٹی پتھر کے چند بے جان ٹکڑے ہیں جنہیں تم اپنی خواہش کے مطابق تراش کر ایک خاص شکل وصورت بناتے ہو، پھر انہیں خدائی اختیارات وصفات سونپ کر ان کی عبادت اور تمسک کے لئے جھوٹے احکام گھڑتے ہو، پھر اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے ان بے جان بتوں سے امیدیں وابستہ کرتے ہو اور انہیں حاجت روا اور مشکل کشا باور کر لیتے ہو، حالانکہ یہ بت نہ تو دیکھ سکتے ہیں کہ تمہاری حالت زار کا مشاہدہ کر سکیں، یہ نہ تو تمہاری پکار کو سن سکتے ہیں، نہ ہی تمہیں نفع یا نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہی تمہاری روزی کے اسباب ووسائل میں سے کسی بھی چیز کے مالک ہیں، نہ یہ آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں، نہ زمین میں درخت اگا سکتے ہیں اور نہ سورج کی حرارت پہنچا سکتے ہیں اور نہ تمہیں وہ صلاحیتیں دے سکتے ہیں جنہیں بروئے کار لا کر تم قدرت کی ان چیزوں سے فیض یاب ہوتے ہو تو یہ بے جان خوبصورت ٹکڑے تمہارے روزی رساں کیسے ہو سکتے ہیں، مشکلات ومصائب میں تمہاری حاجت روائی اور مشکل کشائی کیسے کر سکتے ہیں، اللہ ہی اپنی تمام مخلوقات کو رزق دینے والا ہے اور ہر مخلوق اللہ کا شکر بجالاتی اور حمد بیان کرتی ہے، اللہ نے تمہیں تمام مخلوقات پر فوقیت عطا فرمائی ہے جب تم بھی اس کا رزق کھاتے ہو تو اسی کی بے شمار عطا فرمائی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اسی وحدہ لاشریک کی عبادت کرو، اور تمہارا یہ عقیدہ کہ یہ بے شمار چھوٹے بڑے دیوی دیوتا اللہ کے اوتار یا اس کی اولاد ہیں، اللہ کے مقرب خاص اور اس کے ہاں شفیع ہیں، یہ شفا دینے والے ہیں، اولاد عطا فرمانے والے ہیں، تمہاری پرورش کا سامان کرتے اور رزق مہیا کرنے والے ہیں، زندگی اور موت کی قدرت رکھتے ہیں اور تمہارا مستقبل ان کی عنایات سے وابستہ ہے کہ اگر یہ ناراض ہو گئے تو تمہارا خانہ خراب کر دیں گے؟ اس طرح کی تمام باتیں تم لوگوں نے اپنے وہم وگمان سے خود تصنیف کر لی ہیں حالانکہ ان میں سے کوئی بھی نہ تو خود معبودیت کا استحقاق رکھتا ہے اور نہ ہی ان کو کوئی طاقت، قدرت واختیار حاصل ہے، اس لئے اللہ کی نافرمانی سے ڈرو جس کی طرف تم لوگوں نے پلٹنا ہے، اس دن وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا اور جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے رہے ہو اس کے بارے میں تمہیں آگاہ کرے گا، پس تم شرک کی حالت میں اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے بچو اور اپنی ہر چھوٹی بڑی ضرورت اور مشکل میں اللہ کی طرف رجوع کرو جو سنتا دیکھتا اور جانتا ہے، جس کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں ہے اور اپنی دائمی زندگی کی فکر کرو، اور اگر میری دعوت توحید، موت کے بعد دوبارہ زندگی اور حشر ونشر کو جھٹلاتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں، نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام وغیرہ بھی یہی تعلیم لے کر آئے تھے اور ان کی قوموں نے بھی تمہاری طرح اس دعوت کو جھٹلایا تھا اب اپنے اردگرد ان بستیوں کے آثار دیکھ لو کہ نبیوں اور ان کی تعلیمات کو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا، جیسے فرمایا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ [۱]

ترجمہ: ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم، اور اصحاب الرس، اور ثمود، اور عاد، اور فرعون، اور لوط کے بھائی، اور ایکہ والے، اور تبع کی قوم کے لوگ

[۱] ق ۱۲تا۱۴

بھی جھٹلا چکے ہیں، ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا اور آخر کار میری وعید ان پر چسپاں ہوگئی۔

... كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ (۱)

ترجمہ: اسی طرح تو ان سے پہلے کے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں پھر دیکھ لو ان ظالموں کا کیا انجام ہوا۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ مخلوق کی ابتدا کس طرح اللہ نے کی پھر اللہ اس کا اعادہ کرے گا یہ تو اللہ تعالیٰ پر بہت ہی آسان ہے،

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ

کہہ دیجئے! کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابتداءً پیدائش کی، پھر اللہ تعالیٰ ہی دوسری نئی

النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ۚ (العنکبوت ۱۹،۲۰)

پیدائش کرے گا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

توحید و رسالت کے اثبات کے بعد آخرت کا اثبات کیا گیا جس کا کفار شدت سے انکار کرتے تھے، فرمایا تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کرنے والا بھی وہی اللہ وحدہ لاشریک ہے جب سرے سے تمہارا وجود ہی نہیں تھا، جیسے فرمایا

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَـيْـــًٔا ﴿۶۷﴾ (۲)

ترجمہ: کیا انسان کو یاد نہیں آتا کہ ہم پہلے اس کو پیدا کر چکے ہیں جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا؟۔

هَلْ اَتٰى عَلَي الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَـيْـــًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ (۳)

ترجمہ: کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا؟۔

پھر تم دیکھنے، سننے اور سمجھنے والے بن گئے، جیسے فرمایا

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ (۴)

ترجمہ: اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے، اس نے تمہیں کان دیے، آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیے اس لیے کہ تم شکر گزار بنو۔

---

(۱) یونس ۳۹

(۲) مریم ۶۷

(۳) الدھر ۱

(۴) النحل ۷۸

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ؀ (١)

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں سننے اور دیکھنے کی قوتیں دیں اور سوچنے کو دل دیے۔

مگر اللہ کی بے شمار نعمتوں کے باوجود تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ؀ (٢)

ترجمہ: پھر اسے نک سک سے درست کیا اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی اور تم کو کان دیے، آنکھیں دیں اور دل دیے، تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ؀ (٣)

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیے، مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

اور پھر جب تم مر کر مٹی میں مل جاؤ گے، بظاہر تمہارا نام ونشان تک مٹ جائے گا تب بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ فرمائے گا اور ایسا کرنا اس کے لئے زیادہ آسان ہے، یہ بات تمہیں چاہے کتنی ہی مشکل لگے مگر اللہ کے لئے یہ بہت آسان ہے، اگر تمہیں ابتدائے تخلیق میں کوئی شک وشبہ ہے تو کائنات میں پھیلی اللہ کی بے شمار نشانیوں کو دیکھو، اس زمین پر غور وتدبر کرو کس طرح اللہ نے اسے فرش کی طرح بچھایا ہے، اس میں کس طرح رنگا رنگ بلند وبالا پہاڑوں کو میخوں کی طرح نصب کیا ہے، جیسے فرمایا

وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ؀ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ؀ (٤)

ترجمہ: ان پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے؟ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟۔

وسیع وعریض سرسبز وادیاں، بہتے دریا اور سمندر بنائے جس میں تمہاری کشتیاں چلتی ہیں، اور اسی زمین سے انواع واقسام کی روزیاں اور طرح طرح کے پھل پیدا کیے، کیا یہ سب چیزیں اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ انہیں بنایا گیا ہے اور ان کا کوئی بنانے والا بھی ہے، جیسے فرمایا

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ؀ (٥)

ترجمہ: کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟۔

جب اللہ پہلی بار بغیر کسی نمونے اور نقشے کے یہ سب کچھ تخلیق کر سکتا ہے تو اتنا بڑا صانع وقدیر اللہ کیا کچھ نہیں کر سکتا، کیا اس کے لئے جن وانس کو دوبارہ زندہ کرنا مشکل ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اللہ کی قدرت کسی چیز سے عاجز نہیں، جس طرح وہ تخلیق کی ابتدا

(١) المومنون ٧٨

(٢) السجدة ٩

(٣) الملک ٢٣

(٤) الغاشية ١٩،٢٠

(٥) الطور ٣٥

پر قادر ہے اسی طرح تخلیق کے اعادہ پر اس کا قادر ہونا زیادہ اولیٰ اور زیادہ لائق ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ۔۔۔ ﴿۲۷﴾ (۱)

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ یُبْدِئُ وَ یُعِیْدُ ﴿۱۳﴾ (۲)

ترجمہ: وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔

اس لئے اس حقیقت کو تسلیم کرو اور آخرت کے حساب و کتاب کی فکر کرو۔

یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ اِلَیْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ

جسے چاہے عذاب کرے جس پر چاہے رحم کرے، سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، تم نہ تو زمین میں اللہ تعالیٰ کو عاجز

فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ۫ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۲۲﴾ وَ الَّذِیْنَ

کر سکتے ہو نہ آسمان میں، اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی والی ہے نہ مددگار، جو لوگ

كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ لِقَآىِٕهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ یَىِٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ وَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۳﴾

اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کی ملاقات کو بھلاتے ہیں وہ میری رحمت سے ناامید ہو جائیں اور ان لیے دردناک عذاب ہے،

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ

ان کی قوم کا جواب بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے کہ اسے مار ڈالو یا اسے جلا دو، آخرش اللہ نے انہیں آگ سے بچا لیا،

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ (العنکبوت ۲۱ تا ۲۴)

اس میں ایمان والے لوگوں کے لیے تو بہت سی نشانیاں ہیں۔

لوگو! اللہ وحدہ لاشریک ہی اس عظیم الشان کائنات کا اصل حاکم اور متصرف ہے، وہ اپنی حکمت و مشیت سے جسے چاہے سزا دے اور جس پر چاہے رحم فرمائے اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا، یعنی وہ اکیلا ہے جو اطاعت کرنے والوں کو ثواب عطا کرتا ہے اور انہیں اپنی وسیع رحمت کے سائے میں لیتا ہے اور نافرمانوں کو عذاب دیتا ہے، پھر ایک وقت مقررہ پر تمہیں اعمال کی جزا کے لئے اس کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جہاں تم پر اس کے عذاب یا رحمت کے احکام جاری ہوں گے، اس لئے اس دنیا میں نیکیوں کا اکتساب کر لو جو اس کی رحمت کا سبب ہیں اور اس کی نافرمانیوں سے دور رہو جو اس کے عذاب کا باعث ہیں، اور اے جھٹلانے والو! یہ نہ سمجھو کہ تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ جاؤ گے، تم زمین کی گہری تہوں میں

---

(۱) الروم ۲۷

(۲) البروج ۱۳

اتر جاؤ یا آسمان کی بلندیوں میں پہنچ جاؤ مگر پھر بھی تم اللہ کی گرفت سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ ﴿۳۳﴾ (۱)

ترجمہ: اے گروہ جن و انس! اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو نہیں بھاگ سکتے اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔

اور میدان محشر میں تمہیں اللہ مالک یوم الدین کے مواخذہ سے بچانے والا کوئی سرپرست اور جہنم میں جانے سے روکنے والا کوئی مددگار نہیں ہوگا، اللہ کی رحمت دنیا میں عام ہے جس سے کافر اور مومن، منافق اور مخلص اور نیک و بد سب یکساں طور پر مستفید ہو رہے ہیں، جیسے فرمایا

۔۔۔وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۔۔۔ ۚ ﴿۱۵۶﴾ (۲)

ترجمہ: مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

مگر جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اس کے رسولوں اور ان کی لائی ہوئی کتابوں کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے کو جھٹلایا اس روز وہ میری رحمت سے ناامید ہوں گے، یعنی ان کے حصے میں رحمت الٰہی نہیں آئے گی اور ان کے لیے جہنم کا دردناک سزا ہے، اس مضمون کو ایک مقام پر یوں بیان فرمایا

۔۔۔فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ (۳)

ترجمہ: اور اُسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔

اللہ کی توحید اور اس کی قدرت وطاقت کو بیان کرنے کے بعد سلسلہ کلام پھر ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کی طرف پھیر کر فرمایا کہ جب قوم ابراہیم علیہ السلام کے توحید اور آخرت کے اثبات میں دیے معقول دلائل و براہین کا کوئی جواب نہ دے سکی تو انہوں نے شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ حق بات کہنے والی اس زبان کو کاٹ دیا جائے اور ایسے ظالم شخص سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے قتل یا اسے جلا ڈالنا چاہیے تاکہ ہر اس شخص کو عبرت حاصل ہو جو ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسی حرکت کرے، یعنی بدترین طریقے سے قتل کر دو، وہ قدرت رکھنے والے اصحاب اقتدار تھے چنانچہ انہوں نے آگ میں ڈال دینے کا فیصلہ کیا، اس سلسلہ میں انہوں نے بہت بڑا الاؤ تیار کیا اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں پھینک دیا، جیسے فرمایا

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ (۴)

ترجمہ: انہوں نے آپس میں کہا اس کے لیے ایک الاؤ تیار کرو اور اسے دہکتی ہوئی آگ کے ڈھیر میں پھینک دو انہوں نے اس کے خلاف ایک

(۱) الرحمٰن ۳۳

(۲) الاعراف ۱۵۶

(۳) الاعراف ۱۵۶

(۴) الصافات ۹۸،۹۷

کارروائی کرنی چاہی تھی مگر ہم نے انہی کو نیچا دکھا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق آگ کو براہ راست حکم فرمایا

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ (۱)

ترجمہ: انہوں نے کہا جلا ڈالو اس کو اور حمایت کرو اپنے خداؤں کی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے، ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم پر۔

چنانچہ آگ گل وگلزار بن گئی اور اس طرح اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو معجزانہ طریقہ سے آگ میں جلنے سے بچا لیا، یقیناً ایمان لانے والوں کے لئے ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں عبرت کی بڑی نشانیاں ہیں۔

وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ

(حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے) کہا کہ تم نے جن بتوں کی پرستش اللہ کے سوا کی ہے انہیں تم نے اپنی آپس کی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫

دنیاوی دوستی کی بنا ٹھہرالی ہے، تم سب قیامت کے دن ایک دوسرے سے کفر کرنے لگو گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرنے لگو

وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ (العنکبوت ۲۵)

گے، اور تمہارا سب کا ٹھکانا دوزخ ہو گا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہو گا۔

اور اے اہل مکہ! آگ سے صحیح سلامت نکل آنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے جس کی ذریت ہونے پر تم فخر کرتے ہو، جن کی پیروی کا تم دعویٰ کرتے ہو، اس نے اپنی مشرک قوم سے کہا تھا اس چند روزہ زندگی میں بت پرستی تمہاری اجتماعیت، اتفاق اور آپس کی دوستی کی بنیاد بن گئی ہے، اگر تم ان کی پرستش کرنی چھوڑ دو تو تمہاری قومیت اور دوستی کا شیرازہ بکھر جائے گا مگر روز آخرت جب تمہارے ہاتھوں میں نامہ اعمال تھمایا جائے گا اور تم جہنم کو اپنے سامنے غیض وغضب کی حالت میں دیکھو گے تو معاملہ اس کے برعکس ہو جائے گا، تمہارے باطل عقیدہ پر مبنی یہ رشتہ داریاں، دوستیاں، محبتیں، نفرت، دشمنی اور اختلاف میں بدل جائیں گی، عقیدتوں کی جگہ نفرت اور اتفاق کے بدلے اختلاف ہو جائے گا، تمام عابد اور معبود ایک دوسرے سے برات کا اظہار کریں گے، جیسے فرمایا

اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾ (۲)

ترجمہ: وہ دن جب آئے گا تو متقین کو چھوڑ کر باقی سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔

باپ، بیٹا، شوہر بیوی، پیر اور مرید ہر ایک اپنی گمراہی کا ذمہ دار دوسرے کو ٹھیرائے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور اللہ سے درخواست

---

(۱) الانبیاء ۶۸، ۶۹

(۲) الزخرف ۶۷

کرے گا کہ اے اللہ! دنیا میں جب تیرے پیغمبر نے مجھے سیدھے راستے پر چلنے کی دعوت دی اس وقت اس شخص نے مجھے گمراہی میں ڈالا اور میرے سیدھے راستے پر چلنے میں مانع رہا اس لئے اس کو دوہرا عذاب دے، جیسے فرمایا

...كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ... ۳۸ (۱)

ترجمہ: اللہ فرمائے گا جاؤ تم بھی اسی جہنم میں چلے جاؤ جس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے گروہ جن وانس جا چکے ہیں، ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہو گا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہو گا حتیٰ کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے رب! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہٰذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے۔

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۶۷ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۶۸ (۲)

ترجمہ: اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہِ راست سے بے راہ کر دیا اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

اس وقت تمہارے یہ سارے معبود بھی تمہارے دشمن بن جائیں گے اور تمہاری عبادت کے بھی منکر ہوں گے، جیسے فرمایا

وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۶ (۳)

ترجمہ: اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

پھر مشکل کی اس سخت گھڑی میں تمہاری مدد کرنے والا اور اللہ سے سفارش کرنے والا کوئی نہیں ہو گا اور انجام کار عابد و معبود دونوں جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ

پس حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر حضرت لوط (علیہ السلام ایمان لائے اور کہنے لگے کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے

إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۲۶ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا

والا ہوں، وہ بڑا ہی غالب اور حکیم ہے، اور ہم نے انہیں (ابراہیم کو) اسحاق و یعقوب (علیہما السلام) عطا کیے اور ہم نے

فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ

نبوت اور کتاب ان کی اولاد میں ہی کر دی، اور ہم نے دنیا میں بھی اسے ثواب دیا اور آخرت میں تو وہ

(۱) الاعراف ۳۸

(۲) الاحزاب ۶۸،۶۷

(۳) الاحقاف ۶

لِمَنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۲۷﴾ وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ اِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَۃَ ۫

صالح لوگوں میں سے ہے،اور حضرت لوط (علیہ السلام) کا بھی ذکر کرو جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم بدکاری پر اتر

مَا سَبَقَکُمۡ بِہَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَ تَقۡطَعُوۡنَ السَّبِیۡلَ ۬ۙ

آئے ہو جسے تم سے پہلے دنیا بھر میں سے کسی نے نہیں کیا، کیا تم مردوں کے پاس بدفعلی کے لیے آتے ہو اور راستے بند کرتے ہو

وَ تَاۡتُوۡنَ فِیۡ نَادِیۡکُمُ الۡمُنۡکَرَ ؕ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوۡمِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا

اور اپنی عام مجلسوں میں بے حیائیوں کا کام کرتے ہو؟ اس کے جواب میں اس کی قوم نے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہا

ائۡتِنَا بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِیۡ

بس جا اگر سچا ہے تو ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آ، حضرت لوط (علیہ السلام) نے دعا کی کہ پروردگار!

عَلَی الۡقَوۡمِ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۳۰﴾ ع (العنکبوت ۲۶تا۳۰)

اس مفسد قوم پر میری مدد فرما۔

جب ابراہیم علیہ السلام آگ سے معجزانہ طور پر زندہ سلامت باہر نکل آئے تو اس وقت اس وقت اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کے دل کو سیدھے راستے کی ہدایت بخشی اور آپ نعمت ایمان سے فیض یاب ہوئے، جب اپنے ملک میں رہنا مشکل ہو گیا تو ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی خاطر اس ملک کو چھوڑ کر ہجرت کرتا ہوں اب میرا رب جہاں مجھے لے جائے وہیں چلا جاؤں گا، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اس کا ہر فیصلہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ سارہ اور لوط علیہ السلام نے اپنا وطن چھوڑ دیا اس سرزمین (شام) کی طرف روانہ ہوئے جس میں اللہ تعالیٰ نے برکتیں رکھی ہیں، اور ہم نے سارہ کے بطن سے اسماعیل علیہ السلام کے بعد اسے ہاجرہ کے بطن سے اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام (جیسی اولاد) عنایت فرمائی، جیسے فرمایا

فَلَمَّا اعۡتَزَلَہُمۡ وَ مَا یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ۙ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ وَ کُلًّا جَعَلۡنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾ (۱)

ترجمہ: پس جب وہ ان لوگوں سے اور ان کے معبودان غیر اللہ سے جدا ہو گیا تو ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو نبی بنایا۔

وَ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ ؕ وَ یَعۡقُوۡبَ نَافِلَۃً ؕ وَ کُلًّا جَعَلۡنَا صٰلِحِیۡنَ ﴿۷۲﴾ (۲)

ترجمہ: اور ہم نے اسے اسحاق علیہ السلام عطا کیا اور یعقوب علیہ السلام اس پر مزید اور ہر ایک کو صالح بنایا۔

...فَبَشَّرۡنٰہَا بِاِسۡحٰقَ ۙ وَ مِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ یَعۡقُوۡبَ ﴿۷۱﴾ (۳)

(۱) مریم ۴۹
(۲) الانبیاء ۷۲
(۳) ہود ۷۱

ترجمہ: پھر ہم نے اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔

اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی، اور ڈھائی ہزار سال کے بعد اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے اور ان پر قرآن جیسی جلیل القدر کتاب نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں سرفرازی عطا فرمائی کہ چار ہزار برس سے ہر مذہب کے لوگ چاہے عیسائی ہوں، یہودی ہوں، مسلمان ہوں یا مشرکین سب ابراہیم علیہ السلام کی عزت وتکریم کرتے اور بالاتفاق انہیں اپنا پیشوا مانتے ہیں اور آخرت میں وہ یقیناً بلند درجات کے حامل زمرۂ صالحین میں سے ہوگا، جیسے فرمایا

وَاٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۱۲۲ [۱]

ترجمہ: دنیا میں اس کو بھلائی دی اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کی ہدایت کے لئے منصب رسالت پر سرفراز فرما کر اردن کی طرف روانہ کیا جو ابراہیم علیہ السلام کی جائے ہجرت حَبرون (موجودہ الخلیل) کے جنوب مشرق میں چند میل کے فاصلے پر تھا یہ علاقہ نشیب میں واقع تھا اور حَبرون کی پہاڑیوں سے صاف نظر آتا ہے اس کے قریب ہی ایک اور شہر عامورا بھی تھا ان کے چار بڑے شہر تھے جن میں ایک کا نام ضغر یا ضوغر تھا جو بحیرۂ مردار کے جنوبی کنارے پر تھا آجکل غور اصافی نامی قصبہ آباد ہے،

أرسل الله لوطاً إلى المدائن الخمسن، وهي: سدوم، وعمورا، وأدموتا، وصاعورا، وصابورا

مسودی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو مدین کے شہروں سدوم، عمورا، ادموتا، صاعورا، اور صابورا کی طرف بھیجا۔ [۲]

لوط علیہ السلام کی قوم مشرک تھی اردگرد کے دوسرے علاقوں کی طرح یہ بھی بے شمار اصنام بنا کر ان کی مشرکانہ رسم ورواج، عبادت میں ڈوبے ہوئے تھے، انہوں نے طاغوت کو ہی اپنا الٰہ بنا رکھا تھا، دوسرے عیوب وفواحش کے علاوہ یہ لوگ طبعی زندگی کے عیش وآرام ولذت پرستی پر بری طرح فریفتہ تھے مگر ان کا کام جو بطور خاص اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں بیان کیا ہے دنیا سے نرالا، انوکھا، منفرد ہی تھا، ایسا کام جو جانوروں کو بھی شرما دے، اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر مخلوق کا جوڑا جوڑا بنایا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو ایک دوسرے کے لئے بنایا اس مقصد کے لئے ایک دوسرے کی طرف قدرتاً طبعی رجحان رکھا اس لئے نہیں کہ بے شعور جانوروں کی طرح زندگی گزاریں جس سے کنبوں اور خاندانوں میں قتل وغارت اور زمین پر فساد برپا ہو جائے بلکہ اس لئے کہ وہ باشعور مخلوق ہوتے ہوئے اللہ کا نام لے کر نکاح کریں اور ایک کنبے کی بنیاد رکھیں ان کی اولاد ہو اور نسل انسانی نشو ونما پائے اور دونوں مرد وعورت جائز طریقہ پر پاکیزہ زندگی گزاریں، مگر لوط علیہ السلام کی قوم جس طرح شرک میں ڈوب کر عقل وشعور سے گر چکی تھی، اس طرح حس لطیف سے بھی بیگانہ ہو چکی تھی وہ لوگ عورتوں کی طرف راغب ہونے کے بجائے خوبصورت لڑکوں کی طرف دیوانہ وار مائل ہوتے اور اپنی مجلسوں میں سرعام ان سے اپنی جنسی تسکین حاصل کرتے، عورتوں کو پوچھنے والا کوئی بھی نہ تھا جس سے انسانی نسل نشو ونما ہوتی، اپنی مجالس میں انتہائی بے حیائی کے ساتھ بدکاریاں کرتے تھے اس کے علاوہ روزمرہ زندگی میں بھی سخت ظالم، دھوکا باز اور بدمعاملہ تھے، کوئی مسافر ان کی بستیوں سے بخیر وخوبی نہیں گزر سکتا تھا، مسافروں

---

[۱] النحل ۱۲۲

[۲] مروج الذہب ومعادن الجوہر للمسعودی ۴۲/۱

کو سر عام لوٹ لیتے اور ان کی فریادوں، التجاوں کو ٹھٹھوں میں اڑا دیتے۔

لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو دل نشین پیرایہ میں، شائستگی، شرافت، معقولیت اور لطافت سے وعظ ونصیحت کی، آپ نے قوم کو فرمایا اے میری قوم! رب کی عظمت وقدرت کو پہچانو جو رب اتنی بڑی کائنات کو وجود میں لایا ہے، جس نے اپنی ہر مخلوق چاہے سورج ہو یا چاند وستارے، دریا ہوں یا سمندر، پہاڑ ہوں یا زمین ہوائیں ہوں یا برسات، پھل ہوں یا اجناس، آگ اور انواع واقسام کے جانور، درندے، پرندے، حشرات الارض، نباتات وجمادات، سمندری مخلوقات ہیں، سب رب کے فرمان سے انحراف نہ کرتے ہوئے ایک مقررہ وقت تک لگے بندھے ضابطے اصول کے تحت کام کر رہی ہیں، اور وہ رب جب تک چاہے گا یہ مبنی بر حکمت اور بامقصد نظام کائنات کام کرتا رہے گا ان سب چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا جس سے تم طرح طرح کے فائدے حاصل کرتے ہو، اسی خالق کائنات نے تمہیں زندگی دی اور وہی زندگی گزارنے کے لئے تمہاری ضروریات کے مطابق ہر طرح کا وافر سامان مہیا فرماتا ہے، اسی نے بچپن کی ناتوانی کے بعد تمہیں قوت وطاقت بہم پہنچائی، تمہیں قوت گویائی بخشی، زندگی کی راہوں پر چلنے کے لئے تمہاری فطرت میں نیک وبد کی پہچان رکھی۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ (۱)

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کر دی۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ (۲)

ترجمہ: اور دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھا دیے؟۔

تا کہ تم جانوروں کی طرح آنکھیں بند کر کے نہیں بلکہ باہوش وحواس اپنے عظمت والے خالق کو پہچان کر جس کا کوئی شریک یا ہمسر اور مقابل نہیں، جس کی قدرت کے کرشموں کی کوئی حد وحساب نہیں اسکی بندگی اور حمد وستائش کرو یہی تمہارا مقصد تخلیق ہے، جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶ (۳)

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

اب تم خود غور وتفکر کرو کہ کیا کوئی بھی مخلوق اپنے خالق کی شریک یا ہمسر ہو سکتی ہے جن پر اعتماد کر کے رب حقیقی کی صراط مستقیم پر چلنے سے انکار کر دیا جائے، میرے بھائیو! صرف خالق ہی حمد وستائش کا مستحق ہوتا ہے، مخلوق کو حمد وستائش کا استحقاق کہاں سے پہنچ گیا، مگر تم لوگ بغیر سوچے سمجھے اپنے مالک حقیقی کی روشن شاہراہ کو چھوڑ طاغوت کی بندگی کرتے ہو اور گمراہیوں کی گھٹا گھپ اندھیری راہوں میں بھٹک رہے ہو، اور زندگی کے چند روزہ سانسوں پر ہی خوش ہو اور آخرت کا تمہیں کوئی کھٹکا یا اندیشہ نہیں جو ہمیشہ کی زندگی ہے جس میں تمہیں عطا کیے ہوئے ثابت وسالم اعضاء، تمہاری صحت مندی کی قوت، مال ودولت، اعمال الغرض ہر نعمت کا حساب دینا ہو گا، ان کو میزان پر تولا جائے گا اگر تمہارے نیک اعمال کا وزن بھاری ہوا تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے، اللہ مالک یوم الدین تمہیں انواع واقسام کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں ہمیشہ کے لئے داخل فرما دے گا، اور اگر وزن کم ہوا تو تمہارا اٹھکانا جہنم ہو گا جو بڑا ہی برا ٹھکانا ہے، جیسے فرمایا

(۱) الشمس ۸

(۲) البلد ۱۰

(۳) الذاریات ۵۶

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ (۱)

ترجمہ: اور روزن اس روز عین حق ہو گا جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے رہے تھے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ (۲)

ترجمہ: اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿۹﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾ (۳)

ترجمہ: پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہو گا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہو گی، اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ۔

اے میرے بھائیو! حق کو پہچانو اور اپنے واضح دشمن ابلیس کی بندگی سے باز آجاؤ جس نے تمہیں ذکر الٰہی سے غافل کیا ہوا ہے اور تمہارے عقائد بد کو مزین اور آراستہ کر کے دکھایا ہوا ہے جس کی وجہ سے تم شیطانی احوال و امور کا اظہار کرتے ہو، شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہی دعویٰ کیا تھا، جیسے فرمایا

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ (۴)

ترجمہ: جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے (وہ اس شیطان کی اطاعت کر رہے ہیں) جس نے اللہ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا میں انہیں بہکاؤں گا میں انہیں آرزوؤں میں الجھادوں گا میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے، اس شیطان کو جس نے اللہ کے بجائے اپنا ولی و سرپرست بنالیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔

---

(۱) الاعراف ۸،۹

(۲) المومنون ۱۰۲،۱۰۳

(۳) القارعۃ ۶ تا ۱۱

(۴) النساء ۱۱۸،۱۱۹

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۳۹ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝۴۰ [1]

ترجمہ: وہ بولا میرے رب! جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح اب میں زمین پر ان کے لیے دلفریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکادوں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۱۶ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝۱۷ [2]

ترجمہ: بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

چنانچہ اپنے دعویٰ کے مطابق وہ یہی حربہ پہلی اقوام پر بھی آزماتا رہا ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ کے عذاب کے مستحق ہوئے، جیسے فرمایا

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۶۳ [3]

ترجمہ: اللہ کی قسم، اے نبی ﷺ! تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں میں ہم رسول بھیج چکے ہیں (اور پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ) شیطان نے ان کے برے کرتوت انہیں خوشنما بنا کر دکھائے (اور رسولوں کی بات انہوں نے مان کر نہ دی) وہی شیطان آج ان لوگوں کا بھی سر پرست بنا ہوا ہے اور یہ دردناک سزا کے مستحق بن رہے ہیں۔

لہذا اپنے آباؤ اجداد کے جاری کردہ شرک و دہریت کے عقیدوں سے توبہ کر لو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس قادر مطلق سے ڈرو جس کی پکڑ بڑی شدید ہوتی ہے جس سے چھڑانے والا کوئی نہیں، جیسے فرمایا

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝۱۲ [4]

ترجمہ: درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

اور رب کی طرف جانے والی صراط مستقیم اختیار کرو، احکام خداوندی کے سامنے اپنے سر جھکا دو جن امور پر عمل کرنے کو کہا جائے وہ کرو اور جس سے روک دیا جائے اس سے رک جاؤ، سب چھوٹے بڑے معبودوں کو چھوڑ کر اس کے لئے خشوع وخضوع اختیار کرو، اس کے سامنے اطاعت سے منحرف ہونے کے بجائے عبدیت کاملہ کا اظہار کرو، اپنی طاقت کے مطابق اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرو اور راہ راست اختیار کر کے اللہ کی خوشنودی اور قرب حاصل کر کے بخیر وخوبی اپنی منزل پر پہنچ جاؤ اور اس دنیا اور اخروی زندگی میں رب کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو، اس کی رضا حاصل کرنے کے بعد پھر جتنی نیک نیتی اور خیر طلبی چاہو گے اتنی ہی اس کی مدد اور توفیق تمہارے شامل حال رہے گی، بھائیو! مجھے اپنے معبودوں کے بارے میں کچھ بتلاؤ کیا تمہارے معبودوں نے اس کائنات میں کچھ بھی تخلیق کیا ہے کہ وہ معبود کا درجہ پائیں اور ان کی عبادت کی جائے، کیا ان کو تمہاری زندگی یا موت پر اختیار ہے؟ کیا یہ دنیاوی امور میں متصرف ہیں اور ان کے اختیار یا قدرت میں

[1] الحجر ۳۹،۴۰

[2] الاعراف ۱۶،۱۷

[3] النحل ۶۳

[4] البروج ۱۲

کچھ ہے کہ وہ تمہاری پکار اور آہ وبکا پر تمہیں عنایت کرسکیں؟ کیا وہ تمہارا کسی قسم کا نفع یا نقصان کر سکتے ہیں؟ اور اگر تم پر کوئی مصیبت آجائے تو کیا یہ اسے کسی اور کی طرف پھیر سکتے ہیں؟ کیا یہ تمہاری حالت سے باخبر ہو کر تمہاری فریادوں کو سن سکتے ہیں؟ کیا یہ زمین وآسمان سے تمہارا رزق تمہیں پہنچا سکتے ہیں یا میرے رب نے تمہارے مقدر میں جو کچھ لکھ دیا ہے اسے روک سکتے ہیں؟ کیا تمہاری دنیا وآخرت میں عزت وذلت ان کے قبضہ قدرت میں ہے؟ جب ان سب صفات کی نفی کرتے ہوئے تمہاری گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کی ملکیت میں منفرد اور یکتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی ایک ذرہ برابر حق ملکیت نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ ہی اپنی کمال مہربانی ولطف وکرم سے تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے آئی ہوئے مصائب ومشکلات کو دور فرماتا ہے، پھر تم ایسے بودے معبودوں کو ترک کیوں نہیں کر دیتے ، اپنے معبود حقیقی پر ایمان لا کر اس سے بخشش ومغفرت کیوں نہیں چاہتے ، اسی سے ہی دعا والتجا کیوں نہیں کرتے؟ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی دعوت پر فہم وفراست سے غور وفکر کرو اس میں تمہاری فلاح ہے، اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی زمین پر فساد برپا مت کرو، رہزنی سے لوگوں کا مال ومتاع ظلم وجبر سے نہ چھینو، ایک دوسرے کا مال دھوکہ ، فراڈ، مکاری اور دغابازی سے نہ کھاؤ، حرام سے طیب پیدا نہیں ہوتا بلکہ حرام مال کا استعمال مزید حرام ہی کو جنم دیتا ہے اور روحانی ترقیوں میں رکاوٹ ڈالتا ہے، ایسے معاشرے جن میں حرام وحلال کی تمیز مٹ جاتی ہے بالآخر مٹ جاتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے اسے ناجائز طرح سے لینے کے بجائے جائز طریقے سے حاصل کرو، تمہارے لئے وہی حلال ہے جو تمہاری محنت کی کمائی ہو یا تمہارا بھائی اپنی خوشی سے تمہیں کچھ دے دے اور اس مال کو جائز جگہوں پر خرچ کر کے رب کی رضا حاصل کرو، گزشتہ تباہ شدہ اقوام سے عبرت حاصل کرو جن کی طرف رب نے رحمت کی نظر کی، اپنے رسول ان میں معبوث فرمائے جنھوں نے اپنی قوم میں خیر خواہی کا حق ادا کر دیا مگر وہ لوگ اپنی مستی میں مست رہے اور رب کو چھوڑ کر اپنی من مانی کرتے رہے، پھر ان کا انجام تمہارے سامنے ہے، اور یہ کیا راہ بدتم نے اختیار کی ہوئی ہے کہ فطرت کے ساتھ غداری اور خیانت کا ارتکاب کرتے ہو، اپنے آپ کو نسل اور خاندان کی خدمت سے نااہل بناتے ہو، اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر تمہاری شہوانی خواہش کے لئے معلوم ومعروف طریقے کے لئے تمہارا جوڑا عورتوں کو بنایا ہے، جیسے فرمایا

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ [۱]

ترجمہ: اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

ان سے مہر ادا کر کے نکاح کرو اور سکون وآرام حاصل کرتے ہوئے عزت وعصمت کی حفاظت کرو، ان تعلقات کو رحمت ومودت، عدل وانصاف، ایثار وفیاضی کے ساتھ مستحکم اور خوشگوار بناؤ جس پر انسانی تمدن کے قیام وبقا کا انحصار ہے، عورتوں سے نکاح کر کے تم باہمی اتفاق ویک جہتی، رفاقت، تعاون ومحبت حاصل کر کے تہذیب وتمدن کی مضبوط بنیاد رکھ سکتے ہو، تمہارا تابناک مستقبل، دین وایمان، اخلاق وکردار، شرافت وانسانیت سے آراستہ تمہاری نیک اولادوں سے وابستہ ہے مگر تم لوگ اخلاق ومعاشرت کے فطری قوانین کو چھوڑ کر مردوں کی طرف راغب ہوتے ہو اور فطرت کے طریقے کو قابل التفات نہیں سمجھتے، جیسے فرمایا

[۱] الذاریات۴۹

اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ... ﴿۵۵﴾ [۱]

ترجمہ: کیا تمہارا یہی چلن ہے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے جاتے ہو؟۔

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ... ﴿۸۱﴾ [۲]

ترجمہ: تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ... ﴿۱۶۶﴾ [۳]

ترجمہ: کیا تم دنیا کی مخلوق میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو اور تمہاری بیویوں میں تمہارے رب نے تمہارے لیے جو کچھ پیدا کیا ہے اُسے چھوڑ دیتے ہو؟۔

تم تو انسانیت کے مرتبے سے ہی گر چکے ہو، تمہارے ضمیر ہی مردہ ہو چکے ہیں کہ ایسی بری حرکت عقل وشعور سے عاری جانور بھی نہیں کرتے ،ایسی برائی جو چھپ کر بھی نہیں کرنی چاہیئے تم لوگ کھلے عام اپنی مجلسوں میں ایک دوسرے کے سامنے سرانجام دیتے ہو اور اس پر فخر کرتے ہو، جیسے فرمایا

...اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ [۴]

ترجمہ: کیا تم آنکھوں دیکھتے بدکاری کرتے ہو؟۔

بے حیائی کا چرچا کرتے ہوئے برائی کو پھیلاتے ہو، انسانی ذہن کو شہوانی جذبات سے بھڑکا کر پراگندہ کرتے ہو اور تمہیں کوئی شرمندگی یا خجالت محسوس نہیں ہوتی، یہ تو گناہ گاری کی وہ حد ہے کہ رب تمہیں زمین میں دھنسا دے یا آسمانوں سے پتھر برسائے، اپنی قبیح حرکتوں سے باز آجاؤ اللہ تعالیٰ نے جس فطرت پر تمہیں پیدا کیا ہے اس کو بگاڑ کر مسخ نہ کرو شرافت وطہارت کی زندگی گزارو، اپنی اولاد کی حفاظت کرو اور اپنے آپ کو اور انہیں بھی عذاب جہنم سے بچاؤ، غفلت کی زندگی نہ گزارو اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان لاؤ اور اس کا تقویٰ اختیار کرو، اعمال حسنہ سے رب کے حضور عزت، تکریم وتوقیر کے مستحق بنو یہی صراط مستقیم ہے، اپنی گھٹتی زندگی میں موت کو مت بھولو آخر ایک دن یہ سب کچھ چھوڑ کر رب کے حضور پیش ہونا ہے اس لئے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کی مخلصانہ اور کامل پیروی کرو اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو، ایک دوسرے کو نیکی کی باہمی تلقین اور تعاون کرو اپنے ایمان ویقین پر جم جاؤ پھر تمہارا رب تمہارے ایمان ویقین کو جانچنے کے لئے تمہاری آزمائش فقر وفاقہ، جان ومال کی تباہی، پیداوار کے نقصانات میں ڈال کر کرے گا، جیسے فرمایا

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ [۵]

---

[۱] النمل ۵۵

[۲] الاعراف ۸۱

[۳] الشعراء ۱۶۶،۱۶۵

[۴] النمل ۵۴

[۵] البقرة ۱۵۵

ترجمہ:اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے،دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے،مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اوران صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔

اس آزمائش کے مرحلے میں صبر واستقامت اور حوصلہ کے ساتھ سیدھی راہ پر گامزن رہو،اپنے قدموں کو جما کر چلو اور رب سے ثابت قدمی کی دعا کرتے رہو پھر تمہارا رب تمہیں طرح طرح کے المناک عذابوں سے بھری جہنم سے بچا کر اپنی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل کرے گا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی، جیسے فرمایا

۔۔۔وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ۝۷۱ (۱)

ترجمہ: جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

مگر قوم نے لوط علیہ السلام کی اس دعوت وعظ ونصیحت کو ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا اور دھمکی دیتے ہوئے کہا

قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ يٰلُوۡطُ لَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُخۡرَجِيۡنَ ۝۱۶۷ (۲)

ترجمہ:انہوں نے کہا اے لوط علیہ السلام اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو جو لوگ ہماری بستیوں سے نکالے گئے ہیں ان میں تو بھی شامل ہو کر رہے گا۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡۤا اٰلَ لُوۡطٍ مِّنۡ قَرۡيَتِكُمۡ‌ۚ اِنَّهُمۡ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوۡنَ ۝۵۶ (۳)

ترجمہ:اسکی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا نکال دو لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو اپنی بستی سے،یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔

لوط علیہ السلام نے بغیر کسی ڈر وخوف کے پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ دعوت وعظ ونصیحت جاری رکھی اور قوم کو باطل معبودوں کی عبادت، فحش کاموں اور مال ودولت کو ناجائز ذرائع حاصل کرنے سے روکنے کی ہر ممکن کوشش فرمائی مگر جس غلط رسم ورواج، عبادات اور کاموں کا چسکا ان کو لگ چکا تھا وہ اس سے الگ ہونے کو تیار نہ ہوئے، قوم پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلق اثر نہ ہوا پوری قوم میں سے کوئی ایک شخص بھی ایمان کی دولت سے فیض یاب نہ ہوا، جیسے فرمایا

وَلَقَدۡ اَنۡذَرَهُمۡ بَطۡشَتَنَا فَتَمَارَوۡا بِالنُّذُرِ ۝۳۶ (۴)

ترجمہ:لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو ہماری پکڑ سے خبردار کیا مگر وہ ساری تنبیہات کو مشکوک سمجھ کر باتوں میں اڑاتے رہے۔

آخر قوم کا پیمانہ صبر چھلک گیا اور انہوں نے برملا کہا اے لوط علیہ السلام کیا تم ہی ہماری پوری قوم میں سچے رہ گئے ہو ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں اور جھوٹوں کی باتوں کا کیا اعتبار، ہم تمہارے جھانسے میں آنے والے نہیں کہ تمہارے کہنے پر اپنے معبودوں کو بھی چھوڑ دیں، جیسے فرمایا

اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨافۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحۡنُ لَهٗ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۳۸ (۵)

(۱) الاحزاب ۷۱

(۲) الشعراء ۱۶۷

(۳) النمل ۵۶

(۴) القمر ۳۶

(۵) المومنون ۳۸

ترجمہ: یہ شخص اللہ کے نام پر محض جھوٹ گھڑ رہا ہے اور ہم کبھی اس کی ماننے والے نہیں ہیں۔

اپنی لذتوں سے بھی کنارہ کش ہو جائیں اور مفت میں آتی ہوئی دولت کو بھی ترک کر دیں، اگر تم واقعی ہی سچے ہو اور اپنے رب کے رسول ہو تو جس عذاب کا ہوا تم نے کھڑا کر رکھا ہے اور اس سے ہمیں ڈراتے رہتے ہو اسے لے ہی آؤ اب ہمارا اور تمہارا فیصلہ ہو ہی جانا چاہیے اور ہم جانتے ہیں تم ایسا نہیں کر سکتے، جب لوط علیہ السلام اپنی قوم سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی اے میرے رب! ان مفسدوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ جیسے فرمایا

رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ (۱)

ترجمہ: اے پروردگار! مجھے اور میرے اہل و عیال کو ان کی بدکرداریوں سے نجات دے۔

وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لے کر پہنچے کہنے لگے کہ اس

اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ ۚۖ قَالَ اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا

بستی والوں کو ہم ہلاک کرنے والے ہیں، یقیناً یہاں کے رہنے والے گناہ گار ہیں، (حضرت ابراہیم (علیہ السلام)) نے کہا

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا ۫ۗ لَنُنَجِّیَنَّهٗ

اس میں تو لوط (علیہ السلام) ہیں، فرشتوں نے کہا یہاں جو ہیں ہم انہیں بخوبی جانتے ہیں، لوط (علیہ السلام) کو اور اس کے

وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ؗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ (العنکبوت ۳۲،۳۱)

خاندان کو سوائے اس کی بیوی کے ہم بچا لیں گے، البتہ وہ عورت پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

رب نے اپنے رسول کی دعا کو قبول فرمایا اور چند فرشتوں کو بھیجا جو پہلے تو ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے اور ان کو اسحاق علیہ السلام اور اس کے بعد یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی اور جب ابراہیم علیہ السلام نے آنے کا مقصد پوچھا تو فرشتوں نے قوم لوط علیہ السلام کی بستیوں کی طرف اشارہ کر کے جو چند کوس ہی دور تھیں کہا ہم قوم لوط کی بداعمالیوں کی وجہ سے کچی مٹی کے پکے ہوئے پتھروں کا عذاب لے کر آئے ہیں وہ ایسے پتھر ہیں جو نشان زدہ کیے گئے ہیں۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِیْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۴﴾ (۲)

ترجمہ: ابراہیم نے پوچھا اے فرستادگانِ الٰہی! کیا مہم آپ کو درپیش ہے؟ انہوں نے کہا! ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تا کہ اس

---

(۱) الشعراء ۱۶۹

(۲) الذاریات ۳۱ تا ۳۴

پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسادیں جو آپ کے رب کے ہاں حد سے گزر جانے والوں کے لیے نشان زدہ ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے قوم لوط کی مدافعت کے لئے کہا وہاں تو لوط علیہ السلام موجود ہے، اس کی موجودگی میں عذاب کیسے نازل کیا جاسکتا ہے۔

...يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ (١)

ترجمہ: اس نے قومِ لوط کے معاملہ میں ہم سے جھگڑا شروع کیا۔

قَالَ لَهُمْ [إِبْرَاهِيمُ] أَتُهْلِكُونَ قَرْيَةً فِيهَا ثَلَاثُمِائَةِ مُؤْمِنٍ؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: أَفَتُهْلِكُونَ قَرْيَةً فِيهَا مِائَتَا مُؤْمِنٍ؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: أَفَتُهْلِكُونَ قَرْيَةً فِيهَا أَرْبَعُونَ مُؤْمِنًا؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: ثَلَاثُونَ؟ قَالُوا لَا حَتَّى بَلَغَ خَمْسَةً قَالُوا: لَا. قَالَ: أَرَأَيْتُكُمْ إِنْ كَانَ فِيهَا رَجُلٌ وَاحِدٌ مُسْلِمٌ أَتُهْلِكُونَهَا؟ قَالُوا: لَا. فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ ذَلِكَ: {إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ} الْآيَةَ (٢)

ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے فرمایا اگر کسی بستی میں تین سو مسلمان ہوں تو کیا پھر بھی وہ بستی ہلاک کر دی جائے گی، فرشتوں نے جواب دیا نہیں، ابراہیم علیہ السلام نے پھر دریافت کیا اگر کسی بستی میں سو مسلمان ہوں تو کیا پھر بھی وہ بستی ہلاک کر دی جائے گی؟ فرشتوں نے جواب دیا نہیں، ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چالیس مسلمان ہوں تو کیا پھر بھی وہ بستی ہلاک کر دی جائے گی؟ فرشتوں نے کہا پھر بھی نہیں، ابراہیم علیہ السلام نے پھر دریافت کیا اگر تیس مسلمان ہوں؟ جواب دیا گیا پھر بھی ہلاک نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ تعداد گھٹاتے گھٹاتے پانچ پر آ گئی، فرشتوں نے پھر بھی وہی جواب دیا کہ نہیں وہ ہلاک نہیں ہوں گے، ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا اگر ایک ہی فرد ہو تو کیا پھر بھی وہ بستی ہلاک کر دی جائے گی؟ انہوں نے جواب دیا نہیں، اس پر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ” اس میں تو لوط علیہ السلام ہیں، فرشتوں نے کہا یہاں جو ہیں ہم انہیں بخوبی جانتے ہیں، لوط علیہ السلام کو اور اس کے خاندان کو سوائے اس کی بیوی کے ہم بچالیں گے، البتہ وہ عورت پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔“ (٣)

فرشتوں نے کہا اے ابراہیم! اس معاملہ میں جھگڑنے سے باز آ جاؤ تمہارے رب کی طرف سے قضاء حق نافذ و جاری ہوگئی ہے اب ان پر عذاب نازل ہو کر ہی رہے گا اسے لوٹایا نہیں جاسکتا۔

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝ (٤)

ترجمہ: (آخر کار ہمارے فرشتوں نے اس سے کہا) اے ابراہیم! اس سے باز آ جاؤ تمہارے رب کا حکم ہو چکا ہے اور اب ان لوگوں پر وہ عذاب آ کر رہے گا جو کسی کے پھیرے نہیں پھر سکتا۔

ہم نے لوط علیہ السلام اور اس کی دو بیٹیوں کو اس دردناک عذاب سے بچالیا اور اس کی بیوی کو عذاب کی جگہ پر چھوڑ دیا کیونکہ اس کی ہمدردیاں اور دلچسپیاں اپنی قوم کے ساتھ وابستہ تھیں، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

---

(١) ھود ۷۴

(٢) الْعَنْکَبُوتِ:٣٢

(٣) تفسیر ابن کثیر ۳۳۵/۴

(٤) ھود ۷۶

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ (۱)

ترجمہ: آخر کار ہم نے اسے اور اس کے سب اہل و عیال کو بچا لیا بجز ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ (۲)

ترجمہ: اور ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا اس پر بھیج دی، صرف لوط کے گھر والے ان کو ہم نے رات کے پچھلے پہر بچا کر نکال دیا۔

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ (۳)

ترجمہ: پھر ہم نے ان سب لوگوں کو نکال لیا جو اس بستی میں مومن تھے اور وہاں ہم نے ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔

وَ لَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا

پھر جب ہمارے قاصد لوط (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے غمگین ہوئے اور دل ہی دل میں رنج کرنے لگے،

وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ

قاصدوں نے کہا آپ نہ خوف کھائیے نہ آزردہ ہوں، ہم آپ کو مع آپ کے متعلقین کے بچا لیں گے مگر آپ کی بیوی کہ وہ

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

عذاب کے لیے باقی رہ جانے والوں میں سے ہوگی، ہم اس بستی والوں پر آسمانی عذاب نازل کرنے والے ہیں اس وجہ سے

يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ لَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ (العنکبوت ۳۳ تا ۳۵)

کہ یہ بے حکم ہو رہے ہیں، البتہ ہم نے اس بستی کو صریح عبرت کی نشانی بنا دیا ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دے کر وہ فرشتے خوبصورت نوجوان لڑکوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے ہاں آئے انہوں نے اپنا تعارف بھی نہیں کرایا اس لئے لوط علیہ السلام انکی اصلیت سے ناواقف تھے اس لئے انہیں دیکھ کر بہت مضطرب ہوئے، ان کے دل کو تنگی لاحق ہوئی کیونکہ بے حیا اور بدکردار قوم کا حال ان سے مخفی نہ تھا اپنے دل میں کہنے لگے ان اجنبی مہمانوں کا میرے ہاں آنا میرے لئے بڑی مصیبت کا دن ہے میں ان اجنبی مہمانوں کو مفسد قوم کی بداعمالیوں سے کیسے بچاؤں گا، فرشتوں نے اپنی اصلیت ظاہر کی کہا

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ... (۴)

ترجمہ: اے لوط علیہ السلام ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

---

(۱) الشعراء ۱۷۱،۱۷۰

(۲) القمر ۳۴

(۳) الذاریات ۳۶،۳۵

(۴) ھود ۸۱

اس لئے دل میں کوئی ڈر و خوف نہ کھاؤ، ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بچا لیں گے سوائے تمہاری بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے، ہم اللہ کے حکم سے اس بستی کے لوگوں پر اس فسق کی بدولت جو یہ کرتے رہے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں اس لئے اب جبکہ رات کا پچھلا پہر ہے اور صبح بالکل قریب ہے جلدی سے اس بستی سے نکل جائیں اور کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے، ان کی بداعمالیوں ،فسق و فجور کی بدولت وقت صبح آسمان سے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو گا، جیسے فرمایا

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ [1]

ترجمہ: لہذا اب تم کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو لیکر نکل جاؤ اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلو، تم میں کوئی پلٹ کر نہ دیکھے بس سیدھے چلے جاؤ جدھر جانے کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ [2]

آخر کار پو پھوٹے ہی ان کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور ہم نے اس بستی کو تل پٹ کر کے رکھ دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسا دی۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ [3]

ترجمہ: پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے۔

اس ظالم قوم پر اس کے کرتوتوں کی بدولت جو عذاب آیا تھا اس کی ایک نشانی آج بھی شاہراہ عام پر یعنی حجاز سے شام اور عراق سے مصر جاتے ہوئے یہ تباہ شدہ علاقہ راستہ میں پڑتا ہے اور عموماً قافلوں کے لوگ تباہی کے ان آثار کو دیکھتے ہیں جو اس پورے علاقے میں آج تک نمایاں ہیں مگر کتنے لوگ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرتے ہیں، رب سے توبہ کرتے ہوئے صراط مستقیم پر پلٹ آتے ہیں، رب سے بخشش و مغفرت مانگتے ہیں اور آئندہ پاکیزہ زندگی اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ [4]

اور وہ علاقہ (جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا) گزرگاہ عام پر تھا اس میں سامان عبرت ہے ان لوگوں لیے جو صاحب ایمان ہیں۔

وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ [5]

ترجمہ: آج تم شب و روز ان کے اجڑے دیار پر سے گزرتے ہو کیا تم کو عقل نہیں آتی۔

---

[1] الحجر ۶۵

[2] الحجر ۷۳، ۷۴

[3] ہود ۸۲

[4] الحجر ۷۶، ۷۷

[5] الصافات ۱۳۷، ۱۳۸

وَ اِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاهُمۡ شُعَیۡبًا ۙ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ

اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو

وَ ارۡجُوا الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ لَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ﴿۳۶﴾ فَکَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ

قیامت کے دن کی توقع رکھو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو، پھر بھی انہوں نے انہیں جھٹلایا، آخرش انہیں زلزلے نے پکڑ لیا

فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ ﴿۳۷﴾ وَ عَادًا وَّ ثَمُوۡدَاۡ وَ قَدۡ تَّبَیَّنَ لَکُمۡ

اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے مردہ ہو کر رہ گئے، اور ہم نے عادیوں اور ثمودیوں کو بھی غارت کیا جن کے بعض

مِّنۡ مَّسٰکِنِهِمۡ ۟ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ فَصَدَّهُمۡ عَنِ السَّبِیۡلِ

مکانات تمہارے سامنے ظاہر ہیں اور شیطان نے انہیں ان کی بداعمالیاں آراستہ کر دکھائی تھیں اور انہیں راہ سے روک دیا تھا

وَ کَانُوۡا مُسۡتَبۡصِرِیۡنَ ﴿ۙ۳۸﴾ (العنکبوت ۳۶ تا ۳۸)

باوجودیکہ یہ آنکھوں والے اور ہوشیار تھے۔

اور مشہور و معروف قبیلہ مدین کی طرف ہم نے ان کے نسبی بھائی شعیب کو مبعوث کیا اس نے بھی اپنی قوم کو دعوت توحید پیش کی اور کہا اے میری قوم کے لوگو! طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو جو تمہارا معبود حقیقی ہے، جس نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا اور جو تمہارے رزق کا بندوبست فرماتا ہے، یاد رکھو ایک وقت مقررہ پر اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے اس لئے اپنے گناہوں پر دلیر ہو کر روز آخرت کو مت بھولو بلکہ اعمال صالحہ اختیار کر کے روز آخرت اللہ تعالیٰ سے بہترین جزا کے امیدوار بنو، اور لوگوں پر ظلم و زیادتی نہ کرو، ناپ تول میں کمی نہ کرو، لوگوں کا حق نہ مارو، لوٹ مار اور ڈاکہ زنی سے باز آجاؤ مگر قوم نے فخر و غرور سے اپنے پیغمبر کے وعظ و نصیحت پر کچھ توجہ نہ کی اور اپنے معبودوں پر تکیہ کرتے ہوئے اپنے پیغمبر اور اس پاکیزہ دعوت کو سختی سے جھٹلا دیا آخر کار سوچنے، سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے ایک لمبی مہلت دینے کے بعد ہم نے ایک وقت مقررہ پر ان پر اپنا عذاب نازل کیا اور ایک سخت زلزلے نے انہیں آلیا اور گھڑی کی گھڑی میں ساری بستی کے لوگ اپنے گھروں میں بے حس پڑے کے پڑے رہ گئے،

عَنْ قَتَادَةَ {فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ} أَيْ: مَيِّتِينَ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے مردہ ہو کر رہ گئے۔“ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے گھروں میں مرے پڑے تھے۔[1]

وَقَالَ غَيْرُهُ: قَدْ أُلْقِيَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

[1] تفسیر طبری ۲۰/۳۴

دیگر ائمہ تفسیر کا قول ہے کہ وہ مردہ حالت میں ایک دوسرے کے اوپر گرے ہوئے تھے۔ [1]

اور ہم نے ہود علیہ السلام کی قوم عاد جو علاقہ حضرموت کے قریب احقاف میں سکونت پذیر تھے اور صالح علیہ السلام کی قوم ثمود جو وادی القریٰ کے قریب حجر میں سکونت پذیر تھے کو طاغوت کی بندگی، دعوت حق اور اپنے پیغمبروں کی تکذیب کے باعث ہلاک کر دیا، تم ان علاقوں سے جہاں یہ قومیں رہتی تھی اپنے تجارتی قافلوں کے ساتھ گزرتے رہتے ہو اور ان اقوام کے حالات سے خوب واقف ہو، شیطان نے ان کی بداعمالیوں کو خوب آراستہ کر کے دکھایا اور انہوں نے سوچ سمجھ کر اسی راستے کو اختیار کیا جس میں انہیں بڑی لذتیں اور منفعتیں نظر آتی تھیں اور پیغمبروں کے پیش کیے ہوئے راستے کو ٹھکرا دیا حالانکہ وہ جاہل یا نادان نہ تھے بلکہ دنیاداری میں بڑے عقل مند اور ہوشیار تھے مگر دین کے معاملے میں انہوں نے عقل و بصیرت سے کام نہ لیا اس لئے یہ عقل اور سمجھ ان کے کچھ کام نہ آئی۔

وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ

اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی، ان کے پاس حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کھلے کھلے معجزے لے کر آئے تھے

فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ ۝ۚ ۳۹ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ

پھر بھی انہوں نے زمین میں تکبر کیا لیکن ہم سے آگے بڑھنے والے نہ ہو سکے، پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں

فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّیْحَةُ ۚ

گرفتار کر لیا، ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور ان میں سے بعض کو زوردار سخت آواز نے دبوچ لیا

وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ

اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ

لِیَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ ۴۰ (العنکبوت ۳۹،۴۰)

ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اور مصر کا طاقتور حکمران فرعون جس نے اپنے بارے میں الوہیت کا دعویٰ کر دیا تھا۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی ۝ۖ ۲۴ [2]

ترجمہ: پھر اس نے کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

---

[1] تفسیر طبری ۳۴؍۲۰

[2] النازعات ۲۴

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ... ﴿۳۸﴾ [1]

ترجمہ:اور فرعون نے کہااے اہلِ دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔

اور اس نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا رکھا تھا،اس کا وزیر تعمیرات ہامان اور بنی اسرائیل کے دولت مند شخص قارون کو بھی ہم نے ہلاک کیا، موسیٰ ان کے پاس واضح دلائل ومعجزات لے کر آیا مگر انہوں نے اللہ کی زمین میں اپنی بڑائی کا زعم کیا اور ایمان وتقویٰ اختیار کرنے سے گریز کیا حالانکہ کفروعناد کا راستہ اختیار کر کے وہ عذاب کے شکنجے سے بچ نہیں سکتے تھے،اللہ مالک الملک کی خدائی اندھیر نگری نہیں آخر کار ہم نے ہر قوم کی ان کے ظلم وستم اور بداعمالیوں کی پاداش میں گرفت کی پھر ان میں سے کسی قوم(قوم عاد) پر جو سرزمین احقاف میں رہتے تھے ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی،اور کسی قوم(قوم ثمود) کو جو حجر کے قریب وادی قریٰ میں رہتے تھے کو ایک زبردست دھماکے،چنگھاڑ نے آ لیا اور کسی قوم(قوم لوط) کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی قوم(قوم نوح وقوم فرعون) کو غرق کر دیا، کسی پر ظلم کرنا اللہ کا شیوہ نہیں مگر کفروشرک اور تکذیب ومعاصی کا ارتکاب کر کے وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ

جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے،

وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ (العنکبوت ۴۱)

حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ بودا گھر مکڑی کا گھر ہی ہے، کاش! وہ جان لیتے۔

شرک کی تردید کے لئے ایک مثال:

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مشکلات ومصائب کے اس سخت طوفان میں صبرواستقلال پر قائم رہنے اور حق وصداقت کا علم بلند رکھنے کا حوصلہ دینے،اور مشرکین مکہ کو متنبہ کرنے کے لئے قوم لوط علیہ السلام،قوم شعیب علیہ السلام،قوم ہود علیہ السلام،قوم صالح علیہ السلام اور فرعون کا ذکر فرمایا کہ یہ قومیں جاہل ونادان نہ تھیں،بلکہ اپنے وقت کے ترقی یافتہ لوگ تھے،اپنی دنیاوی معاملات میں بڑے ہوشیار اور دانا تھے،انہیں اپنی بڑائی کا زعم تھا،انہوں نے پیغمبروں کی پاکیزہ دعوت کا راستہ جو بظاہر خشک،بدمزہ اور اخلاقی پابندیوں کی وجہ سے تکلیف دہ نظر آتا تھا کو چھوڑ کر شیطان کے پیش کیے ہوئے راستے کو اپنایا،تمہاری طرح انہوں نے بھی اپنے معبودوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھا کہ یہ اندھے، گونگے اور بہرے بت ان کے حامی ومددگار اور سرپرست ہیں،وہی قسمتیں بنانے اور بگاڑنے کی قدرت واختیار رکھتے ہیں،اگر ان کے حضور رسوم عبادت ادا کی جائیں تو ان کی خوشنودی حاصل کر کے روزی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے،سختیوں اور پریشانیوں میں بگڑے کام بنائے جاسکتے ہیں،عزت وقوت اور فتح ونصرت حاصل کی جاسکتی ہے،ہر طرح کی آفات سے محفوظ رہا جاسکتا ہے،ان قوموں نے بھی اہل ایمان کا راستہ روکنے کے لئے ہر ممکن جتن کیے،مبعوث کیے گئے پیغمبروں،اہل ایمان اور رہماری دعوت کا مذاق اڑایا، کمزور وبے بس اہل ایمان پر ظلم وستم روا رکھا،اللہ نے انہیں بغاوت،سرکشی،ظلم وستم اور بداعمالیوں پر سوچنے،سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے لمبی مہلت عنایت فرمائی اور زیادہ مال ودولت اور طاقت عطا فرمائی،اللہ کے حلم اور بردباری

[1] القصص ۳۸

سے وہ لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ اللہ کی زمین پر جو جی چاہے کر سکتے ہیں اندھیر نگری ہے اور انصاف کرنے والی کوئی ہستی نہیں، آخر اللہ تعالیٰ نے ایک مقررہ مہلت کے بعد ان کے مشرکانہ عقائد و اعمال اور پیغمبروں کی تکذیب کے باعث انہیں مختلف طریقوں سے عذاب بھیج کر ہلاک کر دیا، ان کے علاقے جنہیں تم اچھی طرح جانتے ہو نشان عبرت بنا دیئے گئے، مصیبت کی اس گھڑی میں ان کا کوئی دیوی یا دیوتا، کوئی ولی یا اوتار، کوئی جن یا فرشتہ جن کی وہ عبادت کرتے تھے جن کی طاقت و قوت سے وہ خائف رہتے تھے، جن کی خوشنودی کے حصول کے لئے نذر و نیاز پیش کی جاتی تھیں ان کی ادنیٰ سی مدد کو نہ آیا اور مشکل کی اس گھڑی میں وہ انہیں مدد کے لئے پکارتے ہوئے پیوند خاک ہو گئے، تم بھی انہی قوموں کی روش اختیار کر رہے ہو، تم بھی کائنات کے حقیقی مالک و فرمانروا کو چھوڑ کر بے اختیار بندوں اور معبودان باطلہ پر تکیہ کر رہے ہو اور تمہارا انجام بھی ان اقوام جیسا ہو سکتا ہے، ان باطل معبودوں، بے سہارا ابنیادوں سے وابستہ تمہاری توقعات کا گھروندا بھی مکڑی کا گھر جو نہایت بودا، کمزور اور ناپائیدار ہوتا ہے کی طرح انگلی کے ایک ادنیٰ سے اشارے سے نابود ہو سکتا ہے، اس لئے ابھی وقت ہے سنبھل جاؤ اور دعوت اسلامی پر ایمان لاؤ اور اللہ کی عنایت فرمائی ہوئی مہلت سے فائدہ اٹھاؤ، طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر مالک کائنات رب العالمین کا مضبوط سہارا تھام لو جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے، جیسے فرمایا

... فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ [۱]

ترجمہ: اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

ورنہ جب مہلت ختم ہو گی تو کوئی طاقت، کوئی قوت تمہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے گی، کاش یہ لوگ عقل و شعور سے کام لیتے تو جان سکتے کہ قیامت کے روز انہیں کیسے المناک عذابوں سے پالا پڑے گا اور انہیں ان ہستیوں کی بے بسی کا حال بھی معلوم ہو جاتا، پھر وہ انہیں کبھی معبود نہ بناتے بلکہ ان سے بے زاری کا اظہار کرتے اور رب رحیم و کریم کو اپنا والی و مددگار بناتے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾

اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جنہیں وہ اس کے سوا پکار رہے ہیں، وہ زبردست اور ذی حکمت ہے،

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان فرما رہے ہیں انھیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آسمانوں

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ (العنکبوت ۴۲ تا ۴۴)

اور زمین کو مصلحت اور حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، ایمان والوں کے لیے تو اس میں بڑی بھاری دلیل ہے۔

---

[۱] البقرۃ ۲۵۶

یہ مشرک اپنے معبود حقیقی اللہ رب العزت کو چھوڑ کر جن دیوی دیوتاؤں اور ہستیوں کو معبود بنائے ہوئے ہیں، جن کی خوشنودی کے حصول کے لئے نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، جن کی طاقت و قوت سے خائف رہتے ہیں اور جن کو اپنی مشکلات و مصائب میں مدد کے لئے پکارتے ہیں ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں، یہ تو چند مجرد نام ہیں جو انہوں نے گھڑ رکھے ہیں، جیسے فرمایا

اِنۡ هِىَ اِلَّاۤ اَسۡمَآءٌ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ ... ﴿۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: دراصل یہ کچھ نہیں ہیں مگر بس چند نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے اِن کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔

اور محض وہم و گمان ہے جس کو انہوں نے عقیدہ بنالیا ہے، جیسے فرمایا

... وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا يَخۡرُصُوۡنَ ﴿۶۶﴾ (۲)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے سوا کچھ (اپنے خود ساختہ) شریکوں کو پکار رہے ہیں وہ نرے وہم و گمان کے پیرو ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

کائنات میں طاقت و قوت کا اصل مالک صرف اور صرف اللہ مالک الملک ہی ہے جو تمام مخلوق پر غالب ہے اور اسی کی تدبیر و حکمت سے اس کائنات کا نظام چل رہا ہے، ہم یہ مثالیں لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے، شرک کی حقیقت سے آگاہ کرنے اور ہدایت کا راستہ سمجھانے کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں بس وہ لوگ ہی سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کی شریعت کا علم رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے بغیر ستونوں کے بلند و بالا اور کشادہ ساتوں آسمانوں، حرارت کا منبہ سورج، میٹھی روشنی والا چاند، آسمان دنیا پر انگنت جگمگاتے ستارے اور اپنے اپنے مدار میں تیرتے دیگر سیارے فرشتوں کی موجودگی کے باوجود اکیلے تخلیق کیا اور اس کا ہر طرح کی کجی سے پاک نظام قائم کیا ہے، جیسے فرمایا

الَّذِىۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِىۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰى مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَيۡنِ يَنۡقَلِبۡ اِلَيۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيۡرٌ ﴿۴﴾ (۳)

ترجمہ: جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے، تم رحمن کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے پھر پلٹ کر دیکھو، کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ، تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔

اور وہی ہے جو زمین اور اس کے بلند ٹھوس پہاڑوں، سمندروں، صحراؤں، بیابانوں، جمادات و نباتات اور بحر و بر کی تخلیق میں متفرد ہے، اور اس نے اس کائنات اور اس کے نظام کو بے مقصد، بے کار اور کھیل تماشے کے طور پر نہیں بلکہ برحق پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَـقِّ ... ﴿۷۳﴾ (۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان و زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔

---

(۱) النجم ۲۳

(۲) یونس ۶۶

(۳) الملک ۴،۳

(۴) الانعام ۷۳

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۙ﴿۱۹﴾ [۱]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق کو حق پر قائم کیا ہے؟ وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے اور ایک نئی خلقت تمہاری جگہ لے آئے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ ﴿۸۵﴾ [۲]

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمان کو اور ان کی موجودات کو حق کے سوا کسی اور بنیاد پر خلق نہیں کیا ہے اور فیصلے کی گھڑی یقینا آنے والی ہے۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ﴿۸﴾ [۳]

ترجمہ: کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور وفکر نہیں کیا؟ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مقرر مدت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ [۴]

ترجمہ: یہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہم نے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنادی ہیں۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ [۵]

ترجمہ: اللہ نے تو آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور اس لیے کیا ہے کہ ہر متنفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے، لوگوں پر ظلم ہرگز نہ کیا جائے گا۔

تا کہ اس کا حکم اور شریعت نافذ ہو اور اس کے بندوں پر اس کی نعمتوں کا اتمام ہو، اور کوئی غور وتدبر کرے تو اس عظیم الشان کائنات میں ایمان والوں کے لئے اللہ وحدہ لاشریک کے وجود اس کی قدرت کاملہ اور علم وحکمت کی بے شمار واضح نشانیاں ہیں۔

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ

جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کریں، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بے

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ (العنکبوت ۴۵)

شک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ خبر دار ہے۔

---

(۱) ابراہیم ۱۹

(۲) الحجر ۸۵

(۳) الروم ۸

(۴) الدخان ۳۸

(۵) الجاثیة ۲۲

نسخہ استقامت:

حالات اہل ایمان کے حق میں انتہائی ناساز گار تھے ،مسلمانوں کو دین اسلام سے ہٹانے اور آباؤاجداد کے مشرکانہ دین پر واپس لانے کے لئے ان پر انسانیت سوز ظلم وستم ڈھائے جارہے تھے اور مسلمانوں کو اپنے ایمان ویقین پر قائم رہنے میں شدید حوصلہ شکن مشکلات سے سابقہ پڑرہا تھا،ان حالات کامقابلہ کرنے کے لئے پچھلے چار رکوعوں میں صبروثبات اور اللہ پرغیر متزلزل بھروسہ کی تلقین کی گئی تھی،اب بظاہر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خطاب کرکے تمام اہل ایمان کو مخاطب کرکے انہیں عملی تدبیر فرمائی کہ اس جلیل القدر کتاب کی تلاوت کیا کرو،اس کے معانی ومطالب پر تدبر وتفکر کروتا کہ اس کی ہدایت کو راہ نما بنا سکو،اس کے احکامات کی تعمیل اوراس کے نواہی سے اجتناب کرسکو،اس کے الفاظ کی تلاوت سے اجر وثواب حاصل کرسکو،اور لوگوں کی تعلیم وتدریس،وعظ ونصیحت کے لئے دلائل وبراہین اور غیر مسلم سے بحث ومباحثہ کی تعلیم وتربیت حاصل کرو،اور اللہ کے ذکر کے لئے نماز کوخشوع وخضوع کے ساتھ سنت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مطابق ان آداب وشرائط کے ساتھ پڑھو جو اس کی صحت وقبولیت کے لئے ضروری ہیں مثلاًرزق حلال ہوکیونکہ رزق حرام سے جو کپڑے پہنے جاتے ہیں اور مال حرام جس جسم میں داخل ہوتا اس کے ہوتے ہوئے نہ تو اللہ نماز قبول فرماتا ہے اور نہ دعا،انتہائی اخلاص،طہارت قلبی(یعنی نماز میں اللہ کے سوا کسی اور کی طرف التفات نہ ہو،ایسا نہ ہو کہ بندہ بظاہر تو نماز پڑھ رہا ہو مگر اس کا دل کہیں اور اٹکا ہوا ہو) وقت کی پابندی اور باجماعت،ارکان صلوٰۃ(قراءت،رکوع،قومہ،سجدہ)میں اعتدال واطمینان،خشوع وخضوع اور رقت) کی کیفیت کے ساتھ نماز قائم کریں،اس طرح سے قائم کی گئی نماز بے حیائی،فحاشی اور بدفعلیوں کے روکنے کاسبب اور ذریعہ بنتی ہے کیونکہ یہی دو چیزیں اللہ کی کتاب میں غور وتدبر،رہنمائی اور اقامت صلوٰۃ ہی ہیں جو ایک مومن کے کردار میں مضبوط سیرت اور زبردست صلاحیت پیدا کرتی ہیں جن سے ہر طرح کے مصائب کاسامنا کیا جاسکتا ہے،جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔۔۔ ﴿۱۵۳﴾ [۱]

ترجمہ:اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر اور نماز سے مدد لو۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ: {إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ} [۲] قَالَ:مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ

معمران بن حصین سے مروی ہے یں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ”یقیناًنماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“ کامطلب دریافت کیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جسے اس کی نماز بے جااور فحش کاموں سے نہ روکے توسمجھ لو کہ اس کی نماز اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوئی۔ [۳]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ يَزِدْ بِهَا مِنَ اللَّهِ إِلَّا بُعْدًا

عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو نمازی بھلے کاموں میں مشغول اور برے کاموں سے بچنے والانہ ہو سمجھ

[۱] البقرة ۱۵۳

[۲] العنکبوت : ۴۵

[۳] تفسیرابن ابی حاتم ۱۷۳۳۹

لو کہ اس کی نماز اسے اللہ سے اور دور کرتی جا رہی ہے۔ (١)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُطِعِ الصَّلَاةَ، وَطَاعَةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کی بات نہ مانے اس کی نماز نہیں، نماز بے حیائی اور بدفعلیوں سے روکتی ہے اس کی اطاعت یہ ہے کہ ان بے ہودہ کاموں سے نمازی رک جائے۔ (٢)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ، فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ، فَقَالَ: إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا يَقُولُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے لیکن جب صبح ہوتی ہے تو وہ چوری کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اس کی نماز اس کی یہ برائی چھڑا دے گی۔ (٣)

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، فِي قَوْلِهِ: {إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ} (٤) إِنَّ الصَّلَاةَ فِيهَا ثَلَاثُ خِلَالٍ، فَكُلُّ صَلَاةٍ لَا يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ الْخِلَالِ فَلَيْسَتْ بِصَلَاةٍ: الْإِخْلَاصُ وَالْخَشْيَةُ وَذِكْرُ اللَّهِ، فَالْإِخْلَاصُ يَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالْخَشْيَةُ تَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَذِكْرُ اللَّهِ الْقُرْآنُ يَأْمُرُهُ وَيَنْهَاهُ

ابو العالیہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ''یقینا نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں نماز میں تین چیزیں ہیں اگر یہ نہیں تو نماز، نماز نہیں، اخلاص وخلوص، خوف الٰہی اور ذکر الٰہی، اخلاص سے انسان نیک ہو جاتا ہے اور خوف الٰہی سے انسان گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے اور ذکر الٰہی یعنی قرآن مجید اسے بھلائی و برائی بتا دیتا ہے جو حکم بھی کرتا ہے اور منع بھی کرتا ہے۔ (٥)

عَنْ أَبِي عَوْنٍ، قَوْلُهُ: {إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ} (٦) قَالَ: إِذَا كُنْتَ فِي صَلَاةٍ فَأَنْتَ فِي مَعْرُوفٍ وَقَدْ حَجَزَتْكَ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالَّذِي أَنْتَ فِيهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أَكْثَرُ

ابن عون انصاری آیت کریمہ ''یقینا نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔'' کے بارے میں کہتے ہیں جب تم حالت نماز میں ہو تو تم معروف ہی مصروف ہو اور نماز نے تمہیں برائی اور بے حیائی کے کاموں سے روک دیا ہے اور اس طرح تم اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو اور ذکر الٰہی دیگر سب کاموں سے بڑا کام ہے۔ (٧)

(١) تفسیرابن ابی حاتم٣٠٦٦، ٩/١٧٣٤٠، المعجم الکبیر للطبرانی ١١٠٢٥

(٢) تفسیرابن ابی حاتم١٧٣٤١

(٣) مسند احمد٩٧٧٨، صحیح ابن حبان٢٥٦٠

(٤) العنکبوت : ٤٥

(٥) تفسیرابن ابی حاتم ١٧٣٤٤

(٦) العنکبوت : ٤٥

(٧) تفسیرطبری ٢٠/٤٢، تفسیرابن ابی حاتم٩/٣٠٦٦

بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، بیشک سب سے بڑا ذکر تو نماز ہی ہے، مگر چلتے، پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور یاد رکھنا بھی اللہ کا ذکر ہے، جیسے فرمایا

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ ۔۔۔ ﴿۱۵۲﴾ (۱)

ترجمہ: تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

پس جب کوئی بندہ اللہ کو یاد کرے گا تو لامحالہ اللہ رب العزت بھی اسے یاد کرے گا اور یہ فضیلت کہ اللہ کسی بندے کو یاد کرے، اس سے کہیں بہتر ہے کہ بندہ اللہ کو یاد کرے اور یہ خیال ذہن میں راسخ رکھو کہ تم اعلانیہ یا چھپ کر جو نیکی یا برائی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، اور اس کے بزرگ فرشتے تمہارے اعمال کو ضابطہ تحریر میں لارہے ہیں، جیسے فرمایا

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (۲)

ترجمہ: ہم اس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں (اور ہمارے اس براہِ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں، کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (۳)

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی، یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ کی گئی ہو، جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

اور اسی اعمال نامہ کے مطابق روز جزا وہ تمہیں اس کی پوری پوری جزا دے گا۔

وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

اور اہل کتاب کے ساتھ بحث و مباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو، مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں

وَ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

اور صاف اعلان کر دو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی،

---

(۱) البقرة ۱۵۲

(۲) ق ۱۶ تا ۱۸

(۳) الکھف ۴۹

وَ اِلٰـهُنَا وَ اِلٰـهُكُمۡ وَاحِدٌ وَّ نَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ (العنکبوت۴۶)

ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے ہم سب اسی کے حکم بردار ہیں۔

بحث ومباحثہ میں تعلیم وتربیت:

مسلمان اہل مکہ مکرمہ کے ظلم وستم سے مجبور ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کا سوچ رہے تھے جس پر عیسائیوں کا غلبہ تھا، جو وحی ورسالت اور توحید باری تعالیٰ کے منکر نہ تھے، اس لئے وہ اہل علم وفہم تھے اور بات کو سمجھنے کی صلاحیت واستعداد رکھتے تھے، مسلمان عیسیٰ علیہ السلام اور ان پر نازل کتاب پر بھی ایمان رکھتے تھے کہ وہ کتاب بھی من جانب اللہ عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور یہ بات مسلمانوں اور عیسائیوں میں مشترکہ تھی، چنانچہ فرمایا کہ یہود ونصاریٰ سے تمہارا بحث ومباحثہ ہو تو پہلے نرمی سے ان نکات پر بات کرو جو تم میں اور ان میں مشترکہ ہوں اور پھر انہی متفق علیہ امور سے استدلال کر کے مخاطب کو شیریں اور بہترین انداز سے سمجھانا چاہیے کہ ان کا مسلک کہاں پر متفق علیہ بنیادوں سے متضاد ہے، مگر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور مسلمانوں کو ان کے ساتھ بحث ومباحثہ کا مرحلہ پیش آنے والا تھا، ان لوگوں کے لئے مسلمانوں کی تربیت فرمائی کہ جب ایسے لوگوں سے دین کے معاملے میں بحث وکلام ہو تو جہلاء کی طرح تلخی اور تندی اختیار کرنے کے بجائے معقول دلائل، مہذب وشائستہ زبان، افہام وتفہیم، درگزر کی روش اور بہترین انداز اختیار کرو اور اپنے موقف کو حق ثابت کرنے کے لئے مخالف کی حق بات کو کبھی رد نہ کرو خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، جیسے فرمایا

اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ... ﴿۱۲۵﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔

وَلَا تَسۡتَوِى الۡحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِىۡ بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيۡمٌ ﴿۳۴﴾ [2]

ترجمہ: اور اے نبی ﷺ! نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

اِدۡفَعۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ السَّيِّئَةَ... ﴿۹۶﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! برائی کو اس طریقہ سے دفع کرو جو بہترین ہو۔

خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا يَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ... ﴿۲۰۰﴾ [4]

ترجمہ: اے نبی! نرمی ودرگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ اُلجھو، اگر کبھی شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی

[1] النحل ۱۲۵

[2] حم السجدة ۳۴

[3] المومنون ۹۶

[4] الاعراف ۱۹۹،۲۰۰

پناہ مانگو۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے یہی نصیحت فرمائی تھی۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ [1]

ترجمہ: اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔

اور اگر کوئی شخص اہل ایمان کی شرافت اور معقولیت کو کمزوری اور مسکنت سمجھ بیٹھے اور ظلم کا رویہ اختیار کرے تو ان لوگوں کے ساتھ پھر اسی نوعیت کا رویہ اختیار کرو، اور مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ جب تمہارا اسابقہ اہل کتاب سے پیش آئے تو ان سے کہو کہ جس اللہ خالق کائنات کو تم لوگ مانتے ہو ہم بھی اسے اپنا الہٰ تسلیم کرتے ہیں، ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے، جو صحیفے اللہ نے پہلے انبیاء و رسل پر نازل فرمائے تھے اور جو کتاب اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی اور جو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے، ان میں جو احکام و ہدایات اور تعلیمات بھی آئی ہیں ان سب کے سامنے ہمارا سر جھکا ہوا ہے مگر تورات و انجیل میں جو تحریفات تم لوگوں نے کر دی ہیں ہم اسے تسلیم نہیں کرتے،

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ، تَقْرَءُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ، وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الكِتَابِ بَدَّلُوا كِتَابَ اللَّهِ وَغَيَّرُوهُ، وَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الكِتَابَ، وَقَالُوا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا؟ أَلاَ يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ العِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ؟ لاَ وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے تم اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں کیوں پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو تمہارے رسول پر نازل کی گئی ہے وہ تازہ ترین کتاب ہے، تم اس کی تلاوت کرتے ہو اور یہ بالکل خالص ہے اس میں کسی چیز کی ملاوٹ نہیں، اور اس کتاب نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تحریف و تبدیلی کر دی تھی، انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے تا کہ اس کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں، یہ علم جو تمہارے پاس آچکا ہے کیا یہ تمہیں اہل کتاب سے پوچھنے سے منع نہیں کرتا؟ اللہ کی قسم! ہم نے تو ان میں سے کوئی ایک شخص بھی نہیں دیکھا جو تم سے اس کے بارے میں سوال کرتا ہو جو تم پر نازل کیا گیا ہے۔ [2]

أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعَ مُعَاوِيَةَ، يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِينَةِ، وَذَكَرَ كَعْبَ الأَحْبَارِ فَقَالَ: إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هَؤُلاَءِ المُحَدِّثِينَ الَّذِينَ يُحَدِّثُونَ عَنْ أَهْلِ الكِتَابِ، وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذَلِكَ لَنَبْلُو عَلَيْهِ الكَذِبَ

حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا آپ مدینہ منورہ میں قریش کی ایک جماعت سے گفتگو فرما رہے تھے، گفتگو میں جب کعب الاحبار کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ اگرچہ اہل کتاب میں سے جو بیان کرنے والے ہیں ان میں سے سب سے سچے ہیں اس کے

---

[1] طہ ۴۴

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَسْأَلُوا أَهْلَ الكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ ۷۳۶۳

باوجود ہم نے ان میں بھی کذب پایا ہے۔ (۱)

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ

اور ہم نے اسی طرح آپ کی طرف اپنی کتاب نازل فرمائی ہے، پس جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں،

وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور ان (مشرکین) میں سے بعض اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف کافر ہی کرتے ہیں،

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ

اس سے پہلے تو آپ کوئی کتاب پڑھتے نہ تھے اور نہ کسی کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے کہ یہ باطل پرست لوگ

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ

شک وشبہ میں پڑتے، بلکہ (قرآن) تو روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں،

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ (العنکبوت ۴۷تا۴۹)

ہماری آیتوں کا منکر بجز ظالموں کے اور کوئی نہیں۔

نبوت کی دلیل: سید الامم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نبوت کے ثبوت میں استدلال پیش کیا گیا کہ اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! جس طرح ہم نے پہلے انبیاء پر کتابیں نازل کیں تھیں اسی طرح لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے تمہاری طرف بھی آخری کتاب نازل کی ہے، جن لوگوں کو کتب الٰہیہ کا صحیح علم وفہم نصیب ہوا ہے وہ ضد وہٹ دھرمی اور تعصّبات میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ ان حقائق ونشانیوں کو دیکھ کر اپنے دلوں میں قائل ہو گئے ہیں کہ ایسی شان صرف ایک پیغمبر کی ہی ہوسکتی ہے جن کی صفات توراۃ وانجیل میں لکھی ہوئی ہیں، جیسے فرمایا

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۔۔۔ ۭ ﴿۱۵۷﴾ (۲)

ترجمہ: (پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے) جو اس پیغمبر، نبی امی (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے، وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے بدی سے روکتا ہے ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَسْأَلُوا أَهْلَ الكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ۷۳۶۱

(۲) الاعراف ۱۵۷

اور اہل مکہ مکرمہ میں سے بھی بہت سے اس پر ایمان لا رہے ہیں، اور ہماری واضح نشانیوں کی تکذیب صرف وہ لوگ ہی کرتے ہیں جو اپنے تعصّبات چھوڑ کر حق بات ماننے کے لئے تیار نہیں، جو اپنی خواہشات نفس اور اپنی بے لگام آزادیوں پر پابندیاں قبول کرنے سے جی چراتے ہیں، کیا تم لوگ اس بات پر غور و تدبر نہیں کرتے کہ نبی ﷺ نے اپنی ساری زندگی تمہارے درمیان گزاری ہے، تم لوگ بچپن سے لیکر جوانی اور پھر ادھیڑ عمر تک ان کے پاکیزہ، صاف ستھرے اور بہترین کردار کے خود گواہ ہو، تم لوگ یہ بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ عرب کے اکثر لوگوں کی طرح لکھنا پڑھنا نہیں جانتے ہیں مگر جب انہوں نے نبوت کا اعلان فرمایا تو یکا یک ایک انوکھی، فصیح و بلیغ کتاب پڑھنے لگے، ایسی پر از حکمت کتاب جو اپنے سے پہلے کی نازل شدہ کتابوں کی تعلیمات، آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کے حالات، مختلف مذاہب و ادیان کے عقائد، قدیم قوموں کی تاریخ، اور اخلاق و تمدن و معیشت کے اہم مسائل پر بحث کرتی ہے، کیا ممکن ہے کہ ایسی گفتگو وہ وحی کے بغیر کسی اور دنیاوی ذرائع سے کر سکتے تھے، اگر آپ ﷺ پڑھے لکھے ہوتے یا کسی استاد سے کچھ سیکھا ہوتا تو تم ان کی ذات پر شک و شبہ کر سکتے تھے کہ جو علم وہ بیان فرما رہے ہیں وہ وحی نہیں ہے بلکہ سابقہ انبیاء کی کتابوں سے اخذ و اکتساب سے حاصل کیا گیا ہے یا فلاں کی مدد اور اس سے تعلیم حاصل کرنے کا نتیجہ ہے، اس لئے ان حقائق کی موجودگی میں دعوت حق سے تمہارے انکار کی وجہ صرف تمہاری ہٹ دھرمی اور تعصّبات کے سوا اور کچھ نہیں، جیسے فرمایا

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۶ (۱)

ترجمہ: اور کہو اگر اللہ کی مشیت یہی ہوتی تو میں یہ قرآن تمہیں کبھی نہ سناتا اور اللہ تمہیں اس کی خبر تک نہ دیتا آخر اس سے پہلے میں ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟۔

اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں آدم ثانی نوح علیہ السلام، زکریا علیہ السلام اور مریم، یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صدیوں پرانے واقعات کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے ثبوت میں بیان فرمایا جنہیں اہل کتاب بدترین مخالفت کے باوجود نہ جھٹلا سکے، جیسے فرمایا

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۔۔۔ ۝۴۹ (۲)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَيُّھُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝۴۴ (۳)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ سے بتا رہے ہیں ورنہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب ہیکل کے خادم یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ مریم کا سرپرست کون ہو؟ اپنے اپنے قلم پھینک رہے تھے اور نہ تم اس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔

---

(۱) یونس ۱۶

(۲) ہود ۴۹

(۳) آل عمران ۴۴

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تم پر وحی کر رہے ہیں ورنہ تم اس وقت موجود نہ تھے جب یوسف کے بھائیوں نے آپس میں اتفاق کر کے سازش کی تھی۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ (۲)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) تم اس وقت مغربی گوشے میں موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام یہ فرمان شریعت عطا کیا اور نہ تم شاہدین میں شامل تھے، بلکہ اس کے بعد (تمہارے زمانے تک) ہم بہت سی نسلیں اٹھا چکے ہیں اور ان پر بہت زمانہ گزر چکا ہے، تم اہل مدین کے درمیان بھی موجود نہ تھے کہ ان کو ہماری آیات سنا رہے ہوتے، مگر (اس وقت کی یہ خبریں) بھیجنے والے ہم ہیں اور تم طور کے دامن میں بھی اس وقت موجود نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کو پہلی مرتبہ) پکارا تھا مگر یہ تمہارے رب کی رحمت ہے (کہ تم کو یہ معلومات دی جا رہی ہیں) تاکہ تم ان لوگوں کو متنبہ کرو جن کے پاس ان سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا شاید کہ وہ ہوش میں آئیں۔

رسول اللہ ﷺ بس ایک خاموش تاجر تھے، لیکن نبوت کے فوراً بعد دنیا نے دیکھا کہ وہ شخص جس نے کبھی تین آدمیوں کو بٹھا کر کبھی گفتگو نہیں کی تھی وہ بڑے بڑے مجمعوں کو خطاب کرتا ہے، رسالت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کبھی میدان جنگ میں نہیں اترے، کبھی تلوار چلانا اور تیر چلانا بھی نہ سیکھا مگر وہ انسانی تاریخ کے سب سے بڑے جرنیل ہیں، ہجرت مدینہ منورہ کے بعد دس سال میں تریاسی جنگیں لڑیں جن میں مقتولین کی تعداد صرف پانچ سو تینتیس (۵۳۳) ہے اور ان سب کے نام تاریخ میں محفوظ ہیں، انسانی تاریخ میں اتنا پرامن (Bloodless) انقلاب اور اتنی تعداد میں جنگیں اور اتنی کم تعداد مقتولین (Casualties) آج تک دیکھنے میں نہیں آئیں اور آپ ﷺ نے ایسی ایسی جنگی چالیں چلیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے، اس سلسلہ میں فتح مکہ کا ایک واقعہ ہی کافی ہے جب ہر طرف جنگل کا قانون رائج تھا اس وقت انٹرنیشنل لاء کو سب سے پہلے مرتب کرنے والے محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی میں کبھی کشتی کا فن نہیں سیکھا مگر جزیرۃ العرب کے ایک نامی گرامی پہلوان رکانہ نے کہا ہمیں صرف کشتی آتی ہے ہم کسی اور چیز کو نہیں جانتے آپ نبی ہیں تو مجھے کشتی میں ہرا دیں پھر میں آپ پر ایمان لے آؤں گا، بھلا کہاں کشتی کا فن اور کہاں رسالت مگر رسول اللہ ﷺ نے مقابلہ کرنے کی حامی بھر لی اور میدان میں اتر آئے، اور جب وہ پہلوان قریب آیا تو اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا مگر اس پہلوان کو یقین نہ آیا اس نے کہا نہیں، نہیں ابھی نہیں میں پھر مقابلہ کروں گا، دوسرے ہی لمحے آپ نے اسے اٹھا کر زور سے زمین پر پٹخا، جس پر اس نے اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ پڑھ لیا، کیا یہ کتاب مبین کی منزل من اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے ناقابل تردید ثبوت

---

(۱) یوسف ۱۰۲

(۲) القصص ۴۴ تا ۴۶

نہیں۔ دراصل یہ روشن نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جنہیں علم بخشا گیا ہے اور ہماری آیات کا متکبر، ہٹ دھرم اور متعصب لوگ ہی انکار کرتے ہیں۔

وَقَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

انہوں نے کہا کہ اس پر کچھ نشانیاں (معجزات) اس کے رب کی طرف سے کیوں نہیں اتارے گئے،

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۰ (العنکبوت ۵۰)

آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں میں تو صرف کھلم کھلا آگاہ کر دینے والا ہوں۔

معجزہ کا مطالبہ: اتنی واضح دلیل کے باوجود مشرکین مکہ ضد، تکبر اور ہٹ دھرمی سے رسول اللہ ﷺ سے پیغمبری کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے معجزہ کا مطالبہ کرتے، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝۹۰ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝۹۱ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝۹۲ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ... ۝۹۳ [1]

ترجمہ: اور انہوں نے کہا ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لیے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے، یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے، یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو رُو در رُو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! انہیں کہہ دیں معجزہ دکھانا میرے اختیار میں نہیں یہ تو اللہ کا اختیار اور اس کی قدرت ہے وہ جب چاہے اپنی حکمت و مشیت سے معجزہ ظاہر فرما دے، میرا کام تمہارے کانوں تک آواز الٰہی کو پہنچا دینا ہے، ہدایت و ضلالت اللہ کی طرف سے ہے وہ جسے چاہتا گمراہ کر دیتا ہے اگر وہ کسی کو گمراہ کر دے تو پھر کوئی اس کی رہنمائی نہیں کر سکتا، جیسے فرمایا

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۸۶ [2]

ترجمہ: جس کو اللہ رہنمائی سے محروم کر دے اس کے لیے پھر کوئی رہنما نہیں ہے، اور اللہ انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑے دیتا ہے۔

... مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝۱۷ [3]

---

[1] بنی اسرائیل ۹۰ تا ۹۳

[2] الاعراف ۱۸۶

[3] الکہف ۱۷

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولی مرشد نہیں پا سکتے۔

میں تو اللہ کا بندہ اور کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں اس سے زیادہ میرا کوئی مرتبہ نہیں۔

اَوَ لَمۡ یَکۡفِہِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَرَحۡمَۃً

کیا انہیں یہ کافی نہیں؟ کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرما دی جو ان پر پڑھی جا رہی ہے، اس میں رحمت (بھی) ہے

وَّ ذِکۡرٰی لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾ قُلۡ کَفٰی بِاللّٰہِ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ شَہِیۡدًا ۚ

اور نصیحت (بھی) ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں، کہہ دیجئے کہ مجھ میں اور تم میں اللہ تعالیٰ گواہ ہونا کافی ہے،

یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡبَاطِلِ وَ کَفَرُوۡا بِاللّٰہِ ۙ

وہ آسمان و زمین کی ہر چیز کا عالم ہے، جو لوگ باطل کے ماننے والے اور اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے والے ہیں

اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۵۲﴾ (العنکبوت ۵۲،۵۱)

وہ زبردست نقصان اور گھاٹے میں ہیں۔

اور فرمایا کہ اے نبی ﷺ! آپ کے امی ہونے کے باوجود قرآن جیسی کتاب جس کے الفاظ میں حلاوت، جس کے نظم میں ملاحت، جس کے انداز و بیان میں فصاحت و بلاغت، جس کا طرز دلربا، جس کا سیاق و سباق دلچسپ کا آپ پر نازل ہونا کیا ایک معجزہ سے کم ہے؟ کیا اس کے بعد بھی آپ کی رسالت کی تصدیق کے لئے کسی اور معجزے کی ضرورت باقی رہتی ہے؟ حالانکہ اس کی بابت ساری دنیا کے جن و انس کو چیلنج کر دیا گیا ہے کہ وہ سب مل کر اور اپنے معبودوں کو شامل کر کے اس جیسا قرآن لا کر دکھائیں، یا کوئی ایک سورت ہی بنا کر پیش کر دیں، جب قرآن کریم کی اس معجزہ نمائی کے باوجود یہ قرآن پر ایمان نہیں لا رہے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرح انہیں معجزے دکھا بھی دیئے جائیں تو اس پر یہ کون سا ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ اس کتاب کا نزول ہی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے، جس میں انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے واضح ہدایات ہیں، مگر ان ہدایات، احکامات سے وہی لوگ ہی متمتع اور فیض یاب ہوتے ہیں جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے، اے نبی ﷺ! کہو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ مالک الملک کی گواہی کافی ہے، جیسے فرمایا

قُلۡ اَیُّ شَیۡءٍ اَکۡبَرُ شَہَادَۃً ؕ قُلِ اللّٰہُ ۟ۙ شَہِیۡدٌۢ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ ۔۔۔ ﴿۱۹﴾ [1]

ترجمہ: کہو، ان سے پوچھو کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے؟ کہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے۔

اس لئے میں نے اسے گواہ بنایا ہے اگر میں جھوٹا ہوتا تو مجھ پر اللہ کا عبرتناک عذاب نازل ہوتا، جیسے فرمایا

وَ لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ ﴿ۙ۴۴﴾ لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ ﴿ۙ۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ ﴿۫ۖ۴۶﴾ [2]

[1] الانعام ۱۹

[2] الحاقة ۴۴ تا ۴۶

ترجمہ: اور اگر اس (نبی ﷺ) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔

اور اگر اللہ میری تائید اور مدد کرتا اور میرے لئے میرے تمام معاملات آسان فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جلیل القدر شہادت تمہارے لئے کافی ہونی چاہیے، اگر تمہارے دلوں میں اللہ کی شہادت کافی نہیں تو وہ علام الغیوب ہے، وہ آسمانوں اور زمین میں سب کچھ جانتا ہے، جو لوگ غیر اللہ کو عبادت کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور اللہ جو فی الواقع مستحق عبادت ہے کا انکار کرتے ہیں انہی لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر اور ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی ہے، قیامت کے روز وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝۱۶ [1]

ترجمہ: اس دن جو سزا سے بچ گیا اس پر اللہ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہی نمایاں کامیابی ہے۔

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ لَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ

یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں اگر میری طرف سے مقرر کیا ہوا وقت نہ ہوتا تو ابھی تک ان کے پاس

الْعَذَابُ ؕ وَ لَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۳ (العنکبوت ۵۳)

عذاب آچکا ہوتا، یہ یقینی بات ہے کہ اچانک ان کی بے خبری میں ان کے پاس عذاب آپہنچے۔

قدیم قوموں کی طرح اہل مکہ بھی یہ تسلیم کرنے کو ہرگز تیار نہ تھے کہ ان جیسا ایک بشر بھی اللہ کا رسول ہوسکتا ہے، وہ حیات بعد از موت کو بھی تسلیم نہیں کرتے تھے، ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی سے سیکھ کر ایسی گفتگو فرماتے ہیں، وہ پیغمبر کی تعلیمات پر غور و تفکر کرنے اور اس کی حقانیت تسلیم کرنے کے بجائے تباہ شدہ اقوام کی طرح بڑے دھڑلے سے چیلنج کے انداز میں عذاب کا مطالبہ کرتے کہ اگر آپ سچے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے تو جس دردناک عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے رہتے ہیں اللہ سے کہہ کر ہم پر نازل کروادیں، جیسے فرمایا

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۲ [2]

ترجمہ: اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ خدایا اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ اللہ غفور و رحیم سے اپنے گناہوں کی مغفرت اور بخشش طلب کرنے کے بجائے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں، جیسے فرمایا

---

[1] الانعام ۱۶

[2] الانفال ۳۲

وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبۡلَ الۡحَسَنَةِ وَقَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِمُ الۡمَثُلٰتُ... ﴿۶﴾ [۱]

ترجمہ: یہ لوگ بھلائی سے پہلے برائی کے لیے جلدی مچا رہے ہیں حالانکہ ان سے پہلے (جو لوگ اس روش پر چلے ہیں ان پر اللہ کے عذاب کی) عبرت ناک مثالیں گزر چکی ہیں۔

قَالَ يٰقَوۡمِ لِمَ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبۡلَ الۡحَسَنَةِ ۚ لَوۡلَا تَسۡتَغۡفِرُوۡنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ [۲]

ترجمہ: صالح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم کے لوگو، بھلائی سے پہلے برائی کے لیے کیوں جلدی مچاتے ہو؟ کیوں نہیں اللہ سے مغفرت طلب کرتے؟ شاید کہ تم پر رحم فرمایا جائے۔

اَفَبِعَذَابِنَا يَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۲۰۴﴾ [۳]

ترجمہ: تو کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں؟۔

وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ وَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ وَعۡدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّكَ كَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ﴿۴۷﴾ [۴]

ترجمہ: یہ لوگ عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں اللہ ہر گز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا مگر تیرے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے۔

ان کے اعمال واقوال (یعنی اللہ کو عاجز اور بے بس سمجھنے اور حق کی تکذیب کرنے کی بنا پر) تو یقیناً اس لائق ہیں کہ انہیں فوراً صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی ایک سنت ہے کہ وہ ہر قوم کو ان کے گناہوں پر فوراً نہیں پکڑ لیتا اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے مطالبہ عذاب پر فوراً ہی عذاب کے مہیب بادل ان پر برس پڑتے بلکہ ایک خاص وقت تک سوچنے اور سنبھلنے کی مہلت عطا فرماتا ہے، مگر جب یہ مہلت عمل ختم ہوتی ہے تو پھر اللہ کا عذاب اچانک اور یک بیک نازل ہو جاتا ہے جسے کوئی ہستی، کوئی طاقت و قوت روکنے والی نہیں ہوتی، جیسے اہل مکہ رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے میدان بدر میں اتراتے اور تکبر کرتے ہوئے اترے، مسلمانوں کی قلت تعداد اور جنگی ہتھیاروں کی بے سروسامانی دیکھ کر وہ سمجھے کہ وہ اپنا مقصد بدحاصل کرنے کی طاقت و قدرت رکھتے ہیں، مگر مشرکین کی کثرت تعداد اور وافر ساز و سامان کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل و رسوا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر اس طرف سے عذاب نازل فرمایا جدھر سے ان کو وہم و گمان اور شعور تک نہ تھا، جیسے فرمایا

قَدۡ مَكَرَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَاَتَى اللّٰهُ بُنۡيَانَهُمۡ مِّنَ الۡقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيۡهِمُ السَّقۡفُ مِنۡ فَوۡقِهِمۡ وَاَتٰىهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۶﴾ [۵]

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ (حق کو نیچا دکھانے کے لیے) ایسی ہی مکاریاں کر چکے ہیں تو دیکھ لو کہ اللہ نے ان کے مکر کی عمارت جڑ

---

[۱] الرعد۶

[۲] النمل۴۶

[۳] الشعراء۲۰۴

[۴] الحج۴۷

[۵] النحل۲۶

سے اکھاڑ پھینکی اور اس کی چھت اوپر سے ان کے سر پر آ رہی اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جدھر سے اس کے آنے کا ان کو گمان تک نہ تھا۔

اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ (۱)

ترجمہ: پھر کیا وہ لوگ جو (دعوت پیغمبر کے مخالفت میں) بدتر سے بدتر چالیں چل رہے ہیں اس بات سے بالکل ہی بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ایسے گوشے سے ان پر عذاب لے آئے جدھر سے اس کے آنے کا ان کو وہم و گمان تک نہ ہو۔

فَیَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ (۲)

ترجمہ: پس وہ عذاب ان کو ناگہاں آجائے گا انہیں اس کا شعور بھی نہ ہوگا۔

كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ (۳)

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ اسی طرح جھٹلا چکے ہیں آخر ان پر عذاب ایسے رخ سے آیا جدھر ان کا خیال بھی نہ جا سکتا تھا۔

ان کے بڑے بڑے نامور ستر سردار قتل ہو گئے اور تمام شریر لوگوں کا استیصال ہو گیا اور مکہ مکرمہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جسے یہ مصیبت نہ پہنچی ہو۔

یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۴﴾ یَوْمَ یَغْشٰىهُمُ

یہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اور (تسلی رکھیں) جہنم کافروں کو گھیر لینے والی ہے، اس دن ان کے اوپر تلے سے انہیں

الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَ یَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

عذاب ڈھانپ رہا ہوگا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب اپنے (بد) اعمال کا مزہ چکھو،

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ

اے میرے ایمان والے بندو! میری زمین بہت کشادہ ہے سو تم میری ہی عبادت کرو، ہر جاندار موت کا مزہ

الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

چکھنے والا ہے اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے، اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے انہیں ہم یقیناً جنت کے

غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۵۸﴾

ان بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، نیک کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے،

---

(۱) النحل ۴۵

(۲) الشعراء ۲۰۲

(۳) الزمر ۲۵

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا

وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے،

اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ (العنکبوت ۵۴تا۶۰)

ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے، وہ بڑا ہی سننے والا ہے۔

یہ لوگ دعوت حق قبول کرنے اور اللہ سے اپنی بخشش طلب کرنے کے بجائے اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو کر تم سے بار بار عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ جہنم ان کافروں کو گھیرے میں لے چکی ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا۔۔۔ (۱)

ترجمہ: ہم نے (انکار کرنے والے) ظالموں کے لیے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپیٹیں انہیں گھیرے میں لے چکی ہیں۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۔۔۔ ﴿۴۱﴾ (۲)

ترجمہ: ان کے لیے تو جہنم کا بچھونا ہو گا اور جہنم ہی کا اوڑھنا۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ۔۔۔ ﴿۱۶﴾ (۳)

ترجمہ: اُن پر آگ کی چھتریاں اوپر سے بھی چھائی ہوں گی اور نیچے سے بھی۔

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ ۔۔۔ ﴿۳۹﴾ (۴)

ترجمہ: کاش اِن کافروں کو اس وقت کا کچھ علم ہوتا جب کہ یہ نہ اپنے منہ آگ سے بچا سکیں گے نہ اپنی پیٹھیں۔

اور اس روز انہیں پتہ چلے گا جبکہ جہنم کا دردناک عذاب انہیں اوپر اور نیچے سے ڈھانپ لے گا، جب دوزخیوں کو عذاب چاروں طرف سے گھیر لے گا تو اللہ تعالیٰ یا جہنم کے نگراں فرشتے کہیں گے کہ اب اپنے کفر و شرک اور ان بد اعمالیوں کا چکھو مزا جو تم دنیا میں کرتے تھے، جیسے فرمایا

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ۭ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ (۵)

ترجمہ: جس روز یہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے اس روز ان سے کہا جائے گا کہ اب چکھو جہنم کی لپٹ کا مزا۔

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (۶)

ترجمہ: جس دن انہیں دھکے مار مار کر نارِ جہنم کی طرف لے چلا جائے گا اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے

---

(۱) الکہف ۲۹

(۲) الاعراف ۴۱

(۳) الزمر ۱۶

(۴) الانبیاء ۳۹

(۵) القمر ۴۸

(۶) الطور ۱۳، ۱۴

تھے۔

اب اس عذاب پر صبر کرو یا آہ فغاں کرو یکساں ہے، تم موت کو ایک بار نہیں بار بار پکارو مگر اب موت بھی نہیں آئے گی، جیسے فرمایا

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ (۱)

ترجمہ: اور جب یہ دست و پابستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے، (اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

جب مسلمانوں پر مکہ میں اسلامی تعلیمات و احکامات پر چلنا مشکل ہو گیا اور مشرکین کے انتہائی غیض و غضب، ظلم و ستم میں سانس لینا بھی مشکل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرمایا کہ اے میرے بندو! جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ کی بچھائی ہوئی زمین تنگ نہیں بلکہ کشادہ، فراغ ہے، جب کسی سرزمین میں تمہارے لئے اپنے رب کی عبادت کرنا ممکن نہ رہے تو اس کو چھوڑ کر کسی اور سرزمین میں چلے جاؤ جہاں تم اللہ وحدہ لاشریک کی آزادی سے عبادت کرسکو اور بالآخر ایک وقت مقررہ پر تمہاری زندگی ختم اور موت آ کر رہے گی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۝ (۲)

ترجمہ: آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً... ۝ (۳)

ترجمہ: ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور ہم اچھے اور برے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں۔

پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے اور اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے، اس وقت اللہ اس شخص کو بہترین جزا سے نوازے گا جس نے ایمان اور اعمال صالحہ کو اکٹھا کیا، وہ انہیں رفیع الشان بالاخانوں اور خوبصورت منازل میں ٹھیرائے گا جن کے نیچے قسم قسم کی نہریں بہہ رہی ہیں، جیسے فرمایا

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ۝ (۴)

ترجمہ: پرہیزگاروں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے ہوئے پانی کی،

(۱) الفرقان ۱۴،۱۳

(۲) آل عمران ۱۸۵

(۳) الانبیاء ۳۵

(۴) محمد ۱۵

نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہوگا، ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہوگی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی، اس میں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔

اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ جنت میں کبھی ختم نہ ہونے والی وہ تمام چیزیں جمع ہوں گی جسے نفس چاہتے اور آنکھیں لذت حاصل کرتی ہیں۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ: پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔

اور جنت کے اونچے محلات میں تم ہمیشہ رہو گے،

أَبُو مُعَانِقٍ الْأَشْعَرِيُّ أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ أَنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا (أَعَدَّهَا اللَّهُ تعالى) لمن أطعم الطعام،وأطاب الْكَلَامَ وَتَابَعَ الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ، وَقَامَ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

ابو معانق اشعری اپنے والد ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا بے شک جنت میں کچھ ایسے محلات بھی ہوں گے جن کے باہر سے اندر اور اندر سے باہر دیکھا جا سکے گا یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے لیے تیار فرمائے ہیں جو کھانا کھلاتے ہیں پاکیزہ گفتگو کرتے ہیں، نماز روزے کی پابندی کرتے ہیں اور رات کو اس وقت نماز پڑھتے ہیں جب لوگ سوئے ہوتے ہیں۔ [2]

اور یہ سوچ کر ہمت نہ ہارو کہ ہمارے رزق کا کیا ہوگا، ذرا جانوروں اور پرندوں کو دیکھو ان کے پاس رزق کا ذخیرہ نہیں ہوتا اور جب یہ صبح سویرے اپنے گھروں اور گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں تو اپنا رزق اور توشہ دان ساتھ اٹھا کر نہیں چلتے مگر اللہ تعالیٰ انہیں رزق دے دیتا ہے، چنانچہ تم جہاں بھی ہجرت کر جاؤ گے ہم وہیں پر بحر و بر کی بے شمار دوسری مخلوقات کی طرح تمہارا رزق بہم پہنچائیں گے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ [3]

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن اور اعمال و افعال کو جانتا اور تمہاری التجاؤں کو سنتا اور پورا کرتا ہے اس لئے اللہ قادر مطلق پر بھروسہ کرو اور اس کے سوا کسی سے مت ڈرو۔

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ

اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ زمین و آسمان کا خالق اور سورج اور چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے ؟

---

[1] السجدة ١٧

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۹،۳۰۷۷، صحیح ابن حبان ۵۰۹، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الْمَعْرُوفِ ۱۹۸۴، مستدرک حاکم ۲۷۰

[3] هود ٦

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ، پھر کدھر الٹے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ (العنکبوت ٦٢،٦١)

فراخ روزی دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

توحید الوہیت:

مگر شیطان نے مشرکین کی آنکھوں پر اس طرح پردے ڈال رکھے تھے کہ وہ ہر سو بکھری اللہ کی نشانیوں کو دیکھنے کی زحمت ہی گوارہ نہ کرتے ،ان کے کانوں کو حق کی طرف سے بہرہ بنا رکھا تھا کہ حق بات سننا گوارہ نہیں کرتے ،ان کے دلوں کو خشیت اللہ سے عاری کر رکھا تھا کہ انہیں اپنی عاقبت کا کوئی خوف نہ تھا،الغرض وہ بری طرح اس کے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے کہ ان کو کوئی دلیل سمجھ میں نہ آتی تھی،اللہ تعالیٰ نے ایک اور طرح سے انہیں سمجھایا کہ جب تم سمجھتے ہو اور اس کا اظہار بھی کرتے ہو کہ اس کائنات کو اللہ وحدہ لاشریک نے تخلیق فرمایا ہے،اور اسی نے چاند، سورج، ستاروں، پہاڑوں اور ہواؤں اور بے شمار مخلوقات وغیرہ کو انسان کی خدمت کے لئے مسخر کر رکھا ہے، جو آسمان سے پانی برسا کر تمہارے رزق کا بندوبست کرتا ہے، جو تمام کائنات کی تدبیر کرتا ہے تو پھر حمد وستائش کا مستحق صرف وہی وحدہ لاشریک ہی ہوسکتا ہے، جب تم خود اپنے خود ساختہ معبودوں کی عاجزی اور بے بسی کا واضح اقرار کرتے ہو کہ تمہارے معبودوں نے کچھ تخلیق نہیں کیا، وہ کسی کو رزق بھی نہیں پہنچا سکتے، ان کے پاس کچھ طاقت، قدرت واختیار ہی نہیں ہے تو ضعیف العقل لوگو! خود ہی غور کرو انہیں معبود کا درجہ کس نے دیا، ان کو حمد کا استحقاق کہاں سے مل گیا، کائنات کی تمام مخلوقات کا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ اپنی حکمت ومشیت سے اپنے جس بندے کا رزق چاہتا ہے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا

اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کس نے کیا؟

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾

تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا اللہ تعالیٰ نے، آپ کہہ دیجئے کہ ہر تعریف اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے، بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں،

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ

اور دنیا کی یہ زندگانی تو محض کھیل تماشا ہے، البتہ آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے،

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ (العنکبوت ٦٤،٦٣)

کاش! یہ جانتے ہوتے۔

توحید ربوبیت:

اور جب تم لوگ اس بات کا بھی اعتراف کرتے ہو کہ آسمانوں سے بارش کا بندوبست بھی اللہ ہی کرتا ہے، جس سے تمہاری مردہ پڑی ہوئی زمینیں زندہ ہو جاتی اور لہلہا اٹھتی ہیں، تمہارے جانوروں کے لئے خوراک اور تمہارے لئے انواع و اقسام کی اجناس اور طرح طرح کے پھل پیدا کرتی ہے، اسی بارش کے پانی سے دریا رواں دواں ہوتے ہیں جس میں تمہاری کشتیاں چلتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی خالقیت و ربوبیت کے اعتراف کے باوجود خود ساختہ معبودوں کو مشکل کشا اور حاجت روا اور لائق عبادت کیوں سمجھ رہے ہو جنہوں نے اس نعمتوں کو زمین سے نکالا ہی نہیں اور نہ ہی اس کی طاقت و قدرت رکھتے ہیں، اللہ پر توکل کرنے کے بجائے غیر اللہ پر بھروسہ کیوں کرتے ہو؟ اللہ جو تمہاری پکار کو سنتا اور پورا کرتا ہے اسے چھوڑ کر دوسروں کو کیوں پکارتے ہو؟ اللہ جو تمام مخلوقات کا رازق ہے اسے چھوڑ کر غیر اللہ سے رزق کیوں طلب کرتے ہو؟ اور دنیا کی یہ زندگی تو ایک کھیل اور دل کا بہلاوا کے سوا کچھ حیثیت نہیں رکھتی، یہ تو چند سانسوں پر مشتمل زندگی ہے تمہاری اصل زندگی اور دائمی گھر تو دارِ آخرت ہے، جس کے لئے تمہیں جدوجہد کرنی چاہیے، کاش! یہ لوگ دنیا کی بے ثباتی کو جانتے تو اپنی حقیقی اور دائمی زندگی سے بے پرواہ ہو کر اس زندگی کی رنگینیوں میں نہ کھو جاتے۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝۶۵ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ

پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ ہماری دی ہوئی نعمتوں سے مکرتے رہیں

وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۶۶ (العنکبوت۶۶،۶۵)

اور برتتے رہیں، ابھی ابھی پتہ چل جائے گا۔

مشرکین مکہ نام کی حد تک اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے باقی سارا کاروبار زندگی ان کے خود ساختہ معبودوں کے ہاتھوں میں تھا، وہی رزق دینے والے تھے، اولادیں دینے والے تھے، جانوروں اور پیداوار میں اضافہ کرنے والے تھے، دشمنوں پر فتح دینے والے اور وہی مشکل کشا تھے ، مگر جب وہ سمندری مسافرت میں ہوتے اور یکا یک تیز ہوائیں چلنا شروع ہو جاتیں اور کشتی گرداب وغیرہ میں پھنس جاتی جس سے خطرہ پیدا ہو جاتا کہ اب کشتی کے بچنے کا کوئی امکان نہیں اور موت اپنی بھیانک صورت کے ساتھ سامنے آ کھڑی ہوتی تو مشکل کی اس گھڑی میں اپنے ان معبودوں کو بھول جاتے، جن کے بارے میں ان کا دعویٰ تھا کہ وہ ہمارے مشکل کشا حاجت روا ہیں، بگڑی بنانے والے ہیں اور اللہ کے دامن کے سوا کوئی دوسری پناہ گاہ نظر نہ آتی تو سب مشرک مسافر پورے خلوص نیت سے اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا دیتے کہ اگر اللہ نے ہمیں اس مشکل سے بچا لیا تو وہ شرک سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک سے لو لگالیں گے مگر جب یہ شدت اور مصیبت ختم ہو جاتی اور اللہ انہیں بحفاظت خشکی پر پہنچا دیتا تو اپنے عزم وارادے بھول جاتے اور خشکی پر پہنچتے ہی اللہ کا شکر بجالانے کے بجائے اپنے معبودوں کی چوکھٹ

پرسر جھکانے کے لئے پہنچ جاتے جیسے انہوں نے ان لوگوں کی مشکل کشائی کی ہو، اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝۶۷ [۱]

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝۳۳ [۲]

ترجمہ: لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اُسے پکارتے ہیں پھر جب وہ کچھ اپنی رحمت کا ذائقہ انہیں چکھا دیتا ہے تو یکا یک ان میں سے کچھ لوگ شرک کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے جو مہلت انہیں عنایت فرمائی ہوئی ہے ان لمحوں میں خوب اچھل کود کر لیں، جانوروں کی طرح خوب کھا پی لیں، من مستی، بے فکری میں ان قیمتی لمحوں کو ضائع کر لیں، دنیا کی یہ زیب و زینت جلد ہی زائل ہو کر ختم ہو جائے گی، اس مہلت کے بعد انہوں نے ہماری بارگاہ میں اعمال کا حساب کتاب دینے حاضر ہونا ہے، اس وقت انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا کیا خوفناک انجام ہوتا ہے مگر اس وقت انہیں ندامت اور خسارے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

أَنَّهُ لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ ذَهَبَ فَارًّا مِنْهَا، فَلَمَّا رَكِبَ فِي الْبَحْرِ لِيَذْهَبَ إِلَى الْحَبَشَةِ، اضْطَرَبَتْ بِهِمُ السَّفِينَةُ، فَقَالَ أَهْلُهَا: يَا قَوْمِ، أَخْلِصُوا لِرَبِّكُمُ الدُّعَاءَ، فَإِنَّهُ لَا يُنْجِي هَاهُنَا إِلَّا هُوَفَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللَّهِ إِنْ كَانَ لَا يُنْجِي فِي الْبَحْرِ غَيْرُهُ، فَإِنَّهُ لَا يُنَجِّي غَيْرُهُ فِي الْبَرِّ أَيْضًااللَّهُمَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدٌ لَئِنْ خرجتُ لَأَذْهَبَنَّ فلأضعنّ يَدِي فِي يَدِ مُحَمَّدٍ فلأجدنه رؤوفًا رَحِيمًا، وَكَانَ كَذَلِكَ

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح فرمایا تو عکرمہ بن ابی جہل نے رسول اللہ ﷺ کی گرفت سے بچنے کے لئے مکہ سے فرار ہو کر جدہ کی راہ لی اور حبشہ جانے کے لئے ایک کشتی پر سوار ہوا، جب کشتی بیچ سمندر میں پہنچی تو اتفاقاً سخت طوفان آیا اور کشتی گرداب میں پھنس گئی، اول اول تو دیوی دیوتاؤں کو پکارا جاتا رہا، آخر کشتی میں سوار لوگوں نے (حسب سابق) ایک دوسرے سے کہا کہ مکمل خلوص نیت سے اللہ سے دعائیں کرو کیونکہ اب اس کے علاوہ کوئی اور اس مصیبت سے نجات دینے والا نہیں، لوگوں کی گفتگو سن کر عکرمہ بن ابی جہل سوچ میں پڑ گیا کہ اگر یہاں سمندر میں رب کے سوا کوئی اور نجات نہیں دے سکتا تو خشکی میں اس کے سوا کون مصیبتوں کو ٹالنے والا ہو سکتا ہے، یہ بات ان کے

---

[۱] بنی اسرائیل ۶۷

[۲] الروم ۳۳

دل میں گھر کر گئی اور اس نے دل میں عہد کر لیا کہ اگر میں یہاں سے بخیریت ساحل پر پہنچ گیا تو محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہو جاؤں گا مجھے یقین ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری خطاؤں سے درگزر فرمالیں گے اور مجھ پر رحم کریں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے کشتی کو بچالیا اور عکرمہ بن ابی جہل نے اپنے ارادہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔[۱]

اچھا اس عارضی، فانی دنیا میں جو یہ چاہیں کر لیں عنقریب انہیں اپنی بد اعمالیوں کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ

کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو با امن بنا دیا ہے حالانکہ ان کے ارد گرد سے لوگ اچک لیے جاتے ہیں کیا یہ باطل پر تو

يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ (العنکبوت ۶۷)

یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ناشکری کرتے ہیں۔

احسان کا بدلہ احسان:

اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ پر اپنی بے بہا نعمت اور احسان کا تذکرہ فرمایا کہ کیا تم لوگ اپنے شہر مکہ مکرمہ کو نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اسے کیسا کمال درجے کا پر امن شہر بنا دیا ہے، یہاں کے باشندے قتل وغارت، لوٹ مار اور اسیری وغیرہ سے محفوظ و مامون ہیں، جب کہ عرب کے دوسرے علاقے خوف زدہ رہتے ہیں اور امن وسکون سے محروم ہیں، جدال و قتال و لوٹ مار وہاں روز کا معمول و مشغلہ ہے، کیا تمہارے بے شمار چھوٹے بڑے دیوی دیوتاؤں میں سے لات، منات، عزیٰ، بعل، ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر اور شعریٰ یا جنات یا فرشتوں میں سے کسی نے ایسا پائیدار امن قائم کیا ہوا ہے؟ کیا تم سوچتے نہیں کہ کیا ان دیوی دیوتاؤں میں اتنی قوت وطاقت و اختیار تھا کہ وہ ڈھائی ہزار سال سے عرب کی انتہائی بد امنی کے ماحول میں اس جگہ کو تمام فتنوں اور فسادوں سے محفوظ رکھتے؟ کیا تم نہیں سوچتے کہ اس گھر کو ہمارے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حکم سے تعمیر کیا تھا اور ہم ہی اس وقت سے اس کی حرمت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں؟ جب تم تسلیم کرتے ہو کہ یہ بیت اللہ ہے، یہ ہمارا گھر ہے اور ہمارے ہی حکم سے ابراہیم علیہ السلام نے اسے خالص ہماری ہی عبادت کے لئے تعمیر کیا تھا تو پھر اس رب کا شکر کیوں نہیں بجالاتے جس نے بھوک اور قحط میں کھانا کھلایا اور خوف اور بد امنی میں امن مہیا کیا۔

الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾[۲]

ترجمہ: جس نے انہیں بھوک (قحط) سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔

مگر اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر شکر گزاری کی بجائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہو۔

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ۶٫۲۹۵

[۲] القریش ۴

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۙ﴿۲۸﴾ [۱]

ترجمہ: تم نے دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی نعمت پائی اور اسے کفران نعمت سے بدل ڈالا اور (اپنے ساتھ) اپنی قوم کو بھی ہلاکت کے گھر میں جھونک دیا۔

نبی آخر الزماں ﷺ کو جھٹلاتے، ایذا پہنچاتے اور دعوت کا راستہ روکنے کی کوششیں کرتے ہو آخر کیوں باطل پرستی میں حق کی دعوت کو نہیں سنتے؟

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ

اور اس سے بڑا ظالم کون ہو گا؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا جب حق اس کے پاس آجائے وہ اسے جھٹلائے، کیا ایسے

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ

کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہ ہو گا؟ اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے،

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ (العنکبوت ۶۹،۶۸)

یقیناً اللہ نیکو کاروں کا ساتھی ہے۔

نبی ﷺ نے پہلے تمام انبیاء کی طرح تمہیں دعوت توحید پیش کی ہے مگر تم نے بغیر اس پر غور و فکر کیے محض اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں اس پاکیزہ دعوت کو جھٹلا دیا ہے اب معاملہ دو حال سے خالی نہیں اگر نبی نے اللہ کا نام لے کر جھوٹا دعوی کیا ہے تو اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں اور اگر تم نے سچے نبی کی تکذیب کی ہے تو پھر تم سے بڑا ظالم کوئی نہیں، کیونکہ یہ دونوں ہی بڑے جرم ہیں اس لیے فرمایا ایسے کافروں کا جو اللہ پر جھوٹ باندھیں یا اللہ کی طرف سے جو حق نازل ہوا ہے اسے جھٹلا دیں ان کا ٹھکانہ یقیناً جہنم ہی ہے؟ جیسے فرمایا

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۙ﴿۷﴾ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۸﴾

ترجمہ: تباہی ہے ہر اس جھوٹے بداعمال شخص کے لیے جس کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور وہ ان کو سنتا ہے پھر پورے استکبار کے ساتھ اپنے کفر پر اس طرح اڑا رہتا ہے کہ گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں، ایسے شخص کو دردناک عذاب کا مژدہ سنا دو۔

سورت کے آغاز میں فرمایا تھا

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ... ﴿۶﴾ [۲]

ترجمہ: اور جو کوئی بھی جہاد کرتا ہے تو وہ اپنے (ہی فائدے کے) لیے جہاد کرتا ہے۔

---

[۱] ابراہیم ۲۸

[۲] العنکبوت ۶

یعنی جو نیک عمل کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا۔ اب اختتام بھی اسی مجاہدے کی بشارت کے ساتھ فرمایا جو لوگ اللہ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ دنیا بھر سے کش مکش کا خطرہ مول لے لیتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ان کے حال پر نہیں چھوڑ دیتا بلکہ وہ ان کی دستگیری و رہنمائی فرماتا ہے اور اپنی طرف آنے کی راہیں ان کے لیے کھول دیتا ہے، وہ قدم قدم پر انہیں بتاتا ہے کہ ہماری خوشنودی تم کس طرح حاصل کر سکتے ہو، ہر ہر موڑ پر انہیں روشنی دکھاتا ہے کہ راہ راست کدھر ہے اور غلط راستے کون سے ہیں، جتنی نیک نیتی اور خیر طلبی ان میں ہوتی ہے اتنی ہی اللہ کی مدد اور توفیق اور ہدایت بھی ان کے ساتھ رہتی ہے۔

پہلی ہجرت حبشہ

رجب پانچ بعثت نبوی (۶۱۵ء)

چنانچہ جب ہجرت حبشہ کا فیصلہ ہوگیا تو ایک طے شدہ پروگرام کے تحت گیارہ مرد اور پانچ عورتوں نے جن میں قریش کے چھوٹے بڑے خاندانوں سے گیارہ مرد اور چار خواتین نے حبش کی راہ لی، ان راست باز لوگوں کے نام یہ ہیں۔

بنی امیہ بن شمس میں سے

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور ان کی زوجہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے

أَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ مَعَهُ امْرَأَتُهُ: سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ان کی زوجہ سہلہ رضی اللہ عنہا بنت سہیل

بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے

الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدٍ

زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام بن خویلد بن اسد

بنی عبد الدار بن قصیٰ میں سے

مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ عَبْدِ الدَّارِ

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار

بنی زہرہ بن کلاب میں سے

عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَوْفِ بْنِ عَبْدِ عَوْفِ

عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ ابن عوف بن عبد عوف

بنی مخزوم بن یقظہ میں سے

أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ بْنِ هِلَالِ ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبد الاسد بن ہلال اور ان کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابوامیہ

بنی جمح میں سے

عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونِ بْنِ حَبِيبِ

عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون بن حبیب

بنی عدی بن کعب میں سے

عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ لَيْلَى بِنْتُ أَبِي حَثْمَةَ (بْنِ حُذَافَةَ)

عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ اور ان کی زوجہ لیلی رضی اللہ عنہا بنت حثمہ

بنی عامر بن لوئی میں سے

أَبُو سَبْرَةَ بْنُ أَبِي رُهْمِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى

ابوصبرہ رضی اللہ عنہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ

بنی حرث بن فہر میں سے

سُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ

سہیل رضی اللہ عنہ بن بیضا

بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے

جعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبِ ، مَعَهُ امْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسِ

جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب اور ان کی زوجہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس۔[1]

علامہ ابن کثیر واقدی کے حوالے سے لکھتے ہیں

أَنَّ أَوَّلَ مَنْ هَاجَرَ مِنْهُمْ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَأَرْبَعُ نِسْوَةٍ،وَهُمْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَامْرَأَتُهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ، وَامْرَأَتُهُ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ،وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ،وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ،وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ،وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ، وَامْرَأَتُهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ، وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَنْزِيُّ، وَامْرَأَتُهُ لَيْلَى بِنْتُ أَبِي حَثْمَةَ، وأبو سبرة بن أبي رهم، وحاطب بْنُ عَمْرٍو ، وَسُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ،وَعَبْدُ اللَّهِ بن مسعود رضي الله عنهم أَجْمَعِينَ

سب سے پہلے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی، ان ہجرت کرنے والوں میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ابوحذیفہ بن عتبہ اور ان کی اہلیہ سہلہ بنت سہیل، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ،مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ،عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ،ابوسلمہ بن

[1] ابن ہشام۳۲۱؍۱،الروض الانف۱۲۱؍۳

عبد الاسد اور ان کی اہلیہ ام سلمہ بنت ابی امیہ، عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم، عامر بن ربیعہ اور ان کی اہلیہ لیلی بنت ابی حثمہ، ابوسبرہ بن ابی رہم، حاطب بن عمرو، سہیل بن بیضاء، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔ (۱)

أَنَّهُ اخْتُلِفَ فِي الْحَادِي عَشَرَ هَلْ هُوَ أَبُو سُبْرَةَ أَوْ حَاطِبٌ واما بن مَسْعُود فَجزم بن إِسْحَاقَ بِأَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ فِي الْهِجْرَةِ الثَّانِيَةِ وَيُؤَيِّدُهُ مَا رَوَى أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنِ بن مَسْعُودٍ

اس بات میں اختلاف ہے کہ اس پہلی ہجرت کرنے والوں میں ابوسبرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود شامل تھے کہ نہیں مگر حافظ عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ پہلی ہجرت حبشہ میں نہیں بلکہ دوسری ہجرت میں شامل تھے، محمد بن اسحاق بھی یہی کہتے ہیں اور مسند احمد کی عبداللہ بن مسعود ایک حسن الاسناد روایت سے بھی یہی معلوم ہے۔ (۲)

ملا باقر مجلسی نے ہجرت حبشہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

پس یازدہ مرد و چہار زن خفیہ از اہل کفر گریختند و بجانب حبشہ رواں شدند از جملہ آنہا عثمان بود و رقیہ دختر حضرت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زن بود

پس گیارہ مرد اور چار عورتیں کفار مکہ سے چھپ چھپا کر حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے ان میں عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے جو اپنی اہلیہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس ہجرت میں شامل تھے۔ (۳)

یہ لوگ اپنے دین و ایمان کو کفر و شرک کے فتنوں سے، بچانے کے لئے رات کی تاریکی میں خاموشی سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں اپنے وطن، عزیز و اقارب اور معاشی ذرائع چھوڑ کر ایک نئی جگہ، نئے ماحول، نئی تہذیب و تمدن میں جانے کے لئے بحر احمر کی بندرگاہ شعیبہ کی طرف روانہ ہو گئے، ان میں بعض سوار تھے اور بعض پیدل،

فَوَفَّقَ اللَّهُ لَهُمْ سَاعَةَ وُصُولِهِمْ إِلَى السَّاحِلِ سَفِينَتَيْنِ لِلتُّجَّارِ، فَحَمَلُوهُمْ فِيهِمَا إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَخَرَجَتْ قُرَيْشٌ فِي آثَارِهِمْ حَتَّى جَاءُوا الْبَحْرَ فَلَمْ يُدْرِكُوا مِنْهُمْ أَحَدًا

اللہ تعالیٰ جو مسبب الاسباب ہے نے بندرگاہ پر ان کی مدد کا پہلے سے ہی انتظام کر رکھا تھا وہاں دو تجارتی کشتیاں موجود تھیں ان سے پانچ درہم میں معاملہ طے کر کے یہ لوگ اس میں سوار ہو گئے اور کشتیوں نے فوری طور پر حبشہ کی طرف سفر جاری کر دیا مشرکین مکہ کو جب مسلمانوں کی ہجرت کا علم ہوا تو فوری طور پر بندرگاہ کی طرف آدمی دوڑائے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے وہ لوگ ان کی دسترس سے دور نکل چکے تھے۔ (۴)

اس ہجرت سے مکہ مکرمہ کے گھر گھر میں کہرام مچ گیا جس کی وجہ سے بعض لوگ اسلام دشمنی میں پہلے سے زیادہ سخت ہو گئے اور بعض کے دلوں پر اس کا اثر ایسا ہوا کہ آخر کار وہ مسلمان ہو کر رہے، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اسلام دشمنی پر پہلی چوٹ اسی واقعہ سے لگی، ان کی ایک قریبی رشتہ دار لیلیٰ بنت حثمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتیں ہیں۔

---

(۱) البداية والنهاية ۳/۸۴

(۲) فتح الباری ۷/۱۸۸

(۳) حیات القلوب ۲/۳۳۰

(۴) زاد المعاد ۳/۲۱

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَيْنَا فِي إِسْلَامِنَا، فَلَمَّا تَهَيَّأْنَا لِلْخُرُوجِ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ جَاءَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَنَا عَلَى بَعِيرٍ نُرِيدُ أَنْ نَتَوَجَّهَ، فَقَالَ: أَيْنَ يَا أُمَّ عَبْدِ اللهِ؟ فَقُلْتُ لَهُ: آذَيْتُمُونَا فِي دِينِنَا، فَنَذْهَبُ فِي أَرْضِ اللهِ حَيْثُ لَا نُؤْذَى فِي عِبَادَةِ اللهِ، فَقَالَ: صَحِبَكُمُ اللهُ

میں ہجرت کے لئے اپنا سامان باندھ رہی تھی اور میرے شوہر عامر بن ربیعہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے اتنے میں سیدنا عمر آئے اور کھڑے ہو کر میری مشغولیت کو دیکھتے رہے کچھ دیر کے بعد کہنے لگے عبد اللہ کی ماں جارہی ہو؟ میں نے کہا ہاں، اللہ کی قسم! تم لوگوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اللہ کی زمین کھلی پڑی ہے اب ہم کسی ایسی جگہ چلے جائیں گے جہاں اللہ ہمیں چین دے، یہ سنکر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر رقت کے ایسے آثار طاری ہوئے جو میں نے کبھی ان پر نہ دیکھے تھے اور وہ بس یہ کہہ کر نکل گئے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہو۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر یہ لوگ ہجرت تو کر گئے لیکن ذرائع مواصلات تیز نہ ہونے کی وجہ سے ایک عرصہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خیر وعافیت کے بارے میں پتہ نہ چلا جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان خاطر رہتے تھے،

فَأَبْطَأَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمَا فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ مَنْ قُرَيْشٍ،فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّد قَدْ رَأَيْتُ خَتَنَكَ وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ، قَالَ:عَلَى أَيِّ حَالٍ رَأَيْتِهِمَا؟قَالَتْ رَأَيْتُهُ قَدْ حَمَلَ امْرَأَتَهُ عَلَى حِمَارٍ مِنْ هذه الدِّبَابَةِ ، وَهُوَ يَسُوقُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَحِبَهُمَا اللَّهُ! إِنَّ عُثْمَانَ أَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بِأَهْلِهِ بَعْدَ لُوطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اسی دوران ایک عورت حبشہ سے مکہ مکرمہ آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس مہاجرین حبشہ کے احوال پوچھنے کے لیے تشریف لے گئے،اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ کی صاحب زادی رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیسی حالت میں دیکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ ایک نبی اور رسول تھے لیکن ایک باپ بھی تھے،اس پدری شفقت ومحبت کے تحت آپ نے اس عورت سے دریافت کیا کہ کس کیفیت میں تم نے میری بیٹی اور داماد کو دیکھا ہے؟اس نے کہا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو ایک سواری پر سوار کیے ہوئے لے جارہے تھے اور خود سواری کو پیچھے سے ہنکارہے تھے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی اس عورت کے منہ سے وہ جملہ سنا تو خوش ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور رقیہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا اللہ ان پر رحم فرمائے لوط علیہ السلام کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ ہجرت کی۔ [2]

مضامین سورۂ طہٰ:

اس سورہ میں فرمایا گیا کہ کسی کے دل میں ایمان پیدا کرنا آپ کا کام نہیں،آپ کا کام نصیحت اور یاد دہانی کرنا ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو اور جو اس کی پکڑ سے بچنا چاہے وہ اس نصیحت کو سن کر سیدھی راہ اپنالے، کیونکہ عرب میں کثیر تعداد میں یہودیوں کی موجودگی

---

[1] سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ۲؍۳۶۳،سيرة ابن اسحاق ۱؍۱۸۱،السيرة الحلبية ۱؍۴۵۷،نور اليقين في سيرة سيد المرسلين ۱؍۵۱،دلائل النبوة للبيهقى ۲؍۲۲۲

[2] البداية والنهاية ۳؍۸۵، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية ۱؍۵۰۵،أسد الغابة في معرفة الصحابة ۷؍۱۱۴،السيرة النبوية لابن كثير ۲؍۵، الآحاد والمثاني لابن ابى عاصم ۱؍۱۲۳

اور اہل عرب پر یہودیوں کے علمی وذہنی تفوق کی وجہ سے، نیز روم اور حبش کی عیسائی سلطنتوں کے اثر سے بھی عربوں میں بالعموم موسیٰ کو نبی کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا تھا اس لئے سورہ میں موسیٰ کے واقعہ کی جزئیات کو بیان کیا گیا اور بتایا گیا کہ جیسے فرعون کو دعوت حقہ قبول نہ کرنے کی وجہ سے ہر میدان میں ذلت ورسوائی ہوئی ایسے ہی عنقریب تمہارا انجام بھی ظاہر ہونے والا ہے، جادوگروں کے کرداروں کو پیش کر کے بتایا گیا کہ جیسے ہی ان پر حق واضح ہوا انہوں نے جابر وسرکش فرعون کے خوف ولالچ کے باوجود فوراً دعوت حقہ کو قبول کرلیا اور اپنی عزیز جان کی پرواہ نہ کی لہذا تم بھی ان کی روش کو اپناؤ اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر دعوت دین قبول کرلو، سامری اور اس کے بچھڑے کا عبرت ناک انجام بتایا گیا، ابلیس کی رب کے حضور سرکشی اور اس کے مکر وفریب کا ذکر کیا گیا اور سمجھایا گیا شیطان کی طرح اکڑ نہ جاؤ بلکہ آدمیت کا یہ تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ جیسے ہی اپنی غلطی کا احساس ہو فوراً رب کے حضور گڑگڑانے لگے اور معافی چاہے، کفار ومشرکین مکہ کو سمجھایا گیا کہ نبوت کا منصب ایسا نہیں کہ ہر کوئی شخص اسے خود حاصل کر سکے بلکہ یہ تو صرف رب کی حکمت پر منحصر ہے کہ کس کو یہ منصب عنایت کرنا ہے، اس سورہ میں اللہ کا ذکر اس کی خشیت، اس کی حمد وثنا، ہدایات، رب کے پسندیدہ اعمال صالحہ، تزکیہ نفس، مبلغ کے لئے نصیحت، قیامت کا ذکر اور اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا گیا اور بتایا گیا کہ دنیا میں اندھے نہ ہو جاؤ رزق دینا ہمارا کام ہے، رزق کمانے کا کام دوسرے نمبر پر ہونا چاہیے، پہلے نمبر پر دین ہی ہونا چاہیے اور اس کے مقابلے میں سرکشی، ہٹ دھرمی، اسراف، جھوٹ، دین سے اغراض اور رب کی ہر طرح کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین کی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰهٰ ۝١ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۝٢ اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ۝٣

طٰہٰ، ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑ جائے بلکہ اس کی نصیحت کے لیے جو اللہ سے ڈرتا ہے،

تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى ۝٤ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ۝٥

اس کا اتارنا اس کی طرف سے ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمان کو پیدا کیا ہے، جو رحمٰن ہے عرش پر قائم ہے،

لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰى ۝٦

جس کی ملکیت آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان اور (کرہ خاک) کے نیچے کی ہر ایک چیز پر ہے،

وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى ۝٧ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ

اگر تو اونچی بات کہے تو وہ تو ہر ایک پوشیدہ بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ تر چیز کو بھی بخوبی جانتا ہے، وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۞ (طٰہٰ ۱تا۸)

نہیں، بہترین نام اسی کے ہیں۔

طٰہٰ، اے محمد ﷺ! آپ کی طرف وحی بھیجنے، قرآن نازل کرنے اور آپ کو شریعت عطا کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ جو لوگ اس پاکیزہ دعوت کو قبول نہیں کرتے ان کے کفر پر فرط تاسف اور ان کے عدم ایمان پر حسرت سے اپنے آپ کو مشقت میں ڈال لے اور غم میں پڑ جائے، جیسے فرمایا

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۞ [1]

ترجمہ: اچھا تو اے نبی ﷺ! شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان دینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے۔

عَنِ الضَّحَّاكِ: لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ عَلَى رَسُولِهِ، قَامَ بِهِ هُوَ وَأَصْحَابُهُ،فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ مِنْ قُرَيْشٍ: مَا أُنْزِلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى مُحَمَّدٍ إِلَّا لِيَشْقَى!فأنزل الله طه مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى

ضحاک رحمہ اللہ سے روایت ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر قرآن نازل فرمایا تو آپ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیام میں خوب قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا تھا یہ دیکھ کر مشرکین قریش کہنے لگے کہ محمد ﷺ پر یہ قرآن اس لیے نازل کیا گیا ہے تا کہ وہ مشقت میں پڑ جائیں، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا'' طٰہٰ، ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑ جائے بلکہ اس کی نصیحت کے لیے جو اللہ سے ڈرتا ہے۔'' [2]

اسے تو بس ایک نصیحت اور یاد دہانی کے لئے نازل کیا گیا ہے تا کہ جس کے دل میں اللہ کا خوف چھپا ہو وہ اسے سن کر سنبھل جائے اور اپنی آخرت کی ابدی زندگی کی فکر کرے، جیسے فرمایا

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝۱۰ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝۱۱ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝۱۲ [3]

ترجمہ: جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کر لے گا اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بدبخت جو بڑی آگ میں جائے گا۔

ایک مقام پر فرمایا

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲ [4]

ترجمہ: یہ ان لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو تقویٰ اختیار کرنا چاہیں۔

قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ

[1] الکہف ۶

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۱۳۳۷۴، الدر المنثور ۵۵۰/۵

[3] الاعلیٰ ۱۰تا۱۲

[4] البقرۃ۲

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ خطبہ میں فرما رہے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عنایت فرما دیتا ہے۔ [1]

اس قرآن کو انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اس ہستی نے نازل ہے جس نے ساتوں زمینوں اور ساتوں بلند وبالا آسمانوں کو تخلیق کیا ہے ،وہ رحمان (کائنات کے) تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے اور وہی خالق اس عظیم الشان کائنات کا بلا فصل حکمران ہے ،جو کچھ آسمانوں یا زمینوں میں ہے یا آسمان وزمین کے درمیان ہے یعنی ملائکہ ،جن وانس ،حیوانات ،جمادات ونباتات وغیرہ یا زمین کے سب سے نچلے حصہ میں ہے سب بلا شرکت غیرے اسی کی ملکیت ہے ،اقتدار الٰہی میں ان کا کوئی حصہ نہیں اور وہ خود اپنی ذات کے لئے کسی نفع ونقصان ،موت وحیات اور دوبارہ اٹھائے جانے پر کوئی اختیار نہیں رکھتے ،جیسے فرمایا

...اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ... ۝۵۴ [2]

ترجمہ:اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

ایک مقام پر یوں فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ... ۝۱۲ [3]

ترجمہ:اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کی مانند ،ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے۔

تم اپنے اوپر روا مشرکین کے ظلم وستم کی فریاد رب کی بارگاہ میں پکار پکار کر کہو وہ تو پوشیدہ سے پوشیدہ تربات بلکہ تمہارے دلوں کی خفی سے خفی تربات تک کو جانتا ہے ،جیسے فرمایا

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۶ [4]

ترجمہ:اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ! ان سے کہو کہ اسے نازل کیا ہے اس نے جو زمین اور آسمانوں کا بھید جانتا ہے ،حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا غفور ورحیم ہے۔

وہ اللہ وحدہ لاشریک ہے ،اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ،اس کی ذات وصفات اور افعال میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے ،اور نہ کوئی اس کے سوا قابل عبادت ہے جس کے سامنے محبت ،تذلل ،خوف ،امید اور انابت کا اظہار کیا جائے اور اس کو پکارا جائے اور وہ بہترین صفات کا مالک ہے ،جیسے فرمایا

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ العِلْمِ بَابٌ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ۷۱،صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ ۲۳۸۹،سنن ابن ماجہ افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ ۲۲۱،مسند احمد ۱۶۸۴۷

[2] الاعراف ۵۴

[3] الطلاق ۱۲

[4] الفرقان ۶

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ... ﴿۱۸۰﴾ [1]

ترجمہ: اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو۔

پس اسی وحدہ لاشریک سے محبت رکھی جائے، اسی پر ایمان لایا جائے اور اسی کی اطاعت کی جائے۔

وَ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ

تجھے موسیٰ (علیہ السلام) کا قصہ بھی معلوم ہے جبکہ اس نے آگ دیکھ کر اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ذرا سی دیر ٹھہر جاؤ مجھے آگ

مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾

دکھائی دی ہے، بہت ممکن ہے کہ میں اس کا کوئی انگارا تمہارے پاس لاؤں یا آگ کے پاس سے راستے کی اطلاع پاؤں،

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾ اِنِّيْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ

جب وہ وہاں پہنچے تو آواز دی گئی اے موسیٰ! یقیناً میں تیرا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اتار دے کیونکہ تو پاک میدان

اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ

طویٰ میں ہے، اور میں نے تجھے منتخب کر لیا ہے اب جو وحی کی جائے اسے کان لگا کر سن، بیشک میں ہی اللہ ہوں،

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ

میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ، قیامت یقیناً آنے والی

اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا

ہے جسے میں پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو وہ بدلہ دیا جائے جو اس نے کوشش کی ہو، پس اب اس کے یقین سے تجھے

مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ (طٰہٰ ۹ تا ۱۶)

کوئی ایسا شخص روک نہ دے جو اس پر ایمان نہ رکھتا ہو اور اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہو، ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔

رب کا کلام کرنا: اے نبی کریم ﷺ! کیا تمہیں موسیٰ کے معاملات کے بارے میں خبر پہنچی ہے کہ جب وہ مدین میں معاہدہ کے مطابق دس سال کا عرصہ گزار کر مصر واپس جا رہے تھے، رات کا وقت اور سردیوں کے دن تھے، موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کے دامن میں تھے کہ نگاہ موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر ایک روشن آگ دیکھی، انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا ذرا ٹھیرو میں نے دور ایک آگ دیکھی ہے میں وہاں جاتا ہوں شاید کہ تمہارے لئے ایک آدھ انگارا لے آؤں تاکہ رات بھر سردی سے بچاؤ کا بندوبست ہو جائے یا اس آگ پر موجود لوگوں

[1] الاعراف ۱۸۰

سے مجھے صحیح راستے کے متعلق کوئی رہنمائی مل جائے، موسیٰ پڑاو کی جگہ سے روانہ ہو کر آگ کے پاس پہنچے تو کوہ طور کے دائیں جانب سے پکارا گیا، جیسے فرمایا وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: ہم نے اس کو طور کے داہنی جانب سے پکارا اور راز کی گفتگو سے اس کو تقرب عطا کیا۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ ... ﴿۳۰﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: وہاں پہنچا تو وادی کے داہنے کنارے پر مبارک خطے میں ایک درخت سے پکارا گیا۔

اے موسیٰ! بلاشبہ میں تمہارا پروردگار ہوں جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہوں تم اس وقت وادی مقدس طویٰ میں ہو، جیسے فرمایا

اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: جب اس کے رب نے اسے طویٰ کی مقدس وادی میں پکارا تھا۔

اس لئے اظہار تواضع اور شرف وتکریم کے طور پر اپنی جوتیاں اتار دو،

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي قَوْلِهِ: فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ قَالَ: كانتا مِنْ جلد حمار ميت فقيل لَهُ اخلعها

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب اور سلف میں سے کئی ایک حضرات کا آیت کریمہ ''تو اپنی جوتیاں اتار دے۔'' کے بارے میں قول ہے کہ آپ کی جوتیاں گدھے کی کھال سے تھیں اور پاک نہ تھیں اس لیے انہیں اتارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ ⁽⁴⁾

وَقِيلَ: إِنَّمَا أَمَرَهُ بِخَلْعِ نَعْلَيْهِ تعْظِيمًا لِلْبُقْعَةِ

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس مبارک جگہ کی تعظیم کے پیش نظر آپ کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ ⁽⁵⁾

میں نے تجھے دنیا کے لوگوں میں سے منتخب کر کے اپنا برگزیدہ کر لیا ہے، اپنی نبوت ورسالت اور ہمکلامی کے لئے چن لیا ہے، جیسے فرمایا

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ... ﴿۱۴۴﴾ ⁽⁶⁾

ترجمہ: فرمایا اے موسیٰ! میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا کہ میری پیغمبری کرے اور مجھ سے ہم کلام ہو۔

اس وحی کو پورے غور وتوجہ سے سن جو تیری طرف کی جا رہی ہے، میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے یعنی میں ہی جہانوں کو پیدا کرنے اور پالنے والا ہوں، میری مخلوق میں کوئی بھی میری ذات وصفات اور اعمال میں میرا ہمسر، شریک، ساجھی اور برابری کرنے والا نہیں، میں

---

(1) مریم ۵۲

(2) القصص ۳۰

(3) النازعات ۱۶

(4) تفسیر طبری ۱۸،۲۷۸، تفسیر ابن ابی حاتم ۷،۲۴۱۷، الدر المنثور ۵،۵۵۸

(5) تفسیر ابن کثیر ۵،۲۷۶

(6) الاعراف ۱۴۴

اس سے پاک ہوں کہ کوئی مجھ سا ہو، سارے جہانوں پر حکومت اور اقتدار میرا ہے، ہر طرح کی طاقتیں اور قدرتیں میرے اختیار میں ہیں، میں جو چاہتا ہوں کر گزرتا ہوں، میں تمام عیوب سے پاک اور نقصان سے دور رہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، کیونکہ الوہیت اللہ تعالیٰ کا وصف ہے اور عبودیت بندے کا وصف ہے اس لئے خصوصی طور نماز کی اہمیت وفضیلت کو واضح کرنے کے لئے حکم دیا میرے ذکر کی خاطر نماز قائم کرو، نماز ذکر الٰہی کا بہترین اور افضل ترین طریقہ ہے،

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ... (۱)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔

وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ

اور وہ شریعت ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ (۲)

جیسے فرمایا

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ... ۴۵ (۳)

ترجمہ: (اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!) تلاوت کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجی گئی ہے اور نماز قائم کرو یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ غَفَلَ عَنْهَا، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ: {أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي} (۴)

انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم میں سے اگر کسی کو نیند آجائے یا غفلت ہو جائے تو جب یاد آجائے نماز پڑھ لے کیونکہ فرمان الٰہی ہے'' میری یاد کے وقت نماز قائم کرو۔'' (۵)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ

انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو شخص سوتے میں یا بھول میں نماز کا وقت گزار دے اس کا کفارہ یہی ہے کہ

---

(۱) الجمعة۹

(۲) تفسیر القرطبي۱۲۳؍۱۱، الدر المنثور۷۰۶؍۱

(۳) العنكبوت ۴۵

(۴) طه: ۱۴

(۵) صحيح مسلم كتاب المساجد بَابُ قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ، وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا ۱۵۶۹، مسند احمد۱۲۹۰۹، السنن الكبرى للبيهقی ۴۳۸۹

یاد آتے ہی نماز پڑھ لے اس کے سوا اور کفارہ نہیں۔ (۱)

ایک وقت مقررہ پر قیامت کی گھڑی آنے والی ہے، جس میں اس عظیم الشان کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا، آزمائش کا مدعا پورا کرنے کے لئے میں اس کے برپا ہونے کا علم چاہے وہ مقرب فرشتے ہوں یا انبیاء کسی کو نہیں دوں گا، جیسے فرمایا

یَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا ۝۶۳ (۲)

ترجمہ: لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی؟ کہو اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے تمہیں کیا خبر! شاید کہ وہ قریب ہی آ لگی ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ... ۝۳۴ (۳)

ترجمہ: اس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

...هُوَ ؔ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ... ۝۱۸۷ (۴)

ترجمہ: وہ زمین و آسمان پر بھاری پڑ رہی ہے بس وہ اچانک آجائے گی۔

تاکہ اس روز ہر عامل کو خواہ اس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو خواہ بدی اپنے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے، جیسے فرمایا

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝۸ (۵)

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

...لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ۝۳۱ (۶)

ترجمہ: تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْۤا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۶ (۷)

ترجمہ: جاؤ اب جھلسو اس کے اندر، تم خواہ صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے یکساں ہے، تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جا رہا ہے جیسے تم عمل کر رہے تھے۔

پس اپنی خواہشوں کے غلام، اپنی خواہشات نفس کو الٰہ بنانے والے، جیسے فرمایا

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ... ۝۲۳ (۸)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ بَابُ مَنْ نَسِيَ صَلاَةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ، وَلاَ يُعِيدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلاَةَ۵۹۷،صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ، وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا۱۵۶۶،السنن الکبری للبیہقی ۳۱۷۹

(۲) الاحزاب۶۳

(۳) لقمان ۳۴

(۴) الاعراف۱۸۷

(۵) الزلزال۷،۸

(۶) النجم۳۱

(۷) الطور۱۶

(۸) الجاثیة۲۳

ترجمہ: پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنالیا۔

اور قیامت کے منکر لوگ، جیسے فرمایا

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ (۱)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں جب ہم صرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ (۲)

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ (۳)

ترجمہ: یہ منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا؟۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ (۴)

ترجمہ: آج یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی جو کچھ بھی ہے بس یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔

اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ (۵)

ترجمہ: زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی، یہیں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور ہم ہرگز اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔

وَقَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ (۶)

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو، درحقیقت اس معاملہ میں ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے یہ محض گمان کی بنا پر یہ باتیں کرتے ہیں۔

میرے بندوں کو اللہ کی ذات وصفات اور اعمال، عقیدہ حیات بعد الموت، حساب کتاب اور جزا میں بہکانہ پائیں کہ وہ آخرت سے بے خوف ہو کر صرف اس زندگی کو ہی اپنا محور بنالیں اور جو جی میں آئے کرتے پھریں، اگر گمراہ لوگ اپنی چالوں اور باطل دلیلوں سے اس عقیدہ میں شبہات اور بگاڑ پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان کے چنگل میں پھنس جانے والا شخص بدبختی اور نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گا، جیسے فرمایا

---

(۱) بنی اسرائیل ۴۹
(۲) المومنون ۸۲
(۳) النمل ۶۷
(۴) الانعام ۲۹
(۵) المومنون ۳۷
(۶) الجاثیة ۲۴

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾ (۱)

ترجمہ: اور اس کا مال آخر اس کے کس کام آئے گا جبکہ وہ ہلاک ہوجائے؟۔

جبکہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والوں کے بارے میں فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾ (۲)

ترجمہ: مسلمان ہوں یا یہودی، صابی ہوں یا عیسائی جو بھی اللہ اور روز آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا بے شک اس کے لئے نہ کسی خوف کا مقام ہے نہ رنج کا۔

وَ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا

اے موسیٰ ! تیرے اس دائیں ہاتھ میں کیا ہے ؟ جواب دیا کہ یہ میری لاٹھی ہے جس پر میں ٹیک لگاتا ہوں

عَلٰى غَنَمِيْ وَ لِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا

اور جس سے میں اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑ لیا کرتا ہوں اور بھی اس میں مجھے بہت سے فائدے ہیں، فرمایا اے موسیٰ!

يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ ۫ وقفة

اسے ہاتھ سے نیچے ڈال دے، ڈالتے ہی وہ سانپ بن کر دوڑنے لگی، فرمایا بے خوف ہو کر اسے پکڑ لے،

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَ اضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ

ہم اسے اسی پہلی سی صورت میں دوبارہ لادیں گے، اور اپنا ہاتھ بغل میں ڈال لے تو وہ سفید چمکتا ہوا ہو کر نکلے گا لیکن بغیر

مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۚ﴿۲۳﴾ (طٰہٰ ۱۷ تا ۲۳)

کسی عیب (اور روگ) کے، یہ دوسرا معجزہ ہے، یہ اس لیے کہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھانا چاہتے ہیں۔

موسیٰ ہاتھ میں ایک لاٹھی لئے کھڑے تھے اور اس کے متعلق صرف اتنا ہی جانتے تھے کہ وہ ان کا سہارا اور بکریوں کے لئے پتے جھاڑنے کا ایک ذریعہ ہے باری تعالیٰ نے موسیٰ کی گھبراہٹ دور کرنے اور جتلانے کی غرض سے پوچھا اے موسیٰ! یہ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ کلیم اللہ موسیٰ نے جواب دیا یہ میری لاٹھی ہے چلتے وقت میں اس کا سہارا لے لیتا ہوں اور میں اس سے بکریوں کا چارہ درخت سے جھاڑ لیتا ہوں اور اس سے دوسرے بہت سے کام بھی لیتا ہوں، اس طرح رب نے موسیٰ کو مطلع فرما کر اور لکڑی کا احساس دلا کر، ہوشیار اور بخوبی بیدار کر کے حکم دیا اے موسیٰ! اپنی اس لاٹھی کو زمین پر پھینک دے، موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور لاٹھی کو زمین پر پھینک دیا مگر زمین پر گرتے

(۱) الیل ۱۱

(۲) المائدۃ ۶۹

ہی لاٹھی ایک زبردست اژدھے کی صورت میں اختیار کر کے ادھر ادھر تیر کی طرح فراٹے بھرنے لگی، جیسے فرمایا

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ... ﴿۳۱﴾ [۱]

ترجمہ: اور (حکم دیا گیا کہ) پھینک دے اپنی لاٹھی جوں ہی کہ موسی علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ لاٹھی سانپ کی طرح بل کھارہی ہے۔

موسیٰ عالم الغیب تو نہیں تھے کہ انہیں علم ہوتا کہ اگلے لمحہ کیا ہونے والا ہے اپنی لاٹھی کی یہ کیفیت دیکھ کر موسیٰ بشری تقاضوں کے مطابق سہم گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اس فراٹے بھرتے ہوئے اژدھے کو بے خوف وخطر ہو کر پکڑ لو ہم اسے دوبارہ اپنی پہلی حالت میں لاٹھی بنادیں گے، موسیٰ نے ہمت کر کے اژدھے کو پکڑ لیا جیسے پکڑتے ہی وہ اژدھا دوبارہ لاٹھی بن گئی، اللہ تعالیٰ نے دوسرا حکم فرمایا اے موسیٰ اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبالو یہ چاند کی طرح چمکتا ہوا نکلے گا اور تمہیں کسی طرح کی کوئی تکلیف معلوم نہ ہوگی، موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی اور جب ہاتھ بغل سے باہر نکالا تو خوب چمکتا ہوا نکلا، فرمایا یہ دوسری نشانی ہے، جیسے فرمایا

...فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ... ﴿۳۲﴾ [۲]

ترجمہ: یہ دو روشن نشانیاں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے۔

اس لئے کہ ہم لوگوں کے سامنے حجت اور دلیل پیش کرنے کے لئے تجھے اپنی بڑی نشانیاں دکھانے والے ہیں۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾

اب تو فرعون کی طرف جا اس نے بڑی سرکشی مچا رکھی ہے، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا اے میرے پروردگار! میرا سینہ میرے

وَ يَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾

لیے کھول دے اور میرے کام کو مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے

يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَ اجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾

تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں اور میرا وزیر میرے کنبے میں سے کر دے یعنی میرا بھائی ہارون (علیہ السلام) کو،

اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَ اَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾

تو اس سے میری کمر کس دے اور اسے میرا شریک کار کر دے تاکہ ہم دونوں بکثرت تیری تسبیح بیان کریں

وَّ نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ (طٰہٰ ۲۴تا۳۵)

اور بکثرت تیری یاد کریں، بیشک تو ہمیں خوب دیکھنے بھالنے والا ہے۔

---

[۱] القصص ۳۱

[۲] القصص ۳۲

اب تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے ربوبیت اور الوہیت کا دعویٰ کیا ہوا ہے، جیسے فرمایا

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ (۱)

ترجمہ: پھر اس نے کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

اور وہ ظلم و سرکشی میں تمام حدوں کو عبور کر چکا ہے، چنانچہ اس موقعہ پر موسیٰ علیہ السلام نے انبیاء علیہم السلام کے طریقے کی طرح باری تعالیٰ کے حضور حاجت روائی کے مطابق دست بدستہ ایک زبردست دعا کی اے میرے رب! میرے دل میں اس منصب عظیم کو سنبھالنے کی ہمت پیدا کر دے اور میرے کام میں آسانی پیدا فرما دے اگر تو خود میرا مددگار نہ بنا تو یہ بھاری بوجھ میرے کمزور شانے نہیں اٹھا سکیں گے اور میرے رب! میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ فرعون کے سامنے میں پوری وضاحت و بلاغت سے تیرا پیغام پہنچا سکوں اور اگر ضرورت پیش آئے تو اپنا دفاع بھی کر سکوں اور میرے بھائی ہارون کو میرا مشیر اور بوجھ اٹھانے والا ساتھی بنا کر میرا ہاتھ اور کمر مضبوط فرما، یعنی اسے بھی نبی اور رسول بنا دے تاکہ ہم تیری حمد و ثنا، تسبیح اچھی طرح بیان کریں، ہر وقت تیری پاکیزگی بیان کرتے رہیں اور بیٹھتے اٹھتے اور لیٹتے بکثرت تجھے یاد کریں،

قَالَ مُجَاهِدٌ: لَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا، حَتَّى يَذْكُرَ اللَّهَ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس وقت تک کوئی بندہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے۔ (۲)

اے اللہ! تو ہمارے حال، ہماری کمزوری اور ہمارے عجز کو جانتا ہے اس لئے جس طرح بچپن سے تو ہم پر احسان کرتا چلا آتا ہے اب بھی اپنے احسانات سے ہمیں محروم نہ رکھ، یہ تیرا رحم و کرم ہے کہ تو نے ہمیں برگزیدہ کیا، ہمیں نبوت عطا فرمائی اور تیری ان نعمتوں پر ہم تیرے شکر گزار ہیں اور تیرے لئے ہی تمام تعریفیں سزاوار ہیں۔

قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾

جناب باری تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ تیرے تمام سوالات پورے کر دیے گئے، ہم نے تو تجھ پر ایک بار اور بھی بڑا احسان کیا ہے

اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ

جبکہ ہم نے تیری ماں کو وہ الہام کیا جس کا ذکر اب کیا جا رہا ہے کہ تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں چھوڑ دے،

فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ

پس دریا اسے کنارے لا ڈالے گا اور میرا اور خود اس کا دشمن اسے لے لے گا، اور میں نے اپنی طرف کی خاص محبت و مقبولیت

(۱) النازعات ۲۴

(۲) تفسیر القرطبی ۱۸۶/۱۴

وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِىْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِىْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ

تجھ پر ڈال دی تا کہ تیری پرورش میری آنکھوں کے سامنے کی جائے، (یاد کر) جبکہ تیری بہن چل رہی تھی اور کہہ رہی تھی

عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا

کہ اگر تم کہو تو میں اسے بتادوں جو اس کی نگہبانی کرے، اس تدبیر سے ہم نے تجھے پھر تیری ماں کے پاس پہنچایا کہ اس کی

فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ فَلَبِثْتَ

آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمگین نہ ہو، اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا اس پر بھی ہم نے تمہیں غم سے بچالیا، غرض ہم نے

سِنِيْنَ فِىْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ ۬ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾

تجھے اچھی طرح آزمالیا، پھر تو کئی سال تک مدین کے لوگوں میں ٹھہرا رہا، پھر تقدیر الٰہی کے مطابق اے موسیٰ!

وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِىْ ﴿۴۱﴾ ۚ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِىْ وَ لَا تَنِيَا

تو آیا اور میں نے تجھے خاص اپنی ذات کے لیے پسند فرما لیا، اب تو اپنے بھائی سمیت میری نشانیاں ہمراہ لیے ہوئے جا اور

فِىْ ذِكْرِىْ ﴿۴۲﴾ ۚ اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ ۚۖ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ

خبردار میرے ذکر میں سستی نہ کرنا، تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بڑی سرکشی کی ہے، اسے نرمی سے سمجھاؤ

يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ (طٰہٰ ۳۶ تا ۴۴)

کہ شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔

قبولیت دعا:

موسیٰ کی ساری گزارشات سن کر رب کریم نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تیری دعائیں قبول کی جاتی ہے، ہم تجھ کو انشراح صدر عطا کر دیں گے، تیرے معاملے کو آسان کر دیں گے، تیری زبان کی گرہ کھول دیں گے اور زبان اتنی صاف کر دیں گے کہ لوگ بات سمجھ لیں گے اور ہم تیرے بھائی ہارون کو تیرا وزیر مقرر کر کے تیرے ہاتھ مضبوط کر دیں گے، قبولیت دعا کی خوشخبری کے ساتھ مزید تسلی اور حوصلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے بچپن سے اب تک کے احسان کا ذکر کر کے فرمایا اے موسیٰ! ہم نے تمہاری مانگ کے مطابق سب عطا فرما کر احسان کیا ہے مگر اس سے بیشتر بھی ہم تم پر بڑے بڑے احسان کر چکے ہیں جب تم معصوم دودھ پیتے بچے تھے تمہاری والدہ کو فرعون اور فرعونیوں کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا ڈر و خوف سے وہ ہر وقت کانپتی رہتی تھیں کہ وہ تمہیں دوسرے اسرائیلی بچوں کی طرح قتل نہ کر دیں، اس وقت ہم نے تمہاری ماں کی طرف وحی کی تھی کہ اس نومولود بچے کو دودھ پلا کر ایک ٹوکری میں لٹا کر دریائے نیل میں بہادو، ہماری مخلوق دریا اس بچے کو ڈبونے کے بجائے ہماری مقرر کردہ جگہ ساحل پر لا ڈالے گا اور ہماری قدرت سے میرا اور اس بچے کا دشمن ہی اسے اٹھائے گا، جیسے فرمایا

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا... ۸ [1]

ترجمہ: آخر کار فرعون کے گھر والوں نے اسے (دریا سے) نکال لیا تا کہ وہ ان کا دشمن اور ان کے لیے سبب رنج بنے۔

اور اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ پائے گا بلکہ ہم اس کے دل میں اس بچے کی محبت ڈال دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہماری تدبیر کے مطابق وہ فرعون جو بے شمار بچوں کو قتل کروا چکا تھا اس کے حکم اور اجرت ادا کر کے تم اپنی والدہ کی گود میں ہماری نظروں کے سامنے پرورش پاتے رہے اور اے موسیٰ! وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہاری بہن تمہاری ٹوکری کے ساتھ ساتھ تمہاری نگرانی کے لئے چل رہی تھی پھر اسی نے دایا تلاش کرنے والی عورتوں سے کہا تھا کہ کیا میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتاؤں جو اس بچے کی خوب اچھی طرح کفالت کرے جو انہوں نے منظور کر لی اور اس طرح ہم نے تم کو دوبارہ تمہاری والدہ کی گود میں پہنچا دیا تا کہ اسے تمہاری جدائی کا رنج وغم دور ہو جائے اور اس کا دل مطمئن اور آنکھیں بھی ٹھنڈی رہیں، جیسے فرمایا

وَحَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ [2] ۱۲

ترجمہ: اور ہم نے بچے پر پہلے ہی دودھ پلانے والیوں کی چھاتیاں حرام کر رکھی تھیں، یہ حالت دیکھ کر اس لڑکی نے ان سے کہا میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتاؤں جس کے لوگ اس کی پرورش کا ذمہ لیں اور خیر خواہی کے ساتھ اسے رکھیں؟۔

اور اے موسیٰ! تم نے ایک قبطی کو بلا قصور قتل کر ڈالا تھا اور فرعونیوں کے پھندے میں پھنس ہی چکے تھے مگر ہم نے وہاں سے بھی تمہیں نجات دی، جیسے فرمایا

قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۲۵ [3]

ترجمہ: اس نے کہا کچھ خوف نہ کرو اب تم ظالم لوگوں سے بچ نکلے ہو۔

اس طرح ہم نے تمہیں مختلف آزمائشوں سے گزارا اور ان تمام مواقع آزمائش میں ہم ہی تیری مدد اور چارہ سازی کرتے رہے اور پھر قبطی کے قتل کے بعد تم یہاں سے نکل کر مدین چلے گئے اور دس سال وہاں رہے، اب تو ایسے وقت میں آیا ہے جو وقت میں نے اپنے فیصلے اور تقدیر میں تجھ سے ہم کلامی اور نبوت کے لئے لکھا ہوا تھا اور جب تم موزوں عمر (چالیس سال) کو پہنچ گئے تو تمہیں نبوت سے سرفراز کیا اور اپنے لطف وکرم سے اپنے کام کے لئے تیار کر لیا ہے تو اور تیرا بھائی میری نشانیوں یعنی میرے دلائل و براہین اور معجزات کے ساتھ دعوت اسلام دینے کے لئے جاؤ اور دیکھو تم نماز اور میرے ذکر میں سستی نہ کرنا، جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس کہ وہ کفر، سرکشی، ظلم واستبداد کی تمام حدود پھلانگ گیا ہے، اس سے لفظی آداب کا خیال رکھتے ہوئے نرمی، ملائمت وشائستگی کے ساتھ نہایت سہل اور لطیف بات کرنا، جیسے فرمایا

اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

---

[1] القصص ۸

[2] القصص ۱۲

[3] القصص ۲۵

عَنۡ سَبِيۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾ (۱)

ترجمہ:اے نبی ﷺ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ،اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔

شاید وہ اس نرم گوئی کے سبب نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے، جیسے فرمایا

...لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ يَّذَّكَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُكُوۡرًا ﴿۶۲﴾ (۲)

ترجمہ: ہر اس شخص کے لیے جو سبق لینا چاہے یا شکر گزار ہونا چاہے۔

قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ يَّفۡرُطَ عَلَيۡنَاۤ اَوۡ اَنۡ يَّطۡغٰى ﴿۴۵﴾

دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے،

قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِىۡ مَعَكُمَاۤ اَسۡمَعُ وَ اَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاۡتِيٰهُ فَقُوۡلَاۤ اِنَّا

جواب ملا کہ تم مطلقاً خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا اور دیکھتا رہوں گا، تم اس کے پاس جا کر کہو کہ ہم تیرے

رَسُوۡلَا رَبِّكَ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۙ وَ لَا تُعَذِّبۡهُمۡ ‌ؕ قَدۡ جِئۡنٰكَ بِاٰيَةٍ

پروردگار کے پیغمبر ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے، ان کی سزائیں موقوف کر، ہم تو تیرے پاس تیرے رب

مِّنۡ رَّبِّكَ‌ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدۡ اُوۡحِىَ اِلَيۡنَاۤ

کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں، اور سلامتی اس کے لیے ہے جو ہدایت کا پابند ہو جائے، ہمارے طرف وحی کی گئی ہے

اَنَّ الۡعَذَابَ عَلٰى مَنۡ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ (طہٰ ۴۵،۴۸)

کہ جو جھٹلائے اور روگردانی کرے اس کے لیے عذاب ہے۔

اندیشے:

موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب! فرعون بڑا ہی سرکش ہے جیسے ہی ہم اس سے بات کریں گے ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر ظلم نہ کرے اور بدسلوکی سے پیش نہ آئے، تیرا پیغام پہنچانے اور اس پر حجت قائم کرنے سے پہلے ہی وہ ہمیں کسی عقوبت خانے میں نہ ڈال دے، اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی و تشفی فرمائی اور ارشاد فرمایا تمہیں اس سے جو اندیشے اور وسوسے لاحق ہیں ان سے ہم تمہاری حفاظت کریں گے، تم اس سے جو کچھ بھی کہو گے اس کے جواب میں فرعون اور اس کے درباری جو کچھ جواب دیں گے ہم اسے سنتے اور تمہارے

(۱) النحل ۱۲۵

(۲) الفرقان ۶۲

اوراس کے طرزعمل کو دیکھتے رہیں گے اوراس کے مطابق میں تمہاری مدداوراس کی چالوں کو ناکام کردیں گا اس لئے تمہارے دل میں کسی قسم کی گھبراہت اورڈروخوف کااندیشہ نہیں رہناچاہیے،اس کی چوٹی میرے ہاتھ میں ہے میری اجازت کے بغیر تووہ سانس تک نہیں لے سکتا،ہم نے تمہیں رسالت کاجوفریضہ سونپاہےاس کے بعدہم تمہاری حفاظت سے غافل نہیں ہوجائیں گے بلکہ ہماری مددونصرت اورمعاونت ہردم تمہارے ساتھ ہوگی،جاؤاس کے پاس اورکہوکہ ہم تیرے رب کی طرف سے آئے ہیں اوراس سے کہوسلامتی اسی کے لئے ہے جورب کی نازل کردہ ہدایات،فرامین اورقائم کردہ حدودکاپابندہوجائے،اورہم نے جودومعجزات یدبیضااورعصاتمہیں عطافرماکرواضح حجتیں عطا فرمادیں ہیں،تمہیں قوی اورمضبوط بنادیاہےان کوہماری نشانی کے طورپراس کودکھلاؤشایدوہ اپنے دردناک انجام پرغوروفکرکرکے ہماری شدیدپکڑسےڈرجائےاورراہ راست اختیارکرے،اوراس کواچھی طرح سمجھادیناکہ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نےاپنی رحمت سے ہم دونوں بھائیوں کوتمہیں خبردارکرنے اوراتمام حجت کے لئے تمہاری طرف بھیجاہے تواب اللہ تعالیٰ سےڈرکہ وہ تمہیں اپنے ظلم وستم اوراعمال بدکے سبب اپنی گرفت میں نہ لے لئے اورپھردنیااورآخرت میں تجھے کوئی جائے امان نہ ملے،بنی اسرائیل کوجن کواس نے چارسوسال سے اپناغلام بناکر ذلت آمیزعذاب میں جکڑرکھاہے،وہ انہیں تکلیف وایذاپہنچانے کے بجائے ان کے ساتھ سلوک واحسان کرے اورانہیں اپنی گرفت سے آذادکرکے تمہارے ساتھ بھیج دے،تاکہ تم انہیں شام کی سرزمین پرلے جاؤجس کااللہ نےان سے وعدہ کررکھاہے،اورواضح کردیناکہ جواس پاکیزہ دعوت کوجھٹلائے گااورمنہ موڑے گااس کے لئے جہنم کادردناک عذاب ہے،جیسے فرمایا

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝۳۷ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۳۸ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِىَ الْمَاْوٰى ۝۳۹ ①

ترجمہ:توجس نے سرکشی کی تھی اوردنیاکی زندگی کوترجیح دی تھی،دوزخ ہی اس کاٹھکاناہوگی۔

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝۱۴ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝۱۵ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۶ ②

ترجمہ:پس میں نے تم کوخبردارکردیاہے بھڑکتی ہوئی آگ سے،اس میں نہیں جھلسے گامگروہ انتہائی بدبخت،جس نے جھٹلایااورمنہ پھیرا۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝۳۱ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۳۲ ③

ترجمہ:مگراس نے نہ سچ مانااورنہ نمازپڑھی،بلکہ جھٹلایااورپلٹ گیا۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝۴۹ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ

فرعون نے پوچھاکہ اے موسیٰ! تم دونوں کارب کون ہے؟جواب دیاکہ ہمارارب وہ ہے جس نے ہرایک کواس کی خاص صورت،

خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝۵۰ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝۵۱ قَالَ عِلْمُهَا

شکل عنایت فرمائی پھرراہ سجھادی،اس نے کہااچھایہ توبتاؤاگلے زمانے والوں کاحال کیاہوناہے،جواب دیاکہ ان کاعلم

---

① النازعات۳۷تا۳۹

② اللیل۱۴تا۱۶

③ القیامة۳۱،۳۲

عِنۡدَ رَبِّیۡ فِیۡ کِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیۡ وَ لَا یَنۡسَی ۫﴿۵۲﴾ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ

میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے، اسی نے تمہارے لیے زمین کو فرش

مَہۡدًا وَّ سَلَکَ لَکُمۡ فِیۡہَا سُبُلًا وَّ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖۤ

بنایا ہے اور اس میں تمہارے چلنے کے لیے راستے بنائے ہیں اور آسمان سے پانی بھی وہی برساتا ہے، پھر برسات کی وجہ سے

اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿۵۳﴾ کُلُوۡا وَ ارۡعَوۡا اَنۡعَامَکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ

مختلف قسم کی پیداوار بھی ہم ہی پیدا کرتے ہیں، تم خود کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو بھی چراؤ، کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں

لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّہٰی ﴿۵۴﴾ مِنۡہَا خَلَقۡنٰکُمۡ وَ فِیۡہَا نُعِیۡدُکُمۡ

کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں، اسی زمین میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے

وَ مِنۡہَا نُخۡرِجُکُمۡ تَارَۃً اُخۡرٰی ﴿۵۵﴾ (طہٰ ۴۹ تا ۵۵)

اور اسی سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے۔

فرعون تو اپنی بادشاہی اور اپنے لشکروں، عظیم الشان گاڑیوں، بڑے بڑے رتھوں اور خزانوں کے بل بوتے پر لوگوں کی جانوں پر قابض ومتصرف تھا اسے یہ قدرت حاصل تھی کسی کے ساتھ جو سلوک کرے ،اس کی زبان ہی قانون تھا اس گھمنڈ میں وہ خود کو رب اعلیٰ کہتا تھا جیسے فرمایا

وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ یٰۤاَیُّہَا الۡمَلَاُ مَا عَلِمۡتُ لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرِیۡ ... ﴿۳۸﴾ [1]

ترجمہ:اور فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔

وہ وجود باری تعالیٰ کا منکر تھا،اللہ تعالی کا پیغام سن کر بات کو بدلنے کے لئے وجود خالق کے انکار کے طور پر غرور وتکبر سے پوچھا اے موسیٰ !تم دونوں کا رب کون ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا اے فرعون!میرا رب اکیلا ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں،اس کا کوئی شریک کار نہیں،وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی اس سے کوئی پیدا ہوا ہے۔

لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ﴿۳﴾ [2]

ترجمہ:نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔

وہ بیوی اور اولاد کی ضروریات سے مبراء ہے،

---

[1] القصص ۳۸

[2] الاخلاص ۳

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ‌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ‌ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ⑴

ترجمہ: وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اس کی شریک زندگی ہی نہیں ہے اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

کائنات کی ہر چیز کو فنا ہے مگر میرا رب ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ ۖ ۚ ﴿۲۶﴾ وَّيَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ‌ ۚ ﴿۲۷﴾ ⑵

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے، اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

اسے نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ۔

...لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ‌ ... ﴿۲۵۵﴾ ⑶

ترجمہ: نہ وہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ لگتی ہے۔

ساری قدرتیں، طاقتیں اور اختیار اس کے قبضہ قدرت میں ہیں، اس نے اپنی قدرت کاملہ سے سات دنوں میں سات زمینوں اور بغیر ستونوں کے سات بلند آسمانوں اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے تخلیق فرمایا اور ان کے اوپر اپنی شان کے لائق اپنے عرش پر متمکن ہوا۔

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ‌ ... ﴿۴﴾ ⑷

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا۔

اس نے دن کو آگ کی طرح چمکتا دھمکتا ہوا سورج، رات کو ٹھنڈی روشنی بکھرنے والا چاند اور ان گنت ستاروں کے جھرمٹ تخلیق فرمائے اور ان کی بلندی اور وسعت یہ سب چیزیں آسمان دنیا کی رونق و زینت کا باعث ہیں۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِزِيۡنَةِ اۨلۡكَوَاكِبِۙ ﴿۶﴾ ⑸

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے۔

وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ ۖ وَحِفۡظًا ... ﴿۱۲﴾ ⑹

ترجمہ: اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔

⑴ الانعام ۱۰۱

⑵ الرحمٰن ۲۷،۲۶

⑶ البقرہ ۲۵۵

⑷ الحدید ۴

⑸ الصافات ۶

⑹ حم السجدة ۱۲

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ... ۝٥ (١)

ترجمہ: ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے۔

ان کی طے شدہ گردشوں سے رات و دن وجود میں آتے ہیں جس میں تم معاش کے کام اور آرام کرتے ہو اور ان کی گردشوں سے وہ موسموں کو وجود میں لاتا ہے جس کی وجہ سے انواع و اقسام کے پھل، سبزیاں، اجناس اور چارے حاصل ہوتے ہیں، ان کی گردشوں سے تم ماہ و سال کی گنتی معلوم کرتے ہو۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ۝٥ (٢)

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی کہ گھٹنے بھڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تاکہ تم اس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔

اور ان ستاروں سے رات کو راستہ معلوم کرتے ہو۔

... وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝١٦ (٣)

ترجمہ: اور تاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ... ۝٩٧ (٤)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا۔

اور اس نے سمندروں کی جو زمین کو چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہیں تخلیق فرمائی جس میں کھارے پانی کے ساتھ ساتھ میٹھے پانی کے چشمے بھی رواں دواں ہیں اور اس کی قدرت سے ایک دوسرے میں ملتے نہیں۔

... وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا... ۝٦١ (٥)

ترجمہ: اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیے۔

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ۝١٩ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ۝٢٠ (٦)

ترجمہ: دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔

اس کی تسخیر قدرت کا ایک ادنیٰ نمونہ یہ ہے جس میں تمہارا کوئی کمال یا ہنر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی مشیت ہے کہ اس نے ہوا اور پانی کو ایسے مناسب انداز سے رکھا کہ سمندر کی سطح پر تمہاری بڑی بڑی کشتیاں جن کے ذریعہ سے تم سفر اور تجارت کرتے ہو رواں دورں

(١) الملک ٥

(٢) یونس ٥

(٣) النحل ١٦

(٤) الانعام ٩٧

(٥) النمل ٦١

(٦) الرحمٰن ١٩،٢٠

رہتی ہیں ورنہ وہ چاہے تو ہوا کی تندی و سرکشی اور پانی کی پہاڑوں جیسی موجوں کی طغیانی کے آگے تمہاری کشتیوں اور جہازوں کا چلنا ناممکن ہو جائے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ (۱)

ترجمہ: ان کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا اور پھر ان کے لیے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں، ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں، کوئی ان کی فریاد سننے والا نہ ہو اور کسی طرح یہ نہ بچائے جا سکیں۔

یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ تم ان نعمتوں پر رب کا شکر ادا کرو جو اس تسخیر بحر کی وجہ سے تمہیں حاصل ہے، پھر ان سمندروں سے بادلوں کو اٹھا کر جہاں چاہتا ہے بارش برسا دیتا ہے جس سے مردہ پڑی ہوئی زمین ہری بھری ہو جاتی ہے، جیسے فرمایا

... وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ... ﴿۱۶۴﴾ (۲)

ترجمہ: بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے۔

آسمان سے برستا ہوا یہ پانی، پہاڑوں سے نکلتے ہوئے یہ رواں دواں دریا، زمین کے نیچے سے نکلتا ہوا میٹھا پانی اور زمین کی روئید گی کو دیکھو جن کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے مگر رب اس سے کئی اقسام کے مختلف ذائقوں والے انواع و اقسام کے پھل، طرح طرح کی اجناس، مختلف سبزیاں اور جانوروں کے چارے نکال لاتا ہے۔

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ... ﴿۴﴾ (۳)

ترجمہ: اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطّے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں انگور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، کھجور کے درخت ہیں جن میں کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر۔

اور مختلف نباتات پیدا ہوتی ہیں جس سے تم بیماری میں علاج کرتے ہو، میرے رب نے ہی ہوا میں اڑتے ہوئے چھوٹے بڑے رنگا رنگ پرندے، جنگلوں میں کئی اقسام کے درندے، اور زمین پر رینگنے والے حشرات ارض، تمہارے لئے پالتو جانور گائے، بھیڑ بکری، اونٹ، گدھے، خچر اور گھوڑے وغیرہ تخلیق فرمائے، ادنیٰ و اعلیٰ سب مخلوقات اس کی ہی حمد خواں ہیں، اور ان سب کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے مسخر کر دیا ہے، اس نے فرشتوں کو نور سے، جنوں کو آگ کی لپٹ سے اور انسانوں کو مٹی سے بہترین طور پر تخلیق کیا۔

---

(۱) یٰسین ۴۱ تا ۴۳

(۲) البقرۃ ۱۶۴

(۳) الرعد ۴

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ۚ ﴿۲۶﴾ وَالۡجَآنَّ خَلَقۡنٰهُ مِنۡ قَبۡلُ مِنۡ نَّارِ السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا اور اس سے پہلے ہم جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔

اور جو شکل وصورت انسان کے لئے مناسب حال تھی اسے عنایت کی۔

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫ ﴿۴﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

دوسری مخلوقات کے مقابلے میں انسان کو قوت گویائی عطا کر کے سب جانداروں پر فضیلت بخشی، اسے اچھے اور برے کا فرق معلوم کرنے کی تمیز دی۔

وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ ۚ ﴿۱۰﴾ (۳)

ترجمہ: اور دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھادیے؟۔

اِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدٰى ۖ ﴿۱۲﴾ (۴)

ترجمہ: بے شک راستہ بتانا ہمارے ذمہ ہے۔

اور جو شکل وصورت وجسامت جانوروں کے لئے مطابقت رکھتی تھی وہ جانوروں کو عطا کی، ہر مخلوق کو اس کی طبعی ضرورت کے مطابق رہن سہن، کھانے پینے اور بود وباش کا طریقہ سمجھا دیا اس کے مطابق ہی ہر مخلوق سامان زندگی فراہم کرتی اور حیات مستعار کے دن گزارتی ہے، جیسے فرمایا

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ كُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ ... ﴿۷﴾ (۵)

ترجمہ: جس نے ہر چیز کو بہترین طریقے سے تخلیق کیا۔

وہ ہی ہر مخلوق کا چاہے پتھر میں چھپا ہوا ایک کیڑا ہی کیوں نہ ہو روزی رساں ہے، اپنی مشیت سے جس کسی کو چاہتا ہے فراغی سے دیتا ہے اور جس کی روزی چاہے تنگ کر دیتا ہے۔

اَللّٰهُ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ... ﴿۲۶﴾ (۶)

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ فِى الرِّزۡقِ ... ﴿۷۱﴾ (۷)

(۱) الحجر ۲۷

(۲) التین ۴

(۳) البلد ۱۰

(۴) الیل ۱۲

(۵) السجدة ۷

(۶) الرعد ۲۶

(۷) النحل ۷۱

ترجمہ:اور دیکھو اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کی ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ... ۳۰ (۱)

ترجمہ: تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

... اللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ... ۸۲ (۲)

ترجمہ: اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ... ۳۷ (۳)

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ ہی رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جس کا چاہتا ہے)۔

جس کو چاہے عزت و تمکنت سے ہمکنار کرتا ہے اور جسے چاہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۖ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۲۶ (۴)

ترجمہ: کہو! پروردگار! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے جسے چاہے عزّت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔

اپنی حکمت و مشیت کے مطابق کسی انسان کو لمبی عمر عطا فرماتا ہے کہ وہ بالکل بچوں کی مانند اور کمزور ہو جاتا ہے اور کسی کو مختصر زندگی دیتا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ... ۷۰ (۵)

ترجمہ:اور دیکھو اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر وہ تم کو موت دیتا ہے اور تم میں سے کوئی بدترین عمر کو پہنچا دیا جاتا ہے تا کہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔

وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ... ۵ (۶)

ترجمہ: ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھیرائے رکھتے ہیں پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں پھر تمہیں پرورش کرتے ہیں تا کہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے اور کوئی بدترین عمر کی طرف پھیر دیا جاتا ہے تا کہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔

(۱) بنی اسرائیل ۳۰
(۲) القصص ۸۲
(۳) الروم ۳۷
(۴) آل عمران ۲۶
(۵) النحل ۷۰
(۶) الحج ۵

وہ یہ سب کام اپنی قدرت کے کلمے کن سے کرتا ہے بس وہ کہتا ہے ہو جا اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۱۱۷ (۱)

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

۔۔۔قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۴۷ (۲)

ترجمہ: اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۴۰ (۳)

ترجمہ: ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا ہوتا کہ اسے حکم دیں ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

۔۔۔اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۳۵ (۴)

ترجمہ: وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

وہ جو چاہے کر گزرتا ہے اس کے حکم اور مشیت کو ٹالنے والا اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

۔۔۔قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۔۔۔ ۝۱۷ (۵)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ اگر اللہ مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ اس کو اس ارادے سے باز رکھ سکے؟۔

وہ عالم غیب ہے، رات ہو یا دن، اندھیرا ہو یا اجالا، خلوت ہو یا جلوت، پہاڑوں بیابانوں غاروں، جنگلوں اور صحراؤں میں تمہارے حال سے باخبر رہتا ہے۔

۔۔۔وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۴ (۶)

ترجمہ: وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

وہ تمہارے سینوں کے چھپے بھید اور آنکھوں کی خیانت جانتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۳۸ (۷)

---

(۱) البقرۃ ۱۱۷

(۲) آل عمران ۴۷

(۳) النحل ۴۰

(۴) مریم ۳۵

(۵) المائدۃ ۱۷

(۶) الحدید ۴

(۷) فاطر ۳۸

ترجمہ: بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے، وہ تو سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

یَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ ﴿۱۹﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَيَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ‏ ﴿۴﴾ [۲]

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا اسے علم ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے، اور وہ دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

یہ توحید کے چند دلائل و براہین ہیں اگر تم اس پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ کی بات کے بعد کس کی بات ہے اس کی نشانیوں کے بعد کون سی نشانیاں ہیں جن پر تم ایمان لاؤ گے، اللہ رب العالمین کے یہ چند اوصاف اس کی ذات بابرکات اور اس کی قوتوں و طاقتوں کو ماننے کے لئے کافی ہیں، کیونکہ لوگوں کو اپنے گزرے آباؤاجداد کا بڑا احترام ہوتا ہے اور وہ ان کے خلاف کچھ سننا پسند نہیں کرتے فرعون نے اسی نفسیاتی نکتہ کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو اکسانے اور سامعین کے اور ان کی توسط سے پوری قوم کے دلوں میں تعصب کی آگ بھڑکانے کے لئے بڑا سخت سوال کیا پوچھا اے موسیٰ! اچھا یہ بتاؤ کہ اگر بات یہی ہے کہ رب صرف وہی ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ ہم سب کے باپ دادا جو صدہا برس سے نسل در نسل دوسرے بہت سے معبودوں کی بندگی کرتے چلے آرہے ہیں ان کی تمہارے نزدیک کیا پوزیشن ہے، کیا وہ سب عذاب کے مستحق تھے؟ اور کیا ان سب کی عقلیں ماری گئی تھیں؟ موسیٰ نے فرعون کے خطرناک سوال کے جواب میں فرمایا اس کا علم میرے رب کے سوا کسی کو نہیں، اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے اس کی نظر سے کوئی چیز اوجھل یا مخفی نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخۡفٰى عَلَيۡهِ شَىۡءٌ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ﴿۵﴾ [۳]

ترجمہ: زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِىۡ وَمَا نُعۡلِنُ‌ؕ وَمَا يَخۡفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ‏ ﴿۳۸﴾ [۴]

ترجمہ: پروردگار! تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور واقعی اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمانوں میں۔

اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ وَمَا يَخۡفٰىؕ‏ ﴿۷﴾ [۵]

---

[۱] المومن ۱۹

[۲] التغابن ۴

[۳] آل عمران ۵

[۴] ابراہیم ۳۸

[۵] الاعلیٰ ۷

ترجمہ: وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ پوشیدہ ہے اس کو بھی۔

نہ ہی اسے نسیان لاحق ہوتا ہے جبکہ انسانوں میں یہ دونوں نقص موجود ہیں، وہ لوگ جو کچھ بھی کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں جا چکے ہیں ان کی ایک ایک حرکت اور اس کے محرکات میرا رب جانتا ہے میرے رب کے پاس کتاب موجود ہے جس میں سب کچھ درج ہے ان سے جو بھی معاملہ کرنا ہے اس کو وہی جانتا ہے وہ ان کے اعمال کے مطابق جزا وسزا دے گا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ... ﴿۱۰۲﴾ (۱)

ترجمہ: (اے فرعون!) تو خوب جانتا ہے کہ یہ بصیرت افروز نشانیاں زمین اور آسمانوں کے رب کے سوا کسی نے نازل نہیں کی ہیں۔

مگر تم ان سے منہ پھیرتے ہو، جیسے فرمایا

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ (۲)

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے۔

اور فرمایا میرا رب وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے مسخر کر کے بچھونا بنا دیا۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ... ﴿۲۰﴾ (۳)

ترجمہ: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟۔

جس میں تم رہائشی اور دفاعی عمارتیں تعمیر کرتے ہو، باغات لگاتے ہو، کاشتکاری کے لئے اس میں ہل چلاتے ہو اور اللہ نے اس میں ایک جگہ سے دوسری جگہ، تجارتی ضروریات کے لئے ایک ملک سے دوسرے ملک جانے کے لئے تمہارے چلنے کو راستے بنائے۔

... وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ (۴)

ترجمہ: اور اس میں کشادہ راہیں بنا دیں شاید کہ یہ لوگ اپنا راستہ معلوم کر لیں۔

اور تمہاری ضروریات کے لئے اوپر سے پانی برسایا جس سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔

... وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ... ﴿۱۶۴﴾ (۵)

ترجمہ: بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے۔

---

(۱) بنی اسرائیل ۱۰۲

(۲) یوسف ۱۰۵

(۳) لقمان ۲۰

(۴) الانبیاء ۳۱

(۵) البقرۃ ۱۶۴

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۝۶۵ (۱)

ترجمہ:(تم ہر برسات میں دیکھتے ہو کہ) اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکا یک مردہ پڑی ہوئی زمین میں اس کی بدولت جان ڈال دی۔

وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا... ۝۲۴ (۲)

ترجمہ: اور آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا... ۝۹ (۳)

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے ایک اجاڑ علاقے کی طرف لے جاتے ہیں اور ایسی زمین کو جلا اٹھاتے ہیں جو مری پڑی تھی۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۷ (۴)

ترجمہ: خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے، ہم نے نشانیاں تم کو صاف صاف دکھادی ہیں شاید کہ تم عقل سے کام لو۔

پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کے اجناس، انواع واقسام کے مختلف ذائقوں والے پھل، طرح طرح کی سبزیاں اور چارے پیدا کیے جنہیں تم خود بھی استعمال میں لاتے ہو اور اپنے جانوروں کو بھی چراتے ہو، اگر تم میں کچھ بھی عقل ہے تو یہ چند نشانیاں میرے رب کی معرفت کے لئے کافی ہیں، اور فرمایا اللہ نے اسی زمین کی مٹی سے انسان کی تخلیق کی ہے، تمہاری چند روزہ عارضی طبعی زندگی کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ کے فرامین اور حدود کو پامال کر کے اس رب کے عطا کردہ چند ٹکے پاکر تکبر وعناد کی وجہ سے تمہاری گردنیں اکڑی ہوئی ہیں تم پر موت طاری کرتا ہے اور جس طرح اللہ انسان کو عدم سے وجود میں لایا تھا اسی طرح جب چاہے گا دوبارہ زندہ کر کے اعمال کی جواب دہی کے لئے اپنے حضور لا کھڑا کرے گا اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے میزان قائم کرے گا اور محسنین کو اس کے احسان کی اور بدکاروں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا وسزا دے گا یہ کام اس کے لئے بہت آسان ہیں جنہیں کرتے ہوئے اسے کسی قسم کی تھکن یا تکلیف نہیں ہوتی۔

وَ لَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰى ۝۵۶ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

ہم نے اسے اپنی سب نشانیاں دکھادیں لیکن پھر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار کر دیا، کہنے لگا اے موسیٰ! کیا تو اسی لیے آیا ہے

---

(۱) النحل ۶۵

(۲) الروم ۲۴

(۳) فاطر ۹

(۴) الحدید ۱۷

بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا

کہ ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہمارے ملک سے باہر نکال دے، اچھا ہم بھی تیرے مقابلے میں اسی جیسا جادو ضرور لائیں گے

وَ بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾

پس تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدے کا وقت مقرر کر لے کہ نہ ہم اس کا خلاف کریں اور نہ تو، صاف میدان میں

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ (طٰہٰ ۵۶ تا ۵۹)

مقابلہ ہو، موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ زینت اور جشن کے دن کا وعدہ ہے اور یہ کہ لوگ دن چڑھے ہی جمع ہو جائیں۔

جادوگر بلانے کا فیصلہ:

ہم نے فرعون کو آفاق و انفس کے تمام دلائل اور معجزات دکھائے مگر وہ ان سب کو جھٹلائے چلا گیا اور ایمان نہ لایا اور دونوں معجزات کو دیکھ کر بڑے فخر و غرور سے موسیٰ سے کہنے لگا تم اپنے جادو کے بل بوتے پر ہمیں اپنے ملک سے باہر نکال دینا چاہتے ہو ہم بھی تیرے مقابلے میں ایسا ہی زبردست جادو لاتے ہیں جن کا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے، ہمارا ہی بول بالا ہو گا پھر تم شرمندگی و خجالت سے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے، اب جس وقت اور جس جگہ تو مقابلہ کرنا چاہتا ہے خود ہی طے کر لے، جس کی خلاف ورزی نہ تم کرو گے اور نہ ہم، مقابلہ لوگوں کے سامنے صاف اور کھلے میدان میں ہو گا، فرعون کا مدعا یہ تھا کہ ایک دفعہ جادوگروں سے لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپ بنوا کر دکھا دوں، جادو کا مقابلہ جادو سے ہو جائے گا جس سے موسیٰ شکست فاش کھا جائیں گے تو موسیٰ کے معجزے کا جو اثر لوگوں کے دل و دماغ پر ہوا ہے وہ دور ہو جائے گا اور ان کے دین و دھرم کا بول بالا رہے گا جبکہ یہ موسیٰ کی منہ مانگی مراد تھی موسیٰ نے فرمایا الگ کوئی دن اور جگہ مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے جشن کا دن قریب ہے جس میں تمام ملک کے لوگ دارالسلطنت میں کھینچ کر آ جاتے ہیں وہیں میلے کے میدان میں مقابلہ ہو جائے تاکہ ساری قوم دیکھ اور سن لے اور وقت بھی چاشت کا ہونا چاہیے تاکہ تمہیں، تمہارے درباریوں، سرداروں اور عام لوگوں کے دل و دماغ میں شک و شبہ کے لئے کوئی گنجائش نہ رہے، اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معجزے اور جادو کا فرق سب پر ظاہر ہو جائے چنانچہ جشن، میلہ، عید کا دن طے ہو گیا (جو وہ انیس جولائی کو نئے سال کے شروع میں سالانہ ایک مخصوص جگہ پر مناتے تھے) فرعون نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ ملک میں جہاں جہاں کوئی ماہر جادوگر موجود ہو اسے یہاں لے آؤ اور اسی طرح عوام کو بھی ترغیب دی گئی کہ وہ میلے کے دن اس حق و باطل کا مقابلہ دیکھنے کے لئے دن چڑھے جمع ہو جائیں۔

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا

پس فرعون لوٹ گیا اور اس نے اپنے ہتھکنڈے جمع کئے پھر آ گیا، موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کہا تمہاری شامت آ چکی،

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افتراء نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذابوں سے ملیا میٹ کر دے، یاد رکھو وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا جس نے جھوٹی

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا

بات گھڑی، پس یہ لوگ آپس کے مشوروں میں مختلف رائے ہو گئے اور چھپ کر چپکے چپکے مشورہ کرنے لگے، کہنے لگے

اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا

یہ دونوں محض جادوگر ہیں اور ان کا پختہ ارادہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کریں اور

وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ

تمہارے بہترین مذہب کو برباد کریں، تو تم بھی اپنا کوئی داؤ اٹھا نہ رکھو پھر صف بندی کر کے آؤ

وَ قَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ (طٰہٰ ۶۰ تا ۶۴)

جو آج غالب آ گیا وہی بازی لے گیا۔

جادوگروں کو دعوت حق :

دور دراز کا سفر کر کے سارے جادوگر ایک وقت میں تو دار السلطنت میں داخل نہیں ہوئے تھے لہذا جو بھی مصر میں پہنچتا گیا موسیٰ اپنے فرض منصبی کے مطابق اس کو دین حق کی دعوت دیتے رہے، دلائل سے رب کی توحید کی نشانیاں بیان کرتے رہے، دعوت حقہ کی پاکیزگی بتلاتے اور رب کی سخت گرفت سے ڈراتے رہے، جنت کی دلفریبیاں، اس کی نعمتیں اور جہنم کی ہولناکیاں بیان فرماتے رہے، یہاںتک کہ فرعون اپنے سارے مکر وفریب کے ہتھکنڈے جمع کر کے مقررہ دن اور وقت پر مقابلے میں آ گیا اور اپنے تخت پر بیٹھا سامنے دست بدستہ کھڑے جادوگروں کو قرب خصوصی سے نوازنے کی ترغیب دینے لگا، دار السلطنت میں مقابلہ دیکھنے کے لئے پورے ملک سے خلقت ٹوٹی پڑ رہی تھی، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو موسیٰ نے بھی سب جادوگروں کو مخاطب کر کے وعظ فرمایا اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا فرمانے لگے دیکھو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہ باندھو اگر ایسا کرو گے تو وہ رب ایک سخت عذاب سے تمہیں تباہ وبرباد کر دے گا، لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر باطل مسلک کو سچ بنانے کے جتن نہ کرو، حق وسچ ہمیشہ سرخرو اور جھوٹ ہمیشہ ہی نامراد ہوتا ہے، اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہی ہر چیز کا خالق، مشکل کشا اور روزی رساں ہے اور تمام کائنات اس کے اشارے پر چل رہی ہے جس کو ایک مقررہ دن وہ ختم کر دے گا اور پھر تمہیں تمہاری قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے تمہارے اعمال کا محاسبہ کرے گا اور اس کے مطابق جزاء وسزا مقرر فرمائے گا، جادوگروں نے جو کچھ اب تک سنا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جو تبلیغ کی تھی اس سے اپنے دلوں میں اپنی کمزوری کو خود محسوس کر رہے تھے، ان کو معلوم تھا کہ موسیٰ نے فرعون کے دربار میں جو کچھ دکھایا تھا وہ جادو نہیں تھا، وہ پہلے ہی سے اس مقابلے میں ڈرتے اور ہچکچاتے ہوئے آئے تھے جب

عین موقع پر موسیٰ نے ان کو للکار کر متنبہ کیا تو ان کا عزم ریکا یک متزلزل ہو گیا اور ان میں باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور چھپ کر چپکے چپکے مشورہ کرنے لگے کہ اس بڑے تہوار کے موقع پر جبکہ پورے ملک سے آئے ہوئے آدمی جمع ہیں، کھلے میدان اور دن کی پوری روشنی میں یہ مقابلہ کرنا مناسب بھی ہے یا نہیں؟ اگر یہاں ہم شکست کھا گئے اور سب کے سامنے جادو اور معجزے کا فرق کھل گیا تو پھر بات سنبھالے نہ سنبھل سکے گی بعض کہنے لگے کہیں واقعی موسیٰ اللہ کے رسول ہی نہ ہوں اور کچھ اس کے برعکس رائے کا اظہار کرنے لگے آخر کار کچھ لوگ کہنے لگے موسیٰ علیہ السلام اور اس کا بھائی ہارون علیہ السلام دونوں محض جادوگر ہیں اگر یہ اپنے جادو کے زور پر غالب آ گئے تو اشراف و سادات ان کی طرف مائل ہو جائیں گے جس سے ہمارا اقتدار خطرے میں پڑ جائے گا اور ان کے اقتدار کا امکان بڑھ جائے گا، بنی اسرائیل تمہاری غلامی سے نجات پا جائیں گے اور اپنے مشرکانہ دھرم کو صحیح جانتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمارے بہترین طریقہ یا مذہب اسے بھی یہ ملیامیٹ کر ڈالیں گے، جیسے ہر دور میں باطل مذہب اور فرقے کے پیرو کار اسی زعم فاسد میں مبتلا ہوتے ہیں، جادوگر آپس میں مشورہ طے کر کے باآواز بلند کہنے لگے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں بھائی ماہر فن زبردست جادوگر ہیں آج اپنے سارے فن، ساری تدابیر اکٹھی کر کے متحد ہو کر، ایکا کر کے ہوشیاری اور دانائی سے جم کر مقابلہ کرو کہیں سستی نہ کر لینا بس یہ یاد رکھنا کہ پھر موقعہ نہیں ملے گا آج جو فتح مند ہوا وہی سر بلند رہے گی۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ

کہنے لگے اے موسیٰ! یا تو تو پہلے ڈال یا ہم پہلے ڈالنے والے بن جائیں، جواب دیا کہ نہیں تم ہی پہلے ڈالو،

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾

اب تو موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں،

فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾

پس موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے دل ہی دل میں ڈر محسوس کیا، ہم نے فرمایا کچھ خوف نہ کر یقیناً تو ہی غالب اور برتر رہے گا،

وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ

اور تیرے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے ڈال دے کہ ان کی تمام کاریگری کو وہ نگل جائے انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ صرف جادوگروں

وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ (طٰہٰ ۶۵ تا ۶۹)

کے کرتب ہیں اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔

مقابلہ حق و باطل:

مقابلہ کے میدان میں جادوگر موسیٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے موسیٰ! پہلے تم اپنا جادو ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں، موسیٰ نے پہلے انہیں اپنے ہر طرح کے شعبدے ڈالنے کے لئے کہا تاکہ تمام حاضرین پر واضح ہو جائے کہ جادوگروں کی اتنی بڑی تعداد جو فرعون جمع کر کے لے

آیا ہے اور اس طرح ان کے ساحرانہ کمال اور کرتبوں سے وہ خوف زدہ نہیں ہیں، دوسرے جادوگروں کی ساحرانہ شعبدہ بازیاں جب معجزہ ربی سے چشم زدن میں خاک ہوجائیں گی تو اس کا اثر بھی بہت اچھا رہے گا اور جادوگر بھی یقیناً یہ سوچنے پر مجبور ہوجائیں گے کہ موسیٰ کی پاکیزہ دعوت جادو نہیں بلکہ اسے رب کی تائید وحمایت حاصل ہے کہ آن واحد میں اس کی ایک لاٹھی ہمارے سارے شعبدہ بازیوں کو نگل گئی، چنانچہ موسیٰ کے انہیں پہل کرنے پر جادوگروں نے بڑے زبردست جادو کا مظاہرہ کیا اور دعویٰ کرتے ہوئے بولے فرعون کی عزت کی قسم! ہم ہی غالب ہوں گے، جیسے فرمایا

...وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ [۱]

ترجمہ: اور بولے فرعون کے اقبال کی قسم! ہم ہی غالب رہیں گے۔

اور جادو سے لوگوں کی آنکھوں پر نظر بندی کر کے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو میدان مقابلہ میں پھنکا جس سے سارا میدان سانپوں سے بھر گیا، جیسے فرمایا

...فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ [۲]

ترجمہ: انہوں نے جو اپنے انچھر پھینکے تو نگاہوں کو مسحور اور دلوں کو خوف زدہ کر دیا اور بڑا ہی زبردست جادو بنالائے۔

اتنے سارے سانپوں کو لہراتے ہوئے دیکھ کر لوگ دہشت زدہ ہو گئے، جادو کے زور سے موسیٰ کو بھی ان کی پھینکی ہوئی رسیاں اور لکڑیاں سانپ کی طرح دوڑتی ہوئی اپنی طرف لپکتی ہوئی محسوس ہوئیں حالانکہ رسیاں اور لکڑیاں حقیقتاً سانپ نہیں بنی تھیں اور نہ بن سکتی تھیں بلکہ صرف فریب نظر تھا، اس دہشت ناک منظر کو دیکھ کر موسیٰ نے بھی دل میں بشری طبعی خوف محسوس کیا اور شاید یہ بھی خوف ہو کہ میری لاٹھی ڈالنے سے قبل ہی کہیں لوگ ان شعبدہ بازیوں سے متاثر نہ ہو جائیں، موسیٰ کو تو یہ علم نہیں تھا کہ ان کے ہاتھ پر کس نوعیت کا معجزہ ظہور پذیر ہونے والا ہے یا یہ خوف اس لئے ہوا کہ ان جادوگروں نے جو شعبدے دکھلائے وہ لاٹھیوں، رسیوں کے ذریعہ ہی دکھلائیں ہیں جبکہ موسیٰ کے پاس بھی لاٹھی ہی تھی جسے انہوں نے زمین پر پھینکنا تھا، موسیٰ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ دیکھنے والے اس شبہے اور مغالطے میں نہ پڑ جائیں اور وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ دونوں نے ایک ہی قسم کا جادو پیش کیا ہے اس لئے فیصلہ کیسے ہو کہ کون سا جادو ہے اور کون سا معجزہ؟ کون غالب ہوا اور کون مغلوب؟ مغالطے کی وجہ سے مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا موسیٰ کے اندیشوں اور خوف کو دور کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! کسی لحاظ سے بھی تمہیں ڈرنے یا خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں تو ہی ان پر غالب وبرتر رہے گا اپنے دائیں ہاتھ کی لکڑی کو میدان میں پھینک دے، حکم ملتے ہی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی میدان میں پھینک دی جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک زبردست اژدھا بن گئی، جس نے حاضرین کے دیکھتے ہی دیکھتے میدان میں دوڑتے چھوٹے بڑے سارے سانپوں کے طلسم فریب کو نگل کر میدان کو صاف کر دیا، ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ نے حق کو کامیاب وکامران اور سربلند کیا اور باطل کی گردن سرنگوں ہوگئی۔

---

[۱] الشعراء ۴۴

[۲] الاعراف ۱۱۶

وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ﴿۸۱﴾ (۱)

ترجمہ: اور اعلان کر دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

نظارا دیکھنے کے لئے آئے ہوئے سب لوگوں نے جان لیا کہ جادوگروں کے شعبدوں میں کچھ اصلیت نہیں تھی، یہ تو ایک فریب نظر تھا، بس ریت کی ایک دیوار تھی جو ہوا کا ایک جھونکا بھی برداشت نہ کر سکی، سچ ہے جھوٹ، مکر و فریب کی تدابیر، جادو ٹونے کتنے ہی زبردست کیوں نہ ہوں کامیاب نہیں ہوسکتے، اللہ تعالیٰ کی بات ہی ہمیشہ سر بلند رہتی ہے اور باطل کبھی بھی سر بلند نہیں ہو سکتا، جیسے فرمایا

...وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا... ﴿۴۰﴾ (۲)

ترجمہ: اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے۔

فَاُلۡقِىَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوۡنَ وَ مُوۡسٰى ﴿۷۰﴾

اب تو تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور پکار اٹھے کہ ہم تو ہارون اور موسیٰ (علیہما السلام) کے رب پر ایمان لائے،

قَالَ اٰمَنۡتُمۡ لَهٗ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَكُمۡ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيۡرُكُمُ الَّذِىۡ عَلَّمَكُمُ

فرعون کہنے لگا کہ کیا میری اجازت سے پہلے ہی تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا بڑا بزرگ ہے جس نے تم سب کو

السِّحۡرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيۡدِيَكُمۡ وَ اَرۡجُلَكُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ وَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمۡ فِىۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ ۫

جادو سکھایا ہے، (سن لو) میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کٹوا کر تم سب کو کھجور کے تنوں میں سولی پر لٹکوا دوں گا

وَ لَتَعۡلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبۡقٰى ﴿۷۱﴾ (طٰہٰ ۷۰، ۷۱)

اور تمہیں پوری طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کی مار زیادہ سخت اور دیر پا ہے۔

جادوگروں کا قبول حق :

کسی بھی سربراہ کی چند خصوصیات ہوتی ہیں اس کی نگاہ دور رس اور بار یک بین ہو، کسی بات کی گہرائی میں اترنے کی صلاحیت رکھتا ہو، غرور و تکبر سے کنارہ کش اور ہٹ دھرمی کے بجائے حق بات کو قبول کرنے کا مزاج رکھتا ہو، اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرم گفتار اور ہمدرد ہو، مگر فرعون ان تمام صلاحیتوں سے خالی تھا اس نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی پاکیزہ دعوت کو اہمیت ہی نہ دی حالانکہ موسیٰ نے اس سے حکومت تو نہیں چاہی تھی، اپنے لئے کوئی عہدہ یا مال و دولت تو نہیں چاہا تھا، اب یہ اس کی بدبختی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح براہین و دلائل کے باوجود اپنی ضد و ہٹ دھرمی کی بنا پر منکر ہی رہا اس کے مقابلے میں اب جادوگروں کو دیکھیں جن کی ساری زندگی کفر و شرک میں گزری تھی مالک الارض و سماوات کی عبادت کے بجائے جادو اور اس کی رسومات سیکھنے اور سکھانے میں گزری تھی، اللہ تعالیٰ سے اتنے بے خوف تھے کہ انعام و اکرام کے لالچ میں

(۱) بنی اسرائیل ۸۱

(۲) التوبة ۴۰

وقت کے رسول کے مقابلے میں کھڑے ہوگئے اور ڈٹ کر مقابلہ کیا بھی، مگر جب انہوں نے حق کو فتح مند اور جادو کی ذلت و بے چارگی دیکھی تو حق تک پہنچنے میں انہیں کچھ دیر نہیں لگی، فرعون ان کی نظروں میں ہیچ ہوگیا، انہیں فرعون جیسے ظالم وجابر بادشاہ کا کوئی خوف نہ آیا، فرعون کی بادشاہی کی ساری طاقت وقوت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا، انعام واکرام اور دربار میں بلند مرتبہ سب بھول گئے، موسیٰ علیہ السلام کی پیش کردہ دعوت حق ان کے رگ وریشے میں سما گئی اور وہ فوراً بے اختیار سجدے میں گر گئے اور سب مجمع کے سامنے منہ سے بول اٹھے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جو پروردگار ہے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کا، جیسے فرمایا

فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ۝۴۶ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۴۷ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝۴۸ (۱)

ترجمہ: اس پر سارے جادوگر بے اختیار سجدے میں گر پڑے اور بول اٹھے کہ مان گئے ہم رب العالمین کو، موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب کو۔

وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ۝۱۲۰ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۲۱ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝۱۲۲ (۲)

ترجمہ: اور جادوگروں کا حال یہ ہوا کہ گویا کسی چیز نے اندر سے انہیں سجدے میں گرا دیا کہنے لگے ہم نے مان لیا رب العالمین کو، اس رب کو جسے موسیٰ اور ہارون مانتے ہیں۔

ایسا عمل کر کے جادوگروں نے محض اپنی شکست ہی کا اعتراف نہیں کیا کہ فرعون یہ کہہ سکتا کہ ایک بڑے جادوگر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے چھوٹے جادوگروں کو نیچا دکھادیا ہے بلکہ اتنے بڑے مجمع کے سامنے سجدے میں گر کر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آنا اس بات کا کھلا اعلان واقرار تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جو ہدایت لے کر مبعوث ہوئے ہیں وہ ہمارے جادو کے فن کی چیز ہی نہیں ہے، ایسا کام کسی انسان کا نہیں بلکہ صرف اللہ رب العالمین کی قدرت کاملہ سے ہی انجام پذیر ہوسکتا ہے، فرعون جو نہایت جھوٹا، مکار اور بڑا ہٹ دھرم شخص تھا ہکا بکا رہ گیا، اتنے بڑے مجمع میں اپنی واضح ہار پر اس کی سٹی گم ہوگئی، اس کے لئے یہ واقعہ بڑا عجیب اور نہایت حیرت ناک تھا کہ جن جادوگروں کے ذریعہ سے وہ فتح وغلبہ اور نصرت کی آس لگائے بیٹھا تھا، وہ نہ صرف مغلوب ہوگئے بلکہ موقع پر ہی اس رب پر ایمان لے آئے جس نے موسیٰ وہارون علیہ السلام کو دلائل نبوت دے کر اس کی طرف بھیجا تھا، فرعون اور اس کے مقربین نے وقت کے رسولوں کے مقابلے کے لئے ایک بڑی چال چلی تھی مگر رب کی چال کے آگے کس کی چال کامیاب ہوسکتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کی چال کو الٹا انہی پر پلٹ دیا، جیسے فرمایا

قَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْیَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ ... ۝۲۶ (۳)

ترجمہ: ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ (حق کو نیچا دکھانے کے لیے) ایسی ہی مکاریاں کر چکے ہیں تو دیکھ لو کہ اللہ نے ان کے مکر کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی اور اس کی چھت اوپر سے ان کے سر پر آرہی۔

فرعون نے تمام ملک کے ماہر جادوگروں کو بلا کر منظر عام پر اس لئے مظاہرہ کرایا تھا کہ عوام الناس کو موسیٰ کے جادوگر ہونے کا یقین دلائیں یا کم

(۱) الشعراء۴۶تا۴۸

(۲) الاعراف۱۲۰تا۱۲۲

(۳) النحل۲۶

از کم شک ہی میں ڈال دیں لیکن اس مقابلہ میں شکست کھانے کے بعد خود ان کے اپنے بلائے ہوئے ماہرین فن نے بالاتفاق فیصلہ کر دیا کہ موسیٰ جو چیز پیش کر رہے ہیں وہ ہرگز جادو نہیں بلکہ خالق الارض وسماوات کی طاقت وقوت کا کرشمہ ہے جس کے آگے کسی جادو کا زور نہیں چل سکتا، لیکن بجائے اس کے کہ فرعون بھی غور وفکر سے کام لیتا اور موسیٰ علیہ السلام کی فتح مبین کو کھلے دل ودماغ سے تسلیم کر کے گھر آئی ہوئی ایمان کی دولت سمیٹ لیتا وہ آتش غضب سے دیوانہ ہو گیا اور پانسہ پلٹتے دیکھ کر سیاسی قلابازی کھائی کہ وہ اس سارے معاملہ کو موسیٰ اور جادوگروں کی سازش قرار دیدے اور پھر جادوگروں کو جسمانی عذاب اور قتل کی دھمکی دے کر ان سے اس الزام کا اقبال کرا لے جس سے وہ ڈرامائی اثر کافور ہو جائے جادوگروں کی شکست پھر ان کے سجدے میں گرنے اور رب پر ایمان لانے سے رعایا پر مرتب ہوا تھا، یہ سوچ کر اس نے جادوگروں کو کہا میں نے ابھی کسی کی کامیابی یا ناکامی کا اعلان نہیں کیا تھا، میں نے ابھی تمہیں ان دونوں کے الٰہ کو ماننے کی اجازت دی ہی نہیں تھی کہ تم ان دونوں کے الٰہ پر ایمان لے آئے، پھر جادوگروں پر الزام لگا کر بولا تم سب اس کے چیلے لگتے ہو اور تمہاری سازش کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح سے تم ہمیں جو یہاں کے مالک اور حکمران ہیں یہاں سے بے دخل کر دو اور خود ہماری جگہ سنبھال لو (یہ سیاسی بات کر کے فرعون نے اپنی رعایا کو جو یہ فیصلہ کن مقابلہ دیکھنے کے لئے جمع ہوئے تھے یہ یقین دلانے کی سعی کی کہ جادوگروں کا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لانا محض ملی بھگت ہے، یہ ملی بھگٹ انہوں نے یوں طے کی ہوگی کہ یہ ماہر فن جادوگر موسیٰ علیہ السلام سے جان بوجھ کر شکست کھا جائیں گے ،اس سے لازماً ملک میں مذہبی انقلاب برپا ہو جائے گا اور قوم اپنے آبائی دین پر قائم نہ رہ سکے گی جس سے فائدہ اٹھا کر یہ حکومت پر قبضہ کر لیں گے اور پھر یہ سب مل کر حکومت کے مزے لوٹیں گے، جیسے فرمایا

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ ۱۲۳ [1]

ترجمہ: فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں ؟ یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش تھی جو تم لوگوں نے اس دار السلطنت میں کی تاکہ اس کے مالکوں کو اقتدار سے بے دخل کر دو۔

(اچھا تو اس کا نتیجہ اب تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے تمہاری اس شکست میں موسیٰ علیہ السلام کے کسی معجزے کا کوئی تعلق نہیں) پھر جادوگروں کو قتل وتعذیب کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں کہ ابھی تمہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس خطرناک سازش کے بدلے میں میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہوں، میں تمہارے دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کٹوا دوں گا تاکہ تم ہلنے جلنے کے قابل ہی نہ رہو اور اس پر بس نہیں کروں گا مزید تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی پر لٹکا دوں گا،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قول ہے کہ یہ سزائیں سب سے پہلے فرعون ہی نے دی تھیں۔ [2]

قَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ قَطَعَ الْأَيْدِي وَالْأَرْجُلِ مِنْ خِلَافٍ فِرْعَوْنُ،قَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ صَلَبَ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ فِرْعَوْنُ

[1] الاعراف ۱۲۳

[2] تفسیر ابن کثیر ۳۰۴؍۵

سب سے پہلے فرعون نے ہی مخالف سمت میں ہاتھ پاؤں کاٹے، اور سب سے پہلے فرعون نے ہی کھجور کے تنوں پر پھانسی دی۔ (۱)

پھر تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ موسیٰ کے رب کی سزا دردناک، دیرپا ہے یا میری۔

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الَّذِيْ فَطَرَنَا

انہوں نے جواب دیا کہ ناممکن ہے کہ ہم تجھے ترجیح دیں ان دلیلوں پر جو ہمارے سامنے آ چکیں ہیں اور اس اللہ پر جس نے

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ﴿۷۲﴾

ہمیں پیدا کیا ہے اب تو تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گزر، تو جو کچھ بھی حکم چلا سکتا ہے وہ اسی دنیاوی زندگی میں ہی ہے،

اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَ مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ

ہم (اس امید سے) اپنے پروردگار پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں معاف فرما دے اور (خاص کر) جادوگری (کا گناہ)

وَ اللّٰهُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ

جس پر تم نے ہمیں مجبور کیا ہے، اللہ ہی بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، بات یہی ہے کہ جو بھی گناہ گار بن کر اللہ تعالیٰ کے

جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ وَ مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

ہاں حاضر ہوگا اس کے لیے دوزخ ہے جہاں نہ موت ہوگی اور نہ زندگی، اور جو بھی اس کے پاس ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا

الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور اس نے اعمال بھی نیک کئے ہوں گے اس کے لیے بلند و بالا درجے ہیں، ہمیشگی والی جنتیں جن کے نیچے نہریں لہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ (طٰہٰ ۷۲ تا ۷۶)

لے رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے، یہی انعام ہے ہر اس شخص کا جو پاک ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت وہ جادوگر مشرک جو دن کے ابتدائی حصہ میں حق کے مقابلے میں تلے کھڑے تھے، جو چند لمحوں بیشتر اپنے آبائی دین کی حمائت و نصرت کے لئے گھروں سے چل کر آئے تھے اور فرعون سے پوچھ رہے تھے کہ اگر ہم نے اپنے مذہب کو موسیٰ کے حملہ سے بچا لیا تو سرکار سے ہمیں انعام و اکرام تو ملے گا اسی دن کے دوسرے پہر میں مومن بن کر رب کے ہاں بلند درجوں پر فائز ہوئے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ السَّحَرَةُ سَبْعِينَ رَجُلًا أَصْبَحُوا سَحَرَةً وَأَمْسَوْا شُهَدَاءَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ جادوگر ستر آدمی تھے جو صبح کے وقت جادوگر مگر شام کو شہداء تھے۔ (۲)

(۱) تفسیر طبری ۱۸٫۳۳۸

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۷٫۲۴۲۸

چند لمحوں میں ایمان کی حلاوت نے ان جادوگروں کی سیرت وکردار میں کتنا بڑا انقلاب برپا کر دیا اب جو نعمت ایمان نصیب ہوئی تو انہی کی حق پرستی اور اولوالعزمی اس حد کو پہنچ گئی کہ تھوڑی دیر پہلے جس بادشاہ کے آگے لالچ کے مارے بچھے جاتے تھے اب اس کی کبریائی اور جبروت کو ٹھوکر مار رہے ہیں اور ان بدترین سزاوں کو بھگتنے کے لئے تیار ہیں جن کی وہ دھمکی دے رہا ہے مگر حق چھوڑنے کے لئے تیار نہیں جس کی صداقت ان پر کھل چکی ہے اہل ایمان نے کہا ہم نے رب پر ایمان لاکر کوئی جرم نہیں کیا جس کی تو ہمیں سزا دینا چاہتا ہے یہ تو ہمارے کردار کی بہت بڑی خوبی ہے کہ جب حقیقت حال ہمارے سامنے صاف واضح ہو کر ظاہر ہو گئی تو ہم نے غرور وتکبر میں ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے اس ایمان کی دولت اور لذت کے مقابلے میں تمام دنیاوی مفادات ٹھکرا دیئے اور سچ کو مان لیا تاکہ رب ہماری خطاوں اور گناہوں کو معاف فرما دے اور اس جادوگری پر بھی جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا اب یہ تو ہرگز نہیں ہوسکتا کہ واضح ہدایت کی نشانیوں کے آجانے کے بعد تجھے ترجیح دیں تو ہمارے لئے جو سزا چاہے تجویز کرلے تجھے اختیار ہے مگر اس سے زیادہ تو اور کیا سزا دے سکتا ہے کہ ہماری طبعی زندگی کا گلا کاٹ دے اس کے بعد تو تجھے کوئی اختیار نہیں، جادوگروں نے اپنے آپ کو ہر سزا کے لئے پیش کر کے ثابت کر دیا کہ ان کا موسیٰ کی صداقت پر ایمان لانا کسی سازش کا نہیں بلکہ سچے اعتراف حق کا نتیجہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اس کے لئے جہنم کا ہولناک عذاب ہے جس میں وہ موت اور زندگی کے درمیان لٹکتا رہے گا، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۞ ٣٦ [١]

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنم کی آگ ہے، نہ ان کا قصہ پاک کر دیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ ان کے لیے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی، اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر اس شخص کو جو کفر کرنے والا ہو۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۙ ١١ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۚ ١٢ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۭ ١٣ [٢]

ترجمہ: اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بدبخت، جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۞ ٧٧ [٣]

ترجمہ: وہ پکاریں گے اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے تو اچھا ہے وہ جواب دے گا تم یوں ہی پڑے رہو گے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا، فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ، وَلَكِنْ نَاسٌ - أَوْ كَمَا قَالَ - تُصِيبُهُمُ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ - أَوْ قَالَ: بِخَطَايَاهُمْ - فَيُمِيتُهُمْ إِمَاتَةً حَتَّى إِذَا صَارُوا فَحْمًا أُذِنَ فِي الشَّفَاعَةِ، فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ، فَبُثُّوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ، فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ " قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ حِينَئِذٍ: كَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

[١] فاطر ٣٦

[٢] الاعلی ١١تا١٣

[٣] الزخرف ٧٧

وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ جہنمی جو اس میں ہمیشہ رہیں گے ان پر نہ تو موت آئے گی اور نہ ہی انہیں زندگانی نصیب ہوگی، لیکن کچھ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے، دوزخ کی آگ انہیں مار دے گی حتی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تو ان کے بارے میں شفاعت کی اجازت دی جائے گی پھر انہیں اس طرح لایا جائے گا کہ وہ گروہ در گروہ ہوں گے اور انہیں جنت کی نہروں پر پھیلا دیا جائے گا اور کہا جائے گا اے اہل جنت! ان پر پانی ڈالو، تو وہ اس طرح اگیں گے جیسے سیلاب کی گزرگاہ میں نرم و نازک سی نباتات اگتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس تشبیہ کو سننے کے بعد قوم میں سے ایک شخص نے کہا یوں معلوم ہوتا ہے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اہل بادیہ سے ہو۔ [١]

اور جو اس کے حضور ایمان اور عمل صالحہ لے کر حاضر ہوگا ایسے سب لوگوں کے لئے بلند درجے ہیں،

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْجَنَّةُ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مَسِيرَةُ مِائَةِ عَامٍ، وَقَالَ عَفَّانُ: كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةً، وَمِنْهَا تَخْرُجُ الْأَنْهَارُ الْأَرْبَعَةُ، وَالْعَرْشُ مِنْ فَوْقِهَا، وَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے اور عفان نے فرمایا اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور فردوس جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے اس سے چار نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے لہذا تم جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔ [٢]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الغَابِرَ فِي الأُفُقِ، مِنَ المَشْرِقِ أَوِ المَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ ، قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا المُرْسَلِينَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی لوگ اپنے سے بلند کمرے والوں کو اوپر سے اسی طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت رہ گیا ہو آسمان کے کنارے پورب یا پچھم میں دیکھتے ہیں، ان میں ایک دوسرے سے افضل ہوگا، لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہ پا سکے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان لوگوں کے لیے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔ [٣]

---

[١] مسند احمد ١١٠٧٧، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ النَّارِ ٤٥٩

[٢] مسند احمد ٢٢٦٩٥، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ ٢٥٣١، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ ٤٣٣١

[٣] صحیح بخاری كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ٣٢٥٦، صحیح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ تَرَائِي أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ الْغُرَفِ، كَمَا يُرَى الْكَوْكَبُ فِي السَّمَاءِ ٧١٤٤

وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ وَأَنْعَمَا

اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یقیناً انہی میں سے ہیں اور بڑی فضیلت والے ہیں۔[1]

گھنے سایوں والے سدابہار باغ ہیں جن کے نیچے انواع اقسام کی نہریں بہ رہی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ جزا ہے اس شخص کی جس نے شرک سے خود کو پاک کرلیا، اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی اور ان تمام امور کی پیروی کی جس کی خبر پیغمبروں نے دی۔

وَ لَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰۤى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ

ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف وحی نازل فرمائی کہ تو راتوں رات میرے بندوں کو لے چل، اور ان کے لیے دریا میں خشک

لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ

راستہ بنالے پھر نہ تجھے کسی کے آپکڑنے کا خطرہ ہوگا نہ ڈر، فرعون نے اپنے لشکروں سمیت ان کا تعاقب کیا پھر تو دریا ان سب پر چھا گیا

مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَ مَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ (طٰہٰ ۷۷ تا ۷۹)

جیسا کچھ چھا جانے والا تھا، فرعون نے اپنی قوم کو گمراہی میں ڈال دیا اور سیدھا راستہ نہ دکھایا۔

جب موسیٰ نے لمبے عرصہ تک دعوت توحید دے کر فرعون اور اس کی قوم پر ہدایت پہنچانے کی ہر طرح کی حجت قائم کر دی، ہر طرح کی کھلی کھلی نشانیاں دکھادیں، رب نے بھی آخری عذاب سے بیشتر چھوٹے چھوٹے عذاب دے کر انہیں راہ ہدایت پر پلٹنے کا موقع مہیا کیا کہ شاید وہ رب کے حضور عاجزی پر اتر آئیں اور صراط مستقیم پر چل پڑیں اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر رب سے اپنی مغفرت چاہئیں مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئے اور تکذیب روش پر قائم رہے، بنی اسرائیل پر ان کا ظلم وستم کم ہونے کے بجائے بڑھتا ہی گیا تو آخر رب نے فرعون اور اس کی قوم کو مہلت کی گھڑیاں ختم کر دینے کا فیصلہ فرمایا کیونکہ اب اس کے بغیر کوئی اور چارہ کار نہیں تھا کہ انہیں عذاب سے دوچار کر کے رہتی دنیا تک عبرت بنا دیا جائے تاکہ آنے والی قوموں اور نسلوں تک یہ بات پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بات ہی سر بلند رہتی ہے اور کفر وشرک چاہے کیسی شان وقوت سے آئے ذلیل وخوار ہی ہو کر رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ راتوں رات بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے ہجرت کر جائیں تاکہ جب تک فرعون کو بنی اسرائیل کے فرار کا علم ہو وہ لوگ کافی دور نکل چکے ہوں اور پیشگی تسلی دیتے ہوئے فرمایا فرعون تمہیں اتنی آسانی سے جانے نہیں دے گا جب اسے تمہارے فرار کا پتہ چلے گا تو وہ تمہارا تعاقب کرے گا اس موقعہ پر اور سمندر کے بیچ سے گزرتے ہوئے گھبرانا نہیں، چنانچہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کی تمام بستیوں میں ہجرت کے احکامات روانہ کر دیئے کہ سب لوگ مصر سے ہجرت کے لئے تیار رہیں، چنانچہ ایک خاص رات مقرر کر دی گئی کہ اس رات تمام بنی اسرائیل نے مہاجر بن کر نکل پڑنا ہے، اور اس مقررہ رات کو موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل اور غیر اسرائیلی کو جمع کر کے ایک بڑے قافلہ کی شکل میں تھیبس سے کوچ کر دیا، بحر احمر سے بحر روم (میڈیٹرینین) تک کا پورا علاقہ کھلا ہوا تھا مگر اس علاقہ کے تمام راستوں پر فوجی چھاؤنیاں تھیں جن سے بخیریت نہیں گزرا جا سکتا تھا اس لئے موسیٰ علیہ السلام

[1] سنن ابوداود کِتَاب الحُرُوفِ وَالْقِرَاءَاتِ باب ۳۹۸۷، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ وَلَقَبُهُ عَتِيقٌ ۳۶۵۸، مسند احمد ۱۱۲۰۶

نے بحر احمر کی طرف جانے والا راستہ اختیار کیا تا کہ سمندر کے کنارے کنارے چل کر جزیرہ نمائے سینا کی طرف نکل جائیں، صبح جب فرعون کو بنی اسرائیل کے فرار کا علم ہوا تو وہ بنی اسرائیل کو پکڑنے کے لئے اپنے لشکر لے کر آپہنچا، جیسے فرمایا

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ ﴿۶۰﴾ [۱]

ترجمہ: صبح ہوتے یہ لوگ ان کے تعاقب میں چل پڑے۔

تو بنی اسرائیل جن کے دلوں میں ابھی ایمان جاگزین نہیں ہوا تھا فرعون کے لشکر کو دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ اب تو ہم پکڑے گئے ،جیسے فرمایا

فَلَمَّا تَرَاۗءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ [۲]

ترجمہ: جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو موسی علیہ السلام کے ساتھی چیخ اٹھے کہ ہم تو پکڑے گئے۔

موسی علیہ السلام نے جن کو اپنے رب پر کامل یقین تھا فرمایا

قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۶۲﴾ [۳]

ترجمہ: ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا سمندر پر مار اور سمندر میں سے سوکھی سڑک بنا لے، جیسے فرمایا

فَاَوْحَیْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ﴿۶۳﴾ [۴]

ترجمہ: ہم نے موسی علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ مار اپنا عصا سمندر پر، یکایک سمندر پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک عظیم الشان پہاڑ کی طرح ہو گیا۔

اور اس میں بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے گزرنے کے لئے بارہ خشک راستے بن گئے، جس میں سے بنی اسرائیل بڑے آرام سے گزر کر دوسرے کنارے پر پہنچ گئے، بنی اسرائیل کے گزرتے ہی فرعون بھی ان راستوں میں اپنے لشکر سمت داخل ہو گیا مگر ابھی وہ بیچ راستے میں ہی تھا کہ اللہ کے حکم سے راستے کے دونوں طرف کی موجیں آپس میں مل گئیں اور فرعون اور اس کا لشکر ڈوب کر ہلاک ہو گیا، فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا کوئی صحیح رہنمائی نہیں کی تھی۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَاۗءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ

اے بنی اسرائیل! دیکھو ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے کوہ طور کی دائیں طرف کا وعدہ اور تم پر

---

[۱] الشعرائ۶۰

[۲] الشعراء۶۱

[۳] الشعرائ۶۲

[۴] الشعرائ۶۳

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ۝۸۰ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ

من وسلویٰ اتارا، تم ہماری دی ہوئی پاکیزہ روزی کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝۸۱ وَ اِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ

اور جس پر میرا غضب نازل ہوجائے وہ یقیناً تباہ ہوا، ہاں بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں

وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝۸۲ (طٰہٰ ۸۰ تا ۸۲)

ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔

احسانات کی یاددہانی:

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنی نعمتوں اور احسانات کا تذکرہ فرمایا اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہیں تمہارے دشمن فرعون اور اس کے لشکر کو تمہاری آنکھوں کے سامنے سمندر میں غرق کر کے ان کے ظلم وستم سے نجات دلائی، جیسے فرمایا

...وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝۵۰ [1]

ترجمہ: پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو غرقاب کیا۔

اور موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا بچھڑے کی پرستش کے جرم کی توبہ کے لئے تمہارے ستر نمائندے ساتھ لے کر کوہ طور کے مشرقی دامن میں چالیس دن کے لئے آئیں تاکہ اللہ تمہارے سامنے ان سے ہمکلام ہو اور تمہاری دینی نعمت کی تکمیل کے لئے شریعت عطا کرے، اور بے آب وگیاہ بیابان کی چالیس (۴۰) سال کی دشت نوردی میں تمہیں فاقوں سے بچانے کے لئے مسلسل باافراط رزق سے نوازا جو تمہیں بلامشقت حاصل ہوجاتا تھا تاکہ اللہ قادر مطلق نے جو پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اسے کھا کر شکر ادا کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو ورنہ تم پر میرا عذاب ٹوٹ پڑے گا اور جس پر میرا عذاب نازل ہوتا ہے وہ پھر خائب وخاسر ہو کر جہنم میں داخل ہو کر ہی رہتا ہے، البتہ جو بخوف الٰہی کفر وشرک، فسق وفجور اور بدعات سے توبہ کر لے اور اللہ وحدہ لاشریک، اس کے فرشتوں، نازل کردہ کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان لے آئے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں عمل صالحہ اختیار کرے اور اس پر ثابت قدم رہے تو وہ بہت زیادہ بخشنے والا بے پایاں رحمت کا مالک ہے۔

وَ مَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝۸۳ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَ عَجِلْتُ

اے موسیٰ! تجھے اپنی قوم سے (غافل کر کے) کون سی چیز جلدی لے آئی؟ کہا کہ وہ لوگ بھی میرے پیچھے ہی پیچھے ہیں

اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝۸۴ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ

اور میں نے اے رب! تیری طرف جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہوجائے، فرمایا! ہم نے تیری قوم کو تیرے پیچھے آزمائش میں

[1] البقرة ۵۰

وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ

ڈال دیا اور انہیں سامری نے بہکا دیا ہے، پس موسیٰ (علیہ السلام) سخت غضبناک ہو کر رنج کے ساتھ واپس لوٹے

قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ

اور کہنے لگے کہ اے میری قوم والو! کیا تم سے تمہارے پروردگار نے نیک وعدہ نہیں کیا تھا؟ کیا اس کی مدت تمہیں لمبی

اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾

معلوم ہوئی؟ بلکہ تمہارا ارادہ ہی یہ ہے کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو؟ کہ تم نے میرے وعدے کے خلاف کیا،

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَ لٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے ساتھ وعدے کے خلاف نہیں کیا بلکہ ہم پر زیورات قوم کے جو

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ

بوجھ لاد دیئے گئے تھے انھیں ہم نے ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے بھی ڈال دیئے، پھر اس نے لوگوں کے لیے ایک بچھڑا

خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى ۵

نکال کھڑا کیا یعنی بچھڑے کا بت، جس کی گائے کی سی آواز بھی تھی پھر کہنے لگے کہ یہی تمہارا بھی معبود ہے اور موسیٰ کا بھی،

فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۬

لیکن موسیٰ بھول گیا ہے، کیا یہ گمراہ لوگ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ وہ تو ان کی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا

وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ ع (طہ ۸۳ تا ۸۹)

اور نہ ان کے کسی برے بھلے کا اختیار رکھتا ہے۔

موسیٰ کو رب سے ملاقات کا بڑا شوق تھا ہم کلامی کا یہ دوسرا موقعہ تھا جب وہ ستر آدمیوں کو لیکر کوہ سینا کی طرف چلے تو رب سے شوق ملاقات میں ان آدمیوں سے آگے بڑھ گئے اور وہ لوگ پیچھے رہ گئے، جب مطلوبہ جگہ یعنی کوہ سینا کے داہنی جانب وقت سے پہلے پہنچ گئے تو رب نے موسیٰ سے پوچھا اے موسیٰ! تمہیں اپنی قوم سے پہلے میرے حضور کیا چیز لے کر آئی؟ موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب! وہ لوگ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں مجھے تو تیری رضا کی طلب اور اس کی جلدی تھی، رب نے فرمایا سنو ہم نے تیری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے اور وہ گمراہ ہوگئے ہیں سامری نے بچھڑا بنا کر انہیں اس کی پرستش پر لگا دیا ہے، موسیٰ کو بنی اسرائیل کے مشرکانہ فعل کا سن کر سخت غصہ ہوا اور وہ غیظ وغضب کی حالت میں واپس قوم کے پاس آئے اور انہیں زجر وتوبیخ کرتے ہوئے کہا کہ آج تک تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جتنی بھلائیوں کا وعدہ بھی کیا ہے وہ سب تمہیں حاصل ہوتی رہی ہیں، تمہارے رب نے تمہیں مصر سے بخیر وخیریت نکالا جبکہ تمہارے پاس

سمندر عبور کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، تمہیں فرعون کی غلامی سے نجات دی اور تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعون اور اس کے سرداروں کو سمندر میں غرق کر دیا، تمہارے لئے اس تپتی صحرا میں بادلوں کے سائے، خوراک اور پانی کے بارہ چشموں کا بندوبست فرمایا، کیا یہ سارے اچھے وعدے پورے نہیں ہوئے، اب اس نے تمہیں شریعت جیسی عظیم نعمت عطا کرنے کا جو وعدہ کیا تھا کیا تمہارے نزدیک وہ کسی خیر اور بھلائی کا وعدہ نہ تھا، کیا اللہ کا وعدہ پورا ہونے میں مدت دراز لگ گئی تھی یا پھر رب کے باغی بن کر عذاب کو دعوت دینا چاہتے تھے اور جو وعدہ تم نے مجھ سے کیا تھا کہ جب تک میں کوہ طور سے واپس نہ آجاؤں تم اللہ کی اطاعت اور اس کی عبادت پر قائم رہو گے اس کی بھی تم نے خلاف ورزی کی ہے اور بڑی ہی بری حرکت کی ہے ، تم لوگ چند دن بھی صبر نہیں کر سکتے تھے کہ میری واپسی کا انتظار ہی کر لیتے اور دیکھتے کہ رب نے تمہیں کیا ہدایت دی ہے، قوم کے لوگوں فرسودہ عذر کرتے ہوئے کہا کہ اے موسیٰ! ہم نے اپنے اختیار سے کچھ نہیں کیا ہے بلکہ یہ غلطی ہم سے اضطراری طور پر سرزد ہوگئی، اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم نے بہتر سمجھا کہ (فرعونیوں سے مستعار لئے ہوئے) زیورات ایک گڑھے میں پھینک دیں پھر سامری نے ان زیورات کو اٹھالیا اور انہیں پگھلا کر ایک بچھڑا بنا ڈالا جس میں ہوا کے اندر اور باہر آنے جانے سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا وَاللَّهِ مَا كَانَ خُوَارُهُ إِلَّا أَنْ يَدْخُلَ الريح في دبره فيخرج فِيهِ، فَيُسْمَعَ لَهُ صَوْتٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کی قسم! اس کی آواز کی بھی حقیقت یہ ہے کہ جب ہوا اس کے دبر سے داخل ہو کر منہ سے خارج ہوتی تو ایک آواز سی پیدا ہو جاتی تھی۔[1]

اس آواز سے بنی اسرائیل بہکاوے میں آگئے اور چند لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ موسیٰ اللہ سے ملنے طور پر گئے ہیں جبکہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے، موسیٰ تو بھول گئے، اللہ تعالیٰ نے حماقت بیان فرمائی کیا وہ دیکھتے نہ تھے کہ سونے کا وہ بے جان بچھڑا ان کی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ہی دنیا و آخرت میں نفع و نقصان کا کچھ اختیار رکھتا ہے جبکہ معبود تو وہی ہو سکتا ہے جو فریاد سننے اور نفع و نقصان پہنچانے اور حاجت روائی پر قدرت رکھتا ہو۔

وَ لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ

اور ہارون (علیہ السلام) نے اس سے پہلے ہی ان سے کہہ دیا تھا اے میری قوم والو! اس بچھڑے سے صرف تمہاری آزمائش کی

وَ اِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَ اَطِيْعُوْۤا اَمْرِيْ ۝۹۰

گئی ہے، تمہارا حقیقی پروردگار تو اللہ رحمٰن ہی ہے، پس تم سب میری تابعداری کرو اور میری بات مانتے چلے جاؤ،

قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝۹۱

انہوں نے جواب دیا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کی واپسی تک تو ہم اسی کے مجاور بنے بیٹھے رہیں گے،

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۳۱۱/۵، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۵۶۸/۵

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۙ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ

موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے اے ہارون! انہیں گمراہ ہوتا ہوا دیکھتے ہوئے تجھے کس چیز نے روکا تھا کہ تو میرے پیچھے نہ آیا کیا

اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ

تو بھی میرے فرمان کا نافرمان بن بیٹھا، ہارون (علیہ السلام) نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی! میری داڑھی نہ پکڑ

وَ لَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور سر کے بال نہ کھینچ، مجھے تو صرف یہ خیال دامن گیر ہوا کہ کہیں آپ یہ (نہ) فرمائیں کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا

وَ لَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ (طہٰ ۹۰ تا ۹۴)

اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔

موسیٰ علیہ السلام کے آنے سے پہلے ہی ہارون علیہ السلام نے ان کو ہر چند سمجھایا بجھایا کہ لوگو! سامری نے سونے کو پگھلا کر جو بچھڑا ڈھالا ہے اس کی وجہ سے تم آزمائش میں پڑ گئے ہو تمہارا رب تو رحمٰن ہے جس کی طرف سے تمام نعمتوں کا فیضان جاری ہے، لہٰذا اس کے سامنے جھکو اور اس بچھڑے کی پرستش چھوڑ کر تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو، مگر وہ لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے اور ہارون علیہ السلام کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور کہا جب تک موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس نہ آ جائے ہم تو اسی کی عبادت و تعظیم میں لگے رہیں گے، قوم کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر مجبوراً ہارون علیہ السلام خاموش ہو گئے، قوم کو ڈانٹنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام پھر اپنے حقیقی بھائی ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ملامت کرتے ہوئے کہا اے ہارون! جب تم نے انہیں بچھڑے کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا تو کس چیز نے تمہیں روکا تھا کہ میرے طریقے پر عمل نہ کرو یا میرے پیچھے آ کر مجھے اس کی اطلاع نہ دو، میں تمہیں اپنی جانشینی سونپ کر گیا تھا مگر تم نے نیابت کا صحیح حق ادا نہیں کیا، جیسے فرمایا

وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ [1]

ترجمہ: موسیٰ نے چلتے ہوئے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے پیچھے تم میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ٹھیک کام کرتے رہنا اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کے طریقے پر نہ چلنا۔

ہارون علیہ السلام نے رقت قلبی سے جواب دیا اے میری ماں کے بیٹے! میری داڑھی نہ پکڑ نہ میرے سر کے بال کھینچ، میں نے ہر ممکن کوشش سے ان کو اس راہ سے روکنے کی کوشش کی اور کوئی کوتاہی نہیں برتی لیکن مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں واپس آ کر تو مجھے یہ نہ کہے کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق ڈال دی اور میرے آنے کا انتظار کیوں نہ کیا۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ

موسیٰ (علیہ السلام) نے پوچھا سامری تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے وہ چیز دکھائی دی جو انہیں دکھائی نہیں دی،

[1] الاعراف ۱۴۲

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾

تو میں نے فرستادہ الٰہی کے نقش قدم سے ایک مٹھی بھر لی اسے اس میں ڈال دیا اسی طرح میرے دل نے یہ بات میرے لیے بھلی

قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا

بنا دی، کہا اچھا جا دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہی ہے کہ تو کہتا رہے کہ مجھے نہ چھونا اور ایک اور بھی وعدہ تیرے ساتھ ہے جو

لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ

تجھ سے ہرگز نہیں ٹلے گا، اور اب تو اپنے اس معبود کو بھی دیکھ لینا جس کا اعتکاف کئے ہوئے تھا کہ ہم اسے جلا کر دریا میں

فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ

ریزہ ریزہ اڑا دیں گے، اصل بات یہی ہے کہ تم سب کا معبود برحق صرف اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں،

وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ (طٰہٰ ۹۵ تا ۹۸)

اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی ہے۔

انجام سامری:

اب موسیٰ اصل مجرم سامری جو ایک مکار اور فتنہ پرداز شخص تھا کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا تو نے کیا کیا تھا اس نے جواب دیا کہ میں نے اللہ کے فرستادہ (جبرائیل علیہ السلام) کو گزرتے ہوئے دیکھا جو ان لوگوں کو نظر نہ آئے، میں نے اس کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے خاک کی ایک مٹھی اٹھالی اور سنبھال کار کھ لی،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ، قَالَ: مِنْ تَحْتِ حَافِرِ فَرَسِ

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں آیت ” پس میں نے رسول کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی۔ “ کا مطلب یہ ہے میں نے جبریل کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹی کی ایک مٹھی بھر لی۔ [۱]

اس مٹی کو میں نے پگھلے ہوئے زیورات میں ڈال دیا تو اس سے ایک قسم کی آواز آنی شروع ہوگئی جو ان کے فتنے کا باعث بن گئی، میرے نفس نے مجھے ایسا ہی سمجھایا اور میں نے اس کے مطابق کام کیا، مگر موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے گھڑے ہوئے اس پرفریب افسانے کو اس کے منہ پر دے مارا اور اسے بددعا دی مجھ سے دور ہو جا، اس دنیا کی زندگی میں تو اپنی زبان سے خود ہی سے لوگوں کو مطلع کرتا رہے گا کہ میں اچھوت ہوں مجھے ہاتھ نہ لگانا مجھ سے دور رہو مجھے نہ چھونا اور آخرت کا عذاب تیرے حیلہ وفن اور مکر و فریب کے مطابق اس دنیا کی سزا کے علاوہ ہوگا جو تجھے بھگتنا پڑے گا، چنانچہ موسیٰ کی بددعا سے زندگی بھر کے لئے معاشرے سے اس کے تعلقات ٹوٹ گئے اور وہ اچھوت بن کر رہ گیا چنانچہ

---

[۱] تفسیر طبری ۱۶؍۱۵۰

اسے چھوتے ہی چھونے والا اور سامری دونوں بخار میں مبتلا ہو جاتے، اس لئے جب سامری کسی انسان کو دیکھتا تو فوراً چیخ اٹھتا اور کہتا مجھے نہ چھونا تاکہ وہ بخار کے عذاب سے بچ جائے، پھر یہ انسانوں کی بستی سے نکل کر جنگل میں چلا گیا اور جانوروں کے ساتھ زندگی گزار کر مر کھپ گیا اور یوں عبرت کا نمونہ بنا رہا اور اے سامری! اب تو اپنے اس الٰہ کی بے بسی و لاچاری بھی دیکھ لے گا جس کی تو تعظیم و عبادت کرتا تھا، جس کی محبت تیرے دل میں رچ بس گئی تھی کہ ہم اس کا کیا حشر کرتے ہیں ہم شرک کے اس آثار کو تیز آگ میں جلا ڈالیں گے اور اس کا نام و نشان تک مٹا دینے کے لئے اس کا ریزہ ریزہ دریا میں بہا دیں گے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے اس کو تلف کر دیا، پھر آپ علیہ السلام اپنی قوم سے مخاطب ہو کر بولے اے میری قوم کے لوگو! یاد رکھو تمہارا الٰہ تو بس ایک اللہ ہے جس کا کوئی ہمسر اور شریک نہیں، نہ اسے کسی نے جنا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے اس کی بیوی یا اولاد نہیں وہ ان ضروریات سے مبرا ہے، چنانچہ صرف اسی کے ساتھ محبت کی جائے، اسی پر امیدیں رکھی جائیں، اپنی مشکلات و پریشانیوں اور دکھ درد میں اسی کو پکارا جائے، وہی مشکل کشا، حاجت روا، روزی رساں اور نفع و نقصان کا مالک ہے، صرف وہی تمام تکالیف، پریشانیوں اور مشکلات کو دور کر دینے کی قدرت رکھتا ہے، اور وہ اپنے عرش پر بیٹھا کائنات کا کاروبار چلا رہا ہے اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے، جیسے فرمایا

...وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۱۲ [1]

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَ قَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝۹۹

اس طرح ہم تیرے سامنے پہلے کی گزری ہوئی وارداتیں بیان فرما رہے ہیں اور یقیناً ہم تجھے اپنے پاس سے نصیحت عطا فرما چکے ہیں،

مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝۱۰۰ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ

اس سے جو منہ پھیر لے گا وہ یقیناً قیامت کے دن اپنا بھاری بوجھ لادے ہوئے ہوگا جس میں ہمیشہ ہی رہے گا،

وَ سَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝۱۰۱ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ

اور ان کے لیے قیامت کے دن (بڑا) برا بوجھ ہے، جس دن صور پھونکا جائے گا اور گنہ گاروں کو ہم اس دن (دہشت کی وجہ

يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝۱۰۲ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝۱۰۳

سے) نیلی پیلی آنکھوں کے ساتھ گھیر لائیں گے، وہ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے کہ ہم تو (دنیا میں) صرف دس دن

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً

ہی رہے، جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی حقیقت سے ہم باخبر ہیں، ان میں سب سے زیادہ اچھی راہ والا کہہ رہا ہوگا

---

[1] الطلاق ۱۲

اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا يَوۡمًا ۝۱۰۴ (طٰہٰ ۹۹ تا ۱۰۴)

کہ تم صرف ایک ہی دن رہے۔

اے محمد ﷺ! جس طرح ہم نے صدیوں پہلے فرعون اور موسیٰ کا قصہ بیان کیا ہے اس طرح آپ کو باخبر کرنے کے لئے سابقہ انبیاء کے عبرت انگیز حالات وواقعات بھی بیان کر رہے ہیں تا کہ آپ عبرت کے ان پہلوؤں کو لوگوں کے سامنے حق الیقین کے ساتھ نمایاں کریں تا کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈریں اور سیدھی راہ اختیار کریں، اور ہم نے عظیم نوازش کے طور پر تمہیں قرآن کریم عطا کیا ہے تا کہ لوگ اس سے نجات وسعادت کا راستہ اختیار کریں اور جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا، اس پر ایمان نہیں لائے گا اور اس کی ہدایات اور فرامین سے پہلوتہی کرے گا اس کا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی اور برائیوں سے پر ہو گا، اور ایسے سب لوگ جن کا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی اور گناہوں سے بھرا ہوا ہو گا ہمیشہ ہمیشہ عذاب جہنم میں مبتلا رہیں گے، جیسے فرمایا

...وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ مِنَ الۡاَحۡزَابِ فَالنَّارُ مَوۡعِدُهٗ... ۝۱۷ (۱)

ترجمہ: اور انسانی گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کے لیے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے۔

جس سے وہ نہ بچ سکیں گے اور نہ ہی بھاگ سکیں گے، جیسے فرمایا

كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا ۗ وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ۝۲۲ (۲)

ترجمہ: جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ۔

وَاَمَّا الَّذِيۡنَ فَسَقُوۡا فَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَاۤ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا وَقِيۡلَ لَهُمۡ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ ۝۲۰ (۳)

ترجمہ: اور جنہوں نے فسق اختیار کیا ہے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، جب کبھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں دھکیل دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو اب آگ کے عذاب کا مزا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

اور قیامت کے دن ان کے لئے (اس جرم کی ذمہ داری کا بوجھ) بڑا تکلیف دہ بوجھ ہو گا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ القَرْنِ قَدِ التَقَمَ القَرْنَ وَاسْتَمَعَ الإِذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صاحب قرن یعنی اسرافیل علیہ السلام قرن کو منہ سے لگائے کھڑا ہے اور کان لگائے ہوئے ہے کہ کب رب اسے پھونکنے حکم دے اور وہ اس میں پھونک مار دے۔ (۴)

---

(۱) ھود ۱۷

(۲) الحج ۲۲

(۳) السجدۃ ۲۰

(۴) جامع ترمذی ابواب صفة القیمة بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الصُّورِ ۲۴۳۱، وکتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الزُّمَرِ ۳۲۴۳،

صور کی آواز کے ساتھ ہی سب متنفس اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر کی طرف دوڑنے لگیں گے اس وقت مجرموں کے دیدے شدت ہول اور دہشت سے پتھرائے ہوئے ہوں گے، میدان محشر کی طرف دوڑتے ہوئے مجرم اپنی لمبی دینوی زندگی کو جسے انہوں نے عیش وآرام اور لہو ولعب میں گنوادیا تھا اور برزخی زندگی کو جسے وہ ناممکن سمجھتے تھے دونوں ہی کو بہت قلیل سمجھیں گے اور اندازہ لگا کر آپس میں سرگوشیاں کریں گے کہ دنیا میں مشکل ہی سے تم نے کوئی دس دن گزارے ہوں گے، ایک مقام پر فرمایا

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ ①

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پوچھے گا بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے؟ وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھیرے ہیں شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ ②

ترجمہ: اور جب وہ ساعت برپا ہوگی تو مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں ٹھیرے ہیں اسی طرح وہ دنیا کی زندگی میں دھوکا کھایا کرتے تھے مگر جو علم اور ایمان سے بہرہ مند کیے گئے تھے وہ کہیں گے کہ خدا کے نوشتے میں تو تم روز حشر تک پڑے رہے ہو، سو یہ وہی روز حشر ہے لیکن تم جانتے نہ تھے۔

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ ③

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے؟ وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھیرے ہیں شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے، ارشاد ہوگا تھوڑی ہی دیر ٹھیرے ہو نا کاش! تم نے یہ اس وقت جانا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ کیا اندازے لگا رہے ہوں گے اور کیا باتیں کر رہے ہوں گے، اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس وقت ان میں سے جو زیادہ سے زیادہ عاقل اور محتاط اندازہ لگانے والا ہوگا وہ کہے گا کہ نہیں، تمہاری دنیا کی زندگی بس ایک دن کی زندگی تھی۔ الغرض کفار کو دنیا کی زندگی مختصر اور ایک خواب کی طرح معلوم ہوگی۔

مسند احمد ۳۰۰۸، شعب الایمان ۳۴۶، شرح السنة للبغوی ۴۲۹۸

① المومنون ۱۱۳،۱۱۲

② الروم ۵۶،۵۵

③ المومنون ۱۱۲تا۱۱۴

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾

وہ آپ سے پہاڑوں کی نسبت سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ

اور زمین کو بالکل ہموار صاف میدان کر کے چھوڑے گا جس میں تو نہ کہیں موڑ توڑ دیکھے گا نہ اونچ نیچ، جس دن لوگ

يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ

پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے جس میں کوئی کجی نہ ہوگی اور اللہ رحمٰن کے سامنے تمام آوازیں پست ہو جائیں گی سوائے

فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ

کھسر پھسر کے تجھے کچھ بھی سنائی نہ دے گا،اس دن سفارش کچھ کام نہ آئے گی مگر جسے رحمٰن حکم دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے،

قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ (طٰہٰ ۱۰۵تا۱۱۰)

جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

یہ لوگ قیامت کو ناممکن سمجھتے ہوئے بطور استہزا تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ فلک بوس پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ میرا رب انہیں زمین سے اکھاڑ پھینکے گا اور یہ ہوا میں دھنکی ہوئی روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے اور وہ آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور پھر دھول بن کر زمین پر پھیل جائیں گے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ﴿۵﴾ (۱)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ (۲)

ترجمہ: جب وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا تو کوئی اس کے وقوع کو جھٹلانے والا نہ ہو گا وہ تہ وبالا کر دینے والی آفت ہو گی، زمین اس وقت یکبارگی ہلا ڈالی جائے گی، اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے کہ پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ... ﴿۸۸﴾ (۳)

ترجمہ: آج تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خوب جمے ہوئے ہیں مگر اس وقت یہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔

---

(۱) القارعہ ۵

(۲) الواقعۃ ۱تا۶

(۳) النمل ۸۸

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۙ ﴿٤٧﴾ (۱)

ترجمہ: فکر اس دن کی ہونی چاہیے جب کہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو بالکل برہنہ پاؤ گے۔

وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾ (۲)

ترجمہ: اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿٦﴾ (۳)

ترجمہ: زمین اس وقت ایک بارگی ہلا ڈالی جائے گی، اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے کہ پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ ﴿٩﴾ (۴)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون جیسے ہو جائیں گے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿١٤﴾ (۵)

ترجمہ: یہ اس دن ہوگا جب زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہو جائے گا جیسے ریت کے ڈھیر جو بکھرے جا رہے ہیں۔

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ ﴿١٠﴾ (۶)

ترجمہ: اور پہاڑ دھنک ڈالے جائیں گے۔

وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿٢٠﴾ (۷)

ترجمہ: اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۭ ﴿٥﴾ (۸)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

ساری گہری وادیوں، دریاؤں اور سمندروں اور اونچی نیچی جگہیں کو پاٹ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں دیکھنے والے کو کوئی نشیب و فراز نظر نہیں آئے گا اور زمین کی اسی نئی شکل پر حشر قائم ہوگا، جیسے فرمایا

---

(۱) الکہف ۴۷

(۲) الطور ۱۰

(۳) الواقعۃ ۴ تا ۶

(۴) المعارج ۹

(۵) المزمل ۱۴

(۶) المرسلات ۱۰

(۷) النبا ۲۰

(۸) القارعہ ۵

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ... ﴿۴۸﴾ [۱]

ترجمہ: وہ دن جبکہ زمین بدل کر کچھ سے کچھ کر دی جائے گی۔

اور دوسرے صور کی آواز کے ساتھ ہی سب لوگ اپنی قبروں سے نکل کر پکارنے والے کی پکار پر سیدھے دوڑتے چلے آئیں گے اور کسی طرف التفات نہیں کریں گے، جیسے فرمایا

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ... ﴿۸﴾ [۲]

ترجمہ: پکارنے والے کی طرف دوڑے جا رہے ہوں گے۔

اور میدان محشر میں آوازیں رحمان کے آگے دب جائیں گی اور اس پر ہیبت سماں میں سوائے قدموں کی چاپ یا کھسر پھسر کے کچھ سنائی نہ دے گا، سب لوگ نظریں نیچی کیے، گھٹنوں کے بل گرے رب رحمٰن کے فیصلے کے منتظر ہوں گے، کسی کو معلوم نہیں ہو گا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے، ہر شخص اپنے ماں باپ، بھائی بہن، بیوی، اولاد اور دوست احباب کو بھول کر صرف اپنے معاملے میں مشغول ہو گا، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَىِٕذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ [۳]

ترجمہ: اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔

اس روز بادشاہی صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہو گی۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ... ﴿۲۶﴾ [۴]

ترجمہ: اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہو گی۔

کسی کو دم مارنے کی جرات نہ ہو گی کجا کہ کوئی سفارش کے لئے بطور خود زبان کھول سکے، جیسے فرمایا

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ﴿۲۵۵﴾ [۵]

ترجمہ: کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش کر سکے۔

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ... ﴿۱۰۵﴾ [۶]

[۱] ابراہیم ۴۸

[۲] القمر ۸

[۳] عبس ۳۴تا۳۷

[۴] الفرقان ۲۶

[۵] البقرۃ ۲۵۵

[۶] ھود ۱۰۵

ترجمہ: جب وہ دن آئے گا تو کسی کو بات کرنے کی مجال نہ ہوگی الایہ کہ اللہ کی اجازت سے کچھ عرض کرے۔

وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى ۝۲۶ ⁽¹⁾

ترجمہ: آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں ان کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لئے وہ کوئی عرضداشت سننا چاہے۔

۔۔۔وَ لَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى ۔۔۔ ۝۲۸ ⁽²⁾

ترجمہ: وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو۔

وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۔۔۔ ۝۲۳ ⁽³⁾

ترجمہ: اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہوسکتی بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ صَفًّا ۙۗ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ۝۳۸ ⁽⁴⁾

ترجمہ: جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمان اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَيَقُولُونَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا۔۔۔فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، ثُمَّ يُقَالُ لِي: ارْفَعْ رَأْسَكَ: سَلْ تُعْطَهْ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِي، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، ثُمَّ أُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ، وَأُدْخِلُهُمُ الجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُودُ فَأَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ، أَوِ الرَّابِعَةِ، حَتَّى مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ القُرْآنُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا اس وقت لوگ کہیں گے کہ اگر ہم اپنے رب کے حضور میں کسی کی شفاعت لے جائیں تو نفع بخش ثابت ہوسکتی ہے، ممکن ہے ہم اپنی اس حالت سے نجات پاجائیں۔۔۔لوگ تمام انبیاء سے مایوس ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے، فرمایا اس وقت میں اپنے رب سے (شفاعت کی) اجازت چاہوں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا پھر قادر مطلق فرمائے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھاؤ مانگو تمہاری بات سنی جائے گی، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، میں اپنے رب کی اس وقت ایسی حمد و بیان کروں گا کہ جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا پھر شفاعت کروں گا اور میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا اور اسی طرح سجدہ میں گر جاؤں گا، تیسری یا چوتھی مرتبہ جہنم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے (یعنی جن کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر قرآن میں صراحت

---

(1) النجم ۲۶

(2) الانبیاء ۲۸

(3) سبا ۲۳

(4) النبا ۳۸

کے ساتھ ہے)۔[1]

کیونکہ اللہ کے سوا کسی کو بھی کسی کے جرائم کی نوعیت و کیفیت کی بابت پورا علم نہیں ہے جبکہ اللہ علام الغیوب ہے اور وہ لوگوں کے پچھلے کارناموں اور کرتوتوں کا حال جانتا ہے اس لئے اس بات کا فیصلہ بھی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کون کون لوگ فرشتوں، انبیاء وصالحین کی سفارش کے مستحق ہیں۔

وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾

تمام چہرے اس زندہ اور قائم دائم اور مدبر اللہ کے سامنے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے ہوں گے، یقیناً وہ برباد ہوا جس نے ظلم لاد لیا

وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّ لَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾

اور جو نیک اعمال کرے اور ایمان والا بھی ہو تو نہ اسے بے انصافی کا کھٹکا ہوگا نہ حق تلفی کا،

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّ صَرَّفْنَا فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ

اسی طرح ہم نے تجھ پر عربی میں قرآن نازل فرمایا ہے اور طرح طرح سے اس میں ڈر کا بیان سنایا ہے تاکہ لوگ پرہیزگار

اَوْ یُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ

بن جائیں یا ان کے دل میں سوچ سمجھ تو پیدا کرے، پس اللہ عالی شان والا سچا اور حقیقی بادشاہ ہے، تو قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کر

اَنْ یُّقْضٰۤى اِلَیْكَ وَحْیُهٗ ۫ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ (طہ ۱۱۱تا۱۱۴)

اس سے پہلے کہ تیری طرف جو وحی کی جاتی ہے وہ پوری کی جائے، ہاں یہ دعا کر کہ پروردگار میرا علم بڑھا۔

ابھی تو لوگ اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں سر جھکانے کے بجائے مزاروں اور درگاہوں پر سر جھکانا پسند کرتے ہیں مگر میدان محشر میں لوگوں کے سر کمال عاجزی کے ساتھ اس زندہ اور قائم دائم مدبر کے آگے جھک جائیں گے، اس روز جس شخص نے اللہ کی ذات وصفات اور اعمال میں کسی کو شریک کر کے ظلم عظیم کیا ہوگا، یا حقوق العباد کا مرتکب ہو کر کسی پر ظلم کیا ہوگا یا دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں مست رہ کر خود پر ظلم کیا ہوگا وہ کامیابی کا منہ نہ دیکھے گا یعنی جہنم میں داخل ہوگا، اس لئے کہ اس روز اللہ تعالیٰ مکمل انصاف فرمائے گا اور ہر صاحب حق کو اس کا حق دلائے گا حتی کہ ایک سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی بکری پر ظلم کیا ہوگا تو اس کا بھی بدلہ دلایا جائے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الْقَرْنَاءِ نَطَحَتْهَا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّار ۶۵۶۵،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا ۴۷۵، مسند احمد ۱۳۵۶۲،السنن الکبری للنسائی ۱۱۳۶۹، مسند ابی یعلی۳۰۶۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن حقداروں کے حق ادا کرو گے یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا۔ (۱)

عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُقْبِلُ الْجَبَّارُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَثْنِي رِجْلَهُ عَلَى الْجِسْرِ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي، لَا يُجَاوِزُنِي الْيَوْمَ ظُلْمُ ظَالِمٍ، فَيَنْصِفُ الْخَلْقَ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ حَتَّى إِنَّهُ لَيَنْصِفُ الشَّاةَ الْجَمَّاءَ، مِنَ الْعَضْبَاءِ بِنَطْحَةٍ نَطَحَهَا

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم، کسی ظالم کے ظلم کو میں اپنے سامنے گزرنے نہ دوں گا پھر وہ لوگوں کو ایک دوسرے سے پورا پورا حق دلوائے گا یہاں تک کہ بغیر سینگوں والی بکری کا بھی سینگوں والی بکری سے اسے سینگ مارنے کا بدلہ دلوائے گا۔ (۲)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کی تاریکیوں میں سے تاریکیاں ہیں اور تم بخیلی سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو بخیلی نے تباہ کیا بخیلی کی وجہ سے (مال کی طمع ہوئی) جس کی وجہ سے انہوں نے خون کیے اور حرام کو حلال کیا۔ (۳)

اور اللہ واحد لاشریک کی ذات وصفات اور اعمال میں کسی کو شریک کرنا ظلم عظیم ہے اور ناقابل معافی بھی، جیسے فرمایا

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳ (۴)

ترجمہ: یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اور وہ شخص جو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں نیک عمل کرے گا اس کے ساتھ کسی طرح کا ظلم اور حق تلفی نہیں کی جائے گی، یعنی نہ اس پر دوسروں کے گناہوں کا بوجھ ڈالا جائے گا اور نہ نیکیوں کا اجر کم دیا جائے گا، اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے خاص اپنے ہاں سے عربی زبان میں جو قرآن تمہیں عطا فرمایا ہے، وہ وسیع مضامین، پاکیزہ تعلیمات اور عمدہ نصائح سے لبریز ہے اور ہم نے اس

---

(۱) ۔صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۸۰، جامع ترمذی ابواب القیامة بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ ۲۴۲۰،مسند احمد۷۹۹۶،السنن الکبری للبیہقی ۱۱۵۰۵،مسندابی یعلی ۶۵۱۳،شرح السنة للبغوی ۴۱۶۴

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۴۲۱،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۸۴۱۴

(۳) صحیح مسلم کتاب البر والصلة بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۶، مسنداحمد ۱۴۴۶۱، مستدرک حاکم ۲۶،شعب الایمان ۱۰۳۳۸،السنن الکبری للبیہقی ۱۱۵۰۱، شرح السنة للبغوی ۴۱۶۱

(۴) لقمان ۱۳

میں لوگوں کو اسماء، تباہ شدہ قوموں کے عبرت ناک واقعات، کبھی گناہوں کے آثار اور ان سے پیدا ہونے والے عیوب کو بیان کر کے، کبھی قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے دل کو ہلا دینے والے مناظر کو بیان کر کے اور کبھی جہنم کے مناظر اور اس میں دیئے جانے والے مختلف انواع کے عذاب اور عقوبتوں کا ذکر کر کے تنبیہات کی ہیں شاید کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور گناہوں اور فواحش کے ارتکاب سے باز آجائیں یا غفلت سے چونکیں اور تباہ شدہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کر کے ان کے اندر تقویٰ اور اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے، کلام کا خاتمہ کرتے ہوئے فرمایا پس اللہ تعالیٰ ہر نقص اور ہر کمزوری سے پاک، بلند اور جلیل تر ہے، جس کا وصف حاکمیت ہے اور تمام مخلوق اس کی مملوک ہے، شروع شروع میں جب رسول اللہ ﷺ کو وحی اخذ کرنے کی عادت نہ پڑی تھی، اس لئے وحی کو یاد رکھنے کے لئے آپ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ جلدی جلدی الفاظ دہرانے کی کوشش کرتے تھے جس سے کلام میں خلل واقع ہوتا تھا اور وحی پر بھی پوری توجہ مرکوز نہ رہتی تھی اس لئے پہلی مرتبہ جب آپ ﷺ نے سورۂ قیامہ میں ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کلام کو توڑ کر فرمایا

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ [1]

ترجمہ: اسے یاد کرنے کی جلدی میں اپنی زبان کو بار بار حرکت نہ دو، اسے یاد کرا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے، لہذا جب ہم اسے سنا رہے ہوں تو غور سے سنتے رہو، پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔

پھر دوسری مرتبہ سورۂ اعلیٰ میں آپ ﷺ نے ایسا کیا تو آپ کو تسلی اور اطمینان دلایا گیا کہ

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ﴿۶﴾ [2]

ترجمہ: ہم اسے پڑھوا دیں گے اور آپ بھولیں گے نہیں۔

اس سورۂ میں بھی آپ ﷺ سے یہی فعل سرزد ہوا تو فرمایا

...وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ... ﴿۱۱۴﴾ [3]

ترجمہ: دیکھو قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک کہ تمہاری طرف اس کی وحی تکمیل کو نہ پہنچ جائے۔

ان تین جگہوں کے بعد آپ پر یہ کیفیت بند ہوگئی،

چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت ”دیکھو قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک کہ تمہاری طرف اس کی وحی تکمیل کو نہ پہنچ جائے۔“ نازل ہوئی

فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللهُ

تو اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام آتے تو آپ ﷺ بخاموشی گردن جھکا کر سنتے اور ان کی روانگی کے بعد وہی الفاظ آپ حسب وعدہ الٰہی اپنے

---

[1] القیامۃ ۱۶ تا ۱۹

[2] الاعلیٰ ۶

[3] طٰہٰ ۱۱۴

اصحاب کو سنا دیا کرتے تھے۔ (۱)

کیونکہ علم بھلائی ہے اور بھلائی اللہ کی طرف سے ملتی ہے اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادتی علم کی دعا کرتے رہو کہ اے پروردگار! مجھے مزید قرآن وحدیث کا علم عطا کر۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:اللَّهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْمًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے ” اے اللہ! جو علم آپ نے مجھے عطا فرمایا اس سے نفع بھی دیجئے اور مجھے ایسے علوم سے نواز دیجئے جو میرے لئے نافع اور مفید ہوں اور میرے علم میں خوب اضافہ فرما دیجئے اور ہر حال میں تمام تعریفیں آپ ہی کے لیے ہیں۔“ (۲)

ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں

وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ

میں اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

وَ لَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾

ہم نے آدم کو پہلے ہی تاکیدی حکم دے دیا تھا لیکن وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں کوئی عزم نہیں پایا،

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے کیا، اس نے صاف انکار کر دیا

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾

تو ہم نے کہا اے آدم! یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے (خیال رکھنا) ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے کہ تو

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا

مصیبت میں پڑ جائے یہاں تو تجھے یہ آرام ہے کہ نہ تو بھوکا ہوتا ہے نہ ننگا اور نہ تو یہاں پیاسا ہوتا ہے

وَ لَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ (طہ ۱۱۵ تا ۱۱۹)

نہ دھوپ سے تکلیف اٹھاتا ہے۔

(۱) صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ۵، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ الِاسْتِمَاعِ لِلْقِرَاءَةِ ۱۰۰۴، شرح السنۃ للبغوی ۳۷۳۲

(۲) سنن ابن ماجه بَابُ الِانْتِفَاعِ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِهِ ۲۵۱، وکتاب الدعاء بَابُ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۸۳۳، شعب الایمان ۴۰۶۶

ہم نے اس سے پہلے آدم کو ایک حکم دیا تھا کہ اس درخت کا پھل نہ کھانا۔

وَقُلۡنَا يٰۤاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ الۡجَـنَّةَ وَكُلَا مِنۡهَا رَغَدًا حَيۡثُ شِئۡتُمَا وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۳۵﴾ (۱)

ترجمہ: پھر ہم نے آدم سے کہا کہ تم اور تمہاری بیوی، دونوں جنت میں رہو اور یہاں بفراغت جو چاہو کھاؤ مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے۔

اور ابلیس سے ہوشیار و چوکنا رہنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، شیطان آدم علیہ السلام کے پاس ایک ناصح کی صورت میں آیا اور حیلہ سازی کے ساتھ آدم علیہ السلام سے بات چیت کی، اور یہ اچھی طرح جاننے کے باوجود کہ شیطان ان کا دشمن ہے وہ ابلیس کے فریب میں آ کر اللہ کی دی ہوئی تنبیہ اور فہمائش کو بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہ پایا، یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے آدم علیہ السلام کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تخلیق کر کے اور اس میں اپنی طرف سے کچھ پھونک کر فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ اکرام و تعظیم کے لئے آدم کو سجدہ کرو، سب فرشتے تو تعمیل حکم میں بغیر چوں و چرا سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس نے اپنی بڑائی کے غرور میں اللہ کا حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے میں اس سے بہتر ہوں، جیسے فرمایا

...قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ‌ ۚ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ﴿۱۲﴾ (۲)

ترجمہ: بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُسے مٹی سے۔

...قَالَ ءَاَسۡجُدُ لِمَنۡ خَلَقۡتَ طِيۡنًا‌ ۚ ﴿۶۱﴾ (۳)

ترجمہ: اس نے کہا کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے۔

حکم عدولی اور تکبر کے جرم میں اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو قیامت تک کے لئے دھتکار دیا اور آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل فرما کر ہدایت کی کہ دیکھو یہ شیطان تمہارا اور تمہاری بیوی کا کھلا دشمن ہے اگر تم نے حکم کی خلاف ورزی کی تو جنت کی راحتوں اور آسائشوں سے محروم کر دیے جاؤ گے، یہاں تو تمہارے لئے سرکاری طور پر ابتدائی ضروریات کی چیزیں پاکیزہ غذا، صاف شفاف ٹھنڈا پانی، حریری لباس اور رہائش کا انتظام کر دیا گیا ہے اور تم یہاں آرام و سکون سے رہ رہے ہو۔

فَوَسۡوَسَ اِلَيۡهِ الشَّيۡطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلۡ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ وَمُلۡكٍ لَّا يَبۡلٰى ﴿۱۲۰﴾

لیکن شیطان نے اسے وسوسہ ڈالا کہنے لگا کہ کیا میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور بادشاہت بتلاؤں کہ جو کبھی پرانی نہ ہو،

فَاَكَلَا مِنۡهَا فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَـنَّةِ‌

چنانچہ ان دونوں نے اس درخت سے کچھ کھالیا پس ان کے ستر کھل گئے اور بہشت کے پتے اپنے اوپر ٹانکنے لگے،

(۱) البقرة ۳۵
(۲) الاعراف ۱۲
(۳) بنی اسرائیل ۶۱

وَ عَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ۪ۖ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَ هَدٰی ﴿۱۲۲﴾

آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس بہک گیا، پھر اس کے رب نے نوازا اس کی توبہ قبول کی اور اس کی راہنمائی کی،

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِیْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًی ۬ۙ

فرمایا تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو، اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشْقٰی ﴿۱۲۳﴾ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ

پہنچے تو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ بہکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا، اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا

مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ

اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا کہ الٰہی! مجھے تو نے اندھا بنا کر

اَعْمٰی وَ قَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ

کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا، (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہیے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا

وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ﴿۱۲۶﴾ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ

تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے، ہم ایسا ہی بدلہ ہر اس شخص کو دیا کرتے ہیں جو حد سے گزر جائے اور اپنے رب کی آیتوں پر

یُؤْمِنْۢ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰی ﴿۱۲۷﴾ (طٰہٰ ۱۲۰تا ۱۲۷)

ایمان نہ لائے اور بیشک آخرت کا عذاب نہایت ہی سخت اور باقی رہنے والا ہے۔

لیکن شیطان نے آدم علیہ السلام کو پر فریب باتوں سے پھسلایا کہنے لگا اے آدم! کیا میں تمہیں اس درخت کے بارے میں بتلاؤں جس سے ابدی زندگی اور ایسی بادشاہت حاصل ہو گی جو کبھی منقطع نہ ہو گی، ایک مقام پر شیطان کی گفتگو یوں بیان فرمائی۔

...وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ ﴿۲۰﴾ [1]

ترجمہ: اور اس نے کہا کہ تمہارے رب نے تم کو اس درخت سے صرف اس لئے روک دیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو۔

أَبَا هُرَيْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا وَهِيَ شَجَرَةُ الْخُلْدِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اگر سو سال تک بھی اس کے سائے میں چلتا رہے

---

[1] الاعراف ۲۰

تو وہ کبھی ختم نہ ہو اور یہ شجر خلد ہے۔ (۱)

جب شیطان نے نرمی اور حیلہ سازی کے ساتھ فرشتہ بننے، ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہونے کا لالچ دیا اور ساتھ ہی اس نے قسم بھی کھائی کہ وہ ان کا مخلص دوست ہے، جیسے فرمایا

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ (۲)

ترجمہ: اور اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔

تو فوری تحریص کے زیر اثر دونوں (میاں بیوی) شیطان کے بہکاوے میں آ گئے اور اس ممنوعہ درخت کا پھل کھا گئے، نافرمانی کا صدور ہوتے ہی فوراً ہی ان کے سرکاری حریری لباس اتر گئے اور ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور ستر پوشی کے لئے دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے، جیسے فرمایا

...فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ... ﴿۲۲﴾ (۳)

ترجمہ: آخر کار جب انہوں نے اس درخت کا مزا چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنّت کے پتّوں سے ڈھانکنے لگے۔

آدم نے ممنوعہ درخت کا پھل کھا کر اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہ راست سے بہک گیا، مگر اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی آدم علیہ السلام نے رب کی بارگاہ میں نادم ہو کر توبہ کی عرضداشت پیش کی۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ (۴)

ترجمہ: دونوں بول اُٹھے اے ربّ! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔

پھر اس کے رب نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اسے برگزیدہ کر کے راہ راست کی طرف رہنمائی بخشی، اور معیشت کا سرکاری انتظام ختم کر کے فرمایا تم دونوں فریق (یعنی انسان اور شیطان) یہاں سے نیچے زمین پر اتر جاو، تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اب اگر اللہ تعالیٰ تمہاری طرف کوئی رسول مبعوث فرمائے، اور تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے ان پر کتابیں نازل کرے تو جو کوئی رسول کی اطاعت کرے گا اور میری نازل کردہ کتاب کی اتباع کرے گا وہ شخص نہ دنیا میں بھٹکے گا نہ آخرت میں بدبختی میں مبتلا ہو گا اور جو میرے ذکر (درس ونصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہو گی، یعنی اس کی قبر کو تنگ کر کے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا، بعض نے اس سے مراد وہ قلق واضطراب، بے چینی اور بے کلی مراد لی ہے جس میں اللہ کی یاد سے غافل بڑے بڑے دولت مند مبتلا رہتے ہیں، جیسے فرمایا

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

---

(۱) مسند أبي داود الطيالسي ۲۶۷۰

(۲) الاعراف ۲۱

(۳) الاعراف ۲۲

(۴) الاعراف ۲۳

يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ (۲)

ترجمہ: اس بڑے عذاب سے پہلے ہم اسی دنیا میں (کسی نہ کسی چھوٹے) عذاب کا مزا انہیں چکھاتے رہیں گے شاید کہ یہ (اپنی باغیانہ روش سے) باز آجائیں۔

اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے، جیسے فرمایا

قَدْ جَاۗءَكُمْ بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ (۳)

ترجمہ: دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آگئی ہیں اب جو بینائی سے کام لے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا خود نقصان اٹھائے گا میں تم پر کوئی پاسبان نہیں ہوں۔

...وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ... ﴿۹۷﴾ (۴)

ترجمہ: ان لوگوں کو ہم قیامت کے روز اوندھے منہ کھینچ لائیں گے اندھے گونگے اور بہرے، ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

وہ شخص نہایت ذلت اور دل گرفتگی کے ساتھ عرض کرے گا پروردگار! دنیا میں تو میں بصیرت والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں اسی طرح تو ہماری آیات کو جبکہ وہ تیرے پاس آئی تھیں تو نے روگردانی کی تھی، اسی طرح آج بعینہ تیرے عمل کے مطابق تجھے عذاب میں چھوڑ دیا جائے گا، جیسے فرمایا

...فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَاۗءَ يَوْمِهِمْ ھٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ (۵)

ترجمہ: آج ہم بھی انہیں اسی طرح بھلا دیں گے جس طرح وہ اس دن کی ملاقات کو بھولے رہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔

اس طرح ہم حد سے تجاوز کرنے والے اور اپنے رب کی آیات نہ ماننے والے کو (دنیا میں) بدلہ دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب نہایت المناک اور دائمی ہے، جیسے فرمایا

---

(۱) البقرة۳۸،۳۹

(۲) السجدة۲۱

(۳) الانعام ۱۰۴

(۴) بنی اسرائیل۹۷

(۵) الاعراف۵۱

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ [1]

ترجمہ: ایسے لوگوں کے لیے دنیا کی زندگی ہی میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے، کوئی ایسا نہیں جو انہیں اللہ سے بچانے والا ہو۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی سزا آخرت کے عذابوں کے مقابلے میں بہت ہی ہلکی اور ناچیز ہے۔ [2]

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ

کیا ان کی رہبری اس بات نے بھی نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی بستیاں ہلاک کر دی ہیں جن کے رہنے سہنے کی جگہ

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

یہ چل پھر رہے ہیں، یقیناً اس میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں، اگر تیرے رب کی بات پہلے ہی سے

لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ (طہ ۱۲۹،۱۲۸)

مقرر شدہ اور وقت معین کردہ نہ ہوتا تو اسی وقت عذاب آچمٹتا۔

پھر کیا مکذبین اور مشرکین مکہ کو تاریخ کے اس سبق سے کوئی رہبری نہ ملی کہ ان سے پہلے کتنی ہی امتوں کو ہم ان کے کفر و شرک، مال و دولت ،حیثیت و مرتبہ اور جتھوں کے غرور و تکبر میں رسولوں کی تکذیب و استہزاء، اللہ کی نازل کردہ کتابوں سے روگردانی اور بداعمالیوں کے سبب عبرت کا نشان بنا چکے ہیں جن کی تباہ شدہ بستیوں کے آثار کو یہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور ان پر گزرتے رہتے ہیں؟ جیسے فرمایا

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ [3]

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو (ان تاریخی واقعات میں) کوئی ہدایت نہیں ملی کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کی جگہوں میں آج یہ چلتے پھرتے ہیں؟ اس میں بڑی نشانیاں ہیں، کیا یہ سنتے نہیں ہیں؟۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ [4]

---

[1] الرعد ۳۴

[2] صحیح مسلم کتاب اللعان بَابُ انْقِضَاءِ عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، وَغَيْرِهَا بِوَضْعِ الْحَمْلِ ۳۷۴۶، جامع ترمذی کتاب اللعان بَابُ مَا جَاءَ فِي اللِّعَانِ ۱۲۰۲،۳۱۷۸، سنن نسائی كِتَاب الطَّلَاقِ بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ عِنْدَ اللِّعَانِ ۳۵۰۳، مسند احمد ۴۶۹۳، مستدرک حاکم ۸۷۹۶، مسند ابی یعلی ۵۶۵۶

[3] السجدة ۲۶

[4] الحج ۴۶

ترجمہ: کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے اور ان کے کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

توجس کفروتکذیب اور ہٹ دھرمی کی روش پر دوسری امتوں کو نشان عبرت بنایا جاچکا ہے تو تمہیں کس چیز نے بے خوف کیا ہوا ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب نازل نہیں ہو گا، جیسے فرمایا

اَکُفَّارُکُمۡ خَیۡرٌ مِّنۡ اُولٰٓئِکُمۡ اَمۡ لَکُمۡ بَرَآءَۃٌ فِی الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ نَحۡنُ جَمِیۡعٌ مُّنۡتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ (۱)

ترجمہ: کیا تمہارے کفار کچھ ان لوگوں سے بہتر ہیں؟ یا آسمانی کتابوں میں تمہارے لئے کوئی معافی لکھی ہوئی ہے؟ یا ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ ہم ایک مضبوط جتھا ہیں اپنا بچاؤ کر لیں گے؟۔

اوران میں سے کوئی چیز بھی تم پر صادق نہیں آتی۔

درحقیقت ان عبرت ناک واقعات میں اہل عقل ودانش، عقل سلیم، فطرت مستقیم لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے لئے ہر قوم کے لئے مہلت کا ایک وقت مقرر نہ کر چکا ہوتا تو اللہ ان پر بھی عذاب مسلط کر چکا ہوتا اور یہ بھی عبرت کے نشان بن چکے ہوتے۔ جیسے فرمایا

۔۔۔وَلَوۡلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ۔۔۔ ﴿۴۵﴾ (۲)

ترجمہ: اگر تیرے رب نے پہلے ہی ایک بات طے نہ کر دی ہوتی تو ان اختلاف کرنے والوں کے درمیان فیصلہ چکا دیا جاتا۔

۔۔۔وَلَوۡلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی لَّقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ۔۔۔ ﴿۱۴﴾ (۳)

ترجمہ: اگر تیرا رب پہلے ہی یہ نہ فرما چکا ہوتا کہ ایک وقت مقرر تک فیصلہ ملتوی رکھا جائے گا تو ان کا قضیہ چکا دیا گیا ہوتا۔

فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَ قَبۡلَ غُرُوۡبِہَا ۚ

پس ان کی باتوں پر صبر کر اور اپنے پروردگار کی تسبیح اور تعریف بیان کرتا رہ، سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے،

وَ مِنۡ اٰنَآیِٔ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡ وَ اَطۡرَافَ النَّہَارِ لَعَلَّکَ تَرۡضٰی ﴿۱۳۰﴾ وَ لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡکَ

رات کے مختلف وقتوں میں بھی اور دن کے حصوں میں بھی تسبیح کرتا رہ، بہت ممکن ہے کہ تو راضی ہو جائے، اور اپنی نگاہیں ہرگز

اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡہُمۡ زَہۡرَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۬ۙ لِنَفۡتِنَہُمۡ فِیۡہِ ؕ

چیزوں کی طرف نہ دوڑانا جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو آرائش دنیا کی دے رکھی ہیں تاکہ انہیں اس میں آزمالیں،

---

(۱) القمر ۴۴،۴۳

(۲) حم السجدۃ ۴۵

(۳) الشوری ۱۴

وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ

تیرے رب کا دیا ہوا ہی (بہت) بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے، اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی

لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ (طٰہٰ ۱۳۰ تا ۱۳۲)

اس پر جمارہ، ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں، آخر میں بول بالا پرہیز گاری ہی کا ہے۔

پس اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! جو تلخ و ترش باتیں یہ مشرکین بناتے ہیں اس سے دل برداشتہ نہ ہو اور بے خوف و خطر اپنا فریضہ تبلیغ و تذکیر بجالاتے رہو، اور اللہ نے مہلت کی جو چند گھڑیاں انہیں بخشی ہوئی ہیں ان پر صبر کرو، اور تحمل و برداشت حاصل کرنے کے لئے سورج نکلنے سے پہلے یعنی نماز فجر اور غروب ہونے سے پہلے یعنی نماز عصر اور رات کے اوقات میں یعنی عشا اور تہجد میں نماز قائم کرو اور ظہر اور مغرب کے وقت بھی، جیسے فرمایا

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ [1]

ترجمہ: نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک (ظہر سے لے کر عشا تک کی چاروں نمازیں) اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو کیونکہ قرآن فجر مشہود ہوتا ہے، اور رات کو تہجد پڑھو یہ تمہارے لئے نفل ہے بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر پہنچادے گا۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ ﴿۵﴾ [2]

ترجمہ: تمہارے لئے بعد کا دور یقیناً پہلے دور سے بہتر ہے اور عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَظَرَ إِلَى القَمَرِ لَيْلَةً يَعْنِي البَدْرَ فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ، كَمَا تَرَوْنَ هَذَا القَمَرَ، لاَ تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ: {وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ} [3]

جریر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں کے چاند کو دیکھا اور فرمایا تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو کہ اس کے دیکھنے میں تم کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتے، پس ہو سکے کہ طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے پہلے نماز ادا کرنے سے مغلوب نہ ہو جاؤ تا ایسا ضرور کرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت کریمہ ”اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے۔“ کی تلاوت فرمائی۔ [4]

---

[1] بنی اسرائیل ۷۸،۷۹

[2] الضحیٰ ۴،۵

[3] ق: ۳۹

[4] صحیح بخاری کِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلاَةِ بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ العَصْرِ ۵۵۴، وبَابُ فَضْلِ صَلاَةِ الفَجْرِ ۵۷۳، صحیح مسلم کِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا ۱۴۳۴، سنن ابوداود كِتَاب السُّنَّةِ بَابٌ

عَنْ عِمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ:سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا

اورعمارہ بن رویبہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج کے طلوع وغروب ہونے سے پہلے نماز پڑھی۔ (۱)

اس کے نتیجہ میں آپ کو وہ مقام و درجہ حاصل ہو جائے گا جس سے تمہارا دل باغ باغ ہو جائے گا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لِأَهْلِ الجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ؟ فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لاَ نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالُوا: يَا رَبِّ، وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلاَ أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے جنت کے لوگو! تو وہ عرض کریں گے لبیک وسعدیک اے ہمارے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار! ہم کیوں کر خوش نہ ہوں جب کہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرما دیا ہے جو اپنی مخلوق میں سے اور کسی کو بھی نہیں دیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہیں اس سے بھی بہتر دیتا ہوں، وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! اس سے بہتر کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہیں اپنی خوشنودی سے سرفراز کرتا ہوں اور آج کے بعد میں کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ (۲)

عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هَذِهِ الآيَةَ: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ﴾ (۳)، قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الجَنَّةِ الجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، نَادَى مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ، إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ مَوْعِدًا يُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَكُمُوهُ، فَيَقُولُونَ: وَمَا هُوَ؟ أَلَمْ يُثَقِّلْ مَوَازِينَنَا، وَيُبَيِّضْ وُجُوهَنَا، وَيُدْخِلْنَا الجَنَّةَ، وَيُجِرْنَا مِنَ النَّارِ قَالَ:فَيُكْشَفُ لَهُمُ الحِجَابُ فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ قَالَ:فَوَاللَّهِ مَا أَعْطَاهُمْ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ، وَلَا أَقَرَّ لِأَعْيُنِهِمْ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ ''جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید فضل

فِي الرُّؤْيَةِ ۴۷۹، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ۲۵۵۱، سنن ابن ماجہ افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۷۷، مسند احمد ۱۹۱۹۰

(۱) مسنداحمد ۱۷۲۲۰، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا ۱۴۳۶، سنن ابوداود كِتَاب الصَّلَاةِ بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَوَاتِ ۴۲۷، السنن الكبرى للنسائی ۳۵۲

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الرِّقَاقِ بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ ۶۵۴۹، و كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ كَلاَمِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الجَنَّةِ ۷۵۱۸، صحیح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ إِحْلَالِ الرِّضْوَانِ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلَا يَسْخَطُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا ۷۱۴۰، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ باب ۲۵۵۵، مسند احمد ۱۱۸۳۵

(۳) یونس: ۲۶

۔''تلاوت فرمائی، جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا اے جنت کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا اور وہ چاہتا ہے کہ اسے پورا فرما دے، وہ عرض کریں گے کون سا وعدہ؟ کیا اس نے ہمارے میزانوں کو بھاری نہیں کر دیا اور اس نے ہمارے چہروں کو منور نہیں فرما دیا اور ہمیں جہنم سے دور کر کے جنت میں داخل نہیں فرما دیا، اسی دوران حجاب کو دور کر دیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب ہوں گے، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار سے زیادہ اچھی چیز انہیں عطا نہیں فرمائی ہو گی۔ (۱)

اور ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو دینوی زندگی کے لئے جو مال و دولت، حیثیت و مرتبہ اور شان و شوکت عطا کر رکھی ہے اسے رشک کی نگاہوں سے مت دیکھو، وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لئے دیا ہوا ہے، جیسے فرمایا

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ (۲)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! دنیا کے ملکوں میں اللہ کے نافرمان لوگوں کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے، یہ محض چند روزہ زندگی کا تھوڑا سا لطف ہے پھر یہ سب جہنم میں جائیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ۔ ﴿۸۸﴾ (۳)

ترجمہ: ہم نے تم کو سات ایسی آیتیں دے رکھی ہیں جو بار بار دہرائی جانے کے لائق ہیں اور تمہیں قرآن عظیم عطا کیا ہے، تم اس متاع دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو جو ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾ (۴)

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تا کہ ان لوگوں کو آزمائیں ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

اور تیرے رب کا عطا کیا ہوا پاک رزق جو تم اپنی محنت سے کماتے ہو وہ خواہ کتنا ہی تھوڑا ہو وہی بہتر ہے اور آخرت تک باقی رہنے والا ہے، جیسے فرمایا:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ (۵)

ترجمہ: مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ آپ ایک کھری

(۱) مسند احمد ۱۸۹۴۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ يُونُسَ ۳۱۰۵

(۲) آل عمران ۱۹۷،۱۹۶

(۳) الحجر ۸۸،۸۷

(۴) الکہف ۷

(۵) الاعلیٰ ۱۷،۱۶

چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور بے سروسامانی کا یہ عالم کہ گھر میں چمڑے کی دو چیزوں کے علاوہ کچھ نہیں،

قَالَ: فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ، قَالَ:مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟قُلْتُ:يَا نَبِيَّ اللهِ، وَمَا لِي لَا أَبْكِي وَهَذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ، وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ لَا أَرَى فِيهَا إِلَّا مَا أَرَى، وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرَى فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِوَأَنْتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَفْوَتُهُ وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ،فَقَالَ:يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا؟ قُلْتُ: بَلَى

بے سروسامانی کا یہ عالم دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں سے بے اختیار آنسو آ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابن خطاب! کیا بات ہے کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کیوں نہ روؤں اور حال یہ ہے کہ یہ چٹائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوئے مبارک پر اثر کر گئی ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خزانہ ہے کہ نہیں دیکھتا میں اس میں مگر وہی جو دیکھتا ہوں اور یہ قیصر اور کسریٰ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں آرام وعشرت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہیں اور آپ کا یہ خزانہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ہمارے لئے آخرت کی بھلائیاں ہیں اور ان کے لئے دنیا کی عارضی چیزیں؟ میں نے کہا کیوں نہیں (میں راضی ہوں)۔ [1]

عَنِ أَبِي سعيد إِنَّ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أخوف مَا أخاف عليكم مَا يفتح الله لكم مِنْ زهرة الدُّنْيَا قالوا: وما زهرة الدُّنْيَا يا رَسُول الله قَالَ: بركات الأَرْض .

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف دنیا کی اس چمک کا ہے جو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کھول دے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دنیا کی چمک سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین کی برکتیں۔ [2]

اور اپنے اہل وعیال کو بھی وقت کی پابندی کے ساتھ فرض اور نفل نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو تاکہ عذاب جہنم سے بچ جاؤ اور اقامت دین کو چھوڑ کر حصول رزق میں مشغول نہ ہوں، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ... ۶ [3]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

جس طرح تمام خلائق کے رزق کی کفالت ہم کرتے ہیں اسی طرح آپ کو بھی ایسی جگہوں سے رزق بہم پہنچائیں گے جہاں سے آپ کے وہم

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم بَابُ الغُرْفَةِ وَالعُلِّيَّةِ المُشْرِفَةِ وَغَيْرِ المُشْرِفَةِ فِي السُّطُوحِ وَغَيْرِهَا۲۴۶۸ ، صحیح مسلم کتاب الطلاق بَابُ فِي الْإِيلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ، وَتَخْيِيرِهِنَّ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ۳۶۹۱،صحیح ابن حبان ۴۱۸۸،شعب الایمان ۱۳۷۷،السنن الکبری للبیھقی ۱۳۳۰۵، مسند ابی یعلی ۱۶۴

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۲۴۴۲/۷

[3] التحریم۶

وگمان میں بھی نہ ہوگا، جیسے فرمایا:

...وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ... ۝۳ [1]

ترجمہ: جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝۵۷ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝۵۸ [2]

ترجمہ: میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں، میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں، اللہ تو خود ہی رزاق ہے، بڑی قوت والا اور زبردست۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ،وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرا سینہ بھر دوں گا، تیری فقیری اور حاجت کو دور کر دوں گا اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو میں تیرا دل اشغال سے بھر دوں گا اور تیری فقیری و محتاجی کو بند نہ کروں گا۔ [3]

زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ،سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللَّهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ

اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا جس شخص کا مقصود دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام کو منتشر کر دیتا ہے اور اس کے فقر کو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کر دیتا ہے اور دنیا اسے اس قدر ملتی ہے جو اس کے لیے لکھ دی گئی ہو اور جس کی نیت میں آخرت (کی کامیابی) ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے کام کو مجتمع کر دیتا ہے اور اس کے دل کو غنا سے بھر دیتا ہے اور دنیا ذلیل و رسوا ہو کر اس کے پاس چلی آتی ہے۔ [4]

اور تقویٰ دنیا اور آخرت دونوں ہی میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

---

[1] الطلاق ۲

[2] الذاریات ۵۶ تا ۵۸

[3] جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الحَوْضِ ۲۴۶۶، سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ الْهَمِّ بِالدُّنْيَا ۴۱۰۷، صحیح ابن حبان ۳۹۳، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۴۶۹۹

[4] سنن ابن ماجہ كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ الْهَمِّ بِالدُّنْيَا ۴۱۰۵

وَ قَالُوْا لَوْ لَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَ لَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ

انہوں نے کہا کہ یہ نبی ہمارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لایا؟ کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی

مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَ لَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا

واضح دلیل نہیں پہنچی؟ اور ہم اس سے پہلے ہی انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یقیناً یہ کہہ اٹھتے کہ اے ہمارے

رَبَّنَا لَوْ لَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾

پروردگار! تونے ہمارے پاس اپنا رسول کیوں نہ بھیجا؟ کہ ہم تیری آیتوں کی تابعداری کرتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل ورسوا

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ

ہوتے، کہ دیجئے! ہر ایک انجام کا منتظر ہے پس تم بھی انتظار میں رہو، ابھی ابھی قطعاً جان لوگے کہ راہ راست والے کون ہیں

وَ مَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع (طہ ۱۳۳تا۱۳۵)

اور کون راہ یافتہ ہیں۔

قرآن حکیم سب سے بڑا معجزہ:

مشرکین و مکذبین کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنی رسالت کی صداقت میں اپنے رب کی طرف سے ہماری خواہش کے مطابق کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں لاتا؟ جیسے فرمایا

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ﴿۹۳﴾ [1]

ترجمہ: اور انہوں نے کہا ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لئے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے، یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو رو در رو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لئے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے اور حق کے متلاشی ہو تو کیا یہ بات معجزہ سے کم ہے کہ ایک رسول امی نے وہ عظیم الشان کتاب پیش کر دی جس میں اب تک نازل ہونے والی تمام کتابوں مثلاً تورات، زبور، انجیل اور صحف ابراہیم وغیرہ کے مضامین اور تعلیمات کا عطر ہے اور جس میں صدیوں قبل تباہ شدہ امتوں کے صحیح صحیح عبرت ناک واقعات بیان کیے گئے ہیں، اور گزشتہ کتب اور صحیفوں میں اس قرآن

[1] بنی اسرائیل ۹۰تا۹۳

عظیم کی تصدیق بھی موجود ہے اور اس کو لانے والے رسول کی بشارت بھی دی گئی ہے، اور اس کے ساتھ یہ کتاب اس قدر آسان اور عام فہم ہے کہ ایک بدو بھی اسے آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکتا ہے، جیسے فرمایا

اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ؒ﴿۵۱﴾ (۱)

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کے لئے یہ (نشانی) کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے؟ درحقیقت اس میں رحمت ہے اور نصیحت ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

ایک مقام پر مکذبین کی ہٹ دھرمی یوں بیان فرمائی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۹۷﴾

(۲) ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آ جائے وہ کبھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلهُ آمَنَ عَلَيْهِ البَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو ایسے معجزے ملے کہ انہیں دیکھ کر لوگ ان کی نبوت پر ایمان لے آئے لیکن مجھے جیتا جاگتا اور ہمیشہ رہنے والا معجزہ دیا گیا ہے یعنی اللہ کی یہ کتاب قرآن مجید جو بذریعہ وحی مجھ پر نازل ہوا ہے، پس مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن تمام نبیوں کے پیروکاروں سے میرے پیروکار زیادہ ہوں گے۔ (۳)

اگر ہم پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرنے اور اس پر کتاب نازل کرنے سے پہلے ان کو کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو پھر یہی لوگ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے ہی ہم تیری آیات کی پیروی اختیار کر لیتے؟

یہی بات ایک اور مقام پر یوں بیان فرمائی گئی ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِهَا ... ﴿۱۰۹﴾ (۴)

ترجمہ: یہ لوگ کڑی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر کوئی نشانی (یعنی معجزہ) ہمارے سامنے آ جائے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے۔

---

(۱) العنکبوت ۵۱

(۲) یونس ۹۶، ۹۷

(۳) صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابٌ كَيْفَ نَزَلَ الوَحْيُ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ ۴۹۸۱، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ۳۸۵، مسند احمد ۸۴۹۱، السنن الکبری للنسائی ۱۱۰۶۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۷۷۱۲

(۴) الانعام ۱۰۹

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ... ﴿۴۲﴾ [1]

ترجمہ: یہ لوگ کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی خبردار کرنے والا ان کے ہاں آ گیا ہوتا تو یہ دنیا کی ہر دوسری قوم سے بڑھ کر راست رو ہوتے۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہو ہم نے تمہارا یہ عذر کاٹ دیا ہے، یہ دعوت حق تمہارے شہر سے اٹھی ہے، اب اس شہر اور گردونواح کے لوگ منتظر ہیں کہ اس دعوت کا انجام کیا ہوتا ہے، کیا کفر غالب رہتا ہے یا اسلام غالب آتا ہے پس اس کے بارے میں گردش زمانہ کا انتظار کرو، تم میری موت کا انتظار کرو میں تم پر عذاب الٰہی کے ٹوٹ پڑنے کا انتظار کرتا ہوں، جیسے فرمایا

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ... ﴿۵۲﴾ [2]

ترجمہ: ان سے کہو تم ہمارے معاملے میں جس چیز کے منتظر ہو وہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ہے۔

اور ہم تمہارے معاملہ میں جس چیز کے منتظر ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ خود تم کو سزا دیتا ہے یا ہمارے ہاتھوں دلواتا ہے؟ اب اللہ کے فیصلے کے منتظر رہو، بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کی مدد سے کامیاب اور سرخرو کون رہتا ہے اور کون ذلیل و خوار ہوتا ہے، جیسے فرمایا

...وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ [3]

ترجمہ: اچھا وہ وقت دور نہیں ہے جب عذاب دیکھ کر انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کون گمراہی میں دور نکل گیا تھا۔

سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ [4]

ترجمہ: کل ہی انہیں معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون پرلے درجے کا جھوٹا اور برخود غلط ہے۔

مضامین سورۂ الواقعہ:

اس سورۂ میں توحید باری تعالیٰ، قرآن مجید اور آخرت کی بابت کفار مکہ کے شبہات اور اعتراضات کا جواب ہے۔

سورۂ کے شروع میں قیامت کے وقوع پذیر ہونے اور مردہ انسانوں کو دوبارہ اٹھائے جانے کا تذکرہ ہے نیز یہ کہ اس کے بعد ہر انسان کے اعمال کا محاسبہ بھی ہوگا، مومن و متقی لوگ انواع اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں اور کافر و فاسق لوگ دہکتی ہوئی جہنم میں ڈالے جائیں گے اور جب قیامت واقع ہو گی تو دنیا کی کوئی ہستی اس کو روک نہ سکے گی، اس سورۂ میں اعتقادی و عملی اعتبار سے انسانوں کے تین طبقات کا بیان اور ان کا انجام مذکور ہے۔

- ایمان میں پہل کرنے والے۔
- عام نیکوکار مسلمان۔

---

[1] فاطر ۴۲

[2] التوبۃ ۵۲

[3] الفرقان ۴۲

[4] القمر ۲۶

○ آخرت کے منکر لوگ جو مرتے دم تک کفر و شرک اور گناہ کبیرہ پر جمے رہے۔

اس کے بعد عقیدہ آخرت کے بارے میں دلائل مذکور ہیں، اس ضمن میں زمین و آسمان اور خود انسان کے اپنے وجود کو بطور گواہ پیش کیا گیا ہے، ان دلائل پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے کہ جو خالق اس عظیم الشان کائنات اور انسان کو پانی کے قطرے سے بہترین ساخت پر پیدا کر کے اعمال کے معاملے میں خود مختار بنا سکتا ہے، مٹی میں ڈالے جانے والے بیج کو پودا اور تناور درخت بنا سکتا ہے، بادلوں سے جہاں چاہتا ہے پانی برسا سکتا ہے اور درخت سے آگ پیدا کر سکتا ہے وہ مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کر دینے کی قدرت رکھتا ہے، اس قدرتوں والی ذات کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کرنا جنہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا عقل و دانش کے تقاضوں کے سراسر خلاف ہے، قرآن مجید کے نعمت عظمیٰ ہونے کا ذکر ہے کہ اس عظیم الشان نعمت کی موجودگی میں کوئی انسان اس کی تکذیب کرے یا اس سے بے اعتنائی برتے تو اس سے زیادہ محروم اور بدقسمت اور کون ہوگا؟

اور فرمایا کہ یہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے پاکباز فرشتے یہ قرآن رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تک پہنچاتے ہیں اور اس کلام کے لوح محفوظ میں ہونے اور اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں، کیونکہ اس قرآن کے لانے اور پہنچانے کے سلسلے میں ان قدسی فرشتوں کو بھی دخل کی گنجائش حاصل نہیں، سورۂ کے اختتام میں انسان کی بے بسی کا ذکر کیا گیا کہ تو کتنی ہی لن ترانیاں ہانکے اور اپنی خود مختاری کے گھمنڈ میں کتنا ہی حقائق سے آنکھیں چرائے مگر موت کا وقت تیری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے، تیرے سب عزیز و اقارب، دوست احباب تیری آنکھوں کے سامنے مرتے ہیں اور تو انہیں صرف دیکھتا رہ جاتا ہے، اگر تو سمجھتا ہے کہ تیرے اوپر کوئی بالاتر طاقت فرمانروا نہیں ہے اور تو اپنے زعم باطل میں سچا ہے کہ دنیا میں بس تو ہی تو ہے اور کوئی الٰہ نہیں ہے تو پھر کسی مرنے والے کی نکلتی ہوئی جان کو پلٹا کیوں نہیں لاتے جس طرح تو اس معاملہ میں بے بس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محاسبے اور اس کی جزا و سزا کو روک دینا تیرے اختیار میں نہیں ہے، خواہ تو مانے یا نہ مانے مگر موت کے بعد ہر مرنے والا اعمال کے مطابق اپنا انجام دیکھ لے گا، آخر میں تسبیح و تہلیل کا خصوصی حکم ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَةُ ۙ﴿۱﴾ لَيۡسَ لِوَقۡعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۘ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ﴿۳﴾

”جب قیامت قائم ہو جائے گی، جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں، وہ پست کرنے والی اور بلند کرنے والی ہوگی،

اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَّ بُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَكَانَتۡ هَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾

جبکہ زمین زلزلہ کے ساتھ ہلا دی جائے گی، اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے پھر وہ

وَّ كُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَةً ؕ﴿۷﴾ فَاَصۡحٰبُ الۡمَيۡمَنَةِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَيۡمَنَةِ ؕ﴿۸﴾

مثل پراگندہ غبار کے ہو جائیں گے، اور تم تین جماعتوں میں ہو جاؤ گے، پس داہنے ہاتھ والے کیسے اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے،

وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ﴿۹﴾ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۚۙ﴿۱۰﴾

اور بائیں ہاتھ والے کیا حال ہے بائیں ہاتھ والوں کا ،اور جو آگے والے ہیں وہ تو آگے والے ہی ہیں،

اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۙ﴿۱۳﴾

وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں، نعمتوں والی جنتوں میں ہیں،(بہت بڑا) گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا

وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ؕ﴿۱۴﴾ (الواقعۃ ا تا ۱۴)

اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔

پچھلی قوموں کی طرح اہل عرب بھی حیات بعد الموت کے منکر تھے،ان کا خیال تھا کہ زندگی بس اسی دنیا کی ہی زندگی ہے،اسی میں جانوروں کی طرح کھاؤ پیو،اچھے برے اعمال کرو اور مر جاؤ،اس کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں جس میں اعمال کا حساب کتاب اور جزا و سزا ہو، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ... ﴿۲۴﴾ [1]

ترجمہ:یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے،یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ [2]

ترجمہ:زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی،یہیں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور ہم ہرگز اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جب لوگوں کو دعوت اسلام پیش کی جس میں توحید،رسالت اور آخرت کا ذکر ہوتا تھا تو سب سے عجیب اور بعید از قیاس چیز جو انہیں محسوس ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک وقت قیامت قائم ہوگی جس میں اس عظیم الشان کائنات کا تمام نظام درہم برہم ہو جائے گا،تمام مخلوقات موت سے ہمکنار ہو جائیں گی،پھر جب اللہ چاہے گا ایک دوسرا عالم نئے نظام اور قوانین کے تحت قائم کرے گا اور تمام جن وانس کو زندہ کرکے میدان محشر میں جمع کرے گا،جیسے فرمایا

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ [3]

ترجمہ:ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔

اور اعمال کے مطابق جزا وسزا دے گا،یہ سن کر وہ حیرت واستعجاب سے چہ میگوئیاں کرتے کہ قیامت کیسے قائم ہو جائے گی،یہ وسیع وعریض ہموار زمین،صدیوں سے ہمارے سروں پر چمکنے والا سورج،راتوں کو ٹھنڈی روشنی دینے والا چاند،انگنت ستارے،یہ فلک بوس پہاڑ،پانی سے بھرے یہ وسیع وعریض سمندر وغیرہ کہاں چلے جائیں گے،صدیوں سے زمین میں دفن مٹی کے ساتھ مٹی ہو جانے والے،پانی میں ڈوب

[1] الجاثیۃ ۲۴

[2] المومنون ۳۷

[3] ابراہیم ۴۸

کر مر جانے والے یا جن کو جانوروں اور درندوں نے کھایا ہو گا وہ مردے آخر کیسے زندہ ہو جائیں گے پھر اعمال کی جزا و سزا کے لئے وسیع و عریض نعمتوں سے بھری جنت و دہکتی ہوئی جہنم کہاں وجود میں آجائیں گی، اس پس منظر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ واقعہ (یعنی قیامت) تو ایک ایسی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا، جیسے فرمایا

فَيَوْمَىِٕذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ ①

ترجمہ: اس روز وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے کائنات کی ہر چیز کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ ایک وقت مقررہ تک کے لئے تخلیق کیا ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ۔۔۔ ﴿۲﴾ ②

ترجمہ: اور اس نے آفتاب و ماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا اس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقت مقرر تک کے لیے چل رہی ہے اور اللہ ہی اس سارے کام کی تدبیر فرما رہا ہے۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ ③

ترجمہ: کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مقرر مدت ہی کے لیے پیدا کیا ہے مگر بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔۔۔ ﴿۲۹﴾ ④

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں، اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے سب ایک وقت مقرر تک چلے جا رہے ہیں۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى۔۔۔ ﴿۱۳﴾ ⑤

ترجمہ: وہ دن کے اندر رات اور رات کے اندر دن کو پروتا ہوا لے آتا ہے، چاند اور سورج کو اس نے مسخر کر رکھا ہے یہ سب کچھ ایک وقت مقرر تک چلے جا رہا ہے۔

---

① الحاقة۱۵

② الرعد۲

③ الروم۸

④ لقمان۲۹

⑤ فاطر۱۳

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى... ③ ①

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مدت خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

اللہ کی ذات کے سوا اس عظیم الشان کائنات کی ہر چیز کو فنا ہے، جیسے فرمایا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ ②

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

جب ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہو گی تو کوئی ہستی اس ہولناک واقعہ کو پھیر دینے کی طاقت اور قدرت نہیں رکھے گی، جیسے فرمایا

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ﴿۴۷﴾ ③

ترجمہ: مان لو اپنے رب کی بات قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کے ٹلنے کی کوئی صورت اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ① لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ② ④

ترجمہ: مانگنے والے نے عذاب مانگا ہے (وہ عذاب) جو ضرور واقع ہونے والا ہے کافروں کے لئے ہے کوئی اسے دفع کرنے والا نہیں۔

اور جب سب لوگ اس وحشت ناک واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو پھر کوئی متنفس اسے جھٹلانے والا بھی نہ ہو گا، فرمایا تم لوگ اس واقعہ کو معمولی واقعہ مت سمجھو وہ تو ایسا زبردست واقعہ ہو گا کہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے الٹ پلٹ کر رکھ دے گا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ کے اطاعت گزار بندوں کو یہ اعلیٰ علیین کی بلندیوں پر پہنچائے گا اور نافرمانوں کو اسفل السافلین کی پستیوں تک گرانے والا ہے، پوری زمین بیک وقت زلزلے کے جھٹکے کھانے لگے گی اور لرز کر رہ جائے گی، جیسے فرمایا

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ① ⑤

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① ⑥

ترجمہ: لوگو! اپنے رب کے غضب سے بچو حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے۔

اور یہ فلک بوس پہاڑ جنہوں نے زمین کو ڈھلکنے سے تھام رکھا ہے زمین کی گرفت سے نکل جائیں گے اور آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور ایک پراگندہ غبار بن کر بے نام و نشان ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

---

① الاحقاف ۳

② الرحمٰن ۲۶،۲۷

③ الشوریٰ ۴۷

④ المعارج ۱،۲

⑤ الزلزال ۱

⑥ الحج ۱

يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيۡبًا مَّهِيۡلًا ﴿۱۴﴾ [1]

ترجمہ: یہ اس دن ہوگا جب زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہو جائے گا جیسے ریت کے ڈھیر جو بکھرے جا رہے ہیں۔

پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہونے سے زمین ایک ہموار اور چٹیل میدان بن جائے گی اور اس میں کوئی نشیب و فراز نہ ہوگا، جیسے فرمایا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفۡصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيۡهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمۡتًا ﴿۱۰۷﴾ [2]

ترجمہ: اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنادے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

وَيَوۡمَ نُسَيِّرُ الۡجِبَالَ وَتَرَى الۡاَرۡضَ بَارِزَةً ۙ ﴿۴۷﴾ [3]

ترجمہ: اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو بالکل برہنہ پاؤ گے۔

تمام انسان جو اول روز افرنیش سے قیامت تک پیدا ہوئے ہیں اپنے اعمال کے مطابق تین گروہ میں تقسیم ہو جائیں گے، کیونکہ اہل عرب سیدھے ہاتھ کو قوت اور رفعت اور عزت کا نشان سمجھتے تھے اور جس کو عزت و احترام دینا مقصود ہوتا اسے مجلس میں سیدھے ہاتھ کی طرف جگہ دیتے تھے، اور بائیں بازو کو کمزوری اور ذلت کا نشان سمجھتے تھے اس لئے جب مجلس میں کسی کو بائیں ہاتھ کی طرف جگہ دیتے تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ وہ اسے کمتر درجے کا آدمی سمجھتے ہیں، اس لئے جب سفر پر جانے لگتے اور کوئی پرندہ اڑ کر بائیں بازو کی طرف پرواز کر جاتا تو اسے بدشگونی سمجھتے تھے، اس لئے فرمایا ایک گروہ میدان محشر میں رب کی بارگاہ میں سیدھے ہاتھ کی طرف کھڑا ہوگا۔

وَهُمُ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ شِقِّ آدَمَ الْأَيْمَنِ، وَيُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ، وَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ. قَالَ السُّدِّيّ: وَهُمْ جُمْهُورُ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَآخَرُونَ عَنْ يَسَارِ الْعَرْشِ، وَهُمُ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ شِقِّ آدَمَ الْأَيْسَرِ، وَيُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِشَمَائِلِهِمْ، وَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، وَهُمْ عَامَّةُ أَهْلِ النَّارِ -عِيَاذًا بِاللَّهِ مِنْ صَنِيعِهِمْ

یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں آدم علیہ السلام کی بائیں جانب سے نکالا گیا تھا انہیں اعمال نامے دائیں ہاتھوں میں دیے جائیں گے اور انہیں دائیں طرف لے جایا جائے گا، سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ جمہور اہل جنت ہوں گے، کچھ لوگ عرش کی بائیں طرف ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں آدم علیہ السلام کی بائیں جانب سے نکالا گیا تھا انہیں اعمال نامے بائیں ہاتھوں میں دیے جائیں گے اور انہیں بائیں جانب لے جایا جائے گا یہ عام اہل دوزخ ہوں گے، ان کے اعمال سے اللہ کی پناہ۔ [4]

ان عالی مرتبہ صالحہ لوگوں کی خوش نصیبی اور نیک بختی کا کیا کہنا جن کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں تھمائے جائیں گے، اور ایک گروہ بارگاہ الٰہی میں بائیں جانب کھڑا ہوگا ایسے بدبخت فاسقین لوگوں کی ذلت و مسکنت کا کیا ٹھکانا جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے، اور ایک گروہ وہ ہوگا جن میں رسول، انبیاء اور وہ صالح لوگ ہوں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر سبقت لے جانے والے ہوں گے،

---

[1] المزمل ۱۴

[2] طٰہٰ ۱۰۶،۱۰۷

[3] الکہف ۴۷

[4] تفسیر ابن کثیر ۵۱۵/۷

جو رسول اللہ ﷺ کی پکار پر ہر نیکی اور بھلائی، جہاد، انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہوں گے یہ سابقین سب سے آگے بارگاہ الٰہی کے قریب ہوں گے، اصحاب بدر تک ایمان لانے والے اس زمرے میں آتے ہیں، ایک اور مقام پر بھی تین گروہوں کا ذکر فرمایا

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ؀۳۲ (۱)

ترجمہ: پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنادیا ان لوگوں کو جنہیں ہم نے (اس وراثت کے لئے) اپنے بندوں میں سے چن لیا اب کوئی تو ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے اور کوئی بیچ کی راہ پر ہے اور کوئی اللہ کے اذن سے نیکیوں میں سبقت کرنے والا ہے، یہی بہت بڑا افضل ہے۔

پس جس شخص نے اس دنیا میں نیکیوں اور بھلائیوں کی طرف سبقت کی وہ آخرت میں اللہ کی نعمتوں کی طرف بھی سابق ہی رہے گا، جو اللہ کی طرف سے انعام میں انواع واقسام کی نعمتوں بھری جنتوں میں رہیں گے جن کے نیچے دودھ، شہد، مختلف ذائقوں والی شرابوں اور شفاف پانی کی نہریں بہہ رہی ہیں، جیسے فرمایا

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ؀۱۳۳ (۲)

ترجمہ: دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ... ؀۲۱ (۳)

ترجمہ: دوڑو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین جیسی ہے۔

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ایسے لوگ ہر پیغمبر کے سابقین میں زیادہ ہوں گے اور آخرین میں کم ہوں گے، بعض اس سے امت محمدیہ کے افراد مراد لئے ہیں کہ پہلے لوگوں میں سابقین کی تعداد زیادہ اور پچھلے لوگوں میں تھوڑی ہوگی، امام ابن کثیر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (۴)

عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب زمانوں میں بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد والا پھر اس سے متصل۔ (۵)

(۱) فاطر ۳۲

(۲) آل عمران ۱۳۳

(۳) الحدید ۲۱

(۴) تفسیر ابن کثیر ۵/۲۹۲

(۵) صحیح بخاری کتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۶۵۰، ۳۶۵۱، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة بَابُ فَضْلِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عن عبداللہ بن مسعود ۶۴۷۲، مسند احمد ۱۹۸۳۵

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي قُبَّةٍ، فَقَالَ:أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الجَنَّةِ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الجَنَّةِ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ:أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الجَنَّةِ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ:وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَذَلِكَ أَنَّ الجَنَّةَ لاَ يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ البَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الأَسْوَدِ، أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الأَحْمَرِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم چالیس کے قریب آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خیمہ میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا ایک چوتھائی رہو؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم تہائی رہو؟ ہم نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم نصف رہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ تم لوگ (امت مسلمہ) اہل جنت کا آدھا حصہ ہوگے اور ایسا اس لئے ہوگا کہ جنت میں فرنبردار نفس کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا اور تم لوگ شرک کرنے والوں کے درمیان (تعداد میں) اس طرح ہوگے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں یا جیسے سرخ رنگ کے جسم پر ایک سیاہ بال ہو۔ [1]

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

یہ لوگ سونے کی تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے، ان کے پاس ایسے لڑکے

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾

جو ہمیشہ (لڑکے ہی) رہیں گے آمد و رفت کریں گے آبخورے اور جگ لے کر اور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو،

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾

جس سے نہ سر میں درد ہو نہ عقل میں فطور آئے اور ایسے میوے لیے ہوئے جو ان کی پسند کے ہوں،

وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾

اور پرندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں، اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں،

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾

یہ صلہ ہے ان کے اعمال کا، نہ وہاں بکواس سنیں گے اور نہ گناہ کی بات ،

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابٌ كَيْفَ الحَشْرُ ۶۵۲۸، و کتاب الرقاق بَابٌ يَدْخُلُ الجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۶۵۴۱، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ كَوْنِ هَذِهِ الْأُمَّةِ نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ ۵۲۹، سنن ابن ماجہ کتاب الزھد بَابُ صِفَةِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۲۸۳، جامع ترمذی ابواب الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي صَفِّ أَهْلِ الجَنَّةِ ۲۵۴۷، مسند احمد ۳۶۶۱، صحیح ابن حبان ۷۴۵۸، السنن الکبری للبیہقی ۵۶۲۰

اِلَّا قِيۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ (الواقعۃ۱۵تا۲۶)

صرف سلام ہی سلام کی آواز ہو گی۔

سابقین جنتوں میں داخل کر دیے جائیں گے جہاں وہ سونے کے تاروں سے بنے اور سونے، چاندی، موتیوں، جواہرت اور دیگر زیورات اور سامان آرائش سے آراستہ تختوں پر تکیے لگائے نہایت تمکنت، اطمینان، راحت اور سکون کے ساتھ آمنے سامنے مجلس جمائے بیٹھیں گے، ان کی مجلسوں میں انہی کے لئے مخصوص ہمیشہ ہمیشہ ایک ہی عمر میں رہنے والے حسین وجمیل نوعمر خدام ہوں گے، جیسے فرمایا

وَيَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ غِلۡمَانٌ لَّهُمۡ كَاَنَّهُمۡ لُؤۡلُؤٌ مَّكۡنُوۡنٌ ﴿۲۴﴾ (۱)

ترجمہ: اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی (کی خدمت) کے لئے مخصوص ہوں گے، ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

انواع واقسام کے جاری چشموں سے شراب کے چھلکتے ساغر اور صراحیوں کو اپنے نازک ہاتھوں میں لئے خدمت کے لئے ادھر ادھر دوڑتے پھریں گے، مگر یہ ایسی شراب ہو گی جس سے نہ ان کے سر چکرائیں گے اور نہ ہی ہوش وحواس ساتھ چھوڑیں گے، ایک مقام پر فرمایا کہ اس شراب سے وہ کیف وسرور تو یقیناً محسوس کریں گے مگر ان کے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور نہ عقل میں فتور آئے گا۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ رِزۡقٌ مَّعۡلُوۡمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمۡ مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿۴۲﴾ فِىۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِكَاۡسٍ مِّنۡ مَّعِيۡنٍ ﴿۴۵﴾ بَيۡضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيۡنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيۡهَا غَوۡلٌ وَّلَا هُمۡ عَنۡهَا يُنۡزَفُوۡنَ ﴿۴۷﴾ (۲)

ترجمہ: ہر طرح کی لذیذ چیزیں اور نعمت بھری جنتیں جن میں وہ عزت کے ساتھ رکھے جائیں گے، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے، شراب کے چشموں سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان پھرائے جائیں گے، چمکتی ہوئی شراب جو پینے والوں کے لئے لذت ہو گی، نہ ان کے جسم کو اس سے کوئی ضرر ہو گا اور نہ ان کی عقل اس سے خراب ہو گی۔

ایک مقام پر جنت میں مختلف جاری نہروں کا یوں ذکر فرمایا کہ ان میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہو گی۔

فِيۡهَاۤ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ مَّآءٍ غَيۡرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ يَتَغَيَّرۡ طَعۡمُهٗ ۚ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيۡنَ ۚ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ عَسَلٍ مُّصَفًّى... ﴿۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: پرہیز گار لوگوں کے لئے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے ہوئے پانی کی، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہو گا، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہو گی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی۔

ایک مقام پر فرمایا کہ وہ ایسی شراب ہو گی جسے پی کر وہ بدمست نہ ہوں گے اور نہ بے ہودہ بکواس کرنے لگیں گے اور نہ فحش حرکات۔

(۱) الطور ۲۴

(۲) الصافات ۴۱ تا ۴۷

(۳) محمد ۱۵

يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ (۱)

ترجمہ: وہ ایک دوسرے سے جام شراب لپک لپک کر لے رہے ہوں گے جس میں نہ یاوہ گوئی ہوگی نہ بدکرداری۔

موتیوں کی طرح چمکتے نوعمر خدام انہیں شراب کے ساتھ ساتھ کھانے کے لئے طرح طرح کے لذیذ پھل اور قسم قسم کے میوہ جات پیش کریں گے تا کہ وہ اپنی پسند کے مطابق اٹھالیں اور وہ انہیں پرندوں کی تمام اصناف کا بھنا ہوا لذیذ گوشت پیش کریں گے تا کہ وہ اپنی رغبت کے مطابق اٹھالیں، جیسے فرمایا

وَأَمْدَدْنَاهُم بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢٢﴾ (۲)

ترجمہ: ہم ان کو ہر طرح کے پھل اور گوشت جس چیز کو بھی ان کا جی چاہے گا خوب دیے چلے جائیں گے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ طَيْرَ الْجَنَّةِ كَأَمْثَالِ الْبُخْتِ، تَرْعَى فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذِهِ لَطَيْرٌ نَاعِمَةٌ، فَقَالَ:أَكَلَتُهَا أَنْعَمُ مِنْهَا قَالَهَا ثَلَاثًا وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَأْكُلُ مِنْهَا يَا أَبَا بَكْرٍ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی پرند بختی اونٹ کے برابر ہیں جو جنت میں چرتے چگتے رہتے ہیں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ پرندے تو نہایت ہی مزے کے ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے کھانے والے ان سے زیادہ نازونعمت والے ہوں گے، تین مرتبہ یہی جملہ ارشاد فرما کر پھر فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! مجھے اللہ سے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو جو ان پرندوں کا گوشت کھائیں گے۔ (۳)

عورت کی آنکھوں کا حسن، اس کے حسن وجمال کی سب سے بڑی دلیل ہے، چنانچہ فرمایا جنتیوں کے لئے سرمگیں آنکھوں والی حوریں ہوں گے ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی، ایک مقام ان حوروں کی یوں تعریف کی گئی ہے۔

وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ﴿٤٨﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿٤٩﴾ (۴)

ترجمہ: اور ان کے پاس نگاہیں بچانے والی، خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی۔

ایک مقام پر فرمایا کہ وہ حوریں صاف رنگت اور ہرن کی طرح بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی ہوں گی۔

وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ (۵)

ترجمہ: اور ہم گوری گوری آہو چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں گے۔

ایک مقام پر فرمایا کہ وہ حوریں بے شرم اور بیباک نگاہوں والی نہیں بلکہ حیادار اور کنواری ہوں گی۔

---

(۱) الطور ۲۳

(۲) الطور ۲۲

(۳) مسند احمد ۱۳۳۱۱

(۴) الصافات ۴۸، ۴۹

(۵) الدخان ۵۴

فِيۡهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ ۙ لَمۡ يَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَآنٌّ ۚ﴿۵۶﴾ (۱)

ترجمہ: ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے نہ چھوا ہو گا۔

یہ اور اس قسم کی بے شمار نعمتیں انہیں ان اعمال صالحہ کے سبب نصیب ہوں گی جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے، ان انگنت نعمتوں میں جنتی بیہودگی، یاوہ گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان، گالی گلوچ، طنز و تمسخر اور طعن و تشنیع کی باتیں سننے سے محفوظ ہوں گے بلکہ وہاں وہ ایسی گفتگو سنیں گے جو عیوب سے پاک ہو گی۔ جیسے فرمایا

لَّا تَسۡمَعُ فِيۡهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ (۲)

ترجمہ: کوئی بیہودہ بات وہ وہاں نہ سنیں گے۔

بلکہ وہ ہر وقت اللہ عزوجل کی حمد و ثنا بیان کریں گے اور ان کا تحفہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا ہو گا۔

دَعۡوٰىهُمۡ فِيۡهَا سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعۡوٰىهُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰﴾ (۳)

ترجمہ: وہاں ان کی صدا یہ ہو گی کہ پاک ہے تو اے اللہ! ان کی دعا یہ ہو گی کہ سلامتی ہو اور ان کی ہر بات کا خاتمہ اس پر ہو گا کہ ساری تعریف اللہ رب العلمین ہی کے لئے ہے۔

وَ اَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ ﴿ؕ۲۷﴾ فِيۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ ﴿ۙ۲۸﴾ وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ ﴿ۙ۲۹﴾

اور داہنے ہاتھ والے کیا ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے، وہ بغیر کانٹوں کی بیریوں اور تہ بہ تہ کیلوں

وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ﴿ۙ۳۰﴾ وَّ مَآءٍ مَّسۡكُوۡبٍ ﴿ۙ۳۱﴾ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ ﴿ۙ۳۲﴾ لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ

اور لمبے لمبے سایوں اور بہتے ہوئے پانیوں اور بکثرت پھلوں میں، جو نہ ختم ہوں نہ روک لیے جائیں

وَّ لَا مَمۡنُوۡعَةٍ ﴿ۙ۳۳﴾ وَّ فُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَةٍ ﴿ؕ۳۴﴾ اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً ﴿ۙ۳۵﴾

اور اونچے اونچے فرشوں میں ہوں گے، ہم نے ان (کی بیویوں کو) خاص طور پر بنایا ہے

فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا ﴿ۙ۳۶﴾ عُرُبًا اَتۡرَابًا ﴿ۙ۳۷﴾ لِّاَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ﴿ؕ۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿ۙ۳۹﴾

اور ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا ہے، محبت والیاں اور ہم عمر ہیں دائیں ہاتھ والوں کے لیے ہیں، جم غفیر ہے اگلوں میں سے

وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاٰخِرِيۡنَ ﴿ؕ۴۰﴾ (الواقعہ ۲۷ تا ۴۰)

اور بہت بڑی جماعت ہے پچھلوں میں سے۔

---

(۱) الرحمٰن ۵۶

(۲) الغاشیۃ ۱۱

(۳) یونس ۱۰

اصحاب یمین اور ان پر انعامات :

سابقین کے بعد ان سے کم درجہ اصحاب یمین کا ذکر فرمایا کہ اور دائیں بازو والے عالی مرتبہ صالح لوگوں کی خوش نصیبی اور نیک بختی کا کیا کہنا جن کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں تھمائے جائیں گے، وہ جنتوں میں بغیر کانٹوں والے اعلیٰ درجے کے ذائقے والے بیروں کے درختوں کے نیچے جن کے پھلوں کے بوجھ سے ان کے تنے جھکے جاتے ہوں گے، اور تہ بر تہ چڑھے ہوئے کیلوں، اور سرسبز وشاداب درختوں کے دور تک پھیلے ہوئے گھنے سایوں میں ہوں گے جہاں نہ سورج آئے نہ گرمی ستائے، جیسے فرمایا

...وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ [1]

ترجمہ: اور انہیں ہم گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

...اُكُلُهَا دَآىِٕمٌ وَّظِلُّهَا... ﴿۳۵﴾ [2]

ترجمہ: اس کے پھل دائمی ہیں اور اس کا سایہ لازوال۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ [3]

ترجمہ: متقی آج سایوں اور چشموں میں ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الجَنَّةِ شَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ، لاَ يَقْطَعُهَا، وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: {وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ} [4]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے ایک درخت کے سائے کی لمبائی کے بارے میں فرمایا جنت میں ایک درخت طویل ہوگا (اتنا بڑا کہ) ایک گھڑسوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلتا رہے گا تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا اگر تمہارا جی چاہئے تو آیت ''اور لمبے لمبے سایوں۔'' کی قرات کرلو۔ [5]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا فِي الجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کا کوئی درخت ایسا نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو۔ [6]

---

[1] النساء ۵۷

[2] الرعد ۳۵

[3] المرسلات ۴۱

[4] الواقعة: ۳۰

[5] صحیح بخاری تفسیر سورۂ الواقعہ بَابُ قَوْلِهِ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ ۴۸۸۱، صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہما ۷۱۳۸، جامع ترمذی ابواب الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَجَرِ الْجَنَّةِ ۲۵۲۳، سنن ابن ماجه كتاب الزهد بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ ۴۳۳۵، مسند احمد ۹۶۵۰، مسند البزار ۸۳۵۳، مسند ابی یعلی ۵۸۵۳، سنن الدارمی ۲۸۸۰، شرح السنة للبغوی ۴۳۷۰

[6] جامع ترمذی کتاب صفة الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَجَرِ الْجَنَّةِ ۲۵۲۵، صحیح ابن حبان ۷۴۱۰، مسند ابی یعلی ۶۱۹۵

اور ہر دم رواں نتھرے پانی، دودھ، شہد وانواع واقسام کی شرابوں اور ہر وقت دستیاب اور بے روک ٹوک ملنے والے قسم قسم کے بکثرت پھلوں جو دنیاوی ہم شکل ہوں گے مگر ذائقہ بالکل مختلف ہوگا، جیسے فرمایا

...كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا... ﴿۲۵﴾ [۱]

ترجمہ: ان باغوں کے پھل صورت میں دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہونگے جب کوئی پھل انہیں کھانے کو دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیے جاتے تھے۔

اور ہر طرح کے بکثرت میوہ جات ہوں گے، جیسے فرمایا

لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُونَ ﴿۵۷﴾ [۲]

ترجمہ: ان کے لئے جنت میں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور بھی جو کچھ وہ طلب کریں۔

لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۷۳﴾ [۳]

ترجمہ: یہاں تمہارے لئے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم کھاتے رہو گے۔

يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِينَ ﴿۵۵﴾ [۴]

ترجمہ: وہاں وہ پورے امن واطمینان کے ساتھ ہر طرح کے میووں کی فرمائشیں کرتے ہونگے۔

اور مرصع اونچی راحت وآرام دینے والی نشست گاہوں میں ہوں گے، ہم ان کی دنیاوی نیک بیویوں کو جو کالی کلوٹی اور بڑھیا پھوس تھیں خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں جوان، حسین وجمیل اور کنواری دوشیزائیں بنادیں گے،

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: أَتَتْ عَجُوزٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ. فَقَالَ: يَا أُمَّ فُلَانٍ، إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَدْخُلُهَا عَجُوزٌ. قَالَ: فَوَلَّت تَبْكِي، قَالَ: أَخْبِرُوهَا أَنَّهَا لَا تَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوزٌ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: {إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً. فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا}

الحسن رحمہ اللہ سے مروی ہے ایک بڑھیا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میرے حق میں جنت کی دعا فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام فلاں جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا اسے بتاؤ وہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''ہم انہیں خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور کنواری بنادیں گے۔'' [۵]

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ أَمِ الْحُورُ الْعِينُ؟، قَالَ: بَلْ نِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ

---

[۱] البقرة ۲۵

[۲] یٰسین ۵۷

[۳] الزخرف ۷۳

[۴] الدخان ۵۵

[۵] الشمائل الترمذی ۲۳۰، شرح السنة للبغوی ۳۶۰۶، تفسیر ابن کثیر ۵۳۲/۷

كَفَضْلِ الظِّهَارَةِ عَلَى الْبِطَانَةِ . قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ وَبِمَا ذَاكَ؟، قَالَ: بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ اللهَ أَلْبَسَ اللهُ وُجُوهَهُنَّ النُّورَ، وَأَجْسَادَهُنَّ الْحَرِيرَ بِيضَ الْأَلْوَانِ خُضْرَ الثِّيَابِ صَفْرَاءَ الْحُلِيِّ مَجَامِرُهُنَّ الدُّرُّ وَأَمْشَاطُهُنَّ الذَّهَبُ يَقُلْنَ: أَلَا نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوتُ أَبَدًا، أَلَا وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْؤُسُ أَبَدًا، أَلَا وَنَحْنُ الْمُقِيمَاتُ فَلَا نَظْعَنُ أَبَدًا، أَلَا وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ أَبَدًا طُوبَى لِمَنْ كُنَّا لَهُ وَكَانَ لَنَا ،

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حور عین؟ فرمایا دنیا کی عورتیں حور عین سے بہت افضل ہیں جیسے استر سے ابرا بہتر ہوتا ہے، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیوں افضل ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز، روزہ اور اللہ کی عبادت کی وجہ سے افضل ہوں گی، اللہ نے ان کے چہرے نور سے، ان کے جسم ریشم سے سنوار دیئے ہیں، سفید ریشم، سبز ریشم اور زرد ریشم اور زردسنہرے زیور، بخوردان موتی کے اور کنگھیاں سونے کی اور وہ کہتی رہیں گی، ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی مریں گی نہیں ہم ناز و نعمت والیاں ہیں کہ کبھی سفر میں نہیں جائیں گی، ہم اپنے خاوندوں سے خوش رہنے والیاں ہیں کہ کبھی روٹھیں گی نہیں اور خوش نصیب ہیں ہم کہ ان کے لیے ہیں اور خوش نصیب ہیں ہم کہ ان کے لیے ہیں

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ الْمَرْأَةُ مِنَّا تَتَزَوَّجُ الزَّوْجَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَالْأَرْبَعَةَ ثُمَّ تَمُوتُ فَتَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَيَدْخُلُونَ مَعَهَا مَنْ يَكُونُ زَوْجُهَا؟، قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهَا تُخَيَّرُ فَتَخْتَارُ أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا فَتَقُولُ: أَيْ رَبِّ إِنَّ هَذَا كَانَ أَحْسَنَهُمْ مَعِي خُلُقًا فِي دَارِ الدُّنْيَا فَزَوِّجْنِيهِ، يَا أُمَّ سَلَمَةَ ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کسی عورت کے دنیا میں کئی شوہر رہ چکے ہوں اور سب جنت میں جائیں تو وہ ان میں سے کس کو ملے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جسے چاہے چن لے اور وہ اس شخص کو چنے گی جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کا تھا، وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی کہ اے رب! اس کا برتاؤ میرے ساتھ سب سے اچھا تھا اس لئے مجھے اسی کی بیوی بنادے، اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! حسن اخلاق دنیا اور آخرت کی ساری بھلائی لوٹ لے گیا ہے۔[1]

یہ عورتیں اپنے شوہر کی ہم عمر، نسوانی جذبات سے لبریز اور اپنے شوہر کو دل وجان سے چاہنے والی ہوں گی، اور خاوند بھی انہیں ان کے حسن و جمال، ناز و ادا، مترنم آواز اور محبت کی وجہ سے محبوب رکھیں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَنَطَأُ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ دَحْمًا دَحْمًا، فَإِذَا قَامَ عَنْهَا رَجَعَتْ مُطَهَّرَةً بِكْرًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت میں جنتی لوگ جماع بھی کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، قسم اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! خوب اچھی طرح بہترین طریق پر جب الگ ہو گا وہ اسی وقت پھر پاک وصاف اچھوتی باکرہ بن جائے گی۔[2]

[1] المعجم الكبير للطبرانی ٨٧٠

[2] صحيح ابن حبان ٧٤٠٢

عَنْ أَنَسٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:يُعْطَى المُؤْمِنُ فِي الجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الجِمَاعِ،قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوَ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ قَالَ: يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةٍ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو جنت میں اتنی اتنی عورتوں کے پاس جانے کی قوت عطا کی جائے گی،انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اتنی طاقت رکھے گا؟فرمایا ایک سو آدمیوں کے برابر اسے قوت ملے گی۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَصِلُ إِلَى نِسَائِنَا فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَصِلُ فِي الْيَوْمِ إِلَى مِائَةِ عَذْرَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عرض کی گئی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جنت میں ہم اپنی عورتوں سے مقاربت کریں گے؟فرمایا مرد ایک دن میں سو کنواری دوشیزاؤں سے مقاربت کرے گا۔[2]

یہ کچھ دائیں بازو والوں کے لئے ہے،وہ اگلوں میں سے بہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے بھی بہت۔

وَ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیۡ سَمُوۡمٍ وَّ حَمِیۡمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ

اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں بائیں ہاتھ والے، گرم ہوا اور گرم پانی میں (ہوں گے) اور سیاہ دھوئیں کے

مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا کَرِیۡمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِکَ مُتۡرَفِیۡنَ ﴿۴۵﴾

سائے میں جو نہ ٹھنڈا ہے نہ فرحت بخش، بیشک یہ لوگ اس سے پہلے بہت نازوں سے پلے ہوئے تھے

وَ کَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۴۶﴾ وَ کَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ ۬ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا

اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے مٹی اور ہڈی ہوجائیں گے تو کیا ہم

وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِیۡنَ وَ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۴۹﴾

دوبارہ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی؟ آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے

لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ ۬ۙ اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّکُمۡ اَیُّہَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُکَذِّبُوۡنَ ﴿۵۱﴾

ضرور جمع کئے جائیں گے ایک مقرر دن کے وقت، پھر تم اے گمراہو جھٹلانے والو!

لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡہَا الۡبُطُوۡنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوۡنَ عَلَیۡہِ مِنَ

البتہ کھانے والے ہو تھوہر کا درخت،اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو،

---

[1] جامع ترمذی کتاب صفة الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ جِمَاعِ أَهْلِ الجَنَّةِ ۲۵۳۶

[2] المعجم الاوسط للطبرانی ۵۲۶۷، سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها ۳۶۷

الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۵۶﴾ (الواقعۃ ۴۱ تا ۵۶)

پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح، قیامت کے دن ان کی مہمانی یہ ہے۔

اصحاب شمال اور عذاب الٰہی:

اصحاب یمین کے بعد فرمایا عرش کے بائیں جانب کھڑے بدبخت فاسقین لوگوں کی بدنصیبی، ذلت و مسکنت کا کیا ٹھکانا، جیسے فرمایا

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾ ①

ترجمہ: اور جنھوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا وہ بائیں بازو والے ہیں ان پر آگ چھائی ہوئی ہو گی۔

جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے، جیسے فرمایا

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ ②

ترجمہ: رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ﴿۲۶﴾ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَکَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ﴿۲۹﴾ ③

ترجمہ: اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے، کاش میری وہی موت (جو دنیا میں آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی، آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا۔

وہ لو کے سخت تھپیڑوں اور سخت کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ کر رکھ دے گا، جیسے فرمایا

... کَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ ④

ترجمہ: (کیا وہ شخص جس کے حصہ میں یہ جنت آنے والی ہے) ان لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور جنھیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔

اور جہنم کی ہولناک آگ کے کالے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہو گا نہ آرام دہ، جیسے فرمایا

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی مَا کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ ⑤

ترجمہ: چلو اس سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے، نہ ٹھنڈک پہنچانے والا اور نہ آگ کی لپٹ سے بچانے والا، وہ آگ محل جیسی بڑی

---

① البلد ۲۰،۱۹

② الانشقاق ۱۱،۱۰

③ الحاقۃ ۲۵ تا ۲۹

④ محمد ۱۵

⑤ المرسلات ۲۹ تا ۳۲

چنگاریاں پھینکے گی (جو اچھلتی ہوئی یوں محسوس ہوں گی) گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں۔

یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی عطا کردہ ان گنت نعمتوں پر اترا گئے، دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں منہمک ہو کر اپنے خالق کو بھول گئے اور عیش وعشرت اور آسائشوں کی زندگی میں ڈوب کر نعمتوں پر شکر گزار ہونے کے بجائے کافر نعمت بن گئے اور کفروشرک اور دہریت پر قائم رہے اور دوسروں کو بھی سیدھی راہ سے روکتے رہے ، اور اللہ کی ہر سو بکھری نشانیوں اور نازل کردہ واضح دلائل وبراہین کے باوجود فسق وفجور میں ڈوب کر کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے ؟ جیسے فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ [1]

ترجمہ: یہ منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا؟ یہ خبریں ہم کو بھی بہت دی گئی ہیں اور پہلے ہمارے آباواجداد کو بھی دی جاتی رہی ہیں، مگر یہ بس افسانے ہی افسانے ہیں جو اگلے وقتوں سے سنتے چلے آرہے ہیں۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ [2]

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟ ہم نے بھی یہ وعدے بہت سنے ہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بھی سنتے رہے ہیں یہ محض افسانہائے پارینہ ہیں۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝ [3]

ترجمہ: کیا واقعی جب ہم مر چکے ہوں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہمیں جزاوسزا دے جائے گی؟۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ [4]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں جب ہم صرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟۔

اور کیا ہمارے وہ باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟ جیسے فرمایا

اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ [5]

ترجمہ: اور کیا ہمارے اگلے وقتوں کے آباواجداد بھی اٹھائے جائیں گے ؟۔

اے نبی! ان لوگوں سے کہو یقیناً گزری ہوئی اور آئندہ آنے والی تمام مخلوق ایک مقررہ دن اپنے اعمال کی جوابدہی اور جزاوسزا کے لئے ضرور جمع

---

[1] النمل ۶۷،۶۸

[2] المومنون ۸۲،۸۳

[3] الصافات ۵۳

[4] بنی اسرائیل ۴۹

[5] الصافات ۱۷

کیے جانے والے ہیں، جیسے فرمایا

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ [۱]

ترجمہ: ان سے کہو ہاں، اور تم (اللہ کے مقابلے میں) بے بس ہو۔

پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والو! تم بھوک کی شدت سے مغلوب ہو کر نہایت بد ذائقہ اور تلخ درخت زقوم (تھوہر کا درخت) کی غذا کھانے والے ہو جو کہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں اگے گا، جیسے فرمایا

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ [۲]

ترجمہ: بولو، یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت۔

اسی سے تم پیٹ بھرو گے مگر یہ گلے سے نیچے نہ اترے گا اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی پیاس کی بیماری والے اونٹوں کی طرح پیو گے، مگر تمہاری پیاس دور نہ ہو گی، بطور استہزا کے فرمایا یہ ہے بائیں والوں کی ضیافت کا سامان روز جزا میں۔

وَأَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ، لَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ تَخْوِيفًا بِهَا لَهُمْ، قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، هَلْ تَدْرُونَ مَا شَجَرَةُ الزَّقُّومِ الَّتِي يُخَوِّفُكُمْ بِهَا مُحَمَّدٌ؟قالُوا: لَا، قَالَ: عَجْوَةُ يَثْرِبَ بِالزُّبْدِ، وَاللّٰهِ لَئِنْ اسْتَمْكَنَّا مِنْهَا لَنَتَزَقَّمَنَّهَا تَزَقُّمًا. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِيهِ:اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ۔ طَعَامُ الْاَثِيْمِ۔ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ

جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں منجملہ عذاب دوزخ کے زقوم کے درخت کا ذکر فرمایا تو ابوجہل بن ہشام نے استہزا لہجہ میں کہا اے گروہ قریش! تم جانتے ہو کہ زقوم کیا چیز ہے جس سے محمد تم کو خوف دلاتے ہیں؟ قریش نے کہا ہم کو خبر نہیں کہ وہ کونسا درخت ہے، ابوجہل بن ہشام نے کہا وہ مدینہ کی کھجوریں مسکہ کے ساتھ ہیں اللہ کی قسم! اگر ہم وہاں (یعنی دوزخ میں) گئے تو اسی کو زقوم بنا دیں گے، تو اللہ تعالیٰ نے اس بیہودہ گوئی کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی، ”زقوم کا درخت، گناہگاروں کا کھانا ہو گا، پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے تیل کی تچھلٹ جیسا کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے۔“ [۳]

جبکہ متقین کے بارے میں فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا [۴] ﴿۱۰۸﴾

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے ان کی میزبانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی اس جگہ سے نکل کر کہیں جانے کو ان کا جی نہ چاہے گا۔

---

[۱] الصافات ۱۸

[۲] الصافات ۶۲

[۳] ابن ہشام ۱/۳۶۲، الروض الانف ۳/۲۰۱، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ۲/۴۷۰

[۴] الكهف ۱۰۸،۱۰۷

نَحۡنُ خَلَقۡنٰکُمۡ فَلَوۡ لَا تُصَدِّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ ﴿ؕ۵۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ

ہم ہی نے تم سب کو پیدا کیا ہے پھر تم کیوں باور نہیں کرتے؟ اچھا پھر یہ تو بتلاؤ کہ جو منی تم ٹپکاتے ہو کیا اس کا (انسان) تم

تَخۡلُقُوۡنَہٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ ﴿۵۹﴾ نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَیۡنَکُمُ الۡمَوۡتَ وَ مَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِیۡنَ ﴿ۙ۶۰﴾

بناتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہی ہیں؟ ہم ہی نے تم میں موت کو متعین کر دیا ہے اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں ہیں

عَلٰۤی اَنۡ نُّبَدِّلَ اَمۡثَالَکُمۡ وَ نُنۡشِئَکُمۡ فِیۡ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۱﴾

کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور پیدا کر دیں اور تمہیں نئے سرے سے اس عالم میں پیدا کریں جس سے تم (بالکل) بے خبر ہو،

وَ لَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَۃَ الۡاُوۡلٰی فَلَوۡ لَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۶۲﴾ (الواقعۃ ۵۷ تا ۶۲)

تمہیں یقینی طور پر پہلی دفعہ کی پیدائش معلوم ہی ہے پھر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے؟۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اپنے وجود کو بطور گواہ پیش کیا اور ان دلائل پر غور و فکر کی دعوت دی کہ اے لوگو! تم یہ تو تسلیم کرتے ہی ہو کہ اس عظیم الشان کائنات کا اور تمہارا خالق اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے، تو پھر اس پر ایمان کیوں نہیں لاتے کہ وہی تمہارا رب اور معبود ہے، کبھی تم نے غور کیا کہ غلیظ و بدبودار پانی کا ایک حقیر قطرہ جو تم عورت سے مباشرت کرتے وقت اس کے رحم میں ڈالتے ہو اس تاریک جگہ میں درجہ بدرجہ نشو نما پا کر انسانی شکل و صورت، خوبصورت خد و خال، متناسب جسم والا بچہ تم بناتے ہو یا اس کے بنانے کی قدرت خالق کل اللہ رب العزت کو ہے؟ جب انسان اللہ کا تخلیق کردہ ہے اور اللہ ہی نے اسے عقل و شعور، حیرت انگیز ذہنی و جسمانی صلاحتیں و قوتیں عطا فرما کر دنیا میں بھیجا ہے اور اسی نے ہی انسان کی پیدائش سے پہلے اس کے رزق اور پرورش کا بندوبست کر دیا ہے تو مخلوق کو کیا حق ہے کہ خالق کے مقابلے میں آزادی اور خود مختاری کا دعویٰ کرے اور اپنے خالق و مالک اور رازق کی بارگاہ میں سر جھکانے اور اس کی بندگی کے گن گانے کے بجائے دوسری مخلوقات کی پرستش کرے جو اسے فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، بلکہ وہ تو خود اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں، جیسے فرمایا

قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ قُلِ اللّٰہُ ؕ قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لِاَنۡفُسِہِمۡ نَفۡعًا وَّ لَا ضَرًّا ... ﴿۱۶﴾ [1]

ترجمہ: اِن سے پوچھو آسمان و زمین کا رب کون ہے؟ کہو، اللہ، پھر ان سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو کیا تم نے اسے چھوڑ کر ایسے معبودوں کو اپنا کارساز ٹھیرا لیا جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟۔

وَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِہَۃً لَّا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ وَ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لِاَنۡفُسِہِمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا وَّ لَا یَمۡلِکُوۡنَ مَوۡتًا وَّ لَا حَیٰوۃً وَّ لَا نُشُوۡرًا ﴿۳﴾ [2]

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان

[1] الرعد ۱۶

[2] الفرقان ۳

کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

تو کیا اللہ کو چھوڑ کر کسی اور ذات کی پرستش عقل و دانش کے تقاضوں کے سراسر خلاف نہیں؟ جو قادر مطلق اس عظیم الشان کائنات کا خالق ہے جو ایک معمولی پانی کے قطرے سے مرد و عورتوں کو پیدا کر رہا ہے، جیسے فرمایا

اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ يُّتۡرَكَ سُدًىؕ ۳۶ اَلَمۡ يَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِىٍّ يُّمۡنٰىۙ ۳۷ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰىۙ ۳۸ فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَيۡنِ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰىؕ ۳۹ [۱]

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکا جاتا ہے؟ پھر وہ ایک لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضا درست کیے پھر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں۔

جو آسمان و زمین سے ان کے رزق اور پرورش کا بندوبست فرما رہا ہے کیا اس کے لئے انہیں دوبارہ زندہ کر دینا مشکل کام ہے۔

اور فرمایا کہ تمہاری پیدائش کی طرح تمہاری موت بھی ہمارے اختیار میں ہے اور ہم نے ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس سے کوئی تجاوز نہیں کر سکتا۔

انسان کو دوسری دلائل پیش کی کہ تمہاری پیدائش کی طرح تمہاری موت بھی ہمارے اختیار میں ہے۔

مسئلہ تقدیر:

اللہ تعالیٰ نے بنیادی اسلامی عقیدہ مسئلہ تقدیر کو مختلف تعبیرات سے پیش کیا ہے، مگر معتزلہ، قدریہ، دہریہ اور منکرین حدیث وغیرہ اس کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہوں پر اس کا ذکر فرمایا، تعبیر اول میں مادہ قدر کا استعمال کرتے ہوئے فرمایا

...وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقۡدِيۡرًا ۲ [۲]

ترجمہ: جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

سورج کی تقدیر اور چاند کی منازل کی تقدیر کا ذکر فرمایا

وَالشَّمۡسُ تَجۡرِىۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِؕ ۳۸ وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ... ۳۹ [۳]

ترجمہ: اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے اور چاند اس کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

...وَكُلُّ شَىۡءٍ عِنۡدَهٗ بِمِقۡدَارٍ ۸ [۴]

---

[۱] القیامۃ ۳۶ تا ۳۹

[۲] الفرقان ۲

[۳] یسین ۳۸،۳۹

[۴] الرعد ۸

ترجمہ: ہر چیز کے لئے اس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے۔

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۴۹ (۱)

ترجمہ: ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔

... قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝۳ (۲)

ترجمہ: اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔

... وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۝۳۸ (۳)

ترجمہ: اور اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے۔

اسی طرح مادہ قضا کے ساتھ بعض فرامین فرمائے۔

... قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ۝۴۱ (۴)

ترجمہ: فیصلہ ہو گیا اس بات کا جو تم پوچھ رہے تھے۔

... وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۝۲۱ (۵)

ترجمہ: اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔

... كَانَ عَلٰی رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ۝۷۱ (۶)

ترجمہ: یہ تو ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے رب کا ذمہ ہے۔

تعبیر سوم میں مادہ کتاب، یعنی ہر بات اللہ نے پہلے سے لکھ رکھی ہے، اور اس کتاب کا نام لوح محفوظ، کتاب مکنون، کتاب مبین اور ام الکتاب ہے، اس کے متعلق بہت سی آیات ہیں۔

... وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ... ۝۱۸۷ (۷)

ترجمہ: جو لطف اللہ نے تمہارے لئے جائز کر دیا ہے اسے حاصل کرو۔

---

(۱) القمر ۴۹

(۲) الطلاق ۳

(۳) الاحزاب ۳۸

(۴) یوسف ۴۱

(۵) مریم ۲۱

(۶) مریم ۷۱

(۷) البقرۃ ۱۸۷

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا... ﴿۵۱﴾ [1]

ترجمہ: ان سے کہو ہمیں ہر گز کوئی (برائی یا بھلائی) نہیں پہنچتی مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ... ﴿۲۲﴾ [2]

ترجمہ: کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب (یعنی نوشتہ تقدیر) میں لکھ نہ رکھا ہو۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا... ﴿۳﴾ [3]

ترجمہ: اگر اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو دنیا ہی میں وہ انہیں عذاب دے ڈالتا۔

...وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ [4]

ترجمہ: خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾ [5]

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔

...لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ [6]

ترجمہ: ام الکتاب اسی کے پاس ہے۔

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴﴾ [7]

ترجمہ: ہم نے اس سے پہلے جس بستی کو بھی ہلاک کیا ہے اس کے لئے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی تھی۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾ [8]

---

(۱) التوبۃ۵۱

(۲) الحدید۲۲

(۳) الحشر۳

(۴) الانعام۵۹

(۵) ھود۶

(۶) الرعد۳۸

(۷) الحجر۴

(۸) بنی اسرائیل۵۸

ترجمہ:اور کوئی بستی ایسی نہیں ہے جسے ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا سخت عذاب نہ دیں،یہ نوشتہ الٰہی میں لکھا ہوا ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ:اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر لکھ رکھی تھی۔

۔۔۔وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے۔

اور حدیث جبریل میں رسول اللہ ﷺ نے ایمان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا

قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْمِيزَانِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور جنت اور دوزخ پر اور میزان پر اور بعث بعد الموت پر ایمان لائے،نیز تو اس کی اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔⁽³⁾

اور ہم اس سے مغلوب اور عاجز نہیں ہیں کہ تمہارے کفروشرک اور بداعمالیوں کے سبب تمہاری موجودہ صورتیں بدل کر تمہیں بندر اور خنزیر بنادیں اور تمہاری جگہ تمہاری شکل وصورت اور کچھ دوسری صفات وخصوصیات کی دوسری مخلوق پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے،اپنی پہلی پیدائش کو تو تم جانتے ہو کہ کیسے پیدا کیے گئے تھے،پھر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے؟ کہ جس اللہ کی قدرت سے پیدائش اور موت کا یہ معجزہ شب وروز ہو رہا ہے،جو ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو آسمان وزمین سے رزق عطافرما رہا ہے کیا یہ اس کی قدرت واختیار سے باہر ہے کہ مرنے کے بعد جب تم مٹی کے ساتھ مٹی ہو جاؤ وہ تمہیں دوبارہ زندہ کر دے،جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۔۔۔ ﴿۲۷﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ:وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لئے آسان تر ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ ⁽⁵⁾

ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا اور پھر وہ صریح جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا؟ اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟ اس سے کہو انہیں وہی زندہ کرے

---

(1) النبا۲۹

(2) یٰسین۱۲

(3) السنن الصغير للبيهقى ١٠،صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ معرفة الْإِيمَانِ، وَالْإِسْلَامِ، والقَدَرِ وَعَلَامَةِ السَّاعَةِ ٩٣،سنن ابوداودكتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ٤٦٩٥،صحيح ابن حبان ١٧٣

(4) الروم۲۷

(5) یٰسین۷۷تا۷۹

گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا اور وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔

ایک مقام پر حیات بعد الموت کے دلائل یوں پیش کیے۔

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی ؕ﴿۳۶﴾ اَلَمۡ یَکُ نُطۡفَۃً مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰی ﴿۳۷﴾ ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنۡہُ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰی ؕ﴿۳۹﴾ اَلَیۡسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی ﴿۴۰﴾ [1]

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے؟ پھر وہ ایک لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضا درست کیے پھر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں، کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مرنے والوں کو پھر سے زندہ کر دے۔

اور تمہارے اعمال کی جواب طلبی کرے اور حسب اعمال جنت و دوزخ میں ڈال دے۔

اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ ﴿ؕ۶۳﴾ ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَہٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ ﴿۶۴﴾ لَوۡ نَشَآءُ

اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں، اگر ہم چاہیں تو اسے

لَجَعَلۡنٰہُ حُطَامًا فَظَلۡتُمۡ تَفَکَّہُوۡنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغۡرَمُوۡنَ ﴿ۙ۶۶﴾ بَلۡ نَحۡنُ مَحۡرُوۡمُوۡنَ ﴿۶۷﴾

ریزہ ریزہ کر ڈالیں اور تم حیرت کے ساتھ باتیں بناتے ہی رہ جاؤ کہ ہم پر تاوان ہی پڑ گیا بلکہ ہم بالکل محروم ہی رہ گئے،

اَفَرَءَیۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِیۡ تَشۡرَبُوۡنَ ﴿ؕ۶۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡہُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ ﴿۶۹﴾

اچھا یہ تو بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو اسے بادلوں سے بھی تم ہی اتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں

لَوۡ نَشَآءُ جَعَلۡنٰہُ اُجَاجًا فَلَوۡ لَا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَیۡتُمُ النَّارَ الَّتِیۡ تُوۡرُوۡنَ ﴿ؕ۷۱﴾

اگر ہماری منشا ہو تو ہم اسے کڑوا زہر کر دیں پھر ہماری شکر گزاری کیوں نہیں کرتے؟ اچھا ذرا یہ بھی بتاؤ کہ جو آگ تم سلگاتے ہو

ءَاَنۡتُمۡ اَنۡشَاۡتُمۡ شَجَرَتَہَاۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡشِـُٔوۡنَ ﴿۷۲﴾ نَحۡنُ جَعَلۡنٰہَا تَذۡکِرَۃً وَّ مَتَاعًا

اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں، ہم نے اسے سبب نصیحت اور مسافروں کے

لِّلۡمُقۡوِیۡنَ ﴿ۚ۷۳﴾ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الۡعَظِیۡمِ ﴿۷۴﴾ (الواقعۃ ۶۳ تا ۷۴)

فائدے کی چیز بنایا، پس اپنے بہت بڑے رب کے نام کی تسبیح کیا کرو۔

انسان کو ایک اور حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ کبھی تم نے سوچا، یہ بیج اور گٹھلیاں جو تم زمین میں بوتے ہو ان سے انواع و اقسام کی اجناس، سبزیاں، جانوروں کے چارے اور قسم قسم کے پھل تم اپنے کسی ہنر یا چھو منتر سے اگاتے ہو یا تمہارے معبودوں میں یہ قدرت ہے

---

[1] القیامۃ ۳۶ تا ۴۰

یا ان لہلہاتی کھیتیوں اور باغات کو اگانے والا اللہ قادر مطلق ہے؟ یعنی جس طرح مرد و عورت کے ایک حقیر نطفہ سے ایک مکمل بچہ اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے جس میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے اسی طرح ایک مردہ بیج یا گٹھلی جو تم زمین میں چھپا دیتے ہو اسے نشو نما دے کر لہلہاتی کھیتیوں اور باغات میں تبدیل کر دینے والا بھی اللہ وحدہ لا شریک ہی ہے تو پھر کیا اللہ مرنے کے بعد انسانوں کو زندہ کر دینے کی قدرت نہیں رکھتا؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُولَنَّ زَرَعْتُ وَلَكِنْ قُلْ حَرَثْتُ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَلَمْ تَسْمَعْ إِلَى قَوْلِ اللَّهِ: {أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ} (۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ نہ کہو کہ میں نے اگایا ہے بلکہ یہ کہو کہ میں نے کاشت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے یہ ارشاد باری تعالیٰ نہیں سنا ” کبھی تم نے سوچا یہ بیج جو تم بوتے ہو ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ان کے اگانے والے ہم ہیں؟۔“ (۲)

اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان ہری بھری کھیتیوں اور گھنے باغات کو جن سے تم رزق حاصل کرتے ہو خشک کر کے بے نام ونشان کر دے تو تم حیرت سے منہ ہی تکتے رہ جاؤ اور اپنے نصیبوں کو کوستے ہوئے بھانت بھانت کی بولیاں بولو گے کہ ہماری تو کاشتکاری کی محنت اور بیج وغیرہ کا لگایا ہوا سرمایہ ضائع ہو گیا ہم تو ہیں ہی بد قسمت کہ ہمیں ہمارے مال اور محنت کا کچھ صلہ نہیں ملا، اللہ نے تیسری حقیقت بیان فرمائی کہ کبھی تم لوگوں نے غور و فکر کیا ہے کہ یہ شیریں پانی جس سے تم پاکیزگی حاصل کرتے ہو، جسے تم اور تمہارے جانور پیتے ہو، اپنی کھیتیوں اور باغات کو سیراب کرتے ہو، جس کے بغیر نہ تم زندہ رہ سکتے ہو نہ تمہارے جانور اور نہ ہی کھتیاں نشو نما پا سکتی ہیں اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا بارش کے دیوتاؤں کا کرشمہ ہے یا اللہ نے اپنی قدرت وحکمت سے اس کو برسایا ہے؟ اور اسی قدرت سے روئے زمین پر اور زمین کے نیچے اس پانی سے بہتے ہوئے دریا اور ابلتے ہوئے چشمے بن جاتے ہیں، اگر اللہ قادر مطلق چاہے تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دے، پھر نہ تم نہ تمہارے جانور اسے پی سکیں گے اور نہ ہی انواع و اقسام کی فصلیں اور چارے پیدا ہوں گے پھر اللہ کی اس عظیم نعمت پر اس کے شکر گزار کیوں نہیں ہوتے؟ جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (۳)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے، وہ اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے اس میں ایک بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

یعنی جس رب نے اپنی قدرت وحکمت سے تمہیں زمین سے رزق اور آسمان سے پانی مہیا کرنے کے انتظامات کیے ہوئے ہیں اسی کو اپنا معبود

---

(۱) الواقعۃ: ۶۴

(۲) تفسیر طبری ۲۳/۱۳۹

(۳) النحل ۱۰،۱۱

،اپنا رزاق اور مشکل کشا و حاجت روا کیوں تسلیم نہیں کرتے؟

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ الْمَاءَ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَهُ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهِ، وَلَمْ يَجْعَلْهُ مَالِحًا أُجَاجًا بِذُنُوبِنَا

ابوجعفر سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ پانی پینے کے بعد یہ دعا فرمایا کرتے تھے ’’ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں میٹھا اور عمدہ پانی اپنی رحمت سے پلایا اور ہمارے گناہوں کے باعث اسے کھاری اور کڑوا نہیں بنادیا۔‘‘[1]

کبھی تم لوگوں نے اس پر بھی غور وفکر کیا ہے کہ درختوں کی لکڑی سے جو آگ جو تم سلگاتے ہو اور اس کی حرارت پر کچی غذائیں پکا کر کھانا تیار کرتے ہو،اس سے روشنی حاصل کرتے ہو،سردیوں میں اپنے کمروں کو گرم کرتے اور تاپتے ہو،اس درخت کو جلا کر کوئلہ تیار کرتے اور اس کوئلہ کی حرارت سے لوہا ڈھالتے ہو،اس کوئلہ کی گیس کو بھی کارخانوں میں حرارت کے لئے استعمال کرتے ہو اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا تمہارے کسی معبود نے پیدا کیا ہے یا اس کا پیدا کرنے والا اللہ وحدہ لاشریک ہے؟ پھر اللہ کی نعمتوں پر اس کے اطاعت گزار کیوں نہیں ہوتے،ہم نے اس کو یاد دہانی کا ذریعہ بنادیا ہے کہ اس آگ کو دیکھ کر جہنم کی آگ کو یاد کرو جو اس آگ سے ستر گنا زیادہ حرارت والی ہے،اور جو نافرمانوں کے لئے تیار کی گئی ہے،اور اس آگ کو ہم نے حاجت مندوں کے لئے چاہے وہ امیر ہو یا فقیر،شہری ہو یا دیہاتی،مسافر ہو یا مقیم سامان زیست بنادیا ہے،

يَقُولُ:الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلَإِ، وَالْمَاءِ، وَالنَّارِ

مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں میں تمام مسلمانوں کا برابر کا حصہ ہے گھاس،پانی اور آگ۔[2]

پس اے نبی!تم سب ہر وقت اپ نے عظیم الشان قدرتوں کے مالک اللہ وحدہ لاشریک،بے شمار صفات کے حامل رب العزت کی حمد وستائش،پاکیزگی بیان کرتے رہو۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝۷۵ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝۷۶

پس میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گرنے کی، اور اگر تمہیں علم ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝۷۷ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝۷۸ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝۷۹

کہ بیشک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے جسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں،

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸۰ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۝۸۱

یہ رب العالمین کی طرف سے اترا ہوا ہے پس کیا تم ایسی بات کو سرسری (اور معمولی) سمجھ رہے ہو

[1] شعب الایمان ۴۱۶۲، تفسیر ابن ابی حاتم محققا۱۸۷۹۹،تفسیرالدرالمنشور ۷؍۱۴

[2] سنن ابوداودکتاب الاجارۃ بَابٌ فِي مَنْعِ الْمَاءِ۳۴۷۷

وَ تَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَكُمۡ اَنَّكُمۡ تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۸۲﴾ (الواقعۃ ۷۵ تا ۸۲)

اور اپنے حصے میں یہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے پھرو۔

کیونکہ مشرکین رسول اللہ ﷺ کو کاہن قرار دیتے تھے اور الزام لگاتے تھے کہ یہ کلام آپ پر جن اور شیاطین القا کر رہے ہیں، ان کے جھوٹے گمانوں کی تردید میں فرمایا کہ تمہارا یہ گمان قطعی غلط ہے کہ اسے شیاطین نبی کریم ﷺ پر القا کرتے ہیں، قسم ہے تاروں اور سیاروں کے طلوع و غروب کی جگہوں، ان کی منزلوں اور ان کے مدار کی، اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے، یہ کلام کہانت یا جادو یا شاعری نہیں بلکہ ایک جلیل القدر قرآن ہے، جو سراسر حق ہے، جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے، جو لوح محفوظ میں درج ہے اور ہر مخلوق کی دسترس سے بالاتر ہے، اور یہ تو ایسا پاکیزہ کلام ہے جسے ملائکہ کرام کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام آفات، گناہوں اور عیوب سے پاک رکھا ہے،

وَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ: زَعَمت كُفَّارُ قُرَيْشٍ أَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ

ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کفار قریش کا خیال تھا کہ اس قرآن کو شیاطین لے کر نازل ہوئے ہیں۔ [1]

اس کے جواب میں فرمایا شیاطین کو اس میں تغیر و تبدل، کمی و بیشی اور چوری کرنے کی قدرت حاصل نہیں جیسے فرمایا

وَمَا تَنَزَّلَتۡ بِهِ الشَّيٰطِيۡنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لَهُمۡ وَمَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ﴿۲۱۲﴾ [2]

ترجمہ: اس (کتاب مبین) کو شیاطین لے کر نہیں اترے ہیں نہ یہ کلام اس کو سجتا ہے اور نہ وہ ایسا کر ہی سکتے ہیں، وہ تو اس کی سماعت تک سے دور رکھے گئے ہیں۔

یہ کلام رب العالمین کا نازل کردہ ہے مگر اس جلیل القدر کلام کو تم معمولی اور سرسری سمجھ کر کوئی اہمیت نہیں دیتے اور اس عظیم الشان نعمت میں اپنا حصہ تم نے یہ رکھا ہے کہ اس پر ایمان لانے کے بجائے اسے شد و مد سے جھٹلاتے، تکذیب کرتے پھرتے ہو؟

فَلَوۡ لَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الۡحُلۡقُوۡمَ ﴿۸۳﴾ وَ اَنۡتُمۡ حِيۡنَئِذٍ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۸۴﴾ وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ

پس جبکہ روح نرخرے تک پہنچ جائے اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے رہو، ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے

مِنۡكُمۡ وَ لٰكِنۡ لَّا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوۡ لَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ غَيۡرَ مَدِيۡنِيۡنَ ﴿۸۶﴾

بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے، پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں

تَرۡجِعُوۡنَهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوۡحٌ وَّ رَيۡحَانٌ ۙ

اور اس قول میں سچے ہو تو (ذرا) اس روح کو تو لوٹاؤ، پس جو کوئی بارگاہ الٰہی سے قریب کیا ہوا گا اسے تو راحت ہے اور

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۵۴۴/۷

[2] الشعراء ۲۱۰ تا ۲۱۲

وَّ جَنَّتُ نَعِيۡمٍ ﴿۸۹﴾ وَ اَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ﴿ۙ۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ

غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے، اور جو شخص داہنے (ہاتھ) والوں میں سے ہے تو بھی سلامتی ہے تیرے لیے کہ

مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ﴿ؕ۹۱﴾ وَ اَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُكَذِّبِيۡنَ الضَّآلِّيۡنَ ﴿ۙ۹۲﴾

تو داہنے والوں میں سے ہے لیکن اگر کوئی جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہے

فَنُزُلٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ ﴿ۙ۹۳﴾ وَّ تَصۡلِيَةُ جَحِيۡمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الۡيَقِيۡنِ ﴿ۚ۹۵﴾

تو کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی ہے اور دوزخ میں جانا ہے، یہ خبر سراسر حق اور قطعاً یقینی ہے

فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ﴿ع۹۶﴾ (الواقعۃ ۸۳ تا ۹۶)

پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کر۔

عالم نزع کی بے بسی:

اگر سچ مچ تم کسی کے زیر فرمان نہیں ہو یعنی اگر اس کائنات کا کوئی خالق اور مدبر نہیں اور یہ خود بخود وجود میں آ گئی ہے تو جب مرنے والے کی جان نرخرے تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور اس کے ورثا اور دوسرے لوگ قریب بیٹھے بے بسی سے روح کو پرواز کرتے دیکھ رہے ہوتے ہیں لیکن کوئی اسے ٹال سکنے یا اسے کوئی فائدہ پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا، جیسے فرمایا

كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِىَ ﴿۲۶﴾ وَقِيۡلَ مَنۡ ٜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الۡفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوۡمَئِذِ اِلۡمَسَاقُ ﴿ؕ۳۰﴾ [1] ترجمہ: ہرگز نہیں، جب جان حلق تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا اور آدمی سمجھ لے گا کہ یہ دنیا سے جدائی کا وقت ہے اور پنڈلی سے پنڈلی جڑ جائے گی، وہ دن ہوگا تیرے رب کی طرف روانگی کا۔

اس وقت تمہاری نسبت ہم اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں، یعنی ہمارے بھیجے ہوئے کارندے، موت کے فرشتے مرنے والے کے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر روح قبض کرتے ہوئے تمہیں نظر نہیں آتے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهٖ وَيُرۡسِلُ عَلَيۡكُمۡ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ تَوَفَّتۡهُ رُسُلُنَا وَهُمۡ لَا يُفَرِّطُوۡنَ ﴿۶۱﴾ [2]

ترجمہ: اپنے بندوں پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

ایک مقام پر فرمایا

---

[1] القیامۃ ۲۶ تا ۳۰

[2] الانعام ۶۱

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں، ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

پس یاد رکھو جس طرح اللہ جسم میں روح ڈالنے اور نکالنے پر بھی قادر ہے اسی طرح پھر دوبارہ تمہارے جسموں میں روح ڈال کر نئی زندگی دینے پر بھی قدرت رکھتا ہے، اگر تم اپنے قول میں سچے ہو کہ تم کسی کے زیر فرمان اور ماتحت نہیں ہو اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہونا اور میدان محشر میں جمع ہو کر اعمال کا حساب کتاب نہیں دینا تو اس قبض کی ہوئی روح کو بدن میں لوٹا کر دکھا دو، اگر تم ایسا کرنے سے عاجز ہو تو جان لو کہ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ حق اور سچ ہے اور یقیناً ایک دن آئے گا جس میں سب لوگ زندہ ہو کر اعمال کی جوابدہی کے لئے میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے اور اپنے اعمال کی جزا پائیں گے، اگر وہ مرنے والا مقربین، سابقین میں سے ہو تو اس کے لئے دنیا کے مصائب سے راحت اور عمدہ رزق اور انواع واقسام کی نعمتوں سے بھری جنت ہے، ان میں ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی بشر کے تصور میں ان کا گزر ہوا ہے، جیسے فرمایا

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَأَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ أَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ [2]

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کھاؤ اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو گی، یہ ہے سامان ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ... ﴿۶۴﴾ [3]

ترجمہ: دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لئے بشارت ہی بشارت ہے۔

اور اگر وہ اصحاب یمین میں سے ہو تو موت کے وقت فرشتے اس کو سلامتی کی خوشخبری دیتے ہیں اور کہتے ہیں تو اصحاب الیمین میں سے ہے، اور اگر وہ کفر ونفاق میں مبتلا ہو، حق کی تکذیب کرنے والوں میں سے ہو تو روز قیامت جب وہ پیاس کی شدت سے پانی مانگے گا تو اس کی تواضع کے لئے کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو آنتیں اور کھال تک جھلسا دے گا اور پھر جہنم میں جھونک دیا جائے گا جہاں آگ اسے چاروں

---

[1] ق ۱۶

[2] حم السجدة ۳۰ تا ۳۲

[3] یونس ۶۴

جانب سے گھیرلے گی، جیسے فرمایا

...وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ [1]

ترجمہ: وہاں اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا اور ان کا منہ بھون ڈالے گا، بدترین پینے کی چیز اور بہت بری آرام گاہ!۔

یہ سب قطعی حق ہے پس اے نبی ﷺ! اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ} [2]، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى} [3]، قَالَ: اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب یہ آیت ”پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کر۔“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو تم لوگ اپنے رکوع میں رکھ دو یعنی رکوع میں سبحان ربی العظیم کہا کرو اور جب آیت ”(اے نبی ﷺ) اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو۔“ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا اسے اپنے سجدے میں رکھو یعنی سبحان ربی الاعلی کہا کرو۔ [4]

حکم الألباني: ضعيف

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي المِيزَانِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ العَظِيمِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو کلمے اللہ کو بہت محبوب ہیں زبان پر ہلکے اور وزن میں بھاری سبحان الله وبحمده ،سبحان الله العظيم۔ [5]

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ العَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الجَنَّةِ

جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہا اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ [6]

---

[1] الكهف ۲۹

[2] الواقعة: ۷۴

[3] الأعلى: ۱

[4] سنن ابوداود كتاب الصلاة بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ۸۶۹،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوات بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۸۸۷

[5] صحيح بخارى كتاب التوحيد الجهمية بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَنَضَعُ المَوَازِينَ القِسْطَ لِيَوْمِ القِيَامَةِ ۷۵۶۳،صحيح مسلم كتاب الذكر بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ ۶۸۴۶ ، مسنداحمد ۷۱۶۷، مسندالبزار ۹۷۸۳،صحيح ابن حبان ۸۳۱،شعب الايمان ۵۸۵،السنن الكبرى للنسائى ۱۰۵۹۷، مصنف ابن ابى شيبة ۲۹۴۱۳،مسندابى يعلى ۶۰۹۶،شرح السنة للبغوى ۱۲۶۴

[6] جامع ترمذى كتاب الدعوات باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ ۳۴۶۴، ۳۴۶۵،صحيح ابن حبان۸۲۶،مسندابى يعلى۲۲۳۳، شرح السنة للبغوى۱۲۶۵،مصنف ابن ابى شيبةعن عبدالله بن عمرو۲۹۴۵۱w

مضامین سورۃ الشعراء:

ہرطرح کے دلائل کے باوجود اہل مکہ کی ایک ہی تکرار تھی کہ یہ جو قرآن نازل ہو رہا ہے اس کی تعلیمات میں عظمت والی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ تو شعر اور کہانت کی چیز ہے، اس لئے تو قوم کے سرکردہ اشخاص ان تعلیمات کو قبول نہیں کر رہے بلکہ معاشرے کے کمزور اور جاہل افراد ان تعلیمات کو قبول کر رہے ہیں ان باتوں کا جواب دیا گیا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قرآن کے بارے میں شدید احساس ذمہ داری تھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کے علوم و معارف اور احکام لوگوں تک پہنچانے میں اپنی جان ہلکان کیے ہوئے تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دل میں انسانیت کی ہدایت کا ایسا درد تھا جو لگتا تھا کہ آپ کی جان لے لے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تسلی و تشفی کے لئے فرمایا کہ آپ ان کفار ومشرکین کے ایمان نہ لانے پر رنجیدہ خاطر نہ ہوں کہ ان کے غم میں اپنی جان ہی دے ڈالیں، انہوں نے ہر دور کے کفار ومشرکین کی طرح ہماری نشانیاں دیکھی ہوئی ہیں، ان سب کی ذہنیت ایک سی ہے، ان کی حجتیں بھی ایک ہی طرح کی ہیں، ان کے اعتراضات بھی یکساں ہیں، ان کے حیلے اور بہانے یکساں ہیں اس لئے اپنی جاہلانہ ضد وہٹ دھرمی کی بنا پر اپنے کفر وشرک پر اڑے ہوئے ہیں، اگر اب کوئی ایسی نشانی دیکھنا چاہتے ہوں جو زبردستی ان کی اکڑی ہوئی گردن جھکا دے تو وہ نشانی بھی آ کر رہے گی اس سلسلہ میں سابقہ امتوں قوم فرعون، قوم نوح ،قوم عاد و ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے حالات وواقعات بیان کیے گئے کہ ان کی ہٹ دھرمی اور ضد کا نتیجہ تاریخ کا حصہ ہے، ان کا انجام بھی ان کی طرح یکساں ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ نشانیاں بھی بیان کی گئیں جو ہر بینا آنکھ کے گردوپیش بکھری پڑی ہیں، ہمارے تمام انبیاء کی تعلیمات، ہر دور کے مسلمانوں کے اخلاق وسیرت وکردار اور ان کے ساتھ رب کی رحمت کا معاملہ ایک سا رہا ہے، باری تعالیٰ نے اپنی صفات کا ذکر فرمایا، کفار ومشرکین کو ایک بار پھر تنبیہ کی گئی کہ بار بار ہماری نشانیاں دیکھنے پر اصرار نہ کرو اگر پھر بھی تم نہیں مانتے تو سابقہ امتوں کے حالات واقعات پر ایک نظر ڈال لو، تم ہمارے نازل کردہ کلام پر اعتراض کرتے ہو اچھا ذرا کسی کاہن اور کسی شاعر کے کلام پر نظر ڈال لو اور پھر قرآن کے مضامین اس کی تعلیمات اور اس کے انداز بیاں کو دیکھو دونوں کے موازنے کے بعد کیا تمہارا دل یہ گواہی نہیں دیتا کہ یہ ہمارا نازل کردہ کلام ہے اگر تمہارے دل گواہی نہیں دیتے تو پھر یقیناً تم ظالم ہو اور ظلم کے انجام میں تم سابقہ امتوں کے احوال کا مشاہدہ کر چکے ہو، مسلمانوں کو اللہ پر توکل، ناپ تول کو پورا کرنا اور عقیدہ اور عمل کی اصلاح کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا اور انبیاء کی تکذیب کرنا، دین کے ساتھ تمسخر کرنا، گمراہی اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد پھیلانے کی شدید مذمت کی گئی، موسیٰ کے معجزات کا تذکرہ اور سمندر میں راستے کا بننا کے ساتھ دعوت عام دی گئی کہ ہم زمین میں سے جو نباتات و جمادات پیدا کرتے ہیں ان پر غور و تدبر کرو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ۝۱ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۝۲ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ۝۳

طسم، یہ آیتیں روشن کتاب کی ہیں، ان کے ایمان نہ لانے پر شاید آپ تو اپنی جان کھو دیں گے،

اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتۡ اَعۡنَاقُهُمۡ لَهَا خٰضِعِيۡنَ ﴿۴﴾ وَ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ

اگر ہم چاہتے تو ان پر آسمان سے کوئی ایسی نشانی اتارتے کہ جس کے سامنے ان کی گردنیں خم ہوجاتیں،اور ان کے پاس

مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ مُحۡدَثٍ اِلَّا كَانُوۡا عَنۡهُ مُعۡرِضِيۡنَ ﴿۵﴾ فَقَدۡ كَذَّبُوۡا

رحمان کی طرف سے جو بھی نئی نصیحت آئی یہ اس سے روگردانی کرنے والے بن گئے،ان لوگوں نے

فَسَيَاۡتِيۡهِمۡ اَنۡۢبٰٓؤُا مَا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۶﴾ اَوَ لَمۡ يَرَوۡا اِلَى الۡاَرۡضِ

جھٹلایا ہے اب ان کے پاس جلدی سے اس کی خبریں آجائیں گی جس کے ساتھ وہ مسخراپن کر رہے ہیں، کیا انہوں نے زمین

كَمۡ اَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِيۡمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيَةً ؕ

پر نظریں نہیں ڈالیں؟ کہ ہم نے اس میں ہر طرح کے نفیس جوڑے کس قدر اگائے ہیں؟ بیشک اس میں یقیناً نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿۹﴾ (الشعراء ۱تا۹)

اور ان میں کے اکثر لوگ مومن نہیں ہیں اور تیرا رب یقیناً وہی غالب اور مہربان ہے۔

ط،س،م، کیونکہ مشرکین مکہ کلام الٰہی کو شعر اور کہانت سے تعبیر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ قرآن کی تعلیم میں عظمت والی کوئی بات نہیں اس لئے قوم کے جوان اور معاشرتی اعتبار سے کمزور افراد اس کو قبول کرتے ہیں اور اشراف قوم اس سے گریزاں ہیں،اور ان کا یہ بھی مطالبہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی رسالت کی حقانیت میں کوئی معجزہ کیوں نہیں دکھاتے اس کے جواب میں فرمایا اگر کسی کو حقیقت میں ایمان لانے کے لئے نشانی مطلوب ہے تو کتاب مبین کی یہ آیات موجود ہیں جس کا کتاب الٰہی ہونا ظاہر و باہر ہے،اس کی آسان زبان،اس کا دلفریب انداز بیان،اس کے وسیع ترین مضامین،اس کے پیش کردہ سچے حقائق اور اس کے حالات نزول سب کے سب صاف صاف دلالت کر رہے ہیں کہ یہ رب العالمین ہی کی نازل کردہ کتاب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کے حقیقی خیر خواہ تھے اور ان کی بھلائی چاہتے تھے مگر قوم کی گمراہی وضلالت،اخلاقی پستی اور حق قبول کرنے میں ہٹ دھرمی کو دیکھ کر رنجیدہ خاطر ہوتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے تسلی وتشفی کے لئے فرمایا اے محمد ﷺ!شاید تم اس رنج وغم میں اپنی جان دے دو گے کہ یہ لوگ ہر طرح کی نشانیوں کو دیکھنے،ہر طرح کے دلائل سے سمجھانے کے باوجود اور پچھلی تباہ شدہ اقوام کے عبرت ناک واقعات کو سن کر بھی ایمان نہیں لاتے،جیسے فرمایا

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَسَفًا ﴿۶﴾ [1]

ترجمہ:شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان دینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے۔

فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُكَ عَلَيۡهِمۡ حَسَرٰتٍ... ﴿۸﴾ [2]

---

[1] الکہف ۶

[2] فاطر ۸

ترجمہ:ان لوگوں کی حالت پر رنج وافسوس میں تمہاری جان نہ گھلے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ کوئی ایسی نشانی نازل کر دے جس سے تمام کفار ومشرکین ایمان واطاعت کی روش اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں، مگر اللہ کو جبری طور پر قبول اسلام مطلوب نہیں بلکہ اللہ چاہتا ہے کہ یہ لوگ اپنے چاروں طرف پھیلی ہوئی قدرت کی نشانیوں اور خود اپنے نفسوں پر غور وفکر کریں، جیسے فرمایا

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾ (۱)

ترجمہ: زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لیے اور خود تمہارے اپنے وجود میں ہیں، کیا تم کو سوجھتا نہیں؟۔

ان آیات کی مدد سے حق وباطل میں تمیز کریں اور ہم نے انسان کو جو ارادہ واختیار کی آزادی دی ہے اسے بروے کار لاکر پھر خلوص نیت سے ایمان بالغیب لائیں، جیسے فرمایا

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٩٩﴾ (۲)

ترجمہ: اگر تمہارا رب چاہتا تو زمین کے رہنے والے سب کے سب لوگ ایمان لے آتے،اب کیا تم لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرو گے۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١١٩﴾ (۳)

ترجمہ: اگر تیرا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک ہی امت بنا سکتا تھا،وہ تو مختلف راہوں پر ہی چلتے رہیں گے (اور بے راہ رویوں سے) صرف وہی بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے اسی لئے تو اس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

ان لوگوں کے پاس رحمان کی طرف سے دنیاوی واخروی کامیابی کے لئے جو ہدایت ورہنمائی نازل کی جاتی ہے مگر یہ اس سے روگردانی کرتے اور مذاق اڑاتے ہیں،حق کی تکذیب ان کی فطرت بن گئی ہے،جس میں تغیر وتبدل نہیں ہے، جیسے فرمایا

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٠﴾ (۴)

ترجمہ:افسوس بندوں کے حال پر جو رسول بھی ان کے پاس آیا اس کا وہ مذاق ہی اڑاتے رہے۔

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ﴿٦﴾ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٧﴾ (۵)

ترجمہ: پہلے گزری ہوئی قوموں میں بھی بارہا ہم نے نبی بھیجے ہیں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نبی ان کے پاس آیا ہو اور انہوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔

---

(۱) الذاریات۲۱،۲۰

(۲) یونس۹۹

(۳) ہود۱۱۹،۱۱۸

(۴) یسین ۳۰

(۵) الزخرف۷،۶

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا ؕ کُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوۡلُهَا کَذَّبُوۡهُ ... ﴿۴۴﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: پھر ہم نے پے در پے رسول بھیجے جس قوم کے پاس بھی اس کا رسول آیا اس نے اسے جھٹلایا۔

مگر اس تکذیب کے نتیجہ میں ہمارا عذاب جسے وہ ناممکن سمجھ کر استہزا اور مذاق اڑاتے ہیں عنقریب اپنی گرفت میں لے لے گا، جیسے فرمایا

...وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: اور ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی شان وشوکت، قدرت وعظمت،عزت ورفعت کو بیان فرمایا کہ کیا انہوں نے کبھی ہموار فرش کی طرح پھیلی ہوئی زمین پر نگاہ نہیں ڈالی کہ ہم نے کتنی کثیر مقدار میں ہر طرح کی صنف اور نوع کے غلہ جات،انواع واقسام کے پھل دار اور آگ جلانے کے درخت، جیسے فرمایا

اَفَرَءَیۡتُمُ النَّارَ الَّتِیۡ تُوۡرُوۡنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡشَاۡتُمۡ شَجَرَتَهَاۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡشِـُٔوۡنَ ﴿۷۲﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: کبھی تم نے خیال کیا، یہ آگ جو تم سلگاتے ہو، اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟۔

میوہ جات اور جانوروں کے لئے چارے اس میں پیدا کیے ہیں؟ جیسے فرمایا

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الۡاَرۡضُ الۡمَیۡتَةُ ۖۚ اَحۡیَیۡنٰهَا وَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهَا حَبًّا فَمِنۡهُ یَاۡکُلُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلۡنَا فِیۡهَا جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ وَّفَجَّرۡنَا فِیۡهَا مِنَ الۡعُیُوۡنِ ﴿۳۴﴾ لِیَاۡکُلُوۡا مِنۡ ثَمَرِهٖ ... ﴿۳۵﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ: ان لوگوں کے لئے بے جان زمین ایک نشانی ہے ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں، ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تا کہ یہ اس کے پھل کھائیں۔

جو اللہ مردہ زمین اور ایک ہی طرح کے پانی سے یہ مختلف انواع وذائقوں اور رنگوں کی چیزیں پیدا کرسکتا ہے، جو زمین پر پالتو مویشی اور خونخوار درندے اور زمین پر رینگنے والے طرح طرح کے حشرات الارض اور ہوا میں اڑنے والے رنگارنگ کے چھوٹے بڑے پرندے، سمندروں میں طرح طرح کی بڑی بڑی مخلوق کو، جو بغیر ستونوں کے بلند وبالا آسمانوں اور اس میں انگنت ستاروں کو، راحت وسکون کے لئے رات کو اور معاش کے لئے دن کو، جو آسمانوں سے بارش برسا سکتا ہے، جو بہتے دریاؤں اور سمندروں کو اور مختلف موسموں کو پیدا کرسکتا ہے تو کیا وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کر دینے کی قدرت نہیں رکھتا؟ مگر اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرتیں دیکھنے کے باوجود اکثر لوگ اللہ اور اس کے رسول اور اس پر جو نازل کیا گیا ہے اس کی تکذیب کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَمَاۤ اَکۡثَرُ النَّاسِ وَلَوۡ حَرَصۡتَ بِمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۰۳﴾ ⁽⁵⁾

---

(1) المومنون ۴۴

(2) الشعراء ۲۲۷

(3) الواقعة ۷۱،۷۲

(4) یسین ۳۳ تا ۳۵

(5) یوسف ۱۰۳

ترجمہ: خواہ آپ کتنا ہی کیوں نہ چاہیں اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

اگر اللہ چاہے تو پچھلی قوموں کی طرح انہیں بھی نشان عبرت بنادے مگر یہ اللہ کا رحم و کرم ہے کہ وہ مجرموں کو سوچنے، سمجھنے کے لئے ڈھیل دیتا ہے اور سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔

وَ اِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَۙ۝۱۰ قَوْمَ فِرْعَوْنَؕ

اور جب آپ کے رب نے موسیٰ (علیہ السلام) کو آواز دی کہ تو ظالم قوم کے پاس جا قوم فرعون کے پاس کیا

اَلَا یَتَّقُوْنَ۝۱۱ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِؕ۝۱۲

وہ پرہیز گاری نہ کریں گے، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا میرے پروردگار! مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ مجھے جھٹلا (نہ) دیں،

وَ یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ۝۱۳ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ

اور میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے میری زبان چل نہیں رہی، پس تو ہارون کی طرف بھی (وحی) بھیج، اور ان کا مجھ پر میرے ایک قصور

فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِۚ۝۱۴ قَالَ كَلَّاۚ فَاذْهَبَا

کا (دعویٰ) بھی ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے مار نہ ڈالیں، جناب باری تعالیٰ نے فرمایا! ہر گز ایسا نہ ہو گا، تم دونوں ہماری

بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ۝۱۵ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَۙ۝۱۶

نشانیاں لے کر جاؤ ہم خود سننے والے تمہارے ساتھ ہیں، تم دونوں فرعون کے پاس جا کر کہو کہ بلاشبہ ہم رب العالمین کے

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَؕ۝۱۷ (الشعرائ ۱۰تا۱۷)

بھیجے ہوئے ہیں کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل روانہ کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی خالقیت کے ذکر کے بعد فرمایا کہ اگر ان نصیحت بھری باتوں کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تو ہم ان جیسے منکرین اور دین کا مذاق اڑانے والوں کا عبرتوں پر مشتمل قصہ بیان کرتے ہیں چنانچہ سب سے پہلے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تاریخی ذکر فرمایا کہ انہیں اس وقت کا قصہ بھی بیان کرو کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جو ایک غلام قوم کے کمزور فرد تھے کوہ طور پر کلام فرمایا اور خلعت رسالت سے نواز کر اور واضح نشانیاں دے کر حکم دیا تھا کہ اس ظالم قوم کے پاس جاؤ جنہوں نے اللہ کی زمین پر تکبر کا رویہ اختیار کر رکھا ہے، اور اللہ کی مخلوق پر جبر کے ساتھ مسلط ہیں، خود کو مختار مطلق سمجھنے والے ظالم و جابر فرعون کے پاس، کیا فرعون اور اس کی قوم کفر و شرک میں ڈوب کر اور اللہ کے بندوں پر ظلم وستم اور ان کے معصوم لڑکوں کو قتل کرتے ہوئے اس بات سے بے خوف ہیں کہ اللہ بہت جلد ان سے ان کے اعمال کی باز پرس کرنے والا ہے، موسیٰ نے اپنی چند کمزوریاں باری تعالیٰ کے حضور گزارش کیں اے میرے رب! مجھے ڈر ہے کہ وہ ظالم لوگ جن کے ظلم کی کوئی حد نہیں ہے مجھے جھٹلائیں گے اور مذاق اڑائیں گے، جیسے فرمایا

...وَاِنَّ فِرۡعَوۡنَ لَعَالٍ فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۸۳﴾ (۱)

ترجمہ: اور واقعہ یہ ہے کہ فرعون زمین میں غلبہ رکھتا تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو کسی حد پر رکتے نہیں ہیں۔

خوف سے میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے اور میری زبان میں بھی لکنت ہے جس کی وجہ سے میں کھل کر بات نہیں کر سکتا، میرے کنبے میں سے میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت سے سرفراز فرما اور اسے میرا معاون بنا دے، جیسے فرمایا

قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿۲۵﴾ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۲۶﴾ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ﴿۲۷﴾ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ﴿۲۸﴾ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَهۡلِیۡ ﴿۲۹﴾ هٰرُوۡنَ اَخِی ﴿۳۰﴾ (۲)

ترجمہ: اس نے عرض کیا پروردگار! میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے، ہارون جو میرا بھائی ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

...فَاَرۡسِلۡهُ مَعِیَ رِدۡاً... ﴿۳۴﴾ (۳)

ترجمہ: اس کو میرے ساتھ معاون بنا کر بھیج۔

اور میں نے دس سال قبل ایک قبطی کو بلا قصور مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے مجھے اپنا گھر بار اور ملک چھوڑ کر مدین جانا پڑا تھا، مجھے اب اس کے پاس جاتے ہوئے ڈر و خوف لگ رہا ہے کہ کہیں وہ مجھے قصاص میں قتل نہ کر ڈالیں، موسیٰ علیہ السلام کے ڈر اور اندیشے کا سن کر باری تعالیٰ نے تسلی دی کہ اے موسیٰ! ہماری ان دونوں نشانیوں اور دلائل و براہین کے ساتھ اس کے پاس جاؤ اور کسی بات کا کھٹکا اپنے دل میں نہ رکھو تمہارے دل میں جو اندیشے لاحق ہیں ہم ان سے تمہاری حفاظت کریں گے، جیسے فرمایا

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیۡكَ وَنَجۡعَلُ لَكُمَا سُلۡطٰنًا فَلَا یَصِلُوۡنَ اِلَیۡكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚۛ اَنۡتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۳۵﴾ (۴)

ترجمہ: فرمایا ہم تیرے بھائی کے ذریعہ سے تیرا ہاتھ مضبوط کریں گے اور تم دونوں کو ایسی سطوت بخشیں گے کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، ہماری نشانیوں کے زور سے غلبہ تمہارا اور تمہارے پیروؤں کا ہی ہو گا۔

ظالم قوم کے سربراہ سرکش فرعون کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ہم رب العالمین کے فرستادہ ہیں اور اس نے ہمیں تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ تو نے چار سو سال سے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے اب انہیں غلامی سے آزاد کر دے اور انہیں ہمارے ساتھ سرزمین شام جانے دے، جس سرزمین کا اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے۔

---

(۱) یونس ۸۳
(۲) طہ۲۵تا۳۰
(۳) القصص ۳۴
(۴) القصص ۳۵

قَالَ اَلَمۡ نُرَبِّكَ فِيۡنَا وَلِيۡدًا وَّ لَبِثۡتَ فِيۡنَا مِنۡ عُمُرِكَ

فرعون نے کہا کہ کیا ہم نے تجھے تیرے بچپن کے زمانہ میں اپنے ہاں نہیں پالا تھا؟ اور تو نے اپنی عمر کے بہت سے سال ہم میں

سِنِيۡنَ ۝۱۸ وَ فَعَلۡتَ فَعۡلَتَكَ الَّتِىۡ فَعَلۡتَ وَ اَنۡتَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝۱۹ قَالَ

نہیں گزارے؟ پھر تو اپنا وہ کام کر گیا جو کر گیا اور تو ناشکروں میں ہے، (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا

فَعَلۡتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيۡنَ ۝۲۰ فَفَرَرۡتُ مِنۡكُمۡ لَمَّا خِفۡتُكُمۡ فَوَهَبَ

کہ میں نے اس کام کو اس وقت کیا تھا جبکہ میں راہ بھولے ہوئے لوگوں میں سے تھا، پھر تم سے خوف کھا کر میں تم میں سے

لِىۡ رَبِّىۡ حُكۡمًا وَّ جَعَلَنِىۡ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝۲۱ وَ تِلۡكَ نِعۡمَةٌ تَمُنُّهَا

بھاگ گیا، پھر مجھے میرے رب نے حکم و علم عطا فرمایا اور مجھے اپنے پیغمبروں میں سے کر دیا، مجھ پر تیرا کیا یہی وہ احسان

عَلَىَّ اَنۡ عَبَّدْتَّ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۝۲۲ (الشعراء ۱۸ تا ۲۲)

ہے؟ جسے تو جتلا رہا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔

فرعون کا تحقیر و تنقیص کرنا:

موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم کے مطابق فرعون کے پاس پہنچے اور اسے دعوت حق پیش کی مگر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو کوئی اہمیت ہی نہ دی اور حقارت آمیز نظروں سے موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو وہی نہیں ہے جو ہماری گود اور ہمارے گھر میں ہمارے ٹکڑوں پر پلا بڑھا جبکہ ہم بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کر ڈالتے تھے، اتنی عمر ہمارے پاس گزارنے کے بعد چند سال ادھر ادھر رہ کر اب تو نبوت کا دعویٰ دار ہو گیا ہے پھر ہمارا دیا ہوا کھا کر ہماری قوم کے ایک آدمی کو قتل کر کے ہماری ناشکری بھی کی، تو تو بڑا ہی احسان فراموش آدمی ہے، موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا میں نے دانستہ نہیں بلکہ نادانستگی میں اس وقت ایک قبطی کا قتل کر دیا تھا پھر میں تمہارے خوف سے مدین بھاگ گیا اب جبکہ میں واپس آ رہا تھا تو میرے رب نے مجھ کو پروانہ نبوت و علم عطا کیا اور مجھے رسولوں میں شامل فرما لیا، رہا تیرا احسان جو تو نے مجھ پر جتایا ہے تو یہ تجھے زیب نہیں دیتا میری پرورش کی حقیقت یہ ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا تھا ان پر ظلم ڈھاتا اور ان کے معصوم بچوں کو قتل کر دیتا تھا اس لئے میری والدہ نے تیرے خوف سے مجھے ٹوکری میں ڈال کر دریا میں بہا دیا تھا اور تو نے اسے اٹھا لیا تھا۔

قَالَ فِرۡعَوۡنُ وَ مَا رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۲۳ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَيۡنَهُمَا

فرعون نے کہا رب العالمین کیا (چیز) ہے؟ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان

اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِيۡنَ ۝۲۴ قَالَ لِمَنۡ حَوۡلَهٗۤ اَلَا تَسۡتَمِعُوۡنَ ۝۲۵

کی تمام چیزوں کا رب ہے، اگر تم یقین رکھنے والے ہو، فرعون نے اپنے گرد والوں سے کہا کیا تم سن نہیں رہے؟

قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ

(موسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا وہ تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار ہے، فرعون نے کہا (لوگو!) تمہارا یہ رسول

الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ

جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو یقیناً دیوانہ ہے، (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا مشرق ومغرب کا

وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ (الشعرائ ۲۳تا۲۸)

اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو۔

فرعون تو اپنی بادشاہی اور اپنے لشکروں کے گھمنڈ میں خود کو رب اعلیٰ کہتا تھا، جیسے فرمایا:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ... ﴿۳۸﴾ (۱)

ترجمہ: اور فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ کا پیغام سن کر فرعون نے غرور وتکبر سے پوچھا اے موسیٰ! یہ جہانوں کا رب کیا ہوتا ہے؟۔ جیسے فرمایا

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ (۲)

ترجمہ: فرعون نے کہا اچھا تو پھر تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰ؟۔

موسیٰ نے جواب دیا اے فرعون! رب العالمین وہ ہے جو اکیلا ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں، اس کی ذات، صفات اور افعال میں کوئی شریک کار نہیں، وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، جیسے فرمایا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ (۳)

ترجمہ: کہو وہ اللہ ہے یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

اس کی نہ بیوی اور نہ کوئی اولاد ہے، جیسے فرمایا

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖۗ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ (۴)

ترجمہ: ان سے کہو، اگر واقعی رحمان کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے عبادت کرنے والا میں ہوتا۔

...اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ... ﴿۱۷۱﴾ (۵)

(۱) القصص ۳۸

(۲) طٰہٰ ۴۹

(۳) الاخلاص ۱تا۴

(۴) الزخرف ۸۱

(۵) النسائ ۱۷۱

ترجمہ: اللہ تو بس ایک ہی الٰہ ہے، وہ بالاتر ہے اس سے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ... ﴿١٠١﴾ (۱)

ترجمہ: وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اس کی شریک زندگی ہی نہیں ہے۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ... ﴿٣٥﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ کے شایاں نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے، وہ پاک ہے۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ... ﴿٩١﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے اور کوئی دوسرا الٰہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿١٥١﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٥٢﴾ (۴)

ترجمہ: خوب سن رکھو، دراصل یہ لوگ اپنی من گھڑت سے یہ بات کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے، اور فی الواقع یہ جھوٹے ہیں۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ الْغَنِيُّ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ... ﴿٦٨﴾ (۵)

ترجمہ: لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے، سبحان اللہ! وہ تو بے نیاز ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کی ملک ہے۔

وہ ان ضروریات سے مبراء ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جیسے فرمایا

... كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ... ﴿٨٨﴾ (۶)

ترجمہ: ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔

اسے نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ... ﴿٢٥٥﴾ (۷)

ترجمہ: اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، نہ وہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ لگتی ہے۔

ساری قدرتیں اور طاقتیں اس کے قبضہ قدرت میں ہیں، اس نے اپنی قدرت کاملہ سے سات زمینوں اور سات آسمانوں اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے تخلیق فرمایا، جیسے فرمایا

---

(۱) الانعام ۱۰۱

(۲) مریم ۳۵

(۳) المومنون ۹۱

(۴) الصافات ۱۵۲،۱۵۱

(۵) یونس ۶۸

(۶) القصص ۸۸

(۷) البقرۃ ۲۵۵

الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَہُمَا فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ... ﴿۵۹﴾ (۱)

ترجمہ: وہ جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں۔

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَہُمَا فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ... ﴿۴﴾ (۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا۔

اس رب نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند فرمایا، جیسے فرمایا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا ... ﴿۱۰﴾ (۳)

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں۔

اَللّٰہُ الَّذِیۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا ... ﴿۲﴾ (۴)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

اور ان آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر متمکن ہوا، جیسے فرمایا

... ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ... ﴿۲﴾ (۵)

ترجمہ: پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔

... ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ... ﴿۴﴾ (۶)

ترجمہ: پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی ﴿۵﴾ (۷)

ترجمہ: وہ رحمان (کائنات کے) تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے۔

اس نے دن کو آگ کی طرح چمکتا دھمکتا ہوا سورج اور رات کو ٹھنڈی روشنی بکھیرنے والا چاند تخلیق فرمایا، جیسے فرمایا

اَلَمۡ تَرَوۡا کَیۡفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الۡقَمَرَ فِیۡہِنَّ نُوۡرًا وَّجَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ (۸)

ترجمہ: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بر تہ بنائے، اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا؟۔

---

(۱) الفرقان۵۹

(۲) السجدۃ۴

(۳) لقمان۱۰

(۴) الرعد۲

(۵) الرعد۲

(۶) الحدید۴

(۷) طٰہٰ۵

(۸) نوح۱۶

وَّجَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ (۱)

ترجمہ: اور ایک نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا۔

اور آسمان دنیا پر ان گنت ستاروں کے جھرمٹ تخلیق فرمائے، جیسے فرمایا

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِزِيۡنَةِ ِۨالۡكَوَاكِبِۙ ﴿۶﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے۔

وَلَقَدۡ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ... ﴿۵﴾ (۳)

ترجمہ: ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے۔

...وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ ۖ وَحِفۡظًا... ﴿۱۲﴾ (۴)

ترجمہ: اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔

ان کی طے شدہ گردشوں سے رات و دن جس میں تم معاش کے کام اور آرام کرتے ہو اور موسموں کو وجود میں لاتا ہے جس کی وجہ سے انواع واقسام کے پھل، سبزیاں، اجناس اور چارے حاصل کرتے ہو اور ماہ و سال کی گنتی معلوم کرتے ہو، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ ﴿۵﴾ (۵)

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی کہ گھٹنے بڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تاکہ تم اس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔

يَسۡـــَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ ؕ قُلۡ هِىَ مَوَاقِيۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ... ﴿۱۸۹﴾ (۶)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں، کہو یہ لوگوں کے لیے تاریخوں کی تعیین کی اور حج کی علامتیں ہیں۔

اور آسمان دنیا پر چمکتے ہوئے ان ستاروں سے رات کو بحر و بر میں راستہ معلوم کرتے ہو، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ النُّجُوۡمَ لِتَهۡتَدُوۡا بِهَا فِىۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ... ﴿۹۷﴾ (۷)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا۔

(۱) النبا۱۳

(۲) الصافات۶

(۳) الملک۵

(۴) حم السجدة۱۲

(۵) یونس۵

(۶) البقرة۱۸۹

(۷) الانعام۹۷

اس نے سمندروں کی جو زمین کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں تخلیق فرمائی جس میں کھارے پانی کے ساتھ ساتھ میٹھے پانی کے چشمے بھی رواں دواں ہیں اور ایک دوسرے میں ملتے نہیں، جیسے فرمایا

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾ (١)

ترجمہ: دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾ (٢)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے ایک لذیذ و شیریں دوسرا تلخ و شور اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے، ایک رکاوٹ ہے جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے۔

...وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا...ؕ ﴿٦١﴾ (٣)

ترجمہ: اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیے۔

اس کی تسخیر قدرت کا ایک ادنیٰ نمونہ یہ ہے جس میں تمہارا کوئی کمال یا ہنر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی مشیت ہے کہ اس نے ہوا اور پانی کو ایسے مناسب انداز سے رکھا کہ سمندر کی سطح پر تمہاری بڑی بڑی کشتیاں جن کے ذریعہ سے تم سفر اور تجارت کرتے ہو رواں دواں رہتی ہیں ورنہ وہ چاہے تو ہوا کی تندی و سرکشی اور پانی کی پہاڑوں جیسی موجوں کی طغیانی کے آگے تمہاری کشتیوں اور جہازوں کا چلنا ناممکن ہو جائے، جیسے فرمایا

...وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ...ۚ ﴿٣٢﴾ (٤)

ترجمہ: جس نے کشتی کو تمہارے لیے مسخّر کیا کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ... ﴿٦٦﴾ (٥)

ترجمہ: تمہارا (حقیقی) رب تو وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتی چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ... ﴿٣١﴾ (٦)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ کشتی سمندر میں اللہ کے فضل سے چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢﴾ (٧)

(١) الرحمٰن ۲۰،۱۹

(٢) الفرقان ۵۳

(٣) النمل ۶۱

(٤) ابراہیم ۳۲

(٥) بنی اسرائیل ۶۶

(٦) لقمان ۳۱

(٧) الجاثیة ۱۲

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں اس میں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر گزار بنو۔

یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ تم ان نعمتوں پر رب کا شکر ادا کرو جو اس تسخیر بحر کی وجہ سے تمہیں حاصل ہے، میرا رب ان سمندروں سے بادلوں کو اٹھا کر جہاں چاہتا ہے بارش برسا دیتا ہے جس سے مردہ پڑی ہوئی زمین لہلہا اٹھتی ہے، جیسے فرمایا

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: (تم ہر برسات میں دیکھتے ہو کہ) اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکایک مردہ پڑی ہوئی زمین میں اس کی بدولت جان ڈال دی، یقیناً اس میں نشانی ہے سننے والوں کے لیے۔

آسمان سے برستا ہوا بارش کا یہ پانی، پہاڑوں سے نکلتے ہوئے یہ رواں دواں دریا، زمین کے نیچے سے نکلتا ہوا میٹھا پانی اور زمین کی روئید گی کو دیکھو جن کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے مگر رب اس سے کئی اقسام کے مختلف ذائقوں والے پھل، طرح طرح کی اجناس، جانوروں کے چارے اور تمہارے علاج معالجے کے لئے مختلف نباتات نکال لاتا ہے، جیسے فرمایا

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ... ۝ (۲)

ترجمہ: اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں انگور کے باغ ہیں کھیتیاں ہیں کھجور کے درخت ہیں جن میں کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ... ۝ (۳)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے پھر ان سے تہ برتہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں، اور انگور، زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔

وہ رب العالمین جس نے ہوا میں اڑتے ہوئے رنگارنگ پرندے، جنگلوں میں کئی اقسام کے خونخوار درندے، زمین پر رینگنے والے حشرات ارض، تمہارے لئے پالتو جانور گائے، بھیڑ بکری، اونٹ، گدھے اور گھوڑے وغیرہ اور سمندر کی بے شمار مخلوقات تخلیق فرمائیں، زمین کو ڈھلکنے سے بچانے کے لئے اس میں کئی رنگوں کے بلند و بالا پہاڑ نصب کئے، جیسے فرمایا

(۱) النحل ۶۵

(۲) الرعد ۴

(۳) الانعام ۹۹

وَ اَلۡقٰی فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِکُمۡ ... ﴿۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تا کہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے۔

وَ جَعَلۡنَا فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِہِمۡ ... ﴿۳۱﴾ (۲)

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تا کہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

... وَ اَلۡقٰی فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِکُمۡ ... ﴿۱۰﴾ (۳)

ترجمہ: اس نے زمین میں پہاڑ جما دیے تا کہ وہ تمہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

... وَ مِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیۡضٌ وَّ حُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُہَا وَ غَرَابِیۡبُ سُوۡدٌ ﴿۲۷﴾ (۴)

ترجمہ: پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

ادنیٰ و اعلیٰ سب مخلوقات اس کی ہی حمد خواں ہیں، جیسے فرمایا

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَ ہُمۡ دٰخِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ لِلّٰہِ یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ ہُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ (۵)

ترجمہ: اور کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو بھی نہیں دیکھتے کہ اس کا سایہ کس طرح اللہ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں گرتا ہے؟ سب کے سب اس طرح اظہار عجز کر رہے ہیں، زمین اور آسمانوں میں جس قدر جاندار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ ہیں سب اللہ کے آگے سربسجود ہیں وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسۡجُدُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ وَ النُّجُوۡمُ وَ الۡجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ کَثِیۡرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ کَثِیۡرٌ حَقَّ عَلَیۡہِ الۡعَذَابُ ؕ ﴿۱۸﴾ (۶)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کے آگے سربسجود ہیں وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں؟ سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان اور بہت سے وہ لوگ بھی جو عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں۔

تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَنۡ فِیۡہِنَّ ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وَ لٰکِنۡ لَّا تَفۡقَہُوۡنَ تَسۡبِیۡحَہُمۡ ﴿۴۴﴾ (۷)

---

(۱) النحل ۱۵

(۲) الانبیاء ۳۱

(۳) لقمان ۱۰

(۴) فاطر ۲۷

(۵) النحل ۴۹،۴۸

(۶) الحج ۱۸

(۷) بنی اسرائیل ۴۴

ترجمہ:اس کی پاکی توساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝١٩ (١)

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں جو مخلوق بھی ہے اللہ کی ہے اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ نہ اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اس کی بندگی سے سرتابی کرتے ہیں اور نہ ملول ہوتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۝٤١ (٢)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے۔

اور ان سب کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے مسخر کر دیا ہے، جیسے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ... ۝٦٥ (٣)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اس نے وہ سب کچھ تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے جو زمین میں ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ... ۝٢٠ (٤)

ترجمہ: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخر کر رکھی ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝١٢ (٥)

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا تا کہ اس کے حکم سے کشتیاں اس میں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر گزار بنو۔

اس نے فرشتوں کو نور سے، جنوں کو آگ کی لپٹ سے اور انسانوں کو مٹی سے بہترین طور پر تخلیق کیا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝٢٦ وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝٢٧ (٦)

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا اور اس سے پہلے ہم جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝١٤ وَخَلَقَ الْجَاۗنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝١٥ (٧)

(١) الانبیاء١٩

(٢) النور٤١

(٣) الحج٦٥

(٤) لقمان٢٠

(٥) الجاثیۃ١٢

(٦) الحجر٢٦،٢٧

(٧) الرحمٰن١٥،١٤

ترجمہ:انسان کو اس نے ٹھیکری جیسے سوکھے سڑے ہوئے گارے سے بنایا اور جن کو آگ کی لپیٹ سے پیدا کیا۔

اور جو شکل وصورت انسان کے لئے مناسب حال تھی اسے عنایت کی۔

...وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿٣﴾ (١)

ترجمہ:اور تمہاری صورت بنائی اور بڑی عمدہ بنائی ہے۔

...وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ... ﴿٦٤﴾ (٢)

ترجمہ:جس نے تمہاری صورت بنائی اور بڑی ہی عمدہ بنائی۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿٤﴾ (٣)

ترجمہ:ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ... ﴿٧﴾ (٤)

ترجمہ:جو چیز بھی اس نے بنائی خوب ہی بنائی۔

دوسری مخلوقات کے مقابلے میں انسان کو قوت گویائی عطا کر کے سب جانداروں پر فضیلت بخشی،اسے اچھے اور برے کا فرق معلوم کرنے کی تمیز دی،جیسے فرمایا

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿٨﴾ (٥)

ترجمہ:پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔

اور جو شکل وصورت وجسامت جانوروں کے لئے مطابقت رکھتی تھی وہ جانوروں کو عطا کی،ہر مخلوق کو اس کی طبعی ضرورت کے مطابق رہن سہن، کھانے پینے اور بودوباش کا طریقہ سمجھا دیا اس کے مطابق ہی ہر مخلوق کو سامان زندگی فراہم کرتی اور حیات مستعار کے دن گزارتی ہے ،وہ رب العالمین ہی ہر مخلوق کا چاہے پتھر میں چھپا ہوا ایک کیڑا ہی کیوں نہ ہو روزی رساں ہے،وہ اپنی مشیت سے جس کسی کو چاہتا ہے فراخی سے عطا کرتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے،جیسے فرمایا:

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ... ﴿٢٦﴾ (٦)

ترجمہ:اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔

---

(١) التغابن ٣

(٢) المومن ٦٤

(٣) التین ٤

(٤) السجدة ٧

(٥) الشمس ٨

(٦) الرعد ٢٦

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ (۱)

ترجمہ: تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ... ﴿۶۲﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ... ﴿۳۶﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو میرا رب جسے چاہتا ہے کشادہ رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا عطا کرتا ہے۔

جس کو چاہتا ہے عزت و تمکنت سے ہمکنار کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے، جیسے فرمایا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۖ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ... ﴿۲۶﴾ (۴) ترجمہ: کہو! اے پروردگار! ملک کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزّت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔

وہ اپنی حکمت و مشیت کے مطابق کسی انسان کو لمبی عمر عطا فرماتا ہے کہ وہ بالکل بچوں کی مانند اور کمزور ہو جاتا ہے اور کسی کو مختصر زندگی دیتا ہے، جیسے فرمایا

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ (۵)

ترجمہ: اور دیکھو اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر وہ تم کو موت دیتا ہے اور تم میں سے کوئی بدترین عمر کو پہنچا دیا جاتا ہے تا کہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے، حق یہ ہے کہ اللہ ہی علم میں بھی کامل ہے اور قدرت میں بھی۔

...وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا... ﴿۵﴾ (۶)

ترجمہ: ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھیرائے رکھتے ہیں، پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں پھر تمہیں پرورش کرتے ہیں تا کہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو، اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے اور کوئی بدترین عمر کی طرف

(۱) بنی اسرائیل ۳۰

(۲) العنکبوت ۶۲

(۳) سبا ۳۶

(۴) آل عمران ۲۶

(۵) النحل ۷۰

(۶) الحج ۵

پھیر دیا جاتا ہے تا کہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔

کسی کام کو کرنے کے لئے اسے اسباب ووسائل کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ سب کام اپنی قدرت کے کلمے کن سے کرتا ہے بس وہ حکم دیتا ہے ہوجا اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے، جیسے فرمایا

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے۔

۔۔۔اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۴۷﴾ (۲)

ترجمہ: وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہوجا اور وہ ہوجاتا ہے۔

اِنَّمَا قَوۡلُنَا لِشَیۡءٍ اِذَاۤ اَرَدۡنٰہُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۴۰﴾ (۳)

ترجمہ: ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا ہوتا کہ اسے حکم دیں ہوجا اور بس وہ ہوجاتی ہے۔

وہ جو چاہے کر گزرتا ہے اس کے حکم اور مشیت کو ٹالنے والا اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، جیسے فرمایا

لَا یُسۡـَٔلُ عَمَّا یَفۡعَلُ وَ ہُمۡ یُسۡـَٔلُوۡنَ ﴿۲۳﴾ (۴)

ترجمہ: وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں ہے اور سب جواب دہ ہیں۔

۔۔۔وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِہٖ۔۔۔ ﴿۲۱﴾ (۵)

ترجمہ: لیکن اللہ اپنے معاملے پر غالب ہے اس نے جو کرنا ہوتا ہے کر کے رہتا ہے۔

وہ علام الغیوب ہے، جیسے فرمایا

اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ سِرَّہُمۡ وَ نَجۡوٰىہُمۡ وَ اَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ﴿۷۸﴾ (۶)

ترجمہ: کیا یہ لوگ جانتے نہیں ہیں کہ اللہ کو ان کے مخفی راز اور ان کی پوشیدہ سرگوشیاں تک معلوم ہیں اور وہ تمام غیب کی باتوں سے پوری طرح باخبر ہے؟۔

وَعِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡلَمُہَاۤ اِلَّا ہُوَ ؕ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعۡلَمُہَا وَلَا

(۱) البقرۃ۱۱۷

(۲) آل عمران۴۷

(۳) النحل۴۰

(۴) الانبیاء۲۳

(۵) یوسف۲۱

(۶) التوبۃ۷۸

حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ [1]

ترجمہ :اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

رات ہو یا دن، اندھیرا ہو یا اجالا، خلوت ہو یا جلوت، پہاڑوں، بیابانوں، غاروں، جنگلوں اور صحراؤں میں تمہارے ہر حال سے باخبر رہتا ہے۔

۔۔۔وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ [2]

ترجمہ :وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

وہ تمہارے سینوں کے چھپے بھید اور آنکھوں کی خیانت بھی جانتا ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ [3]

ترجمہ :اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

پھر تمہاری چند روزہ طبعی زندگی کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ کے فرامین اور حدود کو پامال کر کے، اس رب کے عطا کردہ چند ٹکے پا کر تکبر و عناد کی وجہ سے تمہاری گردنیں اکڑی ہوئی ہیں تم پر موت طاری کرتا ہے اور پھر جب چاہے گا دوبارہ زندہ کر کے جواب دہی کے لئے اپنی بارگاہ میں لا کھڑا کرے گا اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے میزان عدل قائم کرے گا اور محسنین کو اس کے احسان کی اور بدکاروں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا، جیسے فرمایا:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ [4]

ترجمہ :پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

یہ کام اس کے لئے بہت اسان ہیں جنہیں کرتے ہوئے اسے کسی قسم کی تھکن یا تکلیف نہیں ہوتی، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ڰ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ [5]

ترجمہ :ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا اور ہمیں کوئی تکان لاحق نہ ہوئی۔

یہ توحید کے چند دلائل و براہین ہیں اگر تم اس پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ کی بات کے بعد کس کی بات ہے اس کی نشانیوں کے بعد کون سی نشانیاں ہیں جن پر تم ایمان لاؤ گے، جیسے فرمایا:

---

[1] الانعام ۵۹

[2] الحدید ۴

[3] المومن ۱۹

[4] الزلزلہ ۷،۸

[5] ق ۳۸

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۞ ⑴

ترجمہ: یہ اللہ کی نشانیاں ہیں جنہیں ہم تمہارے سامنے ٹھیک ٹھیک بیان کر رہے ہیں اب آخر اللہ اور اس کی آیات کے بعد اور کون سی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔

رب العالمین کے یہ چند اوصاف اس کی ذات بابرکات اور اس کی قوتوں وطاقتوں کو ماننے کے لئے کافی ہیں، اللہ تعالیٰ کے ان چند اوصاف کو سن کرفرعون سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو تکبر اور تعجب کرتے ہوئے ارد گرد کے درباریوں کی طرف دیکھ کر بولا کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے جو یہ کہہ رہا ہے کہ میرے سوا کوئی اور معبود بھی ہے، موسیٰ نے فرمایا وہ تمہارا اور تمہارے آباؤاجداد کا مالک اور پروردگار ہے، جیسے فرمایا

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۞ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۞ ⑵

ترجمہ: کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو اس اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے اگلے پچھلے آباواجداد کا رب ہے؟۔

آج اگر تم فرعون کو رب مانتے ہو تو بتاؤ اس فرعون کی پیدائش سے پہلے جہانوں کا رب کون تھا؟ کیا اس کے پیدا ہونے سے پہلے زمین وآسمانوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کا وجود تھا؟ اگر تم اس کا اقرار کرتے ہو تو بتاؤ توان سب چیزوں کو کس نے پیدا کیا تھا؟ جس نے اس عظیم الشان کائنات کی ہر چیز کی تخلیق کی ہے وہ فرعون نہیں بلکہ وہی جہانوں کا رب ہے جس کا میں فرستادہ ہوں، فرعون کہنے لگا چھوڑو اسے یہ تو کوئی پاگل یا مجنون معلوم ہوتا ہے، موسیٰ نے اپنی دلیلوں کا سلسلہ جاری رکھا اور کہا اے لوگو! سنو رب العالمین وہ ہے جو مشرق ومغرب کا اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کا مالک ہے، جیسے فرمایا

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۞ ⑶

ترجمہ: دونوں مشرق اور دونوں مغرب، سب کا مالک پروردگار ہی ہے۔

جو سورج، چاند اور ستاروں کو مشرق سے طلوع کرتا اور مغرب میں غروب کرتا ہے اگر فرعون اپنے دعویٰ الوہیت وربوبیت میں سچا ہے تو ذرا اس کے خلاف کر کے دکھادے، جیسے فرمایا

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۞ ⑷

ترجمہ: ابراہیم نے کہا اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا اسے مغرب سے نکال لا یہ سن کر وہ منکر حق ششدر رہ گیا۔

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۞ قَالَ

فرعون کہنے لگا سن لے! اگر تونے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تجھے قیدیوں میں ڈال دونگا، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا

⑴ الجاثیۃ۶

⑵ الصافات۱۲۶،۱۲۵

⑶ الرحمٰن۱۷

⑷ البقرۃ۲۵۸

اَوَ لَوۡ جِئۡتُكَ بِشَیۡءٍ مُّبِیۡنٍ ۚ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاۡتِ بِهٖۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۳۱﴾

اگرچہ میں تیرے پاس کوئی کھلی چیز لے آؤں ؟ فرعون نے کہا اگر تو سچوں میں سے ہے تو اسے پیش کر،

فَاَلۡقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ۚۖ﴿۳۲﴾ وَّ نَزَعَ یَدَهٗ

آپ نے (اسی وقت) اپنی لاٹھی ڈال دی جو اچانک کھلم کھلا (زبردست) اژدھا بن گئی ، اور اپنا ہاتھ کھینچ نکالا

فَاِذَا هِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۳۳﴾ ع (الشعرائ ۲۹تا ۳۳)

تو وہ بھی اسی وقت دیکھنے والے کو سفید چمکیلا نظر آنے لگا۔

فرعون کی دھمکی:

فرعون نے جب دیکھا کہ موسیٰ اس کی رعیت کا ایک معمولی فرد مختلف انداز سے رب العالمین کی ربوبیت کاملہ کی وضاحت، اپنی رسالت اور بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کر رہا ہے جس کا کوئی معقول جواب اس سے نہیں بن پا رہا تو وہ دلائل سے صرف نظر کر کے انہیں حوالہ زندان کرنے سے ڈرانے لگا، موسیٰ نے فرمایا اگر میں تمہارے سامنے ایک واضح چیز پیش کروں جو میری حق وصداقت کی گواہی دے پھر بھی تم مجھے حوالہ زندان کر دو گے اور میری رسالت کی صداقت کو تسلیم نہیں کرو گے، فرعون نے کہا اچھا اگر تو اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتا ہے تو اپنی صداقت کی نشانی دکھاؤ، فرعون نے جیسے ہی کہا موسیٰ نے اپنی پہلی نشانی عصا کو زمین پر ڈال دیا جو دیکھتے ہی دیکھتے ایک بڑا اژدھا بن گیا اور پھنکارے مارتے ہوئے ادھر ادھر فراٹے بھرنے لگا، پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ بغل میں ڈالا اور جب باہر نکالا تو ہاتھ چاند کے ٹکڑے کی طرح چمک رہا تھا جس سے سارا ماحول جگمگا اٹھا۔

قَالَ لِلۡمَلَاِ حَوۡلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۳۴﴾ۙ یُّرِیۡدُ اَنۡ یُّخۡرِجَكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهٖ ۖۗ

فرعون اپنے آس پاس کے سرداروں سے کہنے لگا بھئی یہ تو کوئی بڑا دانا جادوگر ہے، یہ تو چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے

فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَ اَخَاهُ وَ ابۡعَثۡ

تمہیں تمہاری سرزمین سے ہی نکال دے بتاؤ اب تم کیا حکم دیتے ہو، ان سب نے کہا آپ اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دیجئے

فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿۳۶﴾ۙ یَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیۡمٍ ﴿۳۷﴾ (الشعرائ ۳۴تا ۳۷)

اور تمام شہروں میں ہرکارے بھیج دیجئے جو آپ کے پاس ذی علم جادوگروں کو لے آئیں۔

درباریوں سے مشورہ:

دونوں معجزوں کو دیکھ کر فرعون موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو زنداں میں ڈالنے کی دھمکی کو بھول گیا، چنانچہ فرعون اپنے درباریوں سے مخاطب ہوا کہ یقیناً یہ شخص اپنے جادو میں کمال کی حد تک پہنچا ہوا ہے، جس سے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنے زبردست جادو کے بل بوتے پر تمہیں

تمہارے ملک سے نکال باہر کرے اور یہ غلام زادہ نیک نام ہو کر یہاں تمہارے ملک پر حکومت کرے اور تم جو صاحب مرتبہ ہو ذلیل وخوار ہو جاؤاب تم مشورہ دو اس جادو گر کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے، سب درباریوں نے رائے دی کہ موسیٰ اور اس کے بھائی کو فی الحال اپنے حال پر چھوڑ دیں اور اسی اثنا میں اپنے ہرکاروں کے ذریعے ملک بھر سے اس کے مقابلے کے ماہر فن جادو گروں کو بلوا کر ان دونوں کا جادو گروں سے باہمی مقابلہ کرا دیں اس طرح ان کی جادو گری کی شعبدہ بازیوں کا جواب مل جائے گا اور ہماری جیت ہو گی اور اس کے مقابلے میں آپ کی تائید و نصرت بھی ہو جائے گی۔

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۳۸ وَّ قِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۝۳۹

پھر ایک مقرر دن کے وعدے پر تمام جادو گر جمع کئے گئے، اور عام لوگوں سے بھی کہہ دیا گیا کہ تم بھی مجمع میں حاضر ہو جاؤ گے؟

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝۴۰ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ

تاکہ اگر جادو گر غالب آجائیں تو ہم ان کی پیروی کریں، جادو گر آکر فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم جیت گئے تو ہمیں کچھ انعام

قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝۴۱ قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ

بھی ملے گا ؟ فرعون نے کہا ہاں ! (بڑی خوشی سے) بلکہ ایسی صورت میں تم میرے خاص

اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝۴۲ (الشعرائ ۳۸ تا ۴۲)

درباری بن جاؤ گے۔

جادو گروں کا جمع ہونا:

فرعون کے حکم عام پر ملک بھر سے ماہر فن جادو گروں کی بہت بڑی تعداد مقررہ وقت اور جگہ پر جمع ہو گئی، جادو گروں کو بلانے کے علاوہ فرعون نے اپنی رعایا کو بھی مقابلہ دیکھنے کی دعوت دی اور صرف اعلان واشتہار ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس غرض سے آدمی چھوڑے گئے کہ لوگوں کو اکسا کر مقابلہ دیکھنے کے لئے لائیں، کیونکہ بھرے دربار میں جو معجزات موسیٰ نے دکھائے تھے ان کی خبر عام لوگوں میں پھیل چکی تھی اور فرعون کو یہ اندیشہ تھا کہ اس سے ملک کے باشندے متاثر ہوتے چلے جا رہے ہیں، جن حاضرین دربار نے معجزے دیکھے تھے اور باہر جن لوگوں تک اس کی معتبر خبریں پہنچی تھیں ان کے عقیدے اپنے آبائی دین و دھرم پر سے متزلزل ہوئے جا رہے تھے اور اب ان کے دین کا دارومدار بس اس پر رہ گیا تھا کہ کسی طرح جادو گر بھی وہ کام کر دکھائیں جو موسیٰ نے کیا ہے، فرعون اور اس کے اعیان سلطنت اسے خود ایک فیصلہ کن مقابلہ سمجھ رہے تھے ان کے اپنے بھیجے ہوئے آدمی عوام الناس کے ذہن میں یہ بات بٹھاتے پھرتے تھے کہ اگر جادو گر مقابلے میں کامیاب ہو گئے تو ہم سچے ہوں گے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین و دھرم پر قائم و دائم رہیں گے ورنہ ہمارے دین و ایمان کی خیر نہیں، اس طرح فرعون نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نور کو پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ اپنے نازل کردہ نور کو پورا کرنا چاہتا تھا، جیسے فرمایا

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳﴾ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر ماننے والا نہیں ہے خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی نا گوار ہو۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ (۲)

ترجمہ: یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پوا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی نا گوار ہو۔

کفروشرک اور ایمان کے معرکے میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے کفر ہمیشہ اپنی اکثریت اور طاقت وحیثیت کے بل بوتے پر خم ٹھوک کر مقابلے میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی اپنی تدابیر سے حق کو غلبہ اور سرخروئی عطا کرتا ہے، جادوگر جو اپنے آبائی دین ودھرم کی نصرت کے لئے حاضر ہوئے تھے ہاتھ جوڑ کر فرعون سے کہنے لگے اے شاہ مصر فرعون! تمہارے حکم پر ہم موسیٰ سے مقابلہ کر رہے ہیں اگر ہم جیت گئے تو کیا ہمیں کوئی انعام بھی ملے گا؟ فرعون نے کہا بیشک میں تمہیں بڑا شاندار انعام دوں گا اور اس کے علاوہ اپنے دربار کے مقربین خاص میں داخل کروں گا۔

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَ عِصِيَّهُمْ

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے جادوگروں سے فرمایا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہے ڈال دو، انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں

وَ قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ

اور کہنے لگے عزت فرعون کی قسم! ہم یقیناً غالب ہی رہیں گے، اب موسیٰ (علیہ السلام) نے بھی اپنی لاٹھی میدان میں ڈال دی

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

جس نے اسی وقت ان کے جھوٹ موٹ کے کرتب کو نگلنا شروع کر دیا، یہ دیکھتے ہی جادوگر بے اختیار سجدے میں گر گئے

قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ (الشعراء ۴۳ تا ۴۸)

اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم تو اللہ رب العالمین پر ایمان لائے، یعنی موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون کے رب پر۔

مقابلہ حق وباطل:

دن چڑھے مقابلہ کے میدان میں ماہر جادوگروں کی ایک کثیر تعداد اور موسیٰ مقابلے کے لئے آمنے سامنے کھڑے تھے جادوگر موسیٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے موسیٰ! پہلے تم اپنا جادو ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں، موسیٰ نے پہلے انہیں اپنے ہر طرح کے کرتب، شعبدے ڈالنے کے لئے کہا، جیسے فرمایا

(۱) التوبة ۳۲

(۲) الصف ۸

قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنۡ نَّکُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰی ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا ... ﴿۶۶﴾ [۱]

ترجمہ: جادوگر بولے موسی علیہ السلام! تم پھینکتے ہو یا پہلے ہم پھینکیں؟ موسی علیہ السلام نے کہا نہیں، تم ہی پھینکو۔

چنانچہ موسیٰ کے انہیں پہل کرنے پر جادوگروں نے بڑے زبردست جادو کا مظاہرہ کیا اور دعویٰ کرتے ہوئے بولے فرعون کی عزت کی قسم! ہم ہی غالب ہوں گے اور لوگوں کی آنکھوں پر نظر بندی کر کے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو میدان مقابلہ میں پھینکا جس سے سارا میدان سانپوں سے بھر گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اپنے دائیں ہاتھ کی لکڑی کو میدان میں پھینک دے، حکم ملتے ہی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی میدان میں پھینک دی جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک زبردست اژدھا بن گئی جس نے حاضرین کے دیکھتے ہی دیکھتے میدان میں دوڑتے چھوٹے بڑے سارے سانپوں کے طلسم فریب کو نگل کر میدان کو صاف کر دیا، ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ نے حق کو کامیاب و کامران اور سربلند کیا اور باطل کی گردن سرنگوں ہو گئی، جیسے فرمایا

بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ عَلَی الۡبَاطِلِ فَیَدۡمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَ لَکُمُ الۡوَیۡلُ مِمَّا تَصِفُوۡنَ ﴿۱۸﴾ [۲]

ترجمہ: مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے اور تمہارے لیے تباہی ہے ان باتوں کی وجہ سے جو تم بناتے ہو۔

وَ قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَهُوۡقًا ﴿۸۱﴾ [۳]

ترجمہ: اور اعلان کر دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

جب جادوگروں نے حق کو فتح مند اور جادو کی ذلت و بے چارگی دیکھی تو حق تک پہنچنے میں انہیں کچھ دیر نہیں لگی، موسیٰ علیہ السلام کی پیش کردہ دعوت حق ان کے رگ و ریشے میں سما گئی اور وہ فوراً بے اختیار سجدے میں گر گئے اور کھلے میدان میں سب مجمع کے سامنے منہ سے بول اٹھے کہ ہم ایمان لے آئے جہانوں کے رب پر جو پروردگار ہے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کا، جیسے فرمایا

فَوَقَعَ الۡحَقُّ وَ بَطَلَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوۡا هُنَالِکَ وَ انۡقَلَبُوۡا صٰغِرِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ اُلۡقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیۡنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ [۴]

ترجمہ: اس طرح جو حق تھا وہ حق ثابت ہوا اور جو کچھ انہوں نے بنا رکھا تھا وہ باطل ہو کر رہ گیا فرعون اور اس کے ساتھی میدان مقابلہ میں مغلوب ہوئے اور (فتح مند ہونے کے بجائے) الٹے ذلیل ہو گئے، اور جادوگروں کا حال یہ ہوا کہ گویا کسی چیز نے اندر سے انہیں سجدے میں گرا دیا کہنے لگے ہم نے مان لیا رب العالمین کو اس رب کو جسے موسیٰ اور ہارون مانتے ہیں۔

---

[۱] طہ۶۶،۶۵

[۲] الانبیاء۱۸

[۳] بنی اسرائیل۸۱

[۴] الاعراف۱۱۸تا۱۲۲

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

فرعون نے کہا کہ میری اجازت سے پہلے تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا بڑا (سردار) ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا،

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ۗ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۚ﴿۴۹﴾

تمہیں ابھی ابھی معلوم ہو جائے گا، قسم ہے میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے طور پر کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا،

قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ

انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں، ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں ہی، اس بنا پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان والے

اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ؑ (الشعرائ۴۹ تا ۵۱)

بنے ہیں، ہمیں امید پڑتی ہے کہ ہمارا رب ہماری سب خطائیں معاف فرما دے گا۔

جادوگروں کو موت کی دھمکی:

فرعون نے پانسہ پلٹتے دیکھ کر جادوگروں کو کہا میں نے ابھی تمہیں ان دونوں کے الٰہ کو ماننے کی اجازت دی ہی نہیں تھی کہ تم ان دونوں کے الٰہ پر ایمان لے آئے، تمہاری اس شکست میں موسیٰ علیہ السلام کے کسی معجزے کا کوئی تعلق نہیں بلکہ تم سب اس کے چیلے لگتے ہو اور تمہاری سازش کا مقصد یہ ہے کہ تم ہمیں یہاں سے بے دخل کر دو اور خود ہماری جگہ سنبھال لو، جیسے فرمایا

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَاۤ اَهْلَهَا ... ﴿۱۲۳﴾ [1]

ترجمہ: فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں؟ یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش تھی جو تم لوگوں نے اس دارالسلطنت میں کی تا کہ اس کے مالکوں کو اقتدار سے بے دخل کر دو۔

حالانکہ اسی نے جادوگروں کو جمع کیا اور یہ اس کے مصاحبین ہی تھے جنہوں نے دوسرے شہروں سے جادوگروں کو اکٹھا کرنے کا مشورہ دیا، حالانکہ انہیں اچھی طرح علم تھا کہ وہ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے ملے تھے نہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تھا، پھر فرعون نے جادوگروں کو قتل و تعذیب کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں کہ ابھی تمہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس خطرناک سازش کے بدلے میں میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہوں، میں تمہارے دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کٹوا دوں گا تا کہ تم ہلنے جلنے کے قابل ہی نہ رہو اور اس پر بس نہیں کروں گا مزید تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی پر لٹکا دوں گا تا کہ ساری دنیا تمہاری ذلت و رسوائی کا تماشا دیکھے، فرعون کی دھمکی کے جواب میں جادوگروں نے جنہوں نے ایمان کی حلاوت کا مزا چکھ لیا تھا فرعون کو بے خوف و خطر جواب دیا اے فرعون! ہمیں مطلق پرواہ نہیں کہ تو ہمیں کیسے موت سے ہمکنار کرتا ہے، موت تو جلد یا بدیر آ کر ہی رہنی ہے، اور آخر کار ہمیں واپس تو پروردگار کی بارگاہ ہی میں جانا ہے پھر اس کا کیا خوف کھانا کہ موت کب اور کس طرح آتی ہے، اگر تو ہمیں بے قصور موت سے دوچار کر دے گا تو اس کے سوا اور کیا ہو گا کہ بس ہم اپنے

[1] الاعراف ۱۲۳

رب کی بارگاہ میں پہنچ جائیں گے، ہم رب سے اپنے گناہوں پر نادم اور شرمسار ہیں کہ تیرے اکسانے پر اللہ کے رسولوں سے مقابلے پر آئے مگر ہمیں اپنے غفور ورحیم رب سے قوی امید ہے کہ جب اصل حقیقت حال کھل چکی تو ہم نے دعوت حقہ کو تسلیم کرنے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں کی اور سبقت کر کے اولین مسلمانوں میں شامل ہو گئے، اللہ تعالیٰ ایمان لانے میں سبقت کرنے پر ہماری خطائیں معاف فرما کر مغفرت ورحم فرمائے گا، جیسے فرمایا

۔۔۔اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ (۱)

ترجمہ: یقیناً اللہ کے ہاں محسنوں کا حق الخدمت مارا نہیں جاتا ہے۔

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ (۲)

ترجمہ: اور صبر کر اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔

۔۔۔اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ (۳)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی تقویٰ اور صبر سے کام لے تو اللہ کے ہاں ایسے نیک لوگوں کا اجر مارا نہیں جاتا۔

فرعون کو اس دوٹوک جواب کی بھی ت وقع نہیں تھی اس بے باک جواب نے شعلوں کو ہوا دکھانے کا کام کیا جس پر فرعون کے حکم پر انہیں ایسی ہی سزا دی گئی جیسے کہی گئی تھی مگر اہل ایمان کے قدم نہ ڈگمگائے، رب سے ڈرتے اور مغفرت کی دعائیں کرتے ہوئے ہنستے ہنستے سولی پر چڑھ گئے۔

وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ

اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو نکال لے چل تم سب پیچھا کئے جاؤ گے، فرعون نے شہروں میں

فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾

ہر کاروں کو بھیج دیا کہ یقیناً یہ گروہ بہت ہی کم تعداد میں ہے اور اس پر یہ ہمیں سخت غضبناک کر رہے ہیں،

وَ اِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾

اور یقیناً ہم بڑی جماعت ہیں ان سے چوکنا رہنے والے، بالآخر ہم نے انہیں باغات سے اور چشموں سے

وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ (الشعرائ ۵۲ تا ۵۹)

اور خزانوں سے اور اچھے اچھے مقامات سے نکال باہر کیا، اسی طرح ہوا اور ہم نے ان (تمام) چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا۔

---

(۱) التوبة ۱۲۰

(۲) هود ۱۱۵

(۳) یوسف ۹۰

حکم ہجرت:

جب موسیٰ نے لمبے عرصہ تک دعوت توحید دے کر فرعون اور اس کی قوم پر ہدایت پہنچانے کی ہر طرح کی حجت قائم کر دی، رب نے بھی آخری عذاب سے بیشتر چھوٹے چھوٹے عذاب دے کر انہیں راہ ہدایت پر پلٹنے کا موقع مہیا کیا کہ شاید وہ رب کے حضور عاجزی پر اتر آئیں اور اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر رب سے اپنی مغفرت چاہیں مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے، آخر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے ہجرت کر جائیں تاکہ جب تک فرعون کو بنی اسرائیل کے فرار کا علم ہو وہ لوگ کافی دور نکل چکے ہوں اور پیشگی تسلی دیتے ہوئے فرمایا فرعون تمہیں اتنی آسانی سے جانے نہیں دے گا جب اسے تمہارے فرار کا پتہ چلے گا تو وہ تمہارا تعاقب کرے گا اس موقعہ پر گھبرانا نہیں، چنانچہ ایک مقررہ رات کو موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل اور غیر اسرائیلی کو جمع کر کے ایک بڑے قافلہ کی شکل میں تھیبس سے کوچ کر دیا اور بحر احمر کی طرف جانے والا راستہ اختیار کیا تاکہ سمندر کے کنارے کنارے چل کر جزیرہ نمائے سینا کی طرف نکل جائیں، مگر راستہ بھول گئے،

عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بِأَعْرَابِيٍّ فَأَكْرَمَهُ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَاهَدْنَا فَأَتَاهُ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَاجَتُكَ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَاقَةٌ بِرَحْلِهَا وَأَعْنُزٌ يَحْلُبُهَا أَهْلِي، قَالَهَا مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعَجَزْتَ أَنْ تَكُونَ مِثْلَ عَجُوزِ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ فَقَالَ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا عَجُوزُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: إِنَّ مُوسَى لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَسِيرَ بِبَنِي إِسْرَائِيلَ أَضَلَّ الطَّرِيقَ، فَقَالَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: مَا هَذَا؟

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کے پاس گئے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا ہمارے پاس بھی آنا، ایک دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی کس حاجت کا سوال کر سکتے ہو؟ وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک اونٹنی کجاوے کے ساتھ اور دودھ والی بکریاں جنہیں میرے گھر والے دوہتے رہیں، اس نے یہ بات دو مرتبہ بیان کی، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تم اس بات سے بھی عاجز ہو کہ بنی اسرائیل کی بڑھیا جیسے ہو جاؤ؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بنی اسرائیل کی بڑھیا کا کیا قصہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام جب قوم بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر چلے تو وہ راستہ بھول گئے، موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا یہ کیا ہوا؟

فَقَالَ عُلَمَاؤُهُمْ: إِنَّ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَخَذَ عَلَيْنَا مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ أَنْ لَا نَخْرُجَ مِنْ مِصْرَ حَتَّى نَنْقُلَ عِظَامَهُ مَعَنَا قَالَ: وَأَيُّكُمْ يَدْرِي أَيْنَ قَبْرُ يُوسُفَ؟ قَالُوا: مَا تَدْرِي أَيْنَ قَبْرُ يُوسُفَ إِلَّا عَجُوزُ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَالَ دُلِّينِي عَلَى قَبْرِ يُوسُفَ، فَقَالَتْ: وَاللَّهِ لَا أَفْعَلُ حَتَّى تُعْطِيَنِي حُكْمِي، قَالَ لَهَا: وَمَا حُكْمُكِ؟

ان کے علماء کہنے لگے ہم آپ کو اس کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے ہم (بنی اسرائیل) سے پختہ عہد لیا تھا کہ جب تم مصر سے جانے لگو تو میرا وجود بھی ساتھ ہی لے جانا، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یوسف علیہ السلام کی قبر کا کس

کو علم ہے؟ انہوں نے جواب دیا یوسف علیہ السلام کی قبر کو بنی اسرائیل کی ایک بڑھیا کے سوا کوئی نہیں جانتا، موسیٰ علیہ السلام نے اسے بلا بھیجا (وہ آپ کے پاس آئی تو) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم یوسف علیہ السلام کی قبر کی طرف ہماری رہنمائی کرو، وہ بڑھیا کہنے لگی اللہ کی قسم! نہیں، ایسے نہیں بتاؤں گی حتی کہ تم میرا مطالبہ پورا کرو، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تیرا مطالبہ کیا ہے؟

قَالَتْ : حُكْمِي أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ ، فَكَأَنَّهُ ثَقُلَ عَلَيْهِ ذٰلِكَ، فَقِيلَ لَهُ: أَعْطِهَا حُكْمَهَاقَالَ: فَانْطَلَقَتْ مَعَهُمْ إِلَى بُحَيْرَةٍ مُسْتَنْقَعِ مَاءٍ، فَقَالَتْ: أَنْضِبُوا هَذَا الْمَاءَ ، فَلَمَّا نَضَبُوهُ قَالَتِ: احْفِرُوا هٰهُنَا فَلَمَّا حَفَرُوا إِذَا عِظَامُ يُوسُفَ، فَلَمَّا أَقَلُّوهَا مِنَ الْأَرْضِ فَإِذَا الطَّرِيقُ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ

وہ بڑھیا کہنے لگی میرا مطالبہ یہ ہے کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ جاؤں، موسیٰ علیہ السلام نے اس مطالبے کو اچھا نہ سمجھا، پس موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ اس کا مطالبہ قبول کر لیجئے، چنانچہ وہ آپ کو ایک بحیرہ (پانی کی جگہ) پر لے گئی جہاں اکثر پانی جمع رہتا تھے، وہ کہنے لگی اس پانی کو سوتو، لوگوں نے اس پانی کو سوت ڈالا، پھر کہنے لگی اس جگہ کو کھودو جب انہوں نے کھودا تو یوسف علیہ السلام کا جسد مبارک نکل آیا جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کے جسد کو اٹھایا تو راستہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔[1]

صبح جب فرعون منفتاح کو بنی اسرائیل کے فرار کا علم ہوا تو آگ بگولہ ہو گیا، اور ہرکاروں کو لشکروں کے جمع کرنے کے لئے پیغام دے کر دوڑایا کہ یہ مٹھی بھر غلام (حالانکہ بائیبل کی روایت کے مطابق مصر سے خروج کے دوسرے سال موسیٰ علیہ السلام نے صحرائے سینا میں مردم شماری کرائی تھی اس میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو چھوڑ کر قابل جنگ مردوں کی تعداد ۶۰۳۵۵۰ تھی) جو ہمارا کچھ بھی بگاڑنے کی قوت واہلیت نہیں رکھتے، جنہوں نے ہماری اجازت کے بغیر مصر سے فرار ہو کر ہمارے غیظ وغضب کو للکارا ہے، اس لئے ہم ان کو قرار واقعی سزا دینا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ کوئی اسرائیلی ایسی جرات ہی نہ کر سکے، ہم تو ایک ایسی حکمران جماعت ہیں جو ہر وقت چوکنا اور ہر خطرے سے نپٹنے کے لئے تیار رہتے ہیں اس لئے بنی اسرائیل کی اس بڑی سازش کو ناکام بنانے کے لئے ہمیں مستعد ہونے کی ضرورت ہے، چنانچہ فرعون کے بلاوے پر سارے سردار اپنی اپنی جگہیں چھوڑ کر فرعون کے پاس آ کر جمع ہو گئے، الغرض فرعون بذات خود اپنی بہترین اقامت گاہوں خزانوں، باغوں اور خوبصورت چشموں کو چھوڑ کر اپنے لشکروں کی قیادت کرتے ہوئے موسیٰ اور بنی اسرائیل کے تعاقب میں روانہ ہوا اور پھر رب نے اسے ان جگہوں میں دوبارہ آنے کی مہلت ہی نہ دی، اس طرح رب نے اپنی حکمت ومشیت سے انہیں تمام عطا کردہ نعمتوں سے محروم کر کے دوسروں کو ان کا وارث بنا دیا اور بنی اسرائیل کو جو مصر میں کبھی پلٹ کر نہیں گئے ویسی نعمتیں جو فرعون کو مصر میں حاصل تھیں فلسطین میں ایسی ہی نعمتیں عطا کیں۔

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى

پس فرعونی سورج نکلتے ہی ان کے تعاقب میں نکلے، پس جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے

[1] السلسلة الصحيحة ٣١٣، مستدرک حاکم ٤٠٨٨، صحيح ابن حبان ٧٢٣، مسندابی يعلى ٧٢٥٤، مجمع الزوائد ١٢٣٤٨

اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿٦٢﴾

کہاہم تو یقیناً پکڑ لیے گئے، موسیٰ نے کہا ہر گز نہیں، یقین مانو میرا رب میرے ساتھ ہے جو ضرور مجھے راہ دکھائے گا،

فَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر اپنی لاٹھی مارو، پس اس وقت دریا پھٹ گیا اور ہر ایک حصہ

كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ﴿٦٣﴾ (الشعرائ ٦٠ تا ٦٣)

پانی کا مثل بڑے پہاڑ کے ہوگیا۔

فرعون کے پاس سفراور کوچ کے ساز وسامان تھے جبکہ بنی اسرائیل پیدل بے سروسامانی میں چل پڑے تھے، اس پر راستہ بھی بھول گئے اس لئے بہت جلد فرعون اور اس کے لشکر نے بنی اسرائیل کو بجیرات مرہ کے قریب بعل صفون کے مقام پر جالیا، بنی اسرائیل ایک لمبی مدت سے غلامی کی ذلت بھری زندگی گزارتے چلے آتے تھے جس سے ان میں بزدلی اور کم ہمتی جیسی صفات پیدا ہو چکی تھیں، جیسے ہی دور سے فرعونی لشکر کو تیزی سے اپنے تعاقب میں آتے دیکھا تو گھبرا اٹھے کہ اب کیا ہوگا، آگے ساحل سمندر رہے اور سمندر میں سفر کرنے کا ہمارے پاس سامان نہیں اور پیچھے ظالم اور طاقتور دشمن فرعون اتنا بڑا لاؤ لشکر لیکر سر پر آن پہنچا ہے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں اب تو مارے گئے، اب پھر غلامی کا دور شروع ہوگا جو پہلے سے کہیں زیادہ رسوا کن ہوگا، قوم کی گھبراہٹ اور مایوسی دیکھ کر موسیٰ نے ان کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کی اور کہا میں اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اپنے رب کے حکم سے تمہیں مصر سے لے کر نکلا ہوں وہ یقیناً ہماری نجات کے راستے کی نشاندہی فرمائے گا، جب فرعون کا لشکر بہت قریب پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر راستے کی نشان دہی کے لئے وحی نازل فرمائی کہ اپنی لاٹھی کو سمندر پر مارو، موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور جیسے ہی انہوں نے لاٹھی کو سمندر پر مارا تو اچانک ایک عجیب وغریب معجزہ رونما ہوا، پانی کی فطرت سیلان ہے مگر یہ فطرت اور خود پانی رب کی ایک مخلوق ہے، مخلوق نے رب کے حکم کو مانا اور یکایک بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے سمندر کے پانی میں بارہ راستے بن گئے اور ان کے درمیان پانی عظیم الشان پہاڑوں کی طرح جم گیا جیسے کہ صاف وشفاف قدرتی دیوار ہو اور درمیانی راستہ کیچڑ کے بجائے کہ چلنے میں مانع ہوتا خشک ہوگیا،

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَارَ الْبَحْرُ اثْنَيْ عَشَرَ طَرِيقًا، لِكُلِّ سِبْطٍ طَرِيقٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دریا میں بارہ رستے بن گئے یعنی ہر قبیلے کے لیے ایک رستہ تھا۔[1]

وَزَادَ السُّدِّيُّ: وَصَارَ فِيهِ طَاقَاتٌ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، وَقَامَ الْمَاءُ عَلَى حَيْلِهِ كَالْحِيطَانِ، وَبَعَثَ اللَّهُ الرِّيحَ إِلَى قَعْرِ الْبَحْرِ فَلَفَحَتْهُ، فَصَارَ يَبَسًا كَوَجْهِ الْأَرْضِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى

سدی کا بیان ہے کہ دیواروں میں روشن دان بھی تھے جن سے وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور پانی یوں کھڑا تھا جیسے دیواریں ہوں، اللہ

---

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۲۷۷۳/۸

تعالیٰ نے ہوا کو بھی بھیج دیا جس سے دریا کا پیندا خشک ہو کر اس طرح ہو گیا جیسے سطح زمین ہو، اور ان کے لیے سمندر میں سے سوکھی سڑک بنالے، تجھے کسی کے تعاقب کا ذرا خوف نہ ہو اور نہ (سمندر کے بیچ سے گزرتے ہوئے غرق ہونے کا) ڈر لگے۔ [1]

موسیٰ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان راستوں میں اتر گئے جس میں سے گزرتے ہوئے ہر قبیلہ دوسری طرف کے گزرتے ہوئے قبیلہ کو صاف نظر آتا تھا اور وہ تمام بخیر وخوبی سمندر پار کر گئے۔

وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَ اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٥﴾

اور ہم نے اسی جگہ دوسروں کو نزدیک لا کھڑا کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) اور ان پر ایمان لانے والوں کو ہم نے نجات دی

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٦٧﴾

پھر اور سب دوسروں کو ڈبو دیا، یقیناً اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں کے اکثر لوگ ایمان والے نہیں

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦٨﴾ (الشعرائ ٦٤ تا ٦٨)

اور بیشک آپ کا رب بڑا ہی غالب ومہربان ہے۔

فرعون کا غرق ہونا:

اللہ تعالیٰ معجزانہ طریق پر سمندر میں بنے ہوئے بارہ خشک راستوں سے بنی اسرائیل کو بخیر وعافیت ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر نکال کر لے گیا اتنی دیر تک پانی نہایت بلند پہاڑوں کی شکل میں کھڑا رہا جب تک کہ لاکھوں بنی اسرائیل کا مہاجر قافلہ اس میں سے گزر نہ گیا، فرعون اور اس کا لشکر بھی بنی اسرائیل کو پکڑنے کے لئے کہ شکار بس سامنے ہی تھا آؤ دیکھا نہ تاؤ بنی اسرائیل کے تعاقب میں ان سمندری راستوں میں داخل ہو گیا، جب فرعون اور اس کا لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں سمندر کے ان بارہ راستوں کے درمیان میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حسب سابق جاری ہو جانے کا حکم صادر فرما دیا، اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے فرعون منفتاح سمیت سارا لشکر پانی میں ڈوب کر اپنے انجام کو پہنچا (جدید تحقیق کے مطابق یہ واقعہ ١٤٤٧ قبل مسیح کو پیش آیا) فرعون کے غرق ہونے کے بعد لوگوں کو اس کی لاش پانی میں تیرتی ہوئی ملی، جہاں سے یہ لاش ملی اس مقام کو جبل فرعون کہتے ہیں، دستور کے مطابق ہر فرعون کو قیمتی جواہرات، اور ضرورت کی اشیاء کے ہمراہ علیحدہ مقبرہ میں دفن کیا جاتا تھا مگر اس فرعون کو پانی سے نکال کر عجلت میں فرعون امنحوتب کے مقبرہ میں دفن کر دیا گیا، اس مغرور ومردود فرعون منفتاح کی لاش پر سے ١٩٠٧ء میں سر گرافٹن ایلٹ سمتھ نے اس کی ممی (مومیا) پر سے پٹیاں کھولی تھیں تو اس کی لاش پر کافی سمندری نمک لگا ہوا تھا اور ناک کے سامنے کے حصہ کے علاوہ محفوظ تھی جو مصری عجائب خانہ (قاہرہ) میں رکھی ہوئی اپنی بے بسی کا اعلان کر رہی ہے) اس واقعہ میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کی صداقت اور فرعون اور اس کی قوم کے موقف کے باطل ہونے پر بڑی دلیل ہے مگر ان نشانیوں کے باوجود اکثر لوگ ایمان لانے اور عمل صالحہ کرنے والے نہیں ہیں، بلاشبہ تیرے رب نے اپنی قوت وغلبے سے جھٹلانے والوں کو ہلاک کر دیا اور اپنی رحمت سے

---

[1] تفسیر ابن کثیر ١٤٤/٦

موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو نجات دی۔

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ اِبۡرٰهِيۡمَ ۝۶۹ اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ وَقَوۡمِهٖ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۝۷۰

انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کا واقعہ بھی سنا دو جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو؟

قَالُوۡا نَعۡبُدُ اَصۡنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيۡنَ ۝۷۱ قَالَ هَلۡ يَسۡمَعُوۡنَكُمۡ

انہوں نے جواب دیا کہ عبادت کرتے ہیں بتوں کی، ہم تو برابر ان کے مجاور بنے بیٹھے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جب تم انہیں

اِذۡ تَدۡعُوۡنَ ۝۷۲ اَوۡ يَنۡفَعُوۡنَكُمۡ اَوۡ يَضُرُّوۡنَ ۝۷۳ قَالُوۡا بَلۡ وَجَدۡنَاۤ

پکارتے ہو تو کیا وہ سنتے بھی ہیں؟ یا تمہیں نفع نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں، انہوں نے کہا یہ (ہم کچھ نہیں جانتے) ہم نے تو

اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفۡعَلُوۡنَ ۝۷۴ قَالَ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا كُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ۝۷۵ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمُ

اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے پایا، آپ نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے جنہیں تم پوج رہے ہو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا

الۡاَقۡدَمُوۡنَ ۝۷۶ فَاِنَّهُمۡ عَدُوٌّ لِّىۡۤ اِلَّا رَبَّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۷۷ الَّذِىۡ خَلَقَنِىۡ فَهُوَ يَهۡدِيۡنِ ۝۷۸

وہ سب میرے دشمن ہیں بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے، جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری رہبری فرماتا ہے،

وَالَّذِىۡ هُوَ يُطۡعِمُنِىۡ وَيَسۡقِيۡنِ ۝۷۹ وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ ۝۸۰ وَالَّذِىۡ يُمِيۡتُنِىۡ

وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے اور وہی مجھے مار ڈالے گا

ثُمَّ يُحۡيِيۡنِ ۝۸۱ وَالَّذِىۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ يَّغۡفِرَ لِىۡ خَطِيۡٓـئَتِىۡ يَوۡمَ الدِّيۡنِ ۝۸۲

پھر زندہ کر دے گا اور جس سے امید بندھی ہوئی ہے کہ وہ روز جزا میں میرے گناہوں کو بخش دے گا،

رَبِّ هَبۡ لِىۡ حُكۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِىۡ بِالصّٰلِحِيۡنَ ۝۸۳ وَاجۡعَلۡ لِّىۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ۝۸۴

اے میرے رب! مجھے قوت فیصلہ عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے، اور میرا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھ،

وَاجۡعَلۡنِىۡ مِنۡ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيۡمِ ۝۸۵ وَاغۡفِرۡ لِاَبِىۡۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيۡنَ ۝۸۶

مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا دے، اور میرے باپ کو بخش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا،

وَلَا تُخۡزِنِىۡ يَوۡمَ يُبۡعَثُوۡنَ ۝۸۷ يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ ۝۸۸

اور جس دن کہ لوگ دوبارہ جلائے جائیں مجھے رسوا نہ کر، جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی، لی

اِلَّا مَنۡ اَتَى اللّٰهَ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ ﴿۸۹﴾ (الشعرائ۶۹تا۸۹)

کن فائدہ والا وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔

اہل عرب بالخصوص قریش کا دعویٰ تھا کہ ملت ابراہیمی ہی ان کا مذہب ہے اور یہود و نصاریٰ کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام ان کے پیشوا ہیں، چنانچہ نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد جب ان کی شرک و توحید کے مسئلے پر اپنے باپ اور اپنی قوم سے کشمکش شروع ہو چکی تھی کا واقعہ بیان فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا تھا کہ تمہارے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے ان لکڑی اور پتھر کے معبودوں کی کیا حقیقت ہے جن کے سامنے تم دن رات مراسم عبودیت بجالاتے ہو، جیسے فرمایا

اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ وَقَوۡمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيۡلُ الَّتِىۡۤ اَنۡتُمۡ لَهَا عٰكِفُوۡنَ ﴿۵۲﴾ [1]

ترجمہ: اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کے تم لوگ گرویدہ ہو۔

انہوں نے اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیا یہ ہمارے ہاتھوں سے تراشی ہوئی مورتیاں ہیں جن کی ہم پرستش کرتے ہیں اور رضاو خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہی کی خدمت میں لگے رہتے ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تم لوگ اپنی تکالیف و مشکلات میں دور و نزدیک سے ان کو پکارتے ہو کیا یہ تمہاری پکار کو سنتے اور جواب دیتے ہیں اور تمہاری پریشانیوں، مشکلات اور تکالیف کو دور کرتے ہیں، ذرا غور و فکر کرو اگر تم ان کی مراسم عبادت کرنا چھوڑ دو تو کیا تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچا سکنے کی قدرت رکھتے ہیں، قوم اس سوال کا کوئی معقول جواب نہ دے سکی اور کہا کہ بیشک ہمارے یہ معبود ہماری مناجاتیں، دعائیں اور فریادیں نہیں سنتے اور نہ ہی کوئی نفع یا نقصان پہنچانے اور نہ ہی کسی کام کو بنانے یا بگاڑنے کی قدرت رکھتے ہیں مگر ہمارے آباؤ اجداد نے ضرور کسی وجہ سے ان بے جان مورتیوں کی پرستش شروع کی ہو گی اس لئے ہم بھی ان کی تقلید میں بت پرستی پر جمے ہوئے ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا کسی مذہب کی صداقت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ کام آباؤ اجداد کے وقت سے ہوتا چلا آرہا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں تو ان معبودان باطلہ سے اپنی بیزاری اور برات کا اعلان کرتا ہوں، ان کی عبادت کرنا تو خود کو جان بوجھ کر خسران میں مبتلا کرنا ہے اور میں دیدہ دانستہ اپنی بدخواہی نہیں کر سکتا، جیسے فرمایا

وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوۡنُوۡا لَهُمۡ عِزًّا ۙ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَيَكۡفُرُوۡنَ بِعِبَادَتِهِمۡ وَيَكُوۡنُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ [2]

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ الہ بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے پشتیبان ہوں کوئی پشتیبان نہ ہو گا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

میں تو صرف اللہ رب العالمین کا پرستار ہوں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے، جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، اور اس کے سوا میں کسی اور کی بندگی کیوں کروں جبکہ وہ میرا خالق ہے اور وہی دین و دنیا کے مصالح میں مخلوقات کی رہنمائی کرتا ہے، جیسے فرمایا

وَحَاۤجَّهٗ قَوۡمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَاۤجُّوۡنِّىۡ فِى اللّٰهِ وَقَدۡ هَدٰٮنِ ۔۔۔ ﴿۸۰﴾ [3]

---

[1] الانبیاء ۵۲

[2] مریم ۸۱،۸۲

[3] الانعام ۸۰

ترجمہ: اس کی قوم اس سے جھگڑنے لگی تو اس نے قوم سے کہا کیا تم لوگ اللہ کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہ راست دکھادی ہے۔

وہی اپنی چھوٹی بڑی مخلوقات کے لئے انواع واقسام کے رزق پیدا کرتا اور آسمان سے پانی برسانے والا ہے، اور اسی کے ہاتھ میں کبھی ختم نہ ہونے والے خزانے ہیں لہذا اللہ سے ادنی یا اعلیٰ جو چیز چاہو طلب کرو جو دینے کی قدرت رکھتا ہے، اور اسی سے اپنی آس و امیدیں وابستہ کرو اور اس نے بن مانگے، بغیر کسی استحقاق کے جو بے شمار نعمتیں عطا کر رکھی ہیں اس پر شکر ادا کرو، اور دکھوں، غموں اور بیماری کو بھی بجز اس اللہ وحدہ لاشریک کے کوئی دور کرنے والا نہیں ہے، وہی موت وحیات پر قدرت رکھتا ہے ایک وقت مقررہ پر وہ تم پر موت طاری کر دے گا پھر جب وہ چاہے گا دوبارہ زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کرے گا اور اختیارات، عطا کردہ نعمتوں اور اعمال کے بارے میں محاسبہ کرے گا، بشری کمزوریوں کے باعث گناہ گار بندوں میں سے جسے چاہے گا اپنی رحمت سے بخش دے گا اور جنتوں میں داخل فرمائے گا جن میں ایسی نعمتیں ہوں گی جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے، مگر نافرمانوں اور مشرکوں کا مقدر رسوائی ہو گی اور ان کا ٹھکانا جہنم کے سوا اور کچھ نہیں جہاں دردناک عذاب ان کا منتظر ہو گا، ابراہیم علیہ السلام جب عمر رسیدہ ہو گئے تو اکثر وہ اپنے رب کی بارگاہ میں گڑگڑا کر آخرت میں نجات کی دعائیں کرتے تھے کہ اے میرے رب! مجھے علم و دانش اور صحیح فہم و فراست عطا فرما جس کے ذریعے سے میں تیرے احکام اور حلام وحرام کی معرفت حاصل کروں اور اس علم کے مطابق مخلوق کے درمیان فیصلے کروں اور آخرت کی ابدی زندگی میں مجھے میرے بھائی انبیاء و مرسلین میں شامل فرما،

إِنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ:ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى. ثَلاثًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آخری وقت دعا مانگی تھی الٰہی اعلیٰ رفیقوں میں ملادے، تین بار یہی دعا کی۔[1]

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بھی مروی ہے

لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَفَأَ الْمُشْرِكُونَ، قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوُوا حَتَّى أُثْنِيَ عَلَى رَبِّي، فَصَارُوا خَلْفَهُ صُفُوفًا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، اللَّهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَا هَادِيَ لِمَا أَضْلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اللَّهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ الْمُقِيمَ الَّذِي لَا يَحُولُ وَلَا يَزُولُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ وَالْأَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ، اللَّهُمَّ إِنِّي عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَ، اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا، وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ، وَالْفُسُوقَ، وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ، اللَّهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ، وَأَحْيِنَا مُسْلِمِينَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُونِينَ، اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَهَ الْحَقِّ

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۳۷، ۴۴۳۸

جب غزوہ احد کے دن مشرکین شکست خوردہ ہو کر بھاگے تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ سے فرمایا سیدھے ہو جاؤ تا کہ میں اپنے رب کی ثناء بیان کروچنانچہ وہ سب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے صف بستہ ہو گئے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ’’ اے اللہ تمام تعریفیں آپ ہی کے لیے ہیں، اے اللہ! آپ جسے کشادہ کر دیں اسے کوئی تنگ نہیں کرسکتااور جسے آپ تنگ کر دیں اسے کوئی کشادہ نہیں کرسکتا، جسے آپ گمراہ کر دیں اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتااور جسے آپ ہدایت دیدیں اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، جس سے آپ کچھ روک لیں اسے کوئی دے نہیں سکتااور جسے آپ کچھ نہ دے کوئی اس کو کوئی دے نہیں سکتا، جسے آپ دور کر دیں اسے کوئی قریب نہیں کرسکتا جسے آپ قریب کرلیں اس کوئی دور نہیں کرسکتا،اے اللہ!ہم پر اپنی رحمتوں، برکتوں فضل وکرم اور رزق کشادہ عطافرما، اے اللہ! میں آپ سے ان دائمی نعمتوں کاسوال کرتاہوں جو پھریں اور نہ زائل ہوں،اسے اللہ! میں آپ سے تنگدستی کے دن نعمتوں کااور خوف کے دن امن کاسوال کرتاہوں،اے اللہ! میں اس چیز کے شرسے آپ کی پناہ میں آتاہوں جوآپ نے ہمیں عطافرمائی یاہم سے روک لی،اے اللہ! ایمان کوہماری نگاہوں میں محبوب کراور ہمارے دلوں میں مزین فرمااور کفروفسق اور نافرمانی سے ہمیں کراہت عطافرمااور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کر،اے اللہ! ہمیں حالت اسلام میں موت عطافرماحالت اسلام میں زندہ رکھ اور نیک لوگوں میں اس طریقے شامل فرما کہ ہم رسواہوں اور نہ ہی کسی فتنے کاشکار ہوں،اے اللہ! ان کافروں کوکیفر کردار تک خودہی پہنچا جو آپ کے پیغمبروں کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کے راستے میں مزاحم ہوتے ہیں اور ان پر پناعذاب مسلط فرما، اے اللہ! اسے سچے معبودان کافروں کوکیفر کردار تک پہنچا جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔ ‘‘[1]

اوراے میرے رب! اب جبکہ تونے مجھے امامت کے لئے چن لیاہے تومیرے بعدمیراذکرخیر دنیاکےلوگوں میں جاری فرمانا تا کہ تیرے فرمانبردار بندے نیک باتوں میں میری پیروی کرتے رہیں،چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کی نیکی کو اکارت نہیں کرتاابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی دعاکوشرف قبولیت بخشااور آپ کے ذکر کو قیامت تک کے لئے پچھلی نسلوں میں اس طرح قائم رکھا کہ عموماہر مذہب وملت کافرد آپ پرسلام بھیجتاہے اور آپ کی ثابت قدمی وآزمائش پر پورااترنے کی تعریف وتوصیف کرتااور محبت رکھتاہے اور ہمیں بھی ان کی روش پر چلنے کا حکم ہواہے، جیسے فرمایا

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۰۸ سَلٰمٌ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۰۹ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۱۰ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۱۱ [2]

ترجمہ:اوراس کی تعریف وتوصیف ہمیشہ کے لئے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی، سلام ہے ابراہیم پر ہم نیکی کرنے والوں کوایسی ہی جزادیتے ہیں،یقیناًوہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

اورعرض کیااور مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں شامل فرما،چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں بھری جنت میں بہت قدرومنزلت عطافرمائی،اورعرض کیااے میرے پروردگار! جب توحساب کتاب کے لئے مجھے اگلی پچھلی مخلوق کے ہمراہ دوبارہ زندہ کرے تومجھے اس روزکی ذلت ورسوائی سے بچاناجس روزدنیوی مال ودولت،اولادیاکسی قسم کارشتہ فائدہ مندنہیں ہوگامگروہ بچ جائےگاجوتجھ پرایمان لایااورتیرے بتلائے ہوئے

[1] مسند احمد۱۵۴۹۲،مستدرک حاکم ۱۸۶۸،السنن الکبری للنسائی ۱۰۳۷۰

[2] الصافات۱۰۸تا۱۱۱

طریقوں پر چلتے ہوئے طبعی زندگی گزار آیا، کیونکہ وطن سے ہجرت کرتے وقت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا تھا

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝۴۷ [۱]

ترجمہ: آپ کو سلام ہے میں آپ کے لئے اپنے رب سے بخشش کی دعا کروں گا وہ میرے اوپر نہایت مہربان ہے۔

اسی وعدے کی بنا پر انہوں نے دعائے مغفرت کی کہ میرے باپ کو معاف کر دے کہ بے شک وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے، ایک جگہ ماں اور باپ دونوں کے لئے دعا کی۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝۴۱ [۲]

ترجمہ: پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کر دیجیو جبکہ حساب قائم ہو گا۔

مگر جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو واضح کر دیا کہ اللہ کے دشمن کے لئے مغفرت کی دعا جائز نہیں تو انہوں نے دعا کرنی چھوڑ دی، جیسے فرمایا

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۔۔ ۝۱۱۴ [۳]

ترجمہ: ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے مغفرت کی دعا کرنا محض اس وعدے کی وجہ سے تھا جو اس نے اس سے کیا تھا مگر جب یہ بات اس پر کھل گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس نے اس سے اظہار بیزاری کر دیا۔

اور میدان محشر میں مجھے اولین وآخرین کے سامنے اپنے باپ کی وجہ سے رسوا نہ کر،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ، فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لاَ تَعْصِنِي، فَيَقُولُ أَبُوهُ: فَاليَوْمَ لاَ أَعْصِيكَ، فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لاَ تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الأَبْعَدِ؟ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: إِنِّي حَرَّمْتُ الجَنَّةَ عَلَى الكَافِرِينَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا إِبْرَاهِيمُ، مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ؟ فَيَنْظُرُ، فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آذر سے قیامت کے دن جب ملیں گے تو ان کے (والد کے) چہرے پر سیاہی اور غبار ہو گا، ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کریں، وہ کہیں گے کہ آج میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا، ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے اے رب! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا آج اس رسوائی سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہو گی کہ میرے والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کافروں پر حرام قرار دی ہے، پھر فرمائے گا اے ابراہیم علیہ السلام! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور خون میں لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہو گا اور پھر اس کے پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ [۴]

[۱] مریم ۴۷

[۲] ابراہیم ۴۱

[۳] التوبۃ ۱۱۴

[۴] صحیح بخاری کتاب سورۃ الشعراء وکتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۳۳۵۰، مستدرک حاکم ۲۹۳۶، شرح السنۃ للبغوی ۴۳۰۹

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس روز نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد، بجز ایسا دل جو کفر و شرک و نافرمانی اور فسق و فجور سے پاک ہو کر اللہ کے حضور حاضر ہو،

عَنْ عَوْفٍ قَالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: مَا الْقَلْبُ السَّلِيمُ قَالَ: يَعْلَمُ بِأَنَّ اللَّهَ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ قَائِمَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مِنْ فِي الْقُبُورِ

عوف کہتے ہیں میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا قلب سلیم سے کیا مراد ہے انہوں نے کہا قلب سلیم وہ ہے جسے یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبروں میں مدفون لوگوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا۔ [1]

وَقَالَ أَبُو عُثْمَانَ النَّيْسَابُورِيُّ: هُوَ الْقَلْبُ الْخَالِي مِنَ الْبِدْعَةِ، الْمُطْمَئِنُّ إِلَى السُّنَّةِ

ابو عثمان نیساپوری کہتے ہیں کہ قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو بدعت سے سالم اور سنت پر مطمئن ہو۔ [2]

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾

اور پرہیز گاروں کے لیے جنت بالکل نزدیک لا دی جائے گی، اور گمراہ لوگوں کے لیے جہنم ظاہر کر دی جائے گی،

وَ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ؕ

اور ان سے پوچھا جائے گا کہ جن کی تم پوجا کرتے رہے وہ کہاں ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کے سوا تھے کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں؟

فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَ جُنُوْدُ اِبْلِيْسَ

یا کوئی بدلہ لے سکتے ہیں پس وہ سب اور کل گمراہ لوگ جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے، اور ابلیس کے تمام لشکر بھی،

اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَ هُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾

وہاں آپس میں لڑتے جھگڑتے ہوئے کہیں گے کہ قسم اللہ کی! یقیناً ہم تو کھلی غلطی پر تھے

اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾

جبکہ تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھ بیٹھے تھے، اور ہمیں تو سوا ان بدکاروں کے کسی اور نے گمراہ نہیں کیا تھا،

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ

اب تو ہمارا کوئی سفارشی بھی نہیں اور نہ کوئی (سچا) غم خوار دوست، اگر کاش کہ ہمیں ایک مرتبہ پھر جانا ملتا تو ہم پکے سچے

---

[1] تفسیر طبری ۱۹/۳۶۶، تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۷۸۳

[2] تفسير البغوي ۶/۱۱۹

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

مومن بن جاتے،یہ ماجرہ یقیناً ایک زبردست نشانی ہے ان میں اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں،

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ؑ (الشعرائ۹۰تا۱۰۴)

یقیناً آپ کا پروردگار ہی غالب مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا روز محشر نعمتوں سے لبریز جنت کو خوب سنوار کر پرہیز گاروں کے قریب لایا جائے گا جس سے اہل ایمان کے سرور میں مزید اضافہ ہوجائے گا اور فرشتے دوزخ کو خوب دہکا کر اور اس پر لگامیں ڈال کر گھسیٹے ہوئے بارگاہ الٰہی کے بائیں جانب میدان میں لائیں گے ،جسے دیکھ کر اور اس میں سے نکلتی ہولناک آوازوں کو سن کر کفار و مشرکین کے غم میں اضافہ ہوجائے گا،جہنم سے ایک گردن باہر نکل کھڑی ہوگی جو گنہگاروں کی طرف غضبناک تیوروں سے نظر ڈالے گی اور اس طرح شور مچائے گی کہ دل اڑ جائیں گے،اور اللہ مالک یوم الدین غضبناک آواز میں مشرکین سے پوچھے گا کہ جن معبودوں کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے اب وہ کہاں ہیں؟ کیا اس وقت وہ تم سے دوزخ کا المناک عذاب ٹالنے کی قدرت رکھتے ہیں یا ان میں اتنی طاقت و قدرت ہے کہ خود اپنے نفس کا ہی بچاؤ کر سکیں؟یعنی وہ کچھ بھی کرنے کی قدرت نہیں رکھتے،چنانچہ مجرم اس کا کوئی جواب نہ دے سکیں گے،چنانچہ تمام عدالتی کاروائی کے بعد جب مشرکین پر جرم ثابت ہوجائے گا تو پھر دنیا میں وہ بزرگ، پیشوا اور رہنما جن کی پرستش کی جاتی تھی، جن کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی عمارتیں اور خوش نما قبے تیار کیے جاتے تھے،ان پر چڑھاوے چڑھائے، جانوروں کی قربانیاں اور روشنیاں کی جاتی تھیں، جن کے حضور نذریں گزاری جاتی تھیں، جن کو اللہ کی صفات کا حامل گردان کر مشکل کشا، حاجت روا، روزی رساں اور اولادیں دینے والے مانا جاتا تھا اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی بندگی کرنے والوں کو اور ابلیس کے جن وانس میں سے تمام ساتھیوں کو جو لوگوں کو شرک اور فسق و فجور پر اکسایا کرتے تھے جہنم کی ہولناک آگ میں اوندھے منہ اوپر تلے ڈال دیا جائے گا،جب عابدین کے سامنے حقیقت کھل جائے گی کہ جن معبودوں سے ہم نے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں، جن کو ہم اپنا سفارشی سمجھتے تھے جن کے بارے میں ہمارا گمان یہ تھا کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے وہ تو خود ہمارے ساتھ عذاب میں گرفتار ہیں تو مقتدین اپنے معبودوں کو مجرم ٹھیرائیں گے اور اللہ کی قسم کھا کر ان سے کہیں گے ہم تو کھلی گمراہی میں مبتلا تھے جو ہم تمہیں عبادت ،محبت اور خوف و رجا میں اللہ رب العالمین کی برابری کا درجہ دیتے تھے اور تمہیں بھی ویسے ہی پکارتے تھے جیسے رب تعالیٰ کو پکارتے تھے،

اسی مضمون کو مختلف مقامات پر یوں فرمایا:

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ [1]

ترجمہ: ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے ساتھ کے گروہ پر لعنت کرتا جائے گا یہاں تک کہ جب سب وہاں جمع ہوجائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے متعلق کہے گا کہ اے ہمارے رب! یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اب انہیں آگ کا دوہرا عذاب

---

[1] الاعراف ۳۸

دے، رب فرمائے گا سب ہی کے لئے دوہرا عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ (۱)

ترجمہ: اور کافر اس وقت کہیں گے کہ اے پروردگار! ان جنوں اور انسانوں کو ہمارے سامنے لا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تا کہ ہم انہیں پاؤں تلے روند ڈالیں اور وہ پست و ذلیل ہو کر رہیں۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ (۲)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے اے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہم کو سیدھے راستے سے بھٹکا دیا اے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کے جھگڑوں کے بارے میں فرمایا

اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ (۳)

ترجمہ: بے شک یہ بات سچی ہے اہل دوزخ میں یہی کچھ جھگڑے ہونے والے ہیں۔

افسوس! ائمہ ضلالت نے ہمیں اس غلط اور خطرناک راہ پر لگائے رکھا، دنیا میں جن کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ تھا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہوں گے اس لئے ہم ان کی پرستش کرتے تھے مگر یہاں ہمارے حق میں سفارش کر کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ۔۔۔ ﴿۵۳﴾ (۴)

ترجمہ: پھر کیا اب ہمیں کچھ سفارشی ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کریں؟۔

اور نہ ہی کوئی ایسا غم خوار ہے جو ہمارے ساتھ ہمدردی ہی کر سکے، قرآن مجید میں ہے کہ وہاں دنیا کے جگری دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن ہی بن جائیں گے اور ہر ایک دوسرے کو زیادہ سے زیادہ سزا دلانے کی جستجو کرے گا، جیسے فرمایا

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۷﴾ (۵)

ترجمہ: وہ دن جب آئے گا تو متقین کو چھوڑ کر باقی سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔

اور مجرم تمنا کرتے ہوئے کہیں گے اگر ہمیں دنیا میں واپس جانے کا ایک موقعہ مل جائے تو ہم اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایمان

---

(۱) حم السجدة ۲۹

(۲) الاحزاب ۶۷،۶۸

(۳) ص ۶۴

(۴) الاعراف ۵۳

(۵) الزخرف ۶۷

لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے، جیسے فرمایا

...اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ... (۱)

ترجمہ: یا ہمیں دوبارہ واپس ہی بھیج دیا جائے تاکہ جو کچھ ہم پہلے کرتے تھے اس کے بجائے اب دوسرے طریقے پر کام کر کے دکھائیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ان کی صرف زبانی باتیں ہیں یہ اتنے کٹر مجرم ہیں کہ اگر انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج بھی دیا جائے تو بھی سیدھی راہ اختیار نہیں کریں گے، جیسے فرمایا

...وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ... ۲۸ (۲)

ترجمہ: اگر انہیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیج دیا جائے تو وہی کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کے معبودوں کے بارے میں مناظرہ اور اللہ کی الوہیت اور اس کی یکتائی کے دلائل اس بات کی واضح نشانی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی پکار کو سننے والا، مشکل کشا و حاجت روا، روزی رساں نہیں مگر ان واضح دلائل کے باوجود ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں، اور تیرا رب پورے غلبے اور قوت والا اور بخشش و رحم فرمانے والا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ۱۰۵ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۱۰۶

قوم نوح نے بھی نبیوں کو جھٹلایا جبکہ ان کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تمہیں اللہ کا خوف نہیں!

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۱۰۷ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۱۰۸ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

سنو! میں تمہاری طرف اللہ کا امانتدار رسول ہوں پس تمہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور میری بات ماننی چاہیے، میں تم سے اس

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۰۹ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۱۱۰

پر کوئی اجر نہیں چاہتا میرا بدلہ تو صرف رب العالمین کے ہاں ہے، پس تم اللہ کا خوف رکھو اور میری فرماں برداری کرو،

قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۱۱۱ قَالَ وَ مَا عِلْمِيْ

قوم نے جواب دیا کہ کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں! تیری تابعداری تو رذیل لوگوں نے کی ہے، آپ نے فرمایا! مجھے کیا خبر کہ

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۱۱۲ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۱۱۳

وہ پہلے کیا کرتے رہے؟ ان کا حساب تو میرے رب کے ذمہ ہے اگر تمہیں شعور ہو تو،

---

(۱) الاعراف ۵۳

(۲) الانعام ۲۸

وَ مَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ

میں ایمان والوں کو دھکے دینے والا نہیں میں تو صاف طور پر ڈرا دینے والا ہوں ، انہوں نے کہا کہ اے نوح !

لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾

اگر تو باز نہ آیا تو یقیناً تجھے سنگسار کر دیا جائے گا، آپ نے کہا اے میرے پروردگار ! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا

فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

پس تو مجھ میں اور ان میں کوئی قطعی فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے باایمان ساتھیوں کو نجات دے ،

فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا

چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں (سوار کرا کر) نجات دے دی، بعد ازاں باقی تمام لوگوں

بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾

کو ڈبو دیا، یقیناً اس میں بہت بڑی عبرت ہے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے تھے بھی نہیں،

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾ (الشعرا ۱۰۵ تا ۱۲۲)

اور بیشک آپ کا پروردگار البتہ وہی ہے زبردست رحم کرنے والا۔

قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا یعنی نوح علیہ السلام کی تکذیب کو تمام رسولوں کی تکذیب قرار دیا اس لئے کہ تمام انبیاء ومرسلین کی دعوت ایک اور ان کی خبر ایک ہے اس لئے ان میں سے کسی ایک کی تکذیب اس دعوت حق کی تکذیب ہے جسے تمام انبیاء ومرسلین لے کر آئے ہیں، یاد کرو جبکہ ان کے بھائی نوح علیہ السلام نے اپنی تبلیغ ونصیحت میں کہا اے میری قوم کے لوگو! تمام طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر صرف ایک اکیلے اللہ کی بندگی اختیار کرو جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے ، کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟۔

اللہ کو چھوڑ کر معبودان باطلہ کی بندگی کرتے ہوئے کیا تم اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو گئے ہو؟۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۳﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ ﴿۴﴾ (۲)

ترجمہ: (تم کو آگاہ کرتا ہوں) کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اللہ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔

(۱) المومنون ۲۳

(۲) نوح ۴،۳

جب تبلیغ کرتے ایک عرصہ گزر گیا مگر قوم کے دلوں میں گداز، ڈر وخوف پیدا نہ ہوا تو نوح علیہ السلام نے انسانی فطرت کے مطابق دوسرا طریقہ اختیار کیا اور قوم کو ثواب وجزا کی ترغیب دینے اور اللہ کی قدرت کی دلیلوں سے سمجھانے کی کوشش کی اور کہا

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ ﴿۱۹﴾ [1]

ترجمہ: نوح علیہ السلام نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے لئے تم کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے؟ حالانکہ اس نے طرح طرح سے تمہیں بنایا ہے، کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بر تہ بنائے اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا اور اللہ نے تم کو زمین سے عجیب طرح اگایا پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور اس سے یکا یک تم کو نکال کھڑا کرے گا، اور اللہ نے زمین کو تمہارے لئے فرش کی طرح بچھا دیا تاکہ تم اس کے اندر کھلے راستوں پر چلو۔

اور اپنی رسالت کے بارے میں کہا میں اللہ کا رسول ہوں وہ جو کچھ مجھ پر نازل کرتا ہے میں پوری دیانت و ایمانداری کے ساتھ تم تک پہنچا دیتا ہوں کیونکہ میری پیروی کرنے کا مقصد اللہ کی اطاعت کرنا ہے لہذا سب مطاعوں کی اطاعت چھوڑ کر صرف میری اطاعت کرو اور میں جو دعوت توحید و رسالت دے رہا ہوں اس کے آگے سر تسلیم خم کر دو، مگر قوم نے نوح علیہ السلام کی دعوت کو تسلیم کرنے کے بجائے انہیں دیوانہ قرار دیا جیسے فرمایا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ﴿۹﴾ [2]

ترجمہ: ان سے پہلے نوح کی قوم جھٹلا چکی ہے انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور وہ بری طرح جھڑکا گیا۔

کیونکہ سرداران قوم کو اپنی دولت وثروت اور حیثیت کی پڑی رہتی تھی اس لئے مغرورانہ انداز میں حقارت سے کہتے کہ نوح علیہ السلام نے یہ جو سلسلہ چلا رکھا ہے انکا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ مال و دولت جمع کر کے ہماری برابری کرے، اور یہ جو چند گنے چنے، مٹھی بھر کم درجہ کے لوگ جن کو کوئی عقل وشعور اور جن کی کوئی حیثیت ہمارے ہاں نہیں ہے اگر بے سوچے سمجھے اس کی پیروی کرنے لگے ہیں تو ہمارے اتنے معبودوں یا ہم جو ایک جتھا ہیں پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں اگر اسکی نصیحت میں حقیقت یا وزن ہوتا تو سب سے پہلے ہم صاحب مال و دولت وثروت ایمان لے آتے، جیسے فرمایا

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ... ﴿۲۴﴾ [3]

---

[1] نوح ۱۰ تا ۱۹

[2] القمر ۹

[3] المومنون ۲۴

ترجمہ:اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا وہ کہنے لگے کہ یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا اس کی غرض یہ ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ... ﴿۲۷﴾ [1]

ترجمہ:اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا ہمیں تو تم اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتے کہ بس ایک انسان ہو ہم جیسے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی صرف ان لوگوں نے بے سمجھے بوجھے اختیار کر لی ہے جو ہمارے ہاں کے اراذل ہیں اور ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے بڑھے ہوئے ہو۔

اس الزام پر نوح علیہ السلام نے کھلے عام کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! مجھے تمہارے مال ومتاع کی قطعی ضرورت نہیں، میرا رب جو مجھے عطا کرتا ہے میرے لئے وہ کافی سے زیادہ ہے، میرا کبھی ایسا مطالبہ نہیں رہا ہے میرے اس کام کا اجر وہی دے گا جس نے میری یہ ڈیوٹی لگائی ہے اور وہی ہی کوئی اجر دینے کی قدرت رکھتا ہے لہذا عقل سے گری ہوئی باتیں نہ کرو، یہ باتیں کر کے تم خود کو جھوٹی تسلی دیتے ہو اور عام لوگوں کو صرف گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہو مجھے میرے رب نے تمہاری طرف بھیج کر تمہارے لئے خیر کا ارادہ کیا ہے تاکہ میں تمہیں طاغوت کے راستہ سے ہٹا کر سیدھا راستہ بتاؤں لہذا میری نیت پر شک وشبہ اور میرے کردار پر کیچڑ مت اچھالو اور اللہ سے ڈرو، اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بے خوف وخطر میری پیروی کرو اور اے قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو کمتر پیدا نہیں کیا مگر تم لوگوں نے انسانوں کے درمیان درجہ بندی کرتے ہوئے خود ساختہ غیر فطری اونچ نیچ قائم کر رکھی ہے، مذہب کی حقانیت وصداقت کو پرکھنے کے لئے پیشہ یا مال ودولت کسوٹی نہیں ہوتے بلکہ اس کے حیات بخش اصول ہوتے ہیں اگر پیشے کے اعتبار سے تم ان گنے چنے مسلمانوں کو جو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے ہیں، جن کا ذہن صاف ہے جو حقیقت کو سمجھنے اور تسلیم کرنے کی استعداد رکھتے ہیں، جن کے اندر اتنی صداقت پسندی موجود تھی کہ جب انہوں نے جان لیا کہ میری دعوت حق ہے تو اس حق وصداقت کی خاطر محض اللہ کی خاطر اور اس کی رضا کے لئے ہر چیز کو قربان کر دینے اور ہر طرح کے مصائب سہنے کے لئے تیار ہو گئے، یہ لوگ جنہوں نے دنیائے ناپائدار کو دل لگانے کے قابل نہ سمجھا، یہ لوگ جن کی اللہ کے ہاں قدر ومنزلت ہے کو کمتر اور حقیر سمجھتے ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پیشہ صرف پیشہ ہوتا ہے، کوئی بھی پیشہ حقیر نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی رزق حلال کمانے کے لئے پیشے کی وجہ سے گھٹیا بن جاتا ہے اگر مال ودولت کی وجہ سے خود کو ان سے بالا وارفع جانتے ہو تو یہ مال واسباب تمہیں میرے رب نے ہی دیا ہے وہ جس کے لئے چاہے مال واسباب میں فراوانی کر دے اور جس کا رزق چاہے نپا تلا کر دے، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ... ﴿۲۶﴾ [2]

ترجمہ:اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔

یہ اس کی حکمت ومشیت ہے اس میں تمہارا کوئی عمل دخل کوشش یا استحقاق نہیں ہے، وہ رب جس نے تمہیں مال ومتاع، عزت ومرتبہ سے نوازا

---

[1] ھود۲۷

[2] الرعد۲۶

ہے جب چاہے سب واپس لینے کی قدرت بھی رکھتا ہے،اے میری قوم کے لوگو! تم لوگ مال و دولت اور جاہ واقتدار مل جانے کو عزت سمجھتے ہو،تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ اللہ نے تمہارے سروں پر پیدائشی طور پر عزت وعظمت کا تاج نہیں رکھ دیا ہے اور جن کو مال و دولت سے نہیں نوازا وہ پیدائشی ذلیل وحقیر ہیں حقیقت میں ایسی بات نہیں اللہ نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس سے تم اس کے مقرب نہیں بن گئے ہو،وہ تو آزمائش کے لئے دیا گیا ہے اور جن کو مفلسی دی ہے وہ اللہ کے مغضوب نہیں انکی بھی آزمائش ہو رہی ہے،میں ان غریب مسلمین کو جن میں حق کو پہچاننے کی وسعت نظر،نیک نفسی،صداقت وخودداری،قوم کے آگے صحیح دعوت کو قبول کرنے پر مصائب قبول کرنے کی فراغ حوصلگی و بلند ہمتی،اپنے بھائیوں کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ،راہ اللہ تکالیف پر صبر واستقامت اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر قناعت کے عمدہ اوصاف ہیں،جن میں اونچ نیچ کے امتیازات نہیں تمہاری سطحی باتوں کی وجہ سے اپنے سے دور نہیں کرسکتا اب کوئی تھوڑے عمل کرتا ہے اور کہیں کمزوری دکھاتا ہے اور کوئی مجسم ڈوبا ہوا ہے تو اس کا معاملہ رب کے اختیار میں ہے،جیسے فرمایا:

...وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝۲۹ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰ (۱)

ترجمہ:اور میں ان لوگوں کو دھکے دینے سے بھی رہا جنہوں نے میری بات مانی ہے،وہ آپ ہی اپنے رب کے حضور جانے والے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت برت رہے ہو اور اے قوم! اگر میں ان لوگوں کو دھتکار دوں تو اللہ کی پکڑ سے کون مجھے بچانے آئے گا؟ تم لوگوں کی سمجھ میں کیا اتنی بات بھی نہیں آتی؟۔

تم اگر رب پر ایمان نہیں لانا چاہتے تو میرا تم پر کوئی زور زبردستی دھونس نہیں ہے،جیسے فرمایا

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ... ۝۲۵۶ (۲)

ترجمہ:دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔

میری دعوت کو بلا جبر واکراہ اور شعوری آمادگی کیساتھ قبول کرو،اب یہ تمہارا فیصلہ ہے کہ رب کے ہاں قدر و منزلت چاہتے ہو یا ذلت کی گہرائیوں میں ڈوبنا میرا کام تو صرف تمہیں خبردار ہوشیار چوکنا کر دینا ہے،ابھی اللہ نے تمہیں زندگی کی مہلت دے رکھی ہے تا کہ تم ایمان لا کر نیک اعمال کر و اسکی خوشنودی حاصل کر کے عذاب سے بچ جاؤ،اگر تم لوگ اپنی کفرانہ روش سے باز نہ آئے تو نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے،آخر قوم نے طاغوت کی بندگی سے نکلنے سے انکار کر دیا اور کہا

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ڏ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝۲۳ (۳)

ترجمہ: انہوں نے کہا ہر گز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود اور سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔

اور اے نوح! اگر تو وعظ ونصیحت کرنے اور ہمارے معبودوں کے خلاف باتیں بنانے سے باز نہ آیا تو ہم تجھے پتھر مار مار کر سنگسار کر دیں گے

---

(۱) ھود ۳۰،۲۹

(۲) البقرۃ ۲۵۶

(۳) نوح ۲۳

،نوح علیہ السلام نے قوم سے کہا اگر تم طاغوت کی بندگی سے باز نہ آئے تو اللہ کا دردناک عذاب تم پر ٹوٹ پڑے گا، جیسے فرمایا

اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ ۝۲۶ (۱)

ترجمہ:اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ایک روز دردناک عذاب آئے گا۔

مگر قوم نے نوح علیہ السلام اور انکی نصیحت کو دیوانگی سمجھ کر پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور کھلم کھلا اعلان کیا کہ اے نوح علیہ السلام! اگر تم میں کچھ دم خم ہے تو جس ہولناک عذاب سے ہمیں ڈراتے آئے ہو تو پھر لے آ وہ عذاب، ہم تو تمہاری دعوت اور تمہارے اکیلے رب پر ایمان لانے والے نہیں، نوح علیہ السلام نے جواب دیا میں تو اس رب کا رسول ہوں میرا کام صرف اس رب کے پیغامات اور احکامات تم تک پوری امانت و دیانت سے پہنچا دینا ہے میں تمہارے دلوں کو نہیں پھیر سکتا، میرے اختیار میں کچھ نہیں یہ فیصلہ تو میرا رب ہی کرے گا کہ عذاب بھیجا جائے یا نہیں اور بھیجا جائے تو کب بھیجا جائے مگر یہ جان لو اور پوری تیاری بھی کر لو کہ اس قادر مطلق کے عذاب کو تم روک نہیں سکو گے، جب اس کا دردناک عذاب نازل ہو گا تو اس میں پس کر رہ جاؤ گے، اب جبکہ تم نے خود ہی رب کے عذاب کا پوری ڈھٹائی و غرور سے مطالبہ کر دیا ہے تو اب تمہاری ضد و ہٹ دھرمی اور عذاب کا چیلنج دینے کے بعد اگر میرے رب نے تمہارے خلاف فیصلہ کر لیا ہو کہ اب تم لوگ اسکی رحمت کے مستحق نہیں رہے تو اب میں تمہارے لئے خیر خواہی کرنا بھی چاہوں تو لاحاصل بے کار ہے کیونکہ کوئی اللہ کے فیصلے کو نہیں روک یا ٹال نہیں سکتا اب تو بس انتظار کرو کہ کب وہ اپنا فیصلہ صادر کرتا اور اپنا دردناک عذاب نازل کرتا ہے، جیسے فرمایا

قَالُوۡا يٰـنُوۡحُ قَدۡ جَادَلۡتَنَا فَاَكۡثَرۡتَ جِدَالَنَا فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۝۳۲ قَالَ اِنَّمَا يَاۡتِيۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ اِنۡ شَآءَ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ۝۳۳ وَلَا يَنۡفَعُكُمۡ نُصۡحِىۡۤ اِنۡ اَرَدْتُّ اَنۡ اَنۡصَحَ لَـكُمۡ اِنۡ كَانَ اللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يُّغۡوِيَكُمۡ‌ؕ هُوَ رَبُّكُمۡ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ؕ ۝۳۴ (۲)

ترجمہ: آخر کار ان لوگوں نے کہا اے نوح علیہ السلام تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت کر لیا اب تو بس وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اگر سچے ہو، نوح علیہ السلام نے جواب دیا وہ تو اللہ ہی لائے گا اگر چاہے گا اور تم اتنا بل بوتا نہیں رکھتے کہ اسے روک دو، اب اگر میں تمہاری کچھ خیر خواہی کرنا بھی چاہوں تو میری خیر خواہی تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی جبکہ اللہ ہی نے تمہیں بھٹکا دینے کا ارادہ کر لیا ہو، وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔

نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال کی مسلسل وعظ و نصیحت کے بعد جب قوم سے بالکل مایوس ہو گئے تو اپنے رب سے التجا کی اے میرے رب! تو جانتا ہے میں نے تیرا پیغام پہنچانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، کسی قسم کی ملامت اور زد و کوب کی پرواہ نہیں کی مگر مجھے اور تیری دعوت حق کو قطعی طور پر ٹھکرا دیا ہے اب میرے اور ان کے درمیان دو ٹوک فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو مومن میرے ساتھ ہیں ان کو نجات دے، جیسے فرمایا

وَقَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَى الۡاَرۡضِ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ دَيَّارًا ۝۲۶ اِنَّكَ اِنۡ تَذَرۡهُمۡ يُضِلُّوۡا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوۡۤا اِلَّا

(۱) ہود ۲۶

(۲) ہود ۳۲ تا ۳۴

فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ
اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ (۱)

نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا فاجر اور سخت منکر حق ہوگا میرے رب، مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرمادے اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ (۲)

ترجمہ: آخر کار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا اب تو ان سے انتقام لے۔

اللہ تعالیٰ نے جو دلوں کے بھید جانتا ہے، اس نے بھی نوح علیہ السلام کی رائے کی توثیق کر دی اور فرمایا

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ (۳)

ترجمہ: نوح علیہ السلام پر وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لاچکے بس وہ لاچکے اب کوئی ماننے والا نہیں ہے ان کے کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑو۔

آخر کار ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ایک بھری ہوئی کشتی میں جس میں اہل ایمان اور تمام جانوروں کے جوڑے تھے بچالیا اور اس کے بعد کفار و مشرکین کو جن میں ان کی بیوی اور بیٹا بھی شامل تھا پانی میں غرق کر دیا، یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

كَذَّبَتْ عَادُ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ

عادیوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہارا امانتدار

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

پیغمبر ہوں، پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو! میں اس پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا ثواب تو

اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

تمام جہان کے پروردگار کے پاس ہی ہے، کیا تم ایک ایک ٹیلے پر بطور کھیل تماشہ یادگار (عمارت) بنا رہے ہو

وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ

اور بڑی صنعت والے (مضبوط محل تعمیر) کر رہے ہو گویا کہ تم ہمیشہ یہیں رہو گے اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو سختی

(۱) نوح ۲۶تا۲۸
(۲) القمر ۱۰
(۳) ہود ۳۶

جَبَّارِيۡنَ ۝۱۳۰ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوۡنِ ۝۱۳۱ۚ وَ اتَّقُوا الَّذِيۡۤ اَمَدَّكُمۡ

اور ظلم سے پکڑتے ہو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو، اس سے ڈرو جس نے ان چیزوں سے تمہاری امداد کی جنہیں

بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝۱۳۲ۚ اَمَدَّكُمۡ بِاَنۡعَامٍ وَّ بَنِيۡنَ ۝۱۳۳ۙ وَ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوۡنٍ ۝۱۳۴ۚ اِنِّيۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ

تم جانتے ہو، اس نے تمہاری مدد کی مال سے اور اولاد سے باغات اور چشموں سے، مجھے تو تمہاری نسبت بڑے دن کے

عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۝۱۳۵ؕ قَالُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡنَاۤ اَوَ عَظۡتَ اَمۡ لَمۡ تَكُنۡ مِّنَ الۡوٰعِظِيۡنَ ۝۱۳۶ۙ

عذاب کا اندیشہ ہے، انہوں نے کہا کہ آپ وعظ کہیں یا وعظ کہنے والوں میں نہ ہوں ہم یکساں ہے،

اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝۱۳۷ۙ وَ مَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِيۡنَ ۝۱۳۸ۚ فَكَذَّبُوۡهُ فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ ؕ

یہ تو بس پرانے لوگوں کی عادت ہے اور ہم ہرگز عذاب نہیں دیئے جائیں گے، چونکہ عادیوں نے حضرت ہود کو جھٹلایا اس لیے

اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۳۹

ہم نے انہیں تباہ کردیا، یقیناً اس میں نشانی ہے اور ان میں سے اکثر بے ایمان تھے،

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ۝۱۴۰ۚ (الشعرائ ۱۲۳ تا ۱۴۰)

بیشک آپ کا رب وہی ہے غالب مہربان۔

نوح علیہ السلام کی قوم کی تباہی وبربادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کی قوم عاد کو عروج بخشا، جیسے فرمایا

...وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ... ۝۶۹ (۱)

ترجمہ: بھول نہ جاؤ کہ تمہارے رب نے نوح کی قوم کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو جسمانی طور پر بڑا تنومند اور زور آور بنایا تھا

...وَّزَادَكُمۡ فِي الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَةً... ۝۶۹ (۲)

ترجمہ: اور تمہیں جسمانی ساخت میں خوب تنومند کیا۔

قوم عاد اپنے اپنے دور کی بے نظیر قوم تھی اور اس کے مقابلہ کی کوئی قوم نہ تھی، جیسے فرمایا:

الَّتِيۡ لَمۡ يُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِي الۡبِلَادِ ۝۸ (۳)

ترجمہ: جس کی مانند ملکوں میں کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی۔

---

(۱) الاعراف ۶۹

(۲) الاعراف ۶۹

(۳) الفجر ۸

اس قوم کا تمدن بڑا شاندار تھا یہ لوگ منقش ستونوں کی بلند و بالا عمارتیں بنانے کے بڑے دلدادہ تھے اور اس مہارت میں مشہور تھے، جیسے فرمایا

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٧﴾ (۱)

ترجمہ: تونے دیکھا نہیں کہ تیرے رب نے کیا کیا ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ؟۔

اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ مال و دولت اور جسمانی زور آوری نے انہیں سخت متکبر بنا دیا تھا اور انہیں اپنی طاقت کا بڑا گھمنڈ تھا، جیسے فرمایا

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ... ﴿١٥﴾ (۲)

ترجمہ: رہے عاد! تو انہوں نے زمین میں حق کی راہ سے ہٹ کر تکبر کی روش اختیار کی اور کہنے لگے کہ کون ہے ہم سے زیادہ زور آور۔

قوم عاد نے اپنا سیاسی نظام بڑے بڑے جبار سرداروں کو سونپ رکھا تھا جن کے آگے کوئی دم نہ مار سکتا تھا، جیسے فرمایا

...وَاتَّبَعُوْا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٥٩﴾ (۳)

ترجمہ: اور انہوں نے ہر جبار دشمن حق کے حکم کی پیروی کی۔

ان کے معبودان باطلہ کے نام ود، سواع، یعوث، یعوق، نسر، صمود اور ہتار تھے اس کے علاوہ مظاہر فطرت چاند و سورج اور ستاروں کی بھی پوجا کی جاتی تھی۔

اس قوم کے تیرہ بڑے بڑے قبیلے تھے اور سب کے سب کفر و شرک کے اندھیروں میں غرق ہو چکے تھے۔ ہود علیہ السلام نے لوگوں کو دعوت حق دیتے ہوئے فرمایا اے میری قوم کے لوگو! طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں جس کی بندگی کی جا سکے، اس رب کی بندگی کے گن گاؤ جس نے اس عظیم کائنات اور تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہارے رزق کا بندوبست کیا ہے، پھر کیا تم اللہ سے ڈرتے ہوئے غیر اللہ کی عبادت کو چھوڑتے نہیں؟ جیسے فرمایا

...قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ (۴)

ترجمہ: اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو تمہارا کوئی الٰہ اس کے سوا نہیں ہے تم نے محض جھوٹ گھڑ رکھے ہیں۔

اپنی رسالت کے بارے میں کہا اے میری قوم! اس قادر مطلق نے نظر عنایت کرتے ہوئے تمہیں غفلت سے بیدار کرنے کے لئے مجھے علم صحیح عطا فرما کر تمہاری ہدایت پر مامور کیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو وعید و خوشخبریاں مجھے بھیجی ہیں پوری دیانتداری سے تم تک پہنچا دوں، پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اتباع کرو، اور تمہیں کوئی شک و شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ یہ سب محنت و مشقت اور تکلیف جو مجھے وعظ و نصیحت کی خاطر پہنچتی ہے اس کے لئے مجھے تم سے عزت و مرتبہ یا کوئی دنیاوی لالچ ہے، نہیں بلکہ میری خیر خواہی بے لوث ہے، میری ان کوششوں کا صلہ تو اس رب کے ذمہ ہے جس نے سارے جہانوں کی تخلیق کی ہے اور بیشمار خزانے دینے کی طاقت و قدرت رکھتا ہے، جیسے فرمایا

---

(۱) الفجر۷،۶

(۲) حم السجدة۱۵

(۳) هود۵۹

(۴) هود۵۰

يٰقَوْمِ لَآ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ؀۵۱ [1]

ترجمہ: اے برادران قوم اس کام پر میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، کیا تم عقل سے ذرا کام نہیں لیتے۔

قوم عاد کا بڑا فراخ رزق تھا، زمین مالک کے حکم سے ان کے لئے خزانے اگل رہی تھی، چنانچہ اپنی طاقت اور وسائل کی نمود و نمائش کے لئے، اپنی رہائش گاہوں کو پورے پورے پہاڑ کاٹ کر پر تکلف متعدد کمروں پر مشتمل محلات بناتے، جن میں اونچے اونچے خوبصورت منقش ستون ہوتے، دوسرا نمائشی کام یہ کرتے کہ جہاں موقعہ ملا بلند و بالا جگہوں پر اپنے نام کی یادگار کے طور پر ایک لاحاصل نشانات تعمیر کروا دیتے، ہود علیہ السلام نے ان فضول خرچی پر انہیں سمجھایا کہ اے اللہ کے بندو! مال کے صرف کرنے میں فضول خرچی سے بچتے رہو اور میانہ روی کا التزام رکھو کیونکہ وہ قوم کبھی محتاج نہیں ہوتی جس نے معتدل راہ اختیار کی، تم اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے نہیں تھوڑے عرصہ کے لئے بھیجے گئے ہو، تمہاری سانسیں گنی چنی ہیں، کیا تم اپنے ارد گرد نہیں دیکھتے کہ کل جو عزیز و اقارب، دوست احباب، شریک کاروبار وغیرہ تمہارے ساتھ تھے وہ آج ساتھ نہیں ہیں تو کیا تمہیں موت نہیں دبوچے گی، مگر تمہارے منصوبے، پلان، انداز تو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ تم کو مرنا ہی نہیں تب ہی تو تم اپنی آخرت کا خیال کرنے کے بجائے جہاں تم نے ہمیشہ رہنا ہے اپنا وقت ان بیکار یادگاروں اور مکانات بنانے میں ضائع کر رہے ہو جس میں تمہارا قیام بڑا ہی مختصر ہے، اگر تم نے میری دعوت کو ماننے سے انکار کر دیا تو مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے جس میں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا اور نہ کوئی سفارش ہی کام کرے گی، اور تمہارا معیار انسانیت اتنا گرا ہوا ہے کہ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں کسی کو گردانتے ہی نہیں ہو، رحم و ہمدردی نام کی کسی چیز کو جانتے ہی نہیں ہو، دوسروں کی خطا و قصوروں کو طاقت رکھنے کے باوجود بخشنے کے بجائے بس دولت اور طاقت کے نشے میں دھت ہو کر مدمقابل کو فنا کر دینے کی تگ و دو کرتے ہو اور باہمی تعلقات میں رواداری سے کام نہیں لیتے، میرے بھائیو قتل کو معمولی جرم نہ سمجھو انسانی قتل سے زیادہ کوئی ہولناک جرم نہیں، اس سے معاشرے میں بدامنی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے اور بالآخر وہ معاشرہ ہی تباہ و برباد ہو جاتا ہے، دوبارہ تقویٰ اور اپنی اطاعت کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو، اس خالق کی گرفت سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، تمہیں مال و دولت اور کثرت نسل سے نوازا، رزق حاصل کرنے کے لئے زرخیز زمینیں دیں، زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے چشمے رواں کیے، کاشتکاری اور خوراک کے لئے چوپایوں کے ذریعے تمہاری مدد کی، اور انواع و اقسام کے باغات اگائے لیکن قوم کے سرداروں نے ہود علیہ السلام کی دعوت کو ماننے سے انکار کر دیا اور انہیں جھوٹا کہا، جیسے فرمایا

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ؀۶۶ [2]

ترجمہ: اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر رہے تھے جواب میں کہا ہم تو تمہیں بے عقلی میں مبتلا سمجھتے ہیں اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

ہود علیہ السلام نے کہا میرے بھائیو! میں تمہیں جو دعوت حق دے رہا ہوں اس سے منہ نہ پھیرو، اپنے کفر و شرک پر اصرار مت کرو، اللہ وحدہ

---

[1] ہود ۵۱

[2] الاعراف ۶۶

لاشریک کے ساتھ شرک بہت بڑا گناہ ہے، ظلم عظیم ہے، جیسے فرمایا

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳ [۱]

ترجمہ: یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اگر تم اپنے شرک سے باز نہ آئے اور رب سے بخشش نہ چاہی تو تمہارا انجام بڑا ہی دردناک ہوگا، اس لئے اس زندگی کی گھڑیوں کو غنیمت جان کر اللہ غفور و رحیم سے معافی طلب کرلو آخرت کے نقصان، گھاٹے اور خسارے سے بچ جاؤ اور دائمی نجات حاصل کرو، تم اپنی موجودہ حیثیت مال و متاع کو بہت جانتے ہو حالانکہ یہ تو برائے نام ہی عطا کیے گئے ہیں، صدق دل سے ایمان لانے کے بعد پھر اسکی رحمتوں کے نظارے کرو، وہ رب تمہاری ہر فکر سے کشادگی، ہر تنگی سے راستہ بنادے گا وہ آسمانوں اور زمین سے تمہارے لئے برکتیں ہی برکتیں نازل کرے گا اور ایسی جگہوں سے رزق عطا فرمائے گا جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا تمہاری قوت، طاقت کو مزید بڑھائے گا مال و عزت میں مزید سرفرازی بخشے گا، جیسے فرمایا

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝۵۲ [۲]

ترجمہ: اور اے میری قوم کے لوگو! اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمہاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کریگا مجرم بن کر (بندگی سے) منہ نہ پھیرو۔

زچ ہو کر قوم کے لوگ کہنے لگے اے ہود علیہ السلام! اپنا یہ ڈھونگ بند کرو ہم تو ہرگز ہرگز تمہارے اکیلے رب اور تمہاری رسالت پر ایمان لانے والے نہیں، جیسے فرمایا

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۳ [۳]

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا اے ہود، تو ہمارے پاس کوئی صریح شہادت لے کر نہیں آیا ہے، اور تیرے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور تجھ پر ہم ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

تم سے بیشتر بھی بہت لوگ ایسی باتیں کرتے رہے ہیں، جیسے فرمایا

۔۔۔اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۲۵ [۴]

ترجمہ: یہ ایک داستان پارینہ کے سوا کچھ نہیں۔

---

[۱] لقمان ۱۳

[۲] ہود ۵۲

[۳] ہود ۵۳

[۴] الانعام ۲۵

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ (۱)

ترجمہ: اور جب کوئی ان سے پوچھتا ہے کہ تمہارے رب نے یہ کیا چیز نازل کی ہے، تو کہتے ہیں اجی وہ تو اگلے وقتوں کی فرسودہ کہانیاں ہیں۔

ہماری نگاہ میں تمہاری نصیحت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے تو ہمیں دعوت دے یا نہ دے ہم تیری دعوت مان کر اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں، اگر تو سچا ہے تو لے آ عذاب، ہم اتنے معبودوں کے ہوتے ہوئے عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں، جیسے فرمایا

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ (۲)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور انہیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں؟ اچھا تو لے آ وٴ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو سچا ہے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ (۳)

ترجمہ: انہوں نے کہا کیا تو اس لیے آیا ہے کہ ہمیں بہکا کر ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دے، اچھا تو لے آ اپنا وہ عذاب جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر واقعی تو سچا ہے۔

جب ایک عرصہ گزر گیا اور قوم نے بھی کفر کا راستہ چھوڑ کر ایمان و تقویٰ کی راہ اختیار نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الجبروت قوم کو ان کے غرور و قوت، ظلم و جور اور باطل پرستی کے جرم میں نیست و نابود کر دینے کا فیصلہ کر دیا، اور ان پر عذاب بھیجا اللہ کا غضب تند و تیز منحوس آندھی کی شکل میں مسلسل سات رات اور آٹھ دن مسلط رہا، شدت باد کیا تھی قہر الٰہی تھا جس نے جسمانی قوتوں اور طاقتوں کے گھمنڈ میں سرمست زندوں اور مردوں کو فضا میں اٹھا اٹھا کر سر کے بل زمین پر پٹکا جس سے ان کا دماغ پھٹ جاتا اور بغیر سر ان کے لاشے اس طرح زمین پر پڑے تھے گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں، یہ ہوا جہاں سے گزری وہاں ہر چیز کو بوسیدہ ہڈی کی طرح چورا چورا کر دیتی، اللہ کا نازل کردہ یہ قہر و غضب اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ ان کا نشان تک صفحۂ ہستی سے نہ مٹا دیا، جیسے فرمایا

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ (۴)

ترجمہ: آخر کار ہم نے چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی تاکہ انہیں دنیا ہی کی زندگی میں ذلت و رسوائی کے عذاب کا مزا چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ رسوا کن ہو گا وہاں کوئی انکی مدد کرنے والا نہ ہو گا۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

---

(۱) النحل ۲۴

(۲) الاعراف ۷۰

(۳) الاحقاف ۲۲

(۴) حم السجدة ۱۶

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ [1]

ترجمہ: پھر جب انہوں نے اس عذاب کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم کو سیراب کر دے گا نہیں، بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے، یہ ہوا کا طوفان ہے جس میں دردناک عذاب چلا آرہا ہے، اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر ڈالے گا، آخر کار ان کا حال یہ ہوا کہ ان کے رہنے کی جگہوں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا اس طرح ہم مجرموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے ایک پیہم نحوست کے دن سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی، جو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر اس طرح پھینک رہی تھی جیسے وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں۔

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿٤٢﴾ [3]

ترجمہ: اور (تمہارے لیے نشانی ہے) عاد میں، جبکہ ہم نے ان پر ایک ایسی بے خبر ہوا بھیج دی کہ جس چیز پر بھی وہ گزر گئی اسے بوسیدہ کر کے رکھ دیا۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ﴿٨﴾ [4]

ترجمہ: اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیے گیے اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلّط رکھا (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح پچھڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں، اب کیا ان میں سے کوئی تمہیں باقی بچا نظر آتا ہے؟۔

اب کیا ان میں سے کوئی تمہیں باقی بچا نظر آتا ہے۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّيْ لَكُمْ

ثمودیوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا ان کے بھائی صالح نے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ میں تمہاری طرف

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

اللہ کا امانت دار پیغمبر ہوں، تو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو، میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو بس

---

[1] الاحقاف ۲۵،۲۴

[2] القمر ۲۰،۱۹

[3] الذاریات ۴۱، ۴۲

[4] الحاقة ۶ تا ۸

اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۴۵ اَتُتْرَکُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِیْنَ ۝۱۴۶ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۝۱۴۷

پروردگار عالم پر ہی ہے، کیا ان چیزوں جو یہاں ہیں تم امن کے ساتھ چھوڑ دیئے جاؤ گے یعنی ان باغوں اور ان چشموں

وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ۝۱۴۸ وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا

اور ان کھیتوں اور ان کھجوروں کے باغوں میں جن کے شگوفے نرم و نازک ہیں، اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر پر تکلف

فٰرِهِیْنَ ۝۱۴۹ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝۱۵۰ وَ لَا تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝۱۵۱

مکانات بنا رہے ہو، پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، بے باک حد سے گزر جانے والوں کی اطاعت سے باز آ جاؤ

الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ ۝۱۵۲ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ۝۱۵۳

جو ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے، وہ بولے کہ بس تو ان میں سے ہے جن پر جادو کر دیا گیا ہے،

مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۱۵۴ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ

تو تو ہم جیسا ہی انسان ہے، اگر تو سچوں سے ہے تو کوئی معجزہ لے آ، آپ نے فرمایا یہ ہے اونٹنی،

لَّهَا شِرْبٌ وَّ لَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۱۵۵ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ

پانی پینے کی ایک باری اس کی اور ایک مقررہ دن کی باری پانی پینے کی تمہاری، (خبردار!) اسے برائی سے ہاتھ نہ لگانا

عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝۱۵۶ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ۝۱۵۷

ورنہ ایک بڑے بھاری دن کا عذاب تمہاری گرفت کر لے گا، پھر بھی انہوں نے اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں بس وہ پشیمان ہو گئے

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۱۵۸

اور عذاب نے آدبوچا، بیشک اس میں عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ مومن نہ تھے،

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝۱۵۹ (الشعرائ ۱۴۱ تا ۱۵۹)

اور بیشک آپ کا رب بڑا زبردست اور مہربان ہے۔

قوم عاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں خلیفہ بنایا

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ ... ۝۷۴ [1]

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت جب اللہ نے قوم عاد کے بعد انہیں اس کا جانشین بنایا۔

---

[1] الاعراف ۷۴

یہ قوم بھی پہاڑوں کو کھود کر مکانات بناتی تھی۔

وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ [1]

ترجمہ: وہ پہاڑ تراش تراش کر مکان بناتے تھے اور اپنی جگہ بالکل بے خوف اور مطمئن تھے۔

...وَبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا... ﴿۷۴﴾ [2]

ترجمہ: اور تم کو زمین میں یہ منزلت بخشی کہ آج تم اس کے ہموار میدانوں میں عالی شان محل بناتے اور اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔

سیاسی طور پر اس قوم کے نو سردار تھے جو بڑے ہی فسادی تھے، جیسے فرمایا

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ [3]

ترجمہ: اس شہر میں نو جتھے دار تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے اور کوئی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے۔

حجر کی بستی اس راستے پر تھی جو راستہ مدینہ منورہ سے تبوک کی طرف جاتا ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمَّا نَزَلَ الحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمَرَهُمْ أَنْ لاَ يَشْرَبُوا مِنْ بِئْرِهَا، وَلاَ يَسْتَقُوا مِنْهَا فَقَالُوا: قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَطْرَحُوا ذَلِكَ العَجِينَ، وَيُهَرِيقُوا ذَلِكَ المَاءَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک میں (جاتے ہوئے) مقام حجر میں اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ یہاں کے کنویں کا پانی نہ تو پئیں اور نہ (مشکوں وغیرہ میں) بھر کر رکھیں، صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا ہم نے تو اس پانی سے آٹا گوندھ لیا اور اس سے بھر کر بھی رکھ لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آٹا پھینک دینے اور پانی بہادینے کا حکم دیا۔ [4]

صالح علیہ السلام کی قوم ثمود جو حجاز کے شمال میں مقام حجر پر سکونت پذیر تھی اور قوم عاد کی طرح بت پرستی میں مبتلا تھی، انہوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا، صالح علیہ السلام نے قوم کو طاغوت کی بندگی سے روکا اور انہیں اللہ کی خالقیت وحدانیت، الوہیت اور ربوبیت کا درس دیا اور اپنی اتباع کرنے کو کہا، جیسے فرمایا

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ [5]

ترجمہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا

---

[1] الحجر ۸۲

[2] الاعراف ۷۴

[3] النمل ۴۸

[4] صحیح بخاری کِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۳۳۷۸

[5] هود ۶۱

نہیں ہے وہی ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے اور یہاں تم کو بسایا ہے لہٰذا تم اس سے معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ، یقیناً میرا رب قریب ہے اور وہ دعاؤں کا جواب دینے والا ہے۔

اور قوم کو کہا کہ اگر تم کفر و شرک سے باز نہ آئے تو تمہارا اٹھکانا عذاب جہنم ہے جہاں تم اپنے اعمال پر افسوس کرو گے مگر اس وقت کا پچھتاوا لاحاصل ہو گا، جیسے فرمایا:

وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ ۝۷ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ۝۸ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَاۗءَنَا نَذِیْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ۝۹ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝۱۰ [1]

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت برا اٹھکانا ہے، جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دہاڑنے کی ہولناک آوازیں سنیں گے اور وہ جوش کھارہی ہو گی، شدت غضب سے پھٹی جاتی ہو گی، ہر بار جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے ہاں خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو، کہیں گے کاش !ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے، اس طرح وہ اپنے قصور کا خود اعتراف کر لیں گے، لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔

اور اپنی قوم کو اللہ کی لازوال انگنت نعمتوں بھری جنتوں کی طرف دعوت دی، جیسے فرمایا

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ... ۝۱۵ [2]

ترجمہ: پرہیزگاروں کے لئے جس جنت کا وعدہ کیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے لذت ہے اور نہریں ہیں صاف صاف شہد کی اور اس میں ان کے لئے ہر قسم کے پھل ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔

اور اپنی رسالت کے بارے میں کہا میں ایک امانت دار رسول ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ جو ہدایت نازل فرمائے میں اسے من وعن تم لوگوں تک پہنچا دوں لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور بے خوف وخطر میری اتباع کرو، میں اس وعظ و نصیحت کے لئے تم سے کسی مال و دولت یا مرتبہ کا طالب نہیں ہوں میرے اس کام کا بے بہا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے، جس نے مجھے تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے مبعوث کیا ہے مگر قوم نے اس خوشخبری کو کوئی اہمیت نہ دی اور صالح علیہ السلام کا مذاق اڑایا اور کہا

[1] الملک ۶تا۱۰

[2] محمد ۱۵

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ (۱)

ترجمہ: انہوں نے کہا اے صالح! اس سے پہلے تو ہمارے درمیان ایسا شخص تھا جس سے بڑی توقعات وابستہ تھیں، کیا تو ہمیں ان معبودوں کی پرستش سے روکنا چاہتا ہے جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ تو جس طریقہ کی طرف ہمیں بلا رہا ہے اس کے بارے میں ہم کو سخت شبہ ہے جس نے ہمیں خلجان میں ڈال رکھا ہے۔

صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کیا اللہ سے کفر و شرک اور میری رسالت کا انکار کرنے کے باوجود اللہ کی بے شمار نعمتوں اور آسائشوں سے اس طرح استفادہ کرتے رہو گے؟ ان سرسبز و شاداب باغوں اور چشموں میں؟ ان انواع و اقسام کے اجناس پیدا کرنے والے کھیتوں اور کھجور کے گھنے نخلستانوں میں جن کے خوشے پھلوں کی زیادتی سے بوجھل ہو رہے ہیں اور پھل نرمی اور رطوبت کی وجہ سے پھٹے پڑتے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ تم سے ان نعمتوں کا کبھی حساب نہیں لے گا؟ اور اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر تم اپنے معبودان باطلہ کے سامنے جو مراسم عبودیت بجالاتے ہو کیا ان کی بازپرس نہیں کی جائے گی؟ اس لئے اس ہولناک وقت سے پہلے اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ، میری اطاعت کرو اور اللہ کا شکر ادا کرو جس نے یہ بے شمار نعمتیں تمہیں عطا کر رکھی ہیں، اور تم اپنی بڑائی اور دولت کی نمائش کے لئے بلاضرورت میدانی علاقوں میں بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو اور عظمت اور قوت کے مظاہرے کے لئے چٹانوں کو فن کارانہ مہارت سے تراش تراش کر ان میں عمارتیں بناتے ہو جس میں کوئی نفع نہیں بلکہ اس کا وبال تمہارے سروں پر منڈلا رہا ہے، جیسے فرمایا

وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾ (۲)

ترجمہ: اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں۔

...تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا... ﴿۷۴﴾ (۳)

ترجمہ: آج تم اس کے ہموار میدانوں میں عالی شان محل بناتے ہو اور اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔

لہذا اللہ کے عذاب سے ڈرو اور بے چوں وچرا اس میری پیروی کرو، اور ان ظالم اور فسق و فجور میں مبتلا رؤسا اور سرداروں کی اتباع نہ کرو جو کفر و شرک کے داعی اور دعوت حق کی مخالفت میں پیش پیش ہیں، جو اللہ کی زمین میں اصلاح کے بجائے فساد پھیلاتے ہیں، مگر قوم کے سرداروں نے صالح علیہ السلام کی دعوت پر کان دھرنے کے بجائے انہیں جھوٹا قرار دیا، جیسے فرمایا:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ (۴)

---

(۱) ھود ۶۲

(۲) الفجر ۹

(۳) الاعراف ۷۴

(۴) القمر ۲۳تا۲۵

ترجمہ: ثمود نے تنبیہات کو جھٹلایا اور کہنے لگے ایک اکیلا آدمی جو ہم ہی میں سے ہے کیا اب ہم اس کے پیچھے چلیں، اس کا اتباع ہم قبول کر لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم بہک گئے اور ہماری عقل ماری گئی، کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کیا گیا نہیں، بلکہ یہ پرلے درجے کا جھوٹا اور برخود غلط ہے۔

اور نخوت وغرور میں ان کے پیروکاروں سے ٹھٹھہ مخول شروع کر دیا، جیسے فرمایا

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۷۵ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۷۶ [1]

ترجمہ: اس کی قوم کے سرداروں نے جو بڑے ہوئے تھے، کمزور طبقہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے کہا کیا تم واقعہ یہ جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے پیغمبر ہیں، انہوں نے جواب دیا بیشک جس پیغام کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے اسے ہم مانتے ہیں، ان بڑائی کے مدعیوں نے کہا جس چیز کو تم نے مانا ہے ہم اس کے منکر ہیں۔

اور قوم کے سرخیل افراد نے دعوت حق کو خاموش کر دینے کے لئے صالح کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا، جیسے فرمایا

وَ كَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ ۝۴۸ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَیِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِیِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝۴۹ [2]

ترجمہ: اس شہر میں نو جتھے دار تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے اور کوئی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے انہوں نے آپس میں کہا اللہ کی قسم کھا کر عہد کر لو کہ ہم صالح علیہ السلام اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں گے اور پھر اس کے ولی سے کہہ دیں گے کہ ہم اس کے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔

مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خبیث منصوبہ کو کامیاب نہ ہونے دیا، آخر قوم کے لوگوں نے کہا اے صالح! تم بظاہر ہمارے جیسے ایک انسان ہو ہم تجھے اللہ کا پیغمبر کیسے تسلیم کر لیں اور ہمارا خیال ہے کہ تو ایک سحرزدہ آدمی ہے، اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ واقعی رب العالمین نے تجھے ہماری طرف مبعوث کیا ہے تو اپنی صداقت کے ثبوت میں کوئی نشانی پیش کرو، صالح علیہ السلام نے یہ سوچ کر کہ شاید اللہ کی نشانی کو دیکھ کر یہ لوگ ایمان لے آئیں اللہ رب العزت سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور یکا یک ان کی آنکھوں کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک دس ماہ کی گابھن اونٹنی کو ایک چٹان سے ظاہر کر کے ان کے سامنے کھڑی کر دیا کہ اب اس واضح نشانی کو دیکھنے کے بعد اپنے وعدے کے مطابق ایمان کا راستہ اپناتے ہیں یا تکذیب کرتے ہیں، اور اللہ علام الغیوب نے کہہ دیا کہ نشانی طلب کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے، اے صالح علیہ السلام صبر کے ساتھ دیکھتے چلے جاؤ یہ اس قوم کی آخری مہلت ہے شاید یہ ہماری پکڑ سے ڈر جائیں اور نصیحت حاصل کریں، ہم نشانیاں اس لئے تو بھیجتے ہیں تا کہ لوگ ڈر جائیں، جیسے فرمایا:

وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَ اٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَ مَا

[1] الاعراف ۷۵،۷۶

[2] النمل ۴۸،۴۹

نُرۡسِلُ بِالۡاٰیٰتِ اِلَّا تَخۡوِیۡفًا ﴿۵۹﴾ [1]

ترجمہ: ہم کو نشانیاں بھیجنے سے کسی نہیں روکا مگر اس بات نے کہ ان سے پہلے کے لوگ ان کو جھٹلا چکے ہیں (چنانچہ دیکھ لو) ثمود کو ہم نے علانیہ اونٹنی لاکر دی اور انہوں نے اس پر ظلم کیا ہم نشانیاں اسی لیے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ڈریں۔

صالح علیہ السلام نے دو سخت شرطیں لگاتے ہوئے کہا یہ اللہ کی اونٹنی ہے ایک دن یہ اکیلی اونٹنی تمہارے کنوؤں اور چشموں سے پانی پیئے گی اور ایک دن تم سب آدمی اور تمہارے جانور پیئیں گے، دوسری شرط لگائی کہ اللہ کی یہ نشانی تمہارے کھیتوں، باغوں اور نخلستانوں میں اور چراگاہوں میں جو کچھ چاہے گی کھاتی پھرے گی مگر تم اسے بری نیت سے ہرگز نہ چھیڑنا اور نہ نقصان پہنچانا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تم کو آلے گا، مگر اپنی منہ مانگی نشانی کو دیکھ کر بھی قوم ثمود کفر و شرک پر گامزن رہی، عرب کے مخصوص حالات میں یہ ایک بہت بڑا چیلنج تھا، پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے قبائل میں خون خرابہ ہو جاتا تھا اس لئے قوم کے سرکش سردار اس بندش کو زیادہ دن برداشت نہ کر سکے، قوم بھی ان کے موافق ہو گئی اور انہوں نے اونٹنی کے ہاتھوں اور پیروں کو زخمی کر دیا اور جب وہ بیٹھ گئی تو اسے قتل کر دیا، جیسے فرمایا

فَنَادَوۡا صَاحِبَہُمۡ فَتَعَاطٰی فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ [2]

ترجمہ: آخر کار ان لوگوں نے اپنے آدمی کو پکارا اور اس نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔

کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ بِطَغۡوٰىہَاۤ ﴿۱۱﴾ اِذِ انۡۢبَعَثَ اَشۡقٰىہَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَہُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ نَاقَۃَ اللّٰہِ وَ سُقۡیٰہَا ﴿۱۳﴾ [3]

ترجمہ: ثمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر جھٹلایا جب اس قوم کا سب سے شقی آدمی بپھر کر اٹھا تو اللہ کے رسول نے ان لوگوں سے کہا خبردار اللہ کی اونٹنی کو ہاتھ نہ لگانا اور اس کے پانی پینے میں مانع نہ ہونا مگر انہوں نے اسکی بات کو جھوٹا قرار دیا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔

توصالح علیہ السلام نے قوم کو خبردار کیا کہ اب جبکہ تم نے اللہ کی اونٹنی کو ہلاک کر دیا ہے تو اب تین دن کے بعد اللہ کے عذاب کے منتظر رہو، جیسے فرمایا

فَعَقَرُوۡہَا فَقَالَ تَمَتَّعُوۡا فِیۡ دَارِکُمۡ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِکَ وَعۡدٌ غَیۡرُ مَکۡذُوۡبٍ ﴿۶۵﴾ [4]

ترجمہ: مگر انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اس پر صالح علیہ السلام نے ان کو خبردار کر دیا کہ بس اب تین دن اپنے گھروں میں اور رہ بس لو یہ ایسی معیاد ہے جو جھوٹی ثابت نہ ہوگی۔

اس کے بعد جب واقعی عذاب کی علامتیں ظاہر ہونا شروع ہو گئیں تو وہ اظہار ندامت کرنے لگے لیکن علامات عذاب دیکھ لینے کے بعد ندامت اور توبہ کا کوئی فائدہ نہیں، آخر تین دن کے بعد رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب جب وہ لوگ پاؤں پسارے خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے ایک زبردست دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ زوردار زلزلہ آیا، جس نے لمحوں میں پوری قوم کو پیوند خاک کر دیا، جیسے فرمایا

---

[1] بنی اسرائیل ۵۹

[2] القمر ۲۹

[3] الشمس ۱۱ تا ۱۳

[4] ہود ۶۵

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ [1]

ترجمہ: آخر کار ایک زبردست دھماکے نے ان کو صبح ہوتے آلیا اور ان کی کمائی ان کے کچھ کام نہ آئی۔

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا
اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ [2]

ترجمہ: اور (تمہارے لئے نشانی ہے) ثمود میں جب ان سے کہا گیا تھا کہ ایک خاص وقت تک مزے کرلو مگر اس تنبیہ پر بھی انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی، آخر کار ان کے دیکھتے دیکھتے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب نے ان کو آلیا پھر نہ ان میں اٹھنے کی سکت تھی اور نہ وہ اپنا بچاؤ کر سکتے تھے۔

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۔۔۔ ﴿۶۸﴾ [3]

ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو دھر لیا اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے کہ گویا وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ [4]

ترجمہ: پھر دیکھ لو کیسا تھا میرا عذاب اور کیسی تھیں میری تنبیہات، ہم نے ان پر بس ایک ہی دھماکا چھوڑا اور وہ باڑے والے کی روندی ہوئی باڑھ کی طرح بھس ہو کر رہ گئے۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

قوم لوط نے بھی نبیوں کو جھٹلایا ان سے ان کے بھائی لوط (علیہ السلام) نے کہا کیا تم اللہ کا خوف نہیں رکھتے؟

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں، پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، میں تم میں سے اس پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾

میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ پر ہے جو تمام جہان کا رب ہے، کیا تم جہان والوں میں سے مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو

---

[1] الحجر ۸۴، ۸۳

[2] الذاریات ۴۳تا۴۵

[3] هود ۶۷، ۶۸

[4] القمر ۳۰، ۳۱

وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾

اور تمہاری جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا جوڑا بنایا ہے ان کو چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم ہو ہی حد سے گزر جانے والے،

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ

انہوں نے جواب دیا کہ اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو یقیناً نکال دیا جائے گا، آپ نے فرمایا میں تمہارے کام سے

مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَ اَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّيْنٰهُ

سخت ناخوش ہوں، میرے پروردگار! مجھے اور میرے گھرانے کو اس (وبال) سے بچالے جو یہ کرتے ہیں، پس ہم نے اسے

وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾

اور اس کے متعلقین کو سب کو بچالیا بجز ایک بڑھیا کے وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگئی، پھر ہم نے باقی اور سب کو ہلاک کر دیا

وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ

اور ہم نے ان پر خاص قسم کا مینہ برسایا پس بہت ہی برا مینہ تھا جو ڈرائے گئے ہوئے لوگوں پر برسا، یہ ماجرہ بھی سراسر عبرت ہے

وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ (الشعراء ۱۶۰تا۱۷۵)

ان میں سے بھی اکثر مسلمان نہ تھے، بیشک تیرا پروردگار وہی غلبے والا مہربانی والا۔

أرسل الله لوطاً إلى المدائن الخمس، وهي: سدوم، وعمورا، وأدموتا، وصاعورا، وصابورا

مسعودی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو مدین کے شہروں سدوم، عمورا، ادموتا، صاعورا اور صابورا کی طرف بھیجا۔[1]

لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو دل نشین پیرایہ میں معقولیت اور لطافت سے دعوت توحید پیش کی، اللہ کی وحدانیت، قدرت واختیار اور ربوبیت کے دلائل بیان کیے، باطل معبودوں کی بے بسی اور لاچاری کا ذکر کیا، اپنی رسالت کا ذکر کیا کہ مجھے اس رب نے اپنی رحمت سے صراط مستقیم پر چلا کر (جس کی روشنی میں اپنا راستہ واضح طور پر دیکھ رہا ہوں) تمہاری خیر خواہی اور متنبہ کرنے کے لئے تمہاری طرف مبعوث کیا ہے تاکہ میں تمہیں اللہ کی طرف دعوت دوں، اس کے فرمان کو پوری امانت و دیانت کے ساتھ تم لوگوں تک پہنچادوں، اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ دعوت پر فہم و فراست سے غور وفکر کرو اس میں تمہاری فلاح ہے، اور یہ نہ سمجھنا کہ مجھے تم سے کسی منصب یا مال وزر کی تمنا ہے اور نہ ہی میں کسی نذر ونیاز کا طالب ہوں، میرے پیش نظر تو تمہاری دینی اور دنیاوی سعادت وفلاح مقصود ہے، مجھے تم لوگوں سے کچھ بھی نہیں چاہیے، مجھے جو کچھ بھی چاہنا ہوتا ہے میں رب سے مانگتا ہوں جس کے خزانوں میں کسی شئے کی کمی نہیں ہے، جو میری ندا کو سنتا ہے اور پھر مجھے میری ضرورت سے وافر عطا کر دیتا ہے، میرے اس کام کا اجر تو وہ روز آخرت پورا پورا ادا کر دے گا، اے لوگو! یہ کیا راہ بدتم نے اختیار کی ہوئی ہے

[1] مروج الذهب ومعادن الجوهر للمسعودی ۴۲/۱

کہ فطرت کے ساتھ غداری اور خیانت کا ارتکاب کرتے ہو، اپنے آپ کو نسل اور خاندان کی خدمت سے نااہل بناتے ہو اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر تمہاری شہوانی خواہش کے لئے معلوم ومعروف طریقے کے لئے تمہارا جوڑا عورتوں کو بنایا ہے ان سے مہرادا کرکے نکاح کرو اور سکون وآرام حاصل کرتے ہوئے عزت وعصمت کی حفاظت کرو، ان تعلقات کو رحمت ومودت، اور ایثار وفیاضی کے ساتھ مستحکم اور خوشگوار بناؤ جس پر انسانی تمدن کے قیام وبقا کا انحصار ہے مگر تم لوگ اخلاق ومعاشرت کے فطری قوانین کو چھوڑ کر مردوں کی طرف راغب ہوتے ہو اور فطرت کے طریقے کو قابل التفات نہیں سمجھتے تم تو انسانیت کے مرتبے سے ہی گر چکے ہو، تمہارے ضمیر ہی مردہ ہو چکے ہیں کہ ایسی بری حرکت عقل وشعور سے عاری جانور بھی نہیں کرتے، ایسی برائی جو چھپ کر بھی نہیں کرنی چاہیے تم لوگ کھلے عام اپنی مجلسوں میں ایک دوسرے کے سامنے سرانجام دیتے ہو اور اس پر فخر کرتے ہو، بے حیائی کا چرچا کرتے ہوئے برائی کو پھیلاتے ہو، انسانی ذہن کو شہوانی جذبات سے بھڑکا کر پراگندہ کرتے ہو اور تمہیں کوئی شرمندگی یا خجالت محسوس نہیں ہوتی، یہ تو گناہ گاری کی وہ حد ہے کہ رب تمہیں زمین میں دھنسادے یا آسمانوں سے پتھر برسائے، اپنی قبیح حرکتوں سے باز آجاؤ اللہ تعالیٰ نے جس فطرت پر تمہیں پیدا کیا ہے اس کو بگاڑ کر مسخ نہ کرو، شرافت وطہارت کی زندگی گزارو اور اپنی نسل کی حفاظت کرو اور اپنے آپ کو اور انہیں بھی عذاب جہنم سے بچاؤ، جیسے فرمایا

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ [1]

ترجمہ: اور لوط کو ہم نے بھیجا یاد کرو وہ وقت جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم آنکھوں دیکھتے بدکاری کرتے ہو؟ کیا تمہارا یہی چلن ہے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے جاتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ سخت جہالت کا کام کرتے ہو۔

مگر قوم نے دھمکی دیتے ہوئے کہا اے لوط! اپنی پند ونصائح سے باز آجاؤ ہمیں تمہاری دعوت اور خیرخواہی مطلوب نہیں ہے، اب اپنی زبان کو لگام دو اور ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخانہ جرات سے باز رہو، اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو ہم اپنے جسم وجاں کی تسکین کے لئے جو فعل بھی کر رہے ہیں اس میں اپنی ٹانگ مت اڑاؤ اگر تم ہمارے کاموں میں دخل اندازی سے باز نہ آئے تو جس طرح مجرموں کو ہم اپنے علاقوں سے نکال باہر کرتے ہیں تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا جیسے فرمایا

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ [2]

ترجمہ: اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا نکال دو لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے، یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔

لوط علیہ السلام نے کہا میں تو تمہارے کرتوتوں کو پسند نہیں کرتا اور اس سے سخت بیزار ہوں، قوم نے رب کی گرفت سے ڈر کر توبہ کی اور نہ ہی مغفرت چاہی اور نہ ہی مال حرام چھوڑا اور پھر پوری قوم نے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نڈر ہو کر مطالبہ عذاب بھی کر دیا، جیسے فرمایا

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ڏ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ

[1] النمل ۵۵،۵۴

[2] النمل ۵۶

اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۲۹﴾ (۱)

ترجمہ: لوط نے اپنی قوم سے کہا تم تو وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا کیا تمہارا حال یہ ہے کہ مردوں کے پاس جاتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو، پھر کوئی جواب اس کی قوم کے پاس اس کے سوا نہ تھا کہ انہوں نے کہا لے آ اللہ کا عذاب اگر تو سچا ہے۔

آخر ان فاسق وفاجر لوگوں کے خلاف ان کے ہاتھ بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے اٹھ گئے عرض کیا اے پروردگار! میں نے تیرے حکم سے ان بدکردار لوگوں میں کافی وقت گزارا ہے، میں نے اپنی ممکن کوشش کی کہ یہ کفر وشرک اور بے ہودہ حرکات سے تائب ہو کر تجھ سے مغفرت مانگ لیں مگر اب جبکہ پوری قوم نے مجھے جھٹلا یا دیا ہے اور تیری پکڑ سے بے خوف ہو کر عذاب کا مطالبہ بھی کر دیا ہے تو اے میرے رب! میری التجا ہے کہ مجھے اور میرے اہل وعیال کو ان کی بدکرداریوں سے نجات دے، جیسے فرمایا

قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِیۡ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۳۰﴾ (۲)

ترجمہ: لوط علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! ان مفسدوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

ایک لمبے عرصہ وعظ ونصیحت کرنے کے باوجود قوم لوط علیہ السلام میں سے کوئی بھی ایمان نہ لایا صرف ان کے گھر والے ہی ایمان لائے جن میں انکی بیوی جو اپنے شوہر کے کردار واعمال کی بہترین شاہد ہوتی ہے شامل نہیں تھی بلکہ اس کے عقائد اور ہمدردیاں اپنی مشرک قوم کے ساتھ تھیں، جب اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کر دینے کا فیصلہ فرما دیا تو لوط علیہ السلام کو اپنے فیصلہ سے آگاہ کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کچھ رات گزار کر اپنے گھر والوں کو لے کر اس علاقہ سے نکل جائیں، جیسے فرمایا

فَاَسۡرِ بِاَهۡلِكَ بِقِطۡعٍ مِّنَ الَّيۡلِ وَاتَّبِعۡ اَدۡبَارَهُمۡ وَلَا يَلۡتَفِتۡ مِنۡكُمۡ اَحَدٌ وَّامۡضُوۡا حَيۡثُ تُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ ذٰلِكَ الۡاَمۡرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۤءِ مَقۡطُوۡعٌ مُّصۡبِحِيۡنَ ﴿۶۶﴾ (۳)

ترجمہ: اب تم کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جاؤ اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلو، تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے بس سیدھے چلے جاؤ جدھر جانے کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے، اور اسے ہم نے اپنا یہ فیصلہ پہنچا دیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔

چنانچہ اللہ کے حکم کے مطابق سب گھر والے سوائے لوط علیہ السلام کی بوڑھی بیوی کے جلدی جلدی صبح ہونے سے بیشتر عذاب میں مبتلا ہونے والی اس بستی سے دور نکل گئے جب لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں کے ہمراہ بخیر وعافیت اس سرزمین سے جو زلزلوں کے اس علاقہ کے انتہائی حساس حصہ پر ہے نکل گئے تو صبح کے آثار ہوتے ہی زلزلے کی ہولناک آواز نے انہیں آدبوچا اور پھر ان پر نشان زدہ پتھروں کی بارش برسا دی گئی جیسے فرمایا

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا جَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهَا حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ۙ مَّنۡضُوۡدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنۡدَ رَبِّكَ

---

(۱) العنکبوت ۲۹،۲۸

(۲) العنکبوت ۳۰

(۳) الحجر ۶۶،۶۵

وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ (۱)

ترجمہ: پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو تل پٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا اور ظالموں سے یہ سزا کچھ دور نہیں ہے۔

یہ عظیم زلزلہ زمین کے ایک سو نوے (۱۹۰) میٹر کے فاصلے تک پھٹنے سے پیش آیا جس سے خوابیدہ آتش فشاں ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ پڑا اس دھماکہ کے ساتھ، بجلی، قدرتی گیس، آتش زدگی، اور پکے ہوئے کنکر پتھر بھی اس تباہی میں شامل تھے جس نے پوری ہی بستی کو الٹ پلٹ کر تہ وبالا کر دیا اس دوران خوابیدہ آتش فشاں سے بے شمار مواد بہہ نکلا، خوفناک زلزلے اور آتش فشاں کے پھٹنے کے دھماکے سے یہ زمین بحیرہ روم سے چار سو میٹر نیچے چلی گئی اور پانی اوپر ابھر آیا اور ایک جھیل بن گئی جس کی گہرائی چار سو میٹر ہے، آج کل اس جھیل میں جنوبی کنارے کی طرف سفر کریں تو اس میں جنگل جو نمک کی وجہ سے محفوظ ہو گئے ہیں بڑے واضح نظر آتے ہیں اسے بحر میت، مردار یا بحر لوط کہتے ہیں اس میں نمک کافی مقدار میں ہے جس کی کثافت تیس فیصد ہے جس میں کوئی بھی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا اس جھیل کی تہہ بحیرہ روم کی سطح سے آٹھ سو میٹر نیچے ہے جو زمین میں سب سے نچلا مقام ہے جبکہ سطح سمندر سے نیچے دوسرے علاقے زیادہ سے زیادہ سو میٹر نیچے ہیں اس جھیل کی تہہ قشر ارض کی گہرائیوں میں واقع ہے پھر ان پر نامزد کئے ہوئے پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کا انتہائی خطرناک مینہ برسایا اور پوری قوم کو لوط علیہ السلام کی بیوی سمیت ہلاک کر دیا اور رہتی دنیا تک نشان عبرت بنا دیا، جیسے فرمایا

وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ (۲)

ترجمہ: آج تم شب وروز ان کے اجڑے دیار پر سے گزرتے ہو کیا تم کو عقل نہیں آتی۔

محققین نے ان بستیوں کے تباہ شدہ آثار بحر میت کے ساحل پر ہویدا کر دئے ہیں جو زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ کے بندو! ابلیس کے دھوکے میں رہ کر اس فانی دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں مت گم ہو جاؤ ورنہ تمہارا حشر ہم سے مختلف نہیں ہو گا۔

یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ۚۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ۚ اِنِّيْ لَكُمْ

ایکہ والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان سے شعیب (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تمہیں ڈر خوف نہیں؟ میں تمہاری طرف

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ۚ وَ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

امانت دار رسول ہوں، اللہ کا خوف کھاؤ اور میری فرماں برداری کرو، میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں چاہتا میرا اجر تمام

اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ؕ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ۚ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ

جہانوں کے پالنے والے کے پاس ہے، ناپ پورا بھرا کرو کم دینے والوں میں شمولیت نہ کرو اور سیدھی صحیح ترازو سے

---

(۱) ہود ۸۳،۸۲

(۲) الصافات ۱۳۷، ۱۳۸

الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾

تولا کرو ، لوگوں کو ان کی چیزیں کمی سے نہ دو، بے باکی کے ساتھ زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو،

وَ اتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾

اس اللہ کا خوف رکھو جس نے خود تمہیں اور اگلی مخلوق کو پیدا کیا، انہوں نے کہا تو تو ان میں سے ہے جن پر جادو کر دیا جاتا ہے،

وَ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا

اور تو تو ہم ہی جیسا ایک انسان ہے اور ہم تو تجھے جھوٹ بولنے والوں میں سے ہی سمجھتے ہیں، اگر تو سچے لوگوں میں سے ہے تو

مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ

ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دے، کہا کہ میرا رب خوب جاننے والا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو، چونکہ انہوں نے اسے جھٹلایا تو

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ

انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا وہ بڑے بھاری دن کا عذاب تھا، یقیناً اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں کے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾ (الشعراء ۲۶/۱۷۶ تا ۱۹۱)

اکثر مسلمان نہ تھے، اور یقیناً تیرا پروردگار البتہ وہی ہے غلبے والا مہربانی والا۔

اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو ایک ہی نسل کی دو شاخوں اصحاب الایکہ (یعنی گنجان درختوں والے باغات میں بسنے والے) اور مدین کی طرف بھیجا مگر انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا، جیسے فرمایا

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ... ﴿۸۵﴾ (۱)

ترجمہ: اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ... ﴿۸۴﴾ (۲)

ترجمہ: اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔

انہوں نے منصب رسالت پر فائز ہو کر معاندین مدین سے جہاد شروع کرتے ہوئے شرک وکفر کی گمراہی میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دی اور معبودان باطلہ جن کی قوت وطاقت سے وہ لرزہ بر اندام رہتے تھے ان کی بے کسی وبے بسی کا کھلے عام پرچار کیا اور فرمایا اے میری قوم کے لوگو! کیا تمہیں اپنے خالق کا کوئی خوف نہیں جو اکیلا ہے، جس کا کوئی ہمسر ساجھی یا شریک نہیں، جو تمام عیوب ونقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے، اس لئے سارے ارباب اقتدار اور تمام الٰہوں کے سامنے ذلت سے جھکا ہوا سر اٹھاؤ، ان کی

(۱) الاعراف ۸۵

(۲) ھود ۸۴

عبادات سے منہ موڑ کر صرف اللہ وحدہ لاشریک کو اپنا الٰہ اور صرف رب العالمین کو اپنا رب قرار دو،اس کی حاکمیت اور اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر کے اپنے خالق حقیقی کی طرف رجوع کرو جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں،اس سے خوف کھاؤ اور اس کے کامل بندے بنو،اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق اور آقائی وفرمانروائی کا مستحق نہیں،اس لئے یکسو ہو کر اس کی ہی بندگی اختیار کرو اور اعتراف بندگی میں اپنے سر اس کے حضور جھکاؤ،صرف اپنی زبان سے امنا وصدقنا ہی نہ کہو بلکہ اس کی مخلصانہ اطاعت وفرمانبرداری کرو،جس چیز سے روکے اس سے پرہیز کرو ،جس کام کو کرنے کا حکم دے اس کی تعمیل کرو جیسے فرمایا

...قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ...۝۸۵ (۱)

ترجمہ:اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

اور میری اطاعت کرو میں تمہارا بے لوث خیر خواہ ہوں،اس خیر خواہی پر میں تم سے کسی اجرت،عہدہ اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی لالچ رکھتا ہوں،میں یہ پاکیزہ دعوت کسی ذاتی غرض یا کسی دنیاوی مفاد کے لئے نہیں پیش کرتا بلکہ میری تمام تر کوششیں صرف اللہ تعالیٰ کا دین تم تک پہنچانے کے لئے ہے،میرے اس کام کا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے جس نے مجھے مبعوث فرما کر دعوت ہدایت تم لوگوں تک پہنچانے کی ذمہ داری سونپی ہے، کیونکہ قوم میں بت پرستی کے ساتھ ساتھ چند اخلاقی بیماریاں بھی تھیں،وہ ناپ تول میں کمی کرتے اور رہزنی بھی کرتے تھے اس لئے اخلاقی تعلیم دی کہ پیمانے ٹھیک بھرو اور کسی کو گھاٹا نہ دو، صحیح ترازو سے تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو،زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو اس ذات کا خوف کرو جس نے تمہیں اور گذشتہ نسلوں کو پیدا کیا ہے،جیسے فرمایا

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۝۸۵ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝۸۶ (۲)

ترجمہ:اور اے برادران قوم! ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو،اللہ کی دی ہوئی بچت تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ...۝۸۶ (۳)

ترجمہ:اور زندگی کے ہر راستے پر رہزن بن کر نہ بیٹھ جاؤ۔

اللہ وحدہ لاشریک کا خوف کرو جس نے تمہیں اور گذشتہ نسلوں کو پیدا کیا ہے،قوم نے کہا اے شعیب! تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے جس پر ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے پھٹکار پڑ گئی ہے اس لئے تو ہذیانی کیفیت میں باتیں کرتا ہے،اور تم ہماری طرح کے انسان ہو اس لئے تمہارے اندر ایسی کوئی فضیلت نہیں ہے جس کی بنا پر تو رسالت کے شرف سے مشرف ہو جائے اور جو تو وحی و رسالت کا دعویٰ کرتا ہے تو ہم تجھے اس میں بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں اگر تو سچا ہے کہ اللہ نے تجھے رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے تو ثبوت کے طور پر تو ہم

---

(۱) الاعراف۸۵

(۲) ھود۸۵،۸۶

(۳) الاعراف۸۶

پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے ،

قریش نے بھی یہی کہا تھا

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۲ (۱)

ترجمہ:اور یہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ خدایا اگر یہ واقعی حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

شعیب علیہ السلام نے کہا عذاب نازل کرنا یا معجزات دکھانا میرا کام نہیں اور نہ میں ایسا کام کرسکتا ہوں ،میرا کام تو اللہ کا پیغام پوری امانت و دیانت کے ساتھ تم تک پہنچا دینا ہے،عذاب نازل کرنا یا معجزہ ظاہر کرنا اللہ رب العالمین کے اختیار میں ہے،وہ تمہارے کفر و شرک سے خوب باخبر ہے اگر اس کی حکمت ومشیت ہوئی تو عذاب نازل کر دے گا ورنہ آخرت کے عذاب سے تم بچ نہ سکو گے،جب قوم نے شعیب علیہ السلام کی دعوت کو مکمل طور پر رد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اہل ایمان کو بستی سے نکل جانے کو کہا جیسے فرمایا

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝۹۳ (۲)

ترجمہ:اور شعیب علیہ السلام یہ کہہ کر ان کی بستیوں سے نکل گئے کہ اے برادران قوم! میں نے اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچا دیئے اور تمہاری خیرخواہی کا حق ادا کر دیا ہے اب میں اس قوم پر کیسے افسوس کروں جو قبول حق سے انکار کرتی ہے۔

جب تمام اہل ایمان دیار کفر سے باہر نکل گے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں قبیلوں کی طرف ان کی مانگ وخواہش وطلب کے نتیجے میں مختلف شکلوں میں عذاب بھیجے،اصحاب الایکہ نے آسمانی عذاب مانگا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی بھیجی جس سے ان کی حرکتیں بند ہوگئیں ایک بادل بھیج دیا اور وہ چھتری کی طرح ان پر چھا کر اس وقت تک آگ برساتا رہا جب تک ان کو بالکل تباہ نہ کر دیا اور اصحاب مدین کو ایک زمینی بھونچال کے ساتھ زوردار چنگھاڑ نے آلیا جس کی ہولناکی سے ان کے دل کلیجے پھٹ گئے اور ان کی آوازیں بند ہوگئیں،صبح ہوئی تو سب لوگ جن کو اپنی طاقت وقوت پر فخر وغرور تھا رب سے مانگے ہوئے معمولی سے عذاب کو نہ روک سکے اور وہ بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا،یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۹۲ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝۱۹۳ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ

اور بیشک وشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے،اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے، آپ کے دل پر اترا ہے کہ

مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝۱۹۴ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝۱۹۵ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۹۶

آپ آگاہ کر دینے والوں میں سے ہو جائیں،صاف عربی زبان میں ہے،اگلے نبیوں کی کتابوں میں بھی اس قرآن کا تذکرہ ہے،

(۱) الانفال ۳۲

(۲) الاعراف ۹۳

اَوَ لَمۡ يَكُنۡ لَّهُمۡ اٰيَةً اَنۡ يَّعۡلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ؕ﴿۱۹۷﴾ وَلَوۡ نَزَّلۡنٰهُ عَلٰى بَعۡضِ

کیا انہیں یہ نشانی کافی نہیں کہ حقانیت قرآن کو بنی اسرائیل کے علماء بھی جانتے ہیں، اور اگر ہم کسی عجمی شخص پر

الۡاَعۡجَمِيۡنَ ۙ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيۡهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ مُؤۡمِنِيۡنَ ؕ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكۡنٰهُ

نازل فرماتے پس وہ ان کے سامنے اس کی تلاوت کرتا تو یہ اسے باور کرنے والے نہ ہوتے، اسی طرح ہم نے گنہگاروں

فِىۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ؕ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِيۡمَ ۙ﴿۲۰۱﴾

کے دلوں میں اس انکار کو داخل کر دیا ہے، وہ جب تک دردناک عذابوں کو ملاحظہ نہ کرلیں ایمان نہ لائیں گے،

فَيَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۙ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوۡلُوۡا هَلۡ نَحۡنُ مُنۡظَرُوۡنَ ؕ﴿۲۰۳﴾ (الشعرائ ۱۹۲ تا ۲۰۳)

پس وہ عذاب ان کو ناگہاں آجائے گا انہیں اس کا شعور بھی نہ ہوگا اس وقت کہیں گے کہ کیا ہمیں کچھ مہلت دی جائے گی؟۔

سورۂ کے آغاز میں کتاب مبین کا ذکر کیا گیا تھا اور اس کے بعد جن قوموں نے سرکشی دکھائی ان کا انجام ذکر کیا گیا اب سلسلہ کلام کو دوبارہ اسی جگہ سے شروع فرمایا کہ یہ کتاب مبین جس کی یہ لوگ محض فخر و غرور اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تکذیب کر رہے ہیں رب العالمین نے قیامت تک کے لئے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کی ہے، اس کلام کو فرشتوں میں سب سے افضل، سب سے طاقتور اور امانت دار جبرائیل علیہ السلام نے فرشتوں کی کڑی حفاظت میں لاکر تمہارے دل پر وحی کی ہے اس لئے یہ ہر طرح کی ملاوٹ سے پاک ہے، جیسے فرمایا:

قُلۡ مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّـجِبۡرِيۡلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ... ﴿۹۷﴾ [1]

ترجمہ: کہہ دے کہ جو کوئی دشمن ہے جبریل علیہ السلام کا تو اسے معلوم ہو کہ اسی نے یہ قرآن اللہ کے حکم سے تیرے دل پر نازل کیا ہے۔

تا کہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (اللہ کی طرف سے اللہ کی مخلوق کو) کفر و شرک اور بد اعمالوں سے ڈرانے اور ایمان اور عمل صالحہ پر خوشخبری دینے والے ہیں، یہ کلام صاف اور فصیح عربی زبان میں ہے، اس کلام کو ہم نے آسان بنایا ہے جسے ہر کوئی با آسانی سمجھ سکتا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲﴾ [2]

ترجمہ: ہم نے اسے نازل کیا ہے قرآن بنا کر عربی زبان میں تا کہ تم (اہل عرب) اس کو اچھی طرح سمجھ سکو۔

وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ حُكۡمًا عَرَبِيًّا ... ﴿۳۷﴾ [3]

ترجمہ: اسی ہدایت کے ساتھ ہم نے یہ فرمان عربی تم پر نازل کیا ہے۔

قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا غَيۡرَ ذِىۡ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿۲۸﴾ [4]

[1] البقرة ۹۷

[2] یوسف ۲

[3] الرعد ۳۷

[4] الزمر ۲۸

ترجمہ: ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے تا کہ یہ برے انجام سے بچیں۔

اس کتاب مبین کی تعلیمات نئی نہیں ہیں بلکہ سابقہ آسمانی کتب میں بھی یہی تعلیمات موجود ہیں، اگر اہل مکہ آسمانی کتب سے نا آشنا ہیں تو ان کے گردو پیش کے علاقوں میں بنی اسرائیل کے اہل علم موجود ہیں، اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلے کتابیں نازل کی تھیں اور ان میں جو تعلیمات دی تھیں یہ کلام بھی اسی ہستی کا نازل کر دیا ہے اور انہی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے، لیکن اہل مکہ کی ہٹ دھرمی کا حال تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ انہیں انکی زبان میں یہ کلام پڑھ کر سناتے ہیں تو کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے، لیکن اگر ہم اس فصیح وبلیغ آخری کتاب کو بطور معجزہ کسی غیر اہل زبان پر بھی نازل کر دیتے تو یہ (قریش) کہتے کہ اس کی زبان ہماری سمجھ میں نہیں آتی ،اور کہتے بڑی ہی عجیب بات ہے کہ عربوں کی طرف عجمی زبان میں کتاب نازل کی گئی ہے جو ہماری زبان میں نہیں، جیسے فرمایا:

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۔۔۔ ﴿۴۴﴾ (۱)

ترجمہ: اگر ہم اس کو عجمی قرآن بنا کر بھیجتے تو یہ لوگ کہتے کیوں نہ اس کی آیات کھول کر بیان کی گئیں؟ کیا ہی عجیب بات ہے کہ کلام عجمی ہے اور مخاطب عربی۔

اور وہ عجمی ان کے سامنے فصیح عربی کلام پڑھ کر سناتا تب بھی یہ مختلف بہانے تراشتے اور ایمان نہ لاتے، جیسے فرمایا

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ (۲)

ترجمہ: اگر ہم تیرے اوپر کاغذ میں لکھی ہوئی کوئی کتاب نازل کر دیتے اور یہ لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تو جن لوگوں نے نہیں مانا وہ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

ایک اور مقام پر مشرکین کی حالت یوں بیان فرمائی

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیتے اور یہ اس میں چڑھنے لگتے تو یہ کہتے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰۗىِٕكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ (۴)

ترجمہ: اگر ہم فرشتے بھی ان پر نازل کر دیتے اور مُردے ان سے باتیں کرتے اور دنیا بھر کی چیزوں کو ہم ان کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیتے

(۱) حم السجدة ۴۴
(۲) الانعام ۷
(۳) الحجر ۱۵،۱۴
(۴) الانعام ۱۱۱

تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے، اِلایہ کہ مشیتِ الٰہی یہی ہو (کہ یہ ایمان لائیں) مگر اکثر لوگ نادانی کی باتیں کرتے ہیں۔
اس عظیم کلام کو سن کر یہ مشرکین محض بغض وعناد میں اس کے مضامین، پاکیزہ تعلیمات اور تکذیب کرنے والی قوموں کے عبرت ناک واقعات پر غور وتدبر نہیں کرتے بلکہ اس کی تردید کے حربے ڈھونڈھنے لگتے ہیں، یہ لوگ اس وقت تک اللہ وحدہ لاشریک کی ذات وصفات واعمال ،تمہاری رسالت اور اس منزل کلام پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تباہ شدہ اقوام جیسے عذاب الیم میں مبتلا نہ ہو جائیں، مگر جب اللہ کا دردناک عذاب بے خبری میں اچانک مشرکین پر آپڑتا ہے تو مشاہدہ عذاب کے بعد انہیں یقین آجاتا ہے کہ رسولوں نے سچ کہا تھا، اس وقت وہ حسرت وافسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہتے ہیں کاش! ہمیں ایمان لانے اور عمل صالح کرنے کی کچھ گھڑیاں مزید مل جائیں، جیسے فرمایا

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۔۔۔ ۭ ﴿۴۴﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! اس دن سے تم انہیں ڈراؤ جب کہ عذاب انہیں آلے گا اس وقت یہ ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں تھوڑی سے مہلت اور دیدے ہم تیری دعوت کو لبیک کہیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے۔
ایک انہی پر کیا موقوف، ہر ظالم وفاسق عذاب کو دیکھتے ہی سیدھا ہو جاتا ہے، جیسے فرعون عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا تو فوراً کہنے لگا

۔۔۔حَتّٰٓي اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ (۲)

ترجمہ: جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوندِ حقیقی، اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔
مگر اللہ نے ہر قوم اور ہر انسان کو مہلت کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جب وہ گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں تو پھر مزید وقت نہیں دیا جاتا۔ جیسے فرمایا

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ (۳)

ترجمہ: جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہ لاشریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں ان سب معبودوں کا جنھیں ہم شریک ٹھیراتے تھے، مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لئے کچھ بھی نافع نہ ہو سکتا تھا کیوں کہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ۙ

پس کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں، اچھا یہ بھی بتاؤ کہ اگر ہم نے انہیں کئی سال بھی فائدہ اٹھانے دیا

(۱) ابراہیم ۴۴
(۲) یونس ۹۰
(۳) المومن ۸۵،۸۴

ثُمَّ جَآءَهُمۡ مَّا كَانُوۡا يُوۡعَدُوۡنَ ﴿۲۰۶﴾ مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يُمَتَّعُوۡنَ ﴿۲۰۷﴾

پھرانہیں وہ عذاب آ لگا جس سے یہ دھمکائے جاتے تھے تو جو کچھ بھی یہ برتتے رہے اس میں سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا سکے گا،

وَ مَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنۡذِرُوۡنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكۡرٰى ۛ وَ مَا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۲۰۹﴾

ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا ہے مگر اسی حال میں کہ اس کے لیے ڈرانے والے تھے نصیحت کے طور پر اور ہم ظلم کرنے والے

وَمَا تَنَزَّلَتۡ بِهِ الشَّيٰطِيۡنُ ﴿۲۱۰﴾ وَ مَا يَنۡۢبَغِىۡ لَهُمۡ وَمَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ﴿۲۱۱﴾

نہیں ہیں، اس قرآن کو شیطان نہیں لائے نہ وہ اس قابل ہیں نہ انہیں اس کی طاقت ہے

اِنَّهُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ﴿۲۱۲﴾ (الشعرائ ۲۰۴تا۲۱۲)

بلکہ وہ سننے سے بھی محروم کر دیئے گئے ہیں۔

کیونکہ قریش عذاب کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے اس لئے پچھلی قوموں کی طرح وہ بھی رسول اللہ ﷺ کو چیلنج کرتے تھے کہ اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو، اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ لوگ ہمارے دردناک عذاب کو ہیچ سمجھ کر عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں، یا یہ گمان رکھتے ہیں کہ ہم عذاب نازل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت ومشیت سے فوراً ان پر عذاب نازل نہ کرے اور انہیں دنیا کی دلفریبیوں اور رنگینیوں سے تمتع کرنے کو ایک لمبی مہلت دے دے اور پھر قوم عاد وثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ جیسا عذاب ان پر اچانک ٹوٹ پڑے تو ان کی یہ حیثیت ومرتبہ اور وہ سامان زیست جو ان کو ملا ہوا ہے جس پر یہ اتراتے ہیں ان کے کس کام آئے گا؟ کیا وہ انہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے گا؟ نہیں یقیناً نہیں، جیسے فرمایا

۔۔۔يَوَدُّ اَحَدُهُمۡ لَوۡ يُعَمَّرُ اَلۡفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحۡزِحِهٖ مِنَ الۡعَذَابِ اَنۡ يُّعَمَّرَ ۔۔۔ ﴿۹۶﴾ [1]

ترجمہ: ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جیئے، حالانکہ لمبی عمر بہر حال اسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی۔

وَمَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰىؕ ﴿۱۱﴾ [2]

ترجمہ: اور اس کا مال آخر اس کے کس کام آئے گا جبکہ وہ ہلاک ہو جائے؟۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللهِ يَا رَبِّ،وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا، مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟فَيَقُولُ: لَا، وَاللهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَط

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اہل دوزخ میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیاداروں میں

[1] البقرة۹۶

[2] الیل۱۱

آسودہ تر اور خوش عیش تھا پھر آگ میں ایک غوطہ دلوا کر پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے دنیا میں کبھی راحت بھی اٹھائی تھی؟ کیا تجھے کبھی کوئی نعمت بھی ملی تھی، تو وہ کہے گا اللہ کی قسم! اے میرے رب! میں نے کبھی کوئی راحت نہیں دیکھی، اور اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب لوگوں سے سخت تکلیف میں رہا تھا اسے جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس سے پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف بھی دیکھی ہے؟ کیا تجھ پر شدت اور رنج بھی گزرا ہے؟ تو وہ کہے گا اللہ کی قسم! مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گزری اور میں نے تو کبھی شدت اور سختی نہیں دیکھی۔[1]

(دیکھو) اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ کسی قوم کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان میں کوئی خبر دار کرنے والا نہ بھیج دے، مگر جب قوموں نے رسولوں کی دعوت حق کو قبول نہ کیا تو ہم نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر رہتی دنیا تک نشان عبرت بنا دیا، جیسے فرمایا

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝۱۵ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝۱۶ [2]

ترجمہ: اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں، جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝۵۹ [3]

ترجمہ: اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہ تھا جب تک کہ ان کے مرکز میں ایک رسول نہ بھیج دیتا جو ان کو ہماری آیات سناتا اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے رہنے والے ظالم نہ ہو جاتے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ... ۝۱۶۵ [4]

ترجمہ: یہ سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تا کہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہے۔

کیونکہ قریش اس دعوت حق کو روکنے کے لئے رسول اللہ ﷺ پر یہ الزام لگاتے تھے کہ آپ ﷺ کاہن ہیں اور کوئی شیطان ان کی طرف یہ کلام القا کرتا ہے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس کتاب مبین کو شیاطین لے کر نہیں اترے ہیں، کیا شیاطین جن کا کام لوگوں کو شرک کی غلاظت میں غرق کرنا، لوگوں میں شر و فساد کی آگ بھڑکانا، قتل و غارت پر ابھارنا، فسق و فجور کی طرف رغبت دلانا اور آخرت کی باز پرس سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین بَابُ صَبْغِ أَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا فِي النَّارِ وَصَبْغِ أَشَدِّهِمْ بُؤْسًا فِي الْجَنَّةِ۷۰۸۸ ، مسند احمد۱۳۱۱۲

[2] بنی اسرائیل ۱۵،۱۶

[3] القصص ۵۹

[4] النسائ ۱۶۵

بے خوف کرنا ہے وہ لوگوں کو شرک وبت پرستی سے روکیں گے، ظلم اور بد اخلاقیوں سے منع کریں گے، آخرت کی باز پرس کا خوف دلائیں گے، نیکوکاری اور راستبازی اور اللہ کی مخلوق پر احسان کی تلقین کریں گے گویا دونوں ایک دوسرے کی ضد اور باہم منافی ہیں، اور شیاطین اگر راستبازی اور نیکی کی تعلیم القا کرنا بھی چاہیں تو اس کی طاقت بھی نہیں رکھتے، جیسے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے جن وانس کو چیلنج دیا

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾ (۱)

ترجمہ: کہہ دو کہ اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے، چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

...قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ (۲)

ترجمہ: کہو اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو ایک سورۂ اس جیسی تصنیف کر لاؤ اور ایک اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو مدد کے لئے بلا لو۔

اور شیاطین تو اس کلام کے آس پاس بھی نہیں پھٹک سکتے کہ کچھ سن گن لے پائیں اور اپنے دوستوں کو بتلا سکیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾

پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار کہ تو بھی سزا پانے والوں میں سے ہو جائے، اپنے قریبی رشتہ والوں کو ڈرا دے،

وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

اس کے ساتھ نرمی سے پیش آ جو بھی ایمان لانے والا ہو کر تیری تابعداری کرے، اگر یہ لوگ تیری نافرمانی کریں تو اعلان کر دے

اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾

کہ میں ان کاموں سے بیزار ہوں جو تم کر رہے ہو، اپنا پورا بھروسہ غالب مہربان اللہ پر رکھ، جو تجھے دیکھتا رہتا ہے جبکہ تو

وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۲۲۰﴾ (الشعرائ۲۱۳تا۲۲۰)

کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان تیرا گھومنا پھرنا بھی، وہ بڑا ہی سننے والا اور خوب ہی جاننے والا ہے۔

کفار و مشرکین کو متنبہ کرنے کے لئے فرمایا اے محمد ﷺ! اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو اگر تم بھی اللہ کے سوا کسی اور کو معبود کی حیثیت سے پکار بیٹھو گے تو اللہ کی پکڑ سے بچ نہ سکو گے، یعنی اگر رسول بھی جو اللہ کو سب سے بڑھ کر عزیز و محبوب ہوتا ہے شرک میں

(۱) بنی اسرائیل ۸۸

(۲) یونس ۳۸

مبتلا ہو کر اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے تو کوئی دوسرا اللہ کی ذات وصفات واعمال میں شرک کر کے کیسے نجات کی امید کر سکتا ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۔۔۔ (۱)

ترجمہ: جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو آخرت کے المناک عذاب سے صاف صاف متنبہ کرو، کیونکہ دین میں نبی اور اس کے خاندان کے لئے کوئی امتیازی مراعات نہیں ہیں، اس لئے میدان محشر میں کسی کا نسب اور کسی کے ساتھ تعلق کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا، اس روز معاملہ ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر ہو گا،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ {وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ} (۲) قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا، فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا، سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب آیت ''اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔'' نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی پر چڑھ کر اپنی قوم کو دعوت توحید دی تھی اس وقت فرمایا تھا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد، اے صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب، اے عبدالمطلب کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تم کو نہیں بچا سکتا البتہ میرے مال میں سے تم جو جی چاہے مانگ لو۔ (۳)

اور جو لوگ اللہ وحدہ لاشریک پر، تمہاری رسالت، آسمانی کتابوں، فرشتوں، تقدیر اور روز آخرت پر ایمان لے آئیں اور تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ محبت ومودت، حسن اخلاق اور احسان کا رویہ اختیار کرو، لیکن اگر وہ تمہاری فرمانبرداری سے منہ موڑیں تو ان سے بے تعلقی اور اپنی بیزاری کا اظہار کر دو اور صاف صاف کہہ دو کہ میرا کام تمہیں متنبہ کر دینا ہے اس کے بعد تمہارے کسی فعل کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے اپنے اعمال کا نتیجہ تم خود بھگتو گے، جیسے فرمایا

۔۔۔وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۔۔۔ ۱۳۹ (۴)

ترجمہ: ہمارے اعمال ہمارے لیے تمہارے اعمال تمہارے لیے۔

۔۔۔اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۱۵ (۵)

---

(۱) المائدۃ ۷۲

(۲) الشعراء: ۲۱۴

(۳) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۵۰۳، جامع ترمذی ابواب الزھد بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْذَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمَهُ ۲۳۱۰، مسند احمد ۲۵۰۴۴، صحیح ابن حبان ۶۵۴۸، السنن الکبری للبیہقی ۱۲۶۴۹، شرح السنۃ للبغوی ۳۷۴۳

(۴) البقرۃ ۱۳۹

(۵) الشوری ۱۵

ترجمہ: اللہ ہی ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت میں سے جس کے کان میں میری رسالت کی بات پڑ جائے خواہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے تو ضرور وہ جہنم میں جائے گا۔ [1]

اور کسی بڑی سے بڑی طاقت کی ذرہ بھر پرواہ نہ کرو اور اس غالب اور رحیم ہستی پر بھروسہ کرو جو تمہیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے بیٹھتے اور راتوں کو تنہائی میں نماز کے لئے اٹھتے ہو اور قیام، رکوع وسجود میں مصروف ہوتے ہو، اور اللہ تعالیٰ اس تمام دوڑ دھوپ اور تگ ودو سے بخوبی واقف ہے جو آپ سجدہ گزار ساتھیوں کی معیت میں اس کے بندوں کی اصلاح کے لئے کر رہے ہیں، جیسے فرمایا

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ... ﴿۴۸﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے رب کا فیصلہ آنے تک صبر کرو تم ہماری نگاہ میں ہو۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ... ﴿۶۱﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو اور لوگو تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿۲۲۲﴾

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں، وہ ہر جھوٹے گناہ گار پر اترتے ہیں ،

يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿۲۲۴﴾

(اچٹتی) ہوئی سنی سنائی پہنچا دیتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں، شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں جو بہکے ہوئے ہوں،

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ۳۸۶، مسند احمد ۸۲۰۳، شرح السنة للبغوی ۵۶

[2] الطور ۴۸

[3] یونس ۶۱

اَلَمۡ تَرَ اَنَّهُمۡ فِیۡ كُلِّ وَادٍ یَّهِیۡمُوۡنَ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّهُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں، سوائے ان کے جو

اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیۡرًا وَّ انۡتَصَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا ؕ

ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا، جنہوں نے ظلم کیا ہے

وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ (الشعرائ۲۲۱تا۲۲۷)

وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی بات کا رد کرتے ہوئے فرمایا لوگو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترا کرتے ہیں؟ شیطان انبیاء وصالحین پر نہیں وہ تو کاہن، جوتشی، فال گیر، رمال اور عامل قسم کے لوگ جو غیب دانی کا ڈھونگ رچاتے پھرتے ہیں پر اترتا ہے، اور جو کچھ باتیں کسی طرح چوری چھپے سن لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور آ کر ان کاہنوں کو بتلا دیتے ہیں اور وہ اپنی طرف سے بہت سا جھوٹ ملا کر لوگوں کے کانوں میں پھونکتے پھرتے ہیں،

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الكُهَّانِ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تِلْكَ الكَلِمَةُ مِنَ الحَقِّ يَخْطَفُهَا الجِنِّيُّ، فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ، فَيَخْلِطُونَ فِيهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کچھ نہیں ہیں، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بعض اوقات تو وہ ٹھیک بات بتا دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ٹھیک بات جو ہوتی ہے اسے کبھی کبھار جن لے اڑتے ہیں اور جا کر اپنے دوست کے کان میں پھونک دیتے ہیں پھر وہ اس کے ساتھ جھوٹ کی بہت سی آمیزش کر کے ایک داستان بنا لیتا ہے۔[1]

رہے شعراء تو ان کے پیچھے گمراہ لوگ چلا کرتے ہیں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ شاعرانہ تخیلات میں آوارہ سرگشتہ بھٹکتے پھرتے ہیں اور ذاتی پسند و ناپسند کے مطابق کبھی کسی مدح میں آسمان وزمین کے قلابے ملاتے ہیں اور کبھی کسی کی مذمت میں آسمان زمین سر پر اٹھاتے ہیں، کبھی یہ صدق کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اور کبھی کذب کے بارے میں اور ان کے قول وفعل میں سخت تضاد ہوتا ہے، وہ دوسروں کو وہ باتیں کرنے کو کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا يَرِيهِ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا

---

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید الجهمیة بَابُ قِرَاءَةِ الفَاجِرِ وَالمُنَافِقِ، وَأَصْوَاتُهُمْ وَتِلاَوَتُهُمْ لاَ تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ ۷۵۶۱، وکتاب بدء الخلق بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ ۳۲۸۸، صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ تَحْرِيمِ الْكِهَانَةِ وَإِتْيَانِ الْكُهَّانِ ۵۸۱۷، مسند احمد ۲۴۵۷۰، صحیح ابن حبان ۶۱۳۶

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی مرد کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہاں تک کہ اس کے پھیپھڑے تک جا پہنچے، یہ اس کے حق میں بہتر ہے اپنے پیٹ میں شعر بھرنے سے۔ [۱]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کاہن ہیں اور نہ شاعر، اس لئے کہ یہ دونوں ہی جھوٹے ہیں، جیسے فرمایا

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ [۲]

ترجمہ: ہم نے اس (نبی) کو شعر نہیں سکھایا ہے اور نہ شاعری اس کو زیب ہی دیتی ہے یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ ۝۴۰ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ ۝۴۱ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۭ ۝۴۲ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۳ [۳]

ترجمہ: یہ ایک رسول کریم کا قول ہے کسی شاعر کا قول نہیں ہے تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو، اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو، یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور جن کی شاعری کذب و مبالغہ سے پاک اور صداقت اور حقائق پر مبنی ہے، جیسے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو کافروں کی ہجو یہ شاعری کا جواب دیا کرتے تھے،

عَنِ البَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ: اهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ

اور براء بن عازب سے مروی ہے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسان رضی اللہ عنہ کو فرماتے تھے ان (کافروں) کی ہجو بیان کرو جبرائیل علیہ السلام بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ [۴]

كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا أَنْزَلَ، فَقَالَ:إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَكَأَنَّ مَا تَرْمُونَهُمْ بِهِ نَضْحُ النَّبْلِ

کعب بن مالک شاعر سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشعار سے مشرکین کی مذمت بیان کیا کرو، مسلمان اپنی جان اور مال دونوں سے جہاد کرتا ہے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، تم جو اشعار مشرکین کے متعلق کہتے ہو ایسا لگتا ہے کہ تم ان پر

---

[۱] جامع ترمذی ابواب الاداب بَابُ مَا جَاءَ لأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا ۲۸۵۱، صحیح مسلم کتاب الشعرباب فی انشادالاشعاروبیان اشعر۔۔۔۵۸۹۴،سنن ابن ماجہ کتاب الادب بَابُ مَا كُرِهَ مِنَ الشِّعْرِ۳۷۶۰،جامع ترمذی ابواب الاداب بَابُ مَا جَاءَ لأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا ۲۸۴۹،مسنداحمد۱۵۰۶،مسندابی یعلی ۷۹۷

[۲] یٰسین ۶۹

[۳] الحاقۃ۴۰تا۴۳

[۴] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ۳۲۱۳،صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ۶۳۸۷،مسنداحمد۱۸۶۵۰،السنن الکبری للنسائی ۵۹۸۰،السنن الکبری للبیہقی ۲۱۱۰۴،شرح السنۃ للبغوی ۳۴۰۷

تیروں کی بوچھاڑ برسا رہے ہو۔ (۱)

جب ان پر ظلم کیا گیا تو صرف بدلہ لے لیا اور ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔

مضامین سورۂ النمل:

اس سورہ میں قرآن مجید کی عظمت اور رب کی طرف سے نازل ہونے کا ذکر ہے اور فرمایا گیا کہ اس کتاب سے فائدہ وہ لوگ اٹھا سکتے ہیں، اس کی بشارتوں کے مستحق صرف وہی لوگ ہیں جو اس پر ایمان لائیں اور اپنی عملی زندگی میں بھی اطاعت واتباع کا رویہ اختیار کریں، آخرت پر ایمان اور اعمال کی جوابدہی کا مضمون بیان کیا گیا، سابقہ قوموں فرعون، قوم ثمود، اور قوم لوط کے نظریات وعقائد کا تذکرہ کر کے اہل مکہ سے پوچھا گیا کہ کیا تم بھی ان عقائد ونظریات کے شکار نہیں ہو جن کی وجہ سے وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئیں، شرک اور آخرت کے منکرین کا تذکرہ ہوا کہ جب کوئی شخص اس نظریے پر کاربند ہو جائے کہ زندگی یہی ہے اور اس کے بعد جوابدہی یا احتساب نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی تو ایسے شخص میں حق وباطل میں تمیز کی صلاحیت ہی نہیں رہتی اور پھر عذاب الٰہی ایسے شخص کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، اور اللہ کی زمین کو اس فساد سے پاک کر دیتا ہے، ایسے لوگوں کو ان کی غفلت، ضد وہٹ دھرمی کے باوجود راہ راست کی دعوت دینا اور آخرت کے بارے میں تنبیہ اس سورہ کا خاصہ ہے، اس سورہ میں سلیمان علیہ السلام کو عطا کی گئی نبوت، وسعت حکومت، اور مال ودولت کا ذکر کر کے بتایا گیا کہ ان کو ایسی شوکت وحشمت عطا کی گئی تھی جس کو تم تصور ہی نہیں کر سکتے، مگر وہ اس دنیا کی نعمتوں کو پا کر گمراہ نہیں ہوئے بلکہ دنیاوی الائشوں سے بچے رہے اور آخرت میں جوابدہی کے خوف سے لرزاں رہتے تھے اور ہماری عطا کی ہوئی نعمتوں پر احساس شکر سے سربسجود ہو کر عاجزی وانکساری سے ہماری حمد وثنا بیان کرتے رہتے تھے، یمن کی دولت مند اور عقل مند ملکہ کا بھی ذکر کیا گیا جو ایک مشرک قوم سے تعلق رکھتی تھی مگر اسے آخرت میں جوابدہی کا احساس تھا، وہ جب سلیمان علیہ السلام سے ملی اور اسلام کی حقیقت اس پر روشن ہوئی تو یہ دیکھے بغیر کے اس کے عقائد ونظریات تبدیل کرنے پر وہ ملکہ بھی رہے گی یا نہیں اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور کسی چیز کی پرواہ نہیں کی، توحید باری تعالیٰ کے لئے کائنات کے نظام کو دلائل کے طور پر پیش کیا اور غور وفکر کی دعوت دی اور آخرت کے عقیدے پر بھی دلائل دیئے گئے، اور بتایا گیا کہ اس دعوت حقہ کو قبول کرنا خود تمہارے لئے ہی فائدہ مند ہے اور نہ ماننا تمہارے ہی لئے نقصان اور خسارے کا باعث ہوگا، صلوٰۃ، زکوٰۃ، اپنی اور معاشرتی اصلاح کی تلقین کی گئی اور برائی کے فروغ، اللہ کی زمین پر فساد اور فعل ہم جنس پرستی پر مذمت کی گئی، عبرت ونصیحت کے لئے ایسے لوگوں کی مثالیں پیش کی گئیں جو زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں، بیت اللہ کی عظمت کا بھی ذکر ہے، سابقہ امتوں کی طرح کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ عذاب جلدی لے آؤ مگر رب کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے، رب عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ بندوں کو ہر ممکن مہلت دیتا ہے کہ وہ توبہ کر لیں اور سیدھے راستے پر گامزن ہو جائیں، کفار مکہ اس دیر کو اپنے حق میں استعمال کرتے کہ اگر یہ رسول سچا ہوتا تو عذاب نازل نہ ہو جاتا، اللہ نے اس سورہ میں فرمایا کہ عذاب تو آن پہنچا ہے اب اس کے لئے جلدی مت کرو، پھر کائنات میں بکھری شہادتوں اور خود انسان کے اندر جو شہادت ہے اسے توحید کے حق

(۱) مسند احمد ۲۷۱۷۴، صحیح ابن حبان ۵۷۸۶، السنن الکبری للبیہقی ۲۱۱۰۸، شرح السنة للبغوی ۳۴۰۹

میں پیش کیا اور تردید شرک کرتے ہوئے کفار و مشرکین کے دل و دماغ میں بسے ہوئے شکوک وشبہات کو دور کیا گیا اور پھر انہیں وعید عذاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر طرح کی شہادتوں کے باوجود محض ضد وہٹ دھرمی کی وجہ سے دعوت حقہ کے انکار کے نتیجہ میں عذاب آیا ہی کرتا ہے، کفار مکہ کے ظلم وجبر سے مجبور ہو کر مسلمان پر امن پناہ گاہ کے لئے ہجرت کر رہے تھے ان کی ہمت وحوصلہ کی تلقین کی گئی، اس سورہ میں بتایا گیا کہ دین اسلام محض توحید اور محمد ﷺ کی رسالت کے زبانی اقرار ہی کا نام نہیں ہے بلکہ جو رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے من وعن اپنانے اور اپنے کردار میں سمونے کا نام ہے، جس سے ایک موحد مومن کی اصلی پہچان ہوتی ہے، مختلف اشیاء کی حلت وحرمت کے متعلق بھی چند احکامات بیان کئے گئے، اس کے علاوہ ایک مبلغ کو تبلیغ دین کے لئے کس طرح دعوت دینی چاہیے کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝١ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢

طس، یہ آیتیں ہیں قرآن کی (یعنی واضح) اور روشن کتاب کی، ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کے لئے

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝٣ اِنَّ الَّذِيْنَ

جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ، جو لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝٤ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

قیامت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے انہیں ان کے کرتوت زینت دار کر دکھائے ہیں پس وہ بھٹکتے پھرتے ہیں، یہی لوگ ہیں

لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَ هُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝٥ وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ

جن کے لیے برا عذاب ہے اور آخرت میں بھی وہ سخت نقصان یافتہ ہیں، بیشک آپ کو اللہ حکیم وعلیم کی طرف

مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝٦ (النمل ا تا ٦)

سے قرآن سکھایا جا رہا ہے۔

طس، یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل قرآن مجید کی آیات ہیں، جو واضح طور پر حق وباطل کا فرق نمایاں کر دیتا ہے، یہ کتاب دنیاوی واخروی زندگی میں مکمل ہدایت ورہنمائی کرنے اور جہنم سے نجات اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت دینے والی ہے، اس جلیل القدر کتاب سے راہ یاب وہی ہوں گے جو ہدایت کے طالب ہوں گے، اور عملی زندگی میں اس کی ہدایات اور احکام پر عمل پیرا ہوں گے، جو اللہ رب العالمین کو وحدہ لاشریک اور اسی کو اپنا الٰہ مانتے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاء مان کر ان کی اطاعت کرتے ہیں، ان پر نازل آخری کتاب قرآن مجید پر، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور روز جزا پر ایمان رکھتے ہیں، اور عملاً اتباع واطاعت کے لئے خضوع وخشوع کے ساتھ

فرض اور نفلی نماز قائم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں جو پاکیزہ رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے مستحقین کو فرض اور نفلی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں، جیسے فرمایا

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ [1]

ترجمہ: جو غیب پر ایمان لاتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ جو نیک کام کی طرف راغب ہوگا اس کے لئے نیکی کا راستہ اور جو بدی کی طرف جانا چاہتا ہے اس کے لئے بدی کا راستہ آسان کر دیتا ہے لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک راستے کا اختیار کرنا یہ انسان کے اپنے ارادے پر منحصر ہے، اس لئے فرمایا کہ جو لوگ حیات بعد الموت اور روز جزا کو جھٹلاتے ہیں ان کے لئے ہم نے ان کے اعمالوں کو مزین کر دیا ہے اس لئے گمراہی کے جس راستے پر وہ چل رہے ہوتے ہیں اس کی حقیقت سے وہ آشنا نہیں ہوتے اور صحیح راستے کی طرف رہنمائی نہیں پاتے، ایسے گمراہ لوگوں کے لئے ملک الموت کا روح قبض کرتے وقت، عالم برزخ اور پھر روز حشر میں دردناک سزا ہے اور آخرت میں یہی سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے ہیں، اور اے محمد ﷺ! بلاشبہ یہ قرآن تم پر حکمت و دانائی، علم و دانش میں کامل ایک حکیم و علیم ہستی القا کر رہی ہے۔

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ

(یاد ہوگا) جبکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے، میں وہاں سے یا تو کوئی خبر لے کر یا

بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ

آگ کا کوئی سلگتا ہوا انگارا لے کر ابھی تمہارے پاس آجاؤں گا تا کہ تم سینک تاپ کرلو، جب وہاں پہنچے تو آواز دی گئی کہ

اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸﴾

بابرکت ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور برکت دیا گیا ہے وہ جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ

والا ہے، موسیٰ! سن بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں غالب باحکمت، تو اپنی لاٹھی ڈال دے، موسیٰ نے جب اسے ہلتا جلتا دیکھا

وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۟

اس طرح کہ گویا وہ ایک سانپ ہے تو منہ موڑے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا، اے موسیٰ! خوف نہ کھا

[1] البقرۃ ۳،۴

اِنِّیۡ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۰﴾ اِلَّا مَنۡ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسۡنًۢا بَعۡدَ سُوۡٓءٍ

میرے حضور میں پیغمبر ڈرا نہیں کرتے، لیکن جو لوگ ظلم کریں پھر اس کے عوض نیکی کریں اس برائی کے پیچھے تو میں بھی

فَاِنِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۱﴾ وَ اَدۡخِلۡ یَدَکَ فِیۡ جَیۡبِکَ تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ سُوۡٓءٍ ٝ

بخشنے والا مہربان ہوں، اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال، وہ سفید چمکیلا ہو کر نکلے گا بغیر کسی عیب کے، تو

فِیۡ تِسۡعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ قَوۡمِہٖ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتۡہُمۡ اٰیٰتُنَا

نو نشانیاں لے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف جا یقیناً وہ بدکاروں کا گروہ ہے، پس جب ان کے پاس آنکھیں کھول دینے والے

مُبۡصِرَۃً قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۳﴾ۚ وَ جَحَدُوۡا بِہَا وَ اسۡتَیۡقَنَتۡہَاۤ اَنۡفُسُہُمۡ ظُلۡمًا

ہمارے معجزے پہنچے تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے، انہوں نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے صرف ظلم

وَّ عُلُوًّا ؕ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۱۴﴾ ع (النمل ۷ تا ۱۴)

اور تکبر کی بنا پر، پس دیکھ لیجئے کہ ان فتنہ پرواز لوگوں کا انجام کیسا کچھ ہوا۔

اے نبی ﷺ! (انہیں اس وقت کا قصہ سناؤ) جب موسیٰ بن عمران مدین میں دس سال گزار کر اپنی اہلیہ کے ساتھ واپس مصر آ رہے تھے، جب موسیٰ علیہ السلام جزیرہ نمائے سینا کے جنوبی حصے میں پہنچے جو اب کوہ سینا اور جبل موسیٰ کہلاتا ہے تورات کے اندھیرے میں علاقہ سے واقفیت نہ ہونے کے باعث راستے سے بھٹک گئے اور سردی بھی زوروں پر تھی، اسی اثنا میں انہوں نے دور ایک آگ دیکھی تو اپنی اہلیہ سے کہا تم یہیں ٹھہرو مجھے دور ایک آگ سی نظر آئی ہے میں وہاں جا کر صحیح راستہ کے بارے میں معلوم کر کے آتا ہوں اور اگر معلومات نہ مل سکیں تو کم از کم آگ کا کوئی سلگتا ہوا انگارا لے آتا ہوں تا کہ تم اسے تاپ کر سردی سے بچاؤ کر لو، جب موسیٰ چلتے چلتے اس جگہ پہنچے جہاں آگ کے شعلے لپکتے نظر آئے تھے تو دیکھا کہ ایک سرسبز درخت سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں مگر نہ کچھ جل رہا تھا اور نہ کوئی دھواں اٹھ رہا تھا، موسیٰ علیہ السلام حیران و پریشان ہو کر یہ منظر دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک غیبی آواز بلند ہوئی کہ مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے (مگر اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اللہ اس آگ یا درخت میں حلول کیے ہوا تھا جس طرح بہت سے مشرک سمجھتے ہیں بلکہ یہ مشاہدہ حق کی ایک صورت ہے جس سے نبوت کے آغاز میں انبیاء کو بالعموم سرفراز کیا جاتا ہے، کبھی فرشتے کے ذریعے سے، کبھی اللہ تعالیٰ اپنی تجلی اور ہم کلامی سے)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُهُ: لَمْ تَكُنْ نَارًا، إِنَّمَا كَانَتْ نُورًا يَتَوَهَّجُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حقیقت میں یہ آگ نہیں تھی بلکہ نور برس رہا تھا۔[1]

وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: نُورُ رَبِّ الْعَالَمِينَ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۷۹/۶

ایک روایت میں ہے یہ اللہ رب العالمین کا نور تھا۔[1]

اور جو اس کے ماحول میں ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:{وَمَنْ حَوْلَهَا}قَالَ: يَعْنِي الْمَلَائِكَةَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما '' اور جو اس کے ماحول میں ہے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں یعنی فرشتوں میں سے جو وہاں موجود ہے۔[2]

اے موسیٰ!اللہ ہر طرح کے عیوب ونقائص اور تمام محدودیتوں سے پاک ہے اور اللہ ہی سب جہان والوں کا پالنہار ہے، درخت سے اس آواز کو سن کر موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! تعجب نہ کر میں اللہ رب العالمین ہوں، میں سب پر غالب اور اپنے اقوال وافعال میں حکمت والا ہوں، پھر حکم فرمایا موسیٰ اپنے عصا کو زمین پر پھینک دو، موسیٰ علیہ السلام نے تعمیل حکم میں عصا کو زمین پر پھینک دیا، اب جو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ زمین پر گرا ہوا عصا سانپ کی طرح پھن اٹھائے پھنکار رہا ہے اور تیزی سے ادھر ادھر فراٹے رہا ہے، موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تو نہیں تھے جو یہ جانتے کہ عصا کے زمین پر گرتے ہی وہ سانپ بن جائے گا اس لئے رات کے اندھیرے، خاموشی اور تنہائی میں یہ عجیب وغریب منظر دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کو طبعی خوف محسوس ہوا اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اپنے دل میں کسی قسم کا ڈر و خوف نہ کھاؤ جب میں کسی کو رسول بناتا ہوں تو ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہوں، جیسے فرمایا

...يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝۳۱ [3]

ترجمہ:موسیٰ علیہ السلام پلٹ آ اور خوف نہ کر، تو بالکل محفوظ ہے۔

الا یہ کہ کسی رسول سے کوئی قصور سرزد ہو گیا ہو پھر اگر برائی کے بعد قصور کرنے والے نے نادم ہو کر بھلائی کا راستہ اختیار کر لیا تو میرے ہاں اس کے لئے عفو و درگزر کا دروازہ کھلا ہوا ہے، جیسے فرمایا

وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝۸۲ [4]

ترجمہ:البتہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر سیدھا چلتا رہے اس کے لئے میں بہت درگزر کرنے والا ہوں۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۱۰ [5]

ترجمہ: اگر کوئی شخص برا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا۔

جب موسیٰ علیہ السلام کا دل جم گیا تو دوسرا حکم فرمایا اب اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو، تمہارا ہاتھ بغیر کسی تکلیف کے چمکتا ہوا نکلے گا، ان دو معجزات

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۷۹/۶

[2] تفسیر طبری ۴۲۹/۱۹

[3] القصص ۳۱

[4] طه ۸۲

[5] النساء ۱۱۰

کے ساتھ جو نو نشانیوں میں سے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسٰی تِسۡعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ... ﴿۱۰۱﴾ (1)

ترجمہ: ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں عطا کی تھیں جو صریح طور پر دکھائی دے رہی تھیں۔

(وہ نو نشانیاں یہ تھیں، عصا کا سانپ بن جانا، بغل میں ہاتھ ڈالنے سے وہ بغیر کسی تکلیف کے سورج کی طرح چمکتا ہوا نکلتا تھا، موسیٰ علیہ السلام کے پیشگی اعلان کے مطابق پورے ملک میں قحط پڑ جانا، طوفان، ٹڈی دل کا ٹوٹ پڑنا، غلے کے ذخیروں میں سرسریاں اور انسانوں وحیوانات میں جوئیں پڑ جانا، مینڈکوں کے بے شمار لشکروں کا امنڈ اپڑنا اور خون)

فرعون اور اس کی قوم کے پاس دعوت توحید دینے کے لئے جاؤ، انہوں نے اللہ کی زمین میں ظلم وفساد کا بازار گرم کر رکھا ہے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام خلعت رسالت پہن کر فرعون کے دربار میں پہنچے، اسے اور اس کے سرداروں کو دعوت توحید پیش کی اور اپنی رسالت کی سچائی میں دونوں معجزے دکھائے، معجزات دیکھ کر ان کے دل اس کی حقانیت کے قائل ہو گئے تھے مگر انہوں نے ظلم اور استکبار کی بنا پر اور اس لئے کہ وہ غلام قوم کے فرد ہیں ان واضح معجزات کو جادو قرار دیا، جیسے فرمایا

فَقَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَیۡنِ مِثۡلِنَا وَقَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ ﴿۴۷﴾ (2)

ترجمہ: کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں؟ اور آدمی بھی وہ جن کی قوم ہماری بندی ہے۔

چنانچہ اب دیکھ لو کہ اس سرکش قوم کا کیسا عبرت ناک انجام ہوا ہم نے ان سب کو سمندر میں غرق کر کے نشان عبرت بنا دیا، پس اے نبی کو جھٹلانے والو! تم ہمارے نبی آخر الزماں کو جھٹلا کر کیسے سکون وآرام سے بیٹھ سکتے ہو۔

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیۡمٰنَ عِلۡمًا ۚ وَ قَالَا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّنۡ

اور ہم نے یقیناً داؤد اور سلیمان کو علم دے رکھا تھا اور دونوں نے کہا تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے

عِبَادِهِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۵﴾ وَ وَرِثَ سُلَیۡمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّیۡرِ

ایمان دار بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور داؤد کے وارث سلیمان ہوئے اور کہنے لگے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے

وَ اُوۡتِیۡنَا مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡفَضۡلُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۶﴾ وَ حُشِرَ لِسُلَیۡمٰنَ جُنُوۡدُهٗ

اور ہم سب کچھ میں سے دیئے گئے ہیں، بیشک یہ بالکل کھلا ہوا فضل الٰہی ہے، سلیمان کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات

مِنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ وَ الطَّیۡرِ فَهُمۡ یُوۡزَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوۡا عَلٰی وَادِ النَّمۡلِ ۙ

اور انسان اور پرند میں سے جمع کیے گئے (وہر قسم کی) الگ الگ درجہ بندی کر دی گئی، جب وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے

---

(1) بنی اسرائیل ۱۰۱

(2) المومنون ۴۷

قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ

تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں

وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ

روند ڈالے، اس کی اس بات سے حضرت سلیمان مسکرا کر ہنس دیئے اور دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے

اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ

کہ میں تیری نعمتوں کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں

وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ (النمل ۱۵تا۱۹)

جن سے تو خوش رہے مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کر لے۔

(دوسری طرف) ہم نے داود علیہ السلام اور اس کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو حقیقت کا وسیع علم عطا کیا تھا اور ان دونوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا فرما کر مملکت کی فرمانروائی کے لئے منتخب کیا ہے، پھر داود علیہ السلام کی وفات کے بعد ۹۶۵ قبل مسیح میں ان کا چھوٹا بیٹا سلیمان علیہ السلام نبوت اور خلافت کا وارث قرار پایا ان کی مملکت موجودہ فلسطین و شرق اردن اور شام کے ایک حصہ پر مشتمل تھی جبکہ داود علیہ السلام کی کوئی میراث ہی نہ تھی اگر تھی تو اسے صدقہ کر دیا گیا،

فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے۔[1]

حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَحَلَفَ بِاللَّهِ أَنَّهُ لَصَادِقٌ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ لَا يُورَثُ، وَإِنَّمَا مِيرَاثُهُ فِي فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمَسَاكِينِ

ایک اور روایت میں سیدابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی کا وارث کوئی نہیں ہوتا جو کچھ وہ چھوڑتا ہے وہ مسلمانوں کے فقراء اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔[2]

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو یہ انفرادی خصوصیات وفضیلت عطا فرمائی تھی جس میں وہ پوری تاریخ انسانیت میں ممتاز ہیں اللہ نے انہیں علم نبوت، حکمت، مال، جن وانس اور طیور وحیوانات کی تسخیر کے علاوہ بطور اعجاز پرندوں اور دوسرے جانداروں کی بولیاں بھی سکھلائی تھیں، وہ چونٹی کی بات بھی سن کر سمجھ لیتے تھے، ان کی بادشاہت کے شایان شان ان کا ایک محل تھا جس کا فرش شیشہ کے بنا ہوا تھا، ان کا ایک شاہی تخت بھی تھا جس پر جلوہ افروز ہو کر وہ امور سلطنت سرانجام دیتے تھے، اور ان کے حکم سے ہوا صبح کے وقت ایک مہینے کی راہ تک اور شام کے وقت

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب فَرْضِ الْخُمُسِ ۳۰۹۳، مسند احمد ۹، مسند البزار ۲۵، مسند ابی یعلی ۲، شرح السنة للبغوی ۲۷۴۱

[2] مسند احمد ۷۸

ایک مہینے کی راہ تک چلتی تھی، جیسے فرمایا

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا... ﴿٨١﴾ [1]

ترجمہ: اور سلیمان علیہ السلام کے لیے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ... ﴿١٢﴾ [2]

ترجمہ: اور سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا، صبح کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک اور شام کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿٣٦﴾ [3]

ترجمہ: اور کہا کہ اے میرے رب! مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لیے سزاوار نہ ہو، بیشک تو ہی اصل داتا ہے، تب ہم نے اس کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت، بادشاہت، دولت وحشمت اور طاقت عطا فرمادی تھی، سلیمان علیہ السلام کے پاس بڑے لشکر تھے جب کبھی کوچ کرنا ہوتا تو اتنے بڑے لشکر کو انسانوں، جنوں، پرندوں اور حیوانات وغیرہ کے الگ الگ گروہوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا اور یہ بھی خیال رکھا جاتا تھا کہ شاہی لشکر کسی بدنظمی اور انتشار کا شکار نہ ہو جائے اس لئے ان گروہوں کو راستوں میں روک روک کر درست کیا جاتا تھا،

قَالَ مُجَاهِدٌ: جَعَلَ عَلَى كُلِّ صِنْفٍ وَزَعَةً يَرُدُّونَ أُولَاهَا عَلَى أُخْرَاهَا لِئَلَّا يَتَقَدَّمُوا فِي الْمَسِيرِ كَمَا يَفْعَلُ الْمُلُوكُ الْيَوْمَ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ نے ہر صف پر نگہبان بھی مقرر کر رکھے تھے جو اول سے آخر تک کی ترتیب کی پابندی کراتے تھے اور اس طرح چلتے ہوئے کوئی ایک دوسرے سے پیش قدمی نہیں کر سکتا تھا جیسا کہ آج کل بھی بادشاہ کراتے ہیں۔ [4]

ایک دفعہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے کہیں کوچ کرنے کے لئے ان کے تمام لاؤ لشکر جمع کیے گئے، انہوں نے اپنے لشکروں کے ہمراہ ایک جلوس کی شکل میں کوچ فرمایا اور چلتے چلتے وہ چیونٹیوں کی وادی میں جا پہنچے (وادی نمل اسدود اور غزہ کے درمیان عسقلان کے مضافات میں واقع ہے) ان میں ایک چیونٹی نے اتنے بڑے لشکر کا خطرہ محسوس کر کے دوسری چیونٹیوں کو خبردار کر دیا کہ اے چیونٹیو! سلیمان علیہ السلام کا لشکر آرہا ہے تم سب اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم سب اس کے لشکریوں کے پاؤں سے کچلی جاؤ اور انہیں خبر تک نہ لگے، یعنی سلیمان علیہ السلام کی عظمت وفضیلت کے باوجود چیونٹی بھی جانتی تھی کہ سلیمان علیہ السلام عالم الغیب نہیں ہیں، چیونٹی جیسی حقیر مخلوق کی

---

[1] الانبیاء۸۱

[2] سبا۱۲

[3] ص۳۶

[4] تفسیرابن کثیر۱۸۳/۶

گفتگوسن اور سمجھ کر سلیمان علیہ السلام مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور رب کی بخشش کی ہوئی نعمتوں پر کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنا بڑا احسان کیا ہوا ہے، ان کے دل میں شکر گزاری کا شدید احساس ہوا اور وہ رب کریم کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری سے دعا کرنے لگے ۔ اے میرے رب! جو عظیم الشان قوتیں اور صلاحیتیں تو نے مجھے عنایت کی ہیں وہ ایسی ہیں کہ اگر میں ذرا سی غفلت میں بھی مبتلا ہو جاؤں تو حد بندگی سے خارج ہو کر اپنی کبریائی کے خبط میں نہ معلوم کہاں سے کہاں نکل جاؤں اس لئے اے میرے پروردگار! اتنی ساری نعمتیں بخش کر جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اس پر مجھے قابو میں رکھنا کہ میں حد سے باہر نہ نکل جاؤں اور شکر نعمت پر قائم رہنے کے بجائے کفران نعمت کرنے لگوں اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ایسے اعمال کروں جو تجھے پسند آئیں اور تو مجھ سے راضی ہو جائے، اور اے میرے رب! آخرت میں مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک وصالح بندوں کے ساتھ جنت میں داخل فرمانا۔

قانون الٰہی ہے کہ جو لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی نعمتوں میں برکت عطا فرماتا ہے، جیسے فرمایا

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۞ [۱]

ترجمہ: اور یاد رکھو تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا ، فَإِنَّهُ لا يُدْخِلُ أَحَدًا الجَنَّةَ عَمَلُهُ قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:وَلا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھے سیدھے اور حق کے قریب رہو اور یہ بات جان لو کہ کوئی بھی شخص صرف اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں بھی اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت مجھے اپنے دامن میں نہیں ڈھانک لے گی۔ [۲]

عَنْ أَبِي الصِّدِّيقُ النَّاجِيِّ، قَالَ: خَرَجَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَسْتَسْقِي، فَإِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ مُسْتَلْقِيَةٍ عَلَى ظَهْرِهَا، رَافِعَةً قَوَائِمِهَا إِلَى السَّمَاءِ، وَهِيَ تَقُولُ: اللَّهُمَّ، إِنَّا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِكَ، وَلَا غِنَى بِنَا عَنْ سُقْيَاكَ، وَإِلَّا تَسْقِنَا تُهْلِكْنَا فَقَالَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ارْجِعُوا فَقَدْ سُقِيتُمْ بِدَعْوَةِ غَيْرِكُمْ

سیدنا ابوبکر صدیق سے مروی ہے ایک مرتبہ سلیمان علیہ السلام استسقاء کے لئے نکلے تو دیکھا کہ ایک چیونٹی الٹی لیٹی ہوئی اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دعا کر رہی ہے اے اللہ! ہم بھی تیری مخلوق ہیں، پانی برسنے کی محتاجی ہمیں بھی ہے اگر پانی نہ برسا تو ہم ہلاک ہو جائیں گی، چیونٹی کی دعا سن کر سلیمان علیہ السلام نے لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ واپس لوٹ چلو کسی اور ہی کی دعا سے تم پانی پلائے جاؤ گے۔ [۳]

---

[۱] ابراہیم ۷

[۲] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ القَصْدِ وَالمُدَاوَمَةِ عَلَى العَمَلِ ۶۴۶۷، صحیح مسلم کتاب بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى ۲۸۱۷

[۳] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۶۲۰۳

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِبَيْتِهَا فَأُحْرِقَ بِالنَّارِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ: فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ ماضی میں ایک نبی ایک درخت کے نیچے سے گزرے ان کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے اس کے چھتے کے متعلق حکم دیا تو وہ درخت کے نیچے سے نکالا گیا پھر اس کے گھر کی بابت حکم دیا تو اسے آگ میں جلا دیا گیا انہوں نے چیونٹیوں کے سوراخ میں آگ لگانے کا حکم دے دیا اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ اے پیغمبر! محض ایک چیونٹی کے کاٹنے پر تو نے ایک گروہ کے گروہ کو جو ہمار تسبیح خواں تھا ہلاک کر دیا تجھے بدلہ لینا تھا تو اسی سے لیتے۔ [1]

وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝۲۰

آپ نے پرندوں کا جائزہ لیا اور فرمانے لگے یہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا؟ کیا واقعی وہ غیر حاضر ہے؟

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۱ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ

یقیناً میں اسے سزادوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے کوئی صریح دلیل بیان کرے، کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝۲۲

کہ آ کر اس نے کہا میں ایک ایسی چیز کی خبر لایا ہوں کہ تجھے اس کی خبر ہی نہیں، میں سبا کی ایک سچی خبر تیرے پاس لایا ہوں،

اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝۲۳

میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کر رہی ہے جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دیا گیا ہے اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا

وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

ہے، میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کر کے

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝۲۴ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ

دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے پس وہ ہدایت پر نہیں آتے کہ اسی اللہ کے لیے سجدے کریں جو آسمانوں اور زمینوں کی

فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ۝۲۵ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

پوشیدہ چیزوں کو باہر نکالتا ہے، اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہ سب کچھ جانتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،

[1] صحیح بخاری بدء الخلق بَابٌ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ فَوَاسِقُ، يُقْتَلْنَ فِي الحَرَمِ ۳۳۱۹، صحیح مسلم کتاب السَّلَامِ بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النَّمْلِ ۵۸۴۹، سنن ابوداودکتاب الادب باب فی قتل الذر ۵۲۶۵، مسند احمد ۸۱۳۰، السنن الکبری للنسائی ۸۵۶۱، السنن الکبری للبیهقی ۱۰۰۶۹، مسندابی یعلی ۶۰۶۴، شرح السنة للبغوی ۳۲۶۸

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ (النمل ۲۰ تا ۲۶)

وہی عظمت والے عرش کا مالک ہے۔

ایک اور موقعہ پر سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو اپنے دربار میں پیش ہونے کا حکم دیا سب پرندے حاضر ہو گئے آپ علیہ السلام نے ان کا جائزہ فرمایا تو ان پرندوں میں ہدہد پرندے کو غائب پایا آپ نے فرمایا کیا ہدہد غیر حاضر ہے یا موجود تو ہے اور مجھے نظر نہیں آرہا ہے اگر وہ کہیں غائب ہو گیا ہے اور میرے فرمان کے مطابق حاضر نہیں ہوا تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح ہی کر ڈالوں گا یا پھر میرے سامنے اپنی غیر حاضری کی کوئی صاف، واضح معقول دلیل بیان کرے،

قَالَ مُجَاهِدٌ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَغَيْرُهُمَا، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ: كَانَ الْهُدْهُدُ مُهَنْدِسًا يَدُلُّ سُلَيْمَانَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، عَلَى الْمَاءِ، إِذَا كَانَ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ طَلَبَهُ فَنَظَرَ لَهُ الْمَاءَ فِي تُخُومِ الْأَرْضِ، كَمَا يَرَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ الظَّاهِرَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ، وَيَعْرِفُ كَمْ مِسَاحَةُ بُعْدِهِ مِنْ وَجْهِ الْأَرْضِ، فَإِذَا دَلَّهُمْ عَلَيْهِ أَمَرَ سُلَيْمَانُ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، الْجَانَّ فَحَفَرُوا لَهُ ذَلِكَ الْمَكَانَ، حَتَّى يَسْتَنْبِطَ الْمَاءَ مِنْ قَرَارِهِ

مجاہد رحمہ اللہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ وغیرہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر ائمہ تفسیر سے روایت کیا ہے کہ یہ ہدہد انجینئر تھا سلیمان علیہ السلام جب جنگلوں اور صحراؤں میں ہوتے تو یہ پانی کی نشاندہی کرتا تھا یہ زمین کہ گہرائیوں میں پانی کو اسی طرح دیکھ لیا کرتا تھا جیسے انسان زمین کے باہر کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور ہدہد یہ بھی بتا دیا کرتا تھا کہ پانی زمین کے اندر کتنی گہرائی میں ہے، جب یہ نشان دہی کر دیتا تو سلیمان علیہ السلام جنوں کو حکم دیتے کہ وہ زمین کھودیں اور اس طرح ان کے کھودنے سے پانی نکل آتا تھا۔[1]

کچھ ہی دیر میں مواحد ہدہد جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا مکمل احساس وشعور رکھتا تھا ان کے حضور پیش ہو گیا اور کہا اے سلیمان! علیہ السلام میں ایک ایسی خبر لایا ہوں جو آپ کے علم میں ہی نہیں ہے (وہ سلیمان علیہ السلام کو عالم غیب نہیں جانتا تھا) میں ایک ملک جس کا نام سبا ہے (سبا شمالی عرب متصل عراق کی مشہور تجارت پیشہ قوم تھی جس کا دارالحکومت مارب تھا جس میں چار قدیم حکمران عورتوں کے نام ملتے ہیں) کے مطابق میں سچی اور یقینی اطلاع لے کر حاضر ہوا ہوں (ہدہد کے لئے یہ امر باعث تعجب تھا کہ) اس قوم پر ایک عورت حکمرانی کرتی ہے،

عَنِ الْحَسَنِ، وَهِيَ بَلْقِيسُ بِنْتُ شَرَاحِيلَ مَلَكَةُ سَبَأٍ

حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس عورت سے مراد بلقیس بنت شراحیل ہے جو سبا کی ملکہ تھی۔[2]

اللہ تعالیٰ نے اسے طبعی زندگی کی ہر طرح کی نعمت سے نواز رکھا ہے، اس کے علاوہ اس کا ایک بڑا عظیم الشان تخت بھی ہے (کہا جاتا ہے کہ اس تخت کا طول ۸۰ ہاتھ عرض ۴۰ ہاتھ اور اونچائی ۳۰ ہاتھ تھی، جس میں موتی، سرخ یاقوت اور سبز زمرد جڑے ہوئے تھے) جس پر بیٹھ کر وہ امور سلطنت سرانجام دیتی ہے، مواحد ہدہد نے بڑی حیرت واستعجاب کے انداز میں کہا کہ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ جو کائنات

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۸۴/۶

[2] تفسیر ابن ابی حاتم ۲۸۶۵/۹

کا خالق ومالک ہے جو اپنے خزانوں سے جس کو جتنا چاہے نوازتا ہے، جس رب نے اس قوم کو طبعی زندگی کی ہر نعمت مہیا کر رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ خوش حالی کی زندگی گزار رہے ہیں مگر وہ گمراہ قوم اپنے رب کی نعمتوں اور رحمتوں کو بھول کر شیطان کے پیچھے لگی ہوئی ہے، رب کو سجدہ کرنے کے بجائے اس کی مخلوق اور نشانی سورج کو پوجتی اور اسے سجدہ کرتی ہے (سبا کے متعدد دیوی دیوتاوں میں سے ایک شمس دیوتا بھی تھا جس کی تمام جنوبی عرب میں پرستش کی جاتی تھی، اہل سبا کا ایک کتبہ ملا جو کبھی کسی معابد پر نصب کیا گیا ہوگا جس پر لکھا ہے

بسم الله هذامابناه شمريرش يسدة الشمس

ترجمہ: شمر یرعش نے سورج دیبی کے لئے یہ بنایا۔

(یونانی مورخ پلینی ۷۹ء کے مطابق سبا شہر میں سورج دیوتا کی پرستش کے لئے ساٹھ ہیکل تھے) اس طرح وہ قوم شرک وکفر کی اندھیری راہوں میں بھٹک رہی ہے اور انہیں یہ سمجھ نہیں آرہی کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کریں جو تمام جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے اور سجدے کا مستحق ہے، اس کو ہی اپنی حاجات وضروریات کے لئے پکاریں جو حاجات پوری کرنے کی قدرت وطاقت رکھتا ہے اور اس پر ہی بھروسہ کریں وہ اللہ جو عظمت والے عرش عظیم کا مالک ہے جس پر وہ اپنی شان کبرائی کے مطابق مستوی ہے جو آسمانوں اور زمین کی تمام ظاہر وپوشیدہ چیزوں کو یعنی آسمان سے بارش برساتا اور زمین سے اس کی مخفی چیزیں نباتات، معدنیات اور دیگر زمینی خزانے باہر نکالتا ہے اور وہ سب کچھ بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو، جیسے فرمایا

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۷۷ [1]

ترجمہ: اور کیا یہ جانتے نہیں ہیں کہ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اللہ کو سب باتوں کی خبر ہے۔

۔۔۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۹۹ [2]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔

۔۔۔ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۳ [3]

ترجمہ: وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتا ہے اور تم جو کچھ عمل کرتے ہو اس کو بھی جانتا ہے۔

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۱۰ [4]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ، اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو اس کے لیے سب یکساں ہیں۔

شیطان نے انہیں حسب طریقہ ان کے اعمال بد بڑے خوبصورت ومزین کرکے دکھائے ہوئے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ صراط

[1] البقرة ۷۷

[2] المائدة ۹۹

[3] الانعام ۳

[4] الرعد ۱۰

مستقیم پر چلنے سے روک دیئے گئے ہیں اور رب کے سیدھے راستہ کو ڈھونڈ نہیں پا رہے ہیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ، النَّمْلَةِ، وَالنَّحْلَةِ، وَالْهُدْهُدِ، وَالصُّرَدِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار جانوروں کو قتل نہ کرو چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور صرد یعنی لٹورا۔[1]

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۲۷ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ

سلیمان نے کہا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے، میرے اس خط کو لے جا کر انہیں دے دے

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَا ذَا يَرْجِعُوْنَ ۝۲۸ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ

پھر ان کے پاس سے ہٹ آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں، وہ کہنے لگی اے سردارو! میری طرف ایک باوقعت

كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝۲۹ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳۰

خط ڈالا گیا ہے جو سلیمان کی طرف سے ہے اور جو بخشش کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع ہے یہ

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝۳۱ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ

کہ تم میرے سامنے سرکشی نہ کرو اور مسلمان بن کر میرے پاس آ جاؤ، اس نے کہا اے میرے سردارو! تم میرے اس معاملہ میں

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝۳۲ قَالُوْا نَحْنُ

مجھے مشورہ دو میں کسی امر کا قطعی فیصلہ جب تک تمہاری موجودگی اور رائے نہ ہو نہیں کرتی، ان سب نے جواب دیا کہ ہم

اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّ الْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ

طاقت اور قوت والے سخت لڑنے بھڑنے والے ہیں، آگے آپ کو اختیار ہے آپ خود ہی سوچ لیجئے کہ ہمیں آپ کیا کچھ

مَا ذَا تَاْمُرِيْنَ ۝۳۳ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ

حکم فرماتی ہیں، اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں گھستے ہیں تو اسے اجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو

اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝۳۴ وَ اِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ

ذلیل کر دیتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے، میں انہیں ایک ہدیہ بھیجنے والی ہوں

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الصیدبَابُ مَا يُنْهَى، عَنْ قَتْلِهِ ۳۲۲۴، سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي قَتْلِ الذَّرِّ ۵۲۶۷،
مسنداحمد ۳۰۶۶، سنن دارمی ۲۰۴۲، مصنف عبد الرزاق ۸۴۱۵

فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۳۵ (النمل ۲۷ تا ۳۵)

پھر دیکھ لوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں۔

سلیمان علیہ السلام ایک مشرک قوم کی روئداد سن کر کہاں خاموش رہ سکتے تھے، وہ تو اسلام کی تبلیغ، وعظ و نصیحت، دعوت حق اور اسلام کے نفاذ اور دبدبہ کے لئے جہاد فی سبیل اللہ میں بڑے پر جوش تھے، سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کی تمام روئداد سن کر تحقیق شروع کر دی کہنے لگے ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ اگر تو واقعی ہی سچا ہے تو قابل معافی ہے اور اگر اپنی جان بچانے کے لئے جھوٹ بول رہا ہے تو قابل سزا ہے، اس لئے فوراً اسی وقت خط لکھ کر ہدہد کے حوالہ کر دیا اور حکم دیا کہ میرا یہ نامہ لے جا کر ان لوگوں کی فرمانروا ملکہ کی طرف ڈال دے اور فوری واپس نہیں آجانا بلکہ ایک جانب ہٹ کر چھپ جانا اور دیکھنا کہ میرے بھیجے ہوئے فرمان پر ان کا کیا رد عمل ہوتا ہے اور وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں اور کن عزائم کا اظہار کرتے ہیں، موا حد ہدہد نے حکم کے مطابق سلیمان علیہ السلام کا خط لے جا کر سورج کی پجاری ملکہ کے پاس (جس کا اصل مرکز حکومت جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مغرب میں یمن کا مغربی علاقہ تھا لیکن رفتہ رفتہ اس کا دائرہ مشرق میں حضر موت تک وسیع ہو گیا یہاں تک کہ ان کی حکومت حبشہ تک پھیل گئی تھی، آثار قدیمہ یمن کے موجودہ دارالحکومت صنعاء کے شمال مشرق میں ۱۷۵ کلومیٹر کے فاصلے پر مملکت سبا کے آثار پائے جاتے ہیں) جبکہ وہ خلوت میں تھی اس کی گود میں پھینک دیا، ملکہ نے اس عجیب و غریب طور پر آئے ہوئے خط کو جلدی سے مہر توڑ کر پڑھا اور نفس مضمون سے واقف ہو کر حکومت کے سب امراء، رؤسا وزراء اور سرداروں کو دربار میں بلایا اور اونچی آواز میں کہنے لگی کہ میری طرف ایک بہت اہم اور معزز خط پھینکا گیا ہے جو سلیمان علیہ السلام کی طرف سے لکھا گیا ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنی بخشش کرنے والے اور مہربان اللہ کے نام سے شروع ہوا ہے (سب سے پہلے سلیمان علیہ السلام نے خط پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی) اس خط میں ہمیں بے چوں و چرا اِن تمام معبودوں کو چھوڑ کر قبول اسلام کی دعوت دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ہم سلیمان علیہ السلام کے مقابلے میں سرکشی، غرور و تکبر اور فوجی قوت کی برتری کا اظہار کرنے کے بجائے مسلمان بن کر فرمانبرداری کرتے ہوئے ان کے دربار میں حاضر ہوں، خط کا نفس مضمون سنا کر ملکہ بولی اے سرداران قوم! اس مسئلہ پر مجھے اپنا مشورہ دو کیونکہ میں اپنا کوئی بھی قطعی فیصلہ تمہاری موجودگی اور مشاورت کے بغیر نہیں کرتی، سرداروں نے متفقہ جواب دیا اے ملکہ! ہم نہایت تجربہ کار اور پامردی سے لڑنے والے جنگجو ہیں، ہمیں اپنی قوت پر اعتماد ہے اور اسلحہ کی بھی ہمارے پاس کوئی کمی نہیں ہے، ہم میدان جنگ میں دشمن کے دانت کھٹے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ارد گرد کے لوگ بھی مانتے اور جانتے ہیں کہ ہماری طاقت مسلم ہے، ہم اپنے دین و دھرم اور سلطنت کی آزادی و وسعت کے لئے جان کی بازی لگانے کو تیار ہیں اس لئے ہمیں سلیمان علیہ السلام کے آگے جھکنے اور دبنے کی کوئی حاجت نہیں ہے، اب حکومت آپ کے ہاتھوں میں ہے اور ان حالات میں اس امر کا فیصلہ بھی آپ نے ہی کرنا ہے کہ اس وقت کیا کرنا چاہیے ہم تو آپ کے تابع فرمان ہیں آپ جو بھی حکم دیں گی ہم اسے بجا لائیں گے، اس طرح سب سرداروں نے لڑائی اور مقابلے کی رغبت دلائی تھی، یہودیوں میں اس ملکہ کا نام بلقیس مشہور تھا جو بعد میں مسلمانوں میں بھی رائج ہو گیا، یہ دانا ملکہ کس خاندان سے تھی اور سلیمان علیہ السلام کی طرف کس طرف سے گئی تھی اس بارے میں کئی رائیں ہیں، توراۃ کے مطابق وہ کس سبا کے خاندان سے تھی اور قبیلہ کا لقب عبد شمس تھا، بعض اہل تاریخ ملکہ سبا کو حمیر کے بادشاہ شرجیل کی بیٹی لکھتے ہیں حالانکہ بادشاہ شرجیل اور سلیمان علیہ السلام میں ڈیڑھ ہزار برس کی دوری ہے، ترگوم کے مطابق اس کا ملک فلسطین کے مشرق میں ہے (جوئش انسائیکو پیڈیا مضمون سبا) انجیل کے مطابق وہ فلسطین کے جنوب سے آئی

تھی (متی ۲۴، ۱۲۔ لوقا ۱۱، ۳۱) یوسیفوس اسرائیلی تاریخ کے مطابق وہ مصر و حبشہ کی شہزادی تھی (ذکر سلیمان جلد اول) اہل حبش اس کو حبشی کہتے ہیں (جوئش انسائیکوپیڈیا مضمون سبا) یوسیفوس، ترگام اور انجیل کے مطابق کہ وہ مصر کی شہزادی تھی متفقاً غلط ہے، اصل میں وہ جنوبی عرب میں یمن کی ملکہ تھی جو بڑی ہوشیار، سمجھ دار اور عاقبت اندیش تھی، ایک پرندے کے پاس سے خط پا کر وہ بہت کچھ سمجھ گئی تھی کہ سلیمان علیہ السلام جو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں کے مقابلے میں لاؤ لشکر اور مقابلے کی قوت کوئی حقیقت نہیں رکھتا ہے، اس لئے اس نے اپنے فرمانبردار وزیروں اور مشیروں سے کہا بیشک تم لوگوں نے صحیح کہا ہے کہ ہم طاقتور اور جنگجو قوم ہیں مگر ہمیں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہمیں پہلے سلیمان علیہ السلام کی فوجی طاقت و قوت کا اندازہ لگانا چاہیے اور پھر فیصلہ کرنا چاہیے کہ آیا ہم اس سے جنگ کریں یا اطاعت قبول کر لیں، میں ایک ترکیب کرتی ہوں کہ قاصدوں کو کچھ بیش بہا، قیمتی، نفیس تحائف دے کر اس بادشاہ کی طرف جس کی پرندے بھی تابعداری کرتے ہیں روانہ کرتی ہوں ان تحائف کے بہانے سے قاصد خفیہ طور پر اس بادشاہ کی شان و شوکت، فوجی و عسکری قوت، ان کی تعداد اور اسلحہ وغیرہ کا اندازہ لگا کر واپس آئیں گے اور ہمیں یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ آخر وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں، ان قاصدوں کی لائی ہوئی اطلاع کے مطابق ہی ہم کوئی اقدام کریں گے اگر واقعی ہی وہ ایسی ہی فوجی قوت اور شان و شوکت کا مالک ہے جو اس نے ظاہر کی ہے تو اس سے جنگ کرنا نہایت مضر ہو گا جس سے ہمیں سوائے ہماری بربادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا کیونکہ بادشاہوں کا وطیرہ ہے کہ جب وہ کسی ملک کو فتح کرتے ہیں تو اسے تہس نہس اور اجاڑ کر رکھ دیتے ہیں اور وہاں کے صاحب حیثیت اور ذی عزت لوگوں کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں، کہیں ایسا ہی ہمارے ساتھ نہ ہو جائے بہت ممکن ہے کہ وہ ان تحائف کو قبول کر لیں اور انہیں ہم پر چڑھائی کرنے کی نوبت ہی نہ پڑے (اس طرح ملکہ نے معاملات کو پرامن طور پر حل کرنے کا عزم کیا) اگر وہ ایسا کریں گے تو پھر وہ صرف ایک بادشاہ ہے اور مقابلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، ہدہد یہ ساری کاروائی بیٹھا سکون سے سنتا رہا پھر وہاں سے اڑ کر واپس سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا اور ملکہ کے دربار کی ساری کاروائی اور ملکہ کے خفیہ ارادوں کی مکمل اطلاع دی کہ اس کے کیا عزائم ہیں اور کن مقاصد کے حصول کے لئے وہ اپنے قاصد روانہ کر رہی ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ؗ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ

پس جب قاصد حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کیا تم مال سے مجھے مدد دینا چاہتے ہو؟

مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

مجھے تو میرے رب نے اس سے بہت بہتر دے رکھا ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے پس تم ہی اپنے تحفے سے خوش رہو،

اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَ لَنُخْرِجَنَّهُمْ

جا ان کی طرف واپس لوٹ جا، ہم ان (کے مقابلہ) پر وہ لشکر لائیں گے جن کے سامنے پڑنے کی ان میں طاقت نہیں

مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ (النمل ۲۷، ۳۶-۳۷)

اور ہم انہیں ذلیل و پست کر کے وہاں سے نکال باہر کریں گے۔

بہت جلد ہدہد کے پیغام کی عملی تصدیق ہوگئی جس سے اس کی جان بخشی ہوئی اور اس نے رب کا شکر ادا کیا، جب ملکہ کا سفیر سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پہنچا اور اس نے ملکہ کے قیمتی ونفیس تحائف سلیمان علیہ السلام کو پیش کئے مگر سلیمان علیہ السلام نے ان کی طرف مطلقاً التفات نہیں فرمایا اور قاصدوں کو غصہ سے کہنے لگے کیا تم ان ہیرے جواہرات کے تحائف سے جن کو تم نہایت اعلی اور قیمتی سمجھ رہے ہو بہت خوش ہو کہ مجھے پیش کر کے اپنی امارت کا رعب ڈال سکو گے اور اس طرح مجھے اپنے ارادوں پر عمل کرنے سے باز رکھ سکو گے کہ تم اپنے مشرکانہ دین پر قائم رہو تو یاد رکھو یہ تمہاری خام خیالی ہے مجھے میرے رب نے جن بے بہا مال خزانوں، نعمتوں، بے مثال مستحکم بادشاہت اور نبوت سے جتنا نوازا ہوا ہے وہ ساری کائنات میں کسی کو نہیں دیا تمہاری یہ چند حقیر چیزیں اور لال وجوہرات سے جو اس نے تمہیں دیں ہیں کہیں زیادہ ہے جس کی کوئی نسبت ہی نہیں، میں مال وزر اور فوجی قوت وطاقت کے اعتبار سے تم سے کہیں بہتر حالت میں ہوں، اے سفیر! اپنی ملکہ کے بھیجے ہوئے تحفے واپس لے جاؤ اور تم لوگ ہی اس ہدیے پر فخر کرو اور خوش رہو، میرا مقصود دنیا کا مال وزر یا حکومت کا پھیلاؤ نہیں بلکہ دعوت توحید کا پہنچانا اور اس کا عملی نفاذ ہے اس لئے میں تو ان لال وجواہرات سے خوش ہونے سے رہا (پھر سلیمان علیہ السلام نے فوجی یلغار کی دھمکی دی) اور جا کر اپنی قوم کو خبردار، ہوشیار کر دے کہ اگر وہ سورج دیوتا کی پرستش کو چھوڑ کر اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف نہ پلٹے تو وہ مقابلے کی تیاری کر لیں میں ان کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز کروں گا اور تمہاری قوم پر ایسے عظیم الشان اور بہت بڑے لشکر لے کر چڑھائی کروں گا کہ تم ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت وہمت اپنے اندر نہیں پاؤ گے، ہم تمہارے تخت وتاج کو روند کر تمہارا فخر وغرور خاک میں ملا ڈالیں گے، تمہاری عوام کا خوب کشت وخون بہائیں گے، بچے کھچے لوگوں کو اسیر بنائیں گے، حکمرانوں اور سرداروں کو ان کی سلطنت سے ذلت وحقارت کے ساتھ نکال باہر کریں گے اور وہ ہمیشہ کے لئے ذلیل وخوار ہو کر رہ جائیں گے، ملکہ کے سفیر نے اپنے قیمتی تحائف اٹھائے اور تھکے قدموں اپنے ملک واپس روانہ ہوا اور ملکہ کے دربار میں پہنچ کر سلیمان علیہ السلام کا جہاد وقتال کا پیغام اور ملکہ کے حکم کے موجب جو کچھ دیکھ کر اندازہ کیا تھا کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس صرف انسانوں ہی کی فوج نہیں بلکہ اس کے پاس تو جنات کی بھی ایک بڑی فوج ہے، اس کا حکم تو پرندے وحیوانات بھی مانتے ہیں اور تو اور ہوا بھی ان کے تابع فرمان ہے سب کے سامنے گوش گزار کر دیا، سلیمان علیہ السلام کے اس جواب سے ملکہ نے اندازہ لگا لیا کہ سلیمان علیہ السلام عام بادشاہوں کی طرح اپنی حکومت کو زیادہ سے زیادہ علاقوں تک فروغ دینے کی خواہش رکھنے اور مال ودولت سے خزانے بھرنے والا لالچی بادشاہ نہیں ہے اور جس طرح کی فوجیں اس کے ساتھ ہیں وہ اپنی مختصر سی فوج کے ساتھ سلیمان علیہ السلام کا مقابلہ نہیں کر سکے گی اس کے علاوہ اس کی دعوت بھی دنیا کے دوسرے بادشاہوں سے بھی مختلف ہے کہ میں اور میری قوم اپنا آبائی مذہب سورج دیوتا کی پرستش کرنا چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں، اس لئے بہتر یہی ہے اس کی بات مان لی جائے، سب باتوں کا جائزہ لے کر اس نے اپنی قوم سے کہا کہ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کی حکومت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا ماتحت ہونا قبول کر لوں، میں خود کو اور اپنی قوم کو تباہی وبربادی سے بچانے کے لئے اس بادشاہ کی اطاعت وفرمانبرداری کے اظہار کے طور پر اس کی طرف جاتی ہوں، چنانچہ ملکہ نے مطیع ومنقاد ہو کر سلیمان علیہ السلام کے پاس آنے کی تیاریاں شروع کر دیں، رب العزت نے بذریعہ وحی سلیمان علیہ السلام کو بھی ملکہ کی روانگی اور حاضر خدمت ہونے کی پیشگی اطلاع دے دی تو سلیمان علیہ السلام نے ملکہ کو مزید اپنی اعجازی شان دکھانے کا پروگرام بنایا اور ان کے پہنچنے سے قبل ہی اس کا تخت شاہی اپنے پاس منگوانے کا بندوبست کیا۔

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۳۸

آپ نے فرمایا اے سردارو! تم میں سے کوئی ہے جو ان کے مسلمان ہو کر پہنچنے سے پہلے ہی اس کا تخت مجھے لا دے،

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ج

ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا آپ اپنی اس مجلس سے اٹھیں اس سے پہلے ہی پہلے میں اسے آپ کے پاس لا دیتا ہوں،

وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۳۹ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ

یقین مانئے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار، جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ آپ پلک جھپکائیں

قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ط فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا

اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں، جب آپ نے اسے اپنے پاس موجود پایا تو فرمانے لگے یہی

مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ قف لِيَبْلُوَنِيْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ط وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ

میرے رب کا فضل ہے تا کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گزاری کرتا ہوں یا ناشکری، شکر گزار اپنے ہی نفع کے لیے شکر گزاری

لِنَفْسِهٖ ج وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۴۰ (النمل ۳۸ تا ۴۰)

کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا پروردگار (بے پرواہ اور بزرگ) غنی اور کریم ہے۔

وَقَالَ السُّدِّيُّ، وَغَيْرُهُ: كَانَ يَجْلِسُ لِلنَّاسِ لِلْقَضَاءِ وَالْحُكُومَاتِ وَلِلطَّعَامِ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ إِلَى أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ

سدی اور دیگر ائمہ نے لکھا ہے سلیمان علیہ السلام عوام الناس کے مقدمات کے فیصلے فرمانے، امور حکومت چلانے اور خوراک وغیرہ کے لیے صبح سے نصف النہار تک لوگوں کے لیے دربار منعقد فرماتے تھے۔ [1]

دل ہی دل میں ملکہ کا تخت منگوانے کا فیصلہ کر کے جب وہ اپنے تخت شاہی پر بیٹھ گئے تو فرمایا اے اہل دربار! اس سے قبل کہ اہل سبا اسلام لا کر اور میرے مطیع فرمان بن کر میرے دربار میں آئیں میں چاہتا ہوں کہ اس ملکہ کا تخت شاہی اس کے یہاں پہنچنے سے قبل یہاں لایا جائے، وقت نہایت کم ہے تم میں سے کون اس کا تخت شاہی میرے پاس لا کر حاضر کرتا ہے، سلیمان علیہ السلام کی فرمائش سن کر ایک قوی ہیکل جن نے کہا (وہ یقیناً ایک قوی ہیکل جن ہی تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مقابلے میں غیر معمولی قوتوں سے نوازا ہے کیونکہ کسی انسان کے لئے چاہے وہ کتنا ہی زور آور ہو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ بیت المقدس سے مآرب یمن (سبا) جائے اور پھر وہاں سے تخت شاہی اٹھا لائے اور ڈیڑھ ہزار میل کا یہ فاصلہ جسے دو طرفہ شمار کیا جائے تو تین ہزار میل بنتا ہے تین چار گھنٹوں میں طے کر لے، ایک طاقت ور سے طاقت ور انسان بھی اول تو اتنے بڑے تخت کو اٹھا ہی نہیں سکتا اور اگر وہ مختلف لوگوں یا چیزوں کا سہارا لے کر اٹھوا بھی لے تو اتنی قلیل مدت میں اتنا سفر کیوں

[1] تفسیر ابن کثیر ۶/۱۹۲

کر ممکن ہے) میں اس سے قبل کہ آپ دربار برخاست کریں (یعنی نصف النہار تک) میں وہ تخت آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا اللہ نے مجھے اس کام کی طاقت وقوت دے رکھی ہے اور ساتھ ہی میں امانت دار بھی ہوں اور میں اس بات کی بھی ضمانت دیتا ہوں کہ اس تخت میں لگے سونا چاندی، ہیرے جواہرات میں کوئی ہیرا پھیری بھی نہیں کروں گا اور بطور امانت آپ کے سپرد کر دوں گا، سلیمان علیہ السلام نے فرمایا مگر میں اس سے بھی پہلے چاہتا ہوں، آپ علیہ السلام کے دربار میں ایک ایسا شخص بھی موجود تھا جس کے پاس کتاب الٰہی کا علم تھا،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ :آصِفُ كَاتِبُ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ سلیمان علیہ السلام کا کاتب آصف تھا۔ [1]

وَكَذَا رَوَى مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ: أَنَّهُ آصِفُ بْنُ بَرْخِيَاءَ، وَكَانَ صِدِّيقًا يَعْلَمُ الِاسْمَ الْأَعْظَمَ

محمد بن اسحاق نے بھی یزید بن رومان سے روایت کیا ہے کہ یہ آصف بن برخیا تھا جو ایک سچا شخص تھا اور اسم اعظم جانتا تھا۔ [2]

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ:مُؤْمِنُ الْإِنْسِ وَاسْمُهُ آصِفُ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ انسانوں میں سے ایک مومن تھا اور اس کا نام آصف تھا۔ [3]

سلیمان علیہ السلام کے اس جلدی کے تقاضے کو سن کر بولا اے سلیمان علیہ السلام! میں اس تخت کو آپ کے سکون سے پلک جھپکنے سے بیشتر آپ کی خدمت میں حاضر کر دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے کرامت اور اعجاز کے طور پر اس وزیر میں یہ قدرت عطا کر دی اور سلیمان علیہ السلام نے دوسری طرف مڑ کر جو دیکھا تو وہاں ملکہ کے ہیرے جواہرات سے جگمگ جگمگ کرتے خوبصورت عالی شان تخت کو موجود پایا جونہی سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے روبرو پایا وہ بے اختیار پکار اٹھے یہ صرف میرے رب کا فضل ہے کہ وہ مجھے آزمالے کہ میں شکر گزاری کرتا ہوں یا میں ناشکری کی راہ اختیار کرتا ہوں، جو رب کا شکر بجالائے گا اور نیک عمل کرے گا وہ اپنا ہی فائدہ کرے گا اور جو ناشکری کی اور برائی کی راہ پر چلے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، اللہ تعالیٰ بندوں کی بندگی سے بے نیاز ہے اور خود بندوں سے بھی اس کی عظمت کسی کی محتاج نہیں، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۔۔۔ ۝۴۶ [4]

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے ہی لیے اچھا کرے گا، جو بدی کرے گا اس کا وبال اُسی پر ہوگا۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝۴۴ [5]

ترجمہ: جس نے کفر کیا ہے اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جن لوگوں نے نیک عمل کیا ہے وہ اپنے ہی لیے فلاح کا راستہ صاف کر رہے ہیں۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

---

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۹،۲۸۸۵

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۹،۲۸۸۵

[3] تفسیرابن ابی حاتم ۹،۲۸۸۶

[4] حم السجدة ۴۶

[5] الروم ۴۴

وَقَالَ مُوسٰۤى اِنۡ تَكۡفُرُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَـغَنِىٌّ حَمِيۡدٌ ‏۝۸ [1]

ترجمہ: اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم کفر کرو اور زمین کے سارے رہنے والے بھی کافر ہو جائیں تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ،

اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے اللہ عز و جل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا۔

يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

اے میرے بندو! تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو، اے میرے بندو! اگر تم سب اولین و آخرین اور جن وانس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقوی والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے، اور اگر سب اولین اور آخرین اور جن وانس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے، اے میرے بندو! اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہو گی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے، اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر

---

[1] ابراہیم ۸

بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔[1]

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝۴۱

حکم دیا کہ اس تخت میں کچھ پھیر بدل کر دو تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ راہ پا لیتی ہے یا ان میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے،

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ

پھر جب وہ آ گئی تو اس سے کہا (دریافت کیا) گیا کہ ایسا ہی تیرا (بھی) تخت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ گویا وہی ہے،

مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝۴۲ وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

ہمیں اس سے پہلے ہی علم دیا گیا تھا اور ہم مسلمان تھے، اسے انہوں نے روک رکھا تھا جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتی رہی تھی،

اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝۴۳ (النمل ۴۱ تا ۴۳)

یقیناً وہ کافر لوگوں میں تھی۔

اب سلیمان علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ فوری طور پر اس تخت کے رنگ و روپ اور وضع و ہیئت میں تبدیلی کر دو تا کہ ملکہ کی آزمائش کریں کہ وہ اپنا تخت پہچان لیتی ہے یا نہیں، پس تخت میں کچھ تغیر و تبدیلی کر دی گئی، جب ملکہ سبا اپنے سرداروں، فوجی دستوں اور بہت سے اونٹوں جن پر خوشبو کی چیزیں، بہت سا سونا اور بیش قیمت جواہر لدے ہوئے تھے کے ہمراہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مآرب یمن سے بیت المقدس تک ڈیڑھ ہزار میل کا پر دشوار فاصلہ طے کر کے سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچی، ملکہ نے سلیمان علیہ السلام کو ایک سو بیس قنطار سونا، قیمتی جواہرات اور بے نظیر خوشبوئیں نذر گزاریں (تاریخ ایام) تو انجان طرح سے تخت اس کے سامنے رکھ دیا گیا اور اس سے کہا گیا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہے، ملکہ اپنے تخت کو پہچان گئی مگر اس نے دانائی ظاہر کی اور صاف الفاظ میں تخت اپنا ہونے کا اقرار نہیں کیا بلکہ محتاط ہو کر بیچ کی بات کی اور بولی یہ تو گویا وہی ہے اور ہمیں تو پہلے ہی علم ہو گیا تھا کہ آپ واقعی ہی نبی ہیں اور ہم تابع فرمان ہو گئے تھے، کیونکہ دانا ملکہ کا تعلق ایک کافر قوم سے تھا جو باطل معبودوں کی پرستش کرتی تھی اس لئے وہ توحید کی حقیقت سے بے خبر رہی تھی، جس کی وجہ سے ان کے کفر نے انہیں توحید الٰہی اور اللہ کی عبادت سے روک رکھا تھا مگر جب دعوت کی حقیقت کھلی تو فوراً ایمان لے آئی۔

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ

اس سے کہا گیا کہ محل میں چلی چلو، جسے دیکھ کر یہ سمجھ کر کہ یہ حوض ہے اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں، فرمایا یہ تو شیشے سے

عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ

منڈھی ہوئی عمارت ہے، کہنے لگی میرے پروردگار! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اب میں

---

[1] صحيح مسلم كتاب البروالصلة بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۲، شعب الايمان ۶۶۸۶، السنن الكبرى للبيهقى ۱۱۵۰۳، شرح السنة للبغوى ۱۳۹۱

وَ اَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَیۡمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۴﴾ (النمل ۴۴)

سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطیع اور فرماں بر دار بنتی ہوں۔

سلیمان علیہ السلام نے اپنی نبوت کے اعجازی مظاہر دکھانے کے بعد مناسب سمجھا کہ ملکہ کو اپنی اس دنیاوی شان و شوکت کی بھی ایک چھوٹی سی جھلک دکھلا دی جائے جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں تاریخ انسانیت میں ممتاز کیا تھا چنانچہ ملکہ جو صاف و شفاف شیشے کا بنا ہوا محل دیکھ کر ہی حیرت زدہ تھی جس کا فرش بھی صاف و شفاف شیشے کا تھا جس کے نیچے پانی سے لبالب حوض تھا اور آنے والا شیشے اور پانی کا امتیاز نہیں کر سکتا تھا بلکہ اسے یہی معلوم ہوتا تھا کہ نیچے پانی ہی پانی ہے، سلیمان علیہ السلام نے دور اندیش ملکہ کو اس شیشے کے محل میں داخل ہونے کو کہا، دانا ملکہ جب محل میں داخل ہونے لگی تو اسے بھی شیشے کا چکنا فرش پانی معلوم ہوا چنانچہ ملکہ نے اپنے کپڑوں کو پانی سے بچانے کے لئے اپنے کپڑے سمیٹ کر پائنچے چڑھا لئے جس سے اس کی پنڈلیاں ننگی ہو گئیں، سلیمان علیہ السلام نے فرمایا آپ کو غلطی لگی یہ پانی نہیں بلکہ یہ تو شیشے کا چکنا فرش ہے، دانا ملکہ سلیمان علیہ السلام کے دربار کے ٹھاٹ باٹ، انکی رفعت و عظمت، شان و شوکت اور سلطنت آتے ہی دیکھ چکی تھی کہ جن و انس سب دربار میں موجود ہیں اور بیچ میں تخت سلیمانی ہے، ساتھ ہی آپ علیہ السلام کی سیرت و نیکی کو بھی پرکھ رہی تھی، سلیمان علیہ السلام نے جو دعوت حق دی اسے بھی بغور سنا اور اس کی حقانیت سے متاثر ہو چکی تھی اب جو یہ انوکھی چیز دیکھی تو اپنی کوتاہی اور غلطی کا احساس ہوا اور وہ کھسیانی ہو گئی چنانچہ فوراً رب کی طرف جھک گئی اور کہنے لگی، اے میرے رب! میں نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا اب میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لے آئی جو خالق، مالک، متصرف اور مختار کل ہے میں اسی کو ہی اپنا معبود برحق مانتی ہوں اور اپنے باطل معبودوں سے بیزار ہوں اور شرک و کفر سے توبہ کرتی ہوں اور حکومت سبا کو سلیمان علیہ السلام کے زیر فرمان کر دیا۔

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاہُمۡ صٰلِحًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ فَاِذَا ہُمۡ فَرِیۡقٰنِ

یقیناً ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ تم سب اللہ کی عبادت کرو، پھر بھی وہ دو فریق بن کر آپس میں لڑنے

یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ لِمَ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِالسَّیِّئَۃِ قَبۡلَ الۡحَسَنَۃِ ۚ

جھگڑنے لگے، آپ نے فرمایا اے میری قوم کے لوگو! تم نیکی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں کر مچا رہے ہو؟

لَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرُوۡنَ اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّیَّرۡنَا بِکَ وَ بِمَنۡ مَّعَکَ ؕ

تم اللہ سے استغفار کیوں نہیں کرتے تا کہ تم پر رحم کیا جائے، وہ کہنے لگے ہم تیری اور تیرے ساتھیوں کی بدشگونی لے رہے ہیں؟

قَالَ طٰٓئِرُکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تُفۡتَنُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ کَانَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ تِسۡعَۃُ

آپ نے فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے ہاں ہے بلکہ تم فتنے میں پڑے ہوئے لوگ ہو، اس شہر میں نو سردار تھے

رَہۡطٍ یُّفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا یُصۡلِحُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوۡا تَقَاسَمُوۡا بِاللّٰہِ

جو زمین میں فساد پھیلاتے رہتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے، انہوں نے آپس میں بڑی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ

لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهۡلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوۡلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدۡنَا مَهۡلِكَ

رات ہی کو صالح اور اس کے گھر والوں پر ہم چھاپہ ماریں گے اور اس کے وارثوں سے صاف کہہ دیں گے کہ ہم اس کے

اَهۡلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَ مَكَرُوۡا مَكۡرًا وَّ مَكَرۡنَا مَكۡرًا وَّ هُمۡ

اہل کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں، انہوں نے مکر (خفیہ تدبیر) کیا اور ہم نے بھی، اور وہ اسے

لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكۡرِهِمۡ ۙ اَنَّا دَمَّرۡنٰهُمۡ وَ قَوۡمَهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۵۱﴾

سمجھتے ہی نہ تھے، (اب) دیکھ لے ان کے مکر کا انجام کیسا کچھ ہوا؟ کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو غارت کر دیا،

فَتِلۡكَ بُيُوۡتُهُمۡ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوۡا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۲﴾

یہ ہیں ان کے مکانات جو ان کے ظلم کی وجہ سے اجڑے پڑے ہیں، جو لوگ علم رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں بڑی نشانی ہے،

وَ اَنۡجَيۡنَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ كَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ ﴿۵۳﴾ (النمل ۴۵ تا ۵۳)

ہم نے ان کو جو ایمان لائے تھے اور پرہیز گار تھے بال بال بچالیا۔

صالح علیہ السلام کو ہم نے ان کی قوم ثمود کی طرف دعوت توحید دینے کے لئے بھیجا انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرو جو تمہارا خالق و مالک ہے، جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق عطا فرماتا ہے، جو تمہاری پکار کو سنتا اور تمہاری حاجات کو پورا کرتا ہے، جس کے ہاتھ میں ہر طرح کی طاقت اور اختیار ہے، صالح علیہ السلام کی دعوت پر ان کی قوم کے چند کمزور حیثیت مگر سلیم الفطرت لوگ ایمان لے آئے مگر قوم کی اکثریت سرکشی پر ہی تلے رہی، اس طرح ہمیشہ کی طرح اہل حق اور کفر و شرک کے پیروکاروں میں محاذ آرائی شروع ہوگئی، جیسے فرمایا

قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِمَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ اَتَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرۡسَلٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلَ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا بِالَّذِىۡۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۷۶﴾ [1]

ترجمہ: اس کی قوم میں سے جو سردار اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے تھے انہوں نے ان لوگوں سے جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے جو ان میں سے ایمان لائے تھے کہا کہ کیا واقعی تم یہ جانتے ہو کہ صالح علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جس کو لے کر وہ بھیجے گئے ہیں، ان متکبرین نے کہا جس چیز پر تم ایمان لائے ہو اس کے ہم کافر ہیں۔

صالح علیہ السلام شرک میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو خلوص و ہمدردی سے رب کی نشانیوں پر دلیل پر دلیل دیتے تاکہ قوم کے لوگ ایمان لے آئیں اور اپنی گزشتہ بداعمالیوں پر رب سے گڑگڑا کر معافی چاہیں اور آئندہ زندگی میں عمل صالحہ اختیار کریں، مگر شومئی قسمت وہ لوگ جہنم میں داخل ہونے کے لئے شیر بن کر رہے، اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق بڑے عذاب سے بیشتر آخری موقعہ کے لئے چھوٹے چھوٹے جھٹکے دیتا ہے

[1] الاعراف ۷۵، ۷۶

تا کہ لوگ کسی طرح ڈر جائیں اور اس کے حضور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کر کے عذاب جہنم سے بچ جائیں مگر قوم کے لوگ نصیحت حاصل کرنے کے بجائے صالح علیہ السلام کو ہی مود الزام ٹھیراتے، انہیں بدشگونی کا نشان کہتے کہ آپ اور آپ کے پیروکاروں کی نحوست کی وجہ سے ہم ان مصائب و مشکلات کا شکار ہیں، جیسے فرمایا

...وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ حَسَنَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ‌ؕ قُلۡ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ... ﴿۷۸﴾ [۱]

ترجمہ: اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچتا تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی نقصان پہنچتا تو کہتے کہ اے نبی! یہ آپ کی بدولت ہے، کہو سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

قَالُوۡۤا اِنَّا تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡ‌ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ وَلَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوۡا طَآئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ‌ؕ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ‌ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾ [۲]

ترجمہ: بستی والے کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تم بڑی دردناک سزا پاؤ گے، رسولوں نے جواب دیا تمہاری فال بد تو تمہارے اپنے ساتھ لگی ہوئی ہے، کیا یہ باتیں تم اس لیے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی ؟ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔

قوم فرعون بھی موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہی کہتی تھی

فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ‌ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ... ﴿۱۳۱﴾ [۳]

ترجمہ: جب ان پر کوئی اچھا وقت آتا تو کہتے کہ ہمارے لئے یہی ہے اور جب کوئی مصیبت آجاتی تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست کو اس کا ذمہ دار ٹھیراتے۔

یعنی مشرکین کا ذہن ایک ہی ہوتا ہے اس لئے ہر قوم نے اپنے نبی کو یہی الفاظ کہے۔ صالح علیہ السلام کہتے مجھے یا میرے پیروکاروں کو الزام دینے کے بجائے آنکھیں کھول کر دیکھو اور غور کرو میں یا میرے پیروکار نحوست کا باعث نہیں بلکہ اس کا اصل سبب اللہ ہی کے پاس ہے کیونکہ قضاو قدر اسی کے اختیار میں ہے، اللہ تعالیٰ ایک خاص وقت تک تمہارے کفر کی وجہ سے تمہیں مصائب میں مبتلا کر کے تنبیہ کر رہا ہے ، اگر مصائب سے بچنا چاہتے ہو تو کفر و شرک کا راستہ ترک کرو اور میری دعوت پر سنجیدگی سے غور کرو، رب پر ایمان لاؤ اور حد سے تجاوز کرنے اور فساد برپا کرنے والوں کے بجائے میری اطاعت کرو، جیسے فرمایا

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ‌ۚ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيۡعُوۡۤا اَمۡرَ الۡمُسۡرِفِيۡنَۙ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيۡنَ يُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا يُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۵۲﴾ [۴]

---

[۱] النساء ۷۸

[۲] یٰسین ۱۸، ۱۹

[۳] الاعراف ۱۳۱

[۴] الشعراء ۱۵۰ تا ۱۵۲

ترجمہ: اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، ان بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔
پھر اللہ سے بخشش و مغفرت طلب کرو تاکہ تم پر سے مسلط عذاب ٹل جائے اور جو مصائب تم پر نازل ہو رہے ہیں ختم ہو جائیں اور ان کے بجائے اللہ کی رحمتیں نازل ہوں، اگر ایسا نہیں کرو گے تو جب وہ چاہے گا اپنا عذاب بھیج دے گا جس میں تم لوگ پس کر رہ جاؤ گے، مگر وہ لوگ ہٹ دھرمی، عناد و سرکشی سے کہتے ہمیں تمہارے رب کے عذاب کی کوئی فکر نہیں ہے جتنی جلدی تم عذاب لا سکتے ہو لے آؤ، جیسے فرمایا

...وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۷۷ [1]

ترجمہ: اور صالح سے کہہ دیا کہ لے آوہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو واقعی پیغمبروں میں سے ہے۔
صالح علیہ السلام نے انہیں سمجھایا کہ اے میری قوم! اللہ کا عذاب بڑا ہی المناک ہوتا ہے اس لئے ایمان قبول کرنے کے بجائے اپنے کفر پر ہی کیوں اصرار کر رہے ہو جو باعث عذاب ہے، اس لئے بھلائی طلب کرو اور بھلائی کی ہی جلدی کرو اور برائی کی جلدی نہ مچاؤ، اب قوم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، حق کے مقابلے میں وہ دلیل تو کیا لاتے، ان کے نو بڑے سرداروں رعی، رعم، ھریم، داب، صواب، مطع، قدار بن سالف نے جو ملک میں فتنہ و فساد برپا کرتے رہتے تھے انہی کے مشورہ سے اللہ کی نشانی اونٹنی کو مار ڈالا گیا تھا، جیسے فرمایا

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ۲۹ [2]

ترجمہ: آخر کار ان لوگوں نے اپنے آدمی کو پکارا اور اس نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔

اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۱۲ [3]

ترجمہ: جب اس قوم کا سب سے زیادہ شقی آدمی بپھر کر اٹھا۔
جب انہوں نے محسوس کیا کہ اونٹنی کو مار ڈالنے سے ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوا تو ان کا حوصلہ بڑھ گیا اور انہوں نے صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کا مشترکہ منصوبہ بنایا، انہوں نے آپس میں کہا اللہ کی قسم کھا کر عہد کر لو کہ ہم صالح علیہ السلام اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں گے، چنانچہ طے پایا کہ فلاں رات کو مختلف قبائل کے چند نوجوان رات کو کسی وقت صالح اور ان کے گھر والوں کو ہلاک کر کے منتشر ہو جائیں اور اس رات ہم سب سردار بستی سے باہر چلے جائیں گے تاکہ قبائلی رسم و رواج کے مطابق جب ان کے قبیلے کا سردار ان کے خون کا دعویٰ کرے تو وہ کسی ایک قبیلے کو ملزم نہ ٹھیرا سکے اور ہم اپنی عدم موجودگی کی وجہ سے کہہ دیں گے کہ ہمیں تو علم نہیں کہ یہ واردات کون کر گیا، اس طرح قاتل کبھی نہیں پکڑا جائے گا اور صالح علیہ السلام کا کام بھی تمام ہو جائے گا، نہ رہے بانس گا اور نہ بجے گی بانسری، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ خطرناک منصوبہ تو انہوں نے تیار کیا، پھر ایک چال ہم نے بھی چلی جس کی انہیں خبر نہ تھی پھر دیکھ لو ہمارے پیغمبر کے خلاف ان کی چال کا انجام کیا ہوا، اس سے قبل کہ وہ اپنے منصوبہ کو بروئے کار لاتے ہم نے کفر و شرک، حق کی تکذیب اور دوسری بد اعمالیوں کی پاداش میں ان پر زلزلہ اور بجلی کی ہیبت ناک کڑک کا عذاب نازل کیا اور چند لمحوں میں نو سرداروں سمیت پوری قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا، ان کے محفوظ و مضبوط گھر مکینوں سے

---

[1] الاعراف ۷۷
[2] القمر ۲۹
[3] الشمس ۱۲

خالی ہو گئے گویا وہاں کبھی کوئی بسا ہی نہ تھا، وہ مکانات جو کبھی اس قوم کا فخر و غرور تھے ان کو اب خونخوار بھیڑیوں نے آباد کر رکھا ہے، کہاں ہیں وہ جنہوں نے معبودان باطلہ کے زعم میں سرکشی و بغاوت کی، اللہ کے ذلت آمیز عذاب نے ان کو روند ڈالا، ان کی دست درازیوں نے ان کو پامال کر دیا، اس واقعہ میں حقائق جاننے والوں کے لئے ایک نشان عبرت ہے، اور ہم نے ان چند لوگوں کو اس عذاب سے بچالیا جو اللہ تعالیٰ، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روز آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھتے تھے اور شرک اور گناہ سے بچتے تھے اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ جب حجر سے گزرے تو فرمایا معجزے طلب نہ کرنا، صالح علیہ السلام کی قوم نے معجزہ مانگا تھا (آخر تباہ و برباد ہو گئی) پھر آپ ﷺ نے وہ درے بتلائے جس سے اونٹنی برآمد ہوئی تھی اور جس میں داخل ہوتی تھی۔ [1]

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور لوط کا (ذکر کر) جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ باوجود دیکھنے بھالنے کے پھر بھی تم بدکاری کر رہے ہو؟

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

یہ کیا بات ہے کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہو؟ حق یہ ہے کہ تم بڑی ہی نادانی کر رہے ہو،

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

قوم کا جواب بجز اس کہنے کے اور کچھ نہ تھا کہ آل لوط کو اپنے شہر سے شہر بدر کر دو، یہ تو بڑے پاکباز بن رہے

يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾

ہیں، پس ہم نے اسے اور اس کے اہل کو، بجز اس کی بیوی کے سب کو بچالیا، اس کا اندازہ تو باقی رہ جانے والوں میں ہم لگا ہی چکے تھے،

وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور ان پر ایک (خاص قسم کی) بارش برسادی، پس ان دھمکائے ہوئے لوگوں پر بری بارش ہوئی، تو کہہ دے کہ تمام تعریف اللہ

وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ (النمل ۵۴ تا ۵۹)

ہی کے لیے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے، کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ لوگ شریک ٹھہرا رہے ہیں۔

اور لوط علیہ السلام کو ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا جو عموریہ اور سدوم میں رہتی تھی اور لوطیت میں مبتلا تھی، چنانچہ لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم ایسا خلاف فطرت اور ایسا گندہ کام کرتے ہو جسے عقل و فطرت انتہائی فحش اور شریعت قبیح گردانتی ہے، اور تمہاری سرکشی اس حد سے بھی تجاوز کر گئی ہے کہ اپنی مجلسوں میں کھلے عام بے حیائی کا کام کرتے ہوئے اور چھپنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے؟ جیسے فرمایا

---

[1] البداية والنهاية

...وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ... ﴿۲۹﴾ (۱)

ترجمہ:اورتم اپنی مجلسوں میں برا کام کرتے ہو۔

کیا تمہارا یہی چلن ہے کہ عورتوں کو چھوڑ کر جن کو تمہارے آرام وسکون کے لئے پیدا کیا گیا ہے غیر طبعی شہوت رانی کے لئے مردوں کے پاس جاتے ہو؟جیسے فرمایا

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ (۲)

ترجمہ: کیا تم دنیا کی مخلوق میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو اور تمہاری بیویوں میں تمہارے رب نے تمہارے لئے جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم لوگ تو حد سے ہی گزر گئے ہو۔

مگر اس گھناؤنی لذت کشی کا تم عنقریب کیسا سخت خمیازہ بھگتو گے اس سے تم بے خبر ہو،

وَذَلِكَ فَاحِشَةٌ عَظِيمَةٌ، اسْتَغْنَى الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ، وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ

اور یہ زبردست فحاشی ہے کہ مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اپنی جنسی ضرورت پوری کریں۔

مگر اس کی قوم نے بطور طنز اور استہزا کے ساتھ کہا لوط علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کو جو بڑے پاکباز بنتے ہیں اپنی بستی سے نکال باہر کرو ،جیسے فرمایا

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ (۳)

ترجمہ: مگر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ نکالو ان لوگوں کو اپنی بستیوں سے بڑے پاکباز بنتے ہیں یہ۔

اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقررہ پر عذاب نازل کیا اور اپنی سنت کے مطابق لوط علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کو راتوں رات اس عذاب سے بچا لیا مگر اس کی بیوی جو اپنی مشرک قوم کے دین پر قائم اور ان کی بداعمالیوں کو پسند کرنے والی تھی ،تقدیر الٰہی میں جس کا ہلاک ہونا پہلے ہی لکھا جا چکا تھا اس لئے اپنی قوم کے ساتھ پیچھے رہ گئی ، پھر صبح ہوتے ہی اللہ نے ان کی بستیوں کو ان پر الٹ دیا اور اس کے بعد ان پر پکی مٹی کے نشان زدہ پتھروں کی تابڑ توڑ بارش برسائی ،وہ بہت ہی بری برسات تھی ان لوگوں کے حق میں جن کو پیغمبروں کے ذریعے ڈرا کر حجت قائم کر دی گئی تھی لیکن وہ اپنی بدفعلیوں میں مست رہے ،جیسے فرمایا

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۗءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ (۴)

ترجمہ:اور ان پر برسائی ایک برسات ،بڑی ہی بری بارش تھی جو ان ڈرائے جانے والوں پر نازل ہوئی۔

وہ خطہ آج تک عبرت وموعظت کی تصویر بنا ہوا اہل جہاں کو یہ بتاتا ہے کہ نبی کی مخالفت کا انجام کیا ہوا کرتا ہے ،اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہو! اللہ ہی

---

(۱) العنکبوت ۲۹

(۲) الشعرائ ۱۶۵،۱۶۶

(۳) الاعراف ۸۲

(۴) الشعرائ ۱۷۳

ہر طرح کی حمد وستائش، مدح وثناء کا مستحق ہے اور سلام ہے اس کے ان بندوں انبیاء ومرسلین پر جنہیں اس نے تمام جہانوں سے رسالت اور بندوں کی رہنمائی کے لئے منتخب کیا، جیسے فرمایا

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۞ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۞ [1]

ترجمہ: پاک ہے تیرا رب، عزت کا مالک، ان تمام باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں، اور سلام ہے مرسلین پر، اور ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

تا کہ لوگ طاغوت کی بندگی کے بجائے صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں،

فَكَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ هَذِهِ [الْآيَةَ] يَقُولُ: بَلِ اللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى وَأَجَلُّ وَأَكْرَمُ

مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ جب اس آیت کی تلاوت فرماتے تو فوراً اس کے جواب میں فرماتے۔ نہیں بلکہ اللہ ہی بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا اور بزرگ وبرتر ہے۔ [2]

اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ اَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ حَدَآئِقَ

بھلا بتاؤ تو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسمان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے ہرے بھرے بارونق

ذَاتَ بَهۡجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ

باغات اگا دیئے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہ اگا سکتے، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ

يَّعۡدِلُوۡنَ ۞ ؕ اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنۡهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ

ہٹ جاتے ہیں (سیدھی راہ سے)، کیا وہ جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں

وَ جَعَلَ بَيۡنَ الۡبَحۡرَيۡنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنا دی، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟

بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۞ ؕ (النمل ۶۰ تا ۶۱)

بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔

اے نبی ﷺ! مشرکین سے دوٹوک سوال پوچھو اللہ تعالیٰ جو تمام کائنات اور تمہارا خالق ومالک اور رازق ہے بہتر ہے یا تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کا شریک بنا رہے ہیں، جنہوں نے نہ کچھ تخلیق کیا ہے، جیسے فرمایا

---

[1] الصافات ۱۸۰ تا ۱۸۲

[2] تفسیر القرطبی ۲۲۱؍۱۳

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ (۱)

ترجمہ: کیسے نادان ہیں یہ لوگ کہ ان کو خدا کا شرک ٹھیراتے ہیں جو کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔

نہ اللہ کے ساتھ تخلیق میں شریک ہیں، جیسے فرمایا

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ (۲)

ترجمہ: اور یہ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک ساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔

اور نہ جن کے قبضہ میں کوئی قدرت واختیار ہے؟ جیسے فرمایا

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ۔۔۔ ﴿۳۳﴾ (۳)

ترجمہ: پھر کیا وہ جو ایک ایک متنفس کی کمائی پر نظر رکھتا ہے (اس کے مقابلے میں جسارتیں کی جارہی ہیں کہ) لوگوں نے اس کے کچھ شریک ٹھیرا رکھے ہیں؟ اے نبی! ان سے کہو (اگر واقعی وہ اللہ کے اپنے بنائے ہوئے شریک ہیں تو) ذرا ان کے نام لو کہ وہ کون ہیں؟ کیا تم اللہ کو ایک نئی بات کی خبر دے رہے ہو جسے وہ اپنی زمین میں نہیں جانتا، یا تم لوگ بس یونہی جو منہ میں آتا ہے کہہ ڈالتے ہو؟۔

چونکہ مشرکین یہ تسلیم کرتے تھے کہ کائنات کی تخلیق، آسمان سے پانی برسانا اور زمین سے چیزیں پیدا کرنا اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے ،جیسے فرمایا

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔۔۔ ﴿۶۳﴾ (۴)

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ سے مردہ پڑی ہوئی زمین کو جلا اٹھایا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔۔۔ ﴿۸۷﴾ (۵)

ترجمہ: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

(۱) الاعراف ۱۹۱

(۲) بنی اسرائیل ۱۱۱

(۳) الرعد ۳۳

(۴) العنکبوت ۶۳

(۵) الزخرف ۸۷

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ... ۝۳۱ (۱)

ترجمہ: ان سے پوچھو کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون جاندار کو بے جان میں سے اور بے جان کو جاندار میں سے نکالتا ہے؟ کون اس نظام عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔

اس لئے ان کو اپنی غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے اپنی وحدانیت کے لئے کائنات کے آفاقی نظام کو بطور دلیل بیان کیا اور اپنی قدرت وتخلیق کے ایک ایک کرشمہ کی طرف انگلی اٹھا کر پوچھا کہ بتلاؤ وہ کون ہستی ہے جس نے سات آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان جو کچھ ہے پیدا کیا ، پھر تمہارے رزق کے لئے آسمان سے پانی برسایا پھر اسی ایک پانی سے انواع واقسام ، رنگ وخوشبو اور ذائقوں کے خوشنما باغات اور نباتات اگائے ، اور ان میں ایک ربط ضبط اور تنظیم پیدا نہ کرتے تو ان درختوں کا اگانا ، ان میں ربط ، ضبط اور تنظیم پیدا کرنا تمہارے یا تمہارے معبودوں کے بس میں نہ تھا؟ جب تم تسلیم کرتے ہو کہ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے تو پھر تم اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ معبودان باطلہ کو اس کا شریک کیوں گردانتے ہو؟ کوئی ہستی یہ افعال سرانجام دینے کی قدرت نہیں رکھتی ہے مگر اس کے باوجود یہ لوگ اللہ کا ہمسر اور نظیر ٹھیراتے ہیں ، پھر دوسرا سوال کیا گیا کہ بتلاؤ وہ کون سی ہستی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے جائے قرار بنایا ، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً... ۝۶۴ (۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنا دیا۔

اور زمین کے اندر دریاؤں کی گزرگاہیں بنائیں اور اس میں بلند وبالا پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا تاکہ زمین ایک طرف ڈھلک نہ پڑے ، جیسے فرمایا

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ...ۙ ۝۱۵ (۳)

ترجمہ: اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ... ۝۳۱ (۴)

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تاکہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

اور پانی کے میٹھے ، خوش ذائقہ اور کڑوے پانی کے دو ذخیروں کے درمیان ایک نظر نہ آنے والا پردہ حائل کر دیا؟ جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝۵۳ (۵)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے ، ایک لذیذ وشیریں دوسرا تلخ وشور اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے ، ایک رکاوٹ ہے جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے۔

(۱) یونس ۳۱

(۲) المومن ۶۴

(۳) النحل ۱۵

(۴) الانبیاء ۳۱

(۵) الفرقان ۵۳

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ﴿۱۹﴾ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ﴿۲۰﴾ [1]

ترجمہ: دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ بھی ہے جو ان کاموں میں اس کے ساتھ شریک ہے؟ ہر گز نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے، کسی مخلوق کے ہاتھ میں کوئی قدرت و اختیار نہیں، تمام مخلوق اپنی بقا اور رزق کے لئے اسی کی محتاج ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ

بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے،

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ

کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو، کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں

وَ مَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ

میں راہ دکھاتا ہے، اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوشخبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی

عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ

ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں، ان سب سے اللہ بلند و بالاتر ہے، کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدائش کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا

مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۶۴﴾

اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزیاں دے رہا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

کہہ دیجئے کہ آسمان والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا،

وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ (النمل ۶۲ تا ۶۵)

انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟۔

مشرکین عرب اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ مصیبتوں کو ٹالنے والا، انسانوں کو زمین میں بسانے والا، ستاروں کے ذریعے بحر و بر میں رہنمائی کرنے والا، آسمان سے بارش برسانے والا، خلقت کو پیدا کرنے والا، اپنی لاتعداد مخلوقات کو آسمان و زمین سے رزق دینے والا، غیب کا علم رکھنے والا اللہ ہی ہے، چنانچہ ان کو ان کے عقیدے کے مطابق حقیقت سے روشناس کرنے کے لئے فرمایا کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے

---

[1] الرحمن ۲۰،۱۹

جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟یعنی تمہارے اپنے عقیدے کے مطابق اللہ وحدہ لاشریک ہی دعاؤں کو سنتا ہے اور مشکلات و پریشانیوں کو دور کرتا ہے، جیسے فرمایا

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ... ﴿٦٧﴾ (۱)

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو۔

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَھُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىھُمْ اِذَا ھُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ﴿٢٣﴾ (۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے، چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر باد موافق پر فرحاں و شاداں سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکایک باد مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے ہیں، اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لئے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے مگر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر زمین میں بغاوت کرنے لگتے ہیں۔

... ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــــَٔــرُوْنَ ﴿٥٣﴾ (۳)

ترجمہ: پھر جب کوئی سخت وقت تم پر آتا ہے تو تم لوگ خود اپنی فریادیں لے کر اسی کی طرف دوڑتے ہو۔

تو اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر دوسروں کو کیوں پکارتے ہو، اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟یعنی اللہ ہی ہے جو ایک امت کے بعد دوسری امت، ایک قوم کے بعد دوسری قوم اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل پیدا کرتا ہے اور تم کو زمین میں تصرف اور فرمانروائی کے اختیارات عطا کرتا ہے، جیسے فرمایا

... اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿١٣٣﴾ (۴)

ترجمہ: اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو لے جائے اور تمہاری جگہ دوسرے جن لوگوں کو چاہے لے آئے جس طرح اس نے تمہیں کچھ اور لوگوں کی نسل سے اٹھایا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ... ﴿١٦٥﴾ (۵)

(۱) بنی اسرائیل ۶۷

(۲) یونس ۲۲،۲۳

(۳) النحل ۵۳

(۴) الانعام ۱۳۳

(۵) الانعام ۱۶۵

ترجمہ: وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دیے تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔

توکیا اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کسی اور الٰہ کو بھی یہ قدرت حاصل ہے، تم لوگ کم ہی نصیحت حاصل کرتے اور بہت کم تدبر کرتے ہو، اور وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے، یعنی وہ اللہ ہی ہے جو ستاروں کو درخشانی عطا فرما کر خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے، جیسے فرمایا

وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ⑯ ⁽¹⁾

ترجمہ: اس نے زمین میں راستہ بتانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ... ۹۷ ⁽²⁾

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا۔

اور کون اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوشخبری دے کر بھیجتا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ ہی بارش سے پہلے ٹھنڈی اور بھینی خوشبوؤں والی ہواؤں کو خوشخبری دے کر بھیجتا ہے جس سے خشک سالی کے مارے ہوئے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، کیا اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کسی دوسرے الٰہ کو بھی یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ یہ تمام افعال سرانجام دے سکے، اللہ بہت بالا و برتر ہے ہر طرح کے شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں، اور وہ کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ جیسے فرمایا

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ⑫ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ⑬ ⁽³⁾

ترجمہ: درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے، وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ... ۲۷ ⁽⁴⁾

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔

یعنی اللہ ہی اپنی قدرت کاملہ سے مخلوقات کو بے نمونہ پیدا کر رہا ہے پھر ایک وقت مقررہ پر تمام کائنات کو تباہ کر دے گا اور جب چاہے گا اعمال کی جزا کے لئے روز قیامت انسانوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا، جب تم اللہ کو پہلی دفعہ پیدا کرنے پر قادر مانتے ہو تو کسی چیز کو دوبارہ پیدا کرنا تو بہت آسان ہے اس پر قادر کیوں نہیں مانتے؟ اور کون تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ ہی آسمان سے بارش برسا کر زمین سے اس کے مخفی خزانے یعنی غلہ و میوہ جات اور جانوروں کے لئے چارہ پیدا کرتا ہے، جیسے فرمایا

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ

---

(1) النحل ۱۶

(2) الانعام ۹۷

(3) البروج ۱۲، ۱۳

(4) الروم ۲۷

نَبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿۵۴﴾ (۱)

ترجمہ: وہی جس نے تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے، اور اوپر سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی، کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کے لیے۔

اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ بھی ہے جو یہ سب کچھ کرنے کی قدرت رکھتا ہو؟ اے نبی ﷺ ان سے کہو! اگر تمہارے پاس معبودان باطلہ کی پرستش کے لئے کوئی دلیل ہے تو پیش کرو اور اگر دلیل پیش نہیں کر سکتے تو پھر اس حقیقت کا اعتراف کرلو کہ تمہارا موقف باطل ہے کہ یہ سارے کام تو اللہ وحدہ لاشریک کے قبضہ قدرت واختیار میں ہوں مگر بندگی وعبادت کا مستحق تم کسی اور کو سمجھو یا اس کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک سمجھو، جیسے فرمایا

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ (۲)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

اے نبی ﷺ ان سے کہو! اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب قبروں سے اٹھائے جائیں گے، یعنی جس طرح مذکورہ معاملات میں اللہ تعالیٰ متفرد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی طرح غیب کے علم میں بھی وہ متفرد ہے اس کے سوا کوئی علام الغیوب نہیں، جیسے فرمایا

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ (۳)

ترجمہ: اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، خشک و ترسب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌۢ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾ (۴)

ترجمہ: اس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہی بارش برساتا ہے وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے، کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آنی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

(۱) طٰہٰ ۵۳، ۵۴

(۲) المومنون ۱۱۷

(۳) الانعام ۵۹

(۴) لقمان ۳۴

...يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۲۵۵ [1]

ترجمہ: وہ جانتا ہے جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے، اور اس کے علم میں سے کسی چیز پر بھی وہ احاطہ نہیں کر سکتے الایہ کہ وہ جس چیز کا چاہے انہیں علم دے۔

اور اس کے برگزیدہ بندوں یعنی نبیوں اور رسولوں کو بھی اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ وحی والہام کے ذریعے سے انہیں بتلا دیتا ہے، اور جو علم کسی کے بتلانے سے حاصل ہو اس کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہا جاتا، عالم الغیب تو وہ ہے جو بغیر کسی واسطے اور ذریعے کے ذاتی طور پر ہر چیز کا علم رکھے، ہر حقیقت سے باخبر ہو اور مخفی سے مخفی چیز بھی اس کے دائرہ علم سے باہر نہ ہو، یہ صفت صرف اور صرف اللہ کی ہے اس لئے صرف وہی علام الغیوب ہے، اس کے سوا کائنات میں کوئی عالم الغیب نہیں،

فَقَالَتْ: وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا} [2] ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ کل کو پیش آنے والے حالات کا علم رکھتے ہیں وہ بھی جھوٹا ہے اور انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی "اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا۔" [3]

وَقَالَ قَتَادَةُ: إِنَّمَا جَعَلَ اللَّهُ هَذِهِ النُّجُومَ لِثَلَاثِ خَصَلَاتٍ : جَعَلَهَا زِينَةً لِلسَّمَاءِ، وَجَعَلَهَا يُهْتَدَى بِهَا، وَجَعَلَهَا رُجُومًا [لِلشَّيَاطِينِ]، فَمَنْ تَعَاطَى فِيهَا غَيْرَ ذَلِكَ فَقَدْ قَالَ بِرَأْيِهِ، وَأَخْطَأَ حَظَّهُ، وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ وتكلّف مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ. وَإِنَّ نَاسًا جَهَلَةً بِأَمْرِ اللَّهِ، قَدْ أَحْدَثُوا مِنْ هَذِهِ النُّجُومِ كِهَانَةً: مَنْ أَعْرَس بِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا، كَانَ كَذَا وَكَذَا. ومَنْ سَافَرَ بِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا، كَانَ كَذَا وَكَذَا. ومَنْ وُلِدَ بِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا، كَانَ كَذَا وَكَذَا. وَلَعَمْرِي مَا مِنْ نَجْمٍ إِلَّا يُولَدُ بِهِ الْأَحْمَرُ وَالْأَسْوَدُ، وَالْقَصِيرُ وَالطَّوِيلُ، وَالْحَسَنُ وَالدَّمِيمُ، وَمَا عِلْمُ هَذَا النَّجْمِ وَهَذِهِ الدَّابَّةِ وَهَذَا الطَّيْرِ بِشَيْءٍ مِنَ الْغَيْبِ! وَقَضَى اللَّهُ: أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ، وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ.

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ستارے تین مقاصد کے لئے بنائے ہیں یہ آسمان کی زینت ہیں اور یہ بھولے بھٹکوں کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہیں اور یہ شیطان کو سنگسار کرنے کی لیے ہیں، کسی اور بات کا اس کے ساتھ عقیدہ رکھنا، اپنی رائے سے بات بنانا اور خود ساختہ تکلیف اور اپنی عافیت کے حصہ کو کھونا ہے اور جاہلوں نے ستاروں کے ساتھ علم نجوم کو متعلق رکھ کر فضول باتیں بنائی ہیں کہ اس ستارے کے وقت جو نکاح کرے گا تو یہ یہ ہوگا فلاں ستارے کے وقت سفر کرنے سے یہ ہوتا ہے، فلاں ستارے کے وقت پیدا ہوگا تو ایسا ایسا ہوگا، وغیرہ، یہ سب ڈھکوسلے ہیں، ان کے قیاسات کے خلاف اکثر ہوتا رہتا ہے، ہر ستارے کے وقت کوئی کالا، گورا، ٹھگنا، لمبا، خوبصورت اور بدصورت پیدا ہوتا رہتا ہے، نہ کوئی جانور غیب جانتا ہے اور نہ کسی پرندے سے غیب حاصل ہو سکتا ہے؟ اور نہ ستارے غیب کی رہنمائی کر سکتے ہیں جبکہ اللہ

[1] البقرۃ ۲۵۵

[2] لقمان: ۳۴

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النجم ۴۸۵۵، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ۴۳۹

کافیصلہ تو یہ ہے'' آسمان وزمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا انہیں تو اپنے جی اٹھنے کا وقت بھی معلوم نہیں۔''(۱)

اور جن کے متعلق انہیں گمان ہے کہ وہ عالم الغیب ہیں،اور اسی بنا پر انہیں اللہ کا شریک ٹھیرالیا گیا ہے،حالانکہ فرشتے،جن،انبیاء اور اولیاء کو تو اپنے مستقبل کی بھی خبر نہیں ہے اور وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ اللہ انہیں قبروں سے کب دوبارہ زندہ فرمائے گا،جیسے فرمایا

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ؀۲۱ (۲)

ترجمہ:مردہ ہیں نہ کہ زندہ،اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب(دوبارہ زندہ کر کے) اٹھایا جائے گا۔

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ڣ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ؀۶۶ۧ

بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم ختم ہو چکا ہے بلکہ یہ اس کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ یہ اس سے اندھے ہیں،

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ؀۶۷ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ

کافروں نے کہا کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے باپ دادا بھی کیا ہم پھر نکالے جائیں گے، ہم

وَاٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ؀۶۸

اور ہمارے باپ دادوں کو بہت پہلے سے یہ وعدے دیئے جاتے رہے، کچھ نہیں یہ تو صرف اگلوں کے افسانے ہیں،

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ؀۶۹

کہہ دیجئے کہ زمین میں چل پھر کر ذرا دیکھو تو سہی کہ گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا ،

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ؀۷۰ (النمل۶۶تا۷۰)

آپ ان کے بارے میں غم نہ کریں اور ان کے داؤں گھات سے تنگ دل نہ ہوں۔

ان کا علم تو آخرت کے وقوع کا وقت جاننے سے بھی عاجز ہے،جیسے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جبرائیل علیہ السلام کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا

مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

اس کی بابت جس سے پوچھ رہے ہو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔(۳)

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہیں اور اختلال عقل وبصیرت کی وجہ سے آخرت پر یقین سے محروم

(۱) تفسیرابن کثیر۲۰۷/۶،تفسیر ابن ابی حاتم ۲۹۱۳/۹

(۲) النحل۲۱

(۳) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِيمَانُ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ ۹۳،سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۴۶۹۵،جامع ترمذی ابواب الایمان بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ جِبْرِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الإِيمَانَ وَالإِسْلَامَ ۲۶۱۰،سنن نسائی کتاب الایمان وشرائعہ صِفَةُ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ ۴۹۹۴،سنن ابن ماجہ کتاب السنة بَابٌ فِي الْإِيمَانِ ۶۳

ہیں، حیات بعد الموت کے منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی کے ساتھ مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا؟ یہ بعید از امکان بات ہے، ایسی خبریں ہم اور ہمارے آباؤ اجداد سنتے چلے آرہے ہیں، جیسے فرمایا

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨٣﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟ ہم نے بھی یہ وعدے بہت سنے ہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بھی سنتے رہے ہیں یہ محض افسانہائے پارینہ ہیں۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿١٦﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿١٧﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿١٨﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر چکے ہوں اور مٹی بن جائیں اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں اس وقت ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کیے جائیں؟ اور کیا ہمارے اگلے وقتوں کے آباؤ اجداد بھی اٹھائے جائیں گے؟ ان سے کہو ہاں، اور تم (اللہ کے مقابلے میں) بے بس ہو۔

وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَىِٕذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٤٧﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟ اے نبی (ﷺ)! ان لوگوں سے کہو، یقیناً اگلے اور پچھلے سب۔

اس کے جواب میں دعوت فکر دی کہ اگر یہ صرف پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں تو پھر زمین میں چل پھر کر رسولوں اور قیامت کی تکذیب کرنے والی قوموں کے آثار وکھنڈرات کو دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کر کے انہیں نیست ونابود کر دیا اور اہل ایمان کو اس عذاب سے بچا لیا، اے نبی ﷺ! اگر یہ لوگ آپ کے وعظ ونصیحت کے باوجود عذاب الٰہی کے مستحق بننا چاہتے ہیں تو تم خوامخواہ ان کے حال پر رنج وافسوس نہ کرو اور نہ ان کی گھٹیا چالوں پر کبیدہ خاطر ہو، اللہ تمہارا حامی وناصر ہے یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، جیسے فرمایا

۔۔۔وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ: وہ اپنی چال چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ

کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہے اگر سچے ہو تو بتلا دو، جواب دیجئے! کہ شاید بعض وہ چیزیں جن کی تم جلدی مچا رہے ہو تم سے

---

(1) المومنون ٨٣، ٨٢

(2) الصافات ١٦ تا ١٨

(3) الواقعۃ ٤٧ تا ٤٩

(4) الانفال ٣٠

بَعۡضُ الَّذِیۡ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۷۲﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ

بہت ہی قریب ہوگئی ہوں ،یقیناً آپ کا پروردگار تمام لوگوں پر بڑے ہی فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ

لَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۳﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَیَعۡلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوۡرُہُمۡ وَ مَا یُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۴﴾

ناشکری کرتے ہیں، بیشک آپ کا رب ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جنہیں ان کے سینے چھپا رہے ہیں اور جنہیں ظاہر کر رہے ہیں،

وَ مَا مِنۡ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۷۵﴾ (النمل ۷۲ تا ۷۵)

آسمان اور زمین کی کوئی پوشیدہ چیز بھی ایسی نہیں جو روشن اور کھلی کتاب میں نہ ہو۔

قیامت کے منکر:

اور قیامت کے منکرین بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں، ہم تمہاری دعوت کار داور تمہارے خلاف کاروائیاں بھی کر چکے ہیں مگر جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دیتے رہتے ہو وہ نازل نہیں ہوا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو بتلاؤ وہ عذاب کب نازل ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈراتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے کہو جس عذاب کے لئے تم جلدی مچارہے ہو ہوسکتا ہے تمہارے نزدیک آپہنچا ہو اور اگر تم نے سیدھی راہ اختیار نہ کی تو وقت مقررہ پر وہ نازل ہو کر رہے گا، جیسے فرمایا

...وَیَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی ہُوَ ؕ قُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَرِیۡبًا ﴿۵۱﴾ [1]

ترجمہ: وہ سر ہلا ہلا کر پوچھیں گے اچھا تو یہ ہو گا کب؟ تم کہو کیا عجب وہ وقت قریب ہی آ لگا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ عذاب میں تاخیر بھی اللہ رب العالمین کے فضل وکرم کا ایک حصہ ہے، وہ لوگوں کو گناہوں سے تائب ہونے اور سنبھلنے کے لئے مہلت دیتا ہے لیکن پھر بھی لوگ اس مہلت سے فائدہ حاصل نہیں کرتے اور اللہ کی عنایت کی ناشکری کرتے ہیں، جو بغض وکینہ یہ اپنے سینوں کے اندر چھپائے ہوئے ہیں اور چالیں یہ چل رہے ہیں، تیرا رب ان سے خوب باخبر ہے، جیسے فرمایا

سَوَآءٌ مِّنۡکُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ الۡقَوۡلَ وَ مَنۡ جَہَرَ بِہٖ وَ مَنۡ ہُوَ مُسۡتَخۡفٍۭ بِالَّیۡلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّہَارِ ﴿۱۰﴾ [2]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو، اس کے لئے سب یکساں ہیں۔

وَ اِنۡ تَجۡہَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّہٗ یَعۡلَمُ السِّرَّ وَ اَخۡفٰی ﴿۷﴾ [3]

ترجمہ: تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے مخفی تر بات بھی جانتا ہے۔

اَلَاۤ اِنَّہُمۡ یَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَہُمۡ لِیَسۡتَخۡفُوۡا مِنۡہُ ؕ اَلَا حِیۡنَ یَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِیَابَہُمۡ ۙ یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَ مَا

---

[1] بنی اسرائیل ۵۱

[2] الرعد ۱۰

[3] طٰہٰ ۷

يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑤ [1]

ترجمہ: دیکھو یہ لوگ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تا کہ اس سے چھپ جائیں، خبردار جب یہ کپڑوں سے اپنے آپ کو ڈھانپتے ہیں اللہ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی، وہ تو ان بھیدوں سے بھی واقف ہے جو سینوں میں ہیں۔

آسمان وزمین کی کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جس کا ذرہ ذرہ لوح محفوظ میں ثبت نہ ہو، جیسے فرمایا

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۷۰ [2]

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے؟ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے، اللہ کے لیے یہ کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۷۶

یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے ان اکثر چیزوں کا بیان کر رہا جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں،

وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۷۷ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ

اور یہ قرآن ایمان والوں کے لیے یقیناً ہدایت اور رحمت ہے، آپ کا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے سب فیصلے کر دے گا،

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۷۸ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ۷۹

وہ بڑا ہی غالب اور دانا ہے، پس آپ یقیناً اللہ ہی پر بھروسہ رکھیے، یقیناً آپ سچے اور کھلے دین پر ہیں،

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۸۰

بیشک آپ نہ مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ پیٹھ پھیرے روگرداں جا رہے ہوں

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہٹا کر رہنمائی کر سکتے ہیں آپ تو صرف انہیں سنا سکتے ہیں جو ہماری

يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۸۱ (النمل ۷۶ تا ۸۱)

آیتوں پر ایمان لائے ہیں پھر وہ فرماں بردار ہو جاتے ہیں۔

یہودی تورات اور نصاریٰ انجیل کے حامل تھے، اس طرح دونوں گروہ ہی حاملین کتاب تھے مگر ایک ہی دعوت کے باوجود ان کے عقائد مختلف تھے، اس لئے وہ مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹے ہوئے تھے، یہود عیسیٰ علیہ السلام کی تنقیص اور توہین کرتے تھے اور عیسائیوں

---

[1] ہود ۵

[2] الحج ۷۰

نے عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلو کرتے ہوئے انہیں اللہ کا بیٹا قرار دے دیا، چنانچہ فرمایا کہ قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو حق و باطل کا فرق ظاہر کر دیتی ہے، اگر یہ دونوں حاملین کتاب اس آخری کتاب قرآن کے بیان کردہ حقائق کو تسلیم کر لیں تو ان کے عقائدی اختلافات ختم اور ان کا تفرق و انتشار کم ہوسکتا ہے، اور یہ کتاب ایمان لانے والوں کے لئے سراسر ہدایت اور مجسم رحمت ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ روز قیامت ان دونوں گروہوں اور تمہارے مخالفین کے درمیان اختلافات کا فیصلہ کر کے حق کو باطل سے ممتاز فرما دے گا اور اسی کے مطابق جزاوسزا کا اہتمام فرما دے گا، وہ تمام خلائق پر غالب ہے، اس لئے اس کے فیصلے کو نافذ ہونے سے کوئی طاقت روکنے کی قدرت نہیں رکھتی اور وہ تمام ظاہری و باطنی باتوں کا علم رکھتا ہے، اس لئے اس کے فیصلے میں کسی غلطی کا امکان نہیں ہے، پس اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً تم اسی دین حق پر ہو جو انبیاء لے کر مبعوث ہوتے رہے ہیں، اس لئے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں اور اسی پر بھروسہ رکھیں، کچھ شک نہیں کہ آپ مردوں کو سنا سکتے ہیں نہ بہروں کو، ان کی مثال بھی ان جیسی ہے، یہ لوگ بھی حق و باطل کا فرق سمجھنے سے قاصر اور حق سے مکمل طور پر گریزاں اور متنفر ہیں، اور جن لوگوں نے جان بوجھ کر حق کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہوں تم ان کی رہنمائی نہیں کر سکتے، جیسے فرمایا

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۞ ﴿۱﴾

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

تم تو وعظ و نصیحت انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات کو غور و فکر سے سنتے ہیں، اس پر تدبر کرتے ہیں اور ان پر ایمان لا کر فرماں بردار بن جاتے ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۞ ﴿۲﴾

ترجمہ: دعوت حق پر لبیک وہی لوگ کہتے ہیں جو سننے والے ہیں، رہے مردے تو انہیں تو اللہ بس قبروں ہی سے اٹھائے گا اور پھر وہ (اس کی عدالت میں پیش ہونے کے لئے) واپس لائے جائیں گے۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ

جب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا، ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۞۸۲ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ

کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے، اور جس دن ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کے گروہ کو جو ہماری آیتوں کو

بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۞۸۳ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ

جھٹلاتے تھے گھیر گھار کر لائیں گے پھر وہ سب کے سب الگ کر دیئے جائیں گے، جب سب کے سب آپہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ

﴿۱﴾ القصص ۵۶

﴿۲﴾ الانعام ۳۶

بِاٰيٰتِيْ وَ لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴿۸۴﴾ وَ وَقَعَ الْقَوْلُ

فرمائے گا کہ تم نے میری آیتوں کو باوجود یکہ تمہیں ان کا پورا علم نہ تھا کیوں جھٹلایا؟ اور یہ بھی بتلاؤ کہ تم کیا کرتے رہے؟

عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا

بسبب اس کے کہ انہوں نے ظلم کیا تھا ان پر بات جم جائے گی اور وہ کچھ بول نہ سکیں گے، کیا وہ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ ہم نے

الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

رات کو اس لیے بنایا ہے کہ وہ اس میں آرام حاصل کرلیں اور دن کو ہم نے دکھلانے والا بنایا ہے، یقیناً اس میں ان لوگوں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴿۸۶﴾ (النمل ۸۲ تا ۸۶)

کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان و یقین رکھتے ہیں۔

دابتہ الارض:

اور جب اللہ کی زمین پر نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا کوئی نہیں رہے گا یعنی جب قیامت قریب آجائے گی تو ہم چاشت کے وقت زمین سے ایک جانور نکالیں گے، اسے نطق بخشیں گے اور وہ خرق عادت کے طور پر انسانوں سے کلام کرے گا،

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ، فَقَالَ: مَا تَذَاكَرُونَ؟ قَالُوا: نَذْكُرُ السَّاعَةَ، قَالَ: إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ - فَذَكَرَ - الدُّخَانَ، وَالدَّجَّالَ، وَالدَّابَّةَ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَأَجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ

حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے قیامت کا ذکر کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے آئے ہمیں ذکر میں مشغول دیکھ کر فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں، فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، پھر ذکر کیا دھویں کا اور دجال کا اور زمین کے جانور کا اور آفتاب کا مغرب سے نکلنا اور عیسیٰ ابن مریم کے اترنے کا اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا اور مغرب، مشرق اور جزیرہ عرب میں تین جگہوں پر زمین کا دھنسنا اور ان سب نشانیوں کے بعد ایک آگ پیدا ہوگی جو لوگوں کو یمن سے نکالے گی اور ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔[1]

ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے

تَنْزِلُ مَعَهُمْ إِذَا نَزَلُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن بَابٌ فِي الْآيَاتِ الَّتِي تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ ۷۲۸۵

وہ آگ لوگوں کے ساتھ رہے گی جہاں وہ اتریں گے آگ بھی اتر پڑے گی اور جب وہ دوپہر کو سوئیں گے تو آگ بھی ٹھیر جائے گی۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا، طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى، وَأَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا، فَالْأُخْرَى عَلَى إِثْرِهَا قَرِيبًا

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا سب سے پہلی نشانی جو ظاہر ہو گی وہ ہے سورج کا مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت جانور کا نکلنا، ان دونوں میں سے جو پہلے ظاہر ہو گی دوسری اس کے فوراً بعد ہی ظاہر ہو جائے گی۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَبَادَرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالَ، وَالدُّخَانَ، وَدَابَّةَ الْأَرْضِ، وَخُوَيْصَّةَ أَحَدِكُمْ، وَأَمْرَ الْعَامَّةِ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ باتوں کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے جلدی سے نیک اعمال کر لو! سورج کا مغرب سے طلوع ہو اور دھواں اور دجال اور جانور، موت اور قیامت۔ (۳)

اور دابتہ الارض نکلنے کی علت بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اپنی یہ نشانی اس لئے دکھلائے گا کہ لوگ اللہ کی نشانیوں یا آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے ،اور اس دن کا تصور کرو جب ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کی ایک کثیر تعداد گھیر لائیں گے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتے تھے، پھر ان کو زانیوں کا گروہ، شرابیوں کا گروہ وغیرہ کے لحاظ سے ترتیب وار کھڑا کیا جائے گا، جیسے فرمایا

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ (۴)

ترجمہ: (حکم ہو گا) گھیر لاؤ سب ظالموں اور ان کے ساتھیوں اور ان معبودوں کو جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر بندگی کیا کرتے تھے۔

ایک مقام پر فرمایا

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ (۵)

ترجمہ: اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑ دی جائیں گی۔

جب سب لوگ جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نہایت غیض وغضب سے پوچھے گا میں نے تمہاری طرف دعوت حق بھیجی تھی، مگر تم نے میری

(۱) صحیح مسلم كتاب الفتن بَابٌ فِي الْآيَاتِ الَّتِي تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ۷۲۸۵

(۲) صحیح مسلم كتاب الفتن بَابٌ فِي خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَمُكْثِهِ فِي الْأَرْضِ، وَنُزُولِ عِيسَى وَقَتْلِهِ إِيَّاهُ، وَذَهَابِ أَهْلِ الْخَيْرِ وَالْإِيمَانِ، وَبَقَاءِ شِرَارِ النَّاسِ وَعِبَادَتِهِمُ الْأَوْثَانَ، وَالنَّفْخِ فِي الصُّورِ، وَبَعْثِ مَنْ فِي الْقُبُورِ۷۳۸۳،سنن ابوداودكتاب الملاحم بَابُ أَمَارَاتِ السَّاعَةِ۴۳۱۰

(۳) صحیح مسلم كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابٌ فِي بَقِيَّةٍ مِنْ أَحَادِيثِ الدَّجَّالِ۷۳۹۷

(۴) الصافات۲۲

(۵) التكوير۷

توحید اور دعوت کے دلائل سمجھنے اور غور وفکر کے بغیر ہی کیوں جھٹلا دیا تھا،اگر یہ بات نہیں تو وہ وجہ بتلاؤ جس کی بنا پر تمہیں میری باتوں پر غور وفکر کرنے کا موقعہ نہیں ملا؟ کیونکہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو ایمان اور نیکیوں سے تہی دامن ہوں گے، جیسے فرمایا:

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ [۱]

ترجمہ: مگر اس نے نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی، بلکہ جھٹلایا اور پلٹ گیا۔

اس لئے ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا، جیسے فرمایا

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ [۲]

ترجمہ: یہ وہ دن ہے جس میں وہ کچھ بولیں گے اور نہ انہیں موقع دیا جائے گا کہ کوئی عذر پیش کریں۔

اس لئے ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر عذاب کا وعدہ پورا ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار نشانیوں میں سے صرف دو عظیم نشانیوں کا ذکر فرمایا کہ کیا تم لوگ روزانہ اس کا مشاہدہ نہیں کرتے تھے کہ ہم نے تمہاری ضروریات کے مطابق زمین اور سورج کا تعلق قائم کیا تھا جس کی وجہ سے تم رات کے پرسکون اندھیرے میں سکون حاصل کرتے تھے اور دن کو روشن کیا تھا تاکہ تم کسب معاش اور دیگر مصروفیات میں مشغول ہو سکو ،اسی میں اللہ کی کامل وحدانیت کی نشانیاں تھیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے تھے۔

وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ

جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب آسمانوں والے اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے،

وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ

اور سارے کے سارے عاجز و پست ہو کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے، اور آپ پہاڑوں کو دیکھ کر اپنی جگہ جمے ہوئے

تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ

خیال کرتے ہیں لیکن وہ بھی بادل کی طرح اڑتے پھریں گے، یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے،

اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ

جو کچھ تم کرتے ہو اس سے وہ باخبر ہے، جو لوگ نیک عمل لائیں گے انہیں اس سے بہتر بدلہ ملے گا

وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ

اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے اور جو برائی لے کر آئیں گے وہ اوندھے منہ آگ میں جھونک دیئے جائیں

[۱] القیامۃ ۳۲،۳۱

[۲] المرسلات ۳۵، ۳۶

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹۰ (النمل ۸۷تا۹۰)

گے، صرف وہی بدلہ دیئے جاؤ گے جو تم کرتے رہے۔

اور اس دن کیا گزرے گی جب اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے صور میں پھونک ماریں گے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا الصُّورُ؟قَالَ: قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی صور کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:الصُّورُ كَهَيْئَةِ الْقَرْنِ يُنْفَخُ فِيهِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں صور ایک سینگ کی طرح ہے جس میں پھونکا جائے گا۔[2]

جس سے آسمان وزمین کی تمام مخلوقات حواس باختہ ہو جائیں گے، سوائے انبیاء، شہدا اور اہل ایمان کے جنھیں اللہ اکرام وتکریم بخش کر ثابت قدمی عطا فرمائے گا اور وہ اس گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا، اور سب لوگ قبروں سے نکل کر اور عاجز وپست ہو کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝۹۳ [3]

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں۔

آج تو بلند وبالا ٹھوس پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ زمین میں خوب جمے ہوئے ہیں مگر جب اللہ کے حکم سے صور پھونکا جائے گا تو یہ بلند وبالا ٹھوس پہاڑ بے وزن ہو کر بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً... ۝۴۷ [4]

ترجمہ: فکر اس دن کی ہونی چاہیے جب کہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو بالکل برہنہ پاؤ گے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝۱۰۵ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝۱۰۶ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝۱۰۷ [5]

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا، اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

---

[1] جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الصُّورِ ۲۴۳۰

[2] المعجم الکبیر للطبرانی ۹۷۵۵

[3] مریم ۹۳

[4] الکہف ۴۷

[5] طہ ۱۰۵تا۱۰۷

يَوۡمَ تَمُوۡرُ السَّمَآءُ مَوۡرًا ۙ﴿۹﴾ وَّتَسِيۡرُ الۡجِبَالُ سَيۡرًا ؕ﴿۱۰﴾ (۱)

ترجمہ: وہ اس روز واقع ہوگا جب آسمان بری طرح ڈگمگائے گا اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔

وَّبُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَكَانَتۡ هَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾ (۲)

ترجمہ: اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے کہ پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔

وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ ؕ﴿۹﴾ (۳)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون جیسے ہو جائیں گے۔

يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيۡبًا مَّهِيۡلًا ﴿۱۴﴾ (۴)

ترجمہ: یہ اس دن ہوگا جب زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہو جائے گا جیسے ریت کے ڈھیر جو بکھرے جا رہے ہیں۔

وَّسُيِّرَتِ الۡجِبَالُ فَكَانَتۡ سَرَابًا ؕ﴿۲۰﴾ (۵)

ترجمہ: اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ (۶)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

یہ اللہ کی عظیم قدرت کا ادنیٰ سا کرشمہ ہوگا جس نے ہر چیز کو حکمت کے ساتھ استوار کیا ہے، اللہ نے تمہیں جو صلاحیتیں اور عقل و تمیز اور تصرف کے جو اختیارات عطا کیے ہیں ان کے بارے میں وہ خوب جانتا ہے کہ تم لوگ انہیں کس طرح استعمال کر رہے ہو، چنانچہ روز آخرت جو شخص ایمان اور اعمال صالحہ لے کر آئیگا اسے دائمی طور پر اس سے زیادہ انعام ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے، جیسے فرمایا

لَا يَحۡزُنُهُمُ الۡفَزَعُ الۡاَكۡبَرُ ... ﴿۱۰۳﴾ (۷)

ترجمہ: وہ انتہائی گھبراہٹ کا وقت ان کو ذرا پریشان نہ کرے گا۔

... اَفَمَنۡ يُّلۡقٰى فِى النَّارِ خَيۡرٌ اَمۡ مَّنۡ يَّاۡتِىۡۤ اٰمِنًا يَّوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ... ﴿۴۰﴾ (۸)

ترجمہ: خود ہی سوچ لو کہ آیا وہ شخص بہتر ہے جو آگ میں جھونکا جانے والا ہے یا وہ جو قیامت کے روز امن کی حالت میں حاضر ہوگا؟۔

---

(۱) الطور ۹،۱۰

(۲) الواقعة ۵،۶

(۳) المعارج ۹

(۴) المزمل ۱۴

(۵) النبا ۲۰

(۶) القارعه ۵

(۷) الانبياء ۱۰۳

(۸) حم السجدة ۴۰

...وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝۳۷ (۱)

ترجمہ: اور وہ بلند وبالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔

اور جو برائی لئے ہوئے آئے گا ایسے سب لوگوں کو ستر ہاتھ لمبی زنجیروں سے جکڑ کر اور گلے میں طوق ڈال کر اوندھے منہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا، جیسے فرمایا

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۶ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۷ (۲)

ترجمہ: جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لئے بھلائی ہے اور مزید فضل، ان کے چہروں پر روسیاہی اور ذلت نہ چھائے گی وہ جنت کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں ان کی برائی جیسی ہے ویسا ہی وہ بدلہ پائیں گے، ذلت ان پر مسلط ہوگی، کوئی اللہ سے بچانے والا نہ ہوگا ان کے چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہوئی ہوگی جیسے رات کے سیاہ پردے ان پر پڑے ہوئے ہوں وہ دوزخ کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۸۴ (۳)

ترجمہ: جو کوئی بھلائی لے کر آئے گا اس کے لئے اس سے بہتر بھلائی ہے اور جو برائی لے کر آئے تو برائیاں کرنے والوں کو ویسا ہی بدلہ ملے گا جیسے عمل وہ کرتے تھے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷ (۴)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے ان کی برائیاں ہم ان سے دور کر دیں گے اور انہیں ان کے بہترین اعمال کی جزا دیں گے۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓي اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ جَزَاۗءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝۳۷ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝۳۸ (۵)

ترجمہ: یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد نہیں ہے جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہو، ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے یہی لوگ ہیں جن

(۱) سبا ۳۷

(۲) یونس ۲۷، ۲۶

(۳) القصص ۸۴

(۴) العنکبوت ۷

(۵) سبا ۳۸، ۳۷

کے لئے ان کے عمل کی دوہری جزا ہے اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے، رہے وہ لوگ جو ہماری آیات کو نیچا دکھانے کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں تو وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ (۱)

ترجمہ: جو برائی کرے گا اس کو اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنی اس نے برائی کی ہوگی اور جو نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے جہاں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا۔

کیا تم لوگ اس کے سوا کوئی اور جزا پا سکتے ہو کہ جیسا کرو ویسا بھرو؟

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۫

مجھے تو بس یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے پروردگار کی عبادت کرتا رہوں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے جس کی ملکیت

وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ

ہر چیز ہے، اور مجھے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ میں فرماں برداروں میں ہو جاؤں، اور میں قرآن کی تلاوت کرتا رہوں،

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ

جو راہ راست پر آجائے وہ اپنے نفع کے لیے راہ راست پر آئے گا اور جو بہک جائے تو کہہ دیجئے! کہ میں صرف

اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ

ہوشیار کرنے والوں میں سے ہوں، کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں وہ عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے گا

فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ (النمل ۹۱ تا ۹۳)

جنہیں تم (خود) پہچان لوگے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے آپ کا رب غافل نہیں۔

اے محمد ﷺ! ان سے کہو مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر مکہ مکرمہ (جس میں خانہ کعبہ ہے) کے رب کی بندگی کروں، اسی کے حضور سر نیاز جھکاؤں، جیسے فرمایا

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿۳﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾ (۲)

ترجمہ: لہٰذا ان کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے امن عطا کیا۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ

(۱) المومن ۴۰

(۲) القریش ۳، ۴

يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؁ [1]

ترجمہ:اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! کہہ دو کہ لوگو! اگر تم ابھی تک میرے دین کے متعلق کسی شک میں ہو تو سن لو کہ تم اللہ کے سوا جن کی بندگی کرتے ہو میں ان کی بندگی نہیں کرتا بلکہ صرف اسی خدا کی بندگی کرتا ہوں جس کے قبضے میں تمہاری موت ہے، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔

جس کی عظمت یہ ہے کہ اللہ نے اسے حرمت وعزت والا بنایا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ:إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ القِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ، لاَ يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلاَ يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلاَ يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا، وَلاَ يُخْتَلَى خَلاَهُ فَقَالَ العَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِلَّا الإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ، قَالَ:إِلَّا الإِذْخِرَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فتح مکہ کے روز فرمایا یہ شہر اس وقت سے باحرمت ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے، یہ اللہ کی حرمت دینے سے حرمت والا ہی رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے، اس میں شک نہیں کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی اور میرے لئے بھی دن کے ایک حصہ میں حلال کی گئی اس کی حرمت قیامت تک قائم رہے گی، اس کا کانٹا نہ کاٹا جائے اور نہ اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے مگر وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کی تشہیر کرے اور نہ وہاں کی گھاس اکھاڑی جائے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ان کے سناروں اور گھروں کے لئے اذخر کی اجازت دیجئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا کہ اذخر کی اجازت ہے۔ [2]

خاص چیز کی ملکیت کے بعد عام ملکیت کا ذکر فرمایا کہ جو کائنات کی ہر چیز کا مالک ہے اس لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ وحدہ لاشریک کا مطیع اور فرماں بردار ہو کر رہوں، جیسے فرمایا

...وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؁ [3]

ترجمہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔

اور اس آخری کتاب قرآن مجید کی تمہارے سامنے تلاوت کروں تاکہ اس کے ذریعے سے تم ہدایت اور رہنمائی حاصل کرو، اب جو میری دعوت حقہ پر ایمان لائے گا اور عمل صالحہ اختیار کرے گا اس میں اس کا اپنا ہی فائدہ ہے اور وہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے گا اور نعمتوں بھری جنتوں میں عزت واکرام کے ساتھ رہے گا، اور جو حق کی تکذیب کرے گا اور اعمال بد اختیار کرے گا تو اس کی اپنی مرضی ہے میرا کام تو صرف وعظ ونصیحت ہے، جیسے فرمایا

---

[1] یونس ۱۰۴

[2] صحیح بخاری کتاب الجزئیه والموادعه بَابُ إِثْمِ الغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالفَاجِرِ ۳۱۸۹،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ تَحْرِيمِ مَكَّةَ وَصَيْدِهَا وَخَلَاهَا وَشَجَرِهَا وَلُقَطَتِهَا، إِلَّا لِمُنْشِدٍ عَلَى الدَّوَامِ ۳۳۰۲

[3] یونس ۱۰۴

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍؕ ۝۱۰۸ (۱)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہہ دو کہ لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آچکا ہے، اب جو سیدھی راہ اختیار کرے اس کی راست روی اسی کے لیے مفید ہے اور جو گمراہ رہے اس کی گمراہی اسی کے لیے تباہ کن ہے، اور میں تمہارے اوپر کوئی حوالہ دار نہیں ہوں۔

مَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى... ۝۱۵ (۲)

ترجمہ: جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

اللہ تعالیٰ خود ہی اس سے حساب لے گا اور عذاب جہنم کا مزا چکھائے گا، جیسے فرمایا:

...فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ وَعَلَيۡنَا الۡحِسَابُ ۝۴۰ (۳)

ترجمہ: بہر حال تمہارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

ان سے کہو ہر طرح کی حمد و ثنا، تسبیح اور تمجیدات اللہ ہی کے لئے ہے جو کسی کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک حجت قائم نہیں کر دیتا، جیسے فرمایا:

...وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ۝۱۵ (۴)

ترجمہ: اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں۔

بہت جلد وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے گا جس سے تم حق و باطل کے بارے میں رہنمائی حاصل کر سکو گے، جیسے فرمایا

سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَـقُّ... ۝۵۳ (۵)

ترجمہ: عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی برحق ہے۔

...لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحۡيٰى مَنۡ حَىَّ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ...ؕ ۝۴۲ (۶)

ترجمہ: تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے۔

اور جو اعمال سے جو تم لوگ کرتے ہو تیرا رب اس سے غافل نہیں ہے۔

---

(۱) یونس ۱۰۸

(۲) بنی اسرائیل ۱۵

(۳) الرعد ۴۰

(۴) بنی اسرائیل ۱۵

(۵) حم السجدة ۵۳

(۶) الانفال ۴۲

مضامین سورۃ القصص:

سورہ کے آغاز میں موسیٰ کا بطور تمثیل ذکر کر کے رسول اللہ ﷺ پر شبہات و اعتراضات کا جواب دیا گیا، تفصیل کے ساتھ موسیٰ کی ولادت و پرورش کا ذکر فرمایا کہ اس دور میں جب متکبر و سرکش فرعون کے حکم سے بنی اسرائیل کے بچوں کا قتل عام جاری تھا اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی اور موسی علیہ السلام انہی قبطیوں کے بادشاہ کے گھر پرورش پاتے رہے جو اپنی حکومت کی حفاظت کے لیے بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کروا رہا تھا، اس طرح اہل مکہ کو باور کرایا کہ جب رب کا کسی کام کے بارے میں فیصلہ ہو جاتا ہے تو وہ کام ہو کر رہتا ہے اور کسی قسم کے نامساعد حالات راہ کی رکاوٹ نہیں بنتے، اہل مکہ کا یہ سوال کہ محمد ﷺ کو یہ نبوت کہاں سے مل گئی اور بیٹھے بٹھائے یہ نبی کیسے بن گئے فرمایا کہ کسی کو منصب رسالت پر فائز کرنے کے لیے کسی مجمع کی ضرورت نہیں ہوتی چنانچہ دیکھ لو جب موسی علیہ السلام کو نبوت دینے کا وقت آیا تھا تو انہیں مدین سے واپس مصر جاتے ہوئے کوہ طور پر بلا کر خاموشی سے اس منصب پر فائز کر دیا گیا تھا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی تھی، موسیٰ اور جادوگروں کے مقابلے کو پیش کر کے فرمایا کہ رب جب کسی سے کوئی کام لینے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کے لئے کسی قوت و طاقت اور لاؤ لشکر جیسے اسباب کا ہونا ضروری نہیں، اسباب و وسائل کی کمیابی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی، اہل مکہ کے اس مطالبہ پر کہ رسول اللہ ﷺ موسیٰ جیسا معجزہ کیوں نہیں دکھاتے تو فرمایا کہ قوم فرعون نے موسیٰ کے معجزات دیکھے تھے مگر وہ ان پر ایمان نہیں لائے تھے تو کیا ضروری ہے کہ تم معجزات دیکھ کر ایمان لے آؤ گے؟ رب نے فرمایا موسیٰ کی قوم نے ان کے معجزات کو جادو قرار دیا جس کے نتیجہ میں وہ ہمارے عذاب میں گرفتار ہو کر غرق ہو کر عبرت کا نشان بن گئے، اب تم بھی رسول سے معجزات مانگ رہے ہو اس طرح اپنی بربادی کو خود دعوت دے رہے ہو کیوں کہ ہماری یہ سنت ہے کہ جب کوئی قوم معجزات طلب کرے اور وہ طلب پوری کر دی جائے مگر وہ قوم ایمان نہ لائے تو ان کی ہلاکت و بربادی یقینی ہو جاتی ہے، عیسائیوں کا تذکرہ فرما کر اہل مکہ کو شرم دلائی کہ باہر سے یہ لوگ آ کر ایمان کی دولت سے فیض یاب ہو رہے ہیں جب کہ تم اپنے گھر آئی ہوئی رب کی رحمت کو نہیں سمیٹ رہے، تم ہمارے رسول کی تکذیب کرتے ہو کیا یہ بات ان کی رسالت کی تائید نہیں کرتی کہ وہ ہزاروں برس قبل کے واقعات تفصیل کے ساتھ تمہیں من وعن سناتے ہیں جبکہ تم اہل مکہ اور یہودی بھی جو اہل کتاب ہیں ان واقعات کی تفصیلات سے لاعلم ہو، جب کہ ان کے پاس وحی کے علم کے سوا اور کوئی ذریعہ علم بھی نہیں، اہل مکہ دنیادار لوگ تھے انہیں اپنی عزت و شہرت اور اپنی دھاک کی پڑی ہوئی تھی کہ اگر ہم نے اپنے بزرگوں کے دین کو چھوڑا تو یکا یک اس ملک سے ہماری مذہبی، سیاسی اور معاشرتی بالادستی یک دم ہی ختم ہو جائے گی اور عرب کے سب سے زیادہ با اثر قبیلے کی حیثیت کھو کر اس سرزمین میں ہمارے لیے کوئی جائے پناہ نہیں رہے گی، اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ حق و باطل کا فیصلہ دنیاوی مفادات کے پیش نظر نہیں بلکہ اخروی زندگی جو ہمیشہ کی زندگی ہے اس کی بنیاد پر ہونا چاہیے، مسلمانوں کے اوصاف کے بارے میں بتایا کہ وہ بیہودہ قوم کے اعمال سے گریز کرتے ہوئے سلامتی کی راہ اپناتے ہیں، اعمال صالحہ اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی رغبت دلائی، رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ ہدایت دینا رب کا کام ہے تمہارا نہیں، دنیاوی اسباب کی حقیقت بتائی کہ یہ تو محض چند روز کا کھیل ہے، مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ تم ترک دنیا کر کے رہبانیت اختیار کر لو کیونکہ آخرت کی کامیابی کا راستہ اسی دنیا ہی سے نکلتا ہے، اسی ضمن میں قارون کی دولت اور شان و شوکت کا بھی ذکر کیا گیا جس کے زعم میں اس نے موسی علیہ السلام کی پیش کردہ دعوت ہدایت کو ٹھکرا کر رب کا باغی بن گیا اور اللہ نے اسے اس کے گھر سمیت زمین میں دھنسا دیا، پھر رب نے اپنی قدرت و اختیار اور اپنی نعمتوں کا ذکر

اور آخرت میں کامیابی کی شرائط بیان کیں، پھر آخر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے توسط سے مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی کہ ہوس اقتدار میں ہرگز نہ پڑنا ،یہی اصل میں فساد کی جڑ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ① تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ② نَتۡلُوۡا عَلَیۡكَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰی وَ فِرۡعَوۡنَ بِالۡحَقِّ

طٰسٓمّٓ، یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی، ہم آپ کے سامنے موسیٰ اور فرعون کا صحیح واقعہ بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو

لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ③ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَ جَعَلَ اَهۡلَهَا شِیَعًا یَّسۡتَضۡعِفُ

ایمان رکھتے ہیں، یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کر رکھی تھی اور وہاں کے لوگوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا اور ان کے لڑکوں کو

طَآئِفَةً مِّنۡهُمۡ یُذَبِّحُ اَبۡنَآءَهُمۡ وَ یَسۡتَحۡیٖ نِسَآءَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ④

تو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا، بیشک وشبہ وہ تھا ہی مفسدوں میں سے،

وَ نُرِیۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَ نَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً وَّ نَجۡعَلَهُمُ

پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کر دیا گیا تھا اور ہم انہیں کو پیشوا اور (زمین) کا

الۡوٰرِثِیۡنَ ⑤ وَ نُمَكِّنَ لَهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ نُرِیَ فِرۡعَوۡنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوۡدَهُمَا مِنۡهُمۡ

وارث بنائیں، اور یہ بھی کہ ہم انہیں زمین میں قدرت و اختیار دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھائیں

مَّا كَانُوۡا یَحۡذَرُوۡنَ ⑥ (القصص ۱تا۶)

جس سے وہ ڈر رہے ہیں۔

طٰسٓمّٓ، یہ کتاب مبین کی آیات ہیں، ہم آپ کو آپ کی نبوت کی دلیل کے طور پر صدیوں قبل موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے کچھ ٹھیک ٹھیک انوکھے اور تعجب انگیز واقعات سناتے ہیں جبکہ اس سارے واقعہ کی تفصیلات سے اہل مکہ اور خود یہودی بھی بے بہرہ ہیں، اس واقعہ سے اہل ایمان ہی عبرت حاصل کریں گے اور اس کی تصدیق کریں گے، واقعہ یوں ہے کہ فرعون نے اپنے اقتدار، سلطنت، لشکروں اور اپنے تکبر و سرکشی کی بنا پر اللہ کی زمین پر ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا تھا اور اپنے آپ کو بڑا معبود کہلاتا تھا، جیسے فرمایا

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰی ۫ۖ ㉔ [1]

ترجمہ: پھر اس نے کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

[1] النازعات ۲۴

اس نے ملک کے باشندوں کو متفرق گروہوں میں تقسیم کرر کھاتھا اور اس وقت کی افضل ترین قوم بنی اسرائیل کی ایک بڑی تعداد کو اپنے تسلط کے بل بوتے پر اپنا غلام بنا کر انتہائی پستی میں دھکیل دیا تھا اور انہیں ہمیشہ اپنا غلام رکھنے کے لئے یہ تدبیر اپنائی کہ ان کے پیدا ہونے والے لڑکوں کو تو وہ قتل کروا دیتا اور ان کی لڑکیوں کو جیتا چھوڑ دیتا تا کہ نہ تو مردوں کی قوت ہو گی اور نہ ہی کوئی بغاوت سر اٹھائے گی، اس طرح بتدریج ان کی نسل کا خاتمہ ہو جائے اور یہ دوسری قوموں میں گم ہو کر رہ جائے، اس طرح اس نے اللہ کی زمین کو فساد سے بھر دیا تھا دوسرا گروہ حکمران طبقہ کا تھا جن کو ہر طرح کی مراعات اور امتیازات حاصل تھے اس لئے وہ بڑے خوش حال اور بڑے ہی ظالم و جابر تھے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی کہ اس کمزور و بے بس قوم پر اپنا فضل و کرم اور احسان کرے، ان پر سے ذلت کے تمام نشانات مٹا دے اور انہیں ظالم و جابر متعصب قبطی النسل بادشاہ (فرعون) اور اس کی قوم سے نجات دیکر ارض شام کا وارث بنا دے، اور قوم بنی اسرائیل کو اس وقت دنیا کی امامت اور دین کا پیشوا بنایا جائے تا کہ فرعون و ہامان اور اس کے لشکر کو جس ضعیف قوم کی طرف سے بغاوت و خروج اور غالب ہونے کا کھٹکا لگا رہتا تھا اسی کے ہاتھوں ان کے ظلم و استبداد کا نتیجہ ان کے آگے آئے، جیسے فرمایا

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ [1]

ترجمہ: اور ان کی جگہ ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا اس طرح بنی اسرائیل کے حق میں تیرے رب کا وعدہ خیر پورا ہوا کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا اور فرعون اور اس کی قوم کا وہ سب کچھ برباد کر دیا گیا جو وہ بناتے اور چڑھاتے تھے۔

كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۵۹﴾ؕ [2]

ترجمہ: یہ تو ہوا ان کے ساتھ (اور ❊ دوسری طرف) بنی اسرائیل کو ہم نے ان سب چیزوں کا وارث کر دیا۔

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ

ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو وحی کی کہ اسے دودھ پلاتی رہ اور جب تجھے اس کی نسبت کوئی خوف معلوم ہو تو اسے

وَ لَا تَخَافِیْ وَ لَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۷﴾

دریا میں بہا دینا اور کوئی ڈر خوف یا رنج نہ کرنا ہم یقیناً اسے تیری طرف لوٹانے والے ہیں اور اسے اپنے پیغمبروں میں بنانے

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ

والے ہیں، آخر فرعون کے لوگوں نے اس بچے کو اٹھا لیا کہ آخر کار یہی بچہ ان کا دشمن ہوا اور ان کے رنج کا باعث بنا،

---

(۱) الاعراف ۱۳۷

(۲) الشعراء ۵۹

اِنَّ فِرۡعَوۡنَ وَ هَامٰنَ وَجُنُوۡدَهُمَا كَانُوۡا خٰطِئِيۡنَ ۝۸ وَ قَالَتِ امۡرَاَتُ فِرۡعَوۡنَ

کچھ شک نہیں کہ فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر تھے ہی خطا کار ، اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ تو میری اور تیری آنکھوں کی

قُرَّتُ عَيۡنٍ لِّىۡ وَلَكَ‌ؕ لَا تَقۡتُلُوۡهُ ‌ۖ عَسٰٓى اَنۡ يَّنۡفَعَنَاۤ اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا

ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا ہی بیٹا بنالیں

وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝۹ (القصص ۷ تا ۹)

اور یہ لوگ شعور ہی نہیں رکھتے تھے۔

ان حالات میں ایک بنی اسرائیلی غلام عمرام (عمران) کے ہاں ایک بیٹی، اور ایک بیٹے ہارون جو کسی طرح قتل سے بچ گئے تھے کے بعد بالائی مصر (جنوبی مصر) میں دار الحکومت طیبہ یا تھیبس جو اب الاقصر کہلاتا ہے میں ایک لڑکا پیدا ہوا، اس وقت کے بادشاہ کا نام رمیسیس ثانی کا بیٹا منفتاح تھا جو مصر کے حکمرانوں کے انیسویں خاندان سے تھا جو بہت ہی ظالم و جابر تھا اور غرور و تکبر میں حد سے گزر گیا تھا جب یہ بچہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی والدہ جن کا نام یوکابد بتلایا جاتا ہے کے دل میں بات ڈال دی کہ جب تک وہ قبطیوں سے کوئی شدید خطرہ محسوس نہ کریں بے فکر ہو کر بچے کو دودھ پلاتی رہیں اور جب محسوس کریں کہ فرعون کے جاسوسوں کو ان کی پیدائش کا علم ہو گیا ہے اور ان کی جان کو خطرہ لاحق ہے تو اپنے نومولود بچے کو ایک ٹوکری میں رکھ کر دریائے نیل میں بہادیں اور پھر کسی طرح کا اندیشہ دل میں نہ لائیں، اس بچے کو میرا بہت بڑا دشمن ٹوکری سے اٹھالے گا مگر ہماری حکمت و مشیت کے تحت بہت جلد ہی ہم اس نومولود بچے کو دوبارہ تمہاری طرف لوٹا دیں گے اور جلیل القدر بشارت سنائی کہ جب یہ بچہ بڑا ہوگا انہیں منصب رسالت پر فائز کریں گے، گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بچے کی والدہ کو اس بات کا مکمل اشارہ تھا کہ فرعون مصر اپنی ہر کوشش کے باوجود اس بچہ کو قتل یا زک پہنچانے پر قادر نہ ہو سکے گا، چنانچہ تین ماہ تک بچے کی والدہ اپنے بچے کو چھپا کر دودھ پلاتی رہیں، فرعون کے ہرکارے بنی اسرائیل کے نومولود بچوں کی بو سونگتے پھرتے تھے جنہیں قتل کر کے وہ بڑی فرحت و مسرت محسوس کرتے تھے ایک دن خطرہ محسوس کر کے بچے کی والدہ نے بچے کو مصر کے صوبہ قنا میں دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر طیبہ یا ثیبہ (**Thebes**) کے مقام پر (جو آمون دیوتا کی پوجا کے لئے مشہور ہوا) ٹوکری میں رکھ کر الوہی رہنمائی میں دریا کے سپرد کر دیا، ٹوکری لہروں پر بہتی ہوئی فرعون کے محل کے پاس پہنچ گئی، فرعون کے اہل کاروں نے ٹوکری کو دریا میں بہتے دیکھا تو لالچ میں مبتلا ہو کر دریا میں کود پڑے مگر وہاں دیکھا کہ ایک خوبصورت بچہ ٹوکری میں لیٹا ہوا ہے، ٹوکری میں بچے کو دیکھ کر وہ یہ تو سمجھ گئے کہ یہ کسی اسرائیلی غلام کی اولاد ہے جسے کسی نے فرعون کے خوف سے دریا میں بہا دیا ہے مگر وہ فرعون مصر کی اجازت کے بغیر اس کو قتل نہیں کر سکتے تھے اس لئے ٹوکری کو بچے سمیت لاکر فرعون رعمسیس ثانی کے حضور پیش کر دیا، دربار میں فرعون کے منصب داروں ہامان وغیرہ اور لشکر کے سرداروں نے اس اسرائیلی بچے کو قتل کرنا چاہا مگر اللہ نے فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم جن کی کوئی اولاد نہیں تھی کے دل میں رحم ڈال دیا اس نے اپنے خاوند سے گزارش کی کہ وہ اس بچے کو قتل نہ کریں ہو سکتا ہے کہ یہ بڑا ہو کر ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں اور یہ ہم دونوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بنے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما دیا کہ وہ بچہ فرعون کی بیوی کو فائدہ دے جس نے یہ بات کہی تھی

،جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو اس نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی، فرعون نے اپنی ملکہ کی اس خواہش کا احترام کیا اور اپنے انجام کی بے خبری میں ایک فاش غلطی کے مرتکب ہوئے اور اس بچے کو قتل نہ کیا اور اپنی ملکہ کے سپرد کر دیا اور اس نے بچے کا نام موسیٰ رکھا، جس کے قبطی زبان میں معنی ہیں میں نے اسے پانی سے نکالا، اور انہیں علم ہی نہ تھا کہ لوح محفوظ میں کیا درج ہے، جسے وہ اپنا بچہ بنا رہے ہیں یہ تو وہی بچہ ہے جس کو مارنے کے لئے سینکڑوں بچوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہے، یعنی تقدیر الٰہی کے مقابلے میں احتیاط کام نہیں آتی۔

وَ اَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فٰرِغًا ؕ اِنۡ كَادَتۡ لَتُبۡدِیۡ بِهٖ لَوۡ لَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا عَلٰی قَلۡبِهَا

موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا، قریب تھیں کہ اس واقعہ کو بالکل ظاہر کر دیتیں اگر ہم ان کے دل کو

لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۰﴾ وَ قَالَتۡ لِاُخۡتِهٖ قُصِّیۡهِ ۫ فَبَصُرَتۡ بِهٖ

ڈھارس نہ دے دیتے یہ اس لیے کہ وہ یقین کرنے والوں میں رہے، موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ نے اس کی بہن سے

عَنۡ جُنُبٍ وَّ هُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَ حَرَّمۡنَا عَلَیۡهِ الۡمَرَاضِعَ

کہا کہ تو اس کے پیچھے پیچھے جا، تو وہ اسے دور ہی دور سے دیکھتی رہی اور فرعونیوں کو اس کا علم بھی نہ ہوا، ان کے پہنچنے سے

مِنۡ قَبۡلُ فَقَالَتۡ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰۤی اَهۡلِ بَیۡتٍ

پہلے ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا یہ کہنے لگی کہ میں تمہیں ایسا گھرانا بتاؤں

یَّكۡفُلُوۡنَهٗ لَكُمۡ وَ هُمۡ لَهٗ نٰصِحُوۡنَ ﴿۱۲﴾ (القصص ۱۰ تا ۱۲)

جو اس بچے کی تمہارے لیے پرورش کرے اور ہوں بھی اس بچے کے خیر خواہ۔

رب کی وحی کے مطابق انہوں نے بے خوف وخطر اتنا بڑا عمل تو کر دیا مگر بشری تقاضے کے تحت ماں کی ممتا کو بچے کے بغیر چین کہاں سے ملتا، صدمے اور قلق سے ان کا دل سخت بے قرار اور غم سے اڑا جا رہا تھا، یہ بے قراری یہاں تک بڑھ گئی کہ وہ بچے کی پیدائش اور پھر اسے دریا میں بہا دینے کا ذکر کرنے کے قریب قریب تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ثابت قدمی عطا فرمائی اور انہوں نے صبر کیا اور راز فاش نہ کیا، موسیٰ کو دریا میں بہا دینے کے بعد موسیٰ کی والدہ نے تدبیر کے طور پر ان کی بڑی بہن (مریم) سے کہا کہ دریا کے کنارے سے کچھ دور لاتعلق ہو کر تاکہ اس کے دشمنوں کو پتہ نہ چلے کہ تم اس ٹوکری کے ساتھ ساتھ چلتی رہو اور اس پر نظر رکھو اور دیکھو کہ اس ٹوکری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا معاملہ کرتا ہے، چنانچہ ماں کے حکم کی تعمیل میں موسیٰ کی بہن دریا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ نہایت محتاط ہو کر کچھ دور ٹوکری پر نگاہ رکھ کر چلتی رہیں اور کانوں کان فرعون کے اہل کاروں کو علم ہی نہ ہو سکا کہ ٹوکری کے تعاقب میں کوئی چل رہا ہے، جب ملکہ مصر نے موسیٰ کو گود لے لیا تو پہلا مسئلہ نومولود بچے کو دودھ پلانے کا آیا چنانچہ بچے کو دودھ پلانے کے لئے دودھ والی عورتوں کو بلایا گیا مگر بچے نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی عورت کا بھی دودھ نہ پیا اور بھوک سے روتا رہا، اس صورت حال میں ملکہ کے حکم پر کئی عورتیں جلد از جلد اور

دودھ پلانے والیوں کی تلاش میں تھیں، موسیٰ کی بڑی بہن جو تمام حالات کا جائزہ لے رہی تھیں نے سرسری طور پر ان تلاش کرتی عورتوں سے کہا اگر تم مناسب سمجھو تو میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتاؤں جو اس بچے کو دودھ پلائے اجرت بھی کم لے اور مکمل خیر خواہی کے ساتھ اس کی پرورش بھی کرے،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمَّا قَالَتْ ذَلِكَ أَخَذُوهَاوَشَكُّوا فِي أَمْرِهَا وَقَالُوا لَهَا: وَمَا يُدْرِيكِ نُصْحَهُمْ لَهُ وَشَفَقَتَهُمْ عَلَيْهِ؟ فَقَالَتْ: نُصْحُهُمْ لَهُ وَشَفَقَتُهُمْ عَلَيْهِ رَغْبَتُهُمْ فِي ظُؤُورة الْمَلِكِ وَرَجَاءُ مَنْفَعَتِهِ، فَأَرْسَلُوهَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے یہ بات کہی تو انہوں نے لڑکی کو پکڑ لیا اور اس کے بارے میں شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس کے بارے میں خیر خواہی و شفقت سے کام لیں گے، اس نے جواب دیا کہ اس لیے کہ وہ بادشاہ کی خوشی اور منفعت کی خواہش مند ہے، یہ جواب سن کر انہوں نے لڑکی کو چھوڑ دیا۔ [۱]

ان عورتوں نے یہ بات ملکہ سے جا کر کہہ دی، ملکہ نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن کی بات مان لی اور فوراً ہی موسیٰ کی والدہ کو بلوالیا انہوں نے جیسے ہی بچہ کو گود میں اٹھایا اور چھاتی سے لگا کر دودھ پلایا تو اللہ کی تدبیر و مشیت سے آپ غٹاغٹ دودھ پینے لگے، فرعون نے بچے کی بہترین نگہداشت کے لئے اجرت طے کر کے بچے کو ان کے حوالے کر دیا گیا، انہوں نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگا کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اس طرح اللہ تعالیٰ جس کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا، جیسے فرمایا

۔۔۔وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ۔۔۔ [۲] ﴿۴۷﴾

ترجمہ: اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا۔

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ [۳] ﴿۶﴾

ترجمہ: یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

اس نے موسیٰ کی والدہ سے کیا ہوا وعدہ اپنی خفیہ تدبیر سے پورا کر دیا ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا اور دل کو مسرور کر دیا، چنانچہ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے انجام کی حقیقت سے اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

۔۔۔وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّھُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَـيْـــًٔـا وَّھُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [۴] ﴿۲۱۶﴾

ترجمہ: ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار ہو اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لیے بُری ہو، اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔

---

[۱] تفسیرابن کثیر ۲۲۳/۶، تفسیرطبری ۵۳۴/۱۹، عن السدی وابن جریج

[۲] الحج ۴۷

[۳] الروم ۶

[۴] البقرۃ ۲۱۶

...فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ⑲ [1]

ترجمہ: ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ

پس ہم نے اس کی ماں کی طرف واپس پہنچایا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور آزردہ خاطر نہ ہو اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑬ وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ

کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، اور جب (موسیٰ علیہ السلام) اپنی جوانی کو پہنچ گئے اور پورے توانا ہو گئے ہم

حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ⑭ وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ

نے انہیں حکمت وعلم عطا فرمایا نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں، اور موسیٰ (علیہ السلام) ایک ایسے وقت شہر

عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۗ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ

میں آئے جبکہ شہر کے لوگ غفلت میں تھے، یہاں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا، یہ ایک تو اس کے رفیقوں میں سے تھا

وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ

اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں سے، اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا اس سے فریاد کی،

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۗ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ

جس پر موسیٰ (علیہ السلام) نے اس کے مکا مارا جس سے وہ مر گیا، موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے یہ تو شیطانی کام ہے،

اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ⑮ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ

یقیناً شیطان دشمن اور کھلے طور پر بہکانے والا ہے، پھر دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار! میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھے معاف

فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑯ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ

فرما دے، اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا وہ بخشش اور بہت مہربانی کرنے والا ہے، کہنے لگے اے میرے رب! جیسے تو نے مجھ پر

عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ⑰ (القصص ۱۳ تا ۱۷)

یہ کرم فرمایا میں بھی اب ہرگز کسی گناہ گار کا مددگار نہ بنوں گا۔

اس طرح موسیٰ اپنی والدہ کی گود میں پرورش پانے لگے جب وہ قوت اور عقل و فہم کو پہنچ گئے تو قادر مطلق نے انہیں حکمت و دانائی، فہم

---

[1] النساء۱۹

وفراست اور قوت فیصلہ اور دینی اور دنیاوی علوم سے یا بعد میں کوہ طور پر وادی مقدس طویٰ میں علم وحکمت سے نوازا، احسان کرنے والوں کو ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں، جب موسیٰ علیہ السلام جوانی اور شعور کے دور میں داخل ہوئے تو آپ نے ہر طرف ظلم وجور کی حکمرانی دیکھی جس سے آپ کو شدید نفرت ہوگئی، انہی ایام میں ایک دن موسیٰ شہر کے انتہائی حصہ پر واقع محل سے نکل کر شہر میں ایسے وقت داخل (صبح سویرے،

فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ذَلِكَ نِصْفُ النَّهَارِ

بعض کہتے ہیں گرمی میں نصف النہار میں قیلولے کے وقت، یا سردیوں میں مغرب اور عشا کے درمیان)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: يَقُولُونَ فِي الْقَائِلَةِ، قَالَ: وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت تھا۔[1]

ہوئے جب کہ لوگوں کے آرام کا وقت تھا اور سب غفلت میں پڑے ہوئے تھے، بازاروں میں آمد ورفت بھی نہیں تھی کیا دیکھتے ہیں کہ دو آدمی جن میں سے ایک بنی اسرائیلی اور دوسرا ایک قبطی تھا آپس میں جھگڑ رہے ہیں، قبطی اس پر حاوی تھا اور بنی اسرائیلی کو بیگار پر کہیں لے جانا چاہتا تھا، لوگوں کو علم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے منہ بولے بیٹے ہیں اور بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے موسیٰ کو دیکھ کر اسرائیلی نے مظلومانہ انداز سے ان کو مدد کے لئے پکارا اور قبطی کا زور وظلم بیان کیا جس پر موسیٰ نے اسے مظلوم ہی سمجھا اور قبطی کو غصہ سے ایک زوردار گھونسہ لگایا موسیٰ علیہ السلام اسے ہرگز قتل نہیں کرنا چاہتے تھے مگر ایک پیغمبر کا مکہ بھلا وہ کیا برداشت کرتا وہیں ڈھیر ہوگیا، یہ دیکھ کر موسیٰ گھبرا گئے اور ان کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ قتل ایک سنگین جرم ہے جو ان سے ہوگیا ہے، تاسف سے کہنے لگے مجھ سے تو ایک شیطانی فعل سرزد ہوگیا ہے بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور ہر وقت گمراہ کرنے کی تاک میں لگا رہتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی طرح کہ غصہ یا نادانستگی میں جب ان سے کوئی خطا سرزد ہو جاتی ہے تو وہ اس پر خاموشی اختیار نہیں کر لیتے کہ توبہ کر لیں گے ابھی تو بہت عمر پڑی ہے بلکہ فوراً اسے شیطانی عمل جان کر رب کے حضور اپنی مغفرت کی دعا کرنے لگتے ہیں، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ[2] ۱۳۵

ترجمہ: اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو معاً اللہ انہیں یاد آجاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کرسکتا ہو اور وہ دیدہ ودانستہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے۔

اسی طرح موسیٰ کا یہ اتفاقیہ قتل اگرچہ کبیرہ گناہ نہیں تھا تاہم یہ بھی ایسا گناہ نظر آتا تھا جس کے لئے انہوں نے بخشش ضروری سمجھی، دوسرا انہیں یہ بھی خطرہ لاحق ہوا کہ اگر فرعون کو اس قتل کی اطلاع مل گئی تو وہ انہیں اس قبطی کے بدلے میں قتل کر دے گا چنانچہ آپ علیہ السلام اسی لمحہ توبہ واستغفار کرتے ہوئے رب کے حضور عاجزی وفروتنی سے کہنے لگے اے میرے رب! میں نے نادانستگی میں ایک بے گناہ کو قتل کر کے اپنے نفس پر ظلم

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲۲۵،۶

[2] آل عمران ۱۳۵

کرلیا ہے مجھے اپنی رحمت وکرم سے معاف کر دے اور اس کا پردہ بھی ڈھانک دے تاکہ دشمنوں کو پتہ نہ چلے، علیم وبصیر، غفور ورحیم رب نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو معاف کر دیا، مسلمان ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا موسیٰ نے رب سے کہا اے میرے مولا! مجھے معاف کر کے تو نے جو جاہ وعزت، بزرگی اور نعمت عطا فرمائی ہے اور ساتھ ہی مجھ پر بڑا احسان یہ کیا ہے کہ میرے قتل کا فعل چھپا رہ گیا ہے اور دشمن قوم کے کسی فرد نے مجھے ایسا کرتے نہیں دیکھا جس سے مجھے بچ نکلنے کا موقعہ مل گیا ہے اب میں عہد کرتا ہوں کہ میں آئندہ کبھی کسی کافر کا یا جو تیرے حکموں کا مخالف ہو گا کسی معاملے میں موافقت اور اس کا مددگار نہیں بنوں گا۔

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآىِٕفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ

صبح ہی صبح ڈرتے اندیشہ کی حالت میں خبریں لینے شہر میں گئے کہ اچانک وہی شخص جس نے کل ان سے مدد طلب کی تھی ان

یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ

سے فریاد کر رہا ہے، موسیٰ (علیہ السلام) نے اس سے کہا کہ اس میں شک نہیں تو تو صریح بے راہ ہے، پھر جب اپنے اور

اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ

اس کے دشمن کو پکڑنا چاہا وہ فریادی کہنے لگا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کیا جس طرح تو نے کل ایک شخص کو قتل کیا ہے مجھے بھی

كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖۗ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ

مار ڈالنا چاہتا ہے تو تو ملک میں ظالم و سرکش ہونا ہی چاہتا ہے

وَ مَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ (القصص ۱۹،۱۸)

اور تیرا ارادہ ہی نہیں کہ ملاپ کرنے والوں میں سے ہو۔

موسیٰ کے دل میں قانون کا کھٹکا تو تھا ہی کہ دیکھیں ایک قبطی کے قتل کے خلاف کیا کاروائی کی جاتی ہے اس لئے دوسرے دن ادھر ادھر جھانکتے اور اپنے بارے میں اندیشوں میں مبتلا ہو کر جا رہے تھے کہ دیکھا کہ وہی اسرائیلی جس نے ان سے گزشتہ روز مدد مانگی تھی کسی اور قبطی سے جھگڑ رہا تھا اور انہیں دیکھ کر دوبارہ مدد کی درخواست کر رہا تھا، اس کی مدد کے لئے آپ علیہ السلام آگے بڑھے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تم تو بڑے فتنہ پرور اور جھگڑالو آدمی معلوم ہوتے ہو، کل بھی تو لڑتا ہوا پایا گیا تھا اور آج پھر کسی سے دست بہ گریبان ہو اور قبطی کو روکنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ اسرائیلی اپنے کمینہ پن اور بزدلی سے یہ سمجھا کہ وہ انہیں ڈانٹنے کے بعد مارنے کے لئے آرہے ہیں اور ان کے مکے کا نتیجہ وہ ایک دن پہلے ہی دیکھ چکا تھا اس لئے اس نے اپنی جان بچانے کے لئے خوف وہراس کی حالت میں فوراً چیخنا چلانا شروع کر دیا اور اپنی حماقت سے کل کے قتل کا راز فاش کر دیا کہنے لگا اے موسیٰ! کیا تو مجھے اس طرح قتل کرنا چاہتا ہے جیسے کل تو نے ایک شخص کو مکا مار کر قتل کر دیا ہے تم تو لوگوں کی اصلاح کے بجائے فتنہ وفساد بڑھانا چاہتے ہو اور زمین پر سرکش بن کر رہنا چاہتے ہو، اب تک تو کسی کو علم نہ تھا کہ قبطی کا قتل کس

نے کیا تھا مگر اس قبطی نے دربار میں جا کر اس بات کی مخبری کر دی کہ ایک دن پہلے قتل ہونے والے قبطی کا قاتل موسیٰ ہے جب ان الفاظ کی بازگشت دربار میں سنی گئی تو بھرے دربار میں اس بات پر غور و فکر شروع ہو گیا۔

وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی ۫ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ

شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا اے موسیٰ! یہاں کے سردار تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں

فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ ۫

پس تو جلد چلا جا مجھے اپنا خیر خواہ مان، پس موسیٰ (علیہ السلام) وہاں سے خوفزدہ ہو کر دیکھتے بھالتے نکل کھڑے ہوئے،

قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ

کہنے لگے اے پروردگار! مجھے ظالموں کے گروہ سے بچا لے، اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو

قَالَ عَسٰی رَبِّیْۤ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۲۲﴾ (القصص ۲۰ تا ۲۲)

کہنے لگے مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ لے چلے گا۔

ہر انسان کے کچھ بہی خواہ اور کچھ دشمن ہوتے ہیں جب اہل دربار کو معاملہ کا علم ہوا کہ قبطی کا قتل جو فرعون کے قبیلہ سے تھا موسیٰ نے کیا ہے ہیں، منصب داروں اور لشکروں کے سرداروں میں قصاص میں موسیٰ کے قتل کی گرما گرم باتیں ہونے لگیں، وہاں موسیٰ کا ایک گمنام ہمدرد بھی موجود تھا، وہ یہ باتیں سن کر دربار سے کھسک گیا اور قبل اس کے کہ کوئی حتمی فیصلہ ہو جائے شہر کے آخری کنارے پر واقع فرعون کے محل سے دوڑتا ہوا آیا اور بولا اے موسیٰ! میں تمہارا ہمدرد اور خیر خواہ ہوں، قبطی کے قتل کے قصاص میں تمہارے بارے میں مشورے ہو رہے ہیں قبل اس کے کہ وہ کسی نتیجے پر پہنچیں آپ میری مانیں اور فوراً یہاں سے نکل جائیں اور اپنی جان بچائیں، موسیٰ تو پہلے ہی ڈرے ہوئے تھے اور صورت حال کا جائزہ لینے گھر سے نکلے تھے اب یہ خبر سن کر مزید سہم گئے کہ اب ان کیخلاف کیا کاروائی ہوتی ہے، موسیٰ نے اس شخص کی بات پر اعتماد کیا اور فرعون کی گرفت سے بچنے کے لئے کوئی وقت ضائع کئے بغیر شہر طیبہ سے نکل کھڑے ہوئے، اور رب سے دعا فرمائی اے میرے رب! مجھے ان ظالموں سے امان میں رکھ، موسیٰ نے کبھی شہر سے باہر سفر نہیں کیا تھا کہ انہیں راستوں کا علم ہوتا جبکہ یہ واقعہ اتفاقاً پیش آ گیا تھا اس لئے فوری طور رب پر بھروسہ کر کے جدھر رخ تھا ادھر چل پڑے، اور رب سے دعا کرنے لگے میں اپنے رب سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور انہیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمائی،

فَذَكَرُوا أَنَّ اللَّهَ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى، بَعَثَ لَهُ مَلَكًا عَلَى فَرَسٍ، فَأَرْشَدَهُ إِلَى الطَّرِيقِ

مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے گھوڑے پر سوار ایک فرشتے کو بھیج دیا جس نے راستے کے بارے میں آپ کی رہنمائی کی، فَاللَّهُ أَعْلَمُ۔[1]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲۲۶/۶

چنانچہ آپ طیبہ سے ساڑھے چھ سو کلو میٹر شمال میں منف (ممفس) پہنچے اور پھر صحرائے سیناء اور ایلہ سے ہوتے ہوئے مصری اثر و اقتدار سے بالکل آزاد قبیلہ بنی مدیان میں پہنچ گئے

لأجل النسب الذي بينه وبينهم لأن مدين من ولد إبراهيم، وموسى ومن ولد يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم

جو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھا جبکہ موسیٰ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے، اس طرح اہل مدین اور موسیٰ کے درمیان نسبی تعلق بھی تھا۔ (١)

وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡيَنَ وَجَدَ عَلَيۡهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسۡقُوۡنَ۬ وَ وَجَدَ

مدین کے پانی پر جب آپ پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہے، اور دو عورتیں الگ کھڑی

مِنۡ دُوۡنِهِمُ امۡرَاَتَيۡنِ تَذُوۡدٰنِ‌ۚ قَالَ مَا خَطۡبُكُمَا‌ؕ قَالَتَا لَا نَسۡقِىۡ حَتّٰى يُصۡدِرَ الرِّعَآءُ‌ سكتة

(اپنے جانوروں کو) روکتی ہوئی دکھائی دیں، پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے، وہ بولیں کہ جب تک یہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں

وَ اَبُوۡنَا شَيۡخٌ كَبِيۡرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى

ہم پانی نہیں پلاتیں اور ہمارے والد بہت بڑی عمر کے بوڑھے ہیں، پس آپ نے خود ان جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف

اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَىَّ مِنۡ خَيۡرٍ فَقِيۡرٌ ﴿۲۴﴾ (القصص ۲۳،۲۴)

ہٹ آئے اور کہنے لگے اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔

جس الحی والقیوم رب پر موسیٰ کو بھروسہ تھا اس نے انہیں بخیریت مصر سے مدین میں پہنچا دیا (مدین کا قبیلہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے اور عرب کے مغرب شمال کے ایسے حصہ میں آباد تھا جس کو شام سے متصل حجاز کا آخری حصہ کہا جا سکتا ہے، یہ پہاڑی وادی سرسبز اور شاداب تھی، یہاں پر دو متصل کنوئیں تھے جو مغائر شعیب سے ڈیڑھ میل دور تھے) اور فرعون مصر کے اہل کار انہیں مصر میں ہی تلاش کرتے رہے، مدین میں ایک بڑا کنواں تھا جس سے لوگ اپنی پانی کی ضروریات پوری کرتے تھے اور جانوروں کو بھی وہیں سے پانی پلاتے تھے، موسیٰ وہیں پر پہنچے اور ایک طرف بیٹھ کر لوگوں کو کام کرتے دیکھنے لگے (اس جگہ کو آج کل البدع کہتے ہیں اور وہاں ایک چھوٹا سا قصبہ آباد ہے) وہاں انہوں نے دیکھا کہ سب لوگ تو اپنے اپنے جانوروں کو کنوئیں سے پانی کھینچ کھینچ کر پلا رہے ہیں جبکہ ان سے ہٹ کر دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو ادھر آنے سے روک رہی ہیں اور جانور پانی پر آنے کے لئے بیتاب ہوئے جاتے تھے، موسیٰ کو ان کی حالت پر رحم آیا کہ یہ خود تو کنوئیں سے پانی نکال کر بکریوں کو پلا نہیں سکتیں اور دوسرے چرواہے ان کی مدد کے روادار نہیں تو لڑکیوں (صفورا اور اولیا، یا صفورا اور شرفا) کے پاس جا کر پوچھا کہ تم ایک طرف ہو کر کیوں کھڑی ہو اور جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلا رہیں، لڑکیوں نے جواب دیا ہمارے گھر میں مرد صرف ہمارے والد ہی ہیں اور وہ اس قدر کمزور اور ضعیف ہیں کہ جانوروں کو قابو نہیں کر سکتے اور نہ گھاٹ پر پانی پلانے کی مشقت برداشت کر سکتے

(١) ایسر التفاسیر ٦٤/٤

ہیں اس لئے ہم دو بہنیں ہی جانوروں کی دیکھ بھال کرتی ہیں، مردوں کی اس بھیڑ میں بکریوں کو پانی پلانا ہمارے بس میں نہیں ہے جب یہ سب چرواہے اپنے جانور لے کر چلے جائیں گے تو ہم ان کا بچا کھچا پانی اپنی بکریوں کو پلا کر گھر لوٹ جائیں گے، لڑکیوں کی مجبوری سن کر موسیٰ فوراً ان کی مدد کے لئے آگے بڑھے اور اکیلے کنویں سے پانی کے ڈول نکال کر جانوروں کو پلا دیا اس طرح لڑکیاں جلد اپنے گھر کو لوٹ گئیں، موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین تک ایک لمبا فاصلہ بغیر کسی سواری کے طے کر کے آئے تھے اور سفر کی تھکان اور بھوک سے نڈھال تھے، جانوروں کو پانی پلا کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے اور رب سے دعا کرنے لگے اے میرے رب! تو اپنی رحمت و کرم سے جو بھی بھلائی میرے لئے نازل فرمائے میں اس احسان کا محتاج ہوں، یعنی میں اس وقت کھانے کا سخت ضرورت مند ہوں،

عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، فِي قَوْلِهِ: ﴿إِنِّي لِمَآ أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ مُوسَى قَالَهَا وَأَسْمَعَ الْمَرْأَةَ

عطاء ابن سائب کہتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ دعا" اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔" مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا ان میں سے ایک عورت کو بھی سنا دی تھی۔ [1]

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ

اتنے میں ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کی طرف شرم وحیا سے چلتی ہوئی آئی کہنے لگی کہ میرے باپ آپ کو بلا رہے ہیں

لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ

تاکہ آپ نے ہمارے (جانوروں) کو جو پانی پلایا ہے اس کی اجرت دیں، جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) ان کے پاس پہنچے

عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥﴾

اور ان سے اپنا سارا حال بیان کیا تو وہ کہنے لگے اب نہ ڈر تو نے ظالم قوم سے نجات پائی ،

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ

ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اباجی! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے

الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿٢٦﴾ (القصص ٢٥، ٢٦)

سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی اس دعا کو بھی قبول فرمایا موسیٰ کو درخت کے سائے میں بیٹھے کچھ ہی دیر گزری تھی اس اثنا میں لڑکیوں نے والد محترم کو جا کر ایک اجنبی کی اس ہمدردی اور احسان کا سارا واقعہ بیان کر دیا، انہوں نے ایک لڑکی سے کہا کہ اس اجنبی آدمی کو میرے پاس بلا لاؤ چنانچہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حیا و حجاب سے بے نیاز اور بے باکی سے نہیں بلکہ پاک دامن عفیفہ عورتوں کے دستور کی طرح اپنی

---

[1] تفسیر طبری ١٩؍٥٥٧

چادر میں لپٹی شرم وحیا (جوعورت کی اچھی فطرت اور خلق حسن پر دلالت کرتی ہے) کے ساتھ چلتی ہوئی موسیٰ کے پاس آئی،

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ، جَاءَتْ تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ،قَائِلَةً بِثَوْبِهَا عَلَى وَجْهِهَا لَيْسَتْ بِسَلْفَعِ خَرَّاجَةٍ وَلَّاجَةٍ

عمرو بن میمون سے روایت ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ شرماتی اور لجاتی ہوئی آئی، اور چہرے کو کپڑے سے چھپا رکھا تھا وہ کوئی جری عورت اور اندر باہر زیادہ آنے جانے والی نہ تھی۔ [1]

اور دانائی وصداقت کے ساتھ کہ کسی بات کا شبہ بھی نہ رہے کچھ دور کھڑے ہوکر صاف صاف لفظوں میں کہنے لگی کہ اے اجنبی! میرے والد اس احسان کا بدلہ اتارنے جو آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلاکر کیا ہے اور مزدوری دینے کے لئے اپنے پاس بلارہے ہیں، موسیٰ نظریں نیچی کئے بات سنتے رہے، موسیٰ علیہ السلام کو یہ موقعہ غنیمت معلوم ہوا اس لئے لڑکی بات سن کر خاموشی کے ساتھ اس لڑکی کے آگے آگے چلتے ہوئے اس بزرگ کے پاس پہنچ گئے، بزرگ (ثیرون) نے بڑی محبت سے حال احوال پوچھا تو موسیٰ نے اپنی تمام آپ بیتی ان کے گوش گزار کر دی، اس بزرگ نے موسیٰ کا خوف دور کرنے اور دل جوئی کرتے ہوئے کہا اب کوئی رنج وخوف نہ کرو اللہ نے تمہیں ان ظالم لوگوں سے نجات دے دی ہے اور تم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے ہو جہاں فرعون کا کوئی اختیار نہیں ہے (اس زمانے میں مصر کی حکومت جزیرہ نمائے سیناء کے مغربی اور جنوبی علاقے تک محدود تھی، خلیج عقبہ کے مشرقی اور مغربی سواحل جن پر بنی مدیان آباد تھے مصری اثر واقتدار سے آزاد تھے) اس بزرگ کی دونوں بیٹیاں بھی قریب بیٹھی روداد سن رہی تھیں، وہ اکیلے موسیٰ کو پھرتی کے ساتھ بھاری ڈول سے کنویں سے اکیلے پانی نکالتے دیکھ ہی چکی تھیں، وہی لڑکی جو آپ علیہ السلام کو بلا کر لائی تھی بڑی ہی معاملہ فہم اور دانا تھی، وہ آپ کی شرافت ودیانت اور حسن اخلاق کا مشاہدہ بھی کر چکی تھی، ویسے بھی انسان کا چہرہ اور اس کی گفتگو اس کے کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے، وہی اپنے والد محترم سے کہنے لگی ابا جان! اس شخص کو اپنی بکریاں چرائی پر ملازم رکھ لیجئے کیونکہ ملازم وہ اچھا ہوتا ہے جس میں کام کرنے کی قوت وقدرت ہو اور مزید امانتدار بھی ہو، جس انسان کے اندر یہ دو صلاحیتیں ہوں تو وہ بہترین شخص بن جاتا ہے،

قَالَ عُمَرُ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وشُرَيح الْقَاضِي، وَأَبُو مَالِكٍ، وقَتَادَةُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ: لَمَّا قَالَتْ: {إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الأمِينُ}قَالَ لَهَا أَبُوهَا: وَمَا عِلْمُكِ بِذَلِكَ؟قَالَتْ: إِنَّهُ رَفَعَ الصَّخْرَةَ الَّتِي لَا يَطِيقُ حَمْلَهَا إِلَّا عَشَرَةُ رِجَالٍ،وَإِنَّهُ لَمَّا جِئْتُ مَعَهُ تقدمتُ أمامه،فَقَالَ لِي: كُونِي مِنْ وَرَائِي، فَإِذَا اجْتَنَبْتُ الطَّرِيقَ فَاحْذِفِي [لِي] بِحَصَاةٍ أَعْلَمْ بِهَا كَيْفَ الطَّرِيقُ لِأَتَهَدَّى إِلَيْهِ

عمر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قاضی شریح، ابو مالک، قتادہ رحمہ اللہ، محمد بن اسحاق اور دیگر کئی مفسرین نے کہا ہے جب اس نے یہ کہا ”بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہوسکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔“ تو اس نے کہا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ یہ طاقتور اور امانت دار ہے؟ اس نے جواب دیا اس کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ کنوئیں کا وہ پتھر جسے دس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں وہ اس اکیلے ہی نے اٹھا لیا تھا اور امانت کا یہ حال ہے کہ جب میں اس کے ساتھ واپس آئی تو اس کے آگے آگے چل رہی تھی، اس نے کہا تو میرے پیچھے ہوجا اگر میں راستہ بھول جاؤں تو کنکری

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۲۹۶۵/۹

مار کر مجھے مطلع کر دینا تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ صحیح رستہ کون سا ہے۔[۱]

یوسف علیہ السلام نے بھی جن کی صداقت کا سارا مصر گواہ تھا عزیز مصر سے یہی بات کہی تھی،

قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝۵۵ [۲]

ترجمہ: یوسف علیہ السلام نے کہا، ملک کے خزانے میرے سپرد کیجیے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: أَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ: أَبُو بَكْرٍ حِينَ تَفَرَّسَ فِي عُمَرَ، وَصَاحِبُ يُوسُفَ حِينَ قَالَ: {أَكْرِمِي مَثْوَاهُ}[۳]، وَصَاحِبَةُ مُوسَى حِينَ قَالَتْ: {يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ}.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تین شخصوں کی سی زیرکی، معاملہ فہمی، دانائی اور دور بینی کسی اور میں نہیں پائی گئی، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دانائی جب کہ انہوں نے اپنے بعد خلافت کے لئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو منتخب کیا اور یوسف علیہ السلام کے خریدنے والے مصری جنہوں نے بیک نظر یوسف کو پہچان لیا اور جا کر اپنی اہلیہ سے فرمایا ''انہیں اچھی طرح رکھو۔'' اور اس بزرگ کی صاحبزادی جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی نسبت اپنے باپ سے سفارش کی ''انہیں اپنے کام پر رکھ لیں بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہوسکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔''[۴]

قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ

اس بزرگ نے کہا میں اپنی دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں اس (مہر پر) کہ آپ آٹھ سال

ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ

تک میرا کام کاج کریں، ہاں اگر آپ دس سال پورے کریں تو یہ آپ کی طرف سے بطور احسان کے ہیں،

سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷

میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ کو کسی مشقت میں ڈالوں، اللہ کو منظور ہے تو آگے چل کر آپ مجھے بھلا آدمی پائیں گے،

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا خیر تو یہ بات میرے اور آپ کے درمیان پختہ ہوگئی میں ان دونوں مدتوں میں سے جسے

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝۲۸ (القصص ۲۷،۲۸)

پورا کروں مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو، ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ (گواہ اور) کارساز ہے۔

[۱] تفسیرابن کثیر ۶،۲۲۹

[۲] یوسف ۵۵

[۳] یُوسُف : ۲۱

[۴] مستدرک حاکم ۳۳۲۰،مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۷۰۵۸، تفسیر ابن کثیر ۶،۲۲۹، تفسیر طبری ۱۹،۱۵،تفسیرابن ابی حاتم ۹،۲۹۶۶

بزرگ نے بیٹی کے مشورے پر کچھ روز غور وفکر کیا اور پسند کیا اور کسی مناسب وقت پر موسیٰ کو ملازم رکھنے کے بجائے کہا اگر تم آٹھ سال تک میری بکریاں چراؤ تو میں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کا نکاح تم سے کر دینا چاہتا ہوں، اور اس کے علاوہ مزید دو سال کا تمہیں اختیار ہے کہ چاہے میری خدمت کرو یا نہ کرو یہ تم پر لازم نہ ہوگا، اگر تم یہ شرط منظور کرو تو میں تم سے سختی سے کام نہ لوں گا اور تم مجھے ایک نیک کردار آدمی پاو گے، موسیٰ علیہ السلام نے جو اس وقت ایک ٹھکانے کے طالب تھے بزرگ کی یہ پیشکش تسلیم کر لی اور خود کو آٹھ سال یا دس سال کے لئے ملازمت کے لئے پیش کر دیا اور تاکیداً بزرگ سے کہہ دیا آٹھ سال یا دس سال میں جو مدت پوری کر دوں مگر اس کے بعد مجھ پر آپ کا کوئی حق مزدوری لازم نہیں ہوگا اور نہ مطالبہ کیا جائے گا چنانچہ موسیٰ اور بزرگ نے اللہ علیم وبصیر کو گواہ بنا کر قول و قرار کو پکا کر لیا۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ

جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے مدت پوری کر لی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو کوہ طور کی طرف آگ دیکھی،

قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ

اپنی بیوی سے کہنے لگے ٹھہرو! میں نے آگ دیکھی ہے، بہت ممکن ہے کہ میں وہاں سے کوئی خبر لاؤں یا آگ کا کوئی انگارہ

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ

لاؤں تاکہ تم سینک لو، پس جب وہاں پہنچے تو اس بابرکت زمین کے میدان کے دائیں کنارے کے

الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾

درخت میں سے آواز دیئے گئے کہ اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار،

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا

اور یہ بھی آواز آئی کہ اپنی لاٹھی ڈال دے، پھر جب اس نے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح پھن پھنا رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر واپس

وَّ لَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ

ہو گئے اور مڑ کر رخ بھی نہ کیا، ہم نے کہا اے موسیٰ! آگے آ ڈر مت، یقیناً تو ہر طرح امن والا ہے، اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان

فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّ اضْمُمْ اِلَیْكَ

میں ڈال وہ بغیر کسی قسم کے روگ کے چمکتا ہوا نکلے گا بالکل سفید اور خوف سے (بچنے کے لئے) اپنے بازو اپنی طرف ملا لے،

جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ ؕ

پس یہ دونوں معجزے تیرے لیے تیرے رب کی طرف سے ہیں فرعون اور اس کی جماعت کی طرف،

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ (القصص ۲۹ تا ۳۲)

یقیناً وہ سب کے سب بے حکم اور نافرمان لوگ ہیں۔

چنانچہ موسیٰ نے آٹھ سال کے بجائے دس سال ملازمت پوری کی اور بزرگ نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنی چھوٹی بیٹی (صفوراء) کی شادی آپ علیہ السلام سے کر دی ایک عرصہ سے آپ علیہ السلام اپنے گھر والوں سے دور پردیس میں تھے اب جب انہوں نے درازمدت یعنی دس سال بھی پوری کر دی،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ:سَأَلَنِي يَهُودِيٌّ مِنْ أَهْلِ الحِيرَةِ أَيَّ الأَجَلَيْنِ قَضَى مُوسَى،قُلْتُ: لاَ أَدْرِي، حَتَّى أَقْدَمَ عَلَى حَبْرِ العَرَبِ فَأَسْأَلَهُ،فَقَدِمْتُ، فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ:قَضَى أَكْثَرَهُمَا، وَأَطْيَبَهُمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ فَعَلَ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے حیرہ کے یہودی نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا موسیٰ علیہ السلام نے (اپنے مہر کے ادا کرنے میں) کون سی مدت پوری کی تھی؟(یعنی آٹھ سال کی یا دس سال کی، جن کا قرآن میں ذکر ہے) میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، ہاں عرب کے بڑے عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھ لوں (تو پھر تمہیں بتادوں گا) چنانچہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا بڑی مدت (دس سال کی) پوری کی جو دونوں مدتوں میں بہتر تھی، اس لیے کہ اللہ کے رسول جو بات کہتے ہیں وہ پوری کرتے ہیں۔[1]

تو دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ اب جبکہ وہ فرعون بھی فوت ہو چکا ہے اور اس طویل مدت میں لوگ اس قبطی کے قتل کے واقعہ کو بھی بھول چکے ہوں گے، اگر میں خاموشی کے ساتھ مصر چلا جاؤں اور اپنی والدہ، بڑی بہن اور بھائی سب سے مل لوں اور ان کی خیروعافیت معلوم کروں تو شاید کسی کو میرا پتہ بھی نہیں چلے گا، چنانچہ آپ نے اپنے سسر محترم سے اجازت چاہی جو انہوں نے دے دی اور زادراہ کے طور پر کچھ بکریاں بھی دیں، مصر کی طرف سفر کرتے ہوئے جب موسیٰ علیہ السلام جزیرہ نما سینا کے جنوبی علاقہ سے (جہاں پر ۷۴۹۶ فٹ بلند کوہ طور ہے، جس کی اہم ترین چوٹی جبل موسیٰ ۲۲۸۵ میٹر بلند ہے جہاں موسیٰ کو نبوت عطا ہوئی تھی، یہاں ۵۲۷ء میں عیسائی بادشاہ قسطنطین نے ایک گرجا بنوایا تھا اس کے دو سو برس بعد قیصر جسٹینین نے خانقاہ بنوائی جس میں کنیسہ کو بھی شامل کر لیا) گزر رہے تھے کہ رات نے ہر سو اپنے پر پھیلا دیئے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا، پہاڑوں کی گھاٹیوں کے درمیان اندھیرا اور سخت سردی تھی، موسیٰ ارد گرد کا جائزہ لینے لگے کہ سردی سے بچاؤ کے لئے کہیں کوئی پناہ گاہ یا آگ نظر آئے تو حاصل کی جائے، جائزہ لیتے لیتے اچانک موسیٰ علیہ السلام کو دور ایک آگ جلتی ہوئی نظر آئی، اس شدید سردی میں آگ ایک نعمت سے کم نہیں تھی، موسیٰ نے اپنی اہلیہ سے کہا تم یہاں آرام وسکون سے بیٹھو میں نے دور آگ روشن دیکھی ہے میں وہاں جاتا ہوں اور وہاں سے تمہارے سینکنے، تاپنے کے لئے کچھ آگ لے آتا ہوں تاکہ سردی کی شدت کچھ کم ہو جائے اور ساتھ ہی کچھ روشنی بھی ہو جائے، ہم سیدھے راستے سے بھٹک چکے ہیں ممکن ہے کوئی آدمی مل جائے اور میں اس سے صحیح راستہ بھی معلوم کر لوں (خیال تھا دنیا کا راستہ ملنے کا اور وہاں مل گیا عقبیٰ کا راستہ) موسیٰ علیہ السلام پڑاؤ کی جگہ سے روانہ ہو کر قبلہ کی جانب چلے جب

[1] صحيح بخاری كتاب الشهادات بَابُ مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الوَعْدِ ۲۶۸۴،السنن الكبرى للبيهقی ۱۱۶۳۷

آگ تلاش کرتے کرتے وادی کے دائیں کنارے پر مبارک خطے میں پہنچے تو موسیٰ کو دائیں ہاتھ کی طرف سے ایک سرسبز وشاداب درخت سے جس میں آگ کے شعلے نکلتے دکھائی دیتے تھے لیکن آگ کسی چیز میں جلتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی تھی موسیٰ کو پکارا گیا کہ اے موسیٰ! میں ہوں رب العالمین جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہوں، میں ہی جہانوں کو پیدا کرنے اور پالنے والا ہوں، میرے سوا کوئی رب نہیں، میں ہی تمہارا اور ساری مخلوقات کا رب ہوں، میری مخلوق میں کوئی بھی میرا ہمسر، شریک، ساجھی اور ساتھی نہیں، میں اس سے پاک ہوں کہ کوئی مجھ سا ہو، سارے جہانوں پر حکومت اور اقتدار میرا ہے، ہر طرح کی طاقتیں اور قدرتیں میرے اختیار میں ہیں، میں جو چاہتا ہوں کر گزرتا ہوں میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں، جیسے فرمایا

...اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ [1] ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: بے شک تیرا رب پورا اختیار رکھتا ہے کہ جو چاہے کرے۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ [2] ﴿۱۶﴾

ترجمہ: اور جو کچھ چاہے کر ڈالنے والا ہے۔

میں تمام عیوب سے پاک اور نقصان سے دور ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا اے موسیٰ! اپنی اس لاٹھی کو زمین پر پھینک دے، موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور لاٹھی کو زمین پر پھینک دیا مگر زمین پر گرتے ہی لاٹھی ایک زبردست اژدھے کی صورت میں پھنپھناتی ہوئی لگی اور ادھر ادھر تیر کی طرح فراٹے بھرنے لگی، اپنی لاٹھی کی یہ کیفیت دیکھ کر موسیٰ بشری تقاضوں کے مطابق سہم گئے اور مارے دہشت کے اپنی جگہ پر ٹھیر نہ سکے اور الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوئے کہ مڑ کر بھی نہ دیکھا، وہیں اللہ تعالیٰ نے آواز دی اے موسیٰ! واپس ادھر آؤ اور مطلق ڈر یا خوف نہ کھاؤ تم ہماری امان میں محفوظ ہو، تمہیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اے موسیٰ! ہمارے پیغمبر ہمارے حضور ڈرا نہیں کرتے، باری تعالیٰ کے تسلی کے کلمات سن کر موسیٰ کی گھبراہٹ دور ہوگئی اور وہ اطمینان قلب سے کھڑے ہو گئے، یہ پہلا معجزہ عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے دوسرا حکم فرمایا اے موسیٰ! اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبا لو یہ چاند کی طرح چمکتا ہوا نکلے گا اور تمہیں کسی طرح کی کوئی تکلیف معلوم نہ ہو گی، موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی اور جب ہاتھ بغل سے باہر نکالا تو خوب چمکتا ہوا نکلا، رب کائنات نے آپ علیہ السلام کو یہ دوسرا معجزہ عنایت فرمایا پھر رب کا ارشاد ہوا جب کبھی کوئی ایسا خطرناک موقع آئے جس سے تمہارے دل میں خوف پیدا ہو تو اپنا بازو بھینچ لیا کرو اس سے تمہارا دل قوی ہو جائے گا اور رعب و دہشت کی کوئی کیفیت تمہارے اندر باقی نہیں رہے گی، یہ دو معجزات لے کر اب تم فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ اور بطور اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر ان کے سامنے پیش کرو اور ان نافرمان، فاسق و فاجر، سرکش لوگوں کو ہماری راہ کی پاکیزہ دعوت دو انہوں نے ہماری زمین پر فتنہ و فساد اور فسق و فجور کا بازار گرم کر رکھا ہے، ظلم و جبر پر کمر بستہ ہیں، ہمارے عطا کردہ مال و دولت اور حکومت سے وہ انتہائی متکبر ہو گئے ہیں، اپنی سرکشی و طغیانی میں ہماری بغاوت پر کمر کس چکے ہیں، موسیٰ علیہ السلام سر جھکا کر باادب ارشاد باری تعالیٰ سنتے رہے۔

---

[1] ھود ۱۰۷

[2] البروج ۱۶

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا پروردگار! میں نے ان کا ایک آدمی قتل کر دیا تھا اب مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے بھی قتل کر ڈالیں،

وَ اَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْۤ

اور میرا بھائی ہارون (علیہ السلام) مجھ سے بہت زیادہ فصیح زبان والا ہے تو اسے میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج کہ وہ مجھے سچا مانے،

اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ

مجھے تو خوف ہے کہ وہ سب مجھے جھٹلا دیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تیرے بھائی کے ساتھ تیرا بازو مضبوط کر دیں گے

وَ نَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚۛ اَنْتُمَا

اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے فرعونی تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے بسبب ہماری نشانیوں کے، تم دونوں

وَ مَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ (القصص ۳۳ تا ۳۵)

اور تمہاری تابعداری کرنے والے ہی غالب رہیں گے۔

چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں نادانستگی میں ایک قبطی قتل ہو گیا تھا اس لئے موسیٰ کے دل میں دو باتیں آئیں ایک تو فرعون کی عظمت وجباریت کا خوف اور دوسرا اپنے ہاتھوں ایک قبطی کا قتل، اس لئے باری تعالیٰ کے حضور گزارش کی کہ اے میرے رب! میں نے ایک قبطی کو بلا قصور مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے مجھے اپنا گھر بار اور ملک چھوڑنا پڑا مجھے اب جاتے ہوئے ڈر و خوف لگ رہا ہے کہ کہیں وہ مجھے قصاص میں قتل نہ کر ڈالیں اور مجھے ڈر ہے کہ وہ ظالم لوگ مجھے جھٹلائیں گے، میرے کنبے میں سے میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت سے سرفراز فرما کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ فصیح زبان ہے تا کہ وہ اپنی فصاحت لسانی سے میرا خارجی اور ظاہری معاون و مددگار بنے اور میری رسالت کی تصدیق کرے تا کہ میرا بازو مضبوط رہے اور دل بھی بڑھا رہے، اور یہ بھی بات ہے کہ دو آوازیں بہ نسبت ایک آواز کے زیادہ مضبوط اور با اثر ہوتی ہے، میں اکیلا رہا تو ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے جھٹلا نہ دیں اور ہارون علیہ السلام ساتھ ہوا تو میری باتیں بھی لوگوں کو سمجھا دیا کرے گا اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے، جیسے فرمایا

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِی ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ [1]

ترجمہ: اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں، اور میرے لیے میرے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے، ہارون جو میرا بھائی ہے اس کے ذریعہ سے میرا ہاتھ مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے۔

اور موسیٰ کی ساری گزارشات سن کر رب کریم نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! ہم نے تمہاری گزارش قبول کی، تیرا ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے تیرے

---

[1] طٰہٰ ۲۷ تا ۳۲

بھائی ہارون علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر تمہارا ساتھی اور مددگار بنادیا گیا ہے، جیسے فرمایا

قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ یٰمُوْسٰی ﴿۳۶﴾ [۱]

ترجمہ: فرمایا دیا گیا جو تونے مانگا اے موسیٰ۔

وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا [۲] ﴿۵۳﴾

ترجمہ: اور اپنی مہربانی سے اس کے بھائی ہارون علیہ السلام کو نبی بنا کر اسے (مددگار کے طور پر) دیا۔

اور فرمایا فرعون اپنی فرعونیت میں اور اس کے حوالی موالی مقابلے پر آئیں گے مگر ہم نے جو نشانیاں تمہیں دی ہیں ان کے بل پر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے بلکہ تم اور تمہارے پیروکار ہی غالب رہیں گے، جیسے فرمایا

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ [۳] ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب ہو کر رہیں گے فی الواقع اللہ زبردست اور زور آور ہے۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ [۴] ﴿۵۱﴾

ترجمہ: یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازما کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى

پس جب ان کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے دیئے ہوئے کھلے معجزے لے کر پہنچے وہ کہنے لگے یہ تو صرف گھڑا گھڑایا جادو

وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰی رَبِّيْٓ

ہے ہم نے اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانہ میں کبھی یہ نہیں سنا، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے میرا رب تعالیٰ اسے

اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ

خوب جانتا ہے جو اس کے پاس کی ہدایت لے کر آتا ہے اور جس کے لیے آخرت (اچھا) انجام ہوتا ہے،

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ج

یقیناً بے انصافوں کا بھلا نہ ہوگا، فرعون کہنے لگا اے درباریو! میں تو اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود نہیں جانتا، س

---

[۱] طٰہٰ ۳۶

[۲] مریم ۵۳

[۳] المجادلۃ ۲۱

[۴] المومن ۵۱

فَاَوۡقِدۡ لِیۡ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیۡنِ فَاجۡعَلۡ لِّیۡ صَرۡحًا لَّعَلِّیۡۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤی اِلٰهِ مُوۡسٰی ۙ

ن اے ہامان! تومیرے لیے مٹی کو آگ سے پکوا پھر میرے لیے ایک محل تعمیر کر تو میں موسیٰ کے معبود کو جھانک لوں اسے

وَ اِنِّیۡ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۳۸﴾ (القصص۳۶تا۳۸)

میں تو جھوٹوں میں سے ہی گمان کر رہا ہوں۔

موسیٰ کی نمایاں علامات اور واضح نشانیاں جو ان کے مامور من اللہ ہونے پر شاہد تھیں دوسرے ایسی روشن دلیلیں جو ان کی پیش کردہ تعلیم کے حق ہونے کا ثبوت دے رہی تھیں تیسرے زندگی کے مسائل و معاملات کے متعلق ایسی واضح ہدایات جنہیں دیکھ کر ہر معقول آدمی یہ جان سکتا تھا کہ ایسی پاکیزہ تعلیم کوئی جھوٹا، خود غرض آدمی نہیں دے سکتا لے کر آئے تھے مگر فرعون اور اس کے درباریوں نے جب دعوت توحید سن لی اور دونوں معجزے دیکھ لئے تو چاہیے تو یہ تھا کہ اتنی پاکیزہ دعوت اور واضح نشانیوں دیکھ کر ایمان کی دولت حاصل کرتے، مگر انہوں نے اس کے برخلاف اپنے غرور و تکبر اور ہٹ دھرمی میں تکذیب و عناد کی راہ اپنائی اور معجزات کے بارے میں کہنے لگے یہ تو تمہارا بنایا ہوا نمائشی شعبدہ ہے، اور موسیٰ علیہ السلام نے جو دعوت توحید پیش کی اس کے بارے میں فرعون کہنے لگا یہ دعوت کہ بہت سے معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک ہی اللہ کی عبادت کی جائے، اسی کو پکارا جائے اور اسی پر بھروسہ کیا جائے ہمارے لئے بالکل نئی بات ہے، یہ دعوت نہ ہم نے سنی ہے اور نہ ہی اس توحید سے ہمارے آباؤاجداد واقف تھے، مگر یہ بھی اس نے جھوٹ بولا تھا کیونکہ اس سے پہلے یوسف علیہ السلام مصر میں دعوت توحید دے چکے تھے، چنانچہ ایک مقام پر فرمایا

وَلَقَدۡ جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ بِالۡبَیِّنٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّمَّا جَآءَکُمۡ بِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَا هَلَکَ قُلۡتُمۡ لَنۡ یَّبۡعَثَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رَسُوۡلًا ﴿۳۴﴾ [1]

ترجمہ: اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس بینات لے کر آئے تھے مگر تم ان کی لائی ہوئی تعلیم کی طرف سے شک ہی میں پڑے رہے، پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو تم نے کہا اب ان کے بعد اللہ کوئی رسول ہرگز نہ بھیجے گا۔

موسیٰ نے فوراً جواب دیا مجھ سے اور تم سے زیادہ ہدایت کا جاننے والا رب کائنات ہے اس لئے اس رب کی طرف سے جو ہدایت آئے گی وہی صحیح ہو گی یا تمہارے اور تمہارے آباؤاجداد کی بات صحیح مانی جائے گی، وہی رب جانتا ہے کون ہدایت پر ہے اور اللہ کی رضامندی اور اس کی رحمت و مغفرت کا مستحق قرار پاتا ہے عنقریب تم دیکھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کس کا ساتھ دیتی ہے بھلا ظلم و تکبر میں ڈوبے مشرکوں، اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کو توڑنے والوں کا انجام بھی کبھی اچھا ہوا ہے، فرعون کہنے لگا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی الٰہ کو نہیں جانتا، یعنی میں اکیلا تمہارا الٰہ اور معبود ہوں، اگر میرے سوا کوئی اور الٰہ ہوتا تو میرے علم میں ضرور ہوتا، ملاحظہ کریں فرعون نے یہ نہیں کہا

مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرِیۡ

---

[1] المومن ۳۴

میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بلکہ یہ کہا

...مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ...(۱)

میں تمہارا اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا۔

جیسے فرمایا

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ (۲)

ترجمہ: اور لوگوں کو جمع کر کے اس نے پکار کر کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ (۳) ﴿۲۹﴾

ترجمہ: فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود مانا تو تجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دوں گا جو قید خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ اور تمسخر اڑاتے ہوئے اپنے وزیر ہامان کو جو اس کے معاملات کا بندوبست کرنے والا تھا کہنے لگا اے ہامان! آگ میں پکی ہوئی اینٹیں تیار کر کے میرے لئے ایک بہت اونچا اور مضبوط مینار تیار کر جس پر چڑھ کر میں آسمان کے دروازوں تک پہنچ سکوں اور دیکھوں کہ واقعی ہی موسیٰ کا میرے علاوہ کوئی اور الٰہ ہے جسے وہ کہتا ہے کہ وہ اوپر ہے اور وہ زمین وآسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کا خالق اور مدبر ہے، وہی اکیلا اس عظیم الشان کائنات کا پالنہار ہے، مگر حقیقت یہ ہے میں تو اسے جھوٹوں میں گمان کرتا ہوں، اس کی دعوت کی کوئی حقیقت نہیں۔ جیسے فرمایا

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ﴿۳۷﴾ (۴)

ترجمہ: فرعون نے کہا اے ہامان! میرے لئے ایک بلند عمارت بنا تا کہ میں راستوں تک پہنچ سکوں، آسمانوں کے راستوں تک اور موسیٰ کے الٰہ کو جھانک کر دیکھوں مجھے تو یہ موسیٰ جھوٹا ہی معلوم ہوتا ہے۔

وَ اسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾

اس نے اس کے لشکروں نے ناحق طریقے پر ملک میں تکبر کیا اور سمجھ لیا کہ وہ ہماری جانب لوٹائے ہی نہ جائیں گے،

فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

بالآخر ہم نے اس کے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا برد کر دیا، اب دیکھ لے کہ ان گنہگاروں کا انجام کیسا کچھ ہوا؟

---

(۱) القصص ۳۸

(۲) النازعات ۲۴،۲۳

(۳) الشعراء ۲۹

(۴) المومن ۳۶، ۳۷

وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ

اور ہم نے انہیں ایسے امام بنادیئے کہ لوگوں کو جہنم کی طرف بلائیں اور روز قیامت مطلق مدد نہ کئے جائیں اور ہم نے اس دنیا

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ (القصص ۳۹ تا ۴۲)

میں بھی ان کے پیچھے اپنی لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی بدحال لوگوں میں سے ہوں گے ۔

بڑائی اور ساری حمد وستائش تو ہمارے رب وحدہ لاشرک کی ہے جو تمام کائنات کا خالق اور مالک ہے حکومت اسی کی ہے اور فرمان بھی اسی کا چلتا ہے، جیسے فرمایا

...اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ [1]

ترجمہ: خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے، بڑا برکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک وپروردگار۔

فرعون اور اس کے سردار ملک مصر میں بغیر کسی دلیل واستحقاق کے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے رہے، عدوان کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے ہٹ دھرمی اور تکذیب کا راستہ اپنایا اور اپنی موت کو بھولے رہے، رب کے بندوں کے ساتھ متکبرانہ رویہ رکھا اور ان پر ناحق ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے رہے اور یہ سمجھے کہ وہ ہمیشہ رب کی عطا کردہ نعمتوں سے بہرہ مند رہیں گے ان کو کبھی موت نہیں آئے گی اور دوبارہ زندہ ہو کر رب کو اپنے ظلم وستم اور نعمتوں کی ناشکری کا حساب نہیں دیں گے، جب ان کا کفر وطغیان حد سے بڑھ گیا اور وہ کسی طرح بھی دعوت حق کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو بالآخر ایک صبح اللہ تعالیٰ معجزانہ طریق پر سمندر میں بنے ہوئے بارہ خشک راستوں سے بنی اسرائیلیوں کو بخیر وعافیت ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر نکال کر لے گیا، اتنی دیر تک پانی اللہ کے حکم سے نہایت بلند وبالا پہاڑوں کی شکل میں کھڑا رہا جب تک کہ لاکھوں بنی اسرائیل کا مہاجر قافلہ اس میں سے گزر نہ گیا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنا عصا دوبارہ سمندر پر مارنے سے منع فرمادیا تاکہ فرعون اپنے جوش غضب میں لشکر سمیت ان راستوں میں اتر آئے اور بلند وبالا پہاڑوں کی طرح کھڑا پانی دونوں اطراف سے آکر مل جائے، فرعون اور اس کا لشکر بھی اپنے غلاموں کو پکڑنے کے لئے کہ شکار بس قریب ہی تھا آؤ دیکھا نہ تاؤ ان کے تعاقب میں ان سمندری راستوں میں داخل ہو گیا حالانکہ فرعون کو اتنی تو سمجھ ضرور ہو گی کہ سمندر کا اس طرح تقسیم ہو کر پہاڑوں کی طرح جم جانا اور درمیان میں کیچڑ کی جگہ خشک راستے بن جانا اور بنی اسرائیل کو راستہ دے دینا کسی عام انسان کے جادو کی طاقت ہرگز نہیں ہوسکتی اس میں یقیناً موسیٰ علیہ السلام کے رب کی قدرت کارفرما ہے، مگر اس کی فہم وفراست رب نے معطل فرمادی، اس کی زندگی کی مہلت ختم ہونے کو تھی، موت اس کے سر پر منڈلانے لگی، رب کریم اس کو ہمیشہ کے لئے عبرت کی داستان بنانے والا تھا، جب فرعون اور اس کا لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں سمندر کے ان بارہ راستوں کے درمیان میں پہنچے جبکہ بنی اسرائیل دوسرے کنارے پر پہنچ چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حسب سابق جاری ہوجانے کا حکم صادر فرمادیا اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے فرعون رعمسیس ثانی کا بیٹا فرعون منفتاح سمیت سارا لشکر پانی میں ڈوب کر اپنے انجام کو پہنچا، جبکہ دوسرے کنارے

---

[1] الاعراف ۵۴

پر کھڑے بنی اسرائیل قبطیوں کے ڈوبنے کا سارا منظر دیکھ رہے تھے، جیسے فرمایا:

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝۵۰ [۱]

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمہارے لیے راستہ بنایا پھر اس میں سے تمہیں بخیریت گزروا دیا، پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو غرقاب کیا۔

۔۔۔اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝۱۳ [۲]

ترجمہ: انہیں ہم نے اس طرح ہلاک کر دیا کہ کوئی ان کو بچانے والا نہ تھا۔

(جدید تحقیق کے مطابق یہ واقعہ ۱۴۴۷ قبل مسیح کو پیش آیا) اس طرح یہ ظالم لوگ اللہ، اس کے رسول اور حیات بعد الموت سے انکار، دعوت حق کو روکنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈوں، باطل معبودوں کی پرستش، اہل ایمان پر ظلم وستم اور اپنی بداعمالیوں کے سبب دوزخیوں کے امام بن گئے، اور اسی سبب صبح وشام ان پر آگ پیش کی جاتی ہے، جیسے فرمایا

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝۴۶ [۳]

ترجمہ: دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح وشام وہ پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔ اور روز محشر وہ اللہ کے عذاب سے بچانے کے لئے کہیں سے کوئی مدد نہ پاسکیں گے، دنیا میں بھی ذلت ورسوائی ان کا مقدر بنی اور روز آخرت اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے، جیسے فرمایا

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝۹۹ [۴]

ترجمہ: اور ان لوگوں پر دنیا میں بھی لعنت پڑی اور قیامت کے روز بھی پڑے گی، کیسا برا صلہ ہے یہ جو کسی کو ملے۔

فرعون کے غرق ہونے کے بعد لوگوں کو اس کی لاش پانی میں تیرتی ہوئی ملی، جہاں سے یہ لاش ملی اس مقام کو جبل فرعون کہتے ہیں، دستور کے مطابق ہر فرعون کو قیمتی جواہرات، اور ضرورت کی اشیاء کے ہمراہ علیحدہ مقبرہ میں دفن کیا جاتا تھا مگر اس فرعون کو پانی سے نکال کر عجلت میں فرعون امنحوتب کے مقبرہ میں دفن کر دیا گیا، اس مغرور ومردود فرعون منفتاح کی لاش پر سے ۱۹۰۷ء میں سر گرافٹن ایلٹ سمتھ نے اس کی ممی (مومیا) پر سے پٹیاں کھولی تھیں تو اس کی لاش پر کافی سمندری نمک لگا ہوا تھا اور ناک کے سامنے کے حصہ کے علاوہ محفوظ تھی جو مصری عجائب خانہ (قاہرہ) میں رکھی ہوئی اپنی بے بسی ولاچاری کا اعلان کر رہی ہے مگر ان عبرت ناک نشانیوں کو دیکھ کر بھی آئندہ نسلوں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو اللہ کی واضح نشانیوں سے صرف نظر کریں گے، اس عارضی قیام گاہ میں اپنی خواہشوں کے بندے بن جائیں گے، اللہ وحدہ لاشریک اور اس کی صفات کو بھول کر گزشتہ قوموں کی طرح بے شمار باطل معبود گھڑلیں گے اور اللہ کو چھوڑ کر اپنی پریشانیوں، مشکلات

---

[۱] البقرة۵۰

[۲] محمد۱۳

[۳] المومن۴۶

[۴] هود۹۹

وغیرہ میں انہیں پکاریں گے، انہیں سے امید اور بھروسہ رکھیں گے، جاہ و منصب اور مال و دولت کے نشہ میں آخرت کی جوابدہی کو بھول جائیں گے، اللہ کی پاکیزہ تعلیمات کو مٹانے پر کمر بستہ ہوں گے اور شرک و کفر، فحاشی و بدکاری پھیلانے پر مسرور و شاداں ہوں گے، مگر انہیں گزشتہ اقوام سے یہ سبق ضرور حاصل کر لینا چاہیے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا ہر چیز کو فنا ہے، جیسے فرمایا:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ [1]

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

جو مظلوموں کے ساتھ ہے، اگر وہ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائیں، صرف اسی سے امید اور بھروسہ کریں، اس کے دین کی اشاعت و نفاذ کے لئے نکلیں، اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں اس پر صبر و صلوۃ کے ساتھ اس قادر مطلق سے مدد مانگیں تو وہ ہمیشہ حق کو سر بلند اور باطل کو ہمیشہ مٹا کر عبرت انگیز بنا دیتا ہے۔

اس واقعہ میں اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے والوں کے لئے ایک نشانی ہے کہ ظلم و جبر، اس کی قوتیں اور طاقتیں چاہئے کیسی ہی چھا جائیں مگر اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہی سر بلند اور باطل ہمیشہ ہی سرنگوں رہتا ہے، جیسے فرمایا:

...وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٠﴾ [2]

ترجمہ: اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىِٕرَ لِلنَّاسِ

اور ان اگلے زمانے والوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ایسی کتاب عنایت فرمائی جو لوگوں کے لیے

وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ

دلیل اور ہدایت و رحمت ہو کر آئی تھی تا کہ وہ نصیحت حاصل کر لیں، اور طور کے مغرب کی جانب جب کہ ہم نے

اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَ مَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَ لٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا

موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم احکام کی وحی پہنچائی تھی، نہ تو تو موجود تھا اور نہ تو دیکھنے والوں میں سے تھا

فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا

لیکن ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں جن پر لمبی مدتیں گزر گئیں، اور نہ تو مدین کے رہنے والوں میں سے تھا کہ ان کے

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَ لٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٤٥﴾ (القصص ۴۳ تا ۴۵)

سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا بلکہ ہم ہی رسولوں کے بھیجنے والے ہیں۔

[1] الرحمٰن ۲۶،۲۷

[2] التوبۃ ۴۰

پچھلی قوموں یعنی قوم نوح،قوم عادوثمود،قوم لوط،قوم فرعون وغیرہ کوانبیائے سابقین کی تعلیمات سے روگردانی کے نتیجہ میں صفحہ ہستی سے مٹادیا گیا،جیسے فرمایا

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝۹ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝۱۰ [۱]

ترجمہ:اوراسی خطائے عظیم کاارتکاب فرعون اوراس سے پہلے کے لوگوں نےاورتل پٹ ہوجانے والی بستیوں نے کیا،ان سب نے اپنے رب کے رسول کی بات نہ مانی تواس نے ان کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑا۔

اورپھرانسانیت کی ہدایت ورہنمائی کے لئے موسیٰ علیہ السلام کوتوراۃ عطاکی گئی،جس میں بصیرتیں،ہدایت ورہنمائی اوررحمت تھی تاکہ لوگ حق کوپہچان کراللہ وحدہ لاشریک پرایمان لائیں اوراس کے پیغمبروں کی اطاعت کریں جوانہیں خیرورشداورحقیقی فلاح کی طرف دعوت دیتے ہیں ،مشرکین مکہ اپنے آباؤاجدادکے مشرکانہ دین کی بقاکے لئے اس بات پرپوری طرح تلے ہوئے تھے کہ کسی نہ کسی طرح آپ ﷺ کوغیرنبی اور معاذاللہ جھوٹاثابت کردیں،اس سلسلہ میں ان کی مددکے لئے حجازکی بستیوں میں اہل کتاب یہودکے علماءاورعیسائیوں کے راہب موجودتھے ،چنانچہ کھلےچیلنج کے اندازمیں رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے ثبوت میں تین باتیں پیش کی گئیں،فرمایااے محمد ﷺ!جب ہم نے حجازکے مغربی جانب جزیرہ نمائے سیناکے پہاڑپرموسیٰ علیہ السلام کووحی ورسالت سے نوازاتھاتم وہاں موجودنہ تھےاورنہ ہی یہ منظردیکھنے والوں سے تھے بلکہ یہ غیب کی وہ باتیں ہیں جوہم وحی کے ذریعے سے آپ کوبتلارہے ہیں اورنہ ہی اس وقت موجودتھے جب بنی اسرائیل کے سترنمائندوں کوبچھڑے کی پرستش کے جرم کی معافی مانگنےاورشریعت کی پابندی کاازسرنواطاعت کاعہداستوارکرنے کے لئے وہاں بلایاگیاتھا،جیسے فرمایا

...وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۝۱۵۵ [۲]

ترجمہ: اوراس نے اپنی قوم کے سترآدمیوں کومنتخب کیاتاکہ وہ(اس کے ساتھ)ہمارے مقررکیے ہوئے وقت پرحاضرہوں۔

موسیٰ علیہ السلام کے بعدتمہارے زمانے تک تقریبادوہزارسال کے عرصہ میں ہم بہت سی امتیں پیداکرچکے ہیں،جن میں وقت کے ساتھ ساتھ لوگ دین کوبھول گئےاورانہوں نے اللہ کے حکموں کوپس پشت ڈال دیااوراس کے عہدکوفراموش کردیا،یعنی طول زمان کی وجہ سے عرب کے لوگ نبوت ورسالت کوبالکل ہی بھلابیٹھے،اس لئے آپ کی نبوت پرانہیں تعجب ہورہاہےاوراسے ماننے کوتیارنہیں ہیں،اورتم اہل مدین کے درمیان بھی موجودنہیں تھے کہ آپ خوداس واقعہ کی تفصیلات سے آگاہوتے جب موسیٰ علیہ السلام مصرسے فرارہوکروہاں پہنچےاورجوکچھ وہاں ان کے ساتھ پیش آیااورپھردس سال کاایک لمباعرصہ وہاں گزارکراپنے وطن مصرکی طرف واپس روانہ ہوئے تھے،ان تمام واقعات کی ٹھیک ٹھیک تفصیلات ہم بذریعہ وحی آپ تک پہنچاتے ہیں۔

وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ

اورنہ تو طور کی طرف تھا جب کہ ہم نے آواز دی بلکہ یہ تیرے پروردگار کی طرف سے ایک رحمت ہے

[۱] الحاقة۹،۱۰

[۲] الاعراف۱۵۵

لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىهُمۡ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۴۶﴾

اس لیے کہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کر دے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں پہنچا کیا عجب کہ وہ نصیحت حاصل کر لیں،

وَلَوۡ لَاۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ فَيَقُوۡلُوۡا

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ انہیں ان کے اپنے ہاتھوں آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچتی تو یہ کہہ اٹھتے کہ

رَبَّنَا لَوۡ لَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَ نَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۷﴾

اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا؟ کہ ہم تیری آیتوں کی تابعداری کرتے اور ایمان والوں میں

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ مِنۡ عِنۡدِنَا قَالُوۡا لَوۡ لَاۤ اُوۡتِىَ مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ

سے ہو جاتے، پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ پہنچا تو کہتے ہیں کہ یہ وہ کیوں نہیں دیا گیا جیسے دیئے گئے تھے

مُوۡسٰى ؕ اَوَ لَمۡ يَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ ۚ قَالُوۡا

موسیٰ (علیہ السلام)، اچھا تو کیا موسیٰ (علیہ السلام) کو جو کچھ دیا گیا تھا اس کے ساتھ لوگوں نے کفر نہیں کیا تھا، صاف کہا تھا کہ

سِحۡرٰنِ تَظٰهَرَا ۟ وَ قَالُوۡۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ (القصص ۴۶ تا ۴۸)

یہ دونوں جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور ہم تو ان سب کے منکر ہیں۔

اور آپ کوہ طور کی وادی مقدس طویٰ میں بھی موجود نہیں تھے جب اللہ تعالیٰ نے رات کے وقت ایک سرسبز درخت میں سے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا تھا اور انہیں منصب نبوت سے نواز کر دو معجزے عطا فرمائے تھے اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس ظالم قوم کے پاس جائیں انہیں ہمارا پیغام پہنچائیں، انہیں ہماری نشانیاں اور معجزات دکھائیں مگر آپ صدیوں قبل رونما ہونے والے ان تمام واقعات کو من وعن پیش کر رہے ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں، اگر آپ رسول برحق نہ ہوتے تو موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کا علم بھی آپ کو نہ ہوتا، اس کے علاوہ بھی قرآن مجید نے کفار ومشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت میں متعدد جگہوں پر چیلنج دیا ہے مگر کوئی اس چیلنج کی تردید نہ کر سکا جیسے فرمایا

ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهِ اِلَيۡكَ ؕ وَمَا كُنۡتَ لَدَيۡهِمۡ اِذۡ يُلۡقُوۡنَ اَقۡلَامَهُمۡ اَيُّهُمۡ يَكۡفُلُ مَرۡيَمَ ۖ وَمَا كُنۡتَ لَدَيۡهِمۡ اِذۡ يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی! یہ غیب ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ سے بتا رہے ہیں ورنہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب ہیکل کے خادم یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ مریم کا سرپرست کون ہو اپنے قلم پھینک رہے تھے، اور نہ تم اس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔

---

[1] آل عمران ۴۴

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَ هُمْ یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ (۱)

ترجمہ: اے نبی! یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تم پر وحی کر رہے ہیں ورنہ تم اس وقت موجود نہ تھے جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپس میں اتفاق کر کے سازش کی تھی۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ... ﴿۴۹﴾ (۲)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔

ایک مقام پر عام طور پر وحی کے بارے میں فرمایا

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ ﴿۹۹﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اس طرح ہم پچھلے گزرے ہوئے حالات کی خبریں تم کو سناتے ہیں۔

یہ تو تمہارے رب کا رحم و کرم ہے کہ وہ تمہیں گزشتہ صدیوں کے تمام عبرت انگیز واقعات کو ٹھیک ٹھیک بہم پہنچا رہا ہے تا کہ تم ان لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے طویل زمانے سے کوئی ڈرانے اور خوشخبری دینے والا نہیں آیا رب کی شدید گرفت اور عذاب جہنم سے ڈراؤ اور اس کی رحمت اور جنتوں کی بشارت دو شاید کہ وہ خیر و شر کے فرق پر غور و فکر کریں اور سیدھے راستے کی طرف آ جائیں، اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اتمام حجت کے طور پر آپ کو مبعوث کیا ہے تا کہ کفر و شرک اور اپنی بد اعمالیوں کے سبب کوئی مصیبت ان پر اچانک ٹوٹ پڑے تو وہ اس وقت یہ نہ کہہ سکیں کہ اے ہمارے پروردگار! تم نے ہماری طرف کوئی حق و باطل کے فرق کو ظاہر کرنے اور صحیح راستہ بتلانے والا کیوں نہ بھیجا تا کہ ہم دعوت اسلام قبول کرتے اور تیری اور اس رسول کی اطاعت میں عمل صالحہ اختیار کرتے۔

اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ صَدَفَ عَنْهَا ... ﴿۱۵۷﴾ (۴)

ترجمہ: اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں کو دی گئی تھی اور ہم کو کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کیا پڑھتے پڑھاتے تھے، اور اب تم یہ بہانہ بھی نہیں کر سکتے کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی گئی ہوتی تو ہم ان سے زیادہ راست رو ثابت ہوتے، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک دلیل روشن اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے، اب اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کی آیات کو جھٹلائے اور ان سے منہ موڑے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ... ﴿۱۶۵﴾ (۵)

ترجمہ: یہ سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تا کہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس

---

(۱) یوسف ۱۰۲

(۲) ہود ۴۹

(۳) طٰہٰ ۹۹

(۴) الانعام ۱۵۶،۱۵۷

(۵) النساء ۱۶۵

اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۹ [1]

ترجمہ: اے اہل کتاب! ہمارا یہ رسول ایسے وقت تمہارے پاس آیا ہے اور دین کی واضح تعلیم تمہیں دے رہا ہے جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت سے بند تھا تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا، سو دیکھو اب وہ بشارت دینے اور ڈرانے والا آ گیا۔

مگر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق (قرآن مجید) آ گیا جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۔۔۔ ۝۲ [2]

ترجمہ: یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

۔۔۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۷ [3]

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرمانروائے کائنات کی طرف سے ہے۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ [4]

ترجمہ: اس کتاب کی تنزیل بلاشبہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

تو کلام اللہ کی تکذیب اور اس پر لایعنی اعتراضات کرتے ہوئے کہتے ہیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام پر اکٹھی کتاب نازل ہوئی تھی، یہ کتاب اس طرح اکٹھی نازل ہونے کے بجائے ٹکڑوں میں کیوں نازل ہو رہی ہے اس لئے یہ من جانب اللہ نہیں ہے، حالانکہ یہ تو قرآن کا کمال ہے کہ تھوڑا تھوڑا نازل ہو کر اللہ کے رسول کو ثابت قدمی واستقامت اور مومنین کے ایمان میں اضافہ کرتا رہا، جیسے فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝۳۲ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝۳۳ [5]

ترجمہ: منکرین کہتے ہیں اس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اتار دیا گیا؟ ہاں ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں اور (اسی غرض کے لئے) ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے اور (اس میں یہ مصلحت بھی ہے) کہ جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرالی بات (یا عجیب سوال) لے کر آئے اس کا ٹھیک جواب بروقت ہم نے تمہیں دے دیا اور بہترین طریقے سے بات کھول دی۔

[1] المائدۃ۱۹

[2] البقرۃ۲

[3] یونس۳۷

[4] السجدۃ۲

[5] الفرقان ۳۲، ۳۳

مگر یہ ان کی کٹ حجتی ہے، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ہدایت ورہنمائی کے لئے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ مقدس نازل فرمائی تھی مگر ان لوگوں نے اس کا انکار کر دیا تھا اور اللہ کے عطا کردہ معجزوں کو دیکھ کر کہنے لگے یہ دونوں پیغمبر تو جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کے پشت پناہ ہیں اور برملا انکار کرتے ہوئے کہا ہم کسی رسول کو نہیں مانتے۔

بعض مفسرین لکھتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کو جو بڑے بڑے زبردست معجزات عطا کیے گئے تھے اللہ اس رسول کو کیوں نہیں عطا کرتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھے تھے وہ بھی تو ایمان نہیں لائے تھے، جیسے فرمایا

فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ [1] ﴿۴۸﴾

ترجمہ: پس انہوں نے دونوں کو جھٹلایا اور ہلاک ہونے والوں میں جا ملے۔

کیا ضروری ہے کہ تم اس قسم کے معجزات دیکھ کر ایمان لے آؤ؟ ان لوگوں نے تو موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر صاف طور پر کہا تھا کہ یہ دونوں بھائی جادوگر ہیں جو ہمیں اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ سے ہٹا کر اپنی بڑائی منوانا چاہتے ہیں ہم تو ہرگز ان پر ایمان نہیں لائیں گے، جیسے فرمایا

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ [2] ﴿۷۸﴾

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا کیا تو اس لیے آیا ہے کہ ہمیں اس طریقے سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور زمین میں بڑائی تم دونوں کی قائم ہو جائے؟ تمہاری بات تو ہم ماننے والے نہیں ہیں۔

جیسے کفار مکہ کہا کرتے تھے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ... ﴿۳۱﴾ [3]

ترجمہ: یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم ہرگز اس قرآن کو نہ مانیں گے اور نہ اس سے پہلے آئی ہوئی کسی کتاب کو تسلیم کریں گے۔

قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ

کہہ دے کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اللہ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اسی

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ

کی پیروی کروں گا، پھر اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کر لے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں،

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے، بیشک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو

[1] المومنون ۴۸

[2] یونس ۷۸

[3] سبا ۳۱

الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۰ وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۱ (القصص۴۹تا۵۱)

ہدایت نہیں دیتا، اور ہم برابر پے در پے لوگوں کے لیے اپنا کلام بھیجتے رہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کر لیں۔

اے نبی ﷺ! ان سے کہو اگر تمہارے پاس کوئی کتاب اللہ موجود ہو جو قرآن اور تورات سے بڑھ کر ہدایت کی حامل ہو تو اسے پیش کرو میں اسی کا اتباع کروں گا کیونکہ میں تو ہدایت کا طالب اور پیرو ہوں اگر تم اپنی بات میں سچے ہو، اور اگر وہ قرآن مجید اور تورات سے زیادہ ہدایت ورہنمائی کرنے والی کتاب پیش نہ کر سکیں اور یقیناً پیش نہیں کر سکیں گے تو جان لو کہ انہیں دلیل وبرہان کی کوئی حاجت نہیں بلکہ یہ تو مجرد خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں اور انہوں نے اپنی خواہشوں کو ہی اپنا الٰہ بنا رکھا ہے اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو گا جو اللہ کی ہدایت ورہنمائی کو چھوڑ کر اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرے، اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہرگز ہدایت نہیں بخشتا جو انبیاء کی تکذیب کریں، آیات الٰہی سے اعراض کریں اور کفر وعناد اور تعصّبات پر جم کر اپنے ہاتھوں ہدایت کے دروازے بند کر دیں اور گمراہی کے دروازے اور اس کی راہوں کو اپنے لئے کھول لیں اور ہم رسول کے بعد دوسرا رسول اور ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب کے ذریعہ سے حق بات ان تک پہنچاتے رہے ہیں تا کہ وہ تباہ شدہ اقوام کے عبرت ناک انجام سے سبق حاصل کر کے اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لے آئیں اور جہنم کے ہولناک عذاب سے بچ جائیں۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

جس کو ہم نے اس سے پہلے کتاب عنایت فرمائی وہ تو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جب اس کی آیتیں ان کے پاس پڑھی جاتی ہیں

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝۵۳

تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کے ہمارے رب کی طرف سے حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان ہیں،

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ

یہ اپنے کئے ہوئے صبر کے بدلے دوہرا اجر دیئے جائیں گے، یہ نیکی سے بدی کو ٹال دیتے ہیں اور ہم نے جو انہیں دے رکھا

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۵۴ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا

ہے اس میں سے دیتے رہتے ہیں، اور جب بیہودہ بات کان میں پڑتی ہے تو اس سے کنارہ کر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ

لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝۵۵ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ

ہمارے عمل ہمارے لیے اور تمہارے عمل تمہارے لئے، تم پر سلام ہو ہم جاہلوں سے (الجھنا) نہیں چاہتے، آپ جسے چاہیں

مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶ (القصص۵۲تا۵۶)

ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے، ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے۔

ہجرت حبشہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور دعوت کی خبریں وہاں پھیلیں تو

عَنْ سَعِيدٍ , قَالَ:نَزَلَتْ فِي أَصْحَابِ النَّجَاشِيِّ الَّذِينَ أَسْلَمُوا وَكَانُوا سَبْعِينَ رَجُلا فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُورَةَ يس فَبَكَوْا وَأَسْلَمُوا

سعید بن جبیر کہتے ہیں نجاشی شاہ حبشہ کی طرف سے ستر عیسائی بزرگ علماء کا ایک وفد تحقیق حال کے لئے مکہ مکرمہ آیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں سورہ یٰسین کی چند آیات سنائیں جسے سن کر وہ رونے لگے اور مسلمان ہو گئے۔[1]

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ:ثُمَّ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ بِمَكَّةَ، عِشْرُونَ رَجُلًا أَوْ قَرِيبٌ مِنْ ذَلِكَ مِنْ النَّصَارَى، حِينَ بَلَغَهُمْ خَبَرُهُ مِنْ الْحَبَشَةِ فَوَجَدُوهُ فِي الْمَسْجِدِ،فَجَلَسُوا إلَيْهِ وَكَلَّمُوهُ وَسَأَلُوهُ وَرِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِي أَنْدِيَتِهِمْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ، فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ مَسْأَلَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا أَرَادُوا، دَعَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَلَا عَلَيْهِمْ الْقُرْآنَ، فَلَمَّا سَمِعُوالْقُرْآنَ فَاضَتْ أَعْيُنُهُمْ مِنْ الدَّمْعِ، ثُمَّ اسْتَجَابُوا لِلَّه ، وَآمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ وَعَرَفُوا مِنْهُ مَا كَانَ يُوصَفُ لَهُمْ فِي كِتَابِهِمْ مِنْ أَمْرِهِ

اور محمد بن اسحاق کہتے ہیں ابھی آپ ﷺ مکہ مکرمہ ہی میں تشریف رکھتے تھے اور بیس یا بیس کے قریب عیسائیوں کا وفد ملک حبش سے آیا یہ وفد آپ ﷺ کی خبر سن کر محض آپ کو دیکھنے کے لیے آیا تھا رسول اللہ ﷺ اس وقت مسجد حرام میں تشریف رکھتے تھے انہوں نے وہیں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی، اور قریش کے لوگ بھی تجسس سے کھڑے ان کو بغور دیکھ رہے تھے، وفد کے لوگوں نے آپ سے کچھ سوالات کیے جن کا آپ ﷺ نے انہیں تسلی بخش جواب دے دیا اور پھر انہیں دعوت اسلام پیش کی اور قرآن کریم سے چند آیات ان کے سامنے پڑھیں، چونکہ یہ لوگ لکھے پڑھے، سنجیدہ اور روشن دماغ تھے قرآن نے ان کے دلوں پر اثر کیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، چنانچہ انہوں نے قرآن کے کلام اللہ ہونے کی تصدیق کی اور فوراً دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان اوصاف کی بنا پر پہچان لیا جو ان کی کتابوں میں مذکور تھے

فَلَمَّا قَامُوا عَنْهُ اعْتَرَضَهُمْ أَبُو جَهْلِ ابْنُ هِشَامٍ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا لَهُمْ: خَيَّبَكُمْ اللَّهُ مِنْ رَكْبٍ! بَعَثَكُمْ مَنْ وَرَاءَكُمْ مِنْ أَهْلِ دِينِكُمْ تَرْتَادُونَ لَهُمْ لِتَأْتُوهُمْ بِخَبَرِ الرَّجُلِ، فَلَمْ تَطْمَئِنَّ مَجَالِسُكُمْ عِنْدَهُ، حَتَّى فَارَقْتُمْ دِينَكُمْ وَصَدَّقْتُمُوهُ بِمَا قَالَ، مَا نَعْلَمُ رَكْبًا أَحْمَقَ مِنْكُمْ. أَوْ كَمَا قَالُوا فَقَالُوا لَهُمْ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، لَا نُجَاهِلُكُمْ، لَنَا مَا نَحْنُ عَلَيْهِ، وَلَكُمْ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ، لَمْ نَأْلُ أَنْفُسَنَا خَيْرًا

جب یہ لوگ ایمان کی انمول دولت حاصل کر کے مسجد حرام سے نکل کر جا رہے تھے کہ ابوجہل بن ہشام اور اس کے چند ساتھیوں نے انہیں راستہ میں روکا اور کہنے لگے اللہ تمہیں نامراد کرے تم بڑے بے وقوف اور احمق ہو اور کہا تمہارے ہم مذہب لوگوں نے تمہیں یہاں تحقیق حال کے لئے بھیجا تھا تمہارا کام تو یہ تھا کہ جو کچھ تم نے دیکھا، سنا اور سمجھا اسے ان لوگوں تک من وعن پہنچا دو مگر تم نے تھوڑی دیر میں ہی اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا تم سے زیادہ بے وقوف لوگ ہم نے کبھی نہیں دیکھے، وفد کے لوگوں نے بڑے تحمل سے جواب دیا بھائیو تم پر سلام

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۱۸۵،۴

ہے، ہم تمہارے ساتھ جہالت بازی نہیں کرسکتے ہمیں اپنے طریقے پر چلنے دو اور تم اپنے راستے پر گامزن رہو، ہم جان بوجھ کر ہدایت و بھلائی سے محروم نہیں رہ سکتے۔ [1]

چنانچہ کفار مکہ کو عیسائیوں کے تذکرے سے شرم دلائی کہ کہاں کہاں سے لوگ آکر اس نعمت عظیم سے مستفید ہو رہے ہیں اور رحمت الٰہی کے مستحق بن رہے ہیں اور تم اپنے گھر میں اس چشمہ فیض سے محروم رہے جاتے ہو، چنانچہ فرمایا جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب یعنی انجیل دی گئی تھی وہ اس قرآن کو کلام اللہ ہی سمجھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ ان دونوں کتابوں کے سوتے ایک ہی جگہ سے پھوٹ رہے ہیں اس لئے اس پر ایمان لاتے ہیں، اور جب یہ پاکیزہ کلام انہیں سنایا جاتا ہے تو اسے غور سے سنتے ہیں اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر کے کہتے ہیں ہم اس پر دل و جاں سے ایمان لائے، یہ ہمارے رب کی طرف سے برحق نازل ہوا ہے کیونکہ یہ ان کتابوں کے موافق ہے جنہیں انبیاء ورسل لے کر مبعوث ہوئے ہیں اور ان کتابوں میں جو کچھ مذکور ہے اس کے عین مطابق ہے، جیسے فرمایا

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ۝۱۰۷ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝۱۰۸ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝۱۰۹ السجدۃ [2]

ترجمہ:اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم اسے مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انہیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں پاک ہے ہمارا رب! اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر ان کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۸۲ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۳ [3]

ترجمہ: تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے اور ایمان لانے والوں کے لیے دوستی میں قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں، یہ اس وجہ سے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدّنیا فقیر پائے جاتے ہیں اور ان میں غرور نفس نہیں ہے، جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں وہ بول اٹھتے ہیں کہ پروردگار! ہم ایمان لائے، ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور ان کا قول ہے کہ ہم تو پہلے سے مسلم

---

[1] ابن ہشام ۳۹۲/۱، البدایة والنہایة ۲۰۳/۴، الروض الانف ۲۴۰/۳، عیون الاثر ۱۵۰/۱، دلائل النبوة للبیہقی ۳۰۶/۲، السیرة النبویة لابن کثیر ۴۰/۲، السیرة الحلبیة ۴۸۷/۱

[2] بنی اسرائیل ۱۰۷تا۱۰۹

[3] المائدة ۸۳،۸۲

ہیں، یعنی ہم نے کوئی نیا دین اختیار نہیں کیا بلکہ ہم تو پہلے بھی انبیاء اور کتب آسمانی کے ماننے والے تھے اور ہمارا دین اسلام ہی تھا اور اب بھی اس کتاب اور نبی ﷺ پر ایمان لا کر ہم مسلمان ہی ہیں، جیسے فرمایا:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ... ﴿۱۹﴾ [۱]

ترجمہ: درحقیقت اللہ کے نزدیک تو دین صرف اسلام ہے۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

...اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ [۲]

ترجمہ: میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلموں میں شامل ہو کر رہوں۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ... ﴿۶۷﴾ [۳]

ترجمہ: ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ یکسو مسلم تھے۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰــهًا وَّاحِدًا ښ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ [۴]

ترجمہ: جبکہ اس کے رب نے اس سے کہا کہ مسلم (تابع فرمان) ہو جا تو اس نے کہا میں مسلم ہو گیا رب العالمین کے لئے، اور اسی چیز کی وصیت کی ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اور یعقوب نے بھی یہی کہ اے میرے بچو! اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند کیا ہے لہذا تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو، کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی وفات کا وقت آیا؟ جبکہ اس نے اپنی اولاد سے پوچھا کس کی بندگی کرو گے تم میرے بعد؟ انہوں نے جواب دیا ہم بندگی کریں گے آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کے معبود کی، اس کو اکیلا معبود مان کر اور ہم اسی کے مسلم ہیں۔

اور ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ... ﴿۱۲۸﴾ [۵]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم کو اپنا مسلم بنا اور ہماری نسل سے ایک امت پیدا کر جو تیری مسلم ہو۔

---

[۱] آل عمران ۱۹

[۲] یونس ۷۲

[۳] آل عمران ۶۷

[۴] البقرۃ ۱۳۱ تا ۱۳۳

[۵] البقرۃ ۱۲۸

لوط علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا

فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے قوم لوط کی بستی میں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔

یوسف علیہ السلام نے رب العزت سے یوں دعا کی تھی۔

... تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿١٠١﴾ [2]

ترجمہ: مجھ کو مسلم ہونے کی حالت میں موت دے اور صالحین کے ساتھ ملا۔

سلیمان علیہ السلام کا دین بھی اسلام تھا اور جب ملکہ سبا ان پر ایمان لائی تو اس نے کہا

... وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٤﴾ [3]

ترجمہ: میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ رب العالمین کی مسلم ہوگئی۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ﴿٨٤﴾ [4]

ترجمہ: موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ لوگو! اگر تم واقعی اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر بھروسہ کرو اگر مسلمان ہو۔

بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کا دین اسلام ہی تھا۔

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا ... ﴿٤٤﴾ [5]

ترجمہ: ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی اسی کے مطابق وہ نبی جو مسلم تھے ان لوگوں کے معاملات کے فیصلے کرتے تھے جو یہودی ہو گئے تھے۔

فرعون بھی جانتا تھا کہ بنی اسرائیل کا مذہب اسلام ہے اس لئے سمندر میں غرق ہوتے ہوئے اس نے یہی کہا تھا

... حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾ [6]

ترجمہ: حتی کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا دین بھی یہی تھا۔

---

[1] الذاریات ۳۶

[2] یوسف ۱۰۱

[3] النمل ۴۴

[4] یونس ۸۴

[5] المائدة ۴۴

[6] یونس ۹۰

وَاِذۡ اَوۡحَيۡتُ اِلَى الۡحَوَارِيّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِىۡ وَبِرَسُوۡلِىۡ‌ ۚ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَاشۡهَدۡ بِاَنَّنَا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ [۱]

ترجمہ: اور جبکہ میں نے حواریوں پر وحی کی کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر تو انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مسلم ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حتمی بات بیان فرمائی کہ اب کوئی یہودی ہو یا نصرانی یا مجوسی دین اسلام کے سوا اور کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا جو ازل سے اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔

وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ‌ ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۸۵﴾ [۲]

ترجمہ: اس فرماں برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

اور ان لوگوں کو جو پہلے بھی مسلم تھے یعنی جو قومی و نسلی اور وطنی گروہی تعصبات سے بچ کر عیسیٰ علیہ السلام اور ان پر نازل شدہ کتاب انجیل پر ایمان رکھتے تھے اور دین حق پر ثابت قدم رہے، کوئی شبہ ان کے ایمان کو متزلزل کر سکا اور نہ کوئی ریاست وشہوت ان کو اپنے ایمان سے ہٹا سکی ،اور پھر جب نبی آخر الزماں کی بعثت ہوئی تو مسیحیت کا راستہ چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل کتاب پر بھی بے تکلف ایمان لائے، ایسے لوگوں کو اللہ ان کی ثابت قدمی کے صلے میں دوہرا اجر و ثواب عطا فرمائے گا،

حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلاَثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالعَبْدُ المَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کو دوہرا اجر ملے گا ان میں سے ایک وہ ہے جو اہل کتاب میں سے تھا اور اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور غلام مملوک جو اپنے مجازی آقا کی فرمانبرداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی بھی کرتا ہے اور وہ شخص جس کے پاس کوئی لونڈی ہو جسے وہ ادب وعلم سکھائے پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے۔ [۳]

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: إِنِّي لَتَحْتَ رَاحِلَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَقَالَ قَوْلًا حَسَنًا جَمِيلًا وَكَانَ فِيمَا قَالَ:مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ، وَلَهُ مَا لَنَا وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا، وَمَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَلَهُ أَجْرُهُ وَلَهُ مَا لَنَا وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا

اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پاس تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت اچھی اور خوبصورت بات بیان فرمائی، آپ نے منجملہ دیگر باتوں کے یہ بھی فرمایا دونوں کتابوں والوں میں سے جو اسلام قبول کرلے اسے دگنا بدلہ ملے گا اس کے حقوق وفرائض ہمارے حقوق وفرائض ہی کی طرح ہوں گے اور مشرکین میں سے جو شخص اسلام قبول کرے تو اسے ایک اجر ملے گا اور اس

[۱] المائدۃ ۱۱۱

[۲] آل عمران ۸۵

[۳] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أَمَتَهُ وَأَهْلَهُ ۹۷،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ ۳۸۷

کے حقوق و فرائض ہمارے حقوق و فرائض ہی کی طرح ہوں گے۔ [1]

ایسے لوگ برائی، جھوٹ، ظلم اور شرارتوں کا جواب قول و فعل سے نیکی، صداقت، انصاف اور شرافت سے دیتے ہیں، اور اللہ نے انہیں جو رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں، اس کی رضاو خوشنودی حاصل کرنے کے لئے غریبوں، مسکینوں، محتاجوں، ضرورت مندوں، بیواؤں، اسیروں اور مسافروں پر دل کھول کر خرچ کرتے ہیں، اور جب انہوں نے مشرکین سے سب وشتم اور دین کے ساتھ استہزا سنا تو رحمان کے عقلمند بندوں کی مانند شرافت و بردباری سے یہ کہہ کر ایک طرف ہو گئے کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، یعنی ہر شخص کو اسی اکیلے کے عمل کی جزادی جائے گی، اس پر کسی دوسرے کے عمل کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا، جیسے فرمایا

...وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى... ﴿۱۵﴾ [2]

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

...وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى... ﴿۱۶۴﴾ [3]

ترجمہ: ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى... ﴿۱۸﴾ [4]

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لدا ہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنی حصہ بھی بٹانے کے لیے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

...وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى... ﴿۷﴾ [5]

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

تم کو سلام ہے، یعنی تم لوگ ہم سے بھلائی کے سوا کچھ نہیں سنو گے، ہم کسی معاملے میں بھی جاہلوں سے بحث اور گفتگو کر کے نہیں الجھتے ،شعب بنو ہاشم سے نکل کر چند دنوں بعد ابو طالب بیمار ہو گئے جب ان کا آخری وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے کامل خیر خواہی کے ساتھ اپنی حد تک انتہائی کوشش کی کہ ہمدرد اور غم گسار چچا کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لے تا کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو اور روز قیامت اللہ سے ان کی مغفرت کی سفارش کر سکیں چنانچہ

أَن رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَالِبٍ عِنْدَ مَوْتِهِ، وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ:يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلّا اللهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَك بِهَا عِنْدَ اللهِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ وَابْنُ أَبِي أُمَيَّةَ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ أَنَا عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

[1] مسند احمد ۲۲۲۳۴

[2] بنی اسرائیل ۱۵

[3] الانعام ۱۶۴

[4] فاطر ۱۸

[5] الزمر ۷

ابوطالب کی موت کے وقت رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں داخل ہوئے لیکن وہاں دوسرے رؤسائے قریش کے ساتھ ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بھی موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا آپ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو پڑھ لیں تا کہ قیامت کے روز میں اللہ کی بارگاہ میں گواہی دوں اور آپ کی شفاعت کر سکوں، ابوجہل اور عبد اللہ بن امیہ کہنے لگے اے ابوطالب! کیا تو اپنے باپ عبد المطلب کے مذہب سے پھر جائے گا؟ ابوطالب کی زبان سے آخر کلمہ یہی نکلا کہ میں ملت عبد المطلب پر ہی جان دیتا ہوں اس طرح کفر پر ہی ان کا خاتمہ ہو گیا۔ [۱]

سَعِيدُ بْنُ المُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الوَفَاةُ، جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ المُغِيرَةِ، فَقَالَ: أَيْ عَمِّ قُلْ: لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ ، وَيُعِيدَانِهِ بِتِلْكَ المَقَالَةِ، حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ} [۲] وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ} [۳]

جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے (اس وقت) ابوطالب کے پاس ابوجہل اور عبد اللہ بن امیہ بھی موجود تھا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اے میرے چچا! صرف ایک کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیجئے تو میں اللہ کے ہاں اس کی وجہ سے (آپ کی بخشش کے لئے) عرض و معروض کرنے کا مستحق ہو جاؤں گا، تو ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا اے ابوطالب تم عبد المطلب کے دین سے پھرے جاتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ بار بار ان سے یہی کہتے رہے (کہ آپ صرف یہی ایک کلمہ پڑھ لیں) اور یہ دونوں بھی اپنی بات ان کے سامنے بار بار دہراتے رہے (کہ کیا تم عبد المطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟) حتیٰ کہ ابوطالب نے ان سے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ (میں) عبد المطلب کے دین پر مرتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کے لئے اس وقت تک استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے روکا نہ جائے تو یہ آیت نازل ہوئی،" نبی اور ایمان والوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے استغفار کریں اگرچہ وہ ان کے قرابتدار ہوں جب کہ انہیں یہ ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔" اور خاص ابوطالب کے لیے یہ آیت نازل ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا" آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے جس کے لیے وہ ہدایت چاہتا ہے۔" [۴]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ: قُلْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ القِيَامَةِ فَقَالَ: لَوْلاَ أَنْ تُعَيِّرَنِي بِهَا قُرَيْشٌ أَنَّ مَا يَحْمِلُهُ عَلَيْهِ الجَزَعُ، لأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {إِنَّكَ لاَ تَهْدِي مَنْ

---

[۱] الروض الانف ۱۹/۴

[۲] التوبة: ۱۱۳

[۳] القصص: ۵۶

[۴] صحيح بخارى كتاب تفسير سورة القصص بَابُ قَوْلِهِ إِنَّكَ لاَ تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۴۷۷۲

أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ}.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا! کلمہ لاالہ الااللہ پڑھ لو میں قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا،ابوطالب نے کہا اگر مجھے قریش کے اس طعنے کا خوف نہ ہوتا کہ میں نے موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے یہ کلمہ پڑھ لیا تو میں اسے کہہ کر تیری آنکھوں کو ٹھنڈی کر دیتا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ''آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے جس کے لیے وہ ہدایت چاہتا ہے۔''(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا بڑا قلق اور صدمہ تھا،اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی! آپ کا کام صرف تبلیغ و دعوت اور رہنمائی ہے ،تمہاری شدید خواہش ہے کہ تمہارے عزیز واقارب اور تمہاری قوم کے لوگ دین اسلام قبول کرلیں مگر آپ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا خواہ کوئی آپ کو کتنا ہی محبوب کیوں نہ ہو، کسی کو ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے، جیسے فرمایا

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ... ﴿۲۷۲﴾ (۲)

ترجمہ:اے نبی! لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمّے داری تم پر نہیں ہے،ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ (۳)

ترجمہ: مگر تم خواہ کتنا ہی چاہو ان میں سے اکثر لوگ مان کر دینے والے نہیں ہیں۔

اور یہ انمول نعمت وہ اپنی حکمت کے ساتھ انہی لوگوں کو عطا فرماتا ہے جو حق قبول کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں اگر آپ کے عزیز واقارب اور قوم وقبیلہ کے لوگ حق قبول کرنے کی تمنا نہیں رکھتے تو انہیں یہ نعمت کیسے عطا کی جاسکتی ہے۔

وَ قَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَ لَمْ

کہنے لگے اگر ہم آپ کے ساتھ ہو کر ہدایت کے تابع دار بن جائیں تو ہم تو اپنے ملک سے اچک لیے جائیں، کیا ہم نے

نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ

انہیں امن وامان اور حرمت والے حرم میں جگہ نہیں دی؟ جہاں تمام چیزوں کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس

رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ

بطور رزق کے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر کچھ نہیں جانتے،اور ہم نے بہت سی وہ بستیاں تباہ کر دیں جو اپنی عیش وعشرت میں

مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾

اترانے لگی تھیں، یہ ہیں ان کی رہائش کی جگہیں جو ان کے بعد بہت ہی کم آباد کی گئیں اور ہم ہی ہیں آخر سب کچھ کے وارث،

(۱) جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ القَصَصِ ۳۱۸۸

(۲) البقرة ۲۷۲

(۳) یوسف ۱۰۳

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا

تیرا رب کسی ایک بستی کو بھی اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان کی بڑی بستی میں اپنا کوئی پیغمبر نہ بھیج دے جو انہیں

يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ (القصص ۵۷تا۵۹)

ہماری آیتیں پڑھ کر سنا دے اور ہم بستیوں کو اسی وقت ہلاک کرتے ہیں جب کہ وہاں والے ظلم وستم پر کمر کس لیں۔

قریش مکہ کا خیال تھا کہ اگر ہم ایک دم اپنے آبائی دین کو ترک کر کے محمد ﷺ کے نئے دین کو اختیار کر لیں گے تو بیت اللہ کے متولی ہونے کی حیثیت سے تمام عرب میں ہماری شہرت، دولت، اثر ورسوخ اور عقیدت کی جو دھاک بیٹھی ہوئی ہے وہ یک لخت ختم ہو جائے گی، اور ہم اس سرزمین میں بے یار ومددگار ہو کر رہ جائیں گے، ہمیں لوگوں سے دشمنی کا سامنا کرنا پڑے گا اور مال وتعداد میں زیادہ مضبوط مخالفین سے جنگ وپیکار سے دوچار ہونا پڑے گا (مروی ہے کہ یہ کہنے والا حارث بن عامر بن نوفل تھا) یعنی اہل مکہ کو کامل یقین تھا کہ اللہ اپنے دین کو فتح ونصرت سے نوازے گا نہ اپنے کلمہ کو بلند کرے گا بلکہ باطل ہی سر بلند رہے گا، اس لئے دعوت اسلام قبول کر لینے سے انہیں دینی سے زیادہ اپنا دنیاوی مفاد اور حیثیت خطرے میں نظر آ رہی تھی، ان کے اس خیال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا یہ عذر غیر معقول ہے، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے عرب میں چارسو پھیلی بدامنی کی اس سرزمین کو امن کی جگہ بنایا ہے، قریب وبعید کے لوگ بیت اللہ کا احترام کرتے ہیں اس لئے اہل حرم کو نقصان نہیں پہنچایا جاتا، جب یہ شہر تمہارے کفر وشرک کی حالت میں کامل امن کی جگہ ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ کے سچے دین کو قبول کرو گے تو امن اٹھ جائے گا، یہ تو اللہ کی رحمت ہی ہے کہ اس میں پیداوار نہ ہونے کے باوجود ہر طرف سے انواع واقسام کے ثمرات نہایت فراوانی سے کھنچے چلے آتے ہیں تاکہ تم اللہ کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو مگر تم میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں، کیا تم لوگ اپنے چاروں طرف پھیلے عاد وثمود، سبا، مدین اور قوم لوط کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات نہیں دیکھتے، وہ لوگ بھی تمہاری طرح اپنی خوشحالی اور عیش وعشرت پر پھول گئے تھے، انہوں نے بھی باطل معبودوں پر تکیہ کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تھا، تمہاری طرح انہوں نے بھی رسولوں کی تعلیمات سے استہزا کیا تھا، دعوت حق کو روکنے کے لئے مسلمانوں پر ظلم وستم کا بازار گرم کیا تھا، آخر ایک وقت مقررہ پر اللہ نے ان سے نعمتیں چھین لیں اور پھر اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوا پھر دیکھ لو سرکشی کرنے والوں کا انجام کیا ہوا، جیسے فرمایا:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ [1]

ترجمہ: اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے وہ امن واطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف سے اس کو بفراغت رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کر دیا تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا

[1] النحل ۱۱۲، ۱۱۳

گئیں، ان کے پاس ان کی اپنی قوم میں سے ایک رسول آیا مگر انہوں نے اس کو جھٹلا دیا آخر کار عذاب نے ان کو آلیا جبکہ وہ ظالم ہو چکے تھے۔
کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ان کے وہ مضبوط گھر جن پر ان کو بڑا فخر وغرور تھا ویران پڑے ہوئے ہیں جن پر وحشت برس رہی ہے اور نحوست کی وجہ سے کوئی بھی ان میں مستقل رہنا پسند نہیں کرتا اور آخر اللہ ہی وارث ہو کر رہا، یعنی ہم بندوں کے وارث ہیں، ہم انہیں موت دیں گے اور تمام نعمتیں، ہماری طرف لوٹ آئیں گی جو ہم نے ان کو عطا کی تھیں، تم لوگ بھی انہی تباہ شدہ بستیوں والوں کے نقش قدم پر چل رہے ہو کیا تمہارے پاس کوئی ایسی ضمانت ہے کہ جن گمراہیوں اور بدکاریوں نے ان خوشحال قوموں کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنا دیا انہی کے طریقے پر چل کر تم بچ جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کسی بستی کو تباہ و برباد نہیں کرتا جب تک کہ اس میں کوئی رسول بھیج کر متنبہ نہیں کر دیتا، جیسے فرمایا

...وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ۞ [1]

ترجمہ: اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں۔
مگر جب وہ رسولوں کی تنبیہ پر بھی اپنی کج روی سے باز نہیں آئے تو اللہ نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا، اور اللہ کسی بستی کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے جب تک کہ اس کے رہنے والے کفر اور معاصی کا ارتکاب کر کے ظالم نہ ہو جائیں۔

وَ مَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَ زِيۡنَتُهَا‌ ۚ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ وَّ اَبۡقٰى‌ ؕ

اور تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے صرف زندگی دنیا کا سامان اور اسی کی رونق ہے، ہاں اللہ کے پاس جو ہے وہ بہت ہی بہتر اور

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۞٦٠ اَفَمَنۡ وَّعَدۡنٰهُ وَعۡدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيۡهِ كَمَنۡ مَّتَّعۡنٰهُ

دیر پا ہے کیا تم نہیں سمجھتے، کیا وہ شخص جس سے ہم نے نیک وعدہ کیا ہے جسے وہ قطعاً پانے والا ہے مثل اس شخص کے ہو سکتا ہے؟

مَتَاعَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ثُمَّ هُوَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ مِنَ الۡمُحۡضَرِيۡنَ ۞٦١

جسے ہم نے زندگانی دنیا کی کچھ یونہی سی منفعت دے دی پھر بالآخر وہ قیامت کے روز پکڑا باندھا حاضر کیا جائے گا،

وَ يَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ فَيَقُوۡلُ اَيۡنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيۡنَ كُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ۞٦٢

اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں پکار کر فرمائے گا کہ تم جنہیں اپنے گمان میں میرا شریک ٹھہرا رہے تھے کہاں ہیں،

قَالَ الَّذِيۡنَ حَقَّ عَلَيۡهِمُ الۡقَوۡلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَۤاءِ الَّذِيۡنَ اَغۡوَيۡنَا‌ ۚ اَغۡوَيۡنٰهُمۡ

جن پر بات آچکی وہ جواب دیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! یہی وہ ہیں جنہیں ہم نے بہکا رکھا تھا، ہم نے انہیں اس طرح

كَمَا غَوَيۡنَا‌ ۚ تَبَرَّاۡنَاۤ اِلَيۡكَ‌ مَا كَانُوۡۤا اِيَّانَا يَعۡبُدُوۡنَ ۞٦٣

بہکایا جس طرح ہم بہکے تھے، ہم تیری سرکار میں اپنی دست برادری کرتے ہیں یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے،

---

[1] بنی اسرائیل ۱۵

وَ قِيۡلَ ادۡعُوۡا شُرَكَآءَكُمۡ فَدَعَوۡهُمۡ فَلَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهُمۡ وَ رَاَوُا الۡعَذَابَ ۚ

کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ، وہ بلائیں گے لیکن انہیں وہ جواب تک نہ دیں گے اور سب عذاب دیکھ لیں گے،

لَوۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۶۴﴾ (القصص۶۰تا۶۴)

کاش! یہ لوگ ہدایت پا لیتے۔

اے لوگو! یہ دنیا اور اس کی رونقیں و دلفریبیاں جن پر تم ریجھ گئے ہو سب حقیر و عارضی اور ختم ہونے والی ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں وہ لازوال اور دائمی ہیں کیا تم غور و فکر نہیں کرتے، جیسے فرمایا

مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ... ﴿۹۶﴾ [1]

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ خرچ ہو جانے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے۔

...وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ لِّلۡاَبۡرَارِ ۱۹۸ ﴿۱﴾ [2]

ترجمہ: اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے۔

بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ﴿۱۶﴾ وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى ﴿۱۷﴾ [3]

ترجمہ: مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

قَالَ:سَمِعْتُ مُسْتَوْرِدًا، أَخَا بَنِي فِهْرٍ، يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَاللَّهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هَذِهِ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ

مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! دنیا، آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبو کر نکال لے، دیکھے کہ سمندر کے مقابلے میں انگلی میں کتنا پانی ہو گا؟۔[4]

بھلا وہ مومن جو آخرت کے لئے کوشاں ہے اور وعدہ الٰہی کے مطابق روز قیامت لازوال نعمتوں سے بہرہ ہونے والا ہے اور وہ شخص جسے ہم نے صرف حیات دنیا کا کچھ سروسامان دے دیا ہو اور وہ آخرت سے غافل ہو کر اپنی دنیا میں مشغول ہو، اس نے ہدایت الٰہی کی کوئی پروہ کی ہو اور نہ انبیاء و مرسلین کی اطاعت کی ہو پھر وہ روز قیامت اپنی نافرمانی اور بد اعمالیوں کے سبب سزا کے لئے پیش کیا جانے والا ہو کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟، جیسے فرمایا

---

[1] النحل۹۶

[2] آل عمران۱۹۸

[3] الاعلیٰ۱۶،۱۷

[4] صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۷۱۹۷،مسنداحمد۱۸۰۰۹،صحیح ابن حبان ۴۳۳۰، السنن الکبری للنسائی ۱۱۷۹۷

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ [1]

ترجمہ: بھلا کہیں یہ ہوسکتا ہے کہ جو شخص مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہو جائے جو فاسق ہو؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ... ﴿٢٢﴾ [2]

ترجمہ: اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے، نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے، اور نہ زندے اور مردے مساوی ہیں۔

یہ لوگ حساب وکتاب کے اس دن کو بھول نہ جائیں جب اللہ تعالیٰ انہیں میدان محشر میں جمع کرے گا اور ساری خلقت کے سامنے طنز کے طور پر سوال کرے گا کہاں ہیں وہ اصنام، جن یا اشخاص جنہیں زعم باطل تم دنیا میں میری الوہیت میں شریک گردانتے تھے، مشکلات اور پریشانیوں میں انہیں مدد کے لئے پکارتے تھے، ان کے نام کی نذر ونیاز دیتے تھے، چڑھاوے چڑھاتے، قربانیاں و چراغاں کرتے اور دھوم دھام سے عرس مناتے تھے، ان سے امیدیں، توقعات اور بھروسہ رکھتے تھے، وہ روز محشر تمہاری کچھ بھی مدد کر سکنے کے اہل ہیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ۖ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۚ لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ [3] ﴿٩٤﴾

ترجمہ: (اور اللہ فرمائے گا) لو اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا، جو کچھ ہم نے تمہیں دنیا میں دیا تھا وہ سب تم پیچھے چھوڑ آئے ہو، اور اب ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تم سمجھتے تھے کہ تمہارے کام بنانے میں ان کا بھی کچھ حصّہ ہے، تمہارے آپس کے سب رابطے ٹوٹ گئے اور وہ سب تم سے گم ہو گئے جن کا تم زعم رکھتے تھے۔

اس سے پہلے کہ شریک ٹھیرانے والے جواب دیں داعیان کفر وضلال اور شیاطین جن وانس سبقت کرتے ہوئے اپنی صفائی میں کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم خود تو سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے تھے ہی مگر ان لوگوں پر ہمارا کوئی زور وجبر نہیں تھا بس ہمارے ادنیٰ سے اشارے پر ہماری طرح انہوں نے بھی گمراہی اختیار کر لی، ہم ان کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے اور نہ ہمارا ان سے کوئی تعلق ہے، اور معبودین جن کی لوگ دنیا میں عبادت کرتے تھے اس بات سے ہی انکار کر دیں گے کہ لوگ ان کی عبادت کرتے تھے، چنانچہ کہیں گے یہ ہماری بندگی نہیں کرتے تھے بلکہ یہ لوگ درحقیقت اپنی خواہشات نفس یا شیاطین کی عبادت کرتے تھے، جیسے فرمایا

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ [4] ﴿١٦٥﴾

ترجمہ: اس وقت کیفیت یہ ہوگی کہ وہی پیشوا اور رہنما جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی اپنے پیرووں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے مگر سزا پا کر

[1] السجدة ۱۸

[2] فاطر ۱۹ تا ۲۲

[3] الانعام ۹۴

[4] البقرة ۱۶۶

رہیں گے اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ (۱)

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ الٰہ بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے پشتیبان ہوں گے، کوئی پشتیبان نہ ہو گا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٥﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿٦﴾ (۲)

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتے ہیں جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ (۳)

ترجمہ: تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور آگ تمہارا ٹھکانا ہو گی اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس طرح دنیا میں تم اپنے شریکوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتے تھے اب اپنی مدد کے لئے انہیں کو پکارو تاکہ وہ تمہاری بخشش کی سفارش کر سکیں یا تمہیں عذاب جہنم سے بچا سکیں یا عذاب میں کچھ تخفیف ہی کرا سکیں یا خود اپنی کوئی مدد کر سکیں، یہ بدبخت میدان محشر کا حال دیکھ کر بھی انہیں پکاریں گے لیکن وہاں کس کی جرات ہو گی کہ یہ کہے کہ ہاں ہم تمہاری مدد کے لئے آرہے ہیں، جیسے فرمایا

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ (۴)

ترجمہ: پھر کیا کریں گے یہ لوگ اس روز جب کہ ان کا رب ان سے کہے گا کہ پکارو اب ان ہستیوں کو جنہیں تم میرا شریک سمجھ بیٹھے تھے، یہ ان کو پکاریں گے مگر وہ ان کی مدد کو نہ آئیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک ہی ہلاکت کا گڑھا مشترک کر دیں گے، سارے مجرم اس روز آگ دیکھیں گے اور سمجھ لیں گے کہ اب انہیں اس میں گرنا ہے اور وہ اس سے بچنے کے لئے کوئی جائے پناہ نہ پائیں گے۔

(۱) مریم ۸۱،۸۲

(۲) الاحقاف ۵،۶

(۳) العنکبوت ۲۵

(۴) الکہف ۵۲،۵۳

آخر ہر طرف سے مایوس ہو کر انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ جھوٹے اور سزا کے مستحق ہیں اس لئے ہم سب جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں تو آرزو کریں گے کہ کاش دنیا میں ہدایت کا راستہ اختیار کر لیتے تو آج اس عذاب سے بچ جاتے اور کہیں گے کاش! ہمیں ایک موقع اور دیا جاتا۔

وَقَالَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡا لَوۡ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنۡہُمۡ کَمَا تَبَرَّءُوۡا مِنَّا ... ﴿۱۶۷﴾ [1]

ترجمہ: اور وہ لوگ جو دنیا میں ان کی پیروی کرتے تھے کہیں گے کہ کاش! ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں ہم ان سے بیزار ہو کر دکھا دیتے۔

وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ فَیَقُوۡلُ مَا ذَاۤ اَجَبۡتُمُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِیَتۡ عَلَیۡہِمُ الۡاَنۡۢبَآءُ

اس دن انہیں بلا کر پوچھے گا کہ تم نے نبیوں کو کیا جواب دیا؟ پھر تو اس دن ان کی تمام دلیلیں گم ہو جائیں گی اور ایک دوسرے سے

یَوۡمَئِذٍ فَہُمۡ لَا یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤی

سوال تک نہ کریں گے، ہاں جو شخص توبہ کر لے ایمان لے آئے اور نیک کام کرے یقین ہے

اَنۡ یَّکُوۡنَ مِنَ الۡمُفۡلِحِیۡنَ ﴿۶۷﴾ (القصص ۶۵ تا ۶۷)

کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

توحید کی باز پرس کے بعد رسالت کے متعلق سوال ہو گا اور لوگ اس دن کو ہرگز نہ بھولیں جب اللہ تعالیٰ خلقت کو جمع کر کے پوچھے گا میں نے جو انبیاء و رسل تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث کیے تھے کیا تم نے ان کی تصدیق کی اور ان کی دعوت پر لبیک کہا تھا؟ کیا ان کی اطاعت کا دم بھرا تھا؟ کیا ان کے ساتھ کھڑے ہو کر ہمارے نازل کردہ دین کو خود پر اور معاشرے پر نافذ کرنے کی کوئی کوشش کی تھی یا ان کی تکذیب اور مخالفت کی تھی، اس وقت وہ لاجواب ہو جائیں گے، شرم سے ان کے سر جھک جائیں گے اور ایک دوسرے سے بھی نہیں پوچھ سکیں گے البتہ جو شخص ابھی کفر و ضلالت اور اپنی بد اعمالیوں پر توبہ و استغفار کر لے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے اور ان کی ہدایت کے مطابق عمل صالحہ اختیار کر لے تو وہ اللہ کو غفور و رحیم پائے گا، اللہ اس کے گناہوں کو چاہے وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں مٹا دے گا، جیسے فرمایا

... کَتَبَ رَبُّکُمۡ عَلٰی نَفۡسِہِ الرَّحۡمَۃَ ۙ اَنَّہٗ مَنۡ عَمِلَ مِنۡکُمۡ سُوۡٓءًۢا بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ وَ اَصۡلَحَ ۙ فَاَنَّہٗ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۴﴾ [2]

ترجمہ: تمہارے رب نے رحم و کرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، یہ اس کا رحم و کرم ہی ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نادانی کے ساتھ کسی برائی کا ارتکاب کر بیٹھا ہو پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کر لے تو وہ اسے معاف کر دیتا ہے اور نرمی سے کام لیتا ہے۔

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ

---

[1] البقرۃ ۱۶۷

[2] الانعام ۵۴

هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۵۳﴾ (۱)

ترجمہ:(اے نبی ﷺ) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے،اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ،یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے،وہ تو غفور رحیم ہے۔

اور امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ اسے انمول اور لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل فرمادے گا جہاں ہمہ وقت خدمت کرنے کو موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے نوجوان خدام ہوں گے، جیسے فرمایا

وَيَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ غِلۡمَانٌ لَّهُمۡ كَاَنَّهُمۡ لُؤۡلُؤٌ مَّكۡنُوۡنٌ ﴿۲۴﴾ (۲)

ترجمہ:اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی کے لیے مخصوص ہوں گے ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

جو انہیں طرح طرح کے میوہ جات،انواع واقسام کے ذائقوں والے پھل، صحیح اندازے سے بھرے ہوئے مختلف شرابوں کے جام اور بھنے ہوئے پرندوں کا گوشت پیش کریں گے، جیسے فرمایا

عَلٰى سُرُرٍ مَّوۡضُوۡنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيۡنَ عَلَيۡهَا مُتَقٰبِلِيۡنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكۡوَابٍ وَّاَبَارِيۡقَ ۙ وَكَاۡسٍ مِّنۡ مَّعِيۡنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا وَلَا يُنۡزِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوۡنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحۡمِ طَيۡرٍ مِّمَّا يَشۡتَهُوۡنَ ﴿۲۱﴾ (۳)

ترجمہ:مرصع تختوں پر تکیے لگا آمنے سامنے بیٹھیں گے،ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شراب چشمہ جاری سے لبریز پیالے اور کنڑ اور ساغر لیے دوڑتے پھرتے ہوں گے، جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا نہ ان میں فتور آئے گا اور وہ ان کے سامنے طرح طرح لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چن لیں،اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔

وَاَمۡدَدۡنٰهُمۡ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحۡمٍ مِّمَّا يَشۡتَهُوۡنَ ﴿۲۲﴾ (۴)

ترجمہ:ہم ان کے ہر طرح کے پھل اور گوشت جس چیز کو بھی ان کا جی چاہے گا خوب دیے چلے جائیں گے۔

حسن و جمال میں یکتا حوریں ہوں گی، جیسے فرمایا

وَحُوۡرٌ عِيۡنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمۡثَالِ اللُّؤۡلُؤِ الۡمَكۡنُوۡنِ ﴿۲۳﴾ (۵)

ترجمہ:اور ان کے لیئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی،ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

جنہیں کسی جن یا انس نے دیکھا ہے نہ ہی چھوا ہے، جیسے فرمایا

---

(۱) الزمر ۵۳

(۲) الطور ۲۴

(۳) الواقعۃ ۱۵تا۲۱

(۴) الطور ۲۲

(۵) الواقعہ ۲۳،۲۲

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۚ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۚ﴿۵۸﴾ [1]

ترجمہ: ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہوگا اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ ایسی خوبصورت جیسے ہیرے اور موتی۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۙ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ [2]

ترجمہ: اور ان کے پاس نگاہیں بچانے والی، خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی، ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی۔

جو اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی ہوں گی، اور سب سے بڑی نعمت رب کی رضا و خوشنودی ہوگی۔

وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے، ان میں سے کسی کو کوئی اختیار نہیں، اللہ ہی کے لیے پاکی ہے

وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ رَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ

وہ بلند تر ہے ہر اس چیز سے کہ لوگ شریک کرتے ہیں، ان کے سینے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ هُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَ الْاٰخِرَةِ ۫

آپ کا رب سب کچھ جانتا ہے، وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے،

وَ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ (القصص ۶۸ تا ۷۰)

اسی کے لیے فرماں روائی ہے اور اسی کی طرف تم سب پھیرے جاؤ گے۔

اے لوگو! ساتوں زمینیں و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے، جیسے فرمایا:

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ... ﴿۵۹﴾ [3]

ترجمہ: وہ جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا جو آسمان وزمین کے درمیان ہیں، پھر آپ ہی (کائنات کے تخت سلطنت) عرش پر جلوہ فرما ہوا۔

[1] الرحمٰن ۵۶ تا ۵۸

[2] الصافات ۴۹، ۴۸

[3] الفرقان ۵۹

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ... ﴿۴﴾ (۱)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہوا۔

سب خیر و شر اسی کے ہاتھ میں ہے، اسی نے طرح طرح کی مخلوقات چاہے وہ خشکی پر ہے یا سمندر میں یا آسمان پر پیدا کی ہیں اور اسی نے اپنے علم سے تمام مخلوقات کی پیدائش سے پہلے تقدیریں لکھ دیں ہیں، ان تمام کاموں میں اس کا کوئی شریک یا مددگار یا بیوی یا اولاد نہیں ہے وہ اکیلا اپنی حکمت و مشیت سے جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے، وہ مختار کل ہے کوئی اس سے جواب طلبی کرنے والا نہیں، وہ اپنے کاموں کے لئے انسانوں، فرشتوں، جنوں اور دوسرے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اوصاف، صلاحیتیں اور طاقتیں عطا فرما کر منتخب فرمالیتا ہے اور جو کام اس سے لینا ہوتا ہے لے لیتا ہے، اس کے مقابلے میں کسی کو سرے سے کوئی اختیار نہیں ہے کہ اللہ کے بندوں کو الٰہی صفات کا حامل گردان کر مشکل کشا، حاجت روا، روزی رساں، اولادیں دینے والا، دکھ، بیماری اور صحت دینے والا، قسمتوں کا بنانے اور بگاڑنے والا بنا دیں، اللہ تعالیٰ ان کے اس شرک سے پاک اور بالاتر ہے، تیرا رب خوب جانتا ہے جو یہ لوگ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، جیسے فرمایا:

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ (۲)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ، اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو اس کے لیے سب یکساں ہیں۔

وہی ایک اللہ وحدہ لاشریک ہے جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، دنیا اور آخرت میں ہر طرح کی حمد و ثنا اسی کے لئے ہے، اور دنیا کی ہر مخلوق اپنے اپنے طریقے سے اس کی حمد و ثنا بیان کر رہی ہے، ساری کائنات میں اسی کی فرمانروائی ہے، جیسے فرمایا

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ﴿۴۴﴾ (۴)

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے

---

(۱) السجدة ۴

(۲) الرعد ۱۰

(۳) التغابن ۱

(۴) بنی اسرائیل ۴۴

ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ ⑴

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے، اور یہ سب جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

...يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ⑵

ترجمہ: ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ ⑶

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، بادشاہ ہے نہایت مقدس، زبردست اور حکیم۔

تمام اختیارات اور قوتیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں، اور ایک وقت مقررہ پر تم اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے اس کی طرف پیش ہونے والے ہو تب وہ تم میں سے ہر ایک کو اس کے اچھے اور برے عمل کی جزا دے گا۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

کہہ دیجئے کہ دیکھو تو سہی اگر اللہ تعالیٰ تم پر رات ہی رات قیامت تک برابر کر دے تو سوائے اللہ کے کون معبود ہے

يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ

جو تمہارے پاس دن کی روشنی لائے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ پوچھئے! کہ یہ بھی بتادو کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی

سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ

دن رکھے تو بھی سوائے اللہ کے کوئی معبود ہے جو تمہارے پاس رات لے آئے؟ جس میں تم آرام حاصل کرو،

اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ

کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟ اسی نے تو تمہارے لیے اپنے فضل و کرم سے دن رات مقرر کر دیئے ہیں کہ تم رات میں آرام کرو

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ (القصص ۷۱ تا ۷۳)

اور دن میں اس کی بھیجی ہوئی روزی تلاش کرو، یہ اس لیے کہ تم شکر ادا کرو۔

⑴ النور ۴۱

⑵ الحشر ۲۴

⑶ الجمعۃ ۱

اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار نعمتوں میں سے صرف دو بڑی نعمتوں کا ذکر فرمایا اے نبی ﷺ! ان عقل سے پیدل لوگوں سے کہو تم لوگوں نے اپنے بے شمار معبودوں کو طرح طرح کے الٰہی اختیارات سونپ رکھے ہیں، کوئی روزی دینے والا، کوئی بارش برسانے والا، کوئی اولادیں دینے والا، کوئی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرنے والا، کوئی تندرستی اور صحت بخشنے والا ہے، مگر کبھی تم لوگوں نے اس چیز پر بھی غور وفکر کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ جس نے یہ عظیم کائنات تخلیق کی ہے اور ایک مقررہ وقت کے لئے اس کا ایک مکمل نظام بنایا ہے، جس میں رات اور دن کا نظام بھی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى... ﴿۲۹﴾ [۱]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں، اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے، سب ایک وقت مقرر تک چلے جا رہے ہیں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى... ﴿۵﴾ [۲]

ترجمہ: اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے، وہی دن پر رات اور رات پر دن کو لپیٹتا ہے اسی نے سورج اور چاند کو اس طرح مسخر کر رکھا ہے کہ ہر ایک ایک وقت مقرر تک چلے جا رہا ہے۔

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى... ﴿۳﴾ [۳]

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق، اور ایک مدت خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

اگر اللہ تمہارے کفروشرک اور بداعمالیوں کی بدولت رات اور دن کا یہ نظام ختم فرما دے اور ہمیشہ کے لئے تم پر رات طاری کر دے تو کیا اللہ کے سوا تمہارا کوئی ایسا معبود ہے جو تمہیں سورج کی روشنی عطا کر سکے جس کی روشنی وحدت میں تمہاری زندگی، زرعی اور معاشی نظام چلتا ہے، کیا تم کسی دلیل کو سمجھتے نہیں ہو؟ اور ان سے پوچھو اور اگر اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے تم پر دن قائم کر دے تو اللہ وحدہ لاشریک کے سوا تمہارے کس معبود میں یہ قدرت ہے کہ تمہیں رات لا کر دے جس میں تم سکون وراحت حاصل کر سکو؟، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ [۴]

ترجمہ: وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا، ہر اس شخص کے لیے جو سبق لینا چاہے یا شکر گزار ہونا چاہے۔

ایک مقام پر رزق کے بارے میں چیلنج فرمایا

---

[۱] لقمان ۲۹

[۲] الزمر ۵

[۳] الاحقاف ۳

[۴] الفرقان ۶۲

اَمَّنۡ هٰذَا الَّذِیۡ یَرۡزُقُکُمۡ اِنۡ اَمۡسَکَ رِزۡقَهٗ... ﴿۲۱﴾ (۱)

ترجمہ: بتاؤ! کون ہے جو تمہیں رزق دے سکتا ہے اگر رحمان اپنا رزق روک لے۔

پانی کے بارے میں چیلنج فرمایا

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ ﴿۳۰﴾ (۲)

ترجمہ: کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر تمہارے کنوؤں کا پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو اس پانی کی بہتی ہوئی سوتیں تمہیں لا کر دے گا۔

اَفَرَءَیۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِیۡ تَشۡرَبُوۡنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ ﴿۶۹﴾ لَوۡ نَشَآءُ جَعَلۡنٰهُ اُجَاجًا فَلَوۡلَا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ (۳)

ترجمہ: کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ پانی جو تم پیتے ہو، اسے تم نے بادل برسایا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے؟۔

یقیناً اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا، تو کیا تم اللہ کی نشانیوں کو دیکھتے نہیں، سوچتے نہیں کہ جب ان باطل معبودوں کو کوئی طاقت، قوت اور اختیارات حاصل نہیں تو ان کی پرستش کیوں کی جائے، یہ تو اسی کا فضل و کرم اور رحمت ہے کہ تمہارے کفر و شرک اور نافرمانیوں کے باوجود دن اور رات کا یہ نظام قائم کیا ہوا ہے تا کہ تم رات کی تاریکی، خاموشی اور ٹھنڈک میں سارے دن کی تگ و دو کے بعد سکون حاصل کرو اور رات کے سکون کے بعد دن کی روشنی میں زمین پر پھیل جاؤ اور کسب و محنت کے ذریعے اللہ کا فضل یعنی روزی تلاش کر سکو، اس لئے اس کے اس احسان پر زبان سے اس کی حمد و ثنا کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی اللہ کے عطا کردہ مال و دولت، صلاحیتوں اور توانائیوں کو اس کے احکام و ہدایات کے مطابق استعمال کرو۔

وَیَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ فَیَقُوۡلُ اَیۡنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیۡنَ کُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۷۴﴾

اور جس دن انہیں پکار کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جنہیں تم میرے شریک خیال کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟

وَنَزَعۡنَا مِنۡ کُلِّ اُمَّةٍ شَهِیۡدًا فَقُلۡنَا هَاتُوۡا بُرۡهَانَکُمۡ فَعَلِمُوۡۤا اَنَّ الۡحَقَّ لِلّٰهِ

اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ الگ کر لیں گے کہ اپنی دلیلیں پیش کرو، پس اس وقت جان لیں گے کہ حق اللہ تعالیٰ کی

وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۷۵﴾ (القصص ۷۴، ۷۵)

طرف سے ہے، اور جو کچھ افترا وہ جوڑتے تھے سب ان کے پاس سے کھو جائے گا۔

---

(۱) الملک ۲۱

(۲) الملک ۳۰

(۳) الواقعة ۶۸ تا ۷۰

اور جب اللہ تعالیٰ میدان محشر میں مشرکین کو پکار کر پوچھے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کا تم گمان رکھتے تھے؟ جیسے فرمایا

۔۔۔ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ [1] ﴿٦٦﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے سوا کچھ (اپنے خود ساختہ) شریکوں کو پکار رہے ہیں وہ نرے وہم و گمان کے پیرو ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

اور اللہ ہر امت کے پیغمبر کو اس امت سے یا اس امت کے کسی ہدایت یافتہ شخص کو جس نے اس امت میں دعوت حق کا فریضہ انجام دیا الگ کھڑا کر دے گا اور مشرکین سے پوچھے گا کہ دنیا میں میرے پیغمبروں کی دعوت توحید اور رہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کتابوں کے باوجود تم جو میرے شریک ٹھیراتے تھے اور اللہ کے ساتھ ان کی بھی عبادت کرتے تھے اس کی دلیل پیش کرو جس کی بنا پر تمہیں معاف کیا جا سکے مگر انہیں کوئی دلیل نہ سوجھے گی اور وہ دم بخود ساکت کھڑے رہیں گے اس وقت یہ یقین کر لیں گے کہ فی الواقع عبادتوں کے لائق اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور وہ سارے جھوٹ فریب ان کے کسی کام نہیں آئیں گے

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ

قارون تھا تو قوم موسیٰ سے لیکن ان پر ظلم کرنے لگا، ہم نے اسے (اس قدر) خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقتور لوگ

اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۤ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ

بہ مشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے، ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اترا مت! اللہ تعالیٰ اترانے والوں سے

لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ

محبت نہیں رکھتا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ، اور اپنے دنیوی

مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ

حصے کو بھی نہ بھول اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے، تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٧٧﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ۭ

یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے، قارون نے کہا یہ سب کچھ مجھے میری اپنی سمجھ کی بنا پر ہی دیا گیا ہے،

اَوَ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ

کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سے بستی والوں کو غارت کر دیا جو اس سے بہت زیادہ

[1] یونس ٦٦

قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا یُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۷۸ (القصص ۷۶ تا ۷۸)

قوت والے اور بہت بڑی جمع پونجی والے تھے اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کی باز پرس ایسے وقت نہیں کی جاتی۔

قارون اور اس کا انجام:

بنی اسرائیل میں ایک قارون نامی شخص تھا، وہ فرعون کے بڑے سرداروں اور مقربین میں سے ایک تھا، فرعون نے اسے اپنی قوم پر عامل مقرر کیا ہوا تھا، بجائے اس کے کہ یہ اپنی قوم پر رحم وشفقت کا برتاؤ کرتا یہ بھی قبطی سرداروں کی طرح اپنی قوم پر بہت ظلم وستم ڈھاتا تھا، جب موسیٰ علیہ السلام خلعت نبوت حاصل کر کے فرعون کو دعوت اسلام پیش کرنے کے لئے آئے تو یہ شخص ان پر ایمان لانے کے بجائے اپنے مالی مفادات کے لئے فرعون سے جاملا اور ان کے ساتھ مل کر موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہنے لگا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝۲۳ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۲۴ [۱]

ترجمہ: ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں اور کھلی دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیجا مگر انہوں نے کہا یہ ایک جادوگر ہے سخت جھوٹا۔

ایک جگہ قارون کی حیثیت یوں بیان فرمائی،

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۣ وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ [۲] ۝۳۹

ترجمہ: اور قارون وفرعون وہامان کو ہم نے ہلاک کیا، موسیٰ ان کے پاس بینات لے کر آیا مگر انہوں نے زمین میں اپنی بڑائی کا زعم کیا حالانکہ وہ سبقت لے جانے والے نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم وکرم سے اسے بہت مال و دولت عطا کیا ہوا تھا جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے خزانوں کی چابیوں کا بوجھ اتنا وزنی تھا کہ ایک طاقت ور جماعت (سات سے دس تک لوگ) بھی انہیں اٹھاتے ہوئے دقت اور گرانی محسوس کرتی اور بوجھ کی وجہ سے ادھر ادھر لڑکھڑاتے ہوئے وزن اٹھاتی تھی، مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے اس کا دماغ عرش پر پہنچ چکا تھا، غرور وتکبر میں وہ کسی کو کچھ سمجھتا ہی نہ تھا، وہ اس دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بجائے بخیل بن گیا اور دولت کو دیکھ دیکھ کر جینے لگا، اس کی قوم کے علما نے اس سے کہا اے قارون! زمین پر رہ اور غرور وتکبر کی راہ نہ اپنا، اللہ نے تمہیں جو مال واسباب دیے ہوئے ہیں اس پر اللہ کا ناشکرا نہ بن، اللہ تعالیٰ غرور وتکبر کرنے والوں اور بخیل کو پسند نہیں کرتا، تجھے تو یہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو نعمتیں عنایت کی ہیں اسے ایسی جگہوں اور راہوں پر خرچ کر جہاں اللہ پسند کرتا ہے، اس زاد راہ سے تیری آخرت سنورے گی اور وہاں تجھے اس کا بے اندازہ اجر وثواب ملے گا، ہمارا مقصد یہ نہیں کہ اس دولت سے دنیا میں کچھ عیش وعشرت حاصل نہ کر بلکہ اعتدال کے ساتھ جائز نعمتوں سے فائدہ اٹھا حلال کھا، پی اور پہن اور نکاح سے راحت حاصل کر مگر صرف اپنی ذات میں گم نہ ہو جا، جہاں اپنے نفس کا خیال رکھ وہاں اللہ نے تم پر جو حقوق رکھے ہیں انکو بھی فراموش نہ کر، اللہ

---

[۱] المومن ۲۳، ۲۴

[۲] العنکبوت ۳۹

نے تیرے مال پر تیری اولاد، عزیز و اقارب، مساکین، محرومین کا بھی حصہ رکھا ہوا ہے، اس لئے ہر حق دار کو اس کا حق ادا کر اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی شکرانے کے طور پر دوسروں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کر اور جو مفسدانہ رویہ تو نے اپنایا ہوا ہے اسے بدل دے، اللہ کی مخلوق کو ایذا پہنچانے اور انہیں حقیر سمجھنا چھوڑ دے، معصیت کا ارتکاب نہ کر اور اللہ کی زمین میں فساد نہ پھیلا اور یہ ہمیشہ یاد رکھ کہ اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا، جواب میں قارون جو الحاد کا عقیدہ رکھتا تھا اللہ نے اسے جو دنیاوی کمال عطا فرمایا تھا اس پر متکبر تھا بولا آپ لوگ اپنی وعظ و نصیحت کو اپنے پاس ہی رکھیں مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، میں ایک عقلمند، زیرک اور دانا و بینا شخص ہوں اور اسے اللہ بھی جانتا ہے اللہ نے مجھے جو علم دیا ہے اس علم کی وجہ سے مجھے اس دولت کا مستحق سمجھتے ہوئے دی ہے۔

قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِىٓ۔۔۔ ①

ترجمہ: (قارون نے) کہا کہ مجھے یہ سب کچھ میری اپنی سمجھ کی بنا پر دیا گیا ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ: عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي بِوُجُوهِ الْمَكَاسِبِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس نے کہا یہ مال مجھے کمائی کے تجربے اور علم کی بدولت ملا ہے۔ ②

وقال آخرون: عَلَى عِلْمٍ مِنَ اللَّهِ أَنِّي لَهُ أَهْلٌ

دیگر اہل علم نے اس آیت کی تفسیر میں کہا وہ کہتا تھا کہ یہ مال و دولت تو مجھے اس لیے ملا کہ میں اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق اس کا اہل اور حقدار ہوں۔ ③

جیسے فرمایا

وَلَئِنْ أَذَقْنَٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِى۔۔۔ ﴿٥٠﴾ ④

ترجمہ: مگر جوں ہی کہ سخت وقت گزر جانے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں، یہ کہتا ہے کہ میں اسی کا مستحق ہوں۔

وهذا معنى قول مجاهد: أوتيته على شرف

مجاہد رحمہ اللہ کے قول کا معنی بھی یہی ہے کہ وہ کہتا تھا یہ مال و ثروت مجھے بزرگی اور شرف کی بنا پر ملا ہے۔

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ، فِي قَوْلِهِ {إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِىٓ} قَالَ: لَوْلَا رِضَا اللَّهِ عَنِّي وَمَعْرِفَتُهُ بِفَضْلِي مَا أَعْطَانِي هَذَا

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے ''تو اس نے کہا'' یہ سب کچھ تو مجھے اس علم کی بنا پر دیا گیا ہے جو مجھ کو حاصل ہے۔'' کی تفسیر بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی نہ ہوتا اور اسے میری فضیلت معلوم نہ ہوتی تو وہ مجھے یہ مال عطا نہ فرماتا۔ ⑤

① القصص ٧٨

② تفسیر القرطبی ١٥/٣١٦، زاد المسير في علم التفسير ٣/٣٩٣، تفسير السمعانی ٤/١٥٧

③ تفسیرالبغوی ٤/٩٣

④ حم السجدة ٥٠

⑤ تفسیرطبری ١٩/٦٢٦

یعنی وہ اس کمال کو محض اپنی قابلیت کا نتیجہ سمجھا اور اب بھی اکثر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کی ترقی کا راز ان کا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونا، بہترین پلاننگ اور انتھک محنت ہے، جیسے فرمایا:

...ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ... ﴿٤٩﴾ [1]

ترجمہ: اور جب ہم اسے اپنی طرف سے نعمت دے کر ابھار دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے علم کی بنا پر دیا گیا ہے۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ ثَلاَثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى، بَدَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الأَبْرَصَ، فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ، فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا، وَجِلْدًا حَسَنًا، فَقَالَ: أَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الإِبِلُ، أَوْ قَالَ: البَقَرُ، هُوَ شَكَّ فِي ذَلِكَ: إِنَّ الأَبْرَصَ، وَالأَقْرَعَ، قَالَ أَحَدُهُمَا الإِبِلُ، وَقَالَ الآخَرُ: البَقَرُ ، فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، فَقَالَ: يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی ایک ابرص دوسرا نابینا تیسرے گنجے کو اللہ تعالیٰ نے آزمانا چاہا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا وہ فرشتہ ابرص کے پاس آکر کہنے لگا کون سی چیز تجھ کو زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا مجھ کو اچھی رنگت اور خوبصورت چمڑہ مل جائے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے دیں اور گھن نہ کریں، فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا اور خوبصورت رنگت اور اچھی کھال نکل آئی، پھر اس سے دریافت کیا تجھ کو کون سا مال محبوب ہے؟ اس نے کہا اونٹ یا گائے (راوی کو اس میں شک ہے کہ کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ مانگا اور دوسرے نے گائے) لہذا ایک گابھن اونٹنی اس کو عطا کی فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ برکت دے،

وَأَتَى الأَقْرَعَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ شَعَرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا، قَالَ: فَأَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: البَقَرُ، قَالَ: فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا، وَقَالَ: يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا،

پھر گنجے کے پاس آیا آکر کہا کہ تجھ کو کون سی چیز مرغوب ہے؟ اس نے کہا میرے اچھے بال نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے دور ہو جائے کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا اور اس کے سر پر خوبصورت بال نکل آئے، پھر پوچھا تجھ کو کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے، فرشتے نے اس کو ایک گابھن گائے دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عنایت کرے،

وَأَتَى الأَعْمَى فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: يَرُدُّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصَرِي، فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ، قَالَ: فَأَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ الغَنَمُ: فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا،

پھر اندھے کے پاس آکر پوچھا تجھ کو کیا چیز مطلوب ہے؟ اس نے کہا میری آنکھوں کو درست کر دو کہ تمام لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی، پھر فرشتہ نے دریافت کیا تجھ کو کونسا مال پیارا ہے؟ اس نے کہا بکری، لہذا

---

[1] الزمر ۴۹

اس کو ایک گابھن بکری عطا کر دی،

فَأُنْتِجَ هَذَانِ وَوَلَّد هَذَا، فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنْ إِبِلٍ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنْ غَنَمٍ، ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِينٌ، تَقَطَّعَتْ بِيَ الحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلاَ بَلاَغَ اليَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الحَسَنَ، وَالجِلْدَ الحَسَنَ، وَالمَالَ ، بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِي، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ الحُقُوقَ كَثِيرَةٌ، فَقَالَ لَهُ: كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ، فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ اللَّهُ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ،

تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے تھوڑے دنوں میں ان کے اونٹوں، گائیوں سے اور بکریوں سے جنگل بھر گیا، پھر بحکم خداوندی فرشتہ اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں میرے سفر کا تمام سامان ختم ہو گیا ہے آج میرے پہنچنے کا اللہ کے سوا کوئی ذریعہ نہیں پھر میں اللہ کے نام پر جس نے تجھے اچھی رنگ اور عمدہ کھال عنایت کی تجھ سے ایک اونٹ کا خواستگار ہوں کہ اس پر سوار ہر کر اپنے گھر پہنچ جاوں، وہ بولا یہاں سے آگے بڑھ دور ہو مجھے اور بھی بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں میرے پاس تیرے دینے کی گنجائش نہیں ہے، فرشتہ نے کہا شاید میں تجھ کو پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے؟ کیا تو مفلس نہیں تھا؟ پھر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مال عنایت فرمایا، اس نے کہا واہ! کیا خوب! یہ مال تو کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے، فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسے پہلے تھا

وَأَتَى الأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ لَهُ: مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا، فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هَذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ،

پھر فرشتہ گنجے کے پاس اسی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا، فرشتہ نے جواب دیا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کرے جس طرح پہلے تھا

وَأَتَى الأَعْمَى فِي صُورَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ وَتَقَطَّعَتْ بِيَ الحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلاَ بَلاَغَ اليَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ بَصَرِي، وَفَقِيرًا فَقَدْ أَغْنَانِي، فَخُذْ مَا شِئْتَ، فَوَاللَّهِ لاَ أَجْهَدُكَ اليَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلَّهِ، فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ، وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ

پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہو گیا ہوں آج خدا کے سوا اور تیرے سوا کوئی ذریعہ میرے مکان تک پہنچنے کا نہیں ہے میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تمہیں بینائی بخشی ہے تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کاروائی کر کے سفر پورا کروں، اس نے کہا بیشک میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرام سے مجھ کو بینائی عنایت فرمائی جتنا تیرا دل چاہے لے جا اور جتنا چاہے چھوڑ جا بخدا میں تجھ کو کسی چیز سے منع نہیں کرتا، فرشتہ نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہ چاہئے مجھے تو فقط تم تینوں کی آزمائش

منظور تھی سو ہو چکی اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو اور ان دونوں سے ناراض۔ [۱]

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا تقویٰ تو تمہاری فضیلت بن سکتا ہے مگر قوت اور مال کی فراوانی تمہاری فضیلت کا باعث نہیں، اگر یہ ہمارا معیار ہوتا تو اس سے بیشتر اس سے زیادہ مال و دولت والوں کو فضیلت دیتے اور انہیں تباہ و برباد نہ کرتے، اس لئے قارون کو اپنی دولت پر اتنا گھمنڈ کرنے اور اسے ہمارے ہاں باعث فضیلت گردانے کا کوئی جواز نہیں، اور مجرم تو ہمیشہ ہی یہی دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے لوگ ہیں، وہ کب مانا کرتے ہیں کہ ان کے اندر کوئی برائی ہے، مگر ان کی سزا ان کے اپنے اعتراف گناہ پر منحصر نہیں ہوتی، ان کا جب مواخذہ کیا جاتا ہے تو ان سے پوچھ کر نہیں پکڑا جاتا کہ بتاؤ تمہارے گناہ کیا ہیں۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا

پس قارون پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا تو دنیاوی زندگی کے متوالے کہنے لگے کاش کہ ہمیں بھی کسی

مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۝۷۹ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے یہ تو بڑا ہی قسمت کا دھنی ہے، ذی علم لوگ انہیں سمجھانے لگے کہ افسوس! بہتر چیز تو

وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا یُلَقّٰىهَاۤ

وہ ہے جو بطور ثواب انہیں ملے گی، جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، یہ بات انہی کے دل میں ڈالی جاتی ہے

اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝۸۰ (القصص ۸۰،۷۹)

جو صبر و سہار والے ہوں۔

ایک روز قارون اپنی قوم میں پوری آرائش و زینت اور خدام و حشم کے ساتھ اتراتا ہوا نکلا، تو چند ایمان کے دعوی دار مگر دنیادار لوگ قارون کی دولت و امارت اور شان و شوکت کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے، ان کے منہ میں پانی بھر آیا کہنے لگے اے کاش! ہمیں بھی وہ سب کچھ حاصل ہو جاتا جو قارون کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے کتنے شاندار نصیب لکھ دیئے ہیں، یہ تو قسمت کا دھنی ہے، ان کی باتیں سن کر اہل علم کہنے لگے تمہاری دنیا کی طلب کو دیکھ کر تمہارے حال پر تو بس افسوس ہی کیا جا سکتا ہے بیوقوفو! اللہ نے اپنے ہاں جو بے شمار پاکیزہ نعمتیں اپنے مومن اور نیک بندوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں، وہ اس ناپائیدار دنیا کے مال و دولت سے بدرجہا بہتر اور دیرپا ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ

---

[۱] صحيح بخارى كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۴۶۴، صحيح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنيا سجن للمومن وجنة للكافر ۷۴۳۱

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ تیار کیا ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا کوئی تصور آسکتا ہے۔" اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو "پس کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے، اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ کیا کرتے تھے۔"[1]

تمہیں اللہ کے ہاں درجات حاصل کرنے کے لئے اس چند روزہ زندگی کی مشکلات پر واویلا کرنے کے بجائے صبر وشکر سے گزارنا چاہیے، یاد رکھو جنت صابروں کا حصہ ہے،

قَالَ السُّدِّيُّ: وَمَا يُلَقَّى الْجَنَّةَ إِلَّا الصَّابِرُونَ. كَأَنَّهُ جَعَلَ ذَلِكَ مِنْ تَمَامِ كَلَامِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے "یہ بات انہی کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر وسہار والے ہوں۔" اس کے معنی یہ ہیں کہ جنت صرف صابر لوگوں ہی کو ملے گی، انہوں نے گویا اہل علم ہی کے کلام کو باقی حصہ قرار دیا ہے۔[2]

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ

(آخر کار) ہم نے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا اور اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کے لیے تیار نہ ہوئی

وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ اَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ

نہ وہ خود اپنے بچانے والوں میں سے ہوسکا، اور جو لوگ کل اس کے مرتبہ پر پہنچنے کی آرزومندیاں کر رہے تھے وہ آج کہنے لگے

وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ ۚ

کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی؟ اگ

لَوْ لَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ (القصص ۸۱،۸۲)

ر اللہ تعالیٰ ہم پر فضل نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا، کیا دیکھتے نہیں ہو کہ ناشکروں کو کبھی کامیابی نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ قارون کے اس بے جا غرور وتکبر پر غضبناک ہوا اور زمین کو حکم دیا کہ قارون اور اس کی دولت کو دھنسا دے چنانچہ قارون اپنے مال و دولت سمیت جس پر اسے بڑا فخر وغرور تھا جسے وہ اپنے علم کی بنا پر اپنا استحقاق سمجھتا تھا زمین میں دھنس گیا، کوئی اس کا حامی و ناصر نہ تھا جو اسے اس عذاب سے نجات دلاتا اور نہ ہی وہ اپنی مدد آپ کرسکا اور اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہا، (مولانا سیوہاروی قصص القران میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ میدان تیہ کا ہے اس لئے کہ قرآن نے اسے غرق فرعون سے متعلق واقعات کے بعد بیان کیا ہے) اللہ تعالیٰ کو تو تواضع اور عاجزی پسند ہے،

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۴۴، صحیح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا باب صفة الجنة۷۱۳۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ السَّجْدَةِ۳۱۹۷، مسند احمد ۹۶۴۹

[2] تفسیرابن کثیر ۶٫۲۵۵

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ، يَمْشِي فِي بُرْدَيْهِ قَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ، فَخَسَفَ اللهُ بِهِ الْأَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص دو چادریں پہنے اکڑ کر چل رہا تھا اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔ (۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا رَجُلٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَ فِي بُرْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ، يَخْتَالُ فِيهِمَا، أَمَرَ اللَّهُ الْأَرْضَ فَأَخَذَتْهُ، وَإِنَّهُ لَيَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص دو سبز رنگ کی چادروں میں اتراتا ہوا نکلا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کا حکم دیا تو اس نے اسے پکڑ لیا اور بلاشبہ وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔ (۲)

اب وہ لوگ جنہوں نے قارون کو قسمت کا دھنی کہا تھا اور اس جیسی دولت چاہی تھی کہنے لگے اب ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا واقعی یہ سچ ہے کہ دولت مند ہونا کچھ اللہ کی رضامندی کا سبب نہیں یہ تو اس کی حکمت ومشیت ہے کہ وہ جسے چاہے بے حد وحساب دے دے اور جسے چاہے نپا تلا دے وہ اپنی حکمتوں کو خود جانتا ہے، اور اگر ہم پر اللہ کا لطف وکرم اور احسان ہوتا تو اللہ ہمیں بھی قارون کے ساتھ زمین میں دھنسا دیتا، افسوس! ہم کو یاد نہ رہا کہ کافر دنیا وآخرت میں نجات نہیں پا سکتے، چنانچہ قارون نے دولت پا کر شکر گزاری کے بجائے ناشکری اور معصیت کا راستہ اختیار کیا تو دیکھ لو اس کا انجام کیسا ہوا۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ

آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں،

وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

پرہیزگاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے، جو شخص نیکی لائے گا اسے اس سے بہتر ملے گا اور جو برائی لے کر آئے گا

فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ

تو ایسے بداعمالی کرنے والوں کو ان کے انہی اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کرتے تھے، جس اللہ نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے

لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى

وہ آپ کو دوبارہ پہلی جگہ لانے والا ہے، کہہ دیجئے! کہ میرا رب اسے بخوبی جانتا ہے جو ہدایت لایا ہے

---

(۱) صحیح مسلم كتاب اللباس والزينة بَابُ تَحْرِيمِ التَّبَخْتُرِ فِي الْمَشْيِ مَعَ إِعْجَابِهِ بِثِيَابِهِ ۵۴٦۷، صحيح بخارى كتاب اللباس بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الخُيَلاَءِ ۵۷۹۰ ،مسندابی یعلی ٦۳۳۴

(۲) مسنداحمد ۱۱۳۵٦

وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ (القصص ۸۳ تا ۸۵)

اور اس سے بھی جو کھلی گمراہی میں ہے۔

ہم جنت اور آخرت کی نعمتیں صرف انہی لوگوں کو عطا کریں گے جن کے دل فخر وغرور سے خالی ہوں گے، جو لوگ اللہ کی زمین پر سرکشی کرنے اور جبار و متکبر بن کر رہنے کے بجائے دنیا کی زندگی تواضع، فروتنی، عاجزی اور اخلاق کے ساتھ گزار دیں،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ،قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ:إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جائے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور و گھمنڈ ہو گا، ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک آدمی چاہتا ہے اس کا جوتا اچھا ہو اور کپڑے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی غرور و گھمنڈ ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، نہیں، یہ تو خوبصورتی ہے، اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔ [۱]

اور جو کسی معاملہ میں حق سے تجاوز نہیں کرتے، اور بہترین انجام تو اللہ سے غائبانہ ڈرنے اور نافرمانی سے پرہیز کرنے والوں کا ہے، جو ہمارے پاس دنیا سے نیکیاں، بھلائیاں کما کر لائے گا یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد صحیح طور پر سرانجام دے کر آئے گا اللہ اسے ان نیکیوں سے بہتر اجر و ثواب عطا فرمائے گا جو کم از کم دس گنا تو ضرور ہی ہے اور جس کے لئے اللہ چاہیے گا اس سے بھی زیادہ، کہیں زیادہ عطا فرمائے گا ،اور جو اعمال بد کما کر لائے گا اسے اس کے عین مطابق بدلہ دیا جائے گا، جیسے فرمایا

مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ [۲]

ترجمہ: جو اللہ کے حضور نیکی لے کر آئے گا اس کے لئے دس گناہ اجر ہے اور جو بدی لے کر آئے گا اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا اس نے قصور کیا ہے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ [۳]

ترجمہ: اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔

مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ [۴]

[۱] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ ۲۶۵

[۲] الانعام ۱۶۰

[۳] البقرة ۲۶۱

[۴] النمل ۹۰،۸۹

ترجمہ: جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اس سے زیادہ بہتر صلہ ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے اور جو برائی لیے ہوئے آئے گا ایسے سب لوگ اوندھے منہ آگ میں پھینکے جائیں گے، کیا تم لوگ اس کے سوا کوئی اور جزا پا سکتے ہو کہ جیسا کرو ویسا بھرو؟۔

اے نبی ﷺ! قرآنی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانے اور اس کی رہنمائی میں دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری آپ کو سونپی گئی ہے اور آپ سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، جیسے فرمایا

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۶ (۱)

ترجمہ: پس یہ ضرور ہو کر رہنا ہے کہ ہم ان لوگوں سے باز پرس کریں جن کی طرف ہم نے پیغمبر بھیجے ہیں اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں (کہ انہوں نے پیغام رسانی کا فرض کہاں تک انجام دیا اور انہیں اس کا کیا جواب ملا)۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ... ۝۱۰۹ (۲)

ترجمہ: جس روز اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا۔

...وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ... ۝۶۹ (۳)

ترجمہ: انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے۔

اور اللہ آپ کو اس مرتبے پر پہنچانے والا ہے جس کا تصور بھی یہ لوگ آج نہیں کر سکتے، مشرکین نبی ﷺ کو ان کے آبائی مشرکانہ مذہب سے انحراف کی بنا پر گمراہ سمجھتے تھے، ان کو جواباً فرمایا کہ اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دو کہ اللہ علام الغیوب خوب جانتا ہے کہ گمراہ میں ہوں جو اللہ کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہوں یا تم ہو جو اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو قبول نہیں کر رہے؟

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ

آپ کو تو کبھی اس کا خیال بھی نہ گزرا تھا کہ آپ کی طرف کتاب نازل فرمائی جائے گی لیکن یہ آپ کے رب کی مہربانی سے اترا،

فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۸۶ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

اب آپ کو ہر گز کافروں کا مددگار نہ ہونا چاہیے، خیال رکھیئے کہ یہ کفار آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تبلیغ سے روک نہ دیں

بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۸۷

اس کے بعد کہ یہ آپ کی جانب اتاری گئیں، تو اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوں،

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ پکارنا بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اس کا

(۱) الاعراف ۶

(۲) المائدۃ ۱۰۹

(۳) الزمر ۶۹

إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾ (القصص۸۶تا۸۸)

منہ (اور ذات) اسی کے لیے فرماں روائی ہے اور تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! نبوت سے قبل آپ کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ آپ کو رسالت کے لئے چنا جائے گا اور آپ پر کتاب الٰہی کا نزول ہو گا ،جیسے فرمایا

قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦﴾ [1]

ترجمہ:اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ان سے کہو کہ اگر اللہ نے یہ نہ چاہا ہوتا تو میں کبھی یہ قرآن تمہیں نہ سناتا بلکہ اس کی خبر تک وہ تم کو نہ دیتا آخر میں اس سے پہلے ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں کیا اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔

...مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ... ﴿٥٢﴾ [2]

ترجمہ:اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! تم جانتے تک نہ تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے مگر ہم نے اس وحی کو ایک نور بنا دیا جس سے ہم رہنمائی کرتے ہیں اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں۔

یہ حکمتوں سے بھرپور کتاب تو محض تمہارے رب کی رحمت سے تم پر نازل ہوئی ہے، کفار و مشرکین کے شور وغوغا،ان کی مخالفت ورکاوٹیں اور ایذارسانی کے باوجود آپ اپنی پوری تن دہی اور یکسوئی سے رب کی طرف بلانے کا کام کرتے رہیں،اور ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ کفار ومشرکین آپ کو اس کی تبلیغ واشاعت سے اور ان کے مطابق عمل کرنے سے باز رکھ سکیں،چنانچہ آپ ہر طرف سے بے خوف ہو کر لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیں اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوں،اور اللہ کے سوا کسی اور کی دعا کے ذریعے،نذرونیاز کے ذریعے،اور قربانی کے ذریعے سے عبادت نہ کرنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے،اللہ خالق کائنات کے سوا کائنات کی ہر چیز ایک مقررہ وقت پر تباہ وبرباد ہونے والی ہے،جیسے فرمایا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ [3]

ترجمہ:ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل وکریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ، كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلاَ اللَّهَ بَاطِلُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہو وہ ہے جو لبید نے کہی ہے خبردار! سن لو اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔[4]

[1] یونس۱۶

[2] الشوری ۵۲

[3] الرحمٰن۲۶،۲۷

[4] صحیح بخاری کتاب مناقب الأنصار بَابُ أَيَّامِ الجَاهِلِيَّةِ۳۸۴۱،صحیح مسلم کتاب الشِّعْرِ باب فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ الاشعار۵۸۸۸،جامع ترمذی أَبْوَابُ الأَدَبِ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ۲۸۴۹،سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ

کائنات کی فرمانروائی اس کا حق ہے وہ جو چاہے نافذ ہوتا ہے اور اسی کا حکم جس کا وہ ارادہ کرے چلتا ہے، اور ایک وقت مقررہ پر تم سب اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہو تا کہ وہ نیکوں کو ان کی نیکیوں کی جزا اور بدکاروں کو ان کی بدیوں کی سزا دے۔

مضامین سورۂ الروم:

سورہ کے شروع میں سلطنت روم جو عروج پر تھی مشرک ایرانیوں کے ہاتھوں شکست اور پھر دوبارہ غلبہ کی عظیم پیش گوئی کی گئی جو حرف بحرف سچی ثابت ہوئی، رومیوں نے نو سالوں میں ایرانیوں کے جاہ و جلال کو اپنے پیروں تلے روند ڈالا اور سلطنت ایران کے قلب میں رومی جھنڈا گاڑ دیا، انسانوں کو بتایا گیا کہ عقیدہ آخرت سے لاتعلقی کی بنا پر انسان غلط اندازے لگا کر ان پر اندھا اعتماد کر لیتا ہے حالانکہ عقیدہ آخرت کسی بھی انسان کو سیدھے راستے پر چلانے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے، پھر توحید کی تعلیم دے کر شرک جو فطرت سلیمہ کے برعکس ہے کی نفی کی گئی، اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت کا لمبا ذکر ہے پھر بارش کی مثال دی گئی کہ جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اور اس میں ہرا بھرا سبزا لہلہانے لگتا ہے بالکل ایسے ہی جب انسان رب کی رحمت میں آجاتا ہے تو پھر اس انسان سے ہر طرف خیر و نیکی ہی پھیلتی ہے، اس لئے بزرگوں کے خود ساختہ رسم و رواج اور مذہب سے تائب ہو کر اسلام کے دائرہ میں داخل ہو کر رب سے اپنے گناہوں لغزشوں کی توبہ کر لینی چاہیے ورنہ موت کے بعد تو توبہ نہیں کی جا سکتی جس کا نتیجہ رب کا ہولناک دائمی عذاب ہے، منکرین آخرت کی ذلت و رسوائی کا ذکر ہے کہ وہاں کوئی سفارشی کام نہ آئے گا، اعمال صالحہ میں ایمان، اعمال صالحہ، مصیبتوں پر صبر، مساکین و یتیموں اور قرابت داروں کے حقوق کی وضاحت فرمائی گئی اور کفریہ باطل اعمال سے بچنے کی تلقین فرمائی، اس کے علاوہ فرقہ واریت کی مذمت فرمائی، سود اور زکواۃ کا فرق واضح کیا گیا۔

غلبہ روم اور غلبہ اسلام، دو معجزاتی پیشگوئیاں:

نبی کریم ﷺ کی نبوت سے آٹھ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ قیصر ماریس **Mauric** کے خلاف بغاوت ہوئی اور ایک شخص فوکاس **Fhocas** تخت سلطنت پر قابض ہو گیا اس شخص نے پہلے تو قیصر کی آنکھوں کے سامنے اس کے پانچ بیٹوں کو قتل کرایا پھر خود قیصر کو قتل کرا کر باپ بیٹوں کے سر قسطنطنیہ میں برسر عام لٹکوا دیے اور اس کے چند روز بعد اس کی بیوی اور تین لڑکیوں کو بھی مروا ڈالا، اس واقعہ سے ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو روم پر حملہ آور ہونے کے لئے بہترین اخلاقی بہانہ مل گیا، قیصر ماریس اس کا محسن تھا اسی کی مدد سے پرویز کو ایران کا تخت نصیب ہوا تھا اسے وہ اپنا باپ کہتا تھا اس بنا پر اس نے اعلان کیا کہ میں غاصب فوکاس سے اس ظلم کا بدلہ لوں گا جو اس نے میرے مجازی باپ اور اس کی اولاد پر ڈھایا ہے۔ ۶۰۳ء میں اس نے سلطنت روم کے خلاف جنگ کا آغاز کیا اور چند سال کے اندر وہ فوکاس کی فوجوں کو پے در پے شکستیں دیتا ہوا ایک طرف ایشائے کوچک میں ایڈیسا (موجودہ اورفا) تک اور دوسری طرف شام میں حلب اور انطاکیہ تک پہنچ گیا، روم کے اعیان سلطنت یہ دیکھ کر کہ فوکاس ملک کو نہیں بچا سکتا افریقہ کے گورنر سے مدد کے طالب ہوئے، اس نے اپنے بیٹے ہرقل **Heraclius** کو ایک طاقتور بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ بھیج دیا اس کے پہنچتے ہی فوکاس معزول کر دیا گیا اس کی جگہ ہرقل قیصر بنایا گیا اور اس نے برسر اقتدار آ کر فوکاس کے ساتھ وہی کچھ کیا جو اس نے ماریس کے ساتھ کیا تھا، یہ ۶۱۰ء کا واقعہ ہے اور یہ وہی

الشِّعْرِ ۳۷۵۷، مسند احمد ۱۰۰۷۴

سال ہے جس میں نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت پر سرفراز ہوئے، خسرو پرویز نے جس اخلاقی بہانے کو بنیاد بنا کر جنگ چھیڑی تھی، فوکاس کے عزل اور قتل کے بعد وہ ختم ہو چکا تھا، اگر واقعی اس کی جنگ کا مقصد غاصب فوکاس سے اس کے ظلم کا بدلہ لینا ہوتا تو اس کے مارے جانے پر اسے نئے قیصر سے صلح کر لینی چاہئے تھی مگر اس نے پھر بھی جنگ جاری رکھی اور اب اس جنگ کو اس نے مجوسیت اور مسیحیت کی مذہبی جنگ کا رنگ دے دیا، عیسائیوں کے جن فرقوں (نسطوری اور یعقوبی) کو رومی سلطنت کے سرکاری کلیسا نے ملحد قرار دے کر سالہاسال سے تختۂ مشق ستم بنا رکھا تھا ان کی ساری ہمدردیاں بھی مجوس حملہ آوروں کے ساتھ ہو گئیں، اور یہودیوں نے بھی مجوسیوں کا ساتھ دیا حتی کہ خسرو پرویز کی فوج میں بھرتی ہونے والے یہودیوں کی تعداد چھبیس ہزار تک پہنچ گئی، ہرقل آ کر اس سیلاب کو روک نہ سکا، تخت نشین ہوتے ہی پہلی اطلاع جو اسے مشرق سے ملی وہ انطاکیہ پر ایرانی قبضے کی تھی، اس کے بعد ۶۱۳ء میں دمشق فتح ہوا پھر ۶۱۴ء میں بیت المقدس پر قبضہ کر کے ایرانیوں نے مسیحی دنیا پر قیامت ڈھا دی، نوے ہزار عیسائی اس شہر میں قتل کیے گئے، ان کا سب سے زیادہ مقدس کلیسا، کینستہ القیامہ **Holy Sepuichre** برباد کر دیا گیا، اصلی صلیب جن کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ اسی پر مسیح نے جان دی تھی مجوسیوں نے چھین کر مدائن پہنچا دی، لاٹ پادری زکریا کو بھی وہ پکڑ لے گئے اور شہر کے تمام بڑے بڑے گرجوں کو انہوں نے مسمار کر دیا اس فتح کے بعد ایک سال کے اندر اندر ایرانی فوجیں اردن، فلسطین اور جزیرہ نمائے سینا کے پورے علاقے پر قابض ہو کر حدود مصر تک پہنچ گئیں، یہ وہ زمانہ تھا جب مکہ مکرمہ میں ایک اور اس سے بدرجہا زیادہ تاریخی اہمیت رکھنے والی جنگ برپا تھی، یہاں توحید کے علمبردار محمد ﷺ کی قیادت میں اور شرک کے پیروکار سرداران قریش کی رہنمائی میں ایک دوسرے سے برسر جنگ تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ۶۱۵ء میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنا گھر بار چھوڑ کر حبش کی عیسائی سلطنت میں (جو روم کی حلیف تھی) پناہ لینی پڑی، اس وقت سلطنت روم پر ایران کے غلبے کا چرچا ہر زبان پر تھا، مکے کے مشرکین اس پر بغلیں بجا رہے تھے اور مسلمانوں سے کہتے تھے کہ دیکھو ایران کے آتش پرست فتح پا رہے ہیں اور وحی و رسالت کے ماننے والے عیسائی (جو خود کو تورات وانجیل کی طرف منسوب کرتے تھے) شکست پر شکست کھاتے چلے جا رہے ہیں، اسی طرح ہم عرب کے بت پرست بھی تمہیں اور تمہارے دین کو مٹا کر رکھ دیں گے، ان حالات میں قرآن مجید کی سورۂ روم نازل ہوئی اور اس میں یہ پیشین گوئی کی گئی کہ قریب کی سرزمین میں رومی مغلوب ہو گئے ہیں مگر اس مغلوبیت کے بعد چند سال کے اندر ہی وہ غالب آ جائیں گے اور وہ دن وہ ہوگا جب کہ اللہ کی دی ہوئی فتح سے اہل ایمان خوش ہو رہے ہوں گے، اس میں ایک کے بجائے دو پیشین گوئیاں تھیں ایک یہ کہ رومیوں کو غلبہ نصیب ہوگا دوسری یہ کہ مسلمانوں کو بھی اسی زمانے میں فتح حاصل ہوگی، بظاہر دور دور تک کہیں اس کے آثار موجود نہ تھے کہ ان میں سے کوئی ایک پیشین گوئی بھی چند سال کے اندر پوری ہو جائے گی، ایک طرف مٹھی بھر مسلمان تھے جو مکے میں مارے اور کھدیڑے جا رہے تھے اور اس پیشین گوئی کے بعد بھی آٹھ سال تک ان کے لئے غلبہ وفتح کا کوئی امکان کسی کو نظر نہ آتا تھا، دوسری طرف روم کی مغلوبیت روز بروز بڑھتی چلی گئی، ۶۱۹ء تک پورا مصر ایران کے قبضہ میں چلا گیا اور مجوسی فوجوں نے طرابلس کے قریب پہنچ کر اپنے جھنڈے گاڑ دیئے، ایشیائے کوچک میں ایرانی فوجیں رومیوں کو مارتی دباتی باسفورس کے کنارے تک پہنچ گئیں اور ۶۱۷ء میں انہوں نے عین قسطنطنیہ کے سامنے خلقدون **Chalcedon** (موجودہ قاضی کوئی) پر قبضہ کر لیا، قیصر نے خسرو کے پاس ایلچی بھیج کر نہایت عاجزی کے ساتھ درخواست کی کہ میں ہر قیمت پر صلح کرنے کے لئے تیار ہوں مگر اس نے جواب دیا کہ اب میں قیصر کو اس وقت

تک امان نہ دوں گا جب تک وہ پابزنجیر میرے سامنے حاضر نہ ہو اور اپنے خدائے مصلوب کو چھوڑ کر خداوند آتش کی بندگی نہ اختیار کر لے ،آخر کار قیصر اس حد تک شکست خوردہ ہو گیا کہ اس نے قسطنطنیہ چھوڑ کر قرطاجنہ **Carthage** (موجودہ ٹیونس) منتقل ہو جانے کا ارادہ کر لیا، مورخ گبن کے بقول قرآن مجید کی اس پیشین گوئی کے بعد بھی سات آٹھ برس تک حالات ایسے تھے کہ کوئی شخص یہ تصور تک نہ کر سکتا تھا کہ رومی سلطنت ایران پر غالب آ جائے گی بلکہ غلبہ تو درکنار اس وقت تو کسی کو یہ امید بھی نہ تھی کہ اب یہ سلطنت زندہ رہ جائے گی،

فخرج بها أبو بكر الى المشركين وقال لتظهرنّ الروم على فارس بعد بضع سنين فقال أبي بن خلف كذبت فتراهنا على عشر قلائص من كل واحد منهما وجعلا الاجل ثلاث سنين فأخبر أبو بكر رسول الله صلّى الله عليه وسلم بذلك فقال زد فى الخطر وأبعد فى الاجل فجعلا مائة قلوص الى تسع سنين

قرآن مجید کی یہ آیات جب نازل ہوئیں تو کفار مکہ نے ان کا خوب مذاق اڑایا اور ابی بن خلف بعض روایت کے مطابق ابوجہل نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے شرط باندھی کہ اگر تین سال کے اندر رومی غالب آ گئے تو دس اونٹ میں دوں گا ورنہ دس اونٹ تم کو دینے ہوں گے ،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شرط کا جب علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ قرآن میں فِي بِضْعِ سِنِينَ کے الفاظ آئے ہیں جن کا اطلاق دس سے کم پر ہوتا ہے اس لئے دس سال کے اندر کی شرط کر و اور اونٹوں کی تعداد بڑھا کر سو کر دو ،چنانچہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف سے پھر بات کی اور نئے سرے سے یہ شرط طے ہوئی کہ دس سال کے اندر فریقین میں سے جس کی بات غلط ثابت ہو گی وہ سو اونٹ دے گا، ۶۲۲ء میں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور ادھر قیصر ہرقل خاموشی کے ساتھ قسطنطنیہ سے بحر اسود کے راستے طرابزون کی طرف روانہ ہوا جہاں اس نے ایران پر پشت کی طرف سے حملہ کرنے کی تیاری کی، اس جوابی حملے کی تیاری کے لئے قیصر نے کلیسا سے روپیہ مانگا اور مسیحی کلیسا کے اسقف اعظم سرجیس **Sergius** نے مسیحیت کو مجوسیت سے بچانے کے لئے گرجاؤں کے نذرانوں کی جمع شدہ دولت سود پر قرض دی، ہرقل نے اپنا حملہ ۶۲۳ء میں ارمینیا سے شروع کیا اور دوسرے سال ۶۲۴ء میں اس نے آذربائیجان میں گھس کر زرتشت کے مقام پیدائش ارمیاہ **Clorumia** کو تباہ کر دیا اور ایرانیوں کے سب سے بڑے آتش کدے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، اللہ کی قدرت کہ یہی وہ سال تھا جس میں مسلمانوں کو بدر کے مقام پر پہلی مرتبہ مشرکین کے مقابلے میں فیصلہ کن فتح نصیب ہوئی۔ [1]

اس طرح وہ دونوں پیشین گوئیاں جو سورۂ روم میں کی گئی تھیں دس سال کی مدت ختم ہونے سے پہلے (ساتویں سال) بیک وقت پوری ہو گئیں، پھر روم کی فوجیں ایرانیوں کو مسلسل دباتی چلی گئیں، نینویٰ کی فیصلہ کن لڑائی ۶۲۷ء میں انہوں نے سلطنت ایران کی کمر توڑ دی، اس کے بعد شاہان ایران کی قیام گاہ دستگرد (دسکرۃ الملک) کو تباہ کر دیا گیا اور آگے بڑھ کر ہرقل کے لشکر عین طیسفون **Ctesiphon** کے سامنے پہنچ گئے جو اس وقت ایران کا دارالسلطنت تھا، ۶۲۸ء میں خسرو پرویز کے خلاف گھر میں بغاوت رونما ہوئی وہ قید کیا گیا اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے اٹھارہ بیٹے قتل کر دیئے گئے اور چند روز بعد وہ خود قید کی سختیوں سے ہلاک ہو گیا، یہی سال تھا جس میں صلح حدیبیہ واقع ہوئی جسے قرآن فتح عظیم کے نام سے تعبیر کرتا ہے، اور یہی سال تھا جس میں خسرو کے بیٹے قباد ثانی نے تمام رومی مقبوضات سے دست بردار ہو کر اور اصلی صلیب واپس کر کے روم سے صلح کر لی، ۶۲۹ء میں قیصر مقدس صلیب کو اس کی جگہ رکھنے کے لئے خود بیت المقدس

---

[1] جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الرُّومِ ۳۱۹۲

گیااور اسی سال نبی کریم ﷺ عمرۃ القضاادا کرنے کے لئے ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے،اس کے بعد کسی کے لئے بھی اس امر میں شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی کہ قرآن کی پیشین گوئی بالکل سچی تھی

وَأَسْلَمَ عِنْدَ ذَٰلِكَ نَاسٌ كَثِيرٌ

عرب کے بکثرت مشرکین اس پر ایمان لے آئے۔ (۱)

ابی بن خلف کے وارثوں کو ہار مان کر شرط کے اونٹ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنے پڑے، وہ انہیں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے حکم فرمایا کہ انہیں صدقہ کر دیا جائے، کیونکہ شرط اس وقت ہوئی تھی جب شریعت میں جوئے کی حرمت کا حکم نہیں آیا تھا، مگر اب حرمت کا حکم آ چکا تھا اس لئے حربی کافروں سے شرط کا مال تو لے لینے کی اجازت دے دی گئی مگر ہدایت کی گئی کہ اسے خود استعمال کرنے کے بجائے صدقہ کر دیا جائے۔ (۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ

الف، لام، میم، رومی مغلوب ہو گئے ہیں نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے

سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ

چند سال میں ہی، اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، اس روز مسلمان

يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾

شادمان ہوں گے اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے، اصل غالب اور مہربان وہی ہے،

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ يَعْلَمُوْنَ

اللہ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، وہ تو (صرف) دنیاوی زندگی کے

ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا

ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں، اور آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں، کیا ان لوگوں نے اپنے دل میں

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

یہ غور نہیں کیا؟ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کو بہترین قرینے سے مقرر وقت تک

(۱) جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الرُّومِ ۳۱۹۴

(۲) تفہیم القرآن ۲۴۷تا۳/۲۸

وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ (الروم ا تا ۸)

کے لیے (ہی) پیدا کیا ہے، ہاں اکثر لوگ یقیناً اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔

معرکہ روم وفارس:

ا،ل،م، فارس کی آتش پرست حکومت رومی عیسائی حکومت پر غالب آ گئی ہے مگر اپنی اس مغلوبیت کے چند سال بعد رومی عیسائی حکومت آتش پرست ایرانیوں پر غالب آجائیں گے،

عَنْ نِيَارِ بْنِ مُكْرَمٍ الأَسْلَمِيِّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ {الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ فِيٓ أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ،

فَكَانَتْ فَارِسُ يَوْمَ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ قَاهِرِينَ لِلرُّومِ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُحِبُّونَ ظُهُورَ الرُّومِ عَلَيْهِمْ لأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ، وَفِي ذَلِكَ قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: {وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ} فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُحِبُّ ظُهُورَ فَارِسَ لأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ لَيْسُوا بِأَهْلِ كِتَابٍ وَلاَ إِيمَانٍ بِبَعْثٍ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ الآيَةَ، خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَصِيحُ فِي نَوَاحِي مَكَّةَ {الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ فِيٓ أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ} قَالَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ لأَبِي بَكْرٍ: فَذَلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، زَعَمَ صَاحِبُكَ أَنَّ الرُّومَ سَتَغْلِبُ فَارِسَ فِي بِضْعِ سِنِينَ، أَفَلاَ نُرَاهِنُكَ عَلَى ذَلِكَ، قَالَ: بَلَى، وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الرِّهَانِ

نیار بن مکرم اسلمی سے مروی ہے جب یہ آیات ”الف، لام، میم، رومی مغلوب ہو گئے ہیں نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے چند سال میں ہی۔“ نازل ہوئیں تو ایرانی رومیوں پر غالب تھے اور مسلمان یہ چاہتے تھے کہ رومیوں کو ایرانیوں سے غلبہ حاصل ہو جائے کیونکہ یہ دونوں (مسلمان اور رومی) کتاب والے تھے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور وہ دن وہ ہوگا جبکہ اللہ کی بخشی ہوئی فتح پر مسلمان خوشیاں منائیں گے، اللہ نصرت عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ زبردست اور رحیم ہے۔“ اور قریش اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ایرانی غالب آجائیں کیونکہ یہ دونوں اہل کتاب نہیں تھے اور نہ ہی ان کا دوبارہ زندہ کیے جانے ہی پر ایمان تھا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق نے مکہ مکرمہ کی گلیوں، بازاروں میں ان کی تلاوت شروع کر دی ”ا،ل،م، رومی قریب کی سرزمین میں مغلوب ہو گئے ہیں، اور اپنی اس مغلوبیت کے بعد چند سال کے اندر وہ غالب ہو جائیں گے۔“ تو قریش کے کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ اسی کو اپنے اور تمہارے درمیان طے کرتے ہیں، تمہارے نبی کا دعویٰ ہے کہ چند سالوں میں رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے تو کیا اس پر بات پر ہم آپ سے شرط نہ لگالیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیوں نہیں، لیکن یاد رہے یہ بات شرط حرام ہونے سے قبل کی ہے،

فَارْتَهَنَ أَبُو بَكْرٍ وَالْمُشْرِكُونَ وَتَوَاضَعُوا الرِّهَانَ، وَقَالُوا لأَبِي بَكْرٍ: كَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعُ ثَلاَثُ سِنِينَ إِلَى تِسْعِ سِنِينَ، فَسَمِّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَسَطًا تَنْتَهِي إِلَيْهِ، قَالَ: فَسَمَّوْا بَيْنَهُمْ سِتَّ سِنِينَ، قَالَ: فَمَضَتِ السِّتُّ سِنِينَ قَبْلَ أَنْ يَظْهَرُوا، فَأَخَذَ الْمُشْرِكُونَ رَهْنَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ، فَعَابَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ

تَسْمِيَةَ سِتِّ سِنِينَ، لأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ فِي بِضْعِ سِنِينَ، قَالَ: وَأَسْلَمَ عِنْدَ ذَلِكَ نَاسٌ كَثِيرٌ

الغرض سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مشرکین نے آپس میں شرط رکھ لی، پھر انہوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا البِضْعُ کا لفظ تو تین سے نو تک کے لیے استعمال ہوتا ہے لہذا آپ ان میں سے کسی ایک متوسط کا نام لے کر اسے متعین کر دیں، تاہم اس طرح چھ سال کی مدت کا تعین کر لیا گیا، راوی کا بیان ہے کہ چھ سال گزر گئے اور رومی غالب نہ آئے تو انہوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بطور شرط رکھے ہوئے مال کو لے لیا، پھر جب ساتواں سال شروع ہوا تو رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے، اور چھ سال کی مدت کے تعین کی وجہ سے مسلمانوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو فِي بِضْعِ سِنِيْنَ کے الفاظ استعمال فرمائے تھے، بہر حال ساتویں سال رومیوں کے غلبے کو دیکھ کر بہت سے لوگ قرآن مجید کی اس پیش گوئی کی صداقت کی وجہ سے مسلمان ہو گئے تھے۔[1]

فرمانروائی اللہ ہی کی ہے، اس نے ہی اپنی مشیت وحکمت سے رومیوں کو شکست اور آتش پرستوں کو فتح نصیب کی ہے اور بعد میں بھی وہی آتش پرستوں کو شکست اور رومیوں کو فتح ونصرت سے ہمکنار کرے گا اور رومیوں کا یہ غلبہ اس دن ہو گا جب مسلمان غزوہ بدر ۶۲۴ء میں اللہ کی بخشی ہوئی عظیم فتح پر دوہری خوشیاں منائیں گے اور مشرکین سوگ منا رہے ہوں گے (اور یہ قرآن مجید کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے) اللہ وحدہ لاشریک ہی عزت وغلبہ کا مالک ہے وہ جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا اور ذلیل ورسوا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت سے سرفراز کرتا ہے، جیسے فرمایا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾[2]

ترجمہ: کہو! پروردگار! ملک کے مالک! تو جسے چاہے، حکومت دے اور جس سے چاہے، چھین لے۔ جسے چاہے، عزّت بخشے اور جس کو چاہے، ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اور وہ اپنے مومن بندوں پر بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے، اس لئے تم اللہ کے اس وعدے پر یقین رکھو اور اسے حتمی سمجھو اس مدت کے اندر یہ وعدہ یقیناً پورا ہو کر رہے گا اور اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، جیسے فرمایا

۔۔۔وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿٢٠﴾[3]

ترجمہ: یہ اللہ کا وعدہ ہے، اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

مگر اکثر لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا وعدہ حق ہے، لوگ تو اللہ مسبب الاسباب پر نہیں صرف دنیاوی زندگی کے اسباب ووسائل پر ہی نظر رکھتے ہیں لیکن آخرت پر دلالت کرنے والے آثار وشواہد سے غافل ہیں،

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: وَاللَّهِ لَبَلَغَ مِنْ أَحَدِهِمْ بِدُنْيَاهُ أَنَّهُ يَقْلِبُ الدِّرْهَمَ عَلَى ظُفْرِهِ، فَيُخْبِرُكَ بِوَزْنِهِ، وَمَا يُحْسِنُ أَنْ يُصَلِّيَ

---

[1] جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الرُّومِ ۳۱۹۴

[2] آل عمران ۲۶

[3] الزمر ۲۰

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ واللہ! کئی شخص دنیاداری میں اس قدر ماہر ہوتے ہیں کہ وہ اگر چاہیں تو ناخن پر درہم رکھ کر اس کاوزن بتادیں مگر انہیں اچھے طریقے سے نماز پڑھنی نہیں آتی۔ (١)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: {يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ} يَعْنِي: الْكُفَّارُ، يَعْرِفُونَ عُمْرَانَ الدُّنْيَا وَهُمْ فِي أَمْرِ الدِّينِ جُهَّالٌ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ''لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کافر دنیا اور اس کے ساز وسامان کے بارے میں تو بہت کچھ جانتے ہیں مگر امور دین کے بارے میں یہ جاہل ہیں۔ (٢)

کیا تکذیب کرنے والوں نے کبھی اپنے وجود پر غور وفکر نہیں کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ انہیں عدم سے وجود میں لایا؟ اور پھر پانی کے ایک حقیر قطرے سے اس کی تخلیق کی اور اس کی نسل کو بڑھایا۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۚ ⁽٨⁾ (٣)

ترجمہ: پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۙ ⁽٢٠⁾ (٤)

ترجمہ: کیا ہم نے ایک حقیر پانی سے تمہیں پیدا نہیں کیا۔

پھر اللہ نے زمین اور وسیع وعریض آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں ایک خاص مقصد کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے، جیسے فرمایا

...لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا... ۙ ⁽٢⁾ (٥)

ترجمہ: تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

اور ایک خاص وقت تک کے لئے پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى... ⁽٢⁾ (٦)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا اور اس نے آفتاب وماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا اس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقت مقرر تک کے لیے چل رہی ہے۔

(١) تفسیر ابن ابی حاتم ٩/٣٠٨٨

(٢) تفسیر طبری ٢٠/٧٦

(٣) السجدة ٨

(٤) المرسلات ٢٠

(٥) الملک ٢

(٦) الرعد ٢

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى... ③ (1)

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مدت خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

یعنی اگر وہ اپنی تخلیق اور کائنات اور اس کے نظام پر غور کرتے جس کا ذرہ ذرہ اپنے خالق کی الوہیت، ربوبیت اور قدرت کاملہ کو بیان کر رہا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی الوہیت و ربوبیت اور اس کی قدرت کاملہ کا انہیں ادراک ہو جاتا اور وہ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لے آتے، مگر کائنات کے نظام میں غور و فکر کے فقدان کی وجہ سے اکثر لوگ حیات بعد الموت اور میدان محشر میں اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونے کے منکر ہیں اور اس بڑے دن کے لئے کوئی تیاری نہیں کر رہے۔

اَوَ لَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا (برا) ہوا؟

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ وَ عَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا

وہ ان سے بہت زیادہ توانا (اور طاقتور) تھے اور انہوں نے (بھی) زمین بوئی جوتی تھی اور ان سے زیادہ آباد کی تھی،

وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ

اور ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر آئے تھے، یہ تو ناممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظلم کرتا لیکن (دراصل)

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ؕ ۹ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا

وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، پھر آخرش برا کرنے والوں کا بہت ہی برا انجام ہوا اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۱۰ ع (الروم ۱۰،۹)

جھٹلاتے تھے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔

اس زمین میں بیشمار قومیں آباد ہوئیں، اللہ نے ہر قوم، ہر بستی میں ان کی رشد و ہدایت کے لئے انہی میں سے رسول مبعوث فرمائے، مگر ہر قوم نے یا تو آخرت کا انکار کیا یا اس سے غافل ہو کر رہی یا حیات بعد الموت کے متعلق ایسے غلط عقیدے ایجاد کر لئے جن سے آخرت کا عقیدہ بے معنی ہو کر رہ گیا، اس عقیدے کے انکار سے لوگوں کے اخلاق بگڑ گئے اور وہ اپنے آپ کو غیر ذمہ دار سمجھ کر شتر بے مہار بن گئے اور انہوں نے اللہ کی زمین پر ظلم و فساد اور فسق و فجور کی حد کر دی، انہی عقائد بد کی بدولت قوموں پر قومیں تباہ ہوتی چلی گئیں، اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو تباہ شدہ اقوام کی طرف اشارہ فرمایا کہ تم سے پہلے بھی اس زمین پر لوگ آباد تھے جو تم سے زیادہ دولت مند، زیادہ جسمانی طاقت و قوت کے حامل اور زیادہ معاشی ذرائع و وسائل کے مالک تھے، تم تو کھیتی باڑی سے ناآشنا ہو مگر ان اقوام نے بہت زیادہ زراعت و کاشتکاری کی اور خوب پیداوار حاصل کی تھی، انہوں نے زمین میں پوشیدہ معدنیات سے بھی فائدہ اٹھایا تھا، ان اقوام نے بڑے پیمانے پر عظیم الشان تعمیری کام کیے تھے اور ایک

(1) الاحقاف ۳

شاندار تمدن کو جنم دیا تھا، انہوں نے دنیا کے ملکوں میں بڑی فتوحات حاصل کی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی رشد وہدایت کے لئے ان کی طرف پے درپے انبیاء بھیجے جن کے ساتھ ان کی نبوت کے برحق ہونے کے واضح دلائل تھے، انہوں نے لوگوں کو واضح دلائل اور معجزے دکھا کر اللہ کی توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دی مگر انہوں نے دنیا ہی پر نازاں ہو کر دعوت حق کو تسلیم کرنے کے بجائے اس کی تکذیب کی، بشر رسولوں کا مذاق اڑایا اور اپنی سیاہ کاریوں میں مشغول رہے، دعوت حق کا راستہ روکنے کی سازشیں کرتے رہے، اہل ایمان کو دین حق سے پھیرنے کے لئے ظلم وستم کا ہتھیار آزماتے رہے آخر ایک وقت مقررہ کے بعد اللہ کا عذاب ان پر ٹوٹ پڑا اور تمام تر قوتوں، ترقیوں اور فراغت وخوش حالی کے باوجود ہلاکت ان اقوام کا مقدر بن کر رہی، جیسے فرمایا

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۳۶ [1]

ترجمہ: ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے بہت زیادہ طاقتور تھیں اور دنیا کے ملکوں کو انہوں نے چھان مارا تھا پھر کیا وہ کوئی جائے پناہ پا سکے؟۔ جو تباہی ان قوموں پر آئی وہ ان پر اللہ کا ظلم نہ تھا کیونکہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ عذاب تو ان پر دعوت حق کی تکذیب اور طاغوت کی بندگی کی وجہ سے نازل ہوا تھا، پھر جب قہر الٰہی ان پر ٹوٹا تو اس وقت ان کے معبودوں میں سے کوئی ہستی ان کے کسی کام نہ آئی، ان کی مادی ترقی، ذرائع واسباب انہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکی پھر کیا تم اپنے گرد وپیش ان شاندار مگر کافر قوموں کی تباہی کے آثار وکھنڈرات اور نشانات دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کرتے جو اپنی تہذیب اور اپنے تمدن سمیت پیوند خاک ہو گئیں؟۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، اور جس دن

السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا

قیامت قائم ہوگی تو گناہ گار حیرت زدہ رہ جائیں گے اور ان تمام تر شریکوں میں سے ایک بھی ان کا شفارشی نہ ہوگا

وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۱۳ (الروم ۱۱تا۱۳)

اور (خود یہ بھی) اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔

جس طرح اللہ وحدہ لاشریک مخلوقات کو پہلے پیدا کرنے پر قادر رہے اسی طرح انہیں مرنے کے بعد جب ان کی ہڈیاں بھی منتشر ہو چکی ہوں گی دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے بلکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی مرتبہ سے زیادہ آسان تر ہے، جب وقت مقررہ پر وہ تمام اولین وآخرین کو انہی جسم وجان کے ساتھ ان کی قبروں سے دوبارہ زندہ کرے گا اس دن منکرین آخرت وہ سخت دن اپنے سامنے دیکھ کر حیران وششدر رہ جائیں گے، اس دن اللہ تمام اولین وآخرین کو میدان محشر میں جمع کر کے ان کو عطا کی گئی بے شمار نعمتوں اور ان کے اعمال کا حساب لے گا، عدل وانصاف کے لئے میدان محشر میں ترازو عدل نصب کر دیا جائے گا، فرشتے تمام جن وانس کے ہاتھوں میں نامہ اعمال تھما دیں گے، مجرمین جنہوں نے اللہ سے بغاوت اور رسولوں کی تعلیم وہدایت کو قبول کرنے سے انکار کیا ہوگا، جو آخرت کی جوابدہی کے منکر یا اس سے بے فکر رہے ہوں گے

[1] ق ۳۶

، جو دنیا میں اللہ کی بندگی کرنے کے بجائے دوسروں اور اپنے نفس کی بندگی کرتے رہے ہوں گے، وہ جو اللہ تعالیٰ، رسولوں اور آخرت پر ایمان لائے ہوں گے مگر دانستہ اپنے رب کی نافرمانیاں کی ہوں گی اور آخر وقت تک اپنی باغیانہ روش پر ڈٹے رہے ہوں گے، ان کا بھی کوئی اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے والا نہیں ہو گا، وہ جو ملائکہ، انبیاء، اولیاء اور صالحین کو الٰہی صفات واختیارات کا حامل قرار دے کر ان کے حضور مراسم عبودیت انجام دیتے رہے تھے مگر تمام ملائکہ، انبیاء، اولیاء اور صالحین اس بات سے انکار کر دیں گے کہ یہ لوگ انہیں اللہ کا شریک گردان کر ان کی عبادت کرتے تھے، جیسے فرمایا

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ [1]

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝۸۱ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝۸۲ [2]

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خدا بنا رکھے ہیں تا کہ وہ ان کے پشتیبان ہوں، کوئی پشتیبان نہ ہو گا وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

اور ان کی شفاعت سے انکار کر دیں گے، وہ جو بے شعور یا بے جان چیزیں جیسے چاند، سورج، سیارے، درخت، پتھر اور حیوانات وغیرہ کی پرستش کرتے رہے ظاہر ہے وہ بھی شفاعت کے لئے اللہ کی بارگاہ میں آگے نہیں بڑھیں گے، وہ جنہوں نے خود کوشش کر کے، مکر وفریب سے کام لے کر، جھوٹ کے جال پھیلا کر یا طاقت استعمال کر کے دنیا میں اللہ کے بندوں سے اپنی بندگی کرائی ہو گی مثلاً شیطان، جھوٹے مذہبی پیشوا اور ظالم وجابر حکمران وغیرہ یہ خود گرفتار بلا ہوں گے اور اپنی نجات کے لئے کوشیاں ہوں گے وہ دوسروں کی شفاعت کیا کریں گے الغرض شرک کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے اللہ کے ہاں کوئی سفارشی نہیں ہو گا، جب مشرکین کو وہاں کسی طرف سے بھی کوئی شفاعت بہم نہ پہنچے گی تو امید کے سارے راستے بند پا کر انتہائی مایوس ودل شکستہ ہو جائیں گے، ان کی تمام افتراپردازیاں گم ہو جائیں گی، اللہ کے حکم سے انہیں عذاب جہنم میں جھونک دیا جائے گا، جیسے فرمایا

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝۲۴ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِۨ ۝۲۵ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝۲۶ [3]

ترجمہ: حکم دیا گیا پھینک دو جہنم میں ہر کٹے کافر کو جو حق سے عناد رکھتا تھا خیر کو روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا تھا اور شک میں پڑا ہوا تھا،

---

[1] الاحقاف ۵،۶

[2] مریم ۸۱،۸۲

[3] ق ۲۴تا۲۶

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو الٰہ بنائے بیٹھا تھا، ڈال دو اسے سخت عذاب میں۔

اس وقت یہ مشرکین ان خودساختہ معبودوں سے بےزاری کا اظہار کریں گے جن کو انہوں نے اللہ کا شریک ٹھیرا رکھا تھا اور معبود اپنے پجاریوں سے اظہار بےزاری کرتے ہوئے کہیں گے۔

...تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ۝۶۳ (۱)

ترجمہ: ہم آپ کے سامنے براءت کا اظہار کرتے ہیں یہ ہماری تو بندگی نہیں کرتے تھے۔

جب کہ ان کے مقابل اہل ایمان جو صبح وشام اپنے رب کی تسبیح وتمجید کرتے تھے کی عزت وتکریم کی جائے گی اور وہ جنت کے عالی شان باغات میں اپنے رب کی عطا فرمائی ہوئی انواع واقسام کی نعمتوں پر خوش ہوں گے اور اس کا شکر ادا کر رہے ہوں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ (۲)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں راستہ دکھایا ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ کرتا، ہمارے رب کے بھیجے ہوئے رسول واقعی حق ہی لے کر آئے تھے، اس وقت ندا آئے گی کہ یہ جنّت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمہیں ان کے اعمال کے بدلے میں ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝۳۴ (۳)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا، یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝۷۴ (۴)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو زمین کا وارث بنا دیا اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں، پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے۔

وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝۱۴ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن (جماعتیں) الگ الگ ہو جائیں گی، جو ایمان لا کر نیک اعمال کرتے رہے وہ تو

---

(۱) القصص ۶۳

(۲) الاعراف ۴۳

(۳) فاطر ۳۴

(۴) الزمر ۷۴

فَهُمۡ فِیۡ رَوۡضَةٍ یُّحۡبَرُوۡنَ ﴿۱۵﴾ وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ لِقَآیِٔ الۡاٰخِرَةِ

جنت میں خوش وخرم کر دیئے جائیں گے اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھوٹا ٹھہرایا تھا

فَاُولٰٓئِكَ فِی الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾

وہ سب عذاب میں پکڑ کر حاضر رکھے جائیں گے، پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو،

وَ لَهُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ (الروم ۱۴تا۱۸)

تمام تعریفوں کے لائق آسمان وزمین میں صرف وہی ہے، تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی (اس کی پاکیزگی بیان کرو)۔

جس روز قیامت برپا ہوگی، اس دن دنیا کی تمام جتھ بندیاں جو تم نے قوم ونسل، قبیلہ وبرادری، نسل ووطن، معاشی وسیاسی مفادات کی بنیاد پر بانٹ رکھی ہیں ٹوٹ جائیں گی اور خالص عقیدے اور اخلاق وکردار کی بنیاد پر مومن اور کافر الگ گروہوں میں بٹ جائیں گے، ایک مقام پر فرمایا کہ اس وقت لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہوجائیں گے۔

وَّ كُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ﴿۸﴾ وَ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ﴿۹﴾
وَ السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ﴿۱۰﴾ [1]

ترجمہ: تم لوگ اس وقت تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے، دائیں بازو والے، سو دائیں بازو والوں (کی خوش نصیبی) کا کیا کہنا، اور بائیں بازو والے، تو بائیں بازو والوں (کی بدنصیبی) کا کیا ٹھکانا اور آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں۔

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں وہ جنت کے عظمت وشان والے باغوں میں شاداں وفرحاں ہوں گے، اور ہر طرح کی لذتوں اور دل پسند چیزوں سے شاد کام ہوں گے، اور جنہوں نے دعوت حق کو جھٹلایا ہے اور ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ہے وہ ہمیشہ اللہ کے عذاب میں مبتلا رکھے جائیں گے، پس جب تمہیں ایمان وعمل صالح اور کفر وتکذیب کا انجام معلوم ہو گیا ہے تو تم صبح وشام اپنے معبود حقیقی اللہ وحدہ لاشریک کی یاد کے لئے وقت مقررہ پر نماز قائم کرو، جیسے فرمایا

...اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتۡ عَلَى الۡمُؤۡمِنِیۡنَ كِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ﴿۱۰۳﴾ [2]

ترجمہ: نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔

آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات بھی اپنے رب کی حمد وستائش کرتی ہیں، گو تم ان کی حمد کو سمجھ نہیں سکتے، جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَنۡ فِیۡهِنَّ ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَ لٰكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِیۡحَهُمۡ ﴿۴۴﴾ [3]

---

[1] الواقعة ۷تا۱۰

[2] النساء ۱۰۳

[3] بنی اسرائیل ۴۴

ترجمہ:اس کی پاکی توساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

اور ظہر وعصر کے وقت بھی نماز قائم کرو اور فرض نمازوں کے بعد نوافل اور اپنے رب کے اذکار وتسبیحات بیان کرو۔یعنی نماز کے اوقات زوال آفتاب سے عشا تک ہیں اور اس کے بعد فجر کا وقت ہے، نماز کے اوقات کے سلسلہ میں مزید فرمایا

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ... ﴿۱۱۴﴾ (۱)

ترجمہ:اور دیکھو نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر۔

یعنی صبح اور مغرب اور عشا کے اوقات۔

...وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ (۲)

ترجمہ:اور اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے، اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر بھی۔

یعنی فجر، عصر، مغرب اور عشا۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

(وہی) زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے،

وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ (الروم ۱۹)

اسی طرح تم (بھی) نکالے جاؤ گے۔

وہ قادر مطلق اللہ جو زندہ نباتات مردہ زمین سے، خوشہ بیج کے دانے سے، درخت گٹھلی سے، چوزہ انڈے سے، انسان کو نطفے سے، نطفے کو انسان سے اور مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے پیدا کرتا ہے، الغرض اس وحدہ لاشریک کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے، ان متذکرہ بالا چیزوں کے برعکس اللہ بے جان مادے کے اندر زندگی کی روح پھونک کر بے شمار جیتے جاگتے حیوانات، نباتات اور انسان وجود میں لا رہا ہے، جو بنجر، مردہ پڑی زمین کو بارش کے پانی سے زندہ کر دیتا ہے اور وہ لہلہا اٹھتی ہے، پھول جاتی ہے اور ہر قسم کی خوش منظر نباتی زندگی کے خزانے اگلنا شروع کر دیتی ہے، جیسے فرمایا

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ

(۱) ہود ۱۱۴

(۲) طہ ۱۳۰

وَّاَعۡنَابٍ وَّفَجَّرۡنَا فِيۡهَا مِنَ الۡعُيُوۡنِۙ ﴿۳۴﴾ لِيَاۡكُلُوۡا مِنۡ ثَمَرِهٖۙ وَمَا عَمِلَتۡهُ اَيۡدِيۡهِمۡ‌ؕ اَفَلَا يَشۡكُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ [1]

ترجمہ: اِن لوگوں کے لیے بے جان زمین ایک نشانی ہے ہم نے اس زمین کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں، ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تا کہ یہ اس کے پھل کھائیں، یہ سب کچھ اِن کے اپنے ہاتھوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے، پھر کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے؟۔

وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَـقُّ وَاَنَّهٗ يُحۡىِ الۡمَوۡتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌۙ ﴿۶﴾ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيۡبَ فِيۡهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبۡعَثُ مَنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ﴿۷﴾ [2]

ترجمہ: اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے پھر جہاں ہم نے اس پر مینہ برسایا کہ یکا یک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کر دی، یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یہ (اس بات کی دلیل ہے) کہ قیامت کی گھڑی آ کر رہے گی، اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، اور اللہ ضرور ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں جا چکے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِىۡ يُرۡسِلُ الرِّيٰحَ بُشۡرًاۢ بَيۡنَ يَدَىۡ رَحۡمَتِهٖ‌ؕ حَتّٰٓى اِذَاۤ اَقَلَّتۡ سَحَابًا ثِقَالًا سُقۡنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنۡزَلۡنَا بِهِ الۡمَآءَ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ‌ؕ كَذٰلِكَ نُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰى لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۵۷﴾ [3]

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے دیکھو اس طرح ہم مردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں شاید کہ تم اس مشاہدے سے سبق لو۔

یہ دونوں طرح کی پیدائشیں اس مالک کی قدرت کی مظہر ہیں، نہ اس پر کوئی کام بھاری ہے نہ بوجھل، یہ سب دیکھ کر بھی اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کارخانہ ہستی کو چلانے والا اللہ انسان کے مرجانے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرنے سے عاجز ہے تو حقیقت میں وہ عقل کا اندھا ہے جسے یہ روشن حقائق نظر نہیں آتے، جس طرح اپنی زندگی میں تم ان حقائق کا مشاہدہ کرتے ہو اسی طرح اللہ تمہیں اعمال کی جزاوسزا کے لئے تمہاری قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کرے گا اور تم سے تمہارے اعمال کی جوابدہی کرے گا۔

وَ مِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَ جَعَلَ بَيۡنَكُمۡ

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم آرام پاؤ، اس نے تمہارے درمیان

---

[1] یٰسین ۳۳تا۳۵

[2] الحج۵تا۷

[3] الاعراف۵۷

مَّوَدَّةً وَّ رَحۡمَةً ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖ

محبت اور ہمدردی قائم کر دی، یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں، اس (کی قدرت) کی

خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ وَ اَلۡوَانِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ

نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف (بھی) ہے، دانش مندوں کے لیے

لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ ﴿۲۲﴾ وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ ابۡتِغَآؤُکُمۡ

اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں، اور (بھی) اس کی (قدرت کی) نشانی تمہاری راتوں اور دن کی نیند میں ہے اور اس کے

مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖ

فضل (یعنی روزی) کو تمہارا تلاش کرنا بھی ہے، جو لوگ (کان لگا کر) سننے کے عادی ہیں ان کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں

یُرِیۡکُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنَزِّلُ

ہیں، اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ (بھی) ہے کہ وہ تمہیں ڈرانے اور امیدوار بنانے کے لیے بجلیاں دکھاتا ہے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحۡیٖ بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ

اور آسمان سے بارش برساتا ہے اور اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے، اس میں (بھی) عقلمندوں کے لیے بہت سی

لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ تَقُوۡمَ السَّمَآءُ وَ الۡاَرۡضُ بِاَمۡرِہٖ ؕ

نشانیاں ہیں، اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں،

ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمۡ دَعۡوَۃً ٭ۖ مِّنَ الۡاَرۡضِ ٭ۖ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ ﴿۲۵﴾ (الروم ۲۰ تا ۲۵)

پھر بھی جب وہ تمہیں آواز دے گا صرف ایک بار کی آواز کے ساتھ ہی تم سب زمین سے نکل آؤ گے۔

یہاں سے وہ متعدد آیات شروع ہوتی ہیں جو الوہیت میں اللہ تعالیٰ کے یکتا ہونے، اس کی عظمت کے کمال، اس کی مشیت کے نفوذ، اس کی قدرت واقتدار، اس کی صنعت کے جمال اور اس کی بے پایاں رحمت واحسان پر دلالت کرتی ہیں، فرمایا اللہ وحدہ لاشریک کی بے شمار قدرتوں کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے جدامجد آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا، جیسے فرمایا:

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ۚ﴿۲۶﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔

---

[1] الحجر ۲۶

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ طِيۡنٍ ۚ ﴿۱۲﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا۔

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ كَالۡفَخَّارِ ۙ ﴿۱۴﴾ (۲)

ترجمہ: انسان کو اس نے ٹھیکری جیسے سوکھے سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

پھر پانی کے ایک حقیر قطرے سے۔

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ... ﴿۴﴾ (۳)

ترجمہ: اس نے انسان کو ایک ذرا سی بوند سے پیدا کیا۔

اَوَلَمۡ يَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ نُّطۡفَةٍ... ﴿۷۷﴾ (۴)

ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا۔

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ... ﴿۲﴾ (۵)

ترجمہ: ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا۔

ماں کے پیٹ میں تمہاری بہترین طریق پر تخلیق کی۔

...يَخۡلُقُكُمۡ فِىۡ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ خَلۡقًا مِّنۡۢ بَعۡدِ خَلۡقٍ فِىۡ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ... ﴿۶﴾ (۶)

ترجمہ: وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے یہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے، بادشاہی اسی کی ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے۔

تمہیں بہترین قابلیتیں اور صلاحیتیں، عقل وشعور، احساسات وجذبات اور تخیل کی عجیب قوتیں، بولنے کی صلاحیت اور نیکی وبدی کی راہ الہام کی۔

فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰٮهَا ۙ ﴿۸﴾ (۷)

---

(۱) المومنون ۱۲

(۲) الرحمٰن ۱۴

(۳) النحل ۴

(۴) یٰسین ۷۷

(۵) الدھر ۲

(۶) الزمر ۶

(۷) الشمس ۸

ترجمہ: پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کر دی۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ [1]

ترجمہ: اور دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھادیے؟۔

اور تمہیں تولیدی قوت بخشی اور اس طرح لڑکے اور لڑکیاں پیدا کر کے تمہاری نسل چلائی، اور اب تم کسب معاش اور دیگر حاجات وضروریات کے لئے زمین کے گوشے گوشے میں پھیلتے چلے جا رہے ہو۔

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ [2]

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

الْأَشْعَرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الْأَرْضِ: جَاءَ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ، وَالْأَبْيَضُ، وَالْأَسْوَدُ، وَبَيْنَ ذَلِكَ، وَالسَّهْلُ، وَالْحَزْنُ، وَالْخَبِيثُ، وَالطَّيِّبُ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے آدم کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا ہے جسے اس نے تمام روئے زمین سے جمع فرمایا تھا، چنانچہ آدم کی اولاد اس مٹی کے لحاظ سے ہوئی ہے کئی سرخ ہیں اور کئی سفید، کئی سیاہ ہیں اور کئی ان کے بین بین، کئی نرم خو ہیں اور کئی سخت طبیعت، کئی بری طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اور کئی اچھی اور عمدہ طبیعت والے۔ [3]

اور اللہ وحدہ لاشریک کی قدرت کاملہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے اپنی کمال رحمت سے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے ایک متناسب طریقے پر عورتیں بنائیں، جو تم سے مشابہت رکھتی ہیں مگر ان کی جسمانی ساخت، مختلف ذہنی ونفسی اوصاف اور مختلف جذبات ہیں تا کہ اللہ سے عہد باندھ کر تم انہیں اپنی بیویاں بناؤ اور جوڑا جوڑا ہو جاؤ، اور ان کے پاس سکون وراحت، آرام وآسائش حاصل کرو، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ... ۝۱۸۹ [4]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔

اور اللہ نے تم دونوں کے درمیان محبت، مودت، رحمت والفت، ہمدردی وغم خواری اور رحم ومہربانی ڈال دی جس کی بنا پر تم ایک دوسرے کو سہولت اور آسائشیں بہم پہنچاتے ہو، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں، اور اس کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے بغیر ستونوں کے بلند وبالا، وسیع وعریض آسمان۔

---

[1] البلد۱۰

[2] الملک۲۴

[3] مسنداحمد۱۹۶۴۲، سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۴۶۹۳، جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ ۲۹۵۵

[4] الاعراف۱۸۹

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا... ﴿٢﴾ [1]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا... ﴿١٠﴾ [2]

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں۔

ان گنت چمکتے ستارے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِالْكَوَاكِبِ ﴿٦﴾ [3]

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے۔

اور اپنے اپنے مدار میں تیرتے سیارے بنائے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٣٣﴾ [4]

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند کو پیدا کیا سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٤٠﴾ [5]

ترجمہ: نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے، سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

اور ان کا ہر طرح سے کجی سے پاک نظام قائم کیا۔

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿٣﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ﴿٤﴾ [6]

ترجمہ: جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے، تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے، پھر پلٹ کر دیکھو کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔

اور اس نے زمین کو ٹھوس شکل میں بنایا اور اس میں نمو کی صلاحیت رکھی اور اس کو اپنی جگہ قائم رکھنے کے لئے اس میں بلند و بالا مختلف رنگوں کے ٹھوس پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا، ان پہاڑوں میں گزرنے کے لئے درے بنائے، جیسے فرمایا

وَجَعَلْنَا فِى الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۖ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٣١﴾ [7]

---

(١) الرعد ٢

(٢) لقمان ١٠

(٣) الصافات ٦

(٤) الانبیاء ٣٣

(٥) یٰسین ٤٠

(٦) الملک ٣، ٤

(٧) الانبیاء ٣١

ترجمہ:اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تا کہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے،اور اس میں کشادہ راہیں بنادیں شاید کہ یہ لوگ اپنا راستہ معلوم کرلیں۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰ (۱)

ترجمہ:وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش (بچھونا) بنایا اور اس میں تمہارے لئے راستے کر دیئے تا کہ تم راہ پالیا کرو۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰ (۲)

ترجمہ:اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا تا کہ تم اس کے اندر کھلے راستوں میں چلو۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا ... ۝۵۳ (۳)

ترجمہ: وہی جس نے تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے۔

زمین پر پانی کا ذخیرہ سمندر بنائے اور پہاڑوں سے میدان کی طرف دریاؤں کے راستے بنائے اور گھنے جنگل اور وسیع صحرا بنائے اور تمہاری مختلف ضروریات کے لئے طرح طرح کے جمادات و نباتات اگائے۔

...وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝۵۳ (۴)

ترجمہ: اور اوپر سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی۔

تمہاری بے شمار زبانوں اور ہر زبان کے مختلف لہجے اور اسلوب اور تمہارے رنگوں اور چہروں کے خدوخال، جسمانی ساخت اور قد و قامت کا اختلاف ہے، یقیناً اس میں دانشمند لوگوں کے لیے اللہ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں، اور اللہ وحدہ لاشریک کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دن اور رات کو نیند کر کے آرام حاصل کرتے ہو اور دن اور رات کو تجارت و کاروبار یا مزدوری کے لئے اس کے فضل کو تلاش کرتے ہو، جیسے فرمایا

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷۳ (۵)

ترجمہ:یہ اسی کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تا کہ تم (رات میں) سکون حاصل کرو اور (دن کو) اپنے رب کا فضل تلاش کرو شاید کہ تم شکر گزار بنو۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ... ۝۶۷ (۶)

---

(۱) الزخرف ۱۰

(۲) نوح ۲۰،۱۹

(۳) طٰہٰ ۵۳

(۴) طٰہٰ ۵۳

(۵) القصص ۷۳

(۶) یونس ۶۷

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۔۔۔ ﴿٦١﴾ ①

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تا کہ اس میں سکون حاصل کرو، اور دن کو روشن کیا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: أَصَابَنِي أَرَقُ اللَّيْلِ، فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلِ اللهُمَّ غَارَتِ النُّجُومُ، وهَدَأَتِ الْعُيُونُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ أَنِمْ عَيْنِي وأَهْدِئْ لَيْلِي ،فَقُلْتُهَا فَذَهَبَ عَنِّي

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے راتوں کو میری نیند اچاٹ ہو جایا کرتی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو" اللهُمَّ غَارَتِ النُّجُومُ، وهَدَأَتِ الْعُيُونُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ أَنِمْ عَيْنِي وأَهْدِئْ لَيْلِي "میں نے جب یہ اس دعا کو پڑھا تو نیند نہ آنے کی بیماری اللہ کے فضل وکرم سے دور ہو گئی۔ ②

یقیناً اس میں اللہ کی قدرتوں کی بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو دلائل کو غور سے سنتے، تدبر و تفکر کرتے اور سمجھتے ہیں، اور اللہ وحدہ لاشریک کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمہیں بجلی کی گرج اور چمک دکھاتا ہے جس سے تم دہشت زدہ ہو جاتے ہو کہ کہیں بجلی گرنے سے کوئی ہلاک نہ ہو جائے، جیسے فرمایا

۔۔۔وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ یَّشَآءُ وَهُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ ۔۔۔ ﴿١٣﴾ ③

ترجمہ: وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) انہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جب کہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں۔

یا زیادہ بارش ہونے سے کھیتیاں برباد نہ ہو جائیں اور اس کے ساتھ امیدیں بھی وابستہ کرتے ہو کہ بارشیں ہوں گی تو زمین میں جان پڑ جائے گی اور خوب فصل پیدا کرے گی، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۔۔۔ ﴿١٢﴾ ④

ترجمہ: وہی ہے جو تمہارے سامنے بجلیاں چمکاتا ہے جنہیں دیکھ کر تمہیں اندیشے بھی لاحق ہوتے ہیں اور امیدیں بھی بندھتی ہیں۔

اور یہ بھی اللہ وحدہ لاشریک کی قدرت کی نشانی ہے کہ وہ ہواؤں کے ذریعے سے سمندروں سے کڑوے پانی کو اٹھاتا ہے اور پھر بادلوں کو جہاں چاہتا ہے بھیج کر آسمان سے میٹھا پانی برساتا ہے پھر اس پانی کے ذریعہ سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۔۔۔ ﴿١٦٤﴾ ⑤

---

① المومن ۶۱

② المعجم الکبیر للطبرانی ۴۸۱۷

③ الرعد ۱۳

④ الرعد ۱۲

⑤ البقرة ۱۶۴

ترجمہ: بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے۔

وَاللّٰهُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ۔۔۔ ۶۵ (۱)

ترجمہ: (تم ہر برسات میں دیکھتے ہو کہ) اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکایک مردہ پڑی ہوئی زمین میں اس کی بدولت جان ڈال دی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل وشعور سے کام لیتے ہیں، اور اس نشانی کو دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ جس طرح اللہ نے اس مردہ زمین کو زندہ کر دیا ہے اسی طرح وہ ہماری موت کے بعد ہمیں بھی اپنی قبروں سے دوبارہ زندہ کر سکتا ہے، جیسے فرمایا

وَاللّٰهُ الَّذِيۡۤ اَرۡسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيۡرُ سَحَابًا فَسُقۡنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحۡيَيۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوۡرُ ۹ (۲)

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے ایک اجاڑ علاقے کی طرف لے جاتے ہیں اور ایسی زمین کو جلا اٹھاتے ہیں جو مری پڑی تھی، مرے ہوئے انسانوں کا جی اٹھنا بھی اسی طرح ہو گا۔

اور اللہ وحدہ لاشریک کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے بغیر ستونوں والا بلند وبالا، وسیع وعریض آسمان اور فرش کی طرح پھیلی ہوئی زمین اور اس کے نظام کو اپنے حکم سے قائم کر رکھا ہے، وہ دونوں متزلزل ہوتے ہیں نہ آسمان زمین پر گرتا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يُمۡسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا ۚ وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَكَهُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ۔۔۔ ۴۱ (۳)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹلیں نہیں، اور اگر وہ ٹل جائیں تو اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو انہیں تھام سکے۔

مگر جب قیامت برپا ہو گی تو اللہ کے حکم سے آسمان وزمین کا یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا پھر اللہ ایک نیا عالم نئے نظام کے تحت تخلیق فرمائے گا، جیسے فرمایا

يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوٰتُ ۔۔۔ ۴۸ (۴)

ترجمہ: ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے۔

اور پھر صور کی ایک آواز پر تمام انسان زمین کے گوشے گوشے سے اپنی قبروں سے زندہ ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

فَاِنَّمَا هِيَ زَجۡرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۱۳ فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ ۱۴ ؕ (۵)

(۱) النحل ۶۵

(۲) فاطر ۹

(۳) فاطر ۴۱

(۴) ابراہیم ۴۸

(۵) النازعات ۱۴،۱۳

ترجمہ: حالانکہ یہ بس اتنا کام ہے کہ ایک زور کی ڈانٹ پڑے گی اور یکا یک یہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۵۳﴾ (۱)

ترجمہ: ایک ہی زور کی آواز ہو گی اور سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیے جائیں گے۔

وَ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ‌ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿۲۶﴾ وَ هُوَ الَّذِىۡ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ

اور زمین و آسمان کی ہر ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور ہر ایک اس کے فرمان کے ماتحت ہے، وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ وَ هُوَ اَهۡوَنُ عَلَيۡهِ‌ؕ وَ لَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ‌ۚ

پھر سے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے، اسی کی بہترین اور اعلیٰ صفت ہے آسمانوں میں اور زمین میں بھی،

وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۷﴾ (الروم ۲۶،۲۷)

اور وہی غلبے والا حکمت والا ہے۔

آسمان و زمین کے درمیان جو کچھ ہے سب اللہ وحدہ لاشریک کی ملکیت ہے، ہر چیز اس کی مخلوق اور مملوک ہے، اللہ کی قدرت، سطوت، سلطنت ہر چیز پر محیط ہے تمام مخلوق اس کے جلال و کمال کے سامنے مجبور و بے بس اور عاجز و لاچار ہے، ابتدائی پیدائش بھی اللہ تعالیٰ نے کی تھی اور پھر وہی اس کا اعادہ بھی کرے گا، اور تمام مخلوق کی موت کے بعد ان کی تخلیق کا اعادہ کرنا اس کے لیے آسان تر ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔اِنَّهٗ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ۔۔۔ ﴿۴﴾ (۲)

ترجمہ: بے شک پیدائش کی ابتداء وہی کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔

اَوَلَمۡ يَرَوۡا كَيۡفَ يُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ‌ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۱۹﴾ (۳)

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے کہ اللہ کس طرح خلق کی ابتدا کرتا ہے، پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ یقیناً یہ (اعادہ تو) اللہ کے لیے آسان تر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيدَنِي، كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوَّلُ الخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الأَحَدُ الصَّمَدُ، لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُئًا أَحَدٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے اور اسے یہ نہیں چاہئے تھا وہ مجھے

(۱) یٰسین ۵۳

(۲) یونس ۴

(۳) العنکبوت ۱۹

برا بھلا کہتا ہے اور یہ بھی اسے لائق نہ تھا، اس کا جھٹلانا تو یہ ہے کہ کہتا ہے جس طرح اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے، اس طرح دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا حالانکہ دوسری مرتبہ کی پیدائش پہلی دفعہ کی پیدائش سے بالکل ہی آسان ہوا کرتی ہے، اس کا مجھے برا کہنا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے حالانکہ میں احد ہوں میں صمد ہوں جس کی نہ اولاد ہے نہ ماں باپ اور جس کا کوئی ہمسر نہیں۔ (۱)

اس عظیم الشان کائنات میں اس کی صفت سب سے برتر ہے، کوئی چیز اس کے مثل نہیں، جیسے فرمایا

...لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ... ⑪ (۲)

ترجمہ: کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔

وَقَالَ قَتَادَةُ: مَثَلُه أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، وَلَا رَبَّ غَيْرُهُ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی مثل یعنی صفت اور شان یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی پروردگار ہے۔ (۳)

اور وہ کامل غلبے والا اور بے پایاں حکمت کا مالک ہے، اس نے اپنے غلبے کی بنا پر مخلوقات کو وجود بخشا اور اپنی حکمت کی بنا پر اپنی بنائی چیزوں کو مہارت سے بنایا اور ان کے اندر اپنی شرع کو بہترین طریقے سے مشروع کیا۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک مثال خود تمہاری ہی بیان فرمائی ہے جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کیا اس میں

مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

تمہارے غلاموں میں سے بھی کوئی تمہارا شریک ہے؟ کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہو؟ اور تم ان کا ایسا خطرہ رکھتے ہو

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ㉘ (الروم ۲۸)

جیسا خود اپنوں کا، ہم عقل رکھنے والوں کے لیے اسی طرح کھول کھول کر آیتیں بیان کرتے ہیں۔

شرک کی تردید کے لئے ایک مثال:

مشرکین مکہ یہ تسلیم کرتے تھے کہ آسمان و زمین اور اس کے درمیان جو کچھ ہے ان کا خالق و مالک اللہ ہے، مگر اس کے باوجود اللہ کی بعض مخلوقات کو الٰہی صفات و اختیارات کا مظہر قرار دے کر ان کو اللہ کا شریک ٹھیراتے تھے، ان کو مشکل کشا، حاجت روا سمجھ کر دعائیں مانگتے، ان کی خوشنودی کے لئے نذریں اور نیازیں پیش کرتے اور مراسم عبودیت بجالاتے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ:لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ، تَمْلِكُهُ

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیرسُورَةُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۴۹۷۴

(۲) الشوریٰ ۱۱

(۳) تفسیرطبری ۹۴/۲۰،تفسیرابن ابی حاتم ۹۰ ۳۰/۹

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حج وعمرے کے موقعہ پر مشرکین لبیک پکارتے ہوئے کہتے تھے ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ کہ وہ خود اور جس چیز کا وہ مالک ہے سب تیری ملکیت میں ہے، یعنی ہمارے شریکوں کا اور ان کی ملکیت کا تو ہی اصلی مالک ہے۔[1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مشرک جو لبیک پکارتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی قباحت اور برائی واضح کرنے کے لئے ان کے نفوس سے مثال فرمائی کہ اللہ ہی کی مخلوق میں سے چند بندے جو کسی طرح تمہاری غلامی میں آ گئے ہیں کیا تم یہ گوارا کرتے ہو کہ وہ تمہارے کسی حکم میں کسی اور کو ترجیح دیں، ہرگز نہیں بلکہ تم ان پر عارضی ملکیت کے باعث مکمل اختیار کے خواں ہو تو اللہ جو سچا مالک ہے وہ کیسے گوارا کرے گا کہ اس کے حکم میں کسی کو شریک کیا جائے؟ کیا وہ لونڈی غلام تمہارے تمام اموال میں تمہارے شریک بن گئے ہیں؟ ہرگز نہیں جب تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے غلام جو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں وہ تمہارے مال و دولت میں شریک ہو جائیں اور ہر وقت یہ دھڑ کا لگا رہے کہ کہیں وہ تمہاری جائیداد اور ملکیت کو تقسیم کر کے برابر برابر نہ بانٹ لیں تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ اللہ کے بندے چاہے وہ فرشتے ہوں، پیغمبر ہوں، اولیا و صلحا ہوں، شجر و حجر کے بنائے ہوئے معبود، وہ اللہ کے ساتھ شریک ہو جائیں جب کہ وہ بھی اللہ کے غلام اور اس کی مخلوق ہیں؟ جیسے فرمایا

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ... ﴿٧١﴾[2]

ترجمہ: اور دیکھو اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کی ہے پھر جن لوگوں کو یہ فضیلت دی گئی ہے وہ ایسے نہیں ہیں کہ اپنا رزق اپنے غلاموں کی طرف پھیر دیا کرتے ہوں تا کہ دونوں اس رزق میں برابر کے حصہ دار بن جائیں۔

اور کیا جس طرح تم مشترکہ کاروبار یا جائیداد میں خرچ کرتے ہوئے ڈر محسوس کرتے ہو کہ دوسرے شریک باز پرس کریں گے تو کیا تم اپنے غلاموں سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح تم (آزاد لوگ) آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو؟ ہرگز نہیں، یعنی جس طرح غلام آقا کے رزق میں شریک ہو کر اس کی ہمسری نہیں کر سکتا اسی طرح اللہ کا کوئی بندہ اللہ کا شریک نہیں ہو سکتا تو پھر اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوقات کی بھی عبادت کرنا اور انہیں الٰہی صفات و اختیارات کا حامل قرار دے کر اس کے ساتھ کیوں شریک کرتے ہو، اللہ توحید کے دلائل کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم اپنی عقلوں کو استعمال میں لا کر اس صاف اور نہایت واضح مسئلہ پر غور و تدبر کرو۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ

بلکہ بات یہ ہے کہ یہ ظالم تو بغیر علم کے خواہش پرستی کر رہے ہیں، اسے کون راہ دکھائے جسے اللہ تعالیٰ راہ سے ہٹا دے،

[1] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ التَّلْبِيَةِ وَصِفَتِهَا وَوَقْتِهَا ۲۸۱۵

[2] النحل ۷۱

وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ

ان کا ایک بھی مددگار نہیں، پس آپ یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں، اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے

فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

لوگوں کو پیدا کیا ہے، اس اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ۙ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۙ

نہیں سمجھتے، (لوگو!) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ،

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ

ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ (الروم ۲۹ تا ۳۲)

جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔

مگر یہ مشرکین بغیر کسی دلیل و برہان کے راہ راست کو چھوڑ کر اپنی خواہشات نفس کے پیچھے چل پڑے ہیں، چنانچہ یہ اللہ کی سنت ہے کہ جس شخص کے اندر ہدایت کی طلب اور آرزو ہی نہ ہو، جو سیدھی سیدھی عقل کی بات خود نہ سوچے اور نہ کسی کے سمجھانے سے سمجھنے کے لئے تیار ہو، جسے اپنی دائمی زندگی اور عذاب جہنم کا کوئی خوف ہی نہ ہو تو پھر اس کی عقل پر اللہ کی پھٹکار پڑ جاتی ہے، اور اللہ اس کے لئے وہی اسباب پیدا کرتا چلا جاتا ہے جو اسے بھٹکا کر روز بروز حق سے دور لیے چلے جاتے ہیں، پھر ایسے لوگوں کو اللہ کے سوا اور کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا، جیسے فرمایا

۔۔۔ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا [1] ﴿۸۸﴾

ترجمہ: کیا تم چاہتے ہو کہ جسے اللہ نے ہدایت نہیں بخشی اسے تم ہدایت بخش دو؟ حالانکہ جس کو اللہ نے راستہ سے ہٹا دیا اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔

گو یہ دوسروں کو اپنا کارساز اور مددگار مانتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ دشمنان الٰہی کا کوئی دوست نہیں، جب حقیقت تم پر واضح ہو چکی ہے اور تمہیں خوب معلوم ہو گیا ہے کہ اس عظیم الشان کائنات کا، تمام مخلوقات کا اور خود انسانوں کا خالق و مالک اور حاکم ذی اختیار ایک اللہ وحدہ لاشریک کے سوا اور کوئی نہیں ہے تو پھر یکسو ہو کر ملت ابراہیم حنیف پر جم جاؤ، اس دین پر جو یہ جلیل القدر کتاب پیش کر رہی ہے، جس میں بندگی، عبادت اور اطاعت کا مستحق اللہ وحدہ لاشریک کے سوا اور کوئی نہیں، جس میں الوہیت اور اس کی صفات و اختیارات اور حقوق میں قطعاً کسی کو بھی اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھیرایا جاتا، یہ وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پسند فرمایا ہے، جیسے فرمایا

---

[1] النسآء ۸۸

اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ ۔۔۔ ﴿۱۹﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ وَہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾ (۲)

ترجمہ: اس فرماں برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہر گز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام ونامراد رہے گا۔

۔۔۔ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ۔۔۔ ﴿۳﴾ (۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

رب کی فطرت سلیمہ پر وہی قائم ہے جو اس دین اسلام کا پابند ہے یعنی توحید پر جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے اور روز اول میں اسی کا سب سے اقرار لیا گیا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے اقرار کیا تھا کہ بیشک تو ہی ہمارا رب ہے،

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تُنْتَجُ البَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ، ثُمَّ يَقُولُ: {فِطۡرَتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡہَا ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ} (۴)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر پیدا ہونے والے بچے کو دین اسلام پر پیدا فرماتا ہے (اور یہ توحید اس کی فطرت میں، جبلت میں موجود ہے لیکن پھر ماحول، یا دیگر عوارض اور) اس کے ماں باپ اس کو یہودی، عیسائی اور مجوسی وغیرہ بنا دیتے ہیں، اس کی مثال ایسی ہے جیسی جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، کسی کو تم دیکھتے ہو کان کٹا ہوا پیدا ہو پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ’’اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں یہی سیدھا دین ہے۔‘‘(۵)

چنانچہ اس فطرت پر قائم رہو جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کسی کے بدلنے سے بدلی نہیں جا سکتی،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِي، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَمُجَاهِدٌ، وعِكْرِمة، وَقَتَادَةُ، وَالضَّحَّاكُ، وَابْنُ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ: {لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ} أَيْ: لِدِينِ اللَّهِ.وَقَالَ الْبُخَارِيُّ: قَوْلُهُ: {لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰہِ} : لِدِينِ اللَّهِ، خَلْقُ الْأَوَّلِينَ: [دِينُ الْأَوَّلِينَ] ، وَالدِّينُ وَالْفِطْرَةُ: الْإِسْلَامُ.

---

(۱) آل عمران۱۹

(۲) آل عمران۸۵

(۳) المائدۃ۳

(۴) الروم: ۳۰

(۵) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الروم بَابُ لاَ تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ۴۷۷۵،صحیح مسلم کتاب القدربَابُ مَعْنَى كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ مَوْتِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَأَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ ۶۷۵۵،مسند احمد ۷۷۱۲

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ، مجاہد رحمہ اللہ، عکرمہ رحمہ اللہ، قتادہ رحمہ اللہ، ضحاک رحمہ اللہ اور ابن زید رحمہ اللہ نے ارشاد باری تعالیٰ ''اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی۔'' کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے دین میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ''اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی۔'' کے معنی اللہ کے دین کے بیان کیے ہیں اور فرمایا اس کے معنی پہلے لوگوں کے دین کے ہیں اور فطرت سے مراد اسلام ہے۔ (۱)

اور فطرت سلیمہ پر قائم رہنا ہی بالکل سیدھا اور درست دین ہے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے عزت وتکریم کے گھر تک پہنچاتا ہے مگر اکثر لوگ دین کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے، تم سب فطری آواز پر غیر اللہ کی بندگی کا طریقہ چھوڑ کر اللہ کی بندگی کی طرف پلٹ آؤ اور اللہ مالک یوم الدین کے غیض وغضب سے ڈرو جو ایک وقت مقررہ پر تم سے تمہارے عقائد واعمال کی بابت جواب طلبی کرے گا، اور اپنے معبود حقیقی کی یاد کے لئے وقت مقررہ پر نماز قائم کرو اور ایمان وتقویٰ اور اقامت صلوٰۃ سے گریز کر کے مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ،

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والی نماز ہے لہذا جو شخص نماز ترک کر دیتا ہے وہ کفر کرتا ہے۔ (۲)

جنہوں نے اصل دین اسلام چھوڑ کر یا اس میں دانستہ من مانی تبدیلیاں کر کے اپنا اپنا دین الگ بنالیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ہر ایک فرقہ اور ہر گروہ اس زعم باطل میں مبتلا ہے کہ وہ حق پر ہے اور دوسرے باطل پر ہیں، جیسے فرمایا

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۵۳ (۳)

ترجمہ: مگر بعد میں لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

اور جو سہارے انہوں نے تلاش کر رکھے ہیں جن کو وہ دلائل سے تعبیر کرتے ہیں ان پر خوش اور مطمئن ہیں کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے حالانکہ حق پر صرف ایک ہی گروہ ہے جس کی پہچان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ ، إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلا مِلَّةً وَاحِدَةً ، قَالُوا: مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر بھی وہی کچھ آئے گا جو بنی اسرائیل

(۱) تفسیر ابن کثیر ۳۱۴/۶

(۲) مسند احمد ۲۲۹۳۷

(۳) المومنون ۵۳

پر آیا اور دونوں میں اتنی مطابقت ہوگی جتنی جوتیوں کے جوڑے میں ایک دوسرے کے ساتھ، یہاں تک کہ اگر ان کی امت میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والا آئے گا، بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کونسا گروہ ہوگا، فرمایا وہ گروہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والا ہوگا یعنی کتاب وسنت پر۔ (۱)

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ

اور معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے بہتر گروہ جہنم میں جائیں گے اور ایک گروہ جنت میں جائے گا اور یہی الجماعۃ ہوگا۔ (۲)

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ

لوگوں کو جب کبھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف (پوری طرح) رجوع ہو کر دعائیں کرتے ہیں،

ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

پھر جب وہ اپنی طرف سے رحمت کا ذائقہ چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ

تاکہ وہ اس چیز کی ناشکری کریں جو ہم نے دی ہے، اچھا تم فائدہ اٹھا لو ابھی ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا، کیا ہم نے ان پر

سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ (الروم ۳۳تا۳۵)

کوئی دلیل نازل کی ہے جو اسے بیان کرتی ہے، جسے یہ اللہ کے ساتھ شریک کر رہے ہیں۔

لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب انہیں کوئی دکھ، بیماری، معاشی پریشانی، اولاد نہ ہونے اور بدامنی کی تکلیف پہنچتی ہے اور امیدوں کے سہارے ٹوٹنے لگتے ہیں تو اپنے باطل معبودوں کو فراموش کر کے، انہیں بے بس اور بے اختیار جان کر نہایت عاجزی اور دلسوزی کے ساتھ کائنات کے اصل فرمانروا اللہ وحدہ لاشریک کو پکارتے ہیں پھر جب وہ کچھ اپنی رحمت کا ذائقہ انہیں چکھا دیتا ہے، انہیں مشکلات ومصائب، بیماری، رزق کی تنگی اور بدامنی سے نجات عطا فرما دیتا ہے تو یکا یک ان میں سے کچھ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی ہستیوں کے آستانوں پر نذریں اور نیازیں چڑھانا شروع کرنے لگتے ہیں جو ان کی خوش بختی اور بدبختی، ان کے فقر اور غنا پر کوئی اختیار نہیں رکھتیں، جیسے فرمایا

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ

(۱) جامع ترمذی ابواب الایمان مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ ۲۶۴۱،شرح السنۃ للبغوی ۱۰۴،المعجم الکبیرللطبرانی ۶۲

(۲) سنن ابوداودکتاب السنۃ بَابُ شَرْحِ السُّنَّةِ ۴۵۹۷، مسند احمد ۱۶۹۳۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۸۸۴،سنن الدارمی ۲۵۶۰، مستدرک حاکم ۴۴۳

مِّنۡكُمۡ بِرَبِّهِمۡ يُشۡرِكُوۡنَ ۝۵۴ [1]

ترجمہ: تم کو جو نعمت بھی حاصل ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے، پھر جب کوئی سخت وقت تم پر آتا ہے تو تم لوگ خود اپنی فریادیں لے کر اسی کی طرف دوڑتے ہو مگر جب اللہ اس وقت کو ٹال دیتا ہے تو یکایک تم میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو (اس مہربانی کے شکریے میں) شریک کرنے لگتا ہے۔

هُوَ الَّذِىۡ يُسَيِّرُكُمۡ فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ‌ؕ حَتّٰٓى اِذَا كُنۡتُمۡ فِى الۡفُلۡكِ‌ۚ وَجَرَيۡنَ بِهِمۡ بِرِيۡحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوۡا بِهَا جَآءَتۡهَا رِيۡحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الۡمَوۡجُ مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ اُحِيۡطَ بِهِمۡ‌ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ لَئِنۡ اَنۡجَيۡتَنَا مِنۡ هٰذِهٖ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ۝۲۲ فَلَمَّاۤ اَنۡجٰهُمۡ اِذَا هُمۡ يَبۡغُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ... ۝۲۳ [2]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر بادِ موافق پر فرحاں و شاداں سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکایک بادِ مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ گھِر گئے، اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لیے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے، مگر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر زمین میں بغاوت کرنے لگتے ہیں۔

فَاِذَا رَكِبُوۡا فِى الۡفُلۡكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمۡ اِلَى الۡبَرِّ اِذَا هُمۡ يُشۡرِكُوۡنَ ۝۶۵ لِيَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَيۡنٰهُمۡ ۚۛ وَلِيَتَمَتَّعُوۡا ۚ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ۝۶۶ [3]

ترجمہ: جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں، پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ اللہ کی دی ہوئی نجات پر اس کا کُفرانِ نعمت کریں اور (حیاتِ دنیا کے) مزے لوٹیں اچھا، عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

اچھا، اس دنیا کی عارضی زندگی میں خوب مزے اڑا لو! اللہ کے احسانات و عنایات کی ناشکری کر لو، اپنے ازلی دشمن شیطان کے ساتھی بن کر جو عقائد و اعمال چاہے اختیار کر لو، دعوتِ حق سے منہ موڑ کر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو جاؤ، مگر قیامت کے روز جب اعمال ترازوِ عدل میں تولے جائیں گے، ذرہ ذرہ کا حساب ہو گا اس وقت تمہیں اپنے عقائد و اعمال کے بے وزن اور بے حقیقت ہونے کا حال معلوم ہو جائے گا، کیا ہم نے ان پر شرک کی صداقت پر کوئی سند اور دلیل نازل کی ہے جو شہادت دیتی ہو کہ اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ ساتھ غیر اللہ کو بھی کچھ قدرت و اختیار حاصل ہے اور وہ تم لوگوں کے کام بنایا کریں گے۔

وَ اِذَاۤ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَةً فَرِحُوۡا بِهَا‌ ؕ وَ اِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ ۢ

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ خوب خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ

---

[1] النحل ۵۴،۵۳

[2] یونس ۲۳،۲۲

[3] العنکبوت ۶۶،۶۵

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

سے کوئی برائی پہنچے تو ایک دم وہ محض ناامید ہوجاتے ہیں، کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے

وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى

کشادہ روزی دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ، اس میں بھی ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں نشانیاں ہیں، پس قرابت دار کو

حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫

مسکین کو مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دیجئے، یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں،

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ

ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں، تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا

اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ (الروم ۳۶ تا ۳۹)

اور جو کچھ صدقہ زکوۃ تم اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنے (اور خوشنودی کے لئے) دو تو ایسے لوگ ہی ہیں اپنا دو چند کرنے والے ہیں

انسان کے چھچھورے پن اور کم ظرفی کو بیان فرمایا کہ جب ہم لوگوں کو کچھ مال و دولت، اقتدار اور عزت و حیثیت عطا فرمادیتے ہیں تو لوگوں کی اکثریت کے دماغوں میں فخر و غرور کا ایسا نشہ چڑھتا ہے کہ یہ اللہ کو خاطر میں لاتے ہیں اور نہ اللہ کے بندوں کو، مگر جب ان کے اپنے کیے کرتوتوں سے ان پر کوئی فقر اور بیماری آتی ہے تو اس کے دور ہونے کے بارے میں دل شکستہ اور ناامید ہونے لگتے ہیں اور ذلیل سے ذلیل حرکت کر گزرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ
لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿۱۰﴾ (۱)

ترجمہ: اگر کبھی ہم انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد پھر اس سے محروم کر دیتے ہیں تو وہ مایوس ہوتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے، اور اگر اس مصیبت کے بعد جو اس پر آئی تھی ہم اسے نعمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے میرے تو سارے دلدر پار ہو گئے پھر وہ پھولا نہیں سماتا اور اکڑنے لگتا ہے۔

البتہ اہل ایمان اس سے مستثنیٰ ہیں، وہ تکلیف میں صبر اور راحت میں اللہ کا شکر (اعمال صالحہ اختیار) کرتے ہیں، خلق خدا کے ساتھ تواضع اور فیاضی سے پیش آتے ہیں، جیسے فرمایا

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ (۲)

(۱) ھود ۹، ۱۰

(۲) ھود ۱۱

ترجمہ:اس عیب سے پاک اگر کوئی ہیں تو بس وہ لوگ جو صبر کرنے والے اور نیکو کار ہیں اور وہی ہیں جن کے لیے درگزر بھی ہے اور بڑا اجر بھی۔

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَجِبْتُ مِنْ أَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَ الْمُؤْمِنِ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، كَانَ ذَلِكَ لَهُ خَيْرًا، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ فَصَبَرَ، كَانَ ذَلِكَ لَهُ خَيْرًا

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے تو مسلمانوں کے معاملات پر تعجب ہوتا ہے کہ اس کے معاملے میں سراسر خیر ہی خیر ہے اور یہ سعادت مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے، اگر اسے کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے جو کہ اس کے لئے سراسر خیر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی سراسر خیر ہے۔ (۱)

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ ہی اپنی مشیت وحکمت سے جس کا چاہتا ہے رزق میں وسعت اور فراخی کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے اور وہ روزی کے لئے مارا مارا پھرتا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۔۔۔ ۝۳۰ (۲)

ترجمہ: تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۶۲ (۳)

ترجمہ:اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے، یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

وہ جس کو چاہتا ہے عزتوں سے ہمکنار کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ذلیل ورسوا کر دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے اقتدار عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا چھین لیتا ہے، جیسے فرمایا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۶ (۴)

ترجمہ:تو کہہ اے اللہ! بادشاہی کے مالک! جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یقیناً اس میں اہل ایمان کے لئے اللہ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں جو رزق میں اللہ تعالیٰ کی مشیت وحکمت کے مطابق عطا کردہ کشادگی اور تنگی سے عبرت حاصل کرتے ہیں، پس اے صاحب ثروت مومنو! اللہ مالک حقیقی کے عطا فرمائے ہوئے مال میں سے ضرورت مند رشتہ داروں کی احسان سمجھ کر نہیں بلکہ ان کا اپنے مال پر حق سمجھ کر مدد کرو، انہیں ہدیہ دو، ان سے نیک سلوک کرو، ان سے عزت وتکریم سے پیش آؤ، ان

(۱) مسند احمد ۱۸۹۳۴

(۲) بنی اسرائیل ۳۰

(۳) العنکبوت ۶۲

(۴) آل عمران ۲۶

کی لغزشوں سے درگزر کرو اور ان کی بد کلامی پر رواداری سے کام لو، مسکینوں کو جسے فقر و فاقہ نے دوچار کر دیا ہو اتنا عطا کر دو جس سے ان کے کھانے پینے اور لباس کی ضرورت پوری ہو جائے، بیواؤں کی مدد کرو جن کا کوئی سہارا نہ ہو اور غریب الوطن مسافروں کی مدد کرو جس کا زاد راہ ختم ہو گیا ہو، قرابت داروں، مساکین اور مسافروں کو عطا کرنا ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی خوشنودی، ثواب کثیر اور جنت میں اللہ کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتے ہوں اور ایسے ہی لوگ جو حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرتے رہیں گے فلاح پانے والے ہیں، جیسے فرمایا

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۲۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: لوگ پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر رشتے داروں پر یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو اور جو بھلائی بھی تم کرو گے اللہ اس سے باخبر ہو گا۔

۔۔۔وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآىِٕلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ۔۔۔ ﴿۱۷۷﴾ (۲)

ترجمہ: اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے۔ اگر اس سے اللہ کی رضا و خوشنودی مقصود نہ ہو تو عطا کرنے والے کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں خواہ اس شخص کو اس سے کتنا ہی فائدہ کیوں نہ پہنچا ہو جسے عطا کیا گیا ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۱۴﴾ (۳)

ترجمہ: اور جو شخص یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کرے تو ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًى۔۔۔ ﴿۲۶۳﴾ (۴)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کر کے پھر احسان نہیں جتاتے، نہ دکھ دیتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لیے کسی رنج اور خوف کا موقع نہیں، ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو۔

اور معاوضہ کی نیت سے بھی کسی پر احسان مت کرو، جیسے فرمایا

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ (۵)

---

(۱) البقرۃ ۲۱۵

(۲) البقرۃ ۱۷۷

(۳) النساء ۱۱۴

(۴) البقرۃ ۲۶۳، ۲۶۲

(۵) المدثر ۶

ترجمہ: اور احسان نہ کرو زیادہ حاصل کرنے کے لیے۔

جو سود تم دیتے ہوتا کہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا بلکہ اس کی نحوست دنیا و آخرت میں تباہی کا باعث ہے، جیسے فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ (۱)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو، اُمید ہے فلاح پاؤ گے۔

ایک مقام پر سود کھانے والے کی حالت کے بارے میں فرمایا

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ (۲)

ترجمہ: مگر جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو اور اس حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام، لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لیے وہ سود خواری سے باز آ جائے، تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا، سو کھا چکا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جو اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔

اور پھر سختی سے حکم فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ﴿۲۷۹﴾ (۳)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم ایمان لائے ہو لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر سود کو ختم کرنے کا اعلان فرما دیا، اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، جیسے فرمایا

الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ (۴)

ترجمہ: جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔

---

(۱) آل عمران ۱۳۰

(۲) البقرۃ ۲۷۵

(۳) البقرۃ ۲۷۸،۲۷۹

(۴) اللیل ۱۸،۱۹

اسی کو دینے والے درحقیقت اپنے مال بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کا اجر وثواب کئی گنا بڑھا کر عطا فرمائے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الجَبَلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لئے اس میں زیادتی کرتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر بڑھاتا ہے یہاں تک کہ وہی ایک کھجور بڑھ کر احد پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔[1]

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر روزی دی، پھر مار ڈالے گا پھر زندہ کر دے گا بتاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی بھی

مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾

ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کر سکتا ہو، اللہ تعالیٰ کے لیے پاکی اور برتری ہے ہر اس شریک سے جو یہ لوگ مقرر کرتے ہیں،

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ

خشکی اور تری میں لوگوں کی بد اعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا، اس لیے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ

عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ (الروم ۴۰،۴۱)

چکھا دے، (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں۔

زمین کی اصلاح اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مضمر ہے:

اللہ ہی نے خشکی و تری میں تمہیں اور بے شمار انواع و اقسام کی مخلوقات کو پیدا کیا ہے، جس نے خشکی و تری میں تمہارے اور تمام مخلوقات کے لئے رزق کے جملہ وسائل فراہم کیے ہیں اور ایسا انتظام کر دیا کہ رزق کی گردش سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ حصہ پہنچ جائے، وہی ایک وقت مقررہ پر تمہیں موت سے ہمکنار کرتا ہے، پھر جب چاہے گا تمہارے اعمال کی جزا کے لئے دوبارہ زندہ کرے گا، اللہ کو چھوڑ کر تم جن ہستیوں کی پرستش کر رہے ہو کیا کسی میں یہ قدرت وطاقت ہے کہ وہ کسی کو پیدا کر سکیں؟ کیا وہ خشکی و تری میں چھوٹی بڑی تمام مخلوقات کو رزق بہم پہنچا سکتے ہیں؟ کیا موت وزیست ان کے قبضہ قدرت میں ہے؟ کیا وہ کسی کے مرجانے کے بعد کسی کو زندہ کر دینے پر قادر ہیں؟ اور تم ایسی ہستیوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو جو کسی طرح بھی ان امور میں تصرف کی قدرت نہیں رکھتے، جب ان کے قبضہ قدرت میں کچھ نہیں تو تم نے انہیں کس

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ ۱۴۱۰، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا ۲۳۴۲، مسند احمد ۸۳۸۱، مسند البزار ۸۹۸۰، صحیح ابن حبان ۳۳۱۹، السنن الکبری للبیہقی ۷۷۴۶

وجہ سے معبود بنایا ہوا ہے،اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی تنہا خالق، رازق اور موت وزندگی کا مالک ہے،وہی قیامت کے روز اولین وآخرین کو زندہ کرے گا،اس کی مقدس، منزہ معظم اور عزت وجلال والی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو یا اس جیسا ہو یا اس کے برابر ہو یا اس کی اولاد یا ماں باپ ہوں،وہ واحد ہے صمد ہے اس کا کوئی کفو نہیں، جیسے فرمایا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ڏ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ [1]

ترجمہ: کہو،وہ اللہ ہے یکتا،اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں،نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

انسانوں نے اپنے معاشرے اور آبادیوں میں امن وسکون کو تہ وبالا کر رکھا ہے،وہ ایک دوسرے پر ظلم ڈھا رہے ہیں،اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں کو پامال اور اخلاقی ضابطوں کو توڑ رہے ہیں،انسانوں نے قتل وخونریزی کا بازار گرم کر رکھا ہے،چنانچہ جب انسان نے اللہ کی نافرمانیوں کو اپنا وطیرہ بنالیا تو پھر مکافات عمل کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور تنبیہ آفات ارضی وسماوی کا نزول ہوا،

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ رُفَيْعٍ: فِي قوله ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، انْقِطَاعَ الْمَطَرِ عَنِ الْبَرِّ يُعْقِبُهُ الْقَحْطُ؟وَعَنِ الْبَحْرِ تَعْمَى دَوَابُّهُ

زید بن رفیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ’’خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا ہے۔‘‘ کا مفہوم یہ ہے خشکی میں بارش نہ ہونے کے نتیجے میں قحط کا پیدا ہونا اور بحر میں بارش نہ ہونے سے وہاں کے جانوروں کا اندھا ہو جانا۔[2]

عَنْ مُجَاهِدٍ: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَالَ: فَسَادُ الْبَرِّ: قَتْلُ ابْنِ آدَمَ، وَفَسَادُ الْبَحْرِ: أَخْذُ السَّفِينَةِ غَصْبًا

اور مجاہد رحمہ اللہ ’’خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا ہے۔ کے بارے میں کہتے ہیں خشکی میں فساد پھیلنے سے مراد انسانوں کا قتل،اور تری میں فساد سے مراد کشتیوں کا غصب کر لینا ہے۔[3]

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: مَنْ عَصَى اللَّهَ فِي الْأَرْضِ فَقَدْ أَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ؛ لِأَنَّ صَلَاحَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِالطَّاعَةِ

ابوالعالیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ زمین کو فتنہ وفساد سے بھرتا ہے کیونکہ زمین وآسمان کی درستی اللہ کی طاعت پر موقوف ہے۔[4]

شاید کہ آفات الٰہیہ کو دیکھ کر یہ لوگ حقیقت کو سمجھیں اور اپنے تخیلات کی غلطی کو محسوس کر کے اللہ کی طرف رجوع کر لیں،

اس مضمون کو متعدد مقامات پر فرمایا

---

[1] الاخلاص ۱تا۴

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۹،۳۰۹۲

[3] تفسیرابن ابی حاتم ۹،۳۰۹۲، تفسیر طبری ۲۰،۱۰۷

[4] تفسیرطبری ۱،۲۸۸

...وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۱۶۸ [1]

ترجمہ: اور ہم ان کو اچھے اور برے حالات سے آزمائش میں مبتلا کرتے رہے کہ شاید یہ پلٹ آئیں۔

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝۱۲۶ [2]

ترجمہ: کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک دو مرتبہ یہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں؟ مگر اس پر بھی نہ توبہ کرتے ہیں نہ کوئی سبق لیتے ہیں۔

...وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ... ۝۳۱ [3]

ترجمہ: جن لوگوں نے خدا کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کر رکھا ہے ان پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی آفت آتی ہی رہتی ہے، یا ان کے گھر کے قریب کہیں نازل ہوتی ہے۔

اس کے برعکس جس معاشرے کا نظام اطاعت الٰہی پر قائم ہو اور اللہ کی حدیں نافذ ہوں، ظلم کی جگہ عدل کا دور دورہ ہو، وہاں امن وسکون اور اللہ کی طرف سے خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے،

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَدٌّ يُعْمَلُ بِهِ فِي الْأَرْضِ، خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا أَرْبَعِينَ صَبَاحًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین میں ایک حد کا قائم ہونا زمین والوں کے حق میں چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے۔ [4]

وَالسَّبَبُ فِي هَذَا أَنَّ الْحُدُودَ إِذَا أُقِيمَتْ، انْكَفَّ النَّاسُ -أَوْ أَكْثَرُهُمْ، أَوْ كَثِيرٌ مِنْهُمْ -عَنْ تَعَاطِي الْمُحَرَّمَاتِ، وَإِذَا ارْتُكِبَتِ الْمَعَاصِي كَانَ سَبَبًا فِي مَحَاقِ الْبَرَكَاتِ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

اس کا سبب یہ ہے کہ جب حدود قائم کی جائیں تو بہت سے لوگ محرمات کے ارتکاب سے باز آجاتے ہیں اور جب معاصی اور محرمات کو ترک کر دیا جائے تو یہ آسمانوں اور زمین سے برکتوں کے حصول کا سبب ہے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ، فَقَالَ:مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا المُسْتَرِيحُ وَالمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ:العَبْدُ المُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ، وَالعَبْدُ الفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ العِبَادُ وَالبِلاَدُ، وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ

اور ابوقتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے آرام مل گیا یا اس سے آرام مل گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اسے آرام مل گیا یا اس سے آرام مل

[1] الاعراف۱۶۸

[2] التوبة۱۲۶

[3] الرعد۳۱

[4] سنن نسائی کتاب قطع السارق باب التَّرْغِيبُ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ ۴۹۰۸،سنن ابن ماجه کتاب الحدودبَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ۲۵۳۸،مسند احمد۸۷۳۸،المعجم الصغیر للطبرانی ۹۲۶،صحیح ابن حبان ۴۳۹۷،شعب الایمان ۶۹۹۶، مسند ابی یعلی ۶۱۱۱

گیا کا کیا مطلب ہے؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا مومن بندہ دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پا جاتا ہے اسے آرام مل گیا اور اس سے آرام مل گیا کا مطلب ہے کہ جب ایک بدکار (فاجر) آدمی فوت ہو جاتا ہے تو بندے ہی اس سے راحت محسوس نہیں کرتے شہر اور درخت اور جانور بھی آرام پاتے ہیں۔ [1]

قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّشۡرِکِیۡنَ ﴿۴۲﴾ (الروم ۴۲)

زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا جن میں اکثر لوگ مشرک تھے۔

اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ان مشرکین سے کہو اللہ کی زمین میں گھوم کر تباہ شدہ اقوام کے آثار و کھنڈرات کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو، ان تمام قوموں کو جن خرابیوں نے تباہ و برباد کیا ان سب کی بنیاد طاغوت کی بندگی تھا جس میں ڈوب کر وہ نفس کی بندگی کرنے لگے، ان کے رسولوں نے انہیں دعوت حق پہنچائی، اللہ کی وحدانیت اور ربوبیت کے دلائل بیان کیے، ایمان لانے پر خوشخبریاں اور تکذیب کرنے کے عذاب سے ڈراتے رہے، مگر ان تمام اقوام نے دعوت کو پر کاہ برابر اہمیت نہ دی، انہوں نے اس پاکیزہ دعوت کو ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا، اور اپنی طاقت وقوت، ذرائع واسباب اور اپنے معبودان باطلہ پر بھروسہ کر کے اللہ کی دعوت کی تکذیب کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے مہلت دی، انہیں راہ راست پر لانے کے لئے چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجے تاکہ وہ ان پر سوچ وبچار کریں اور پلٹ آئیں مگر اس ڈھیل پر وہ اور دلیر ہو گئے اور اللہ کے عذاب کا بھی مطالبہ کر دیا، آخر اللہ کا عذاب ان پر ٹوٹ پڑا اور اللہ نے انہیں اس عظیم جرم میں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی طرف سے مذمت، لعنت اور لگاتار رسوائی ان کا پیچھا کرتی رہی، پس ان اقوام کے عبرت ناک انجام سے سبق لو اور پلٹ آؤ، اگر وقت گزر گیا تو پھر سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

فَاَقِمۡ وَجۡہَکَ لِلدِّیۡنِ الۡقَیِّمِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ

پس آپ اپنا رخ اس سچے اور سیدھے دین کی طرف ہی رکھیں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کا ٹل جانا اللہ تعالیٰ کی

یَوۡمَئِذٍ یَّصَّدَّعُوۡنَ ﴿۴۳﴾ مَنۡ کَفَرَ فَعَلَیۡہِ کُفۡرُہٗ ۚ وَ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا

طرف سے ہے ہی نہیں، اس دن سب متفرق ہو جائیں گے، کفر کرنے والوں پر ان کے کفر کا وبال ہوگا اور نیک کام کرنے

فَلِاَنۡفُسِہِمۡ یَمۡہَدُوۡنَ ﴿ۙ۴۴﴾ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ

والے اپنی ہی آرام گاہ سنوار رہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے جزا دے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ سَکَرَاتِ المَوْتِ ۶۵۱۳، ۶۵۱۲، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي مُسْتَرِیحٍ وَمُسْتَرَاحٍ مِنْهُ ۲۲۰۲، سنن نسائی کتاب الجنائز باب اسْتِرَاحَةُ الْمُؤْمِنِ بِالْمَوْتِ ۱۹۳۳، مسند احمد ۲۲۵۳۶، صحیح ابن حبان ۳۰۰۷، شعب الایمان ۸۸۲۶، السنن الکبری للنسائی ۲۰۶۸، السنن الکبری للبیہقی ۶۵۷۴، مصنف عبد الرزاق ۶۲۵۴

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِیُذِیْقَكُمْ

کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے، اس کی نشانیوں میں سے خوشخبریاں دینے والی ہواؤں کو چلانا بھی ہے اس لیے کہ تمہیں

مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اپنی رحمت سے لطف اندوز کرے، اور اس لیے کہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اس لیے کہ اس کے فضل کو تم ڈھونڈو

وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ (الروم ۴۳ تا ۴۶)

اور اس لیے کہ تم شکر گزاری کرو۔

اللہ کے پسندیدہ دین پر مستحکم ہو جاؤ:

پس اے نبی ﷺ! قبل اس کے کہ وقت مقررہ پر قیامت برپا ہو جائے جس کو نہ اللہ خود ٹالے گا اور نہ کوئی اور ہستی اس کو ٹال یا روک سکتی ہے، اللہ کے سچے دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ جم جاؤ اور نیکیوں سے اپنا دامن بھر لو، وہ ایسا سخت دن ہو گا جب لوگ پھٹ کر ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے، ایک گروہ مومنین کا ہو گا اور ایک گروہ مجرمین کا ہو گا، پھر جس نے دعوت حق کی تکذیب اور طاغوت کی بندگی کی ہو گی وہ اپنے کفر و شرک کا دردناک وبال خود اٹھائے گا کوئی اور نہیں اور جن لوگوں نے دعوت حق کو قبول کر کے اعمال صالحہ اختیار کیے ہوں گے، وہ بھی کسی اور کے لئے نہیں بلکہ خود اللہ کی لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل ہونے اور وہاں اعلیٰ منازل حاصل کرنے کے لئے راستہ ہموار کر رہے ہیں تا کہ اللہ ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ کرنے والوں کو اپنے فضل سے ان کی نیکیوں کا اجر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی بڑھا چڑھا کر دے، یقیناً اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا، اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بارش برسانے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے تا کہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے، اور اس لئے بھی کہ ان موافق اور مناسب ہواؤں سے سمندروں اور دریاؤں میں بادبانی کشتیاں چلیں اور تم ان کے ذریعے ایک مقام سے دوسرے مقام پر جا کر تجارت و کاروبار کرو اور اس کا فضل تلاش کرو اور ان ظاہر و باطنی نعمتوں جن کا کوئی شمار ہی نہیں ہے پر اللہ کی بندگی و اطاعت کرو۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی اپنے رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان کے پاس دلیلیں لائے، پھر ہم نے گناہ گاروں

اَجْرَمُوْا ؕ وَ كَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا

سے انتقام لیا، ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے، اللہ تعالیٰ ہوائیں چلاتا ہے وہ ابر کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی منشا کے مطابق

فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَ یَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ

اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر آپ دیکھتے ہیں اس کے اندر سے قطرے نکلتے ہیں

فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

اور جنہیں اللہ چاہتا ہے ان بندوں پر وہ پانی برساتا ہے تو وہ خوش خوش ہو جاتے ہیں، یقین مانناکہ بارش ان پر برسنے سے پہلے پہلے

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ

تو وہ ناامید ہو رہے تھے، پس آپ رحمت الٰہی کے آثار دیکھیں کہ زمین کی موت کے بعد کس طرح اللہ تعالیٰ اسے زندہ

بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ (الروم ۴۷ تا ۵۰)

کر دیتا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر ہر چیز پر قادر ہے۔

اور نبی کریم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح اللہ نے آپ کو رسول بنا کر آپ کی قوم کی طرف بھیجا ہے اسی طرح آپ سے پہلے بھی اللہ نے گزشتہ امتوں میں انہی میں سے رسول مبعوث کیے، لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے اللہ نے رسولوں پر اپنا کلام نازل کیا، رسولوں نے اپنی اپنی قوم کو توحید و اخلاص کی دعوت دی اور اپنے موقف کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے کائنات فطرت میں ہر سو پھیلی اللہ وحدہ لاشریک کی نشانیاں دکھائیں، توحید کے صاف، روشن اور واضح دلائل پیش کیے، معجزات سے اپنی صداقت کو ظاہر کیا مگر ان واضح نشانیوں کے باوجود بہت قلیل تعداد میں لوگ ایمان لائے اور ایک کثیر تعداد کائنات میں پھیلی نشانیوں اور معجزات کو دیکھ کر اندھے بن کر توحید سے انکار پر جمے رہے، اللہ نے بڑے عذاب سے قبل چھوٹے چھوٹے عذاب بھیج کر انہیں غور و فکر کے لئے مہلت دی مگر انہوں نے اللہ سے سرکشی و بغاوت کی روش اپنائے رکھی، بالآخر ان کے اس جرم تکذیب اور ارتکاب معصیت پر اللہ نے انہیں بڑے عذاب کے شکنجے میں کس دیا اور انبیاء کی پیروی کرنے والے اہل ایمان کی مدد کی، اللہ نے اپنے فضل سے اپنے نفس پر یہ لازم کر لیا ہے کہ وہ اپنے مومن بندوں کی نصرت و تائید کرے گا یعنی محمد مصطفی ﷺ کی تکذیب کرنے والو! اگر تم تکذیب کی روش پر قائم رہے تو تم پر بھی عذاب نازل ہوگا اور ہم تمہارے خلاف محمد ﷺ کو فتح و نصرت سے سرفراز کریں گے، اللہ نے ہواؤں کی گردش کا ایک نظام قائم فرمایا ہے، یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر اللہ رب العالمین ان بادلوں کو اکٹھا کرتا اور گہرا کر کے مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر کے پھیلا دیتا ہے اور اللہ بارش برسانے سے پہلے باران رحمت کی خوشخبری دینے کے لئے بھینی بھینی ٹھنڈی خوشگوار ہوائیں بھیجتا ہے پھر اللہ اپنی مشیت سے جہاں چاہتا ہے ان بادلوں سے پانی کے چھوٹے چھوٹے قطرے برساتا ہے اور بارش کے بعد ضرورت مند لذت و سرور محسوس کرتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے یہ بارش نہ ہونے سے مایوس ہو رہے تھے، اور نگاہ عبرت سے دیکھو کہ جس طرح بارش کے نزول سے مردہ، بنجر پڑی ہوئی زمین یکا یک زندہ ہو جاتی ہے اور اس میں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اور قسم قسم کے خوبصورت نباتات اگاتی ہے، وہ ہستی جو زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اسے زندہ کرتی ہے وہی قیامت کے دن مردوں کو بھی ان کی قبروں سے زندہ نکالے گی،

اس مضمون کو ایک مقام پر یوں بیان فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ

الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۵۷ (۱)

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے، دیکھو اس طرح ہم مُردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں شاید کہ تم اس مشاہدے سے سبق لو۔

وَ لَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝۵۱

اور اگر ہم باد تند چلادیں اور یہ لوگ انہی کھیتوں کو (مرجھائی ہوئی) زرد پڑی ہوئی دیکھ لیں تو پھر اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں،

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۵۲

بیشک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہوں،

وَ مَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا

اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کرنے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی لوگوں کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر

فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۵۳ اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ

ایمان رکھتے ہیں پس وہی اطاعت کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا، پھر اس

مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ

کمزوری کے بعد توانائی دی پھر اس توانائی کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے،

وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ۝۵۴ (الروم ۵۱ تا ۵۴)

وہ سب سے پورا واقف اور سب پر پورا قادر ہے۔

اور اگر ہم ان ہی کھیتوں کو جن کو ہم نے بارش کے ذریعے سے شاداب کیا تھا ان پر سخت گرم یا سخت ٹھنڈی ہوا یا آندھیاں بھیج کر ان کی لہلہاتی کھیتیوں کو تباہ و برباد کر دیں تو بارش سے خوش ہونے والے یہی لوگ اللہ کی گزشتہ نعمتوں کو بھول کر اس کی ناشکری کرنے لگیں گے، جیسے فرمایا

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝۶۳ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝۶۴ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝۶۵ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝۶۶ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝۶۷ (۲)

ترجمہ: کبھی تم نے سوچا یہ بیج جو تم بوتے ہو ان سے کھیتیاں تم اُگاتے ہو یا ان کے اُگانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو ان کھیتیوں کو بھس بنا کر

(۱) الاعراف ۵۷

(۲) الواقعة ۶۳ تا ۶۷

رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر تو الٹی چٹی پڑ گئی بلکہ ہمارے تو نصیب ہی پھوٹے ہوئے ہیں۔

اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! جس طرح مردے فہم وشعور سے عاری ہوتے ہیں اور انہیں کوئی آواز نہیں پہنچائی جاسکتی اسی طرح ان لوگوں کے ضمیر بھی مردہ ہو چکے ہیں اس لئے یہ آپ کی دعوت کو سمجھنے اور قبول کرنے سے قاصر ہیں، اور جس طرح بہروں کو کوئی اپنی بات نہیں پہنچا سکتا اسی طرح ان لوگوں نے اپنے دلوں پر قفل چڑھا رکھے ہیں کہ سب کچھ سنتے ہوئے بھی وہ کچھ نہیں سمجھتے اور جب یہ داعی کی شکل دیکھ کر ہی دور بھاگنا شروع کر دیں تو دعوت حق ان کے کانوں میں کس طرح پڑ سکتی ہے اور کیوں کر ان کے دل ودماغ میں سما سکتی ہے، اور تم دل کے اندھوں کو جو راستہ دیکھنا ہی نہ چاہیں ان کی گمراہی سے نکال کر راہ راست نہیں دکھا سکتے ہو البتہ اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے وہ چاہے تو مردوں کو زندوں کی آوازیں سنا سکتا ہے، ہدایت وضلالت اللہ ہی طرف سے ہے، تم تو صرف انہی لوگوں کو دعوت حق سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے اور سر تسلیم خم کر دیتے ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّمَا یَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ یَسۡمَعُوۡنَ ؕ وَ الۡمَوۡتٰی یَبۡعَثُہُمُ اللّٰہُ ثُمَّ اِلَیۡہِ یُرۡجَعُوۡنَ ﴿۳۶﴾ [۱]

ترجمہ: دعوتِ حق پر لبیک وہی لوگ کہتے ہیں جو سننے والے ہیں، رہے مردے، تو انہیں تو اللہ بس قبروں ہی سے اُٹھائے گا اور پھر وہ (اس کی عدالت میں پیش ہونے کے لیے) واپس لائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وسعت علم، عظمت اقتدار اور کمال حکمت کو بیان فرمایا کہ اللہ ہی تو ہے جس نے پانی کے ایک بے حیثیت قطرے سے یا عالم طفولیت سے تمہاری پیدائش کی ابتدا کی پھر اس کے بعد بتدریج تمہیں بھرپور جوانی کی قوت وطاقت بخشی دی یعنی قوائے عقلی وجسمانی کی تکمیل کر دی پھر اس جوانی کے بعد بتدریج طاقتیں، قوتیں اور صلاحیتیں گھٹا کر تمہیں کمزور اور پھر بوڑھا کر دیا کہ دیکھنا، سننا، چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو گیا، اللہ اپنی حکمت ومشیت سے جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

وَ یَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ یُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۬ۙ مَا لَبِثُوۡا غَیۡرَ سَاعَۃٍ ؕ

اور جس دن قیامت برپا ہو جائے گی گناہ گار لوگ قسمیں کھائیں گے کہ (دنیا میں) ایک گھڑی کے سوا نہیں ٹھہرے،

کَذٰلِکَ کَانُوۡا یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَ الۡاِیۡمَانَ لَقَدۡ لَبِثۡتُمۡ

اسی طرح بہکے ہوئے ہی رہے اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا وہ جواب دیں گے کہ تم تو جیسا کہ

فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ اِلٰی یَوۡمِ الۡبَعۡثِ ۫ فَہٰذَا یَوۡمُ الۡبَعۡثِ وَ لٰکِنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۶﴾

کتاب اللہ میں ہے یوم قیامت تک ٹھہرے رہے، آج کا یہ دن قیامت ہی کا دن ہے لیکن تم تو یقین ہی نہیں مانتے تھے،

فَیَوۡمَئِذٍ لَّا یَنۡفَعُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مَعۡذِرَتُہُمۡ وَ لَا ہُمۡ یُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۵۷﴾ (الروم ۵۵ تا ۵۷)

پس اس دن ظالموں کو ان کا عذر بہانہ کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان سے توبہ اور عمل طلب کیا جائے گا۔

---

[۱] الانعام ۳۶

دنیامیں واپسی ناممکن ہو گی:اور جب ایک وقت مقررہ پر اللہ کے حکم سے قیامت قائم ہو گی اور تمام اولین وآخرین کو زمین کے گوشے گوشے سے ان کی قبروں سے زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کیا جائے گا اس دن آخرت کے شدائد اور ہولناک احوال دیکھ کر مجرمین کی دنیاوی زندگی کے عیش وآرام اور ساری آسائشیں خواب ہو کر رہ جائیں گی اور وہ جھوٹی قسمیں کھاکھا کر کہیں گے کہ وہ دنیامیں یا قبر میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے تھے ،اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ دنیا کے اندر بھی ہمیشہ حقائق سے صرف نظر کر کے ایسے غلط اندازے لگاتے تھے ،وہاں بھی یہ حقیقت کے ادراک سے محروم تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ کوئی قیامت قائم نہیں ہونی ،حیات بعد از موت ایک دھوکا ہے ،مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں جس میں اللہ کے سامنے پیش ہو کر اعمال کا حساب دیناہے ، کوئی جزاوسزانہیں ، کوئی جنت ودوزخ نہیں ، مگر اہل علم وایمان جنہیں حقیقت کا شعور تھا جن کا ایمان تھا کہ ایک روز اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو کر اعمال کا حساب دیناہے ،اور وہ ان لوگوں کو دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے ان لوگوں سے کہیں گے اللہ کی قضاوقدر کے مطابق جو اس نے اپنے حکم میں تمہارے لئے مقرر کر دی تھی تمہیں اس قدر عمر دی گئی تھی کہ جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر سکتا تھا، تدبر کرنے والا اس میں تدبر کر سکتا تھا اور عبرت پکڑنے والا اس میں عبرت پکڑ سکتا تھا مگر تم نے کچھ بھی غور وتدبر نہ کیا حتی کہ قیامت آگئی اور تم اس حال کو پہنچ گئے ،یہ وہی روز حشر ہے جس کے بارے میں بار بار تمہیں تنبیہ کی جاتی تھی مگر تم اس کا انکار کرتے ،اس کا مذاق اڑایا کرتے اور اس کا مطالبہ کرتے تھے ،اس دن گناہ گاروں کی کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی یعنی اگر وہ جھوٹ بولتے ہوئے یہ سمجھیں کہ ان پر حجت قائم نہیں ہوئی یا ایمان لاناان کے بس میں نہ تھا تو اہل علم وایمان کی گواہی بلکہ خود ان کی اپنی کھالوں ،ان کے ہاتھوں اور پاؤں کی گواہی سے ان کو جھٹلادیا جائے گا، جیسے فرمایا

حَتّٰٓي اِذَا مَا جَاۗءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۲۰ [۱]

ترجمہ:پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیامیں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔

اگر معذرت کی اجازت چاہیں کہ ان کو اب دنیامیں واپس لوٹادیا جائے تاکہ وہاں توبہ واطاعت کے ذریعے سے عتاب الٰہی کا ازالہ کر لیں کیونکہ توبہ ،ایمان اور عمل صالح کی طرف رجوع کرنے کے سارے مواقع وہ کھو چکے ہوں گے ،اس لئے انہیں دنیامیں بھیج کر یہ موقع نہیں دیا جائے گا، جیسے فرمایا

۔۔۔وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۲۴ [۲]

ترجمہ:اور اگر رجوع کا موقع چاہیں گے تو کوئی موقع انہیں نہ دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ زیر عتاب رہیں گے۔

وَ لَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَ لَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ

بیشک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے سامنے کل مثالیں بیان کر دی ہیں، آپ ان کے پاس کوئی بھی نشانی لائیں

[۱] حم السجدۃ ۲۰

[۲] حم السجدۃ ۲۴

لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝۵۸ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ

یہ کافر تو یہی کہیں گے کہ تم (بیہودہ گو) بالکل جھوٹے ہو، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے یوں ہی

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۹ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ

مہر لگا دیتا ہے، پس آپ صبر کریں یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے، آپ کو وہ لوگ ہلکا (بے صبرا) نہ کریں

الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝۶۰ (الروم ۵۸ تا ۶۰)

جو یقین نہیں رکھتے۔

ہم نے اپنی عنایت اور لطف و کرم سے حقائق کو واضح کرنے کے لئے اس قرآن میں اللہ کی توحید اور رسولوں کی صداقت اور اسی طرح شرک کی تردید کے بے شمار دلائل مختلف انداز سے لوگوں کو سمجھایا ہے مگر اے نبی ﷺ! تم خواہ کوئی دلائل دکھاؤ اور ان کی خواہش کے مطابق کوئی معجزہ لے آؤ جن لوگوں نے اپنے کفر و طغیان، ضد و ہٹ دھرمی اور تعصبات کی بنا پر دعوت حق پر ایمان لانے سے انکار کر دیا ہے وہ بڑی سے بڑی نشانی اور واضح سے واضح دلائل کو دیکھ کر بھی یہی کہیں گے کہ ہم راہ راست پر ہیں اور تم جو کچھ بیان کر رہے ہو وہ باطل ہے یعنی وہ حق کو باطل اور باطل کو حق ہی کہیں گے، جیسے فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۹۶ وَلَوْ جَاۗءَتْھُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝۹۷ [1]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں پر تیرے رب کا قول راست آ گیا ہے ان کے سامنے خواہ کوئی نشانی آ جائے وہ کبھی ایمان لا کر نہیں دیتے جب تک کہ دردناک عذاب سامنے آتا نہ دیکھ لیں۔

اللہ بے علم لوگوں کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیتا ہے پھر ان کے دلوں میں کوئی بھلائی داخل نہیں ہو سکتی، جیسے فرمایا

... كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۰۱ [2]

ترجمہ: دیکھو اس طرح ہم منکرین حق کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔

... كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝۳۵ [3]

ترجمہ: اسی طرح اللہ ہر متکبر و جبار کے دل پر ٹھپہ لگا دیتا ہے۔

پس اے نبی ﷺ! جاہلوں کا بغض و عناد، ان کی تکذیب و تضحیک، ان کی ہٹ دھرمی اور دل آزار باتوں پر صبر اور درگزر کریں اور اپنی دعوت الی اللہ اور جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر ثابت قدم رہیں اور اس سے سرمو انحراف نہ کریں، اللہ نے آپ سے مدد کا جو وعدہ کیا ہے وہ یقیناً حق ہے جو بہر صورت پورا ہو گا، اللہ ایک دن تمہیں ان پر غالب کرے گا، تمہاری امداد فرمائے گا اور مجرمین سے ضرور انتقام لے گا۔

---

[1] یونس ۹۶،۹۷

[2] الاعراف ۱۰۱

[3] المومن ۳۵

مضامین سورۂ النجم:

اس سورۂ میں کفار مکہ کو ان کے غلط رویوں اور طریقوں پر متنبہ کیا گیا ہے، کلام کے آغاز میں ستارے کے وقت غروب کی قسم کھا کر کہا گیا کہ محمد ﷺ بہکے یا بھٹکے ہوئے نہیں اور نہ ہی یہ عظیم الشان کلام وہ خود گھڑ کر پیش کر رہے ہیں، بلکہ یہ سارا کلام وحی الٰہی ہے جس میں حقائق کا بیان ہے، معراج میں نبی ﷺ نے اللہ کی قدرت وبادشاہت کے عجائب وغرائب کا بچشم خود مشاہدہ کیا اور جو فرشتہ وحی لے کر آتا ہے اس کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس کے بعد ان مضامین کی طرف اشارہ ہے۔

○ لات، منات، اور عزیٰ جن کو تم اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر اپنا معبود سمجھتے ہو یہ سب غلط مفروضے ہیں اور حقیقت کا ان سے قطعاً کوئی تعلق نہیں، تم ان کی عبادت و پرستش اس لئے کرتے ہو کہ یہ اللہ کے ہاں تمہاری شفاعت کریں گے تو یاد رکھو کہ مقرب فرشتے ہوں یا انبیاء ورسل ،نیک آدمی ہوں یا کوئی اور مخلوق اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی نہیں منوا سکتے، شفاعت کا حق جس کو ملے گا وہی اللہ کے ہاں کلام کر سکے گا اور جس کے حق میں شفاعت کی اجازت ملے گی اسی کے حق میں شفاعت قبول بھی کی جائے گی، تم نے اپنے ہی اوہام وخیالات کو عقیدے کا درجہ دے دیا ہے جس کا انجام انتہائی ہولناک اور بھیانک ہوگا۔

○ اس کائنات کا مالک ومختار اور نظام کائنات چلانے کے لئے تدبیریں کرنے والا اللہ وحدہ لاشریک ہے اس بارے میں نہ کوئی اس کا مشیر ہے اور نہ ہی کسی فرد کو اللہ تعالیٰ نے مجاز بنایا ہے، اللہ تعالیٰ کائنات کے ذرے ذرے اور ان کے حقائق سے آگاہ ہے، وہ تمہارے اعمال اور حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے اگر تم برائی کے بعد توبہ کر لو تو تمہاری بخشش پر قادر ہے اور اگر تم اپنے گناہوں پر اصرار کرتے رہے اور زبان سے پاکدامنی اور پاکیزگی کے دعوے دار بنے رہے تو قیامت کے روز تمہاری دوعملی تمہارے کسی بھی کام نہ آئے گی۔

○ قرآن مجید انہی نظریات وعقائد کا ذکر کرتا ہے جو اس سے قبل ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے دنیا والوں کو بتائے ہیں، محمد ﷺ کوئی نیا اور نرالا دین لے کر نہیں آئے کہ تم حیرت واستعجاب میں ڈوبے چلے جاتے ہو، پہلی نافرمان قوموں عاد، ثمود، قوم نوح اور قوم لوط کی تباہی وہلاکت بھی اسی غرور وتکبر اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہوئی تھی جس کے آج تم شکار ہو چکے ہو، ان اقوام کی تباہی اتفاقی حادثہ نہ تھا، اور اس حقیقت کو یاد رکھو کہ فیصلہ کا وقت آپہنچا ہے اب یہ کسی کے ٹالے نہ ٹل سکے گا یہی خبر تم تک پہنچانے کے لئے محمد ﷺ کوشش کر رہے ہیں، آج یہ باتیں تمہیں مذاق لگتی ہیں، تم ان باتوں کو سننے کے بجائے شور شرابا کرتے ہو، اس غلط روش سے باز آجاؤ اور اپنے حقیقی معبود کے سامنے جھک جاؤ، اسی کی عبادت کرو، اسی کے احکام پر عمل کرو، ان الفاظ پر جب سورۂ مکمل ہوئی تو آپ ﷺ نے اس آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد سجدہ کیا تو یہ کفار بھی اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور سجدہ ریز ہو گئے، یہ وہ لوگ تھے جن کے سر اور گردنیں پتھر کے بتوں کے سامنے تو جھک سکتی تھیں لیکن اللہ وحدہ کا تصور ان کے دل ودماغ میں نہیں آتا تھا، بہر حال اس سورت کی آیت سجدہ سن کر وہ بے اختیار سجدے میں گر گئے اور یہ بھی قرآن کا اعجاز تھا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰی ۙ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی ۚ﴿۲﴾ وَمَا یَنۡطِقُ

قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے کہ تمہارے ساتھی نے نہ راہ گم کی ہے اور نہ ٹیڑھی راہ پر ہے اور نہ وہ اپنی خواہش سے

عَنِ الۡهَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی ۙ﴿۵﴾ (النجم ۱تا۵)

کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے، اسے پوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا ہے۔

قسم ہے تارے کی جب کہ وہ رات کے اختتام پر فجر کے وقت غروب ہوا، جیسے فرمایا:

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عَظِیۡمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ ﴿۷۷﴾ [1]

ترجمہ: پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے مواقع کی، اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کہ یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے۔

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ [2]

ترجمہ: پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں پلٹنے والے اور چھپ جانے والے تاروں کی، اور رات کی جبکہ وہ رخصت ہوئی اور صبح کی جبکہ اس نے سانس لی۔

قَالَ الشَّعْبِيُّ وَغَيْرُهُ: الْخَالِقُ يُقسِم بِمَا شَاءَ مِنْ خَلقه، وَالْمَخْلُوقُ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُقْسِمَ إِلَّا بِالْخَالِقِ

امام شعبی رحمہ اللہ اور دیگر کئی اہل علم نے کہا ہے کہ خالق اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے قسم کھا سکتا ہے مگر مخلوق کو خالق کے سوا اور کسی کی قسم نہیں کھانی چاہیے۔[3]

اور جواب قسم میں فرمایا اے اہل قریش! تمہارا رفیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے بلکہ وہ ایک نہایت سلیم الطبع اور دانا و فرزانہ آدمی ہے، وہ اپنی خواہش نفس اور ذاتی غرض سے کچھ گفتگو نہیں کرتا بلکہ دعوت توحید، حیات بعد الموت، آخرت، حشر نشر اور اعمال کی جزا کی جو خبریں اللہ تعالیٰ اس پر بذریعہ وحی نازل فرماتا ہے وہ اسے پوری امانت و دیانت کے ساتھ تمہیں پہنچا دیتا ہے، اور سنت بھی رسول اللہ کی طرف بھیجی ہوئی وحی ہے، جیسے فرمایا

...وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ... ﴿۱۱۳﴾ [4]

ترجمہ: اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے۔

---

[1] الواقعة ۷۵تا۷۷

[2] التکویر ۱۵تا۱۸

[3] شرح صحیح البخاری لابن بطال ۹۷/۶

[4] النساء ۱۱۳

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ تُدَاعِبُنَاقَالَ: إِنِّي لاَ أَقُولُ إِلاَّ حَقًّا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم سے مزاح اور خوش طبعی کرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سچ بات کے سوا کوئی بات نہیں کرتا۔ (۱)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ،أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ لَيْسَ بِنَبِيٍّ مِثْلُ الْحَيَّيْنِ، أَوْ مِثْلُ أَحَدِ الْحَيَّيْنِ،: رَبِيعَةَ وَمُضَرَفَقَالَ رَجُلٌ: يَا رسول الله، أو ما رَبِيعَةُ مِنْ مُضَرَ؟قَالَ:إِنَّمَا أَقُولُ مَا أَقُولُ

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ایک شخص کی شفاعت کے ساتھ جو نبی نہیں ہو گا ربیعہ ومضر جیسے دو قبیلوں یا ان میں سے ایک قبیلے کے برابر لوگ جنت میں ضرور داخل ہوں گے، ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ربیعہ کا تعلق بھی قبیلہ مضر ہی سے نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جو کچھ کہتا ہوں وہ وحی الٰہی کی روشنی میں کہتا ہوں۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ، وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَوْمَأَ بِأُصْبُعِهِ إِلَى فِيهِ، فَقَالَ: اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ

اسی طرح عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا وہ سب لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے حفظ کرلوں، (بعض) قریشیوں نے مجھے منع کیا اور انہوں نے کہا تو ہر بات جو سنتا ہے لکھ لیتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان ہیں، غصے اور خوشی (دونوں حالتوں) میں گفتگو کرتے ہیں تو میں نے لکھنا موقوف کر دیا اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا فرمایا لکھ لیا کرو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس سے سوائے حق کے اور کچھ نکلتا ہی نہیں ہے۔ (۳)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی انسان سکھانے والا نہیں ہے بلکہ اسے اللہ کی طرف سے مقرر زبردست ظاہری اور باطنی قوت والے اور مکرم فرشتہ جبرائیل علیہ السلام نے تعلیم دی ہے، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝۱۹ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝۲۱ (۴)

(۱) جامع الترمذی ابواب البر والصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِزَاحِ۱۹۹۰، مسنداحمد۸۵۲۳، السنن الکبری للبیہقی ۲۱۱۷۳،شرح السنة للبغوی ۳۶۰۲

(۲) مسنداحمد۲۲۲۱۵

(۳) سنن ابوداود کتاب العلم بَابٌ فِي كِتَابِ الْعِلْمِ۳۶۴۶،مسنداحمد۶۵۱۰،سنن الدارمی ۵۰۱،مستدرک حاکم۳۵۹،مصنف ابن ابی شیبة ۲۶۴۲۸

(۴) التکویر۱۹تا۲۱

ترجمہ: یہ فی الواقع ایک بزرگ پیغام بر کا قول ہے جو بڑی توانائی رکھتا ہے، عرش والے کے ہاں بلند مرتبہ ہے، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے وہ بااعتماد ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ [۱]

ترجمہ: ان سے کہو کہ جو کوئی جبریل سے عداوت رکھتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبریل نے اللہ ہی کے اِذن سے یہ قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق وتائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے۔

ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۙ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ؕ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ﴿۸﴾ فَكَانَ

جو زور آور ہے پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا، پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا پس وہ دو کمانوں کے

قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ﴿۹﴾ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

بقدر فاصلہ پر رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم، پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی، دل نے جھوٹ نہیں کہا

مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ (النجم ۶ تا ۱۲)

(پیغمبر نے) دیکھا، کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں۔

وہ قوت، خلق، ظاہری وباطنی جمال کا حامل ہے، پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان کے مشرقی کنارے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اصلی شکل میں نمودار ہوئے اور سیدھے کھڑے ہو گئے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ [۲]

ترجمہ: اس نے اس پیغامبر کو روشن افق پر دیکھا ہے۔

پھر وہ آسمان دنیا کے نیچے افق اعلیٰ سے زمین کی طرف اترتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور آپ کے اوپر فضا میں معلق ہو گئے پھر وہ آپ کی طرف جھکے اور اس قدر قریب ہو گئے کہ فاصلہ دو کمانوں یا دو ہاتھوں کے برابر یا اس سے کچھ کم رہ گیا تب اس نے اللہ کے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی پہنچائی جو وحی بھی اسے پہنچانی تھی، بعض کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا اس سلسلہ میں امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: فِي حَدِيثِ شَرِيكٍ زِيَادَةٌ تَفَرَّدَ بِهَا، عَلَى مَذْهَبِ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ، يَعْنِي قَوْلَهُ: ثُمَّ دَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى، فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، قَالَ: وَقَوْلُ عَائِشَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فِي

---

[۱] البقرۃ ۹۷

[۲] التکویر ۲۳

حَمْلِهِمْ هَذِهِ الْآيَاتِ على رؤيته جبريل أصح وَهَذَا الَّذِي قَالَهُ الْبَيْهَقِيُّ هُوَ الْحَقُّ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ، وَلَا يُعْرَفُ لَهُمْ مُخَالِفٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ بِهَذَا

حافظ ابو بکر بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کے جملے کو جس میں ہے کہ ” پھر اللہ تعالیٰ قریب ہوا اور اتر آیا بس بقدر دو کمان کے ہو گیا بلکہ اور نزدیک۔“ شریک نامی راوی کی زیادتی بتاتے ہیں جس میں وہ منفرد ہیں، اس لیے بعض حضرات نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات اللہ رب العزت کو دیکھا، لیکن ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان آیتوں کو اس پر محمول کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا یہی زیادہ صحیح ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا فرمان بالکل حق ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی اس آیت کی اس تفسیر میں ان کا مخالف نہیں ہے۔ (1)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ (2)

ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا ان کے چھ سو بازو تھے۔ (3)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: {وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى} (4)، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " رَأَيْتُ جِبْرِيلَ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، عَلَيْهِ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ، يُنْتَثَرُ مِنْ رِيشِهِ التَّهَاوِيلُ: الدُّرُّ وَالْيَاقُوتُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا۔“ کی تفسیر میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ان کے چھ سو پر تھے اور ان کے پروں سے موتیوں اور یاقوت کے ٹکڑے گر رہے تھے۔ (5)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نے جو کچھ دیکھا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مقدس نے نظر کا دھوکا یا واہمہ قرار نہیں دیا، جو وحی کی گئی تھی اسے سن کر شکوک وشبہات کا شکار نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم قدرت کو تسلیم کیا، اب کیا تم اس حقیقت پر اس سے جھگڑتے ہو، اعتراض کرتے ہو جسے وہ باحوش وحواس دن دہاڑے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

---

(1) تفسیر ابن کثیر ۷/۵

(2) صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ، وَفِي قَوْلِهِ: رَأَيْتُ نُورًا ۴۴۳

(3) جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ ۳۲۷۷، صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النجم بَابُ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۴۸۵۶، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ۱۷۷، مسند احمد ۳۷۸۰، صحیح ابن حبان ۶۴۲۷، شرح السنۃ للبغوی ۳۷۵۷

(4) النجم: ۱۳

(5) مسند احمد ۳۹۱۵

وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ؕ﴿۱۵﴾

اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا سدرۃ المنتہٰی کے پاس، اسی کے پاس جنۃ الماوٰی ہے،

اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى ۙ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾

جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی، نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی،

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ (النجم ۱۳تا۱۸)

یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔

اور ایک مرتبہ پھر رسول اللہ ﷺ نے معراج کے موقع پر جبرائیل علیہ السلام کو چھٹے یا ساتویں آسمان کے انتہائی سرے پر واقع بیری کے درخت کے پاس ان کی اصل شکل میں اپنی طرف اترتے دیکھا،

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا، وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا، قَالَ: {إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى}[1]،قَالَ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: " فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا: أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا، الْمُقْحِمَاتُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوا تو آپ ﷺ چھٹے آسمان پر سدرۃ المنتہٰی تک پہنچے جو کہ چھٹے آسمان میں واقع ہے، زمین سے جو چیز اوپر کی طرف عروج کرتی ہے اس کے پاس آ کر رک جاتی ہے اور پھر لے لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی وغیرہ نازل ہوتی ہے وہ بھی یہاں آ کر ٹھیر جاتی ہے پھر لے لیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''سدرہ پر جو چھا رہا تھا سو چھا رہا تھا۔'' عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سونے کے پتنگے (یعنی بیری کا وہ درخت جس کے گرد سونے کے پروانے منڈلا رہے تھے، فرشتوں کا عکس اس پر پڑ رہا تھا جو رب کی تجلیات کا مظہر تھا، یہ ایسا دلکش منظر تھا جس کی شان اور کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی) پھر رسول اللہ ﷺ کو وہاں پر تین چیزوں سے نوازا گیا پانچ وقتہ نمازیں، سورۂ البقرہ کی آخری آیات اور اس مسلمان کی مغفرت کا وعدہ جو شرک کی آلودگیوں سے پاک ہو گا۔[2]

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نظارہ دیکھ کر آپ ﷺ کی نگاہیں اپنے مقصود سے ہٹ کر دائیں بائیں ہوئیں اور نہ حد سے بلند اور متجاوز ہوئیں اور اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں جنت و جہنم وغیرہ کا مشاہدہ کیا، جیسے فرمایا

---

[1] النجم : ۱۶

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابٌ فِي ذِكْرِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۴۳۱، جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ ۳۲۷۶، سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ باب فَرْضُ الصَّلَاةِ ۴۵۲، مسندابن ابی شیبۃ ۲۹۱، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۱۶۹۷، مسنداحمد ۳۶۶۵، السنن الکبرٰی للنسائی ۳۱۱، مسندابی یعلی ۵۳۰۳، شرح السنۃ للبغوی ۳۷۵۶

...لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا... ① [۱]

ترجمہ: تا کہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ⑲ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ⑳ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَ لَهُ الْاُنْثٰى ㉑

کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا اور منات تیسرے پچھلے کو، کیا تمہارے لیے لڑکے اور اللہ کے لیے لڑکیاں ہیں؟

تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ㉒ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ

یہ تو اب بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے، دراصل یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ان کے لیے رکھ لیے ہیں

مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ

اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری، یہ لوگ صرف اٹکل کے اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں

وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ؕ ㉓ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۖ ㉔

اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے، کیا ہر شخص جو آرزو کرے اسے میسر ہے؟

فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰى ۧ ㉕ (النجم ۱۹تا۲۵)

اللہ ہی کے ساتھ ہے یہ جہان اور وہ جہان۔

کفار مکہ کا اہل ایمان پر ظلم وستم جاری تھا، چند لوگ ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کے چنگل سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو چکے تھے، اب یہ لوگ چوکنا تھے کہ کوئی اور مسلمان خاندان مکہ سے ہجرت نہ کر سکے تا کہ کوئی اور خبر باہر نہ جا سکے، جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نجم نازل فرمائی، جس میں اہل مکہ کو سمجھایا گیا کہ تم یہ تسلیم کرتے ہو کہ اس عظیم الشان کائنات کو اور تمہیں اللہ وحدہ لاشریک نے پیدا کیا ہے، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار اکیلے اللہ ہی کا ہے، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ اس کائنات کا منتظم اللہ رب العزت ہی ہے جو ہر جاندار کو اپنی رحمت سے رزق دیتا ہے، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ اللہ ہی نے چاند و سورج کو تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے، تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ آسمان سے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے، جس سے مردہ زمین زندہ ہو کر سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے، جیسے فرمایا

...وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ⑤ [۲]

ترجمہ: اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے پھر جہاں ہم نے اس پر مینہ برسایا کہ یکایک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کر دی۔

---

[۱] بنی اسرائیل ۱

[۲] الحج ۵

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ... ﴿۳۹﴾ [1]

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین سونی پڑی ہوئی ہے، پھر جونہی کہ ہم نے اس پر پانی برسایا کہ یک وہ بھبک اٹھتی ہے اور پھول جاتی ہے۔

اسی طرح جب تم سمندر میں کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کر رہے ہوتے ہو اور ناگہانی مصیبت میں گھر جاتے ہو تو اپنے معبودوں کو بھول کر خالص اللہ کو مدد کے لیے پکارتے ہو، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَھُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ [2]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر باد موافق پر فرحاں وشاداں سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکایک باد مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ گھر گئے، اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لیے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے۔

یہ تو ہے معبود حقیقی، جس کی قدرتوں کو تم تسلیم کرتے ہو اب ذرا اپنی دیویوں کے بارے میں بتاؤ تم نے کبھی لات، عزیٰ اور تیسری دیوی منات کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا ہے؟ کیا انہوں نے بھی کچھ تخلیق کیا ہے؟ کیا وہ بارش برسا سکتے ہیں؟ کیا وہ تمہیں، تمہارے مویشیوں اور دوسری مخلوقات کو رزق دے سکتے ہیں؟ کیا وہ مشکلات میں تمہاری دادرسی کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، حقیقت یہ ہے کہ جس دین کی تم پیروی کر رہے ہو اس کی بنیاد محض ظن وگمان اور من مانے مفروضات پر قائم ہے، تمہارے گمراہ آباؤاجداد نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد اور شرک کی جسارت کرتے ہوئے لات کو الٰہ سے مشتق کر کے موسوم کیا جو عبادت کا مستحق ہے، عزیز سے عزیٰ اور منان سے منات کو مشتق کیا اور اس زعم باطل میں مبتلا ہو گئے کہ یہ نام ان اوصاف سے مشتق ہیں جن سے یہ متصف ہیں، اس طرح تمہارے آباؤاجداد نے خود کو اور اپنے بعد آنے والے دیگر گمراہ لوگوں کو فریب اور گمراہی میں مبتلا کر دیا ہے، ان دیویوں کو تم نے اللہ رب العالمین کی بیٹیاں قرار دے لیا اور اس عقیدہ کو گھڑتے وقت تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ لڑکیوں کی پیدائش پر تمہارے منہ سیاہ پڑ جاتے ہیں اور تم لڑکیوں کی بجائے اولاد نرینہ کے خواہش مند ہو، جیسے فرمایا

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ [3]

ترجمہ: جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔

---

[1] حم السجدة ۳۹

[2] یونس ۲۲

[3] النحل ۵۸

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: اور حال یہ ہے کہ جس اولاد کو یہ لوگ اس خدائے رحمان کی طرف منسوب کرتے ہیں اس کی ولادت کا مژدہ جب خود ان میں سے کسی کو دیا جاتا ہے تو اس کے منہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ جو تمام مخلوقات کا خالق ہے کے لیے بزعم خود بیٹیاں تجویز کرتے ہو یہ تو پھر بڑی بھونڈی اور ظالمانہ تقسیم ہوئی! دراصل تمہاری یہ دیویاں دوسرے دیوتا کچھ بھی نہیں ہیں، یہ نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، یہ تو معانی سے خالی بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے جاہل اور گمراہ آباؤ اجداد نے رکھ لیے ہیں، اور ان سے من مانی قدرتیں منسوب کر دی ہیں حالانکہ الوہیت و ربوبیت اور رزاقیت میں برائے نام بھی ان کا کوئی حصہ نہیں ہے، جن معبودوں کا یہ حال ہو وہ عبادت کا ذرہ بھر استحقاق نہیں رکھتے، حقیقت یہ ہے کہ لوگ محض ظن و گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشات نفس کے مرید بنے ہوئے ہیں، حالانکہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس واضح ہدایت آچکی ہے جو توحید و نبوت اور ان تمام امور میں ان کی رہنمائی کرتی ہے جن کے بندے محتاج ہیں، کیا انسان جو کچھ چاہے اس کے لئے وہی حق ہے؟ یعنی جس کو چاہے اپنا معبود بنا لے؟ یا انسان جس چیز کی آرزو کرتا ہے وہ اسے ضرور ملتی ہے؟ جیسے فرمایا

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ (۲)

ترجمہ: انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو بھی برائی کرے گا اس کا پھل پائے گا اور اللہ کے مقابلہ میں اپنے لیے کوئی حامی و مددگار نہ پا سکے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا تَمَنَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَنْظُرْ مَا يَتَمَنَّى، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْ أُمْنِيَّتِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی تمنا کرے تو اسے چاہیے کہ وہ دیکھے کہ وہ کیا تمنا کر رہا ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی خواہش و تمنا میں سے کیا لکھا جائے گا۔ (۳)

دنیا اور آخرت کا مالک اور متصرف تو اللہ ہی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اپنی مشیت سے بے بہا عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے، لہذا امر الٰہی ان کی آرزوؤں کے تابع ہے نہ ان کی خواہشات کے موافق۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْــــًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ

اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی

---

(۱) الزخرف ۱۷

(۲) النساء ۱۲۳

(۳) مسند احمد ۸۶۸۹

لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ

اور اپنی چاہت سے جس کے لیے چاہے اجازت دے دے، بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کا زنانہ

تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ

نام مقرر کرتے ہیں حالانکہ انہیں اس کا علم نہیں وہ صرف اپنے گمان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بیشک وہم (گمان)

لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ (النجم ۲۶ تا ۲۸)

حق کے مقابلے میں کچھ کام نہیں دیتا۔

جو لوگ معبود حقیقی کو چھوڑ کر فرشتوں اور دیگر ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں انہوں نے اپنے نزدیک یہ فرض کر لیا ہے کہ ان کے یہ دیوی دیوتا اللہ تعالیٰ سے ان کے کام بنوا سکتے ہیں اور قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں ان کی شفاعت کریں گے، حالانکہ جب تک اللہ نہ چاہے تمام مقرب و مکرم ملائکہ مل کر بھی اللہ تعالیٰ سے اپنی کوئی بات نہیں منوا سکتے۔ ۔ ۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۔ ۔ ۔ ﴿۲۵۵﴾ [1]

ترجمہ: کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔

تو پتھر سے تراشی ہوئی یہ مورتیاں اور تھان اور مدفون بزرگ جن سے یہ امید لگائے ہوئے ہیں انہیں کیا نفع پہنچائیں گی جن سے یہ آس لگائے بیٹھے ہیں، جو لوگ دعوت حق پر ایمان نہیں لاتے اور حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا و سزا کو جھٹلاتے ہیں وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کے زنانہ نام رکھنے کی جسارت کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ [2]

ترجمہ: انہوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمان کے خاص بندے ہیں عورتیں قرار دے لیا، کیا ان کے جسم کی ساخت انہوں نے دیکھی ہے؟ ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور انہیں اس کی جوابدہی کرنی ہوگی۔

حالانکہ اس طرح کے عقائد جو ان لوگوں نے اختیار کر رکھے ہیں ان میں سے کوئی عقیدہ بھی کسی علم اور دلیل پر مبنی نہیں ہے بلکہ ظن و گمان فاسد، جہالت، خواہشات نفسی پر مبنی مشرکانہ عقائد اور خواہشات نفس کے موافق بدعات ان کے نظریات کی دلیل ہیں جن کی خاطر یہ بعض اوہام کو حقیقت سمجھ بیٹھے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا ، وَلاَ تَجَسَّسُوا ، وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے مت پڑو، کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ اور حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، کسی کے

---

[1] البقرة ۲۵۵

[2] الزخرف ۱۹

پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔[1]

حالانکہ دین وہی صحیح ہے جو حقیقت کے مطابق ہو اور حقیقت لوگوں کی خواہشات کے تابع نہیں ہوا کرتی کہ جسے وہ حقیقت سمجھ بیٹھیں وہی حقیقت ہو جائے، اس سے مطابقت کے لئے قیاس و گمان کام نہیں دیتا بلکہ اس کے لئے علم درکار ہے، اور وہ علم جب کامل، واضح اور مضبوط ترین دلائل و براہین کے ساتھ ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو یہ اس سے منہ موڑتے ہیں اور الٹا اس شخص کو گمراہ ٹھیراتے ہیں جو انہیں صحیح بات بتا رہا ہے، اس گمراہی میں ان کے مبتلا ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہیں آخرت اور اللہ کی بارگاہ میں حساب کتاب کی کوئی فکر نہیں بس دنیا ہی ان کی مطلوب و مقصود بنی ہوئی ہے، ان کی تمام کوششیں اور دوڑ دھوپ دنیا اور اس کی لذات و شہوات تک محدود ہیں اس لئے نہ انہیں صحیح علم کی کوئی طلب ہے نہ اس بات کی کوئی پرواہ کہ جن عقائد کی یہ پیروی کر رہے ہو وہ حق کے مطابق ہیں یا نہیں۔

فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی ۙ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَ لَمۡ یُرِدۡ اِلَّا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿ؕ۲۹﴾

تو آپ اس سے منہ موڑ لیں جو ہماری یاد سے منہ موڑے اور جن کا ارادہ بجز زندگانی دنیا کے اور کچھ نہ ہو،

ذٰلِکَ مَبۡلَغُہُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ۙ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ

یہی ان کے علم کی انتہا ہے، آپ کا رب اس سے خوب واقف ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہی خوب واقف ہے

بِمَنِ اہۡتَدٰی ﴿۳۰﴾ وَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۙ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ

اس سے بھی جو راہ یافتہ ہے، اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ اللہ تعالیٰ برے عمل کرنے

اَسَآءُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَ یَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰی ﴿ۚ۳۱﴾ اَلَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ

والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عنایت فرمائے، اور ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے

کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَ الۡفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الۡمَغۡفِرَۃِ ؕ ہُوَ اَعۡلَمُ

بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے گناہ کے، بیشک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے، وہ تمہیں بخوبی جانتا ہے

بِکُمۡ اِذۡ اَنۡشَاَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَ اِذۡ اَنۡتُمۡ اَجِنَّۃٌ فِیۡ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ ۚ

جبکہ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے،

فَلَا تُزَکُّوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ﴿٪۳۲﴾ (النجم ۲۹ تا ۳۲)

پس تم اپنی پاکیزگی آپ بیان نہ کرو، وہی پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلاَ تَجَسَّسُوا ۶۰۶۶، صحیح مسلم کتاب البروالصلة بَابُ تَحْرِيمِ الظَّنِّ، وَالتَّجَسُّسِ، وَالتَّنَافُسِ، وَالتَّنَاجُشِ وَنَحْوِهَا ۶۵۳۶، مسند احمد ۸۵۰۴، مسندالبزار ۹۵۰۹، المعجم الاوسط ۸۴۶۱، صحیح ابن حبان ۵۶۸۷، شعب الایمان ۶۲۷۷، السنن الکبری للبیہقی ۱۱۴۵۷، شرح السنة للبغوی ۳۵۳۳

اور اے محمد ﷺ! جو شخص (شاید ولید بن مغیرہ) اللہ کا کلام اور وعظ و نصیحت سننا ہی گوارا نہیں کرتا اسے سمجھانے پر اپنا وقت ضائع نہ کرو کیونکہ ایسا شخص کسی ایسی دعوت کو قبول کرنے پر تیار نہ ہوگا جس کی بنیاد اللہ پرستی پر ہو، جو دنیا کے مادی فائدوں سے بلند تر مقاصد اور اقدار کی طرف بلاتی ہو اور جس میں اصل مطلوب آخرت کی ابدی فلاح و کامرانی کو قرار دیا جا رہا ہو، اس قسم کے مادہ پرست اور اللہ بیزار انسان پر اپنی محنت صرف کرنے کے بجائے توجہ ان لوگوں کی طرف کرو جو اللہ کا ذکر سننے کے لئے تیار ہوں اور دنیا پرستی کے مرض میں مبتلا نہ ہوں،

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُوَ بِهَؤُلاَءِ الدَّعَوَاتِ لأَصْحَابِهِ: اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ اليَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلاَ تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا، وَلاَ تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلاَ مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لاَ يَرْحَمُنَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے یہ دعا کیے بغیر اٹھے ہوں ”اے اللہ ہم میں اپنے خوف کو اتنا تقسیم کر دے کہ ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور اپنی فرمانبرداری ہم میں اتنی تقسیم کر دے کہ وہ ہمیں جنت تک پہنچا دے اور اتنا یقین تقسیم کر دے کہ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان ہو جائیں اور جب تک ہم زندہ رہیں ہماری سماعت، بصر اور قوت سے مستفید کر اور کر دے ہمارا وارث ہماری نسلوں سے، اور اے اللہ! ہمارا انتقام اسی تک محدود کر دے جو ہم پر ظلم کرے اور ہمیں دشمنوں پر غلبہ عطاء فرما اور ہمارے دین میں مصیبت نازل نہ فرما اور دنیا ہی کو ہمارا اصل مقصد نہ بنا اور نہ دنیا کو ہمارے علم کی انتہا بنا اور ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔“ (۱)

یہ بات تیرا رب ہی زیادہ جانتا ہے کہ کون راہ راست سے بھٹک گیا ہے اور کون سیدھے راستے پر گامزن ہے، اور زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا خالق، مالک اور متصرف اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے، اسے اس کے حال پر چھوڑ دو تا کہ اللہ حق کی تکذیب اور اعمال قبیحہ کرنے والوں کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے اور ان لوگوں کو لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں سے نوازے جنہوں نے دعوت حق کو قبول کیا اور اعمال صالحہ اختیار کیے ہیں، جو کبیرہ گناہوں اور کھلے کھلے قبیح افعال سے پرہیز کرتے ہیں الا یہ کہ بشری تقاضوں کے تحت کچھ لغزشیں ان سے سرزد ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں معاف فرما دے گا، جیسے فرمایا

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝۳۱ (۲)

ترجمہ: اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جا رہا ہے تو تمہاری چھوٹی موٹی برائیوں کو ہم تمہارے حساب سے ساقط کر دیں گے اور تم کو عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

ایک مقام پر فرمایا

---

(۱) جامع ترمذی کتاب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ ۳۵۰۲، السنن الکبری للنسائی ۱۰۱۶۱

(۲) النساء ۳۱

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳ (۱)

ترجمہ:(اے نبی ﷺ!) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوجاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور و رحیم ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازیں جمعہ سے جمعہ تک،اور رمضان سے رمضان تک،ان کے درمیان ہونے والے تمام (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہیں اگر کبائر سے اجتناب کیا جائے۔ (۲)

بلاشبہ تیرے رب کا دامن مغفرت بہت وسیع ہے،وہ تمہیں اس وقت سے بخوبی جانتا ہے جب اس نے زمین سے تمہیں پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں ابھی جنین ہی تھے،پس اپنے نفس کی پاکی کے دعوے نہ کرو،اپنے اعمال صالحہ کی تعریفیں کرنے نہ بیٹھ جاؤ،مدح کے حصول کی خواہش کی بنا پر لوگوں کو اپنے نفس کی طہارت کی خبر نہ دیتے پھرو،جیسے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَھُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۴۹ (۳)

ترجمہ: تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جو بہت اپنی پاکیزگی نفس کا دم بھرتے ہیں حالانکہ پاکیزگی تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے،اور (انہیں جو پاکیزگی نہیں ملتی تو درحقیقت) ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمَّيْتُ ابْنَتِي بَرَّةَ، فَقَالَتْ لِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ هَذَا الِاسْمِ، وَسُمِّيتُ بَرَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ، اللهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ فَقَالُوا :بِمَ نُسَمِّيهَا؟ قَالَ: سَمُّوهَا زَيْنَبَ

محمد بن عمرو بن عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اپنی بچی کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں نے اپنی لڑکی کا نام برہ (نیک صالحہ) رکھا ہے، تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع فرمایا ہے خود میرا نام بھی برہ تھا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا تم خود اپنی برتری اور پاکی آپ نہ بیان کرو،تم میں سے نیکی والوں کا علم پورے طور پر اللہ ہی کو ہے،لوگوں نے کہا پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ فرمایا زینب نام رکھو۔ (۴)

(۱) الزمر ۵۳

(۲) صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ۵۵۲، مسند احمد ۹۱۹۷، شعب الایمان ۳۳۴۷،السنن الکبری للبیهقی ۲۰۷۵۹

(۳) النساء ۴۹

(۴) صحیح مسلم کتاب الاداب بَابُ اسْتِحْبَابِ تَغْيِيرِ الِاسْمِ الْقَبِيحِ إِلَى حَسَنٍ، وَتَغْيِيرِ اسْمِ بَرَّةَ إِلَى زَيْنَبَ وَجُوَيْرِيَةَ وَنَحْوِهِمَا ۵۶۰۹،سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي تَغْيِيرِ الِاسْمِ الْقَبِيحِ ۴۹۵۳،المعجم الکبیرللطبرانی ۷۰۹

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لاَ مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلاَنًا، وَاللَّهُ حَسِيبُهُ وَلاَ أُزَكِّي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا، إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَلِكَ مِنْهُ

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کی، آپ نے فرمایا افسوس! تو نے اپنے ساتھی کی گردن ماری، تو نے اپنے ساتھی کی گردن ماری، کئی مرتبہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا) پھر ارشاد فرمایا اگر کسی کے لئے اپنے کسی بھائی کی تعریف کرنی ضروری ہو جائے تو یوں کہے کہ میرا گمان فلاں کی طرف ایسا ہے حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا میں سمجھتا ہوں وہ ایسا ایسا ہے اگر اس کا حال جانتا ہو۔[1]

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَعَمَدَ الْمِقْدَادُ فَجَثَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَجَعَلَ يَحْثُو فِي وَجْهِهِ الْحَصَاةَ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ، فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمِ التُّرَابَ

ہمام بن حارث سے مروی ہے ایک شخص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف بیان کرنے لگا مقداد رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے اور وہ موٹے آدمی تھے اور تعریف کرنے والے کے منہ پر کنکریاں ڈالنے لگے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے مقداد! تم کو کیا ہوا؟ وہ بولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر خاک ڈالو۔[2]

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ واقعی متقی کون ہے۔

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ وَ اَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَکْدٰی ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی ﴿۳۵﴾

کیا آپ نے اسے دیکھا جس نے منہ موڑ لیا اور بہت کم دیا اور ہاتھ روک لیا، کیا اسے علم غیب ہے کہ وہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے،

اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ﴿۳۷﴾

کیا اسے اس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں ہے، اور وفادار ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴿۳۸﴾ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾

میں تھا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور یہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی،

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشهادات بَابٌ إِذَا زَكَّى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَاهُ ۲۶۶۲، صحیح مسلم کتاب الزهد بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَدْحِ، إِذَا كَانَ فِيهِ إِفْرَاطٌ وَخِيفَ مِنْهُ فِتْنَةٌ عَلَى الْمَمْدُوحِ ۷۵۰۲، مسند احمد ۲۰۴۶۲، صحیح ابن حبان ۵۷۶۶، السنن الکبری للبیہقی ۲۱۱۳۵

[2] صحیح مسلم کتاب الزهد بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَدْحِ، إِذَا كَانَ فِيهِ إِفْرَاطٌ وَخِيفَ مِنْهُ فِتْنَةٌ عَلَى الْمَمْدُوحِ ۷۵۰۶، مسند ابن ابی شیبة ۴۸۵، مصنف ابن ابی شیبة ۲۶۲۶۰

وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ﴿۴۰﴾ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ﴿۴۱﴾ وَ اَنَّ اِلٰی

اور یہ کہ بیشک اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی، پھر اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور یہ کہ آپ کے

رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی ﴿۴۲﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰی ﴿۴۳﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْیَا ﴿۴۴﴾ وَ اَنَّهٗ

رب ہی کی طرف پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے، اور یہ کہ اسی نے

خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰی ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی ﴿۴۶﴾ وَ اَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰی ﴿۴۷﴾

جوڑا یعنی نر مادہ پیدا کیا ہے نطفہ سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے، اور یہ کہ اسی کے ذمہ دوبارہ پیدا کرنا ہے

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰی وَ اَقْنٰی ﴿۴۸﴾ (النجم ۳۳ تا ۴۸)

اور یہ کہ وہی مالدار بناتا ہے اور سرمایا دیتا ہے۔

پہلے صحیفوں کی تعلیم :

نَزَلَتْ فِي الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، كَانَ قَدِ اتَّبَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى دِينِهِ، فَعَيَّرَهُ بَعْضُ الْمُشْرِكِينَ، وَقَالَ لَهُ: أَتَرَكْتَ دِينَ الْأَشْيَاخِ وَضَلَّلْتَهُمْ؟قَالَ: إِنِّي خَشِيتُ عَذَابَ اللَّهِ فَضَمِنَ الَّذِي عَاتَبَهُ إِنْ هُوَ [وافقه ورجع إلى شركه] أعطاه كذا من ماله أَنْ يَتَحَمَّلَ عَنْهُ عَذَابَ اللَّهِ ، فَرَجَعَ الْوَلِيدُ إِلَى الشِّرْكِ وَأَعْطَى الَّذِي عَيَّرَهُ بَعْضَ ذَلِكَ الْمَالِ الذي ضمن [ثم بخل] وَمَنَعَهُ تَمَامَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى أَدْبَرَ عن الإيمان

یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی، ولید بن مغیرہ قریش کے بڑے سرداروں میں سے ایک تھا رسول اللہ ﷺ نے دوسرے سرداروں اور لوگوں کی طرح اسے بھی دعوت اسلام پیش کی، رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر یہ اسلام قبول کرنے پر تیار ہو گیا، مگر جب بعض مشرک دوستوں کو معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہونے کا ارادہ کر رہا ہے تو انہوں نے کہا اے ولید بن مغیرہ! کیا تم محمد ﷺ کی باتوں میں آ کر اپنے آبائی دین کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کر لو گے؟ اگر تمہیں محمد ﷺ کے باتوں سے عذاب آخرت کا خطرہ پیدا ہوا ہے تو آخرت سے بے فکری اور دین کی حقیقت سے بے خبری کی بنا پر کہنے لگا اتنی رقم مجھے دے دو اور میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ تمہارے بدلے وہاں کا عذاب میں بھگت لوں گا، ولید نے اپنے دوست کی یہ بات مان لی اور صراط مستقیم پر چڑھتے چڑھتے رہ گیا، مگر جو رقم اس نے اپنے مشرک دوست کو دینی طے کی تھی وہ بھی از روئے بخل، طمع، خود غرضی، نامردی و بے دلی سے بس تھوڑی سی ادا کی اور کافی ساری روک لی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''تم نے اس شخص کو بھی جو راہ خدا سے پھر گیا۔''[1]

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا پھر اے نبی ﷺ! تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جسے اپنے رب کی عبادت اور توحید کا حکم

---

[1] تفسیر البغوی ۳۱۲/۴، زاد المسیرفی علم التفسیر ۱۹۱/۴، تفسیر القرطبی ۱۱۱/۱۷، تفسیراللباب فی علوم الکتاب ۲۰۰/۱۸، التفسیرالمظہری ۱۲۳/۹

دیا گیا تھا مگر اس نے اس سے منہ موڑا اور اعراض کیا، اگر اس کا نفس قلیل سے عمل پر آمادہ ہوا بھی تو اس پر قائم نہ رہا بلکہ اس نے بخل سے کام لیا اور اپنے ہاتھ کو روک لیا کیونکہ احسان اس کی عادت اور فطرت نہیں، اس کی فطرت تو اپنے معبود حقیقی کی اطاعت سے روگردانی اور نیکی پر عدم ثبات ہے، بایں ہمہ وہ اپنے نفس کو پاک گردانتا ہے اور اسے وہ منزلت عطا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں کی، کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے اور اس کے بارے میں خبر دیتا ہے؟ یا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑتا ہے یا دونوں باتوں کو جمع کرنے کی جسارت کرتا ہے، کیا اس مدعی کو وہ خبریں نہیں پہنچیں جو قرآن مجید کے نزول سے صدہا برس پہلے موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں بیان ہو چکی ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ [۱]

ترجمہ: یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى} أَتَدْرُونَ مَا وَفَّى؟ . قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: وَفَّى عَمَلَ يَوْمِهِ، أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ فِي النَّهَارِ.

ابوامامہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’ابراہیم جس نے وفا کا حق ادا کر دیا۔‘‘ کیا تم جانتے ہو اس کا کیا مطلب ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا ہر روز ابراہیم علیہ السلام دن نکلتے ہی چار رکعت ادا کیا کرتے تھے یہی ان کی وفاداری تھی۔ [۲]

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَبِي ذَرٍّ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: ابْنَ آدَمَ ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ

ابو درداء رضی اللہ عنہ اور ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم! اول دن میں تو میرے لیے چار رکعت نماز ادا کر لے میں آخر دن تک تیری کفایت کروں گا۔ [۳]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ البَحْرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمیشہ دو رکعت چاشت کی پڑھے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ [۴]

---

[۱] الاعلیٰ ۱۹،۱۸

[۲] تفسیر ابن کثیر ۴۰۹/۱، تفسیر طبری ۲/۱۶

[۳] جامع ترمذی کتاب الوتر بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلاَةِ الضُّحَى ۴۷۵،المعجم الکبیر للطبرانی ۷۷۴۶،شرح السنة للبغوی ۱۰۰۹

[۴] جامع ترمذی کتاب الوتر بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلاَةِ الضُّحَى ۴۷۶ ،سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحَى ۱۳۸۲،مسند احمد ۱۰۴۴۷،مصنف ابن ابی شیبة ۷۷۸۴

○یہ کہ ہر شخص خود اپنے فعل کا ذمہ دار ہے اور ہر شخص جو کچھ بھی پائے گا اپنے عمل کا پھل پائے گا یہ نہیں کہ باپ گناہ کرے اور بیٹا بھگتے، بیٹا گناہ کرے اور باپ بھگتے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى... ۱۸ [1]

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لدا ہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنیٰ حصہ بھی بٹانے کے لیے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے سراسر خلاف عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق گناہ تو وہ کریں اور سولی پر عیسیٰ علیہ السلام لٹک جائیں یا یہ کہ وہ پہلے ہی سے سولی پر لٹک کر ان کے گناہ بخشوا کر چلے گئے اور انہیں سرٹیفیکیٹ دے گئے کہ بس میرا اقرار کر لینا اس کے بعد جس کو چاہے قتل کر دینا تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا حالانکہ کسی شخص کے فعل کی ذمہ داری دوسرے پر نہیں ڈالی جا سکتی الا یہ کہ اس فعل کے صدور میں اس کا اپنا کوئی حصہ ہو۔

○اور یہ کہ کوئی شخص اگر چاہے بھی تو کسی دوسرے شخص کے فعل کی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لے سکتا اور نہ اصل مجرم کو اس بنا پر چھوڑا جا سکتا ہے کہ اس کی جگہ سزا بھگتنے کے لئے کوئی اور آدمی اپنے آپ کو پیش کر رہا ہے۔

○اور یہ کہ کوئی شخص سعی و عمل کے بغیر کچھ نہیں پا سکتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے مرنے پر اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے وہ صدقہ جو اس کے انتقال کے بعد بھی جاری رہے (یعنی وہ صدقہ جو میت نے اپنی زندگی میں خود کیا ہو نہ کہ وہ جو میت کی طرف سے اس کی وفات کے بعد کیا جائے) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے (تصنیف شدہ کتابیں وغیرہ) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے (اولاد کے بدنی و مالی ہر نیک کام کا اجر والدین کو ملتا رہتا ہے خواہ وہ نیت کریں یا نہ کریں کیونکہ اولاد والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہے)۔[2]

جیسے باری تعالیٰ نے فرمایا

---

[1] فاطر ۱۸

[2] صحیح مسلم کتاب الوصیۃ بَابُ مَا يَلْحَقُ الْإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ۴۲۲۳، سنن نسائی کتاب الوصایا فَضْلُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ ۳۶۸۱، سنن ابوداودکتاب الوصایا بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ ۲۸۸۰، جامع ترمذی ابواب الاحکام بَابٌ فِي الْوَقْفِ ۱۳۷۶، مسند احمد ۸۸۴۴، صحیح ابن خزیمۃ ۲۴۹۴، صحیح ابن حبان ۳۰۱۶، شعب الایمان ۳۱۷۳، السنن الکبری للنسائی ۶۴۴۵، السنن الکبری للبیہقی ۱۲۶۳۵، مسندابی یعلی ۶۴۵۷، شرح السنۃ للبغوی ۱۳۹

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۔۔۔ ﴿۱۲﴾ [1]

ترجمہ: ہم یقیناً ایک روز مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں جو کچھ افعال انہوں نے کیے ہیں وہ سب ہم لکھتے جارہے ہیں اور جو کچھ آثار انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی ہم ثبت کر رہے ہیں۔

اور مرنے کے بعد تمام مخلوقات دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے حضور لوٹیں گی،

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ، قَالَ: قَامَ فِينَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَقَالَ: يَا بَنِي أَوْدٍ إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَعْلَمُونَ الْمَعَادَ إِلَى اللَّهِ، ثُمَّ إِلَى الْجَنَّةِ أَوْ إِلَى النَّارِ

عمرو بن میمون اودی رحمۃ اللہ سے روایت ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا اے بنی اوس! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہارے پاس قاصد ہوں تم جانتے ہو کہ آخرت میں سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اور پھر جنت کی طرف جانا ہوگا یا دوزخ کی طرف۔ [2]

جہاں جن وانس کے اعمال کی جانچ پڑتال ہو گی اور یہ دیکھا جائے گا کہ دنیا میں کون کیا اچھا یا برا عمل کر کے آیا ہے، کسی کا عمل اور اس کی کوشش چھپی نہیں رہ سکے گی اور وہ اپنی نیکی اور برائی میں تمیز کر سکے گا جیسے فرمایا

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ [3]

ترجمہ: اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم عمل کرو اللہ اور اس کا رسول اور مومنین سب دیکھیں گے کہ تمہارا طرز عمل اب کیا رہتا ہے ، پھر تم اس کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو کھلے اور چھپے سب کو جانتا ہے اور وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

ایک مقام پر فرمایا

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾ [4]

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَمِّ الْأَحْنَفِ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ: {فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ} [5]، فَقُلْتُ: وَاللهِ، لَا أُبَالِي أَنْ لَا أَسْمَعَ غَيْرَهَا حَسْبِي حَسْبِي

حسن سے مروی ہے صعصعہ بن معاویہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ” پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی

---

[1] یٰسین ۱۲

[2] مستدرک حاکم ۲۸۱

[3] التوبہ ۱۰۵

[4] الزلزال ۷،۸

[5] الزلزلۃ : ۸

ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔" تلاوت فرمائی، اس آیت کو سن کر وہ بولا اللہ کی قسم! مجھے صرف یہی آیت کافی ہے اور زیادہ اگر نہ بھی سنوں تو کچھ اور سننے کی ضرورت نہیں۔ (۱)

پھر جو امتحان میں کامیاب ہو گیا اسے دائمی نعمتوں سے بھری جنت میں عزت واحترام کے ساتھ داخل کیا جائے گا اور جو ناکام رہا اسے ذلت کے ساتھ جہنم کے دردناک عذاب میں دھکیل دیا جائے گا، فرحت ومسرت، حزن وغم، خیروشر دونوں کے اسباب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اچھی یا بری قسمت کا سرا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے، اگر کسی کو راحت ومسرت نصیب ہوئی ہے تو اسی کے دینے سے ہوئی ہے اور اگر کسی کو مصائب وآلام سے سابقہ پیش آیا ہے تو اسی کی مشیت سے پیش آیا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے تونگری عطا فرما دیتا ہے، مال وجائیداد اور غلام ان کے قبضہ میں دے دیتا ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور جسے چاہتا ہے محتاج بنا دیتا ہے، اس کائنات میں کوئی دوسری ہستی ایسی نہیں جو مشکل کشا، حاجت روا ہو، یا گنج بخش یا دستگیر ہو یا قسمتوں کے بنانے اور بگاڑنے میں کسی قسم کا دخل رکھتی ہو یا خزانے بخشنے یا واپس لینے کی قدرت رکھتی ہو، جو اللہ موت دینے اور زندگی بخشنے پر قدرت رکھتا ہے، جیسے فرمایا

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ ... ۝۲ (۲)

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا۔

اور جو نطفے کی ایک حقیر سی بوند سے انسان جیسی مخلوق پیدا کرتا ہے بلکہ ایک ہی مادہ تخلیق وطریق پیدائش سے عورت اور مرد کی دو الگ صنفیں پیدا کر دکھاتا ہے اور اس میں تمام حیوانات، ناطق وغیر ناطق جانور شامل ہیں، جیسے فرمایا

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى ۝۳۶ اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰى ۝۳۷ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝۳۸ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝۳۹ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ۝۴۰ (۳)

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکا جاتا ہے؟ پھر وہ ایک لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضا درست کیے پھر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں، کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ مرنے والوں کو پھر سے زندہ کر دے؟۔

اس اللہ کی قدرت کاملہ کے لئے انسان کو دوبارہ ان کی قبروں سے زندہ کر دینا کچھ دشوار نہیں ہے، جیسے اس نے ابتداء پیدا کیا تھا اس طرح مرنے کے بعد دوبارہ قبروں سے جسم وجان کے ساتھ زندہ کرے گا ان کو ایک مقررہ دن میں اکٹھا کرے گا اور ہر شخص کو فرداً فرداً اس کے اعمال کے مطابق نیک کاموں میں بے بہا جزا اور بد کاموں کی دردناک سزا دے گا، جیسے فرمایا:

وَكُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ۝۹۵ (۴)

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ۷۴۱۱، مستدرک حاکم ۶۵۷۱، السنن الکبری للنسائی ۱۱۶۳۰

(۲) الملک ۲

(۳) القیامة ۳۶ تا ۴۰

(۴) مریم ۹۵

ترجمہ: سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اس لیے اپنے معبود حقیقی کی بے بہا نعمتوں کا شکر ادا کریں اور ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اسی وحدہ لاشریک کی عبادت کریں۔

وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۙ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ِۨالْاُوْلٰى ۙ﴿۵۰﴾ وَ ثَمُوْدَاۡ

اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے اور یہ کہ اسی نے عاد اول کو ہلاک کیا ہے اور ثمود کو بھی (جن میں سے) ایک کو

فَمَاۤ اَبْقٰى ۙ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ؕ﴿۵۲﴾ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ

بھی باقی نہ رکھا اور اس سے پہلے قوم نوح کو، یقیناً وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے، اور موتفکہ (شہر یا الٹی ہوئی بستیوں کو) اسی

اَهْوٰى ۙ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۚ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ (النجم ۴۹ تا ۵۵)

نے الٹ دیا، پھر اس پر چھا دیا جو چھایا، پس اے انسان تو اپنے رب کی کس کس نعمت کے بارے میں جھگڑے گا؟۔

اہل مصر کی طرح عرب میں قبیلہ خزاعہ بھی ستاروں کی پرستش کرتا تھا، ان کا عقیدہ تھا کہ ستارہ شعریٰ لوگوں کی قسمتوں پر اثر انداز ہوتا ہے ، اس لیے اس روشن ترین ستارے کا نام لے کر فرمایا کائنات کی ہر چیز کی طرح شعریٰ (جسے مرزم الجوزاءٔ، الکلب الاکبر، الکلب الجبار، الشعریٰ العبور وغیرہ بھی کہتے ہیں) کا بھی وہی رب ہے جس کی طرف تمہیں دعوت دی جارہی ہے اور وہی تمہاری قسمتوں کو بناتا ہے، اور یہ کہ اسی نے قوم ہود کو دعوت حق کی تکذیب اور سرکشی کے سبب سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل تند و تیز ہوا بھیج کر ہلاک کر دیا اور صرف ہود علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا گیا جو عاد ثانیہ کہلائے، جیسے فرمایا

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ﴿۷﴾ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۙ﴿۸﴾ [1]

ترجمہ: تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا اونچے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ جن کے مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی ہے۔

اور صالح علیہ السلام کی قوم، قوم ثمود کو بھی دعوت حق کی تکذیب اور اللہ کی اونٹنی کو قتل کرنے کے سبب پوری قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا، اور ان اقوام سے پہلے قوم نوح علیہ السلام کو دعوت اسلام قبول نہ کرنے کے جرم میں پانی میں غرق کر دیا کیوں کہ وہ سخت ظالم و سرکش لوگ تھے، اور قوم لوط کی بستیوں کو صبح کے وقت زلزلے کی ہولناک آواز نے آدبوچا، جس سے خوابیدہ آتش فشاں ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ پڑا جس نے پوری ہی بستی کو الٹ پلٹ کر زیر وزبر کر دیا پھر ان پر نشان زدہ پتھروں کا انتہائی خطرناک مینہ برسایا، جیسے فرمایا

وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۵۸﴾ [2]

ترجمہ: اور برسائی ان لوگوں پر ایک برسات، بہت ہی بری برسات تھی وہ ان لوگوں کے حق میں جو متنبہ کیے جاچکے تھے۔

خوفناک زلزلے اور آتش فشاں کے پھٹنے کے دھماکے سے یہ زمین بحیرہ روم سے ۴۰۰ میٹر نیچے دھنس گئی اور پانی ان پر پھیل گیا اور ۴۰۰ میٹر گہری

[1] الفجر ۶ تا ۸

[2] النمل ۵۸

ایک جھیل بن گئی، جسے بحیرمیت، بحرمردار یا بحرلوط کہتے ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ کے لیے عبرت کا نشان بنادیا، پس اے انسان! تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں میں شک کرے گا اور جھٹلائے گا؟

أَيْ: فَفِي أَيِّ نِعَمِ اللَّهِ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ تَمْتَرِي؟ قَالَهُ قَتَادَةُ

اے انسان! تجھے اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کن نعمتوں کے بارے میں شک ہے؟ یہ قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ [1]

جبکہ وہ اتنی واضح ہیں کہ کوئی اس کا انکار کر ہی نہیں سکتا۔

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

یہ (نبی) ڈرانے والے ہیں پہلے ڈرانے والوں میں سے، آنے والی گھڑی قریب آگئی ہے، اللہ کے سوا

كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾

اس کا (وقت معین پر کھول) دکھانے والا اور کوئی نہیں، پس کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟ اور ہنس رہے ہو؟ روتے نہیں

وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ (النجم ۵۶ تا ۶۱)

بلکہ تم کھیل رہے ہو۔

جس طرح پہلے پیغمبروں نے اپنی اپنی قوموں کو دعوت اسلام پیش کی تھی، اس دعوت پر ایمان لانے والوں کو جنت کی لازوال انواع واقسام کی نعمتوں کی خوشخبری دی تھی اور جھٹلانے والوں کو اللہ کے المناک عذاب سے ڈرایا تھا مگر ان اقوام نے تعصّبات، بغض وحسد اور فخر وغرور میں اس دعوت کو جھٹلایا اور اس کا مذاق اڑایا، انہی رسولوں کو جن کے کردار کے وہ گواہ تھے دیوانہ قرار دیا، ان سے عجیب وغریب معجزات کا مطالبہ کیا گیا، اس دعوت کی پاداش میں انہیں سنگسار کرنے اور شہر بدر کرنے کی دھمکیاں دی گئیں اور کئی ایک کو قتل بھی کر دیا گیا، مشرکانہ دین کو سر بلند اور اللہ کے پاکیزہ دین کو سرنگوں کرنے کے لیے مکروفریب کے جال بچھائے، اہل ایمان کو اپنی مشرکانہ ملت پر واپس لانے کے لیے ان پر ظلم وستم ڈھائے، اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق انہیں سوچنے، سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے مہلت دی مگر اس پر وہ اور اکڑ گئے، آخر ایک مقررہ وقت پر اللہ نے ان پر اپنا عذاب نازل کیا پھر وہ نہ خود اس عذاب کو دفع کر سکے اور نہ ان کے معبود ہی ان کے کچھ کام آئے اور اللہ نے انہیں نیست ونابود کر کے ہمیشہ کے لیے عبرت کا نشان بنادیا اور اب سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے ذریعہ سے جو اصلاح کی طلب رکھنے والوں کی رائے، عقل، راست بازی، ثابت قدمی اور ایمان وایقان میں اضافہ کرتا ہے تم لوگوں کو اسی طرح خبردار کر رہے ہیں جس طرح پہلی ہلاک شدہ اقوام کو پیغمبروں کے ذریعہ متنبہ کیا گیا تھا، مگر تم لوگ اس دعوت پر غور وتدبر کر کے اس پر ایمان لانے اور اعمال صالحہ اختیار کر کے عذاب جہنم سے نجات حاصل کرنے کی بجائے اپنی اخروی دائمی زندگی سے غافل ہو جبکہ قیامت کی گھڑی تم سے بالکل قریب آچکی ہے اور اس کی علامات واضح ہوگئیں جیسے فرمایا

---

[1] تفسیرابن کثیر ۴۶۸/۷

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ... ① [1]

ترجمہ: قیامت کی گھڑی قریب آ گئی۔

جسے نہ تم روک سکو گے اور نہ تمہارے معبود، البتہ اللہ قادر مطلق چاہے تو وہ اس کو ٹال سکتا ہے، لہذا اپنے بودے معبودوں پر تکیہ کرنے کی بجائے اپنی نجات کی فکر کرو اور کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اس پاکیزہ دعوت کو قبول کرلو، اب کیا محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت حق تمہیں عجیب، انوکھی اور نرالی لگتی ہے؟ جس پر تم ایک دوسرے کا منہ تکتے ہو اور اس پاکیزہ تعلیمات کی ہنسی اڑاتے ہو، جسے تم سننا نہیں چاہتے اور شور مچاتے ہو تا کہ کوئی اور بھی اسے نہ سننے پائے؟ حالانکہ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں بلکہ تعجب تو اس شخص کی عقل، سفاہت اور گمراہی پر ہونا چاہیے جو اس جلیل القدر کلام پر تعجب کرتا ہے، تم اس بے مثل، اسرار وحکمت سے بھرپور کتاب کی تضحیک کرنے اور تمسخر اڑانے میں جلدی کر رہے ہو حالانکہ اس کے اوامر ونواہی کو سن کر، اس کے وعد ووعید پر توجہ دے کر اور اس کی سچی اور اچھی خبروں کی طرف التفات کر کے اس سے متاثر ہوتے، ہلاک شدہ اقوام کا المناک انجام دیکھ کر عبرت حاصل کرتے اور تمہارے سخت دل نرم پڑتے، اللہ کی بے پایاں رحمت اور اس کے عذاب کا سن کر تمہاری آنکھیں رو پڑتیں، مگر تم اس پر تدبر کرنے سے غافل ہو جو تمہاری قلت عقل اور تمہارے دین کی کھوٹ پر دلالت کرتی ہے، کیا تمہیں اپنی اس گمراہی اور جہالت پر رونا نہیں آتا؟ ابھی وقت ہے، مہلت کی کچھ گھڑیاں ابھی باقی ہیں اپنی اس گمراہ کن، مشرکانہ روش سے باز آجاؤ ورنہ پھر سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۩ ﴿٦٢﴾ (النجم ٦٢)

اب اللہ کے سامنے سجدے کرو اور (اسی کی) عبادت کرو۔

اور اے مسلمانو! تم اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں جھک جاؤ اور اس کی عبادت واطاعت کا مظاہرہ کر کے قرآن کی تعظیم وتوقیر کا اہتمام کرو،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ المُسْلِمُونَ وَالمُشْرِكُونَ وَالجِنُّ وَالإِنْسُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس حکم کی تعمیل میں نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تمام مشرکوں اور جنات وانسانوں نے بھی سجدہ کیا۔ [2]

سر جھکا کا اہل نہ ہو، اٹھ تو سہی　　　　بندہ ہونے کی علامت ہے یہی

ایک ضعیف روایت :

جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَادٍ مِنْ أَنْدِيَةِ قُرَيْشٍ كَثِيرٍ أَهْلُهُ، فَتَمَنَّى يَوْمَئِذٍ أَنْ لَا يَأْتِيَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْءٌ فَيَنفِرُوا عَنْهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ: {وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ [3]}, فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ

---

[1] القمر ا

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ والنجم بَابُ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۴۸۶۲

[3] النجم : ۲

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ: {أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى} (١) أَلْقَى عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ كَلِمَتَيْنِ: تِلْكَ الْغَرَانِقَةُ الْعُلَى، وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْجَى ، فَتَكَلَّمَ بِهَا. ثُمَّ مَضَى فَقَرَأَ السُّورَةَ كُلَّهَا. فَسَجَدَ فِي آخِرِ السُّورَةِ، وَسَجَدَ الْقَوْمُ جَمِيعًا مَعَهُ، وَرَفَعَ الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ تُرَابًا إِلَى جَبْهَتِهِ فَسَجَدَ عَلَيْهِ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَقْدِرُ عَلَى السُّجُودِ.

روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش قرآن میں کوئی ایسی بات نازل ہو جائے جس سے اسلام کے خلاف کفار قریش کی نفرت دور ہو اور وہ کچھ قریب آجائیں، یا کم از کم ان کے دین کے خلاف ایسی سخت تنقید نہ ہو جو انہیں بھڑ کا دینے والی ہو، یہ تمنا آپ کے دل ہی میں تھی، ایک روز کعبہ میں قریش کی ایک بڑی مجلس میں بیٹھے تھے اور دل ہی دل میں یہ تمنا اور آرزو کر رہے تھے کہ کوئی وحی نازل نہ ہو کہ جس سے قریش والے متنفر ہوں تو اچانک آپ ﷺ پر سورۂ نجم نازل ہوئی اور آپ نے اس کی تلاوت شروع فرمادی، جب آپ آیت ''اب ذرا بتاؤ، تم نے کبھی اس لات اور عزیٰ اور تیسری ایک دیوی منات کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا ہے؟۔'' پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا کر دیئے یہ بلند مرتبہ دیویاں ہیں اور ان کی شفاعت ضرور متوقع ہے۔ جب قریش نے یہ آیات سنیں تو خوشی کے مارے پھولے نہ سمائے اس کے بعد آگے پھر آپ باقی آیات پڑھتے چلے گئے، جب آپ سورۂ کے اختتام پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا آپ کے ساتھ مشرک و مسلمان سب سجدے میں گر گئے، سوائے ولید بن مغیرہ اور ابو احیحہ سعید بن العاصی کے جو بہت بوڑھے تھے اور سجدہ نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے بطحاء سے ایک مٹھی مٹی کی بھر کر اونچی لے جا کر اس کو اپنے ماتھے سے لگالیا،

فَرَضُوا بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ , وَقَالُوا: قَدْ عَرَفْنَا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي وَيُمِيتُ , وَهُوَ الَّذِي يَخْلُقُ وَيَرْزُقُ، وَلَكِنَّ آلِهَتَنَا هَذِهِ تَشْفَعُ لَنَا عِنْدَهُ، إِذْ جَعَلْتَ لَهَا نَصِيبًا ، فَنَحْنُ مَعَكَ .فَلَمَّا أَمْسَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَاذَا صَنَعْتَ تَلَوْتَ عَلَى النَّاسِ مَا لَمْ آتِكَ بِهِ عَنِ اللَّهِ وَقُلْتَ مَا لَمْ أَقُلْ لَكَ؟! فَحَزِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُزْنًا شَدِيدًا وَخَافَ مِنَ اللَّهِ خَوْفًا عَظِيمًا حَتَّى نَزَلَ قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ} (٢) .إِلَى قَوْلِهِ: {ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا} (٣) .

کفار قریش نے خوشی سے کہا کہ اب ہمارا محمد سے کیا اختلاف باقی رہ گیا ہے ہم بھی تو یہی کہتے تھے کہ خالق و رازق اللہ ہی ہے البتہ ہمارے یہ معبود اس کے حضور میں ہمارے شفیع ہیں، شام کو جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ نے لوگوں کے سامنے وہ چیز تلاوت فرمائی ہے جسے میں نہیں لایا ہوں، اس پر آپ سخت مغموم ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا بڑا خوف پیدا ہوا وغیرہ، اللہ تعالیٰ نے بطور عتاب یہ آیات نازل فرمائیں ''اے محمد (ﷺ) ان لوگوں نے اس کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی کہ تمہیں فتنے میں ڈال کر اس وحی سے پھیر دیں جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے تا کہ تم ہمارے نام پر اپنی طرف سے کوئی بات گھڑو اگر تم ایسا کرتے تو وہ ضرور تمہیں اپنا دوست بنا لیتے اور بعید نہ تھا کہ اگر ہم تمہیں مضبوط نہ رکھتے تو تم ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک جاتے، لیکن اگر تم ایسا کرتے تو ہم تمہیں دنیا میں بھی دوہرے عذاب کا مزہ چکھاتے اور آخرت میں بھی دوہرے عذاب کا، پھر ہمارے مقابلے میں تم کوئی

(١) النجم: ١٩

(٢) الإسراء: ٧٣

(٣) الإسراء: ٧٥

مددگار نہ پاتے۔" رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم برابر رنج وغم میں مبتلا رہے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تسلی دی گئی کہ تم سے پہلے بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے " اور اے محمد عَلَیْہِ السَّلَام! تم سے پہلے ہم نے نہ کوئی رسول ایسا بھیجا ہے نہ نبی (جس کے ساتھ یہ معاملہ پیش نہ آیا ہو کہ) جب اس نے تمنا کی، شیطان اس کی تمنا میں خلل انداز ہوگیا، اس طرح جو کچھ بھی شیطان خلل اندازیاں کرتا ہے اللہ ان کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے، اللہ علیم ہے اور حکیم۔"[1]

تفسیر ابن جریر، طبقات ابن سعد، مغازی موسیٰ بن عقبہ، سیرت ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم، ابن المنذر، ابن مردویہ اور طبرانی نے اپنے احادیث کے مجموعوں میں نقل کیا ہے) یہ واقعہ محمد بن قیس، محمد بن کعب قرظی، عروہ بن زبیر، ابوصالح، ابوالعالیہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ، ضحاک رحمہ اللہ، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث، قتادہ رحمہ اللہ، مجاہد رحمہ اللہ، سدی رحمہ اللہ، ابن شہاب زہری رحمہ اللہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (صحابی) کی سندوں پر ختم ہوتا ہے، اس قصہ میں دو بہت بڑے اختلاف ہیں ایک تو یہ کہ بتوں کی تعریف میں جو کلمات نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے منسوب کیے گئے ہیں وہ قریب قریب ہر روایت میں دوسری روایت سے مختلف ہیں، یعنی پندرہ عبارتیں الگ الگ الفاظ میں ہیں، دوسرا بڑا اختلاف یہ ہے کہ کسی روایت کی رو سے یہ الفاظ دوران وحی شیطان نے آپ پر القا کر دیئے اور آپ سمجھے کہ یہ بھی جبرائیل لائے ہیں، کسی روایت میں ہے کہ یہ الفاظ اپنی اس خواہش کے زیر اثر سہوا آپ کی زبان سے نکل گئے، کسی روایت میں ہے کہ اس وقت آپ کو اونگھ آ گئی تھی اور اس حالت میں یہ الفاظ نکلے، کسی کا بیان ہے کہ آپ نے یہ الفاظ قصداً کہے مگر استفہام انکاری کے طور پر کہے، کسی کا قول ہے کہ شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر یہ الفاظ کہہ دیئے اور سمجھا یہ گیا کہ آپ نے کہے ہیں، اور کسی کے نزدیک کہنے والا مشرکین میں سے کوئی شخص تھا، امام ابن کثیر رحمہ اللہ، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ، قاضی عیاض رحمہ اللہ، ابن خزیمہ رحمہ اللہ، قاضی ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ، امام رازی رحمہ اللہ، قرطبی رحمہ اللہ، بدرالدین عینی رحمہ اللہ، شوکانی رحمہ اللہ، آلوسی رحمہ اللہ وغیرہ اس قصے کو بالکل غلط قرار دیتے ہیں، جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، ابوبکر جصاص رحمہ اللہ، زمخشری رحمہ اللہ، ابن جریر اس کو صحیح مانتے ہیں، علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جتنی سندوں سے یہ قصہ ہوا ہے سب مرسل اور منقطع ہیں مجھے کسی صحیح متصل سند سے یہ نہیں ملا،

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ نے اس قصہ کے تمام راویوں کو مجروح قرار دیا ہے۔

ابن خزیمہ رحمہ اللہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ زنادقہ کا گھڑا ہوا ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی کمزوری اسی سے ظاہر ہے کہ صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے کسی نے بھی اس کو اپنے ہاں نقل نہیں کیا اور نہ یہ کسی صحیح متصل بے عیب سند کے ساتھ ثقہ راویوں سے منقول ہوا ہے۔

امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ قصہ بالکل غلط، دسیسہ کاری اور منافقین کی من گھڑت ہے جو اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اس قول کو باطل قرار دیا ہے۔

وَأما الحَدِيث الَّذِي فِيهِ وأنهن الغرانيق العلى وَإِن شَفَاعَتهَا لترتجى فكذب بحت مَوْضُوع لِأَنَّهُ لم يَصح قطّ من طَرِيق النَّقْل وَلَا معنى للاشتغال بِهِ إِذْ وضع الْكَذِب لَا يعجز عَنهُ أحد

[1] تفسیر الرازی ۲۳۷/۲۳، تفسیرطبری ۶۶۳/۱۸، أسباب نزول القرآن الواحدی ۳۱۱/۱

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ حدیث جس میں وأنهن الغرانيق العلى وَإِن شَفَاعَتها کے کلمات بیان کیے گئے ہیں سراسر جھوٹ ہے، روایت و درایت کسی اعتبار سے بھی ایسی موضوع حدیث میں دلچسپی لینے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ غلط روایت گھڑنے سے تو کوئی بھی عاجز نہیں ہوتا۔[1]

قاضی ابو بکر رحمہ اللہ نے اس پر مفصل بحث کر کے اسے بڑے پر زور طریقے سے رد کیا ہے، علامہ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں

وأقبح الأقوال التي رأيناها في هذا الباب وأظهرها فسادا أنه صلّى الله عليه وسلّم أدخل تلك الكلمة من تلقاء نفسه حرصا على إيمان قومه ثم رجع عنها، ويجب على قائل ذلك التوبة كبرت كلمة تخرج من أفواههم إن يقولون إلا كذبا

اس بارے میں سب سے زیادہ قبیح اور سب سے زیادہ شر انگیز قول جو ہمارے سامنے آیا ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لالچ میں کہ آپ کی قوم خوش ہو کر ایمان لے آئے خدانخواستہ یہ کلمہ اپنی طرف سے وحی میں داخل فرمادیا پھر آپ نے اس کلمہ سے رجوع فرمالیا ایسا کہنے والے پر توبہ کرنا واجب ہے۔[2]

یا یہ کہا جائے کہ شیطان نے آپ کی آواز کے ساتھ آواز ملا کر کہا تو بھی شیطان کا آپ پر قادر ہو جانا ہرگز درست نہیں اور اگر یہ مان لیا جائے کہ شیطان کو (خدانخواستہ) اس حد تک آپ پر قدرت حاصل ہوگئی تھی کہ وہ آپ سے وحی لکھوا سکے اور آپ کی زبان سے کفریہ کلمات جاری کرا سکے تو پھر صرف اسی ایک قصہ پر کیا موقوف ہے دوسرے مواقع پر بھی وحی ربانی شیطان کا ایک کھلونا بن کر رہ جائے گی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کے غلبے سے محفوظ اور معصوم قرار دے دیا ہے، محدث عصر علامہ ناصر الدین البانی نے بھی اپنے رسالہ میں سند اور متن دونوں اعتبار سے حدیث غرانیق کا بطلان واضح کیا ہے

القصة التي وقفنا عليها لكي نسردها رواية رواية۔[3]

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سورۂ نجم رمضان المبارک پانچ بعثت نبوی کو نازل ہوئی اور معتبر ترین روایات کی رو سے سورۂ بنی اسرائیل گیارہ یا بارہ بعثت نبوی کو معراج کے موقع پر نازل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے چھ سات سال بعد عتاب نازل فرمایا، پھر سورۂ الحج کا یہ حصہ ذی الحجہ ایک ہجری کو نازل ہوا یعنی یوں کہا جائے کہ سورۂ بنی اسرائیل کے مزید دو ڈھائی سال گزر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان فرمایا گیا کہ یہ آمیزش تو القائے شیطانی سے ہوگئی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا ہے، اب خود ہی غور کر لیں کہ فعل پانچ بعثت نبوی میں ہوا اور اس فعل پر عتاب چھ سات سال بعد ہوا اور شیطانی آمیزش کی تنسیخ کا اعلان نو سال بعد ہوا کیا یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے، واقعہ صرف اتنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی اور اس کے خاتمے پر آپ نے سجدہ کیا تو قرآن کا زور کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پر تاثیر انداز بیاں سے تمام حاضرین مشرک و مسلمان سب سجدے میں گر گئے، دراصل یہ روایت ایک جھوٹ

---

[1] الفصل في الملل والأهواء والنحل ۴/۱۸

[2] روح المعانی ۹/۱۷۷

[3] نصب المجانيق لنسف قصة الغرانيق ۱/۵۴

اور رسول اللہ ﷺ پر ایک بہتان کے سوا کچھ نہیں، اس روایت کو غلط کہنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تبلیغی منصب ہی بندوں کو اللہ کی عبادت کی طرف بلانا اور بتوں کے خلاف جنگ کرنا تھا، اور آپ کی سب سے زیادہ مساعی بتوں کے وجود کو یکسر مٹانے پر مرکوز تھیں اگر آپ ﷺ ایسا فرماتے تو قرآن مجید کی ساری دعوت ہی ختم ہو جاتی، اس کے علاوہ یہ قول کلام الٰہی کے بھی مخالف ہے، اللہ تعالیٰ تو تمام انبیاء و رسل کی امانت و دیانت کے بارے میں فرماتا ہے کہ ہمارے رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے وہ تو وہی بات کہتے ہیں جو انہیں وحی کی جاتی ہے، پس مذکورہ بالا دلائل کی بنا پر ہمیں اجمالی طور پر معلوم ہو گیا کہ یہ قصہ بالکل ہی گھڑا ہوا ہے، اس سلسلہ میں صرف اتنا ہی ہوا ہے کہ مفسرین کے ایک طبقہ نے تفسیر کے سلسلہ میں اسے بیان کیا ہے لیکن وہ اس روایت کی صداقت میں تواتر کی حد تک نہیں پہنچ سکے، اور شریعت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ صرف ایک اکیلی روایت حد تواتر تک پہنچی ہوئی نقلی روایات و عقلی دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

وَبَلَغَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الَّذِينَ خَرَجُوا إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، إِسْلَامُ أَهْلِ مَكَّةَ، فَأَقْبَلُوا لِمَا بَلَغَهُمْ مِنْ ذَلِكَ، حَتَّى إِذَا دَنَوْا مِنْ مَكَّةَ، بَلَغَهُمْ أَنَّ مَا كَانُوا تَحَدَّثُوا بِهِ مِنْ إِسْلَامِ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ بَاطِلًا

بہر حال جب مسلمانوں تک یہ افواہ پہنچی کہ مکہ کے حالات سدھر گئے ہیں یا انہوں نے ایسی باتیں سنیں جس سے وہ مطمئن ہو گئے تو انہوں نے شوال میں حبشہ سے واپسی کی راہ لی، مگر جب وہ لوگ مکہ سے صرف ایک دن کی مسافت پر رہ گئے تو اس خبر کی حقیقت ان پر کھل گئی کہ مسلمان ابھی تک مکہ میں بدستور مظلوم و مقہور ہیں۔ [1]

اب مسلمان شش و پنج میں پڑ گئے کہ اس صورت حال میں وہ کیا کریں چنانچہ کچھ مہاجرین تو واپس حبشہ کی طرف لوٹ گئے، کچھ چھپ چھپا کر مکہ میں داخل ہو گئے یا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما کے سوا باقی اشخاص کسی نہ کسی شخص کی پناہ میں مکہ میں داخل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کو نجاشی حبشہ کے ملک میں امن و امان سے رہنے کا تذکرہ کیا اہل مکہ ایک طاقتور اجنبی حکومت کی مہاجر مسلمانوں سے ہمدردی اور حسن سلوک پر بر افروختہ ہو گئے اور واپس آئے ہوئے مسلمانوں کو کفار مکہ اور ان کے قبیلوں نے آڑے ہاتھوں لیا ان پر لعن طعن کیا اور انہیں پہلے سے زیادہ تشدد کیا اور مظالم ڈھائے جو ان کے انتہائی تعصب اور قساوت قلبی کا مظہر تھا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سعید بن عاص بن امیہ کی پناہ میں داخل مکہ ہوئے۔

وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ بْنِ هِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مَخْزُومٍ ، دَخَلَ بِجِوَارٍ مِنْ أَبِي طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَكَانَ خَالَهُ. وَأُمُّ أَبِي سَلَمَةَ: بَرَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

اور ابو سلمہ بن عبد الاسد، ابو طالب بن عبد المطلب کی پناہ میں داخل ہوئے تھے کیونکہ ابو طالب ان کے ماموں تھے اور ابو طالب کی بہن برہ بنت عبد المطلب ان کی ماں تھیں۔

عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونِ بْنِ حَبِيبٍ الْجُمَحِيُّ، دَخَلَ بِجِوَارٍ مِنْ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِلَمَّا رَأَى عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ مَا فِيهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْبَلَاءِ، وَهُوَ يَغْدُو وَيَرُوحُ فِي أَمَانٍ مِنْ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: وَاللَّهِ إِنَّ غُدُوِّي وَرَوَاحِي آمِنًا بِجِوَارِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ، وَأَصْحَابِي وَأَهْلُ دِينِي يَلْقَوْنَ مِنْ الْبَلَاءِ وَالْأَذَى فِي اللَّهِ مَا لَا

---

[1] ابن ہشام ۱/۳۶۴، زاد المعاد ۳/۲۱

يُصِيبُنِي، لَنَقْصٌ كَبِيرٌ فِي نَفْسِي، فَمَشَى إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ شَمْسٍ، وَفَّتْ ذِمَّتُكَ، قَدْ رَدَدْتُ إِلَيْكَ جِوَارَكَ، فَقَالَ لَهُ: (لِمَ) يَا بن أَخِي؟ لَعَلَّهُ آذَاكَ أَحَدٌ مِنْ قَوْمِي، قَالَ: لَا، وَلَكِنِّي أَرْضَى بِجِوَارِ اللَّهِ، وَلَا أُرِيدُ أَنْ أَسْتَجِيرَ بِغَيْرِهِ؟

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما بنو مخزوم کے رئیس ولید بن مغیرہ (خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے والد) کی پناہ میں داخل ہو کر مکہ مکرمہ میں امن وسکون سے رہنے لگے، مگر کچھ ہی دنوں بعد جب انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت زار پر غور کیا اور ان کی تکالیف کو دیکھ کر ان کو غیرت آئی اور دل میں کہا کہ میرا ایک مشرک کی پناہ میں رہنا نہایت نامناسب ہے جبکہ مشرکین مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پرستاران حق پر کس طرح ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں میں بھی ان کے شریک رہوں تو بہتر ہے، چنانچہ وہ فیصلہ کر کے ولید کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ اے ابوشمس! تمہاری پناہ کو میں تمہاری طرف واپس کرتا ہوں، ولید بن مغیرہ نے پوچھا کیوں اے بھتیجے! کیا سبب ہے اگر تو ایسا کرے گا تو ضرور میری قوم کے لوگ تجھے ایذا پہنچائیں گے، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے فقط اللہ کی پناہ کافی ہے میں اس کے سوا کسی اور کی پناہ نہیں چاہتا،

قَالَ: فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَارْدُدْ عَلَيَّ جِوَارِي عَلَانِيَةً كَمَا أَجَرْتُكَ عَلَانِيَةً، قَالَ: فَانْطَلَقَا فَخَرَجَا حَتَّى أَتَيَا الْمَسْجِدَ، فَقَالَ الْوَلِيدُ: هَذَا عُثْمَانُ قَدْ جَاءَ يَرُدُّ عَلَيَّ جِوَارِي، قَالَ: صَدَقَ، قَدْ وَجَدْتُهُ وَفِيًّا كَرِيمَ الْجِوَارِ وَلَكِنِّي قَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَسْتَجِيرَ بِغَيْرِ اللَّهِ، فَقَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِ جِوَارَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ عُثْمَانُ،

ولید نے کہا اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو پھر کعبۃ اللہ میں جا کر سب لوگوں کے سامنے میری پناہ سے نکلنے کا اعلان کر دو جیسے کہ میں نے اعلان کے ساتھ تم کو پناہ دی تھی، چنانچہ ولید اور عثمان رضی اللہ عنہ دونوں مسجد الحرام میں آئے اور ولید نے پکار کر کہا کہ اے لوگو! یہ عثمان رضی اللہ عنہ میری پناہ کو واپس کرنے آیا ہے، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سچ کہتا ہے، اے اہل مکہ! میں نے ولید کو ایک باوفا اور شریف انسان پایا مگر میں خود اس کی پناہ واپس کرتا ہوں کیونکہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی پناہ میں نہیں رہنا چاہتا یہ کہہ کر عثمان رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے آئے۔

وَلَبِيدُ بْنُ رَبِيعَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ كِلَابٍ فِي مَجْلِسٍ مِنْ قُرَيْشٍ يُنْشِدُهُمْ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ لَبِيدٌ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلُ، قَالَ عُثْمَانُ: صَدَقْتَ، قَالَ (لَبِيدٌ) :وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلُ، قَالَ عُثْمَانُ: كَذَبْتَ، نَعِيمُ الْجَنَّةِ لَا يَزُولُ، قَالَ لَبِيدُ بْنُ رَبِيعَةَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، وَاللَّهِ مَا كَانَ يُؤْذَى جَلِيسُكُمْ، فَمَتَى حَدَثَ هَذَا فِيكُمْ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّ هَذَا سَفِيهٌ فِي سُفَهَاءَ مَعَهُ، قَدْ فَارَقُوا دِينَنَا، فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ مِنْ قَوْلِهِ،

اسی زمانے میں جاہلی عرب کے مشہور شاعر ابوعقیل لبید بن ربیعہ عامری جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے مکہ مکرمہ میں آئے ایک دن وہ قریش کی ایک مجلس میں شعر پڑھ رہا تھا عثمان رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے جب لبید نے یہ مصرع پڑھا ''خبردار رہو اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔'' تو عثمان رضی اللہ عنہ کے منہ سے بے اختیار پکار اٹھے تم نے سچ کہا، جب اس نے دوسرا شعر ''اور ہر نعمت لامحالہ زائل ہونے والی ہے۔'' پڑھا تو عثمان رضی اللہ عنہ پھر بول اٹھے یہ صحیح نہیں ہے جنت کی نعمتیں لازوال ہیں وہ کبھی زائل نہیں ہوں گی، لبید نے قریش کو مخاطب ہو کر کہا اے قریش! اگر یہ شخص اسی طرح مجھے ٹوکتا رہا تو میں اپنا کلام نہ سنا سکوں گا، قریش میں سے ایک شخص نے کہا یہ ایک جاہل شخص ہے اور چند جاہل بھی اس کے ساتھ ہیں یہ ہمارے آباؤ اجداد کے دین سے جدا ہو گئے ہیں اس کے کہنے کا تم برا نہ مناؤ،

فَرَدَّ عَلَيْهِ عُثْمَانُ حَتَّى شَرِيَ أَمْرُهُمَا، فَقَامَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَلَطَمَ عَيْنَهُ فَخَضَّرَهَا وَالْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَرِيبٌ يَرَى مَا بَلَغَ مِنْ عُثْمَانَ، فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ يَا بن أَخِي إِنْ كَانَتْ عَيْنُكَ عَمَّا أَصَابَهَا لَغَنِيَّةٌ، لَقَدْ كُنْتَ فِي ذِمَّةٍ مَنِيعَةٍ، قَالَ: يَقُولُ عُثْمَانُ: بَلْ وَاللَّهِ إِنَّ عَيْنِي الصَّحِيحَةَ لَفَقِيرَةٌ إِلَى مِثْلِ مَا أَصَابَ أُخْتَهَا فِي اللَّهِ، وَإِنِّي لَفِي جِوَارِ مَنْ هُوَ أَعَزُّ مِنْكَ وَأَقْدَرُ يَا أَبَا عَبْدِ شَمْسٍ، فَقَالَ لَهُ الْوَلِيدُ: هَلُمَّ يَا بن أَخِي، إِنْ شِئْتَ فَعُدْ إِلَى جِوَارِكَ، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ: لَا أَرَبَ لِي فِي جِوَارِكَ

عثمان رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو جس نے انہیں جاہل کہا تھا جواب دیا اور باتوں سے نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی اس شخص نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اس زور سے تھپڑ مارا کہ ان کی آنکھ نیلی پڑ گئی، مجلس میں ولید بن مغیرہ بھی کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا وہ کہنے لگا اے بھتیجے! اگر تم میری پناہ میں رہتے تو تیری آنکھ کو یہ صدمہ نہ پہنچتا، عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے ابوشمس! اللہ کی قسم! میری تو دوسری آنکھ بھی راہ حق میں اسی قسم کی چوٹ کھانے کے لئے بے قرار ہے، اور اے ابوشمس! بے شک میں اب اس ذات کی پناہ میں ہوں جو تجھ سے بدرجہا باعزت اور بااختیار ہے، ولید نے کہا اے بھتیجے! میں پھر تجھے کہتا ہوں کہ میری پناہ میں آجا، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہر گز نہیں، مجھے تیری پناہ کی ضرورت نہیں ہے۔[1] اس واقعہ کے بعد مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر سخت سے سخت ظلم وستم ڈھانے لگے۔

دوسری ہجرت حبشہ

فَأَذِنَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ مَرَّةً ثَانِيَةً،فقال عثمان بن عفان :يا رسولَ اللهِ، فهجرتُنا الأولى وهذه الآخرة ولست معنا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم : أَنْتُم مهاجرون إِلَى الله وإليّ. لكم هاتَانِ الهجرتان جميعًا فَقَالَ عُثْمَان: فحسبُنا يَا رَسُول الله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو کفار کے شر سے بچنے کے لئے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت فرمادی، مگر اب کے کفار بڑے چوکنا تھے اور مسلمانوں کا مکہ سے باہر نکلنا بڑا مشقت طلب تھا مگر اللہ کی تدبیر کے آگے کس کی تدبیر کام کرسکتی ہے وہ کسی نہ کسی طرح نکلنے میں کامیاب رہے، ہجرت کے وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے پہلے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی اور اب دوسری مرتبہ بھی ہجرت کر رہے ہیں لیکن افسوس کہ آپ ہمارے ساتھ نہیں ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دراصل تم سب کی ہجرت اللہ کی اور میری طرف سے ہے پس تمہیں دونوں ہجرتوں کا اجر عظیم ملے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب سنکر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پس اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہمارے لئے کافی ہے۔[2]

اب کے ہجرت کرنے والوں کی تعداد پہلے سے کہیں زیادہ تھی

وَكَانَ عِدَّةُ مَنْ خَرَجَ فِي هَذِهِ الْمَرَّةِ ثَلَاثَةً وَثَمَانِينَ رَجُلًا، إِنْ كَانَ فِيهِمْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَإِنَّهُ يُشَكُّ فِيهِ، قَالَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ، وَمِنَ النِّسَاءِ تِسْعَ عَشْرَةَ امْرَأَةً

---

[1] ابن ہشام۳۷۰/۱، دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۹۱/۲

[2] المختصر الكبير في سيرة الرسول صلى الله عليه وسلم۳۷/۱،سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ۳۸۹/۲

ہجرت کرنے والوں میں بیاسی یا تراسی مرد اور اٹھارہ یا انیس عورتیں شامل تھیں جن کے اسماء مبارک یہ ہیں۔

مرد	قبیلہ	عورتیں	قبیلہ
سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	بنو امیہ	اہلیہ رقیہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	بنو ہاشم
جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب	بنو ہاشم	اہلیہ اسما رضی اللہ عنہا بنت عمیس	
عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص	بنو امیہ بن عبد شمس	اہلیہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت صفوان	کنانی
خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص	بنو امیہ بن عبد شمس	اہلیہ امیمہ رضی اللہ عنہا بنت خلف بن اسد	خزاعیہ
عبید اللہ رضی اللہ عنہ بن جحش	بنو اسد بن خزیمہ	اہلیہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان	قریش
قیس رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ		اہلیہ برکت رضی اللہ عنہا بنت یسار	ابو سفیان کی آزاد کردہ لونڈی
جہم رضی اللہ عنہ بن قیس		اہلیہ ام حرطہ رضی اللہ عنہا بنت عبد الدار	خزاعیہ
مطلب رضی اللہ عنہ بن ازہر		اہلیہ رملہ رضی اللہ عنہا بنت ابی عوف	بنو زہرہ
ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبد الاسد	بنو مخزوم	اہلیہ ام سلمہ	بنو مخزوم
ابو سبرۃ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ	بنو عامر بن لوی	اہلیہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت سہیل	بنو عامر بن لوی
سلیط رضی اللہ عنہ بن عمر	بنو عامر بن لوی	اہلیہ سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ	بنو عامر بن لوی
مالک رضی اللہ عنہ بن زمعہ	بنو عامر بن لوی	اہلیہ عمرو رضی اللہ عنہا بنت سعدی	بنو عامر بن لوی
سویبط بن عبد الدار رضی اللہ عنہ	بنو عبد الدار	اہلیہ حرملہ بنت مالک	خزاعیہ
حاطب رضی اللہ عنہ بن الحارث		اہلیہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت مہلل	
خطاب رضی اللہ عنہ بن الحارث		اہلیہ فکیہہ بنت یسار	
سفیان بن معمر		اہلیہ حسنۃ رضی اللہ عنہا	
حارث رضی اللہ عنہ بن خالد بن صخر		اہلیہ ریطہ رضی اللہ عنہا بنت حارث	

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خاص اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے اپنی اہلیہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں حصہ لیا، چنانچہ خود فرماتے ہیں

هَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ

میں نے پہلی دونوں ہجرتیں کی ہیں۔[1]

---

[1] صحيح بخاری كتاب مناقب الأنصار بَابُ هِجْرَةِ الحَبَشَةِ ۳۸۷۲

حبشہ اور مدینہ منورہ کی یہ دو ہجرتیں اسلام میں ایک بڑا مقام رکھتی ہیں، چنانچہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا واقعہ مذکور ہے۔

قَالَ فَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا، عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ، وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ؟ الْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ؟ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ، وَقَالَتْ كَلِمَةً: كَذَبْتَ يَا عُمَرُ كَلَّا، وَاللهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارِ، أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ فِي الْحَبَشَةِ، وَذَلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ، وَايْمُ اللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ، وَوَاللهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ،

ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جو ہمارے ساتھ آئی تھیں وہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاقات کرنے لئے حاضر ہوئیں اور اس نے مہاجرین کے ساتھ نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کے پاس اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو کہا یہ کون ہے؟ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ حبشہ بحریہ ہے، اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہم تم سے زیادہ رسول اللہ کے حقدار ہیں، یہ بات سن کر وہ ناراض ہوگئیں اور ایک بات کہی کہ اے عمر! آپ نے غلط کہا ہے، ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جو تمہارے بھوکوں کو کھلاتے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت کرتے تھے اور ہم ایسے علاقے میں تھے جو دور دراز اور دشمن ملک حبشہ میں تھے اور وہاں صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے تھے، اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہ کوئی کھانا کھاؤں گی اور نہ پینے کی کوئی چیز پیوں گی جب تک آپ کی کہی بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کرلوں، اور ہمیں تکلیف دی جاتی تھی اور ڈرایا جاتا تھا، میں عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کروں گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کروں گی، اور اللہ کی قسم! نہ میں جھوٹ بولوں گی نہ بے راہ چلوں گی اور نہ ہی اس پر کوئی زیادتی کروں گی،

قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ، أَهْلَ السَّفِينَةِ، هِجْرَتَانِ قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا، يَسْأَلُونِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى، وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنِّي

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اسماء نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس اس طرح کہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے (قرب کے) حقدار نہیں اس نے اس کے ساتھیوں نے ایک مرتبہ ہجرت کی تمہارے اور کشتی والوں کے لئے دو ہجرتیں ہیں، اسماء نے کہا تحقیق میں نے ابوموسیٰ اور کشتی والوں کو دیکھا کہ وہ میرے پاس گروہ در گروہ آتے اور وہ یہ حدیث سنتے تھے، دنیا کی کوئی چیز انہیں اس سے زیادہ خوش کرنے والی اور اس فرمان نبی ﷺ سے زیادہ عظمت والی ان کے ہاں نہ تھی، اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ یہ حدیث مجھ سے بار بار دہرایا کرتے تھے۔[1]

حبشہ میں قیام کے دوران اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے تین بچے محمد بن جعفر، عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اور عون بن جعفر پیدا ہوئے۔

ریطہ بنت حارث کے بطن سے چار بچے موسیٰ، عائشہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے زینب پیدا ہوئیں جو رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ کہلائیں۔

امیمہ بنت خلف کے بطن سے دو بچے ایک لڑکا سعید اور ایک لڑکی ام خالد پیدا ہوئی جس سے بعد میں زبیر رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔

رملہ رضی اللہ عنہا بنت عون کے بطن سے عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوئے۔

اور علمائے تاریخ نے رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لکھا ہے

وَهَاجَرَتْ مَعَهُ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ الْهِجْرَتَيْنِ، وَكَانَتْ قَدْ أَسْقَطَتْ مِنْ عُثْمَانَ سَقْطًا، ثُمَّ وَلَدَتْ بَعْدَ ذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ، وَكَانَ عُثْمَانُ يُكْنَى بِهِ فِي الْإِسْلَامِ

انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی، حبشہ میں قیام کے دوران رقیہ بنت محمد ﷺ کے ہاں ایک ناتمام بچہ پیدا ہوا اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک اور بچہ عطا فرمایا جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا، اس لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی کنیت ابوعبد اللہ رکھتے تھے۔[2]

تزوج عثمان رقية، وهاجر بها إلى الحبشة، فولدت له عبد الله هناك

ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور ان کے ساتھ ہی حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبد اللہ پیدا ہوئے۔[3]

یہی عبد اللہ بعد میں عبد اللہ الاکبر کے نام سے مشہور ہوا۔

عبد اللہ الاکبر کے بارے میں مورخین لکھتے ہیں

وَبَلَغَ سِتَّ سِنِينَ فَنَقَرَهُ دِيكٌ فِي وَجْهِهِ فَمَاتَ، وَلَمْ تَلِدْ لَهُ شَيْئًا بَعْدَ ذَلِكَ

چھ برس کی عمر میں ایک روز ایک مرغ نے اس کو ٹھونگ ماری جس سے زخم ہو کر ان کا چہرہ متورم ہو گیا اور پھر اسی مرض میں ان کا انتقال ہو گیا، ان کا انتقال جمادی الاولیٰ چار ہجری میں ہوا اس کے بعد رقیہ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

---

[1] صحيح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَأَهْلِ سَفِينَتِهِمْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُم ٦٤١١

[2] اسد الغابه ۳۳۱/۳، تفسير القرطبي ۲۴۲/۱۴، البداية والنهاية ۲۱۹/۷

[3] الإصابة في تمييز الصحابة ۱۳۸/۸، لاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۸۴۰/۴

ابن جریر طبری نے محمد بن عمرواقدی جو کہ ایک مسلمہ کذاب تھا کے حوالے سے لکھا ہے

فبلغ عَبْد اللَّهِ ست سنين، فنقره ديك عَلَى عينه، فمرض فمات فِي جمادى الأولى سنة أربع من الهجره، فصلى عليه رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ونزل فِي حفرته عُثْمَان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

پس عبد اللہ جب چھ سال کے ہوئے تو ایک مرغ نے ان کی آنکھ پر ٹھونگا مارا جس سے وہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں چار ہجری میں وہ انتقال کر گئے، نماز جنازہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پڑھائی اور سیدنا عثمان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے انہیں قبر میں اتارا۔ (۱)

علامہ ابن الاثیر رَحِمَهُ اللَّهُ لکھتے ہیں

فبلغ الغلام ست سنين: فنقر عينه ديك، فورم وجهه ومرض ومات، وكان موته في جمادى الأولى سنة أربع

جب بچہ چھ برس کا ہوا تو ایک روز ایک مرغ نے اس کی آنکھ میں ٹھونگ ماری جس سے زخم ہو گیا اور اس کا چہرہ متورم ہو گیا اور اسی مرض میں ہی اس کا انتقال ہو گیا اس کا انتقال جمادی الاولیٰ چار ہجری میں ہوا۔ (۲)

مگر روایت کا یہ حصہ ایک خاص مقصد کے تحت بنایا گیا ہے تا کہ یہ معلوم ہو کہ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نواسے حسن رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اور حسین رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے علاوہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا کوئی اور نواسہ زندہ نہیں رہا لہذا سادات کا سلسلہ (اگر بیٹی کی طرف سے چلتا ہے) تو صرف اولاد فاطمہ میں رہے اور رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی کسی بیٹی کی اولاد سادات میں شمار نہ ہو سکے، اب غور فرمائیں تمام اہل سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہجرت حبشہ پانچ بعثت نبوی میں ہوئی تھی، اس لحاظ سے تو عبد اللہ کی عمر دس بارہ برس بنتی ہے نہ کہ چھ سال، معلوم نہیں حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللَّهُ اور حافظ ابن کثیر رَحِمَهُ اللَّهُ جیسے محققین نے ان کی عمر چھ سال کس طرح لکھ دی، اور اس سے زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ علامہ ابن حزم رَحِمَهُ اللَّهُ نے تو ان کا چار سال کی عمر میں وفات پانا لکھ دیا ہے، جب تقویمی حساب سے عبد اللہ بن رقیہ کی عمر دس بارہ برس ثابت ہوتی ہے تو اس عمر کے جوان بچے کو مرغ ٹھونگ کیسے مار سکتا ہے،

ابن قتیبہ الدینوری نے تو اور ہی گل کھلائے ہیں لکھتے ہیں

فولد عثمان عبد الله الأكبر أمه: فاختة بنت غزوان وعبد الله الأصغر أمه رقية بنت رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا عثمان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بن عفان کے صاحب زادے عبد اللہ الاکبر کی والدہ کا نام فاختہ بنت غزوان تھا اور عبد اللہ الاصغر کی والدہ کا نام رقیہ بنت رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تھا۔ (۳)

حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ سیدنا عثمان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بن عفان کی پہلی شادی رقیہ بنت رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ہوئی اور سب سے پہلا لڑکا جو آپ کے ہاں پیدا ہوا وہ عبد اللہ بن رقیہ تھا، اس لحاظ سے عبد اللہ الاکبر وہ لڑا ہوا نہ کہ وہ لڑکا جو بعد میں آپ کی زوجہ فاختہ بنت غزوان کے بطن سے

---

(۱) تاریخ طبری ۴/۴۱۹

(۲) أسد الغابة في معرفة الصحابة ۷/۱۱۴

(۳) المعارف ۱/۱۹۸

پیدا ہوا، کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ بڑے بیٹے کو الاصغر کہا جائے اور چھوٹے بیٹے کو الا کبر کہا جائے۔

اور مسعودی کا بیان ہے

وكان له من الولد عبدالله الاكبر وعبدالله الاصغروامهمارقية بنت رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور آپ کی اولاد میں سے ایک عبد اللہ الا کبر اور دوسرے عبد اللہ الاصغرہ تھے ان دونوں کی والدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ (۱)

اور لکھتے ہیں

وكان عبدالله الاكبريلقب بالمطرف بجماله وحسنه وكان كثيرالتزوج ،كثيرالطلاق

اور عبد اللہ الا کبر کا لقب اس کے حسن و جمال کی وجہ سے مطرف تھا اور انہوں نے بہت شادیاں کی تھیں اور بہت عورتوں کو طلاق دی تھی۔ (۲)

اور لکھتے ہیں

وبلغ عبدالله الاصغرمن السن ستاوسبعين عامة،فنقره دبک فی عینه وکان ذالک سبب موته

عبد اللہ الاصغر جب ۷۶ برس کے ہوئے تو ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں ٹھونگا مارا جو ان کی موت کا سبب بنا۔ (۳)

مسعودی کی اس تحریر سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے عبد اللہ الا کبر چھ برس کی عمر میں وفات نہیں پا گئے تھے بلکہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچے اور انہوں نے بہت شادیاں کیں اور بہت سی بیویوں کو طلاق بھی دی، چنانچہ جب عبد اللہ الا کبر نے بہت شادیاں کیں تو ان سے اولاد بھی ہوئی ہو گی اور تاریخ میں یہ شہادت موجود ہے کہ ان کی نسل چلی اور آج تک موجود ہے، انہی عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی شاگردی کا شرف علی بن حسین رضی اللہ عنہ (زین العابدین رضی اللہ عنہ) کو بھی حاصل ہے، چنانچہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَمِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ وَسَادَاتِهِمْ عِلْمًا وَدِينًا، أَخَذَ عَنْ أَبِيهِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَأَبِي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَصَفِيَّةَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَعَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ وَغَيْرِهِمْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

لیکن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کبار تابعین اور علم و دین کے لحاظ سے اہم شخصیتوں میں سے تھے، انہوں نے اپنے باپ حسین بن علی رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما، مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المومنین، مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ، سعید بن المسیب رحمہ اللہ، عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ذکوان سے علم حاصل کیا تھا۔ (۴)

---

(۱) مروج الذہب ۲/۳۴۱

(۲) مروج الذہب ۲/۳۴۱

(۳) مروج الذہب ۲/۳۴۱

(۴) منہاج السنہ ۴/۴۸

مرد	قبیلہ	مرد	قبیلہ
عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش	بنواسد بن خزیمہ	عتبہ رضی اللہ عنہ بن غزوان	بنونوفل بن عبدمناف
زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما	بنواسد بن عبد العزیٰ	طلیب رضی اللہ عنہ بن عمیر	بنی عبد بن قصی
عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما	بنوزہرہ	عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما	بنوزہرہ
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما	ہذیل	عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہما	ہذیل
مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ	ہذیل	عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما	بنوجمح
سائب بن عثمان رضی اللہ عنہ	بنوجمح	قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ	بنوجمح
مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما	بنوعبد الدار	عمرو رضی اللہ عنہ بن جہم	بنوعبد الدار
ابوالروم بن عمیر رضی اللہ عنہما	بنوعبد الدار	فراس رضی اللہ عنہ بن النضر بن حارث	بنوعبد الدار
خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ	بنوتمیم	عمیر بن رماب سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم
قیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم	عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم
عبداللہ بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم	ہشام بن العاص سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم
ابوقیس بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم	حارث بن الحارث بن قیس سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم
معمر بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم	بشر بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم
سعید بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم	سعید بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم
سائب بن الحارث سہمی رضی اللہ عنہما	بنوتمیم	عبداللہ مخزمہ رضی اللہ عنہ	بنوعامر بن لوی
عبداللہ بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہما	بنوعامر بن لوی	ابوحاطب بن عمرو رضی اللہ عنہما	بنوعامر بن لوی
سعد بن خولہ رضی اللہ عنہما	بنوعامر بن لوی	ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہما	بنوحارث بن فہر
حارث بن عبد قیس رضی اللہ عنہما	بنوحارث بن فہر	سہیل بن بیضائ رضی اللہ عنہما	بنوحارث بن فہر
عمرو بن ابی سرح رضی اللہ عنہما	بنوحارث بن فہر	عیاض بن زہیر رضی اللہ عنہما	بنوحارث بن فہر
عمرو بن الحارث بن زہیر رضی اللہ عنہما	بنوحارث بن فہر	عثمان بن عبد غنم	بنوحارث بن فہر
سعد بن عبد قیس رضی اللہ عنہما	بنوحارث بن فہر	عمرو رضی اللہ عنہ بن عثمان	

معتب بن عوف رضی اللہ عنہما		شماس رضی اللہ عنہ (عثمان بن عبد الشرید)	
ھبار رضی اللہ عنہ بن سفیان بن عبد الاسد		عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ	
ہشام بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ		سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ	
عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہما		محمد بن حاطب رضی اللہ عنہما	
جنادہ بن سفیان رضی اللہ عنہ		حارث بن حاطب رضی اللہ عنہما	
جابر بن سفیان رضی اللہ عنہ		شرجیل بن حسنتہ رضی اللہ عنہما	
عثمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما		محمیتہ بن جزء رضی اللہ عنہما	
معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ		عروۃ بن عبدالعزیٰ رضی اللہ عنہما	
عدی بن نضلہ رضی اللہ عنہما		نعمان بن عدی رضی اللہ عنہما	
عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہما		ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ	
اسود بن نوفل رضی اللہ عنہما		یزید بن زمعہ رضی اللہ عنہما	
عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہما		سویبط بن سعد رضی اللہ عنہما	
معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی رضی اللہ عنہما			

①

کفار مکہ کے ہوشیار اور چوکنا ہونے کے باوجود جب ایک بڑی تعداد میں مسلمان مرد وعورتیں ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر باحفاظت حبشہ چلے گئے تو وہ سٹپٹا گئے چنانچہ اس صورت حال میں مشاورت کے لئے دارالندوہ میں اجتماع منعقد ہوا، جس میں بحث ہوئی کہ اگر اس طرح مسلمان تھوڑے تھوڑے کر کے حبشہ میں جمع ہوتے چلے گئے جہاں نجاشی ان پر مہربان ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ اسے ساتھ ملا کر مکہ پر ہی قبضہ کرنے کی کوشش کریں، کافی غور وحوض کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان لوگوں کی واپسی کے لئے جلد از جلد دو سمجھدار آدمیوں کو نجاشی کے دربار میں بھیجا جائے تا کہ مسلمان ایک جگہ جمع نہ ہوسکیں اور نہ ہی اسلام کی تبلیغ سے وہاں اپنی تعداد بڑھا سکیں،

ثُمَّ بَعَثُوا بِذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَعَمْرو بْنَ الْعَاصِ، وَأَمَرُوهُمَا بِأَمْرِهِمْ، وَقَالُوا لَهُمَا: ادْفَعَا إِلَى كُلِّ بِطْرِيقٍ هَدِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَا النَّجَاشِيَّ فِيهِمْ ثُمَّ قَدِّمَا إِلَى النَّجَاشِيِّ هَدَايَاهُ، ثُمَّ سَلَاهُ أَنْ يُسَلِّمَهُمْ إِلَيْكُمَا قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَهُمْ

یہ قرارداد منظور ہونے پر اس مقصد کے لئے گہری سمجھ بوجھ کے مالک عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص کو سفارتی مہم کے لئے منتخب

① ابن ہشام ٣٢٣/١، عیون الاثر ١٣٦/١

کیا گیا اور انہیں گرانقدر اور قیمتی تحائف دے کر جلد سے جلد روانہ کر دیا گیا تا کہ نجاشی اور اس کے تمام افسروں اور ارکان سلطنت کو وہ تحفے تقسیم کریں اور کہہ دیا کہ نجاشی اور اس کے لوگوں کو یہ تحفے دے کر ان سے درخواست کرنا کہ مسلمانوں کو تمہارے ساتھ روانہ کر دے اور اس طرح یہ کاروائی کرنا کہ مسلمانوں سے وہ کچھ دریافت نہ کر پائے۔[1]

مشرکین نجاشی کے دربار میں:

فَخَرَجَا حَتَّى قَدِمَا عَلَى النَّجَاشِيِّ، وَنَحْنُ عِنْدَهُ بِخَيْرِ دَارٍ، عِنْدَ خَيْرِ جَارٍ، فَلَمْ يَبْقَ مِنْ بِطَارِقَتِهِ بِطْرِيقٌ إِلَّا دَفَعَا إِلَيْهِ هَدِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَا النَّجَاشِيَّ، وَقَالَا لِكُلِّ بِطْرِيقٍ مِنْهُمْ: إِنَّهُ قَدْ ضَوَى إِلَى بَلَدِ الْمَلِكِ مِنَّا غِلْمَانٌ سُفَهَاءُ، فَارَقُوا دِينَ قَوْمِهِمْ، وَلَمْ يَدْخُلُوا فِي دِينِكُمْ، وَجَاءُوا بِدِينٍ مُبْتَدَعٍ، لَا نَعْرِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتُمْ، وَقَدْ بَعَثَنَا إِلَى الْمَلِكِ فِيهِمْ أَشْرَافَ قَوْمِهِمْ لِيَرُدَّهُمْ إِلَيْهِمْ، فَإِذَا كَلَّمْنَا الْمَلِكَ فِيهِمْ، فَأَشِيرُوا عَلَيْهِ بِأَنْ يُسَلِّمَهُمْ إِلَيْنَا وَلَا يُكَلِّمَهُمْ، فَإِنَّ قَوْمَهُمْ أَعْلَى بِهِمْ عَيْنًا، وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوا عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا لَهُمَا: نَعَمْ

یہ دونوں نجاشی کے پاس آئے اور نجاشی سے ملنے سے پہلے اس کے دربار کے تمام مصاحبین کو تحائف کو تحفے اور ہدیئے دیئے، اور ان سے کہا ہمارے شہر سے چند جاہل نوعمر لوگ اپنے آباؤ اجداد کا قدیمی دین و مذہب ترک کر کے یہاں چلے آئے ہیں اور وہ تمہارے دین نصرانیت میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور ایک ایسا نیا مذہب اختیار کر لیا ہے کہ جس کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ تم جانتے ہو، ہم بادشاہ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ان لوگوں کو بادشاہ ہمارے ساتھ روانہ کر دے، جب ہم ان سے متعلق بادشاہ سے بات چیت کریں تو ہماری حمایت میں بولنا کہ وہ ان سے بات چیت کیے بغیر ہمارے حوالے کر دے کیونکہ ان کے سردار ہی ان سے متعلق بخوبی جانتے ہیں کہ انہیں مطمع نظر کیوں بنایا جارہا ہے، چنانچہ انہوں نے اس بات کی ہامی بھر لی،

ثُمَّ إِنَّهُمَا قَدَّمَا هَدَايَاهُمَا إِلَى النَّجَاشِيِّ فَقَبِلَهَا مِنْهُمَا، ثُمَّ كَلَّمَاهُ فَقَالَا لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ، إِنَّهُ قَدْ ضَوَى إِلَى بَلَدِكَ مِنَّا غِلْمَانٌ سُفَهَاءُ، فَارَقُوا دِينَ قَوْمِهِمْ، وَلَمْ يَدْخُلُوا فِي دِينِكَ، وَجَاءُوا بِدِينٍ ابْتَدَعُوهُ، لَا نَعْرِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ، وَقَدْ بَعَثَنَا إِلَيْكَ فِيهِمْ أَشْرَافُ قَوْمِهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَعْمَامِهِمْ وَعَشَائِرِهِمْ لِتَرُدَّهُمْ إِلَيْهِمْ، فَهُمْ أَعْلَى بِهِمْ عَيْنًا، وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوا عَلَيْهِمْ وَعَاتَبُوهُمْ فِيهِ، فَقَالَتْ بَطَارِقَتُهُ حَوْلَهُ: صَدَقَا أَيُّهَا الْمَلِكُ قَوْمُهُمْ أَعْلَى بِهِمْ عَيْنًا، وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوا عَلَيْهِمْ فَأَسْلِمْهُمْ إِلَيْهِمَا فَلْيَرُدَّاهُمْ إِلَى بِلَادِهِمْ وَقَوْمِهِمْ

جب یہ لوگ نجاشی کے دربار میں باریاب ہوئے تو حسب دستور اسے سجدہ کیا اور اس کے حضور تحائف اور ہدایا نذر کیے جو اس نے قبول کر لیے پھر ان سے گفتگو کی، انہوں نے عرض کیا اے شاہ حبشہ نجاشی! ہماری قوم میں سے چند نوعمر جہلاء اپنے قومی مذہب کو ترک کر کے یہاں چلے آئے ہیں اور نہ ہم اور نہ ہی وہ آپ کے دین نصرانیت میں داخل ہوئے ہیں، وہ ایک ایسے نئے مذہب کے پیروکار ہو گئے ہیں جن کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ جانتے ہیں، ہم دونوں کو ان کے عزیز واقارب اور ہماری قوم کے سرداروں اور گھر کے سربراہوں نے مکہ مکرمہ سے اس لیے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے حوالے فرما دیں ہم خود ان لوگوں سے نپٹ لیں گے، اہل مکہ کے سفیروں کی بات سن

[1] ابن ہشام ۱٫۳۳۴

کر نجاشی نے رائے لینے کے لئے مقربین اور مصاحبین کی طرف دیکھا، کفار مکہ کے تحائف نے ان کی زبان بند کر دی تھی اس لئے یک طرفہ فیصلہ کرتے ہوئے بولے اے نجاشی ان افراد کی کاروائیوں کے بارے میں ان کی قوم قبیلے کے افراد زیادہ بہتر جانتے ہیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ ان افراد کو یہاں سے واپس کر دیا جائے تو ان کی قوم اپنے عزیز واقارب سے خود ہی نپٹ لیں گے،

فَغَضِبَ النَّجَاشِيُّ، ثُمَّ قَالَ: لَاهَا اللَّهِ، إِذَنْ لَا أُسْلِمُهُمْ إِلَيْهِمَا، وَلَا يَكَادُ قَوْمٌ جَاوَرُونِي، وَنَزَلُوا بِلَادِي، وَاخْتَارُونِي عَلَى مَنْ سِوَايَ، حَتَّى أَدْعُوَهُمْ فَأَسْأَلَهُمْ عَمَّا يَقُولُ هَذَانِ فِي أَمْرِهِمْ، فَإِنْ كَانُوا كَمَا يَقُولَانِ أَسْلَمْتُهُمْ إِلَيْهِمَا، وَرَدَدْتُهُمْ إِلَى قَوْمِهِمْ، وَإِنْ كَانُوا عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ مَنَعْتُهُمْ مِنْهُمَا، وَأَحْسَنْتُ جِوَارَهُمْ مَا جَاوَرُونِي

نجاشی یک طرفہ فیصلہ نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے درباریوں کی رائے سن کر بہت غصہ ہوا اور بولا یہ کیسے ممکن ہے کہ جو لوگ اپنا وطن چھوڑ کر میرے علاقہ میں آکر پناہ لیں اور میں بغیر کسی تحقیق اور تفتیش کے ان کے مخالفوں کے حوالے کر دوں ہم دوسری طرف کی بات بھی سنیں گے اور پھر کوئی فیصلہ کریں گے، اگر ان لوگوں کی بات صحیح ہے تو ان افراد کو ان کے حوالے کر دیا جائے گا اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہوئی تو ہم ان لوگوں کو یہاں رہنے کی مکمل آزادی فراہم کر کے ہر سہولت مہیا کریں گے، کیونکہ اس فیصلہ سے حقیقت حال واضح ہونے کا امکان تھا اس لئے عمرو بن عاص اور اس کے ساتھی کو نجاشی کا یہ فیصلہ بہت شاق اور گراں گزرا مگر اس کا اظہار کیسے کر سکتے تھے،

قَالَت ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُمْ، فَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولُهُ اجْتَمَعُوا، ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَا تَقُولُونَ لِلرَّجُلِ إِذَا جِئْتُمُوهُ؟قَالُوا: نَقُولُ: وَاللَّهِ مَا عَلِمْنَا، وَمَا أَمَرَنَا بِهِ نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَائِنًا فِي ذَلِكَ مَا هُوَ كَائِنٌ ،فَلَمَّا حَضَرُوا صَاح جَعْفَر بِالْبَابِ يسْتَأْذن عَلَيْك حزب الله، فَقَالَ النَّجَاشِيّ مروا هَذَا الصائح فليعد كَلَامه،فَفعل جَعْفَر،فَقَالَ النَّجَاشِيّ نعم فليدخلوا بِأَمَان الله وذمته،ثمَّ دخلُوا عَلَيْهِ فَلم يسجدوا لَهُ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نجاشی کے حکم پر مہاجرین کو دربار میں بلوایا گیا جب بلانے والا ان کے پاس آیا تو یہ سب جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ بادشاہ کے سامنے کیا کہنا چاہیے آخر سب کی یہی رائے ہوئی کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہی کہیں اور جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا ہے وہی بیان کریں جو کچھ ہونے والا ہے وہی ہوگا، جب یہ لوگ آئے تو ان لوگوں کے امیر جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے دربار کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا اے بادشاہ سلامت! آپ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے اللہ کی جماعت اجازت کی منتظر ہے، یہ کلمات سن کر نجاشی نے کہا اس طرح اجازت چاہنے والوں کو کہو وہی کلمات وہ دوبارہ دہرائیں، چنانچہ جعفر رضی اللہ عنہ نے پھر بلند آواز سے کہا اے بادشاہ سلامت! آپ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے اللہ کی جماعت اجازت کی منتظر ہے، نجاشی نے کہا ان کو اللہ تعالیٰ کے امن وامان کے ساتھ دربار میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے، اجازت ملنے پر مہاجرین دربار میں داخل ہوئے جہاں قریش کے نمائندے موجود اور بہت سے علماء اپنی کتابوں کے ساتھ موجود تھے مگر شاہی آداب کے مطابق نجاشی کو تعظیمی سجدہ نہیں کیا،

فَقَالَ عَمْرو ابْنُ الْعَاصِ أَلم تَرَ أَنهم يَسْتَكْبِرُونَ أَن يسجدوا لَك،فَقَالَ لَهُم النَّجَاشِيّ مَا منعكم أَن تسجدوا لي وتحيوني بالتحية الَّتِي يحييني بهَا من أَتَى من الْآفَاق،قَالُوا نسجد لله الَّذِي خلقك وملكك وَإِنَّمَا كَانَت تِلْكَ التَّحِيَّة لنا وَنحن نعْبد الْأَوْثَان فَبعث الله فِينَا نَبيا صَادِقا وأمرنا بالتحية الَّتِي رضيها الله وَهِي السَّلَام تَحِيَّة أهل الْجنَّة،فعرف

النَّجَاشِيّ أَن ذَلِك حق وَأَنه فِي التَّوْرَاة وَالْإِنجِيل،قَالَ إِنَّك ملك من مُلُوك أهل الأَرْض وَمن أهل الْكتاب وَلَا يصلح عنْدك كَثْرَة الْكَلَام وَلَا الظُّلم وَأَنا أحب أَن أُجِيب عَن أَصْحَابِي فَمر هذَيْن الرجلَيْن فَلْيَتَكَلَّمْ أَحدهمَا ولينصت الآخر

عمروبن العاص نے کہا آپ نے ان کا تکبر وغرور کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کو تعظیمی سجدہ تک نہیں کیا، نجاشی نے جعفراوران کی جماعت سے کہا تم نے میرے دربار کے دستور کے مطابق مجھے تعظیمی سجدہ کیوں نہیں کیا، جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سجدہ صرف اس اللہ تعالیٰ ہی کو کرتے ہیں جو ہمارا خالق اور مالک ہے ایسا سجدہ ہم دور جاہلیت میں کرتے تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک سچا رسول بھیجا ہے جس نے ہمیں سلام کرنے کا وہ طریقہ سکھایا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور وہ آپس میں سلام کرنے کا اہل جنت کا طریقہ ہے، نجاشی نے کہا یہ درست ہے کیونکہ تورات وانجیل میں یہی طریقہ بیان ہوا ہے، پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ بادشاہ ہیں اور دربار میں لمبی گفتگو مناسب نہیں اور آپ کے دربار میں ظلم کا بھی خطرہ نہیں آپ ان دونوں سفیروں کو حکم فرمائیں کہ ان دونوں میں سے کوئی اپنا مقصد بیان کرے پھر آپ ہماری گزارشات بھی سن لیں گے،

فَقَالَ عَمْرو لجَعْفَر تكلم،فَقَالَ جَعْفَر للنجاشي سل هذَيْن الرجلَيْن أعبيد نَحن أم أَحْرَار فَأن كُنَّا عبيدا أبقنا من أربابنا فارددنا إِلَيْهِم؟قَالَ عَمْرٌو: بَلْ أَحْرَارٌ كِرَامٌ،قَالَ جَعْفَرٌ: سَلْ هَذَا الرَّجُلَ: هَلْ أَهْرَقْنَا دَمًا بِغَيْرِ حَقِّهِ فَادْفَعْنَا إِلَى أَهْلِ الدَّمِ؟فَقَالَ: وَلَا قَطْرَةً وَاحِدَةً مِنْ دَمٍ،ثُمَّ قَالَ جَعْفَرٌ: سَلْ هَذَا الرَّجُلَ: أَخَذْنَا أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ فَعِنْدَنَا قَضَاءٌ؟ فَقَالَ عَمْرٌو: وَلَا قِيرَاطٌ،فَقَالَ النَّجَاشِيُّ: مَا تُطَالِبُونَهُمْ بِهِ؟

عمروبن عاص نے جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا بولو! کیا بولنا چاہتے ہو؟ جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی سے مخاطب ہو کر کہا آپ ان سے دریافت کریں ہم آزاد ہیں یا غلام؟ اگر ہم غلام ہیں اور اپنے مالکوں سے بھاگ کر آئے ہیں تو آپ ہمیں ان کے حوالے کر دیں، عمروبن عاص نے جواب دیا یہ غلام نہیں بلکہ ایک باوقار آزاد لوگ ہیں، پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا اس شخص سے دریافت فرمائیں کیا ہم نے کسی کا ناحق قتل کیا ہے کہ ہمیں قصاص کے لئے طلب کیا جارہا ہے؟ عمروبن عاص نے جواب دیا نہیں ان لوگوں نے کسی کے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہایا، جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم نے کسی کا مال دبایا ہے جس کا ادا کرنا ہمارے ذمہ لازم ہے؟ عمروبن عاص نے جواب دیا نہیں انہوں نے کسی کی ایک دمڑی بھی نہیں دبی، نجاشی نے کہا پھر تم ان سے کیا چاہتے ہو؟[1]

قَالَ عَمْرٌو: فَكُنَّا نَحْنُ وَهُمْ عَلَى دِينٍ وَاحِدٍ وَأَمْرٍ وَاحِدٍ فَتَرَكُوهُ وَلَزِمْنَاهُ، فَقَالَ لَهُمْ: مَا هَذَا الدِّينُ الَّذِي قَدْ فَارَقْتُمْ فِيهِ قَوْمَكُمْ، وَلَمْ تَدْخُلُوا (بِهِ)فِي دِينِي، وَلَا فِي دِينِ أَحَدٍ مِنْ هَذِهِ الْمِلَلِ؟فَقَالَ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ،كُنَّا قَوْمًا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ نَعْبُدُ الْأَصْنَامَ، وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ وَنَأْتِي الْفَوَاحِشَ، وَنَقْطَعُ الْأَرْحَامَ، وَنُسِيءُ الْجِوَارَ، يَأْكُلُ الْقَوِيُّ مِنَّا الضَّعِيفَ، فَكُنَّا عَلَى ذَلِكَ حَتَّى بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْنَا رَسُولًا مِنَّانَعْرِفُ نَسَبَهُ، وَصِدْقَهُ، وَأَمَانَتَهُ، وَعَفَافَهُ

عمروبن عاص نے جواب دیا پہلے ہم اور یہ اپنے آباؤاجداد کے دین کے پیروکار تھے اب انہوں نے وہ چھوڑ کر دوسرا نیا دین اختیار کرلیا ہے، نجاشی

[1] المصباح المضي في كتاب النبي الأمي ورسله إلى ملوك الأرض من عربي وعجمي ۲؍۴۸

نے جعفر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا سچ سچ بتاؤ وہ کونسا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے اور اپنی قوم کا مذہب چھوڑ دیا ہے اور کسی مذہب (عیسائیت، یہودیت) میں بھی شامل نہیں ہوئے ؟ جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا اے بادشاہ! ہم جاہلیت میں غرق تھے، بت پرستی ہمارا اشعار تھا، ہم مردار کھاتے اور ہر طرح کی بے حیائیوں میں مبتلا تھے، ہم قرابت داروں سے قطع تعلق کرتے اور ہمسائیوں سے بدسلوکی کرتے تھے، ہم میں جو طاقت ور ہوتا وہ چاہتا تھا کہ کمزور کو کھا جائے، ہم اسی طرح کے بدترین حال میں مست تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمارے حال پر رحم و کرم فرمایا اور ہم میں سے اپنا ایک رسول مبعوث فرمایا جس کے حسب و نسب، بچپن سے پاکیزہ اخلاق و کردار، پاکدامنی اور عفت، کاروباری معاملات میں راست بازی، لوگوں کی امانتوں میں دیانتداری کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔[1]

فَقَالَ النَّجَاشِيّ لجعْفَر مَاذَا يقُول لكم هَذَا الرجل وَمَا يَأْمُركُمْ بِهِ وَمَا ينْهَاكُم عَنهُ، فَدَعَانَا إِلَى اللَّهِ لِنُوحِّدَهُ، وَنَعْبُدَهُ، وَنَخْلَعَ مَا كُنَّا نَعْبُدُ نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ دُونِهِ مِنَ الحِجَارَةِ وَالْأَوْثَانِ، وَأَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، وَصِلَةِ الرَّحِمِ، وَحُسْنِ الْجِوَارِ وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ، وَالدِّمَاءِ، وَنَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ، وَقَوْلِ الزُّورِ وَأَكْلِ مَالَ الْيَتِيمِ، وَقَذْفِ الْمُحْصَنَةِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَأَمَرَنَا بِالصَّلَاةِ، وَالزَّكَاةِ، وَالصِّيَامِ، قَالَ: فَعَدَّدَ عَلَيْهِ أُمُورَ الْإِسْلَامِ

نجاشی نے کہا یہ آدمی تمہیں کیا دعوت دیتا ہے؟ تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے اور کس چیز سے منع کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بے جان بتوں کی پرستش سے روکا اور اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلایا اور اسی کی عبادت و بندگی کا حکم دیا اور پتھروں اور بتوں کی جسے ہم اور ہمارے آباو اجداد پرستش کرتے تھے بندگی سے منع کیا اور حکم دیا کہ ہم سچ بولیں، امانتوں کو ادا کریں اور قطع رحمی کے بجائے صلہ رحمی کریں اور اپنے ہمسائے سے نیک سلوک رکھیں، اور محارم کا لحاظ رکھیں اور خون ریزی نہ کریں اور فسق و فجور سے باز رہیں اور جھوٹی گواہی نہ دیں اور یتیم کا مال ہڑپ نہ کر جائیں اور کسی پاک دامن پر تہمت نہ لگائیں، اور ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، اور ہمیں حکم دیا کہ ہم نماز قائم کریں اپنے پاکیزہ اموال میں سے زکوۃ ادا کریں اور روزے رکھیں، اس طرح جعفر رضی اللہ عنہ نے بڑے مدلل اور بہترین انداز سے اسلام سے قبل اور بعد کے حالات اور اسلامی تعلیمات کا ذکر کیا،

فَصَدَّقْنَاهُ وَآمَنَّا بِهِ وَاتَّبَعْنَاهُ عَلَى مَا جَاءَ بِهِ، فَعَبَدْنَا اللَّهَ وَحْدَهُ، فَلَمْ نُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا وَحَرَّمْنَا مَا حَرَّمَ عَلَيْنَا وَأَحْلَلْنَا مَا أَحَلَّ لَنَا فَعَدَا عَلَيْنَا قَوْمُنَا فَعَذَّبُونَا وَفَتَنُونَا عَنْ دِينِنَا لِيَرُدُّونَا إِلَى عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ مِنْ عِبَادَةِ اللَّهِ وَأَنْ نَسْتَحِلَّ مَا كُنَّا نَسْتَحِلُّ مِنَ الخَبَائِثِ، فَلَمَّا قَهَرُونَا وَظَلَمُونَا، وَشَقُّوا عَلَيْنَا، وَحَالُوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ دِينِنَا، خَرَجْنَا إِلَى بَلَدِكَ، وَاخْتَرْنَاكَ عَلَى مَنْ سِوَاكَ، وَرَغِبْنَا فِي جِوَارِكَ، وَرَجَوْنَا أَنْ لَا نُظْلَمَ عِنْدَكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ

ہم نے بت پرستی ترک کر کے اس پاکیزہ دعوت کو جو ہر طرح کی اخلاقی و نیکی کی تعلیم دیتی ہے تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے اور انہوں نے جو کچھ فرمایا اس کی اطاعت کی، ہم اللہ وحدہ کی بندگی کرتے ہیں اور ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیراتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں ہم اسے حرام قرار دیتے ہیں اور جن چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں ہم انہیں حلال قرار دیتے ہیں، ہماری قوم نے اس

[1] سیرة ابن اسحاق ۲۱۴/۱

دین حق کے اختیار کرنے پر ہم کو تکالیف پہنائیں اور ہمیں بہت ستایا تاکہ ہم اس اللہ کی بندگی کو ترک کر دیں اور بتوں کی پرستش اختیار کر لیں اور جس طرح وہ برے کاموں کو حلال سمجھتے ہیں ہم بھی حلال سمجھیں، چنانچہ جب ان کے ظلم وستم کی کوئی حد نہ رہی، اپنے دین پر چلنا اور ایک اللہ کی عبادت وبندگی کرنا دشوار ہو گیا تو کفر وشرک کے فتنوں سے بچنے اور اپنے ایمان کی سلامتی وعافیت کے لئے آپ کی ہمسائیگی کو ترجیح دی اور ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ کے زیر سایہ ہم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ [1]

فَقَالَ اقْرَأْ عَلَيَّ مِمَّا يَقْرَأُ عَلَيْكُمْ

جسے سن کر نجاشی بہت متاثر ہوا اور جعفر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ اللہ نے جو پیغام آپ کے رسول پر نازل کیا ہے وہ پڑھ کر سنائیں، جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کو سورہ مریم کی ابتدائی چند آیات پڑھ کر سنائیں۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝١ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝٢ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَاۗءً خَفِيًّا ۝٣ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ
وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَاۗىِٕكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝٤ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَاۗءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ
عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝٥ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ڰ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝٦ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ
بِغُلٰمِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝٧ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ
بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝٨ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَـيْـــــًٔا ۝٩
قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ
فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِـيًّا ۝١١ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝١٢ وَّحَنَانًا مِّنْ
لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝١٣ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝١٤ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ
وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝١٥ [2]

ترجمہ: ذکر ہے اس رحمت کا جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی، جبکہ اس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا اس نے عرض کیا اے پروردگار! میری ہڈیاں تک گھل گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے اے پروردگار میں کبھی تجھ سے دعا مانگ کر نامراد نہیں رہا، مجھے اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں کی برائیوں کا خوف ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے فضل خاص سے ایک وارث عطا کر دے جو میرا وارث بھی ہو اور آل یعقوب علیہ السلام کی میراث بھی پالے اور اے پروردگار اس کو ایک پسندیدہ انسان بنا (جواب دیا گیا) اے زکریا علیہ السلام ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحیی علیہ السلام ہوگا ہم نے اس نام کا کوئی آدمی اس سے پہلے پیدا نہیں کیا عرض کیا پروردگار بھلا میرے ہاں کیسے بیٹا ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو کر سوکھ چکا ہوں، جواب ملا ایسا ہی ہوگا تیرا رب فرماتا ہے کہ یہ تو میرے لئے ایک ذرا سی بات ہے آخر اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں جب کہ تو کوئی چیز نہ تھا، زکریا نے عرض کیا پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تم پیہم تین دن تک لوگوں سے بات چیت نہ کرو گے (یا نہ کر سکو گے) چنانچہ وہ

---

[1] ابن ہشام ۳۳۵/۱، دلائل النبوة لابی نعیم ۲۴۶/۱، دلائل النبوة للبیہقی ۳۰، الروض الانف ۱۵۰/۳، تاریخ الخمیس ۲۹۰/۱

[2] مریم ۱تا۱۵

محراب سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آیا اور اس نے اشارے سے ان کو ہدایت کی کہ صبح وشام تسبیح کرو اور اپنی طرف سے اس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ بڑا پرہیز گار اور اپنے والدین کا حق شناس تھا وہ جبار نہ تھا اور نہ نافرمان، سلام اس پر جس روز کہ وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

قَالَتْ: فَبَكَى وَاللَّهِ النَّجَاشِيُّ حَتَّى اخْضَلَّتْ لِحْيَتُهُ، وَبَكَتْ أَسَاقِفَتُهُ حَتَّى أَخْضَلُّوا مَصَاحِفَهُمْ، حِينَ سَمِعُوا مَا تَلَا عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ (لَهُمْ) النَّجَاشِيُّ: إِنَّ هَذَا وَالَّذِي جَاءَ بِهِ عِيسَى لَيَخْرُجُ مِنْ مِشْكَاةٍ وَاحِدَةٍ، انْطَلِقَا،فَلَا وَاللَّهِ لَا أُسْلِمُهُمْ إِلَيْكُمَا، وَلَا يُكَادُونَ

نجاشی اپنے دین کے بارے میں اچھا علم رکھتا تھا اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا سچا کلام جس میں زکریا رضی اللہ عنہ اور یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر تھا سن کر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہہ نکلی جس سے اس کی داڑھی تر ہوگئی اہل دربار پر بھی ایسا ہی اثر ہوا اور وہ بھی زار وقطار رونے لگے اور اس قدر روئے کہ جو کتابیں ان کے آگے کھولی ہوئی تھیں وہ سب تر ہوگئیں، جب نجاشی کے جذبات کچھ ٹھنڈے ہوئے تو کہنے لگا جو پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور وہ پیغام جو عیسیٰ علیہ السلام نے سنایا تھا بالکل ایک طاقچے سے پھوٹتی روشنی کی مانند ہیں، اور غصہ سے قریش کے نمائندوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا تم لوگ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ، اللہ کی قسم! میں ہر گز ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا، کفر کا سر جھک گیا اور حق سر بلند رہا، رسی جل گئی مگر بل نہ گیا،

قَالَتْ: فَلَمَّا خَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ، قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: وَاللَّهِ لَآتِيَنَّهُ غَدًا عَنْهُمْ بِمَا أَسْتَأْصِلُ بِهِ خَضْرَاءَهُمْ، قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ، وَكَانَ أَتْقَى الرَّجُلَيْنِ فِينَا: لَا نَفْعَلُ، فَإِنَّ لَهُمْ أَرْحَامًا، وَإِنْ كَانُوا قَدْ خَالَفُونَاقَالَ: وَاللَّهِ لَأُخْبِرَنَّهُ أَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ عِيسَى بن مَرْيَمَ عَبْدٌ،أَيُّهَا الْمَلِكُ، إِنَّهُمْ يَقُولُونَ فِي عِيسَى بن مَرْيَمَ قَوْلًا عَظِيمًا، فَأَرْسِلْ إِلَيْهِمْ فَسَلْهُمْ عَمَّا يَقُولُونَ فِيهِ

دربار سے باہر نکل کر عمرو بن عاص مہاجرین کو دھمکی دے کر بولا اللہ کی قسم! میں کل ایسی ترکیب کروں جس سے ان لوگوں کا پورا استیصال ہو جائے گا، عبد اللہ بن ابی ربیعہ جو ایک رحم دل شخص تھا اس نے کہا ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ پھر آخر یہ لوگ ہمارے رشتہ دار ہیں اگرچہ دین میں ہمارے مخالف ہو گئے ہیں تو ہو جائیں مگر ایسا نہیں کرنا چاہیے، مگر عمرو بن عاص نہ مانا اور کہنے لگا اللہ کی قسم! میں کل نجاشی کو ضرور کہوں گا کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کو بشر سمجھتے ہیں تو وہ انہیں فوراً ہی اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم صادر کر دے گا حسب پروگرام دوسرے دن اس نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر کہا اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے ایک بڑی غلط بات کہتے ہیں انہیں بلوائیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کے عقائد ونظریات معلوم فرمائیں، صورت حال معلوم کرنے کے لئے نجاشی نے پھر مہاجرین کو دربار میں بلوالیا،

قَالَتْ: وَلَمْ يَنْزِلْ بِنَا مِثْلُهَا قَطُّ. فَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ، ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَاذَا تَقُولُونَ فِي عِيسَى بن مَرْيَمَ إِذَا سَأَلَكُمْ عَنْهُ؟ قَالُوا: نَقُولُ وَاللَّهِ مَا قَالَ اللَّهُ، وَمَا جَاءَنَا بِهِ نَبِيُّنَا، كَائِنًا فِي ذَلِكَ مَا هُوَ كَائِنٌ،قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ، قَالَ لَهُمْ: مَاذَا تَقُولُونَ فِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ؟ فَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: نَقُولُ فِيهِ الَّذِي جَاءَنَا بِهِ نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (يَقُولُ) : هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَرُوحُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُولِ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جیسا اس روز ہمیں فکر وتردد لاحق ہوا ایسا کسی روز نہیں ہوا سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے کہ اگر باشادہ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں دریافت کرے تو ہمیں کیا جواب دینا چاہیے، بحث وتمحیص کے بعد یہی رائے قرار پائی کہ جو بات رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے وہی صاف صاف بیان کردو پھر اللہ کو جو منظور ہو گا وہی ہو گا، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے تو نجاشی نے مہاجرین سے پوچھا تم عیسیٰ کے متعلق کیا عقائد ونظریات رکھتے ہو؟ اس موقعہ پر پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں بتلایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے، وہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلمہ تھے جو پاکدامن مریم کی طرف القا کیا گیا تھا اور آیات قرآنی پڑھ کر سنائیں۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ
اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا
رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ
كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ
فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ
نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ
تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ
لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾
يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ
كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠
وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ
يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾
مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ [1]

ترجمہ: اور اے نبی اس کتاب میں مریم رحمہا اللہ کا حال بیان کرو جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا، مریم رحمہا اللہ یکایک بول اٹھی کہ اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اس نے کہا میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں، مریم رحمہا اللہ نے کہا میرے ہاں کیسے لڑکا ہو گا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں، فرشتے نے کہا ایسا ہی ہو گا، تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت

[1] مریم ۱۶ تا ۳۶

آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔ مریم رحمہا اللہ کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لیئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی، پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا وہ کہنے لگی کاش! میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام ونشان نہ رہتا، فرشتے نے پائنتی سے اسکو پکار کر کہا غم نہ کر ، تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو زرا اس درخت کے تنے کو ہلا، تیرے اوپر تر و تازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لئے روزے کی نذر مانی ہے اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی، پھر وہ اس بچے کو لیئے ہوئے اپنی قوم میں آئی، لوگ کہنے لگے اے مریم یہ تو تو نے بڑا پاپ کر ڈالا اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی، مریم رحمہا اللہ نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا، لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گہوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے، بچہ بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا جہاں میں رہوں اور نماز اور زکواۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جبکہ میں مروں اور جبکہ میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں، یہ ہے عیسیٰ ابن مریم اور یہ ہے اس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں، اللہ کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے، وہ پاک ذات ہے وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔ (اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ) اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، پس تم اسی کی بندگی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔

فَضَرَبَ النَّجَاشِيُّ بِيَدِهِ إِلَى الْأَرْضِ، فَأَخَذَ مِنْهَا عُودًا، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ مَا عَدَا عِيسَى بن مَرْيَمَ مَا قُلْتَ هَذَا الْعُودَقَالَ: اذْهَبُوا فَأَنْتُمْ سُيُومٌ بِأَرْضِي، مَنْ سَبَّكُمْ غُرِمَ وَالسُّيُومُ: الْآمِنُونَ فِي لِسَانِهِمْ، ثُمَّ قَالَ لِلرَّسُولَيْنِ: لَوْ أَعْطَيْتُمُونِي دَبْرًا مِنْ ذَهَبٍ، يَقُولُ: جَبَلًا مِنْ ذَهَبٍ، مَا أَسْلَمْتُهُمْ إِلَيْكُمَارُدُّوا عَلَيْهِمَا هَدَايَاهُمَا، فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا، فو الله مَا أَخَذَ اللَّهُ مِنِّي الرِّشْوَةَ حِينَ رَدَّ عَلَيَّ مُلْكِي، فَآخُذَ الرِّشْوَةَ فِيهِ، وَمَا أَطَاعَ النَّاسَ فِيَّ فَأُطِيعَهُمْ فِيهِ،قَالَتْ: فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ مَقْبُوحَيْنِ مَرْدُودًا عَلَيْهِمَا مَا جَاءَا بِهِ ، وَأَقَمْنَا عِنْدَهُ بِخَيْرِ دَارٍ، مَعَ خَيْرِ جَارٍ

یہ حقیقی جواب سنکر نجاشی جوش سے بھر گیا اور زمین پر ہاتھ مارا اور ایک تنکا اٹھا کر کہنے لگا اللہ کی قسم! تم نے جو کچھ بیان کیا ہے عیسیٰ علیہ السلام اس سے اس تنکے کے برابر بھی عیسیٰ علیہ السلام زیادہ نہیں، پھر نجاشی بولا آج سے یہ مہاجرین میرے قابل قدر مہمان ہیں جو انہیں برا کہے گا تو نقصان اٹھائے گا اور اگر کوئی انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا تو اسے سخت ترین سزا دی جائے گی، پھر قریش کے دونوں قاصدوں سے کہنے لگا اگر تم مجھے سونے کا گر جا بلکہ پہاڑ بھی دے دو پھر بھی میں مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا پھر اپنے کارندوں اور اہل دربار سے مخاطب ہو کر بولا کہ ان سفیروں کے تحائف انہیں واپس کر دیں ہمیں ان کے تحائف کی کوئی ضرورت نہیں، جب اللہ تعالیٰ نے مجھے میرا ملک واپس دیا تھا تو مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی کہ میں ان کے بارے میں رشوت لوں، اس نے میرے بارے میں لوگوں کی کوئی بات نہیں مانی کہ میں اب اس کے بارے میں ان کی بات مانوں، اس طرح مسلمان نہایت شاداں وفرحاں اور قریش کے ایلچی اپنے تحائف اور نذرانے لیکر نہایت ذلت

وندامت سے باہر نکل آئے اور مہاجرین حبشہ میں بڑے آرام وسکون سے زندگی بسر کرنے لگے۔ [1]

قریش کے سفیروں نے حبشہ سے واپس آ کر دوسرے سرداروں کو اپنی ذلت ونامرادی کی داستان سنائی تو ان کے دل غیض وغضب سے بھر گئے، رسول اللہ ﷺ سے بغض وحسد اور زیادہ بڑھ گیا، دوسرے مسلمانوں پر تو ان کے قبیلے والے، عزیز واقارب یا غلاموں پر مالک ظلم وستم کرتے ہی رہتے تھے جس کا نتیجہ صفر ہی نکلا تھا، ان مظالم سے بچنے اور اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے ایک بڑی تعداد میں مسلمان حبشہ ہجرت کر چکے تھے اور مکہ میں سید الامم ﷺ اور چند ساتھیوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا، چنانچہ موقعہ غنیمت جان کر انہوں نے ان خطوط پر سوچنا شروع کر دیا کہ ہر ممکن طور پر رسول اللہ ﷺ کو دعوت اسلام سے روکا جائے یا پھر انہیں قتل کر دیا جائے، عرب سمجھتے تھے کہ اگر انہوں نے اس زمین کو اس مرکزی شخصیت سے محروم کر دیا تو یہ دنیا اللہ کے قانون سے خود بخود خالی ہو جائے گی اور ان کا نراج ان کے مفادات کی حفاظت کرنے کے لئے قائم رہے گا اسی سوچ کے تحت ذات اقدس پر جان لیوا حملہ کیا گیا، ایک دفعہ آپ ﷺ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ نراج کے ایک پر جوش حامی نے آپ کی گردن میں پٹکا ڈال کر اس زور سے بھینچا کہ آپ کی سانس رک گئی، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بچایا، کیونکہ آپ کے چچا ابوطالب قرابت تعلق سے برابر مخالفین سے آپ ﷺ کی حفاظت پر کمر بستہ تھے اس لئے اپنے خیال کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے انہوں نے ان سے بات کرنا مناسب خیال کیا۔

ابوطالب کو علانیہ دھمکی:

يَا أَبَا طَالِبٍ، إنَّ لَكَ سِنًّا وَشَرَفًا وَمَنْزِلَةً فِينَا، وَإِنَّا قَدْ اسْتَنْهَيْنَاكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ فَلَمْ تَنْهَهُ عَنَّا، وَإِنَّا وَاَللَّهِ لَا نَصْبِرُ عَلَى هَذَا مِنْ شَتْمِ آبَائِنَا، وَتَسْفِيهِ أَحْلَامِنَا، وَعَيْبِ آلِهَتِنَا، حَتَّى تَكُفَّهُ عَنَّا، أَوْ نُنَازِلَهُ وَإِيَّاكَ فِي ذَلِكَ، حَتَّى يَهْلِكَ أَحَدُالْفَرِيقَيْنِ، أَوْ كَمَا قَالُوا لَهُ، (ثُمَّ) انْصَرَفُوا عَنْهُ، فَعَظُمَ عَلَى أَبِي طَالِبٍ فِرَاقُ قَوْمِهِ وَعَدَاوَتُهُمْ، وَلَمْ يَطِبْ نَفْسًا بِإِسْلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ وَلَا خِذْلَانِهِ

چنانچہ معاملہ طے کر کے وہ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوطالب! آپ ہم سب میں معمر ہیں اور مرتبہ وعزت میں بھی ہم سب سے بڑھے ہوئے ہیں، ہم نے پہلے بھی آپ سے خواہش کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو اس نئے دین کی دعوت سے روک لیں مگر آپ نے کچھ بھی نہیں کیا اور وہ کھلے عام ہمارے معبودوں کو برا بھلا اور دعوت اسلام دیتے پھر رہے ہیں، ہم نے بہت برداشت کیا مگر واللہ! اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے، اب ہم مزید ضبط وبرداشت نہیں کر سکتے کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں اور آباؤ اجداد کو گمراہ کہے اور ہمیں بے عقل اور نادان گردانے، ہم آپ کو واضح طور پر آگاہ کر رہے ہیں کہ یا تو آپ انہیں اس دعوت کی تبلیغ سے روک دیں ورنہ ہم آپ سے اور ان سے مقابلہ کریں گے یہاں تک کہ ہم دونوں فریقوں میں سے ایک تباہ وبرباد ہو جائے، اس طرح دھمکی دے کر وہ لوگ واپس چلے گئے، ابوطالب پر قوم کا چھوٹ جانا اور ان کا دشمن بن جانا بہت شاق گزرا اور انہی وجوہات سے نہ وہ بخوشی خاطر رسول اللہ ﷺ پر اسلام لا سکے اور نہ آپ ﷺ کی مدد سے ہاتھ اٹھا سکے،

---

[1] سیرة ابن اسحاق ۲۱۴؍۱، ابن ہشام ۳۳۶؍۱، الروض الانف ۱۴۸؍۳، زادالمعاد ۲۷؍۳

أَنَّ قُرَيْشًا حِينَ قَالُوا لِأَبِي طَالِبٍ هَذِهِ الْمَقَالَةَ، بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَاءُونِي، فَقَالُوا لِي كَذَا وَكَذَا، لِلَّذِي كَانُوا قَالُوا لَهُ، فَأَبْقِ عَلَيَّ وَعَلَى نَفْسِكَ، وَلَا تُحَمِّلْنِي مِنَ الْأَمْرِ مَا لَا أُطِيقُ،قَالَ: فَظَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ بَدَا لِعَمِّهِ فِيهِ بَدَاءٌ أَنَّهُ خَاذِلُهُ وَمُسْلِمُهُ، وَأَنَّهُ قَدْ ضَعُفَ عَنْ نُصْرَتِهِ وَالْقِيَامِ مَعَهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَمُّ، وَاللَّهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِي يَمِينِي، وَالْقَمَرَ فِي يَسَارِي عَلَى أَنْ أَتْرُكَ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يُظْهِرَهُ اللَّهُ، أَوْ أَهْلِكَ فِيهِ، مَا تَرَكْتُهُ،قَالَ: ثُمَّ اسْتَعْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَكَى ثُمَّ قَامَ،فَلَمَّا وَلَّى نَادَاهُ أَبُو طَالِبٍ، فَقَالَ: أَقْبِلْ يَا بن أَخِي، قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اذْهَبْ يَا بن أَخِي، فَقُلْ مَا أَحْبَبْت، فو الله لَا أُسْلِمُكَ لِشَيْءٍ أَبَدًا

جب قریش کے وفد نے یہ شکایت کی تو ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور اے میرے بھتیجے! تمہاری قوم نے میرے پاس آ کر تمہاری شکایتوں کا دفتر کھولا ہے پس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اپنی اور میری جان کے ہلاک کرنے کی بات نہ کرو اور مجھ پر میری طاقت سے زیادہ بار نہ ڈالو، رسول اللہ ﷺ کو خیال گزرا کہ ان کا چچا جواب تک پوری قوم کے سامنے ان کا پشت پناہ بنا کھڑا تھا انہیں بے سہارا چھوڑ رہا ہے اور اب وہ ان کی پشت پناہی کرنے سے قاصر ہیں، اس لئے جواباً عرض کیا اے چچا! اللہ کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر بھی رکھ دیں میں تب بھی اپنے وعظ ونصیحت سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کا بول بالا فرما دے گا یا میں خود اس راہ میں فنا ہو جاؤں، یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ شدت جذبات سے رو پڑے اور وہاں سے جانے کے لئے۔ اٹھ کھڑے ہوئے، جب آپ لوٹنے لگے تو ابوطالب نے آپ کو آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے! تم اپنی دعوت جس کو چاہو دیتے پھرو، واللہ! میں تمہیں کسی قیمت پر کسی کے حوالہ نہ کروں گا۔[1] اس روایت کی سند منقطع ہے۔

أخبرني عقيل بن أبي طالب قال: جَاءَتْ قُرَيْشٌ إِلَى أَبِي طَالِبٍ، فَقَالُوا: إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ هَذَا قَدْ آذَانَا فِي نَادِينَا وَمَسْجِدِنَا فَانْهَهُ عَنَّا فَقَالَ: يَا عَقِيلُ انْطَلِقْ فَأْتِنِي بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِ ، فجعل يطلب الفيء يمشي فيه من شِدَّةِ الحَرِّ الرحض، فَلَمَّا أَتَاهُمْ قَالَ أَبُو طَالِبٍ: إِنَّ بَنِي عَمِّكَ هَؤُلَاءِ قَدْ زَعَمُوا أَنَّكَ تُؤْذِيهِمْ فِي نَادِيهِمْ وَمَسْجِدِهِمْ فَانْتَهِ عَنْ أَذَاهُمْ، فَحَلَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: أَتَرَوْنَ هَذِهِ الشَّمْسَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَمَا أَنَا بِأَقْدَرِ عَلَى أَنْ أَدَعَ ذَلِكَ مِنْكُمْ عَلَى أَنْ تَسْتَشْعِلُوا مِنْهَا شُعْلَةً، فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ: وَاللهِ مَا كَذَبْتَ ابْنَ أَخِي قَطُّ فَارْجِعُوا

عقیل بن ابی طالب سے مروی ہے قریش کے لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا تمہارا بھتیجا ہمیں مجلسوں اور بیت اللہ میں بیٹھ کر ہمیں تکلیف پہنچا رہا ہے، انہیں ایسا کرنے سے روکو، ابوطالب نے عقیل سے کہا اے عقیل محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لاؤ، میں انہیں بلانے کے لئے گیا پس آپ ﷺ سائے کو تلاش کرتے ہوئے پسینے میں شرابور ہو کر تشریف لائے، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو ابوطالب نے کہا بھتیجے! یہ تمہاری قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ تم انہیں ان کی مجلسوں اور بیت میں بیٹھ کر تکلیف پہنچاتے ہو، بھتیجے! انہیں تکلیف مت پہنچاؤ، رسول

[1] ابن ہشام ۲۶۵/۱، الروض الانف ۳/۹

اللہ ﷺ نے نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا آپ سورج کو دیکھتے ہیں؟ وہ بولے ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح آپ اس سے کوئی شعلہ نہیں لاسکتے اسی طرح میں بھی اپنا کام نہیں چھوڑ سکتا، ابو طالب سرداران قریش سے کہنے لگے اللہ کی قسم! میرے بھتیجے نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کی، جاؤ چلے جاؤ۔[1] چنانچہ رسول اللہ ﷺ کفار مکہ سے بلا خوف دعوت اسلام کو پھیلانے میں سرگرداں رہے۔

ابو طالب کو ایک اور تجویز:

ثُمَّ إِنَّ قُرَيْشًا حِينَ عَرَفُوا أَنَّ أَبَا طَالِبٍ قَدْ أَبَى خِذْلَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِسْلَامَهُ، وَإِجْمَاعَهُ لِفِرَاقِهِمْ فِي ذَلِكَ وَعَدَاوَتِهِمْ، مَشَوْا إِلَيْهِ بِعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، فَقَالُوا لَهُ فِيمَا بَلَغَنِي يَا أَبَا طَالِبٍ، هَذَا عُمَارَةُ ابْنُ الْوَلِيدِ، أَنْهَدُ فَتًى فِي قُرَيْشٍ وَأَجْمَلُهُ، فَخُذْهُ فَلَكَ عَقْلُهُ وَنَصْرُهُ، وَاتَّخِذْهُ وَلَدًا فَهُوَ لَكَ، وَأَسْلِمْ إِلَيْنَا ابْنَ أَخِيكَ هَذَا، الَّذِي قَدْ خَالَفَ دِينَكَ وَدِينَ آبَائِكَ، وَفَرَّقَ جَمَاعَةَ قَوْمِكَ، وَسَفَّهَ أَحْلَامَهُمْ، فَنَقْتُلَهُ، فَإِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ بِرَجُلٍ

جب قریش کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ ابو طالب رسول اللہ ﷺ سے تعلق نہیں چھوڑتے اور ان کی حمایت پر کمر بستہ ہیں تب وہ عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو اپنے ساتھ لے کر ابو طالب کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ یہ عمارہ جو قریش کا بہت ہوشمند اور حسین ترین نوجوان ہے آپ اسے قبول کرلیں، اس کی عقل و دانش اور مدد آپ کے کام آئے گی، آپ اسے اپنا متنبی بنالیں اور اپنے بھتیجے کو جس نے ہماری عقلوں کو ناکارہ قرار دے دیا ہے اور خود آپ کے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت شروع کر رکھی ہے جس نے آپ کی قوم میں انتشار برپا کر دیا ہے ہمارے سپرد کر دیں تا کہ ہم اسے قتل کر ڈالیں اور جان کے بدلے جان کے اصول پر عمارہ کو ان کے بدلے رکھ لیں،

فَقَالَ: وَاللَّهِ لَبِئْسَ مَا تَسُومُونَنِي ! أَتُعْطُونَنِي ابْنَكُمْ أَغْذُوهُ لَكُمْ، وَأُعْطِيكُمْ ابْنِي تَقْتُلُونَهُ! هَذَا وَاللَّهِ مَا لَا يَكُونُ أَبَدًا قَالَ: فَقَالَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيِّ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ: وَاللَّهِ يَا أَبَا طَالِبٍ لَقَدْ أَنْصَفَكَ قَوْمُكَ، وَجَهَدُوا عَلَى التَّخَلُّصِ مِمَّا تَكْرَهُهُ، فَمَا أَرَاكَ تُرِيدُ أَنْ تَقْبَلَ مِنْهُمْ شَيْئًا فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ لِلْمُطْعِمِ: وَاللَّهِ مَا أَنْصَفُونِي، وَلَكِنَّكَ قَدْ أَجْمَعْتَ خِذْلَانِي وَمُظَاهَرَةَ الْقَوْمِ عَلَيَّ، فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ، أَوْ كَمَا قَالَ. فَحَقَبَ الْأَمْرُ، وَحَمِيَتْ الْحَرْبُ، وَتَنَابَذَ الْقَوْمُ، وَبَادَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا

ان کی احمقانہ تجویز سن کر ابو طالب نے کہا واللہ! تم مجھ سے جو سودا کر رہے ہو وہ بہت برا سودا ہے کیا تم اپنا فرزند مجھے اس لئے دیتے ہو کہ میں اسے تمہارے لئے کھلا پلا کر تیار کروں اور اپنا فرزند تمہیں اس لئے دے دوں کہ تم اسے قتل کر ڈالو واللہ! ایسا ہرگز نہ ہوگا، اس پر مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بولا آپ کی قوم نے آپ کے سامنے منصفانہ تجویز رکھی ہے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کسی بات کو قبول کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے، ابو طالب نے کہا واللہ! تم لوگوں نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا بلکہ تم لوگوں نے مجھ پر قوم کو چڑھالانے اور مجھے رسوا کرنے

---

[1] السیر والمغازی لابن اسحاق ۱/۱۵۵، دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۱۸۶، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۱/۴۶۳، سُبُل السَّلام مِن صَحِیح سیرۃ خَیر الأنامِ عَلیه الصَّلاۃ وَالسَّلام ۱/۱۲۳، السیرۃ النبویۃ کما جاءت فی الأحادیث الصحیحۃ ۱/۱۲۳، صحیح السیرۃ النبویۃ للعلی ۱/۵۷، فقہ السیرۃ النبویۃ لمنیر الغضبان ۱/۲۰۷، السِیرَۃُ النَّبَوِیَّۃُ الصَّحِیْحَۃُ مُحَاوَلَۃٌ لِتَطبِیقِ قَوَاعِدِ المُحَدِّثِیْنَ فِیْ نَقْدِ رِوَایَاتِ السِّیْرَۃِ النَّبَوِیَّۃِ ۱/۱۶۰

کی دونوں تدبیریں کی ہیں پس اب تمہارا جو جی چاہے کرلو، جب قریش اپنے مطالبہ کے پورا ہونے سے ہر طرح سے مایوس ہو گئے تو عام مسلمانوں پر ظلم و تشدد پر اتر آئے اور ہر قبیلہ اپنے نومسلموں کو طرح طرح کا عذاب دے کر اپنے دین سے مرتد کرنے کی سعی کرنے لگا۔ [1] یہ دیکھ کر ابو طالب بنو ہاشم کے پاس گئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت و پشت پناہی پر زور دیا جسے انہوں نے قبول کرلیا۔

---

[1] ابن ہشام ٢٦٧/١، الروض الانف ١٢/٣، عیون الآثر ١١٨/١